فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود　　　ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

سہ ماہی

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (انٹرنیشنل)

خاتم النّبیین

جلد:1........شمارہ:2

(رجب 1444ء تا جمادی الآخر 1445ء)

(جولائی 2022ء، تا دسمبر 2023ء)

بیاد

اعلیٰ حضرت بریلوی امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

قبلۂ عالم گولڑوی سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

علامہ قائد اہل سنت صدیقی شاہ احمد نورانی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ مجاہد ملت محمد عبد الستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ

پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

ختم نبوت اکیڈمی

برہان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان

پوسٹ کوڈ نمبر 43710　　0923118164591

sabirbukhari50@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشمولات

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شرفِ انتساب

سرورِ دو جہاں، باعثِ کون و مکاں، سیاحِ لامکاں، وجۂ تکوینِ کائنات ، سرچشمۂ خیر و برکات،منبع فیوض و حسنات،مصحح الحسنات،دلیل الخیرات، تاجدار کائنات،فخر موجودات،سیدالمرسلین،امام المتقین، خاتم النبیین، انیس الغریبین، رحمۃ للعلمین ،راحۃ العاشقین ، انسان کامل و اکمل ،دانائے سبل ،ختم الرسل ،مولائے کل سیدنا ونبینا ومولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہ اجمعین۔

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نور اول کا جلوہ ہمارا نبی

گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرف اهداء

متمم الاربعین ،امام العادلین ،غیظ المنافقین ،عزالاسلام والمسلمین ، سید المحدثین ،ناصر دین مبین ، مراد رسول، جانشین رسول مقبول، اعدل الاصحاب، خلیفۂ ثانی ،شیر ربانی، امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابو حفص عمر بن خطاب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ عمر جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارق حق و باطل امام الہدیٰ
تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمان نبی ہم زبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

گدائے کوئے مدینہ شریف
احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

کلماتِ تشکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ

جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا نہیں کرتا۔

الحمدللہ علی احسانہ، سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ بلکہ کروڑ ہا کروڑ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنے آخری نبی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سے پیدا فرمایا اور دولتِ ایمان سے سرفراز فرمایا۔ اے اللہ تعالیٰ! تیرا شکر کہ تو نے ہمیں دنیا کی رنگینیوں سے بچایا اور جہاد بالقلم کی راہ پر چلایا اور ہمارے دلوں میں عقیدۂ ختم نبوت کا نقش ایسا جاگزیں فرمایا کہ ہمیں سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کے اجراء کا خیال آیا۔ یہ محض تائید ایزدی اور ہمارے آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر التفات کا کرشمہ ہے کہ اس کا دوسرا خصوصی شمارہ بھی نہایت ہی آب و تاب سے اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ الحمدللہ ان تمام محبین اور مخلصین کا دل کی اتھاہ گہرائیوں سے شکریہ ادا کیا جاتا ہے، جنہوں نے قدم قدم پر ہماری آواز پر لبیک کہا اور اپنی مشاورت سے نوازا۔ ان احباب کرام کا شکریہ، جنہوں نے مصروفیات کے باوجود ہماری تحریک وتشویق پر اپنے گراں قدر پیغامات، مضامین و مقالات اور منظومات کمپوز کر کے ہمیں ارسال کرنے میں ذرا تاخیر نہ فرمائی۔

شاہین صفت نوجوان عزیزی ظفر محمود قریشی کا شکریہ ادا کرنے کے لئے مجھ ناچیز ہیچ مدان کے پاس الفاظ نہیں جنہوں نے نامساعد حالات کے باوجود اس بار بھی ہمارا بھرپور ساتھ دیا اور اس شمارے کے تمام مضامین ومقالات اور منظومات کی بھی ترتیب وتہذیب نہایت ہی احسن انداز میں سرانجام دی۔

مولانا حافظ فرمان علی رضوی اور مولانا خلیل الرحمٰن رضوی کا شکریہ کہ ان دونوں کو جب بھی فقیر نے طلب کیا حاضر پایا۔ ان دونوں نے حسب سابق اس بار بھی تمام مضامین ومقالات اور منظومات کی نہ صرف پروف ریڈنگ کی بلکہ اس کی ترتیب وتدوین اور ابواب بندی میں بھی میرا بھرپور ساتھ دیا۔

ان تمام محبین اور مخلصین کا بھی شکریہ کہ جنہوں نے مالی تعاون کر کے اس خصوصی شمارے کی اشاعت کو ممکن

بنایا۔ ان معاونین میں سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی ، پیر سید منظور علی شاہ بخاری، برادرم سید سجاد حسین شاہ بخاری،عزیزی سید زاہد حسین شاہ حطاری،عزیزی سید محمد ذیشان شاہ بخاری،قمر زمان غور غشتوی، پیر حفیظ الدین کا کڑ غور غشتوی ،مولانا حافظ محمد حامد رضا قادری ،مولانا خلیل الرحمٰن رضوی ،مولانا حافظ فرمان علی رضوی ،مولانا حافظ محمد عدیل رضوی ،مولانا سلیم نظامی ،مولانا محمود الحسن ،مولانا عمران صدیقی ،مولانا وحید امتیاز ،مولانا عرفان القادری، مفتی عبدالحمید نعیمی ، امجد شاہین اوکاڑوی ، عامر شہزاد ، خاور شہزاد ،محمد شفیق قادری ،محمد تنویر قادری ، پروفیسر غلام محی الدین اور خلیل جبران کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ان سب کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور انہیں ہمیشہ شاد و آباد اور بامراد رکھے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین

دعا گو و دعا جو گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ

مدیر اعلیٰ سہ ماہی مجلہ" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انٹرنیشنل)

پیشوائی

وہ خاتم الانبیاء وہ میر کارواں آگئے

ادارتی قلم: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ النبی الامین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین و کان اللہ بکل شئی علیما

(قرآن کریم، پ22، سورۃ الاحزاب:40)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔
(کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن)

عقیدۂ ختم نبوت:

اللہ تعالیٰ بنی نوع انسانی کی ہدایت وراہنمائی کے لئے اس کرۂ ارض پر اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھیجتا رہا۔ انہیں سلسلۂ وحی سے اپنے پیغامات صحائف اور کتابیں عطا فرماتا رہا۔اس سلسلۂ نبوت ورسالت کا آغاز ابوالابشر حضرت سیدنا آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہوا اور اس کا اختتام ہمارے پیارے نبی آقا و مولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوا۔آپ کی نبوت ورسالت عالمگیر، ابدی اور سرمدی ہے۔اس دنیائے آب وگل میں ظاہری طور پر آپ کے تشریف لانے سے سابقہ امتوں کی تمام شریعتیں منسوخ اور ختم ہو کر رہ گئی ہیں۔آپ پر نازل ہونے والی کتاب "قرآن کریم" آخری آسمانی کتاب ہے اور آپ کی امت بھی آخری ہے۔

بزم آخر کا شمع فروزاں ہوا
نورِ اول کا جلوہ ہمارا نبی

عقیدۂ ختم نبوت ہمارے ایمان کی جان اور روح ہے، ایک آدمی لاکھ بار نمازیں پڑھے، روزے رکھے، حج کرے، زکوٰۃ دے، تمام حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرے لیکن اگر وہ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے متزلزل ہے تو وہ دائرۂ

اسلام سے خارج ہے، کافر ہے اور مرتد ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت ضروریات دین میں سے ہے اور ایمان کی خشت اول ہے۔ اس پر قرآن واحادیث اور اجماعِ امت شاھد وناطق ہے۔ آدم وابلیس کے درمیان چپقلس، اسلام اور کفر کے درمیان معرکۂ آرائیاں اور نیک وبد کے درمیان زور آزمیاں روز اول سے جاری وساری ہیں۔

جھوٹے مدعیان نبوت اوران کا انجام:

مخبر صادق نبی آخرالزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں اپنی امت کو جہاں دیگر فتنوں سے آگاہ فرمایا وہاں آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے منکرین اور مخالفین کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ سامانیوں سے بھی آگاہ فرمایا ہے۔ اس پر آپ کی احادیث شریفہ عادل وناطق ہیں۔ یہاں ایک مشہور حدیث مبارکہ کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

وَاِنَّہٗ سیکون فِیْ اُمَّتِیْ کَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ نَبِیٌّ اللّٰہُ اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

بے شک عنقریب میری امت میں تیس کے قریب دجال کذاب نکلیں گے ان میں سے ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (سنن ابوداؤد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد بن حنبل میں یہ حدیث شریفہ موجود ہے)

ہمارے آقا ومولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں ہی عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ان دجالوں اور کذابوں نے سر اٹھانا شروع کر دیا تھا۔ صنعا یمن سے اسود عنسی نے سر اٹھایا تو آپ کے صحابی حضرت سیدنا فیروز دیلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا سر کچلا اور اسے اپنے انجام تک پہنچایا۔ تاجدارِ ختم نبوت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصال باکمال سے ایک رات قبل ہی یہ فرحت بخش خبر سنائی تھی:

آج رات اسود عنسی مارا گیا ہے اور ایک مرد مبارک نے اسے مارا ہے اس کا نام فیروز ہے۔

خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جب یمامہ سے مسیلمہ کذاب کی فتنہ سامانیاں عروج پر پہنچیں تو آپ نے اس کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا، عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے یہ معرکۂ حق وباطل سیف اللہ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں نہایت بے جگری سے لڑا گیا۔ اسے اور اس کے حامیوں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا۔ اس معرکے میں ختم نبوت کی حفاظت کرتے ہوئے صحابہ کرام رضوان

اللہ علیہم کی ایک کثیر تعداد نے جام شہادت نوش کیا، بدری صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے اس جہاد میں شرکت کو اپنے لئے سعادت سمجھا۔ ستر اکابر صحابہ حفاظ کرام رضوان اللہ علیہم نے بھی اس معرکے میں ختم نبوت کی حفاظت کرتے ہوئے اپنی جان قربان کردی۔

جنگ یمامہ اصل میں معرکۂ تحفظ ختم نبوت ہے جس سے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت ظاہر و باہر ہے۔ اسی طرح جب بھی اور جہاں بھی کسی کذاب نے سر اٹھایا تو اس کا سر کچلنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ میں سے ایک نہ ایک ایسا ''محافظ ختم نبوت'' ضرور سامنے لایا جس نے کذاب کو کیفر کردار تک پہنچایا۔

یہ مشیت ایزدی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی خود حفاظت فرماتا ہے لیکن دجالوں اور کذابوں کے سر اٹھانے سے امت مسلمہ ہر دور میں امتحان میں ضرور مبتلا ہوئی ہے۔ ہر دور میں کذاب رونما ہوتے گئے اور اپنے انجام کو پہنچتے گئے۔

مختار ثقفی، حارث دمشقی، مغیرہ عجلی، بیان بن سمعان، صالح بن ظریف، رئیس خراسانی، اسحاق اخرس، حمدان بن اشعت، علی بن محمد، حامیم یا عامیم بن من اللہ، علی بن فضل، عبدالعزیز باسدی، ابوالقاسم احمد بن قسی وغیرہ کذابوں اور دجالوں نے اس خطۂ ارضی پر مختلف مقامات سے مختلف ادوار میں سر اٹھایا اور اپنے انجام کو پہنچ گئے۔ آج تاریخ میں کذابوں کی فہرست میں ہماری عبرت کے لئے ان کے صرف نام باقی رہ گئے ہیں۔ روئے زمین پر آج ان کا کوئی پیروکار ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔

فتنۂ قادیانیت اور اس کا بانی:

بدقسمتی سے 1250ھ/ 1835ء میں برصغیر کے علاقے گورداس پور کے خطۂ قادیان سے مغل برلاس کے خاندان میں مرزا غلام مرتضیٰ کے گھر میں ایک ایسا کذاب اور دجال پیدا ہوا جس نے ماضی کے تمام کذابوں اور دجالوں کی فتنہ سامانیوں کا ریکارڈ توڑ دیا ہے۔ اس کا نام مرزا غلام احمد رکھا گیا لیکن اس بدطینت شخص نے حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کو قبول نہ کیا اور یہ اپنی ریشہ دوانیوں اور کارستانیوں سے مسیلمۂ پنجاب بن کر سامنے آیا۔ شروع شروع میں یہ ایک مصلح کے روپ میں سامنے آیا اور عیسائیت کا رد کر کے مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کیں لیکن بعد میں اس نے آگے چل کر اپنا کھیل کھل کر کھیلا۔ پہلے اس کی ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' سامنے آئی جس میں اس کے کئی مفسد خیالات پہلی بار سامنے آئے۔

1889ء میں اس نے ''جماعت احمدیہ'' بنائی اور لوگوں سے بیعت لینا شروع کی۔ اسے انگریزوں کی ہلہ

شیری بھی حاصل تھی اور اس نے خود بھی اپنے آپ کو ان کا کاسہ لیس ثابت کیا۔ پہلے مجدد کا دعویٰ کیا، پھر مہدی بنا، 1890ء میں دعویٰ مسیحیت کیا اور بالآخر ظلی اور بروزی نبی بن بیٹھا۔

طرفہ تماشا تو یہ ہے کہ اس کے دام فریب میں کئی پڑھے لکھے مشہور مسلمان بھی پھنس کر رہ گئے، اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور مرتدین میں شامل ہو گئے۔ ان میں سرگودھا کے علاقے بھیرہ سے حکیم نورالدین اور مولوی دلپذیر کے نام نمایاں ہیں۔

خدا جب عقل لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

مرزا قادیانی آنجہانی نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں دل کھول کر نہ صرف ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلکہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کبار اور اہل بیت اطہار رضوان اللہ علیہم کی عزت وناموس پر ناروا حملے کئے۔ یہی نہیں مرزا آنجہانی قرآن کریم کی 283 آیات مبارکہ کے بارے میں یہ دعویٰ خبیثہ کرنے سے بھی ذرا نہ چونکا کہ یہ میرے اوپر نازل ہوئی ہیں۔ استغفر اللہ استغفر اللہ استغفر اللہ

اس خبیث نے 100 آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ کا سرقہ کر کے انہیں اپنی "وحی" میں شامل کیا ہے۔ ڈاکٹر عمیر محمود صدیقی نے مرزا آنجہانی کے ان خود ساختہ الہامات کے مجموعہ "تذکرہ" کا جائزہ حال ہی میں لیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ لیکن افسوس مسیلمۂ پنجاب ان کھلم کھلا گستاخیوں اور بے باکیوں کے باوجود کسی غازی کے ہتھے نہ چڑھ سکا اور یوں یہ فتنۂ عظیمہ یہود ونصاریٰ کی سرپرستی میں امت مسلمہ میں ایک کینسر مرض کی صورت میں باقی رہ گیا ہے۔

فتنۂ قادیانیت کا تعاقب:

علماء حق نے مرزا آنجہانی کی زندگی سراپا شرمندگی میں اس کی ہفوات وبکواسات کا نوٹس لیا اور اسے کافر و مرتد قرار دیا۔ یہی نہیں اس کا اور اس کے حامیوں کا ہر محاذ پر تعاقب کیا۔ علماء حق نے مرزا کے حامیوں سے مناظرے کئے، مباہلے کئے۔

مرزا آنجہانی کی خباثتیں اور غلاظتیں کسی سے بھی ڈھکی چھپی نہیں لیکن پھر بھی علماء حق نے جہاد بالقلم کے محاذ پر اسے اور اس کے چیلوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں۔ اس پر محافظین ختم نبوت کی جانب سے لکھی گئی بے شمار کتابیں، فتاویٰ اور اشتہارات شاہد وناطق ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اسے اور اس کے چیلوں کو ذلیل وخوار کرنے کے لئے عدالتوں میں بھی ان پر دعوے دار کئے۔ ان مقدمات میں بھی فتنۂ قادیانی خوب بے نقاب ہوا۔

تحریکِ ختمِ نبوت 1953ء:

مملکت خداداد پاکستان میں جب اس فتنۂ عظیمہ کی کارستانیاں سامنے آئیں تو اس فتنہ کے طوفان بدتمیزی کے آگے بند باندھنے کے لئے 1953ء میں پہلی تحریک ختم نبوت نہایت شاندار انداز میں چلائی گئی۔ اس تحریک میں تمام مکاتب فکر نے اہل سنت کے مشہور عالم دین مفسر قرآن علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (م: 1380ھ/ 1961ء) کو اپنا متفقہ قائد تسلیم کرلیا۔ اس وقت کی حکومت نے اس تحریک کو دبانے اور کچلنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ علماء حق کی اکثریت نے اس تحریک میں بھرپور حصہ لیا تھا۔

اس میں تقریباً دس ہزار مسلمان شہید ہوئے، ایک لاکھ گرفتار ہوئے اور دس لاکھ متاثر ہوئے۔ اس تحریک میں اہل سنت کے دو علماء کرام مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1422ھ/ 2001ء) اور مولانا سید خلیل احمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ (م: 1418ھ/ 1998ء) کو سزائے موت بھی سنائی گئی تھی جو بعد میں عمر قید میں تبدیل ہوئی اور پھر یہ بھی معاف ہوگئی تھی۔

تحریکِ ختمِ نبوت 1974ء:

مملکت خداداد پاکستان میں دوسری تحریک ختم نبوت 1974ء میں چلی جس میں اکابر علماء ومشائخ اہل سنت کی اکثریت نے نمایاں اور قائدانہ کردار ادا کیا تھا۔ اس تحریک میں بھی ہمارے سینکڑوں علماء ومشائخ نے قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، چالیس کے قریب افراد شہادت کے مقام پر فائز ہوئے۔

قومی اسمبلی میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1424ھ/ 2003ء)، علامہ عبدالمصطفی الازہری رحمۃ اللہ علیہ (م 1410ھ/ 1989ء)، مولانا سید محمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1429ھ/ 2008ء) اور مولانا محمد ذاکر جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1376ھ/ 1976ء) کا کردار نہایت ہی نمایاں رہا۔ پارلیمانی تاریخ میں پارلیمنٹ کے اندر پہلی بار فتنۂ قادیانیت کے خلاف بحث کا آغاز ہوا۔

15 / اپریل 1974ء کو علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م: 1424ھ/ 2003ء) نے واشگاف الفاظ میں فرمایا:

> مسلمان صرف وہ ہے جو اللہ کی واحدنیت اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر یقین رکھتا ہے۔ مرزائی قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔

علامہ عبدالمصطفی الازہری رحمۃ اللہ علیہ (م: 1410ھ/ 1989ء) نے مسلمان کی مختصر مگر نہایت جامع تعریف پیش

کی جسے متفقہ طور پر قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا۔ علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م:1424ھ/ 2003ء) نے 30 / جون 1974ء کو قومی اسمبلی میں ایک تاریخی قرارداد پیش فرمائی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ خان عبدالولی خان اور غوث بخش بزنجو نے اس قرارداد کے مسودے پر فوراً دستخط کردیئے۔

حزب اختلاف کے 37 افراد نے بھی اپنے دستخط کردیئے البتہ جمعیت علمائے اسلام کے مولانا غلام غوث ہزاروی اور مولانا عبدالحکیم نے لیت ولعل سے کام لیا اور دستخط نہ کئے۔

اس تحریک میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (م:1424ھ/ 2003ء) کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا رکن بھی بنایا گیا۔ آپ نے نہایت تگ و تاز سے کام لیا۔ آپ نے اراکین اسمبلی تک فتنۂ قادیانیت کے حوالے سے ہر قسم کا لٹریچر پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ یہی نہیں بلکہ آپ نے تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے تین ماہ کے دوران صرف پنجاب کے کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا اور ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں جا کر جلسۂ عام سے خطاب فرمایا۔

آپ کی قیادت میں مولانا سید محمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ (م:1429ھ/ 2008ء)، علامہ عبدالمصطفی الازہری رحمۃ اللہ علیہ (م:1410ھ/ 1989ء) اور مولانا محمد ذاکر جھنگوی رحمۃ اللہ علیہ (م:1376ھ/ 1976ء) نے اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے صدرالدین پر اٹارنی جنرل کے توسط سے قریباً 76 سوالات کئے، کل 170 سوالات اور جرح کے نتیجے میں مرزائیوں کا دجل وفریب بے نقاب ہو گیا۔

بالآخر تمام مسلمانان عالم کی دعائیں قبول ہوئیں اور ہمارے علماء ومشائخ کی کاوشیں اور قربانیاں رنگ لائیں اور 7 /ستمبر 1974ء کو دنیا کے سارے اسلامی ممالک میں یہ نہایت ہی قابلِ فخر اعزاز صرف مملکت خداداد پاکستان کے حصے میں آیا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکار ختم نبوت کی بنیاد پر مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے کر قانونی اور سیاسی طور پر بھی دائرہ اسلام سے خارج کردیا۔

الحمدللہ بدقسمتی سے آج پھر قادیانی ذریت پر پرزے نکال رہی ہے اور اپنے گماشتوں کے ذریعے مملکت خداداد پاکستان کے خلاف صف آراء ہو رہی ہے۔ ہمارے ملک کی سیاسی پارٹیوں میں شامل کئی سیکولر اور لبرل سیاست دان قادیانیوں کی محبت میں انہیں پھر اسمبلی سے ''مسلمان'' قرارداد دینے کے لئے مرغ بسمل کی طرح تڑپتے اور پھڑکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارا میڈیا آزاد ہے لیکن اس نے بھی چپ سادھ لی ہے۔ کبھی انہیں بہن بھائی کہا جاتا ہے اور کبھی انہیں اقتصادی کونسل کا رکن بنا دیا جاتا ہے۔ ہمارے کئی علما ومشائخ ختم نبوت اور

ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لئے تو اپنے حجروں سے باہر نہیں نکلتے لیکن ایک سیکولر اور لبرل لیڈر کی حفاظت کے لئے ان کے ڈیروں کے گرد پہنچ جاتے ہیں۔ خدارا اقتدار کے حصول میں اپنی اسلامی اقدار کو فراموش نہ کریں۔ اپنی غیرت وحمیت کا سودا نہ کریں، اپنا تشخص برقرار رکھیں۔

اب علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی، علامہ محمد عبدالستار خان نیازی اور علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہم جیسی شخصیات تو دوبارہ دنیا میں نہیں آسکتیں البتہ وہ ہمارے لئے سیاسی میدان میں جو"راہ ورسم منزل ہا" متعین فرما گئے ہیں اسی پر نہایت ہی ثابت قدمی سے چلنے کی ضرورت ہے۔

سہ ماہی مجلہ"خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"(انٹرنیشنل) کی دوسری خصوصی اشاعت: الحمدللہ رب العالمین علی احسانہ، ناچیز ہیچ مدان نے اپنے محبین اور مخلصین کے تعاون سے ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان کے زیر اہتمام انٹرنیشنل سطح پر ایک ایسا سہ ماہی مجلہ"خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" جاری کرنے کا فیصلہ کیا جس میں صرف عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے مضامین ومقالات شامل ہوں۔ مجلہ مطبوعہ صورت میں اشاعت پذیر ہو اور سوشل میڈیا پر پی ڈی ایف فائل کی صورت میں آن لائن بھی رہے۔

الحمدللہ رجب المرجب 1444ھ/فروری 2022ء میں سہ ماہی مجلہ"خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کا پہلا شمارہ"خصوصی اشاعت" کے طور پر منصۂ شہود پر آیا۔ اس کی مجلسِ ادارت، مشاورت، نظامت، شعریات اور قانونیات میں دنیا بھر کے مشاہیر ارباب علم ودانش کے اسمائے گرامی ان کی مشاورت سے شامل ہیں۔ اس سے مجلہ کی علمی وتحقیقی اور ادبی وفکری حیثیت اظہر من الشّمس ہے۔

مجلہ کی پہلی خصوصی اشاعت بڑے سائز میں 248 صفحات پر مشتمل ہے اور مجلد ہے۔ اس میں ناچیز ہیچ مدان کا کوئی کمال نہیں یہ محض تائید ایزدی اور میرے آقا ومولا حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر التفات کا نتیجۂ شیریں ہے۔

یہ سب تمہارا کرم ہے آقا
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

پہلا شمارہ شائع ہوتے ہی بندہ نے ایک گشتی مراسلے کے تحت دنیا بھر کے سنی اہل علم وقلم کی خدمت میں اس کی دوسری خصوصی اشاعت کے لئے موضوعات اور ان کے عنوانات کا ایک مجوزہ خاکہ پیش کیا اور یہ گزارش بھی کی کہ کسی ایک موضوع کا انتخاب فرما کر مقالہ لکھ کر ضرور عنایت فرمائیں۔ فقیر بار باران سب کو مضامین ومقالات اور منظومات کے

لئے یاددہانی کراتا رہا، الحمدللہ، ناچیز ہیچ مدان کے قلب حزیں کی صدا بار آور ثابت ہوئی اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے پاک و ہند، بنگلہ دیش، نیپال اور امریکہ کے سنی مشاہیر اہل علم وقلم کی جانب سے پیغامات، مضامین ومقالات اور منظومات آنا شروع ہوئے اور یوں سہ ماہی مجلہ" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کی یہ دوسری خصوصی اشاعت بھی نہایت عظیم وضخیم اور وقیع ورفیع نمبر کی صورت اختیار کرگئی ہے۔الحمدللہ

مجلہ" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی دوسری خصوصی اشاعت پر ایک طائرانہ نظر:

الحمدللہ، سہ ماہی مجلہ" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کی دوسری خصوصی اشاعت حسب سابق بڑے سائز میں آٹھ سو صفحات سے متجاوز ہے۔

یہ انتساب، اھداء، پیشوائی (زیر نظر اداریہ)، اظہار تشکر اور تیرہ ابواب پر مشتمل ہے، گویا یہ ایک "گلستانِ ختم نبوت" ہے جس میں عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں۔

پہلا باب۔۔۔پیغامات

اس میں دنیا بھر سے تائیس (23) مشاہیر اہل علم وقلم اور ارباب بصیرت کے نہایت بصیرت افروز اور حوصلہ افزا پیغامات شامل ہیں جن میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے جہاد بالقلم کے محاذ پر ہونے والے کام کو سراہا گیا اور وقت کی ضرورت قرار دیا گیا ہے۔

ان پیغامات نے مجلہ کی پیش نظر دوسری خصوصی اشاعت کو نکھارنے اور سنوارنے میں مہمیز کا کام دیا۔ یہاں طوالت کے پیش نظر پیغامات عنایت فرمانے والوں کے تمام اسمائے گرامی تو پیش نہیں کئے جا سکتے البتہ جہاں جہاں سے پیغامات کی سوغات آئی ہے ان مقامات میں اٹک، اسلام آباد، امریکہ، بریلی شریف، بنگال، بہار، جوہر آباد، دہلی، راول پنڈی، سیال کوٹ، کلکتہ، لاہور، مرادآباد، ممبئی، نینی تال اور واہ کینٹ کے نام شامل ہیں۔

دوسرا باب۔۔۔قرآنیات واحادیث

اس میں پانچ نہایت ہی علمی وتحقیقی مضامین ومقالات شامل ہیں جن میں قرآنیات واحادیث کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت ظاہر وباہر کی گئی ہے اور" خاتم النبیین" کا معنی ومفہوم واضح کیا گیا ہے۔

اس باب کے مقالہ نگاروں میں علامہ پیر سید احمد علی شاہ، علامہ محمد ناصر خان، مفتی ضیاء احمد قادری، مولانا محمد فرحان قادری اور پروفیسر بشیر احمد رضوی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

تیسرا باب۔۔۔تحقیقات

دس مضامین ومقالات اس باب کی زینت ہیں۔ دو مقالات میں مختار ثقفی اور ابن عبدالوہاب نجدی کے دعویٰ نبوت کی قلعی کھولی گئی ہے اور یہ دونوں مقالات مفتی محمد داؤد رضوی کے خامۂ اثر کا نہایت ہی تحقیقی نتیجہ ہیں۔ محمد ساجد رضا قادری نے اپنے مقالے میں ''صدیوں کی زبانی خاتم النبیین ﷺ کی کہانی'' پیش فرمائی ہے۔ پروفیسر عون محمد سعیدی نے ''ختم نبوت کے عقلی دلائل'' پیش فرمائے ہیں۔ بدیع الزمان بھٹی نے ''تحفظ ختم نبوت منزل بہ منزل''، علامہ مفتی اظہر محمود اظہری نے خاتم النبیین کے معنی ومفہوم میں تحریفات کی جسارت''، مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی نے ''لاہوری قادیانی اور فتنۂ انکار ختم نبوت'' اور مفتی محمد تصدق حسین رضوی نے ''کلمۂ طیبہ اور قادیانیت کا فریب'' جیسے عنوانات پر قلم اٹھایا ہے اور تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔

مفتی ڈاکٹر حافظ محمد طیّب کفیل الازہری نے عربی زبان میں ''هل القاديانية طائفة كافره'' لکھ کر مرزا آنجہانی کے کفریات قارئین کے سامنے رکھے ہیں۔ اس باب کے آخر میں یادگار اسلاف علامہ مفتی شاہ محمد سلامت اللہ حنفی مجددی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک نادر ونایاب رسالہ ''مہر صداقت المعروف بہ احکام شریعت'' بھی شامل ہے جس کی تخریج وتحقیق کی سعادت فاضل نوجوان خرم محمود سرسالوی کے حصے میں آئی ہے۔

چوتھا باب۔۔۔مہریات

اس میں دو مقالات شامل ہیں۔ پہلا مقالہ راقم سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ کا ہے جس میں ''ختم نبوت کے تحفظ میں سیدنا پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں کردار'' پیش کرنے کی سعی ناتمام کی گئی ہے۔ دوسرا مقالہ مولانا محمد سعید قادری کا ہے جس میں قادیانیت کے رد میں علامہ مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے۔

پانچواں باب۔۔۔رضویات

دس مقالات اس باب کی زینت ہیں۔ ناچیز ہیچ مدان کے قلم سے تین مقالات ہیں جن میں ختم نبوت کے تحفظ میں رئیس الاتقیاء مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور تاج الشریعہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار پر ایک طائرانہ نظر ڈالی گئی ہے۔ ڈاکٹر فیض احمد چشتی اور صوفی اقبال احمد اختر القادری نے اپنے مقالات میں ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ مفتی سید اولاد رسول قدسی مصباحی نے تصانیف رضا کی

روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت پیش فرمایا ہے۔محمد شفاء المصطفیٰ مصباحی نے ختم نبوت کے تحفظ میں مفتی اعظم ہند علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کو سامنے لائے ہیں۔مفتی محمد صابر رضا محب القادری نعیمی نے قادیانیت کے رد میں حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی جانے والی کتاب ''الصارم الربانی'' کا حاصل مطالعہ سامنے لائے ہیں۔علامہ غلام مصطفیٰ رضوی نے کلام نوری میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضیاء باریاں دکھائی ہیں۔ڈاکٹر مفتی کامران مسعود رضوی نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ علیہ کے کردار کا جائزہ لیا ہے۔

چھٹا باب۔۔۔تحریکات

اس میں دو مقالات شامل ہیں۔ پہلا مقالہ سید زاہد حسین نعیمی کا ہے جس میں تحریکِ آزادیٔ کشمیر میں قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے پردہ اٹھایا گیا ہے۔دوسرا مقالہ صاحب زادہ علامہ محمد ایاز محمود کا ہے جس میں تحریکِ ختمِ نبوت 1974ء کے حوالے سے اپنی یادداشتیں لے کر آئے ہیں۔

ساتواں باب۔۔۔خادمیات

دو مقالات اس باب کی زینت ہیں۔ پہلا مقالہ مولانا حافظ فرمان علی رضوی کا ہے جس میں انہوں نے ''عقیدۂ ختم نبوت خطبات امیر المجاھدین کے آئینے میں'' دکھایا گیا ہے۔دوسرا مقالہ ناچیز ہیچ مدان کا ہے جس میں ختم نبوت کے تحفظ میں علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدانہ کردار دکھایا گیا ہے۔

آٹھواں باب۔۔۔تفکرات

یہ باب سات مضامین ومقالات پر مشتمل ہے۔مفتی آفتاب احمد رضوی نے اپنے مقالے میں ثابت فرمایا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں وحدت امت مضمر ہے۔ڈاکٹر مفتی اسلم رضا میمن تحسینی کی جانب سے نہایت ہی محققانہ مقالہ ''عقیدۂ ختم نبوت اور قادیانی سازشیں'' پیش فرمایا گیا ہے۔علامہ پیر سید نجم مصطفیٰ بخاری نے ''قادیانی فتنے کے نئے زاویے'' پیش فرمائے ہیں۔تنویر پھول نے ''قادیانیوں کو احمدی کہنا اور الفاظ کے غلط استعمال'' سے پردہ اٹھایا ہے۔ہمیں قادیانیوں کو 'احمدی'' کہنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔انہیں قادیانی اور مرزائی کہنا چاہیے۔ مولانا ذاکر فیضانی اور مولانا خلیل فیضانی نے اسلامی مدارس کے تعلیمی نصاب کے تناظر میں عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے چند مفید تجاویز اور مشورے قارئین کے سامنے رکھے ہیں۔مولانا سید احمد رضا بخاری نے اپنے مختصر مگر مفید تر مقالے میں فتنۂ قادیانیت سے نئی نسل کو بچانے پر زور دیا ہے۔مولانا خواجہ غلام دستگیر فاروقی اپنے مقالے

میں ”عقیدۂ ختم نبوت کی حقیقت وحکمت“ کو سامنے لائے ہیں۔

نوواں باب۔۔۔سوالات وجوابات

اس میں استفہامیہ انداز میں دو مقالات عام فہم اور آسان زبان میں شامل ہیں۔ پہلا مقالہ مفتی عبدالحمید نعیمی کا ہے جس میں قادیانیوں کے پندرہ سوالات اور ان کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ دوسرا مقالہ مولانا محمد افسر علوی قادری کا ہے جس میں ”عقیدۂ ختم نبوت سوال وجواب کے آئینے“ میں دکھایا گیا ہے۔

دسواں باب۔۔۔تعارفیات

اس باب کی زینت چار مقالات ہیں۔ پہلا مقالہ مولانا حافظ فرمان علی رضوی کا ہے جس میں انہوں نے جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن کامرہ کینٹ اٹک کی بزم رضا کی عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے اشاعتی اور تصنیفی خدمات کا جائزہ لیا ہے۔ دوسرا مقالہ میاں غلام فرید وارثی کا ہے جس میں انہوں نے ”ختم نبوت کے تحفظ میں وارثی فقراء اور شعراء کا کردار“ پیش فرمایا ہے۔ تیسرا مقالہ سید عثمان وجاہت کا ہے جس میں وہ ختم نبوت کے تحفظ میں خانقاہ صابریہ سراجیہ کا کردار سامنے لائے ہیں۔ چوتھا مقالہ ابوسعید سردار محمد اکرم بٹر کا ہے جس انہوں نے ختم نبوت کے تحفظ میں مجلہ ”ترجمان اہل سنت“ کا کردار پیش فرمایا ہے۔

گیارہواں باب۔۔۔متفرقات

یہ طویل باب بارہ مختلف مضامین ومقالات پر مشتمل ہے۔ جس میں سید زاہد حسین نعیمی، مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی، ابوحنیفہ محمد نعمان چشتی، مفتی محمد عقیل اختر القادری، ڈاکٹر فیض احمد چشتی اور مولانا محمد یٰسین قصوری نے اپنے مضامین ومقالات میں عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت قرآن وحدیث اور اکابرین اہل سنت کے ارشادات کی روشنی میں پیش فرمائی ہے۔

محترمہ سعدیہ نوید ایم فل اقبالیات نے ”فتنۂ قادیانیت پر ایک اجمالی نظر“ ڈالی ہے۔ علامہ سید احمد رضا بہاری نے ”قادیانی فتنہ کی جڑ“ ڈھونڈ نکالی ہے۔

علامہ محمد نفیس القادری نے ”فتنۂ قادیانیت کا تاریخی پسِ منظر“ پیش فرمایا ہے۔ ڈاکٹر محمد ارشد نے 1974ء میں حسن ابدال میں چلنے والی تحریک ختم نبوت کے حوالے سے اپنی حسیں یادوں کو صفحۂ قرطاس پر منتقل فرمایا ہے۔

ڈاکٹر ثاقب محمد خان نے انگریزی زبان میں پیغمبرِ آخرالزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی خاتمیت کو پیش فرمایا ہے۔

بارہواں باب۔۔۔تاثرات

اس باب میں پانچ مقالات ہیں جن میں ارباب علم وقلم نے سہ ماہی مجلہ" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کی پہلی خصوصی اشاعت کے حوالے سے اپنے تاثرات وجذبات پیش فرمائے ہیں۔ ان تبصرہ نگاروں میں مفتی عبدالحمید نعیمی، ملک محبوب الرسول قادری، حافظ امانت علی سعیدی، مفتی محمد عطاء النبی حسینی مصباحی اور علامہ مبارک حسین مصباحی کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

تیرہواں باب۔۔۔منظومات

اس باب میں تنویر پھول، سید حب دار قائم، ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم، حسین امجد، داؤد تابش، سید اولاد رسول قدسی مصباحی، اشفاق احمد غوری، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، مولانا مفتی کیف الحسن اور ڈاکٹر سلیم اللہ جندران کی منظومات شامل ہیں۔ تنویر پھول نے تاریخی قطعات، مولانا مفتی کیف الحسن نے آیت ختم نبوت کا منظوم ترجمہ وتفسیر اور سلیم جندران نے انگریزی زبان میں نعتیہ کلام بھی پیش فرمایا ہے جس سے اس باب کی اہمیت دو چند ہو جاتی ہے۔

یہ تھی سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کی دوسری خصوصی اشاعت کے مشمولات پر ایک طائرانہ نظر، لیجئے اب خصوصی اشاعت آپ کی ضیافت طبع کے لئے حاضر ہے، اسے نہایت ذوق وشوق اور انہماک سے مطالعہ فرمائیں اور اگر ممکن ہو سکے تو اپنے گراں قدر تاثرات بھی عنایت فرمائیں تاکہ اس کے تیسرے شمارے کو بھی ہم نئی آب وتاب سے سامنے لائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہماری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور اسے شہرت عام اور بقائے دوام بخشے اور اس کے تمام معاونین اور قارئین کو ہمیشہ شاد وآباد اور بامراد رکھے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیاءامتہٖ وعلماملتہٖ اجمعین۔

دعا گو و دعا جو گدائے کوئے مدینہ شریف

احقر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ۔ خلیفۂ مجاز بریلی شریف

مدیر اعلیٰ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انٹرنیشنل)

محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

پہلا باب

پیغامات

پیغام

کرامتِ سیّد

تاثر نامہ: علامہ مفتی ولی اللہ شریفی

(بانی شارح بخاری دارالافتاء وخانقاہ شارح بخاری گوونڈی ممبئی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی خاتم النبیین و آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد

آتے رہے انبیا کَمَا قِیْلَ لَھُمْ وَ الْخَاتَمُ حَقُّکُمْ کہ خاتم ہوئے تم
یعنی جو ہوا دفتر تَنْزِیْل تمام آخر میں ہوئی مُہر کہ اَکْمَلْتُ لَکُمْ

محافظ عقیدۂ ختم نبوت ناشر مسلک اعلیٰ حضرت رئیس التحریر سید السادات حضرت ذی وقار سید شاہ صابر حسین بخاری مدظلہ العالی کی کاوش وتحریک پر سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے دوسرے عظیم وضخیم خصوصی شمارے کی اشاعت کے بارے میں عزیز گرامی قدر محبی حضرت مولانا غلام احمد رضا شریفی صاحب زید مجدہ کے ذریعہ خبر موصول ہوئی جمیع اہل سنت و جماعت کے لیے یہ بڑی ہی فرحت وشادمانی کی بات ہے۔ یقیناً سید صاحب قبلہ کا یہ کارنامہ کسی کرامت سے کم نہیں مولیٰ تعالیٰ حضرت اقدس سید صاحب کی اس عظیم خدمت جلیلہ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔۔۔۔آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

دعا گو

ولی اللہ شریفی غفرلہ

بانی شارح بخاری دارالافتاء وخانقاہ شارح بخاری گونڈوی ممبئی

(12/ جمادی الاولی 1444ھ/ 7/ دسمبر 2022ء)

پیغام

قابلِ صد تحسین و آفریں اقدام

از قلم: مولانا مفتی محمد صابر رضا محب القادری نعیمی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمدللہ علیٰ کل حال۔ سیدی تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت وقت کا جبری تقاضا ہے اس حوالے سے ہمارے اسلاف کی تحریری و تصنیفی خدمات کا ایک ذخیرہ کتب ورسائل کی شکل میں موجود ہے، اخلاف پر فرض ہے کہ اپنی قوم کو اس طوفان بلاخیز قادیانیت کے دام تزویر سے بچائیں اور عقائد وایمان کی حفاظت کے لیے اسلاف کے زریں نقوش فکر کی تسہیل کر کے تفہیم کی راہیں آسان کریں، سیدی آپ ایک عظیم محقق، صاحب تصانیف، بزرگ عالم دین اور آل رسول ہیں، مجھے یقین ہے کہ آپ کی قیادت وادارت میں انٹرنیشنل پیمانے پر مجلہ سہ ماہی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکستان کی اشاعت عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں نمایاں کردار ادا کریگی اور اس کی خوشبو جہاں بھر میں محسوس کی جائیگی یہ امر کسی پر مخفی نہیں کہ ہر سمت چوروں کی رکھوالی کے بھیانک مناظر ہیں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عقیدہ ختم نبوت پر ضرب لگانے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے ان نازک حالات میں علماء ومشائخ اور ارباب بصیرت کی ایک بڑی جماعت کے گراں قدر مشمولات کے ساتھ مجلہ کی اشاعت قابل صد تحسین وآفریں ہے خدائے لم یزل سید عالم خاتم الانبیاء و المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق آپ کو سلامت رکھے اور دعا گو ہوں کہ یہ احسن اقدام اور ملی مسلکی درد وکرب پر مشتمل یہ تحریک پوری دنیا کے مسلمانوں کے حق میں مؤثر ثابت ہو اور پوری نسل قادیانیت کے شر سے محفوظ ہو جائے، سیدی! ناچیز گنہگار کم علم بے بضاعت پر آپ نے اپنی توجہ مبذول فرمائی اس کے لیے ممنون ومشکور ہوں۔ اور امید قوی ہے کہ کل بروز قیامت بھی نظر التفات فرمائیں گے، اس وقت اڑیسہ سے جھانسی کے سفر میں ہوں۔ ان شاءاللہ حسب ارشاد جلد ہی کوئی تحریر پیش کی جائے گی۔ شمارہ اب تک دیکھا نہیں، مطالعہ سے شادکام ہو کر تاثرات بھی حاضر کروں گا بس دعا فرمائیں۔

امیدوار کرم طالب دعا

صابر رضا محب القادری نعیمی غفرلہ

القلم فاؤنڈیشن پٹنہ بہار بانی (المحب فاؤنڈیشن کشن گنج بہار) 6 / جمادی الاولی 1444ھ/ یکم دسمبر 2022

پیغام

دعائے سربلندی کا تمغہ

ازقلم: علامہ مولانا محمد شاہد القادری (کلکتہ۔ بھارت)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم {ﷺ}

الحَمْدُ لِلّٰہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین ۔امابعد!

جماعت اہلسنت کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔آپ ﷺ کی بعثت کے بعد تا قیامت نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ مقفل ہو چکا ہے۔

یہ پاکیزہ عقیدہ ہمیں قرآن مقدس، احادیث طیبہ، تعلیمات صحابہ، آئمہ اطہار و آئمہ مجتہدین سے ملا ہے۔

اسی طیب و طاہر عقیدہ کی ترجمانی چودھویں صدی کے مجدد سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمہ نے بہت ہی طمطراق انداز میں کی ہے۔ جسے فتاوی رضویہ شریف میں موجود رد قادیانیت کے رسائل میں بآسانی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

مذہب اسلام کی تعلیمات میں کہیں بھی ظل نبی کا تصور نہیں دیا گیا ہے۔عالم اسلام بالخصوص برصغیر ہندو پاک اور بنگلہ دیش و نیپال وسری لنکا میں اس باطل نظریہ نے خوب خوب پاؤں پھیلائے ہوئے ہیں۔

صد مرحبا! جماعت اہل سنت کے سرخیل علما بھی خاموش تماشائی نہیں ہیں بلکہ ان کی سرکوبی کے لئے جہاد بالقلم و بالخطابت جہد مسلسل کے ساتھ جاری وساری رکھا ہوا ہے۔ان میں ایک عمدہ نام خانوادہ رسالت کے چشم و چراغ، فکر وفن کے شہنشاہ ،امیر القلم حضرت **علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری** مدظلہ العالی کی ذات گرامی نمایاں ہے۔آپ نے اس غیر اسلامی عقیدہ کی بیخ کنی کے لیے سہ ماہی مجلہ ''خاتم النبیین ﷺ'' (انٹرنیشنل) جاری فرمایا ہے اور اسی موضوع پر پہلا خصوصی شمارہ زیور طباعت سے آراستہ کر کے ارباب فکر وفن سے داد تحسین اور اکابرین سے دعائے سربلندی کا تمغہ حاصل کر چکے ہیں اور دوسرے خصوصی شمارہ کی تیاریوں میں انتھک کوششیں جاری ہیں۔

جماعت اہل سنت کے اصحاب ثروت اپنی ملی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے اس شہزادہ رسول ﷺ کا

قوت بازو بنیں اور عنداللہ اجر کے مستحق ہوں۔

بارگاہ الٰہی میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ بکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سید صاحب کو دارین کی سعادت مندیوں سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین

اسیر تاج الشریعہ

مولانا محمد شاہد القادری

خلیفہ مجاز حضور تاج الشریعہ علیہ الرحمہ

سربراہ اعلیٰ وشیخ الحدیث کلیۃ السیدۃ آمنۃ للبنات کلکتہ۔ بھارت

10 / جمادی الاولیٰ 1444ھ / 5 / دسمبر 2022ء

پیغام

اخلاص اور جہد مسلسل

ازقلم: علامہ ڈاکٹر کامران مسعود رضوی (واہ کینٹ)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی شفیع المذنبین وآلہ واصحابہ اجمعین

پیر طریقت رہبر شریعت مجاہدِ ختمِ نبوت وسند المحققین حضرت مولانا پیر سید صابر حسین شاہ بخاری دام اقبالہ کی سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عشق ومحبت دیدنی ہے۔اس مجلہ کا پہلا شمارہ قبلہ شاہ صاحب کی عقیدہ ختمِ نبوت سے عشق اور کام کی لگن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔نہ صرف پاکستان بلکہ بیرونِ ممالک کے جید علماء و محققین سے برابر رابطہ میں رہنا اور نت نئے موضوعات کا انتخاب کر کے اہلِ علم وقلم سے مقالات لکھوانا یہ سعادت مندی شاہ صاحب کی فطرت ثانیہ بن چکی ہے۔شاہ صاحب کی لگن اور ختمِ نبوت پر کام کی برق رفتاری نے مجھ ناچیز کو بھی بالآخر نئے موضوع پر قلم فرسائی پر مجبور کر دیا۔امید ہے پہلے شمارے کی طرح دوسرا شمارہ بھی تسکینِ جاں کا وسیلہ بنے گا۔اللہ کریم بطفیلِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم شاہ صاحب کے اخلاص اور جہدِ مسلسل کو شرفِ قبولیت و دوامِ تام عطا فرمائے۔آمین بجاہِ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

ڈاکٹر کامران مسعود رضوی

ناظمِ مرکزی دفتر تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان لاہور

10 / جمادی الاولی 1444ھ،05 / دسمبر 2022 بروز پیر

پیغام

تحسین وآفریں

ازقلم: علامہ طارق انور مصباحی

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ ”پیغام شریعت“ دہلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی شفیع المذنبین وآلہ واصحابہ اجمعین

پیر طریقت رہبر شریعت سید المحررین وسند المحققین حضرت علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری دام ظلہ الاقدس تحفظ ختم نبوت کی خاطر مسلسل کاوش وجاں فشانی میں مصروف ومشغول ہیں۔ چند ماہ قبل سید موصوف نے سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (انٹرنیشل) کا پہلا خصوصی شمارہ طبع اور نشر فرمایا۔ یہ مجلہ نامی گرامی ارباب علم وفضل اور اصحاب تحقیق وتحریر کی نگارشات کا چمن زار ہے۔ اہل علم نے اس کی پذیرائی کی اور تحسین وآفریں سے نوازا۔ یہ جان کر انتہائی فرحت وشادمانی محسوس ہوئی کہ حضرت شاہ صاحب قبلہ مذکورہ مجلہ کے شمارہ دوم کے واسطے بھی جہد مسلسل فرمارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت کی خدمات دینیہ کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائے اور انہیں دونوں جہاں کی نعمتوں، برکتوں اور سعادتوں سے شادکام فرمائے (آمین) رحمت الٰہی سے امید قوی ہے کہ شمارہ دوم بھی اہل ایمان کے قلوب کو تسکین وطمانیت فراہم کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بالغ نظر قلم کاران ومحررین اپنا علمی جام عطا فرما کر خوش عقیدہ مسلمانوں کو سیراب کریں گے۔

طارق انور مصباحی

مدیر اعلیٰ ماہ نامہ ”پیغام شریعت“ دہلی۔ ہندوستان

رکن اعلیٰ حضرت ایجوکیشنل اینڈ کلچرل سوسائٹی توپسیا۔ کلکتہ ۔ ہندوستان

رقم کردہ: 10 / جمادی الاولی 1444ھ/ 05: دسمبر 2022 بروز پیر

پیغام

اصل زندگی

ازقلم: علامہ مفتی سلمان احمد القادری الازہری

(ممبئی الہند)

وعليكم السلام ورحمة الله وبركاته!

مزاج عالی بخیر ہوں گے فقیر قادری نے آپ کے پیغامات کو دیکھا دل کی ہر کلی کھل اٹھی۔اگرچہ کثیر مصروفیات اور عدیم الفرصتی نے مجھے بہت سے کاموں سے عاجز کررکھا ہے، مگر جس عنوان کو آپ نے اٹھایا ہے وہ تو اصل زندگی ہے بلکہ میری کل کائنات ہے۔ میں نے آپ کے بھیجے ہوئے سہ ماہی مجلہ"خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے پہلے شمارے کو ایسے اشتیاق سے پڑھا جیسے ایک طویل ترین روزے کے بعد افطاری کررہا ہوں، نہ میں تقریظ و تاثرات پیش کرنے کا اہل ہوں نہ ہی مؤقر مقالہ نگاروں کی فہرست میں میرا شمار ہے۔ پھر بھی اپنی خوشی کے جام کو ضبط نہ کرسکا چند سطور آپ کو ارسال کرنے پر مجبور ہوا یہ سوچ کر کے کہ سب سے بڑی عظمت والے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم ختم نبوت پر خامہ فرسائی کرنے والے عظیم مجاہدین کے جوتوں کا میں تسمہ بن سکوں۔ آپ نے جو بیڑا اٹھایا ہے وہ رہتی دنیا تک نہ فراموش کیا جانے والا کام ہے۔ بس علامہ صابر حسین بخاری صاحب قبلہ سے میں اتنی گزارش کروں گا کہ کل جب رؤف ورحیم آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو انعام سے نواز رہے ہوں گے تو اس بے مایہ کو بھی یاد رکھ لینا، باقی آپ کے کام کے لئے کوئی آئے نہ آئے اتنی بات تو طے ہے کہ آپ ایک دن فخر سے سر بلند ہو کر یہ کہیں گے کہ:

یا رسول اللہ تیرے عشق کی بدولت مجھے زندگی ملی ہے
میری بات بن گئی ہے تیری بات کرتے کرتے

فقیر سلمان احمد القادری الازہری وکرولی ممبئی الہند

پیغام

ختم نبوت کی روشنی

از قلم: مصنف تصانیف کثیرہ علامہ مفتی غلام حسن قادری

حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری صاحب زید شرفہ باعثِ صد مبارک باد ہیں کہ اس اندھیر نگری میں ختم نبوت کا دیپ جلائے ہوئے ہیں۔ قادیانیت کا طوفان بدتمیزی جو سوشل میڈیا پر بپا ہے اس کے سامنے بڑا مضبوط بند باندھنے کی ضرورت ہے، شرعی و قانونی طور پر کافر قرار دیئے جانے کے باوجود مرزائیت اس قدر شرم وحیا سے عاری ہو چکی ہے کہ کھلے عام اپنے آپ کو مسلم اور پوری دنیا کے مسلمانوں کو غیر مسلم کہہ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ شاہ صاحب کو جزائے خیر نصیب فرمائے جو مرزائیت کے خلاف اپنی ہر سعی جمیلہ اور ہر کوشش و سرگرمی میں میرے جیسے کم علم بلکہ ہیچ مدان کے الفاظ کا حصہ بھی ڈال لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) سے ہم سب کو مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

والسلام مع الاکرام

دعا گو:

غلام حسن قادری

مفتی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

شیخ الحدیث جامعہ رضویہ ماڈل ٹاؤن لاہور

(27/ جمادی الاولی 1444ھ/ 22/ دسمبر 2022ء بروز جمعرات)

پیغام

وقت کی اہم ضرورت

حافظ محمد عدیل رضوی سیالکوٹی (ایم فل)

سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین کے پہلے شمارے کا تعارف مولانا فرمان صاحب (اٹک) کے توسل سے ہوا جسے دیکھ کر دل بہت خوش ہوا کہ اڑھائی سو کے قریب صفحات پر مشتمل یہ ضخیم شمارہ جس میں ختم نبوت کے موضوع پر مختلف جہات سے مضامین شامل کیے گئے۔ ختم نبوت کے موضوع پر ایسے مجلّے کا اجراء وقت کی اہم ضرورت تھی۔ جس کا سہرا الحمدللہ! قبلہ سید صابر حسین شاہ صاحب کے سر جاتا ہے۔ ویسے تو بہت سے مجلّے شائع ہوتے ہیں لیکن ختم نبوت کے لیے مخصوص مجلّات کی تعداد نہایت کم ہے۔ شاہ صاحب قبلہ کا ختم نبوت پہ کام کسی سے ڈھکا چھپا نہیں اس سے پہلے ماہنامہ الحقیقہ کے پلیٹ فارم سے نہایت مدلّل انداز میں ختم نبوت نمبر کی دو ضخیم جلدیں علمی حلقوں میں اپنی اہمیت واضح کر چکی ہیں۔ اس لیے سہ ماہی مجلہ خاتم النبین ﷺ (انٹرنیشنل) کا اجراء نیا ہے لیکن قبلہ شاہ صاحب کا کام کافی پرانا ہے۔ چند دن پہلے جب میں نے حضور امیر المجاہدین علیہ الرحمہ کے مقالات پر مشتمل مقالات خادمیہ (جو فقیر نے مرتب کرنے کی سعادت حاصل کی جس پر شاہ صاحب نے تفصیلی مقدمہ بھی تحریر فرمایا) پیش کی تو آپ نے مجھے یہ شمارہ بھی عطا فرمایا اور حکم فرمایا کہ تم بھی کوئی مضمون اس مجلہ کے حوالہ سے لکھ کر دو۔ تو الحمدللہ! فقیر کا مضمون **"مجاہدین ختم نبوت پر کرم نوازیاں"** کے عنوان سے اس شمارے میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ! شاہ صاحب کو صحت و عافیت والی لمبی زندگی عطاء فرمائے جو عمر پیری میں ہیں لیکن کام کے جذبے ابھی بھی جواں ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید قوت عطاء فرمائے۔

اہلِ اسلام سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس مجلّے کو اپنے ادارے اور لائبریری کا حصہ بنائیں اور دینی و عصری اداروں میں اس کا تعارف پیش کروائیں تاکہ علماء و طلباء اس سے مستفیذ ہو سکیں۔ جزاکم اللّٰہ تعالیٰ فی الدارین۔ آمین

حافظ محمد عدیل رضوی سیالکوٹی (ایم فل)

فاضل جامعہ نظامیہ، ناظم اعلیٰ جامعہ محمد یہ کریمیہ رُم سیالکوٹ

پیغام

ایک عظیم الشان اور تاریخ ساز رسالہ

ازقلم: ابوسعید سردار محمد اکرم بٹر (لاہور)

حضرت اقدس پیر سید صابر حسین شاہ بخاری محتاج تعارف نہیں ہیں۔ آپ ایک عظیم قلم کار، محقق، مدبر، مؤرخ، دانش ور، مصنف، مؤلف، ناشر، شمع عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروانہ، غلامان مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جدوجہد اور عمل پیہم کا استعارہ، گستاخانِ رسول ﷺ کے لئے برق شعلہ بار، مرزائیت کے خلاف شمشیر برہنہ ہیں۔

فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ کے قلم نے ہر طرف فکر رضا کی حقانیت کے جھنڈے گاڑ دیئے ہیں، جنہوں نے مسلک رضا کی دھاک بٹھا دی ہے۔ جو تاریخ کی گتھیاں سلجھانے میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ جن کی تحریر عاشقانِ مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تسکینِ روح جب کہ گستاخوں کے لئے سوہان روح ہوتی ہے۔

پیرانہ سالی میں بھی ہمہ وقت مستعد اور متحرک نظر آتے ہیں۔ جہان قلم وقرطاس کے وقار اور مجالس علم و ادب کی بہار جانے والے "شیخ کریم" کا اسپ تازی ہر وقت سرپٹ دوڑتا ہوا نظر آتا ہے۔ برصغیر پاک وہند کے ممالک پاکستان، ہندوستان، بنگلہ دیش، نیپال، سری لنکا وغیرہ کے لکھاریوں کی کتابوں پر مفصل تقدیمات لکھنا، مختلف رسائل وجرائد کے خصوصی نمبر تیار کر کے شائع کروانا، احباب سے رابطے رکھنا، نوآموز قلم کاروں کی رہنمائی کرنا آپ پسندیدہ مشغلہ ہے۔ آپ کی ترغیب اور تعاون سے کتنے ہی نوجوان قلم وقرطاس کی دنیا میں قدم رکھ چکے ہیں۔ آپ اب تک بیسیوں کتابوں کے علاوہ سینکڑوں مقالات، تقدیمات اور تاثرات لکھ چکے ہیں۔

مجلہ "الحقیقہ" کی دو ضخیم اشاعتیں "تحفظ ختم نبوت نمبر" آپ کی زیر ادارت قبولِ عام کا درجہ حاصل کر چکی ہیں۔ امیر عزیمت امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات کے حوالے سے ماہ نامہ مجلہ "الخاتم" انٹرنیشنل کا عظیم وضخیم "امیر المجاہدین نمبر" منصہ شہود پر لاکر سنی رضوی صحافتی دنیا میں اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔

آج کل آپ نے سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے نام سے ایک نہایت

عظیم الشان اور تاریخ ساز رسالہ نکالنے کی ٹھانی ہوئی ہے۔اس مجلہ کا پہلا خصوصی شمارہ زیور طباعت سے آراستہ ہوکر غلامان مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب و روح کی تسکین کا باعث بن رہا ہے۔اب اس کا دوسرا شمارہ بھی ترتیب وتدوین اور طباعت کے مراحل سے گزر کر قارئین کی ضیافت طبع کے لئے حاضر کیا جارہا ہے۔

حسب روایت یہ شمارہ بھی عظیم وضخیم ہے اور انتہائی معلوماتی علمی وتحقیقی مضامین ومقالات پر مشتمل ہے۔ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں سہ ماہی مجلہ ’’خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انٹرنیشنل)‘‘ کا یہ دوسرا شمارہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔اللھم زدفزد۔

سفینہ چاہیے اس بحر بے کراں کے لئے

اللہ رب العزت فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری صاحب کے عزم واستقلال میں مزید اضافہ فرمائے۔آمین۔

دعا گو احقر العباد

ابوسعید سردار محمد اکرم بٹر

صدر ادارہ نوید سحر لاہور

25/ جمادی الاولی 1444ھ 20/ دسمبر 2022ء منگل وار

پیغام

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کی خدمت

ازقلم: صاحب زادہ پیر محمد اکرم شاہ چشتی

زیب سجادہ درگاۂ عالیہ فاضلیہ گڑھی شریف ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم ومکرم جناب سید صابر حسین شاہ صاحب زید مجدہ السلام علیکم ورحمت اللہ وبرکاتہ!

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے آپ کی زیر ارادت وسیادت سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین" (انٹرنیشنل) کے ذریعہ سے اسلام کی تبلیغ واشاعت اور دین وایمان کے دفاع اور مضبوطی بالخصوص تحفظ عقیدہ ختم نبوت کی خدمت بذریعہ قلم وقرطاس بجالانا اور مسلمانوں میں تحریر کے ذریعۂ سے خیر القرون اور سلف صالحین، جیسے اخلاق واعمال اور جذبات پیدا کرنا ایک بہت بڑی کاوش وخدمت ہے۔

اسلامی تعلیم کے مطابق نبوت ورسالت کا سلسلہ حضرت آدم سے شروع ہوکر امام الانبیاء خاتم المرسلین حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا اس کے بعد نبوت کا داعی بلا شبہ کاذب، زندیق، مرتد اور کافر ہے اور اس کو مسلمان یا صالح ماننے والا بھی کافر اور مرتد ہے۔ نبوت کسبی نہیں وہبی ہے یعنی اللہ تعالی نے جس کو چاہا نبوت ورسالت سے نوازا کوئی شخص چاہے کتنا ہی عالم، عبادت گزار، متقی اور پرہیزگار کیوں نہ ہو، نبی نہیں بن سکتا۔

قادیانیت کے یوم پیدائش سے لے کر آج تک اسلام اور قادیانیت میں جنگ جاری ہے یہ جنگ گلیوں، بازاروں سے لے کر حکومت کے ایوانوں اور عدالت کے کمروں تک لڑی گئی، اہل علم وعمل نے قادیانیوں کا ہر میدان میں تعاقب کیا تحریر وتقریر، خطاب وسیاست اور قانون وعدالت میں غرض کہ ہر میدان میں انہیں شکستِ فاش دی۔

اور علمائے اسلام مشائخ عظام نے روز اول سے ہی مجاہدین ختم نبوت کی حیثیت سے اس کفریہ فتنے کا محاسبہ وتعاقب کیا، عوام الناس کو ان کے کفریہ و باطل عقائد وعزائم سے آگاہ کیا اور انکے مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روکا جس کی مثال امام المشائخ حضور کریم شاہ اللہ بخش تونسوی رحمہ اللہ کی قیادت میں تحصیل وہوا ضلع تونسہ شریف کے قصرانی قبیلے کے سردار قادیانی کی لاش کو مسلمانوں کے قبرستان سے نکالا اسی طرح

جید علماء ومشائخ کی سربراہی میں اس مردود کو چیلنج کیا گیا اور اس کے واصل جہنم ہونے کے بعد بھی علماء ومشائخ نے آج تک اس تحریک کو نہ صرف زندہ رکھا بلکہ اپنے ایمان افروز بیانات اور تحاریر کے ذریعے قوم کو بیدار کرنے کی سعی میں مصروف ہیں۔

اس دور میں ایک بار پھر طاقتور ایوانوں کی بے حسی کے سبب یہ فتنہ سر اٹھا رہا ہے۔ ہمیں واضح طور پر ہر مسلمان کو اس حقیقت سے روشناس کرانا چاہیے کہ ختم نبوت ہمارے ایمان کا جزو لاینفک ہے اور اس کے خلاف کوئی بھی سازش ہمارے دین وایمان کی بنیادیں گرا دینے کے مترادف ہے۔ اس سلسلے میں یہ ایک خوش آئند حقیقت ہے کہ آپ کی سربراہی میں سہ ماہی مجلہ ”خاتم النبیین“ اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

ہمیں قوی امید ہے کہ یہ سلسلہ ان شاء اللہ تعالیٰ جاری رہے گا اور مسلمانان برصغیر کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیتا رہے گا۔ اور ہم سب کا یہ فریضہ ہے کہ ہم اس فتنے سے چوکنا اور ہوشیار رہیں تا کہ دبے پاؤں اور پوشیدہ طور پر یہ فتنہ پھر جنم نہ لینے پائے۔ اور اس کے لئے نئی نسل کو فتنہء قادیانیت کے پس منظر سے پوری طرح باخبر رکھتے رہیں، دعا ہے کہ یہ فتنہ ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائے اور اللہ رب العزت ہمیشہ ایسے فتنوں سے ہمارے ایمان کو محفوظ و مامون رکھے۔ اور اللہ کریم آپ کو اس کار خیر پر اجر عظیم عطا فرمائے آپ کی زندگی، علم اور فیض میں اضافہ فرمائے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی أشرف الانبیاء والمرسلین وعلی الہ وأصحابہٖ أجمعین والحمد للہ رب العالمین آمین

دعا گو: فقیر محمد اکرم شاہ

درگاہ عالیہ فاضلیہ گڑھی شریف تحصیل ٹیکسلا ضلع راولپنڈی

6/ جمادی الاخری 1444ھ 30/ دسمبر 2022ء بروز جمعۃ المبارک

پیغام

مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان

ازقلم: علامہ مفتی محمد عقیل اختر القادری بریلوی

(بریلی شریف، یوپی الہند)

الحمدللہ الذی فتح قلوب العلماء بمفاتیح الایمان وشرح صدور العرفاء بمصابیح الایقان خلق الانسان علمہ البیان والصلوۃ والسلام علی بدر التمام

پیر طریقت رہبر شریعت سرمایۂ دین وملت گل گلزار سیادت حضرت علامہ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری مدظلہ النورانی۔ تسلیمات واُمید ہے کہ آپ بخیر وعافیت ہونگے۔ چند ماہ قبل واٹس ایپ کے ذریعے آپ کا ارسال کردہ بنام سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اپنے ظاہری و باطنی حسن سے مزین ہے نظر نواز ہوا جس کے سرسری مطالعے کا شرف حاصل ہوا، ماشاءاللہ تمام مشمولات خوب سے خوب تر ہیں جو یقینی طور پر گستاخان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے برہنہ شمشیر ہیں۔

ایسا لگتا ہے کہ حقیقتاً مسلک اعلیٰ حضرت کا سچا ترجمان ہے جو ہماری خوشی میں دوبالگی کا سبب ہے یہ رسالہ لائق مطالعہ اور قابل دید ہے اس لئے بھی کہ سید صاحب قبلہ مدظلہ النورانی آپ ایک جید عالم، تجربہ کار قلم کار، دور اندیش، قوم وملت کے لئے دھڑکتا ہوا دل اور نہ تھکنے والی شخصیت ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ اخیر میں دعا گو ہوں کہ مالک حقیقی عزوجل مدیر اعلیٰ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری اور آپ کے تمام رفقاء ارکان ومعاونین کو سلامت رکھے اور دارین کی سعادتوں سے سرفراز فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ سگ بارگاہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمد عقیل اختر القادری بریلوی

خادم رضوی دارالعلوم مظہر اسلام بریلی شریف (یوپی)

6/ جمادی الاخری 1444ھ 30/ دسمبر 2022ء، بروز جمعۃ المبارک

پیغام

ایک انقلابی مجلہ

از قلم: مولانا محمد فیضان رضا علیمی

مدیر اعلیٰ سہ ماہی "پیام بصیرت"، سیتامڑھی، بہار ہند

دنیائے قرطاس وقلم میں حضرت سید صابر حسین شاہ صاحب قبلہ کا نام صفِ اول کے علما میں شامل ہوتا ہے ہند و پاک کے تقریباً ہر لکھاری کی ان سے آشنائی ہے جو ان کی مقبولیت کا ضامن ہے۔ اسی سال انہوں نے اپنی ادارت میں ایمان وعقائد کو سنوارنے اور حضور اکرم ﷺ کے خاتم النبیین والمرسلین ہونے پر دلائل و براہین سے مزین ایک رسالہ "سہ ماہی خاتم النبیین ﷺ (انٹرنیشنل)" کے نام سے نکالنا شروع کیا ہے۔ جو ایک انقلابی اور کارآمد پہل ہے۔

سید صاحب قبلہ نے وقت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے اس رسالہ کا آغاز کیا ہے کہ اس دور پرفتن میں قادیانی و وہابی ذہنیت کے لوگ پھر سے ہمارے پیارے آقا کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے خاتمیت پر انگشت نمائی کرنے لگے ہیں ایسے میں اس رسالہ کا نکلنا وقت کی پکار اور حالات کا تقاضہ ہے۔

اللہ کرے یہ رسالہ بامِ عروج تک پہنچے اور اہل سنت و جماعت کا فروغ ہو۔ میں سید صاحب قبلہ کے بشمول ان کی پوری ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اس رسالہ کو رب کریم جل مجدہ دیرپا اور زوداثر بنائے۔ آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ۔

از: محمد فیضان رضا علیمی، رضا باغ گنگٹی
مدیر اعلی: سہ ماہی پیامِ بصیرت سیتامڑھی
استاد مدرسہ قادریہ سلیمیہ چھپرہ بہار
۶ر جمادی الآخرۃ/ ۱۴۴۴ھ

پیغام

قابلِ قدر اور لائق صد تحسین اقدام

ازقلم: علامہ حافظ محمد حامد رضا قادری (کامرہ، اٹک)

عصر حاضر کے ممتاز سیرت نگار و مصنف کتب کثیرہ، ترجمان فکر رضا، عقائد و معمولات اہل سنت کے عظیم مبلغ و محافظ، پاسبان فکر رضا حضرت علامہ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری حفظہ اللہ، خلیفہ مجاز بریلی شریف و مدیر اعلیٰ ''سہ ماہی مجلہ'' خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انٹرنیشنل) نے عقائد اسلام و نظریات اہل سنت کے تحفظ کے لئے خصوصاً ''عقیدۂ ختم نبوت'' کی پاسبانی کی خاطر حسب معمول ایک اور قابل قدر اور لائق صد تحسین اقدام اُٹھاتے ہوئے سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انٹرنیشنل) کے دوسرے عظیم الشان شمارے کی جلوہ گری کا اعلان فرمایا ہے جو خوش آئند ہے۔

پہلا شمارہ، اصحاب علم و فضل اور ارباب فکر و نظر سے خوب داد و تحسین حاصل کر چکا ہے۔ یہ عظیم دینی و مذہبی مجلہ اپنے مشمولات کی بلندی و عمدگی اور معیار کی عظمت کی بدولت قابل اور لائق تعریف و توصیف ہے۔

پہلے شمارہ میں بین الاقوامی نامور علمی وفکری، اعتقادی و نظریاتی شخصیات کے مضامین، پیغامات اور منظومات شامل ہیں جو مجلہ کے علمی مقام کی بلندی اور عقیدۂ ختم نبوت کی مثالی خدمت کے غماز ہیں۔

یقیناً یہ ایک بہت بڑا کارنامہ ہے اور امت مسلمہ پر موصوف کا بڑا احسان ہے۔ آپ سرمایہ ملت ہیں اور آپ کا وجود فی زمانہ اہل سنت کے لیے باعث فخر ہے۔

آپ ان تھک شخصیت کے مالک ہیں اور یقین محکم، عمل پیہم، محبت فاتح عالم کا عملی نمونہ ہیں۔ قلم و قرطاس سے جنون کی حد تک آپ کا لگاؤ ہے، نو وارد اور نوجوان اہل قلم کو موصوف کے کردار کو مشعل راہ بنانا چاہئے اور آپ سے رہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

شاہ صاحب تو

''ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں''

کی عمدہ مثال ہیں۔

یقین کامل ہے کہ مجلہ سہ ماہی ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (انٹرنیشنل) کا دوسرا شمارہ بھی حسب

سابق پوری آب وتاب کے ساتھ ضوفگن ہوگا اور ارباب ذوق کا منظور نظر اور اصحاب فکر ودانش کا محبوب ومقبول ہوکر اہل نظر سے خراج عقیدت ضرور وصول کرے گا۔

ان شاء اللہ مولا کریم بطفیل رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم قبلہ سید صاحب کی خدمات دینیہ کو مقبول عام فرمائے اور امت مسلمہ کو آپ کے تحریری وتحقیقی کام سے مستفیض ہونے کی توفیق رفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین علیہ افضل الصلوۃ والتحیۃ التسلیم۔

راقم الحروف

فقیر پرتقصیر راجع الی الرحمۃ رب قدیر

حافظ محمد حامد رضا قادری غفرلہ

مہتمم جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن کامرہ۔اٹک۔پاکستان

(8/جمادی الاخری 1444ھ/1/جنوری 2023ء، بروز اتوار)

پیغام

ایک مسلسل جدوجہد اور تاریخ

محمد آفتاب احمد (اسلام آباد)

ختم نبوت اسلام کا متفقہ، اساسی اور اہم ترین بنیادی عقیدہ ہے۔ یہ ایک ایسا حساس عقیدہ ہے کہ اگر اس میں شکوک وشبہات کا ذرا سا بھی رخنہ پیدا ہو جائے تو ایک مسلمان نہ صرف اپنی متاع ایمان کھو بیٹھتا ہے بلکہ وہ اُمتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی خارج ہو جاتا ہے۔ قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے، وہ کافر، مرتد، زندیق اور واجب القتل ہے۔ قرانِ مجید کی ایک سو سے زیادہ آیاتِ مبارکہ اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسو دس احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ حضور خاتم النبیین اللہ تعالیٰ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اس بات پر ایمان عقیدہ ختم نبوت کہلاتا ہے۔ پوری اُمت مسلمہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ سب سے اوّل نبی حضرت آدم علیہ السلام اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے جہاں صدر اسلام سے ہی لازوال قربانیوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا وہیں ۱۴ سو سال گزر جانے کے بعد بھی اہل اسلام اس بنیادی عقیدہ کا تحفظ کے لیے سرگرداں ہیں۔ اسی سلسلہ میں پیر طریقت، رہبر شریعت، سید المحررین وسند المحققین حضرت علامہ سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہ کی سرپرستی میں شائع ہونے والے سہ ماہی مجلہ ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (انٹرنیشنل) کا نمایاں کردار ہے۔ ختم نبوت کے لٹریچر اور اس کی تاریخ مرتب کرنے کے سلسلہ میں وطن عزیز میں قبلہ پیر صاحب کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ آپ پیکر اخلاص اور متاثر کن شخصیت ہیں جن سے ملکر بندہ فرحت سے سرشار ہو جاتا ہے۔ آپ کا تبحر علمی اور یادداشت حیران کن ہے۔ ''شیران اسلام پاکستان'' کا ہر پیر وجوان قبلہ شاہ صاحب کا شیدائی ہے کہ آپ ''مجلہ الحقیقہ'' کے مدیر اعلی اور ''مجلہ الحقیقہ'' کے ضخیم ختم نبوت نمبر کی دو جلدوں کے مولف بھی ہیں۔ ہمارے ولی نعمت، شمس العرفاء، بدر اولیاء، حضور مفکر اسلام، اعلی حضرت، عظیم البرکت، پروفیسر محمد حسین آسی قدس سرہ العزیز نے ختم نبوت کا مشن اپنی متاع مستعار کے آخری دن حضرت قبلہ شاہ صاحب کے سپرد کیا تھا جسے ۱۶ سال بعد بھی بخوبی نبھایا جا رہا ہے۔

سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کا دوسرا شمارہ نہ صرف عقیدہ ختم نبوت کی مسلسل جدوجہد ہے بلکہ ایک تاریخ مرتب ہونے جارہی ہے۔ سہ ماہی مجلہ کی تدوین اور ترتیب کے لیے جس قدر قبلہ شاہ صاحب محنت فرمارہے ہیں، میں ذاتی طور پر شاہد ہوں۔ کس قدر ملک بھر کے لکھاریوں، مصنفین اور دانشوروں کو عقیدہ ختم نبوت کے موضوع پر دعوت دے رہے ہیں، حالات حاضرہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مختلف عنوانات کا تعین اور بار بار یاددہانی، یہ آپ کی ہی خاصہ ہے۔ مجھے یقین کامل ہے کہ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کا دوسرا شمارہ قابل دید ہوگا اور مجاہدین ختم نبوت کے لیے اپنے پیغام کو آگے پھیلانے لیے ایک بنیادی ذخیرہ کا کام کرے گا۔ اللہ تعالی بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاہ صاحب قبلہ کی اس مسلسل جدوجہد کو جاری و ساری رکھے اور اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین

مخلص

محمد آفتاب احمد (مرکزی ناظم اعلیٰ "شیران اسلام پاکستان")

پیغام

اسلاف کی حسین روایت

ازقلم: علامہ حافظ محمد عطاء الرحمن قادری رضوی (لاہور)

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفظ ختم نبوت شروع سے ہی مسلمانوں کا شعار اور ملت کا وقار رہا ہے۔ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اولین محافظ ختم نبوت ہیں جنہوں نے مسیلمہ کذاب اور دیگر مدعیان نبوت کی سرکوبی کو اولین ترجیح قرار دیتے ہوئے لشکر بھیجے۔ صحابۂ کرام نے اپنا مقدس خون عقیدۂ ختم نبوت کی آبیاری کے لیے پیش کیا۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مخالفین اسلام کی ہمیشہ سے یہ پالیسی رہی ہے کہ ملت اسلامیہ کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے عقیدۂ ختم نبوت میں نقب لگانے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ وہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ مسلمانوں کا مرکز یقین، حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ہے، لہٰذا وہ رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی محبت مسلمانوں کے قلوب واذہان سے نکالنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی مرزا قادیانی ہے جو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے۔ الحمد للہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ تک علمائے اہل سنت کی رد قادیانیت کے سلسلے میں خدمات تاریخ کے ماتھے کا جھومر ہیں۔

عصر حاضر میں محقق اہل سنت حضرت سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری اسلاف کی اس حسین روایت کے امین ہیں۔ رد قادیانیت میں انکی کوششیں بہترین اور لائق تحسین ہیں۔ وہ متعدد جہات سے رد قادیانیت کے لیے سر بکف ہیں اور ان کا جاری کردہ زیر نظر مجلہ ”سہ ماہی خاتم النبیین ﷺ“ (انٹرنیشنل) بھی اسی سلسلے کی ایک خوبصورت کڑی ہے۔

ماشاءاللہ شاہ صاحب نے حسب روایت اس مجلّے میں ماہر لکھاریوں سے مدلل مضامین لکھوا کر بزم مطالعہ

میں گل تازہ کی صورت میں پیش کیے ہیں۔ اس کاوش پر شاہ صاحب اوران کے رفقاء کی جتنی تحسین کی جاے کم ہے۔
شاہ صاحب مضامین کے انبار لگاتے جارہے ہیں اب پڑھنے والوں کو چاہیے کہ خود بھی استفادہ کریں اور دیگر صاحبانِ ذوق کو بھی سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (انٹرنیشنل) کی بزم مطالعہ کا رکن بننے کی دعوت دیں۔
شاہ صاحب تو اپنے حصہ کا کام کیے جارہے ہیں اور صاحبان ذوق کو دعوت دے رہے ہیں

لگا رہا ہوں مضامین تازہ کے انبار
خبر کرو میرے خرمن کے خوشہ چینوں کو

دعا ہے اللہ تعالٰی اس جریدہ حمیدہ کے دریائے فیض کو صبح قیامت تک جاری وساری رکھنے کی توفیق دے۔
ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

دعا گو ودعا جو
محمد عطاء الرحمٰن قادری رضوی
شعبۂ اسلامیات گورنمنٹ دیال سنگھ کالج لاہور
12/ جمادی الاخری 1444ھ 5/ جنوری 2023ء، جمعرات

پیغام

عقیدۂ ختم نبوت کی پاس داری

ازقلم: خلیفہ حضور تاج الشریعہ علامہ مفتی غلام مصطفیٰ نعیمی

مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم دہلی قاضی شہر رام نگر نینی تال

ایک بندہ مومن کے لیے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کا تسلیم کرنا بایں طور مکمل ہوتا ہے جب آپ کی ذات کو خاتم الانبیا تسلیم کیا جائے کہ بفرمان ربی:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا۔

(سورہ احزاب:40)

محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے (خاتم) اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے خلیفۂ اعلیٰ حضرت، مفسر قرآن صدر الافاضل الشاہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

> یعنی آخر الانبیاء کہ نبوت آپ پر ختم ہوگئی آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد شریعت محمدیہ پر عامل ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے، حضور کا آخر الانبیاء ہونا قطعی ہے، نص قرآنی بھی اس میں وارد ہے اور صحاح کی بکثرت احادیث تو حد تواتر تک پہنچتی ہیں۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں جو حضور کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے، وہ ختم نبوت کا منکر اور کافر خارج از اسلام ہے۔

مذکورہ آیت/ترجمے/تفسیر سے یہ بات اظہر من الشّمس ہوجاتی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کو محض نبوت کے طور پر نہیں بلکہ ختم نبوت کے طور پر ماننا ضروری ہے۔ کیوں کہ خاتم الانبیا ہونا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ اور مرتبہ عظمی ہے۔ جس سے کسی طور پر انکار یا صرف نظر نہیں کیا جاسکتا۔ دور حاضر میں اسلام کو جس قدر خطرات

بیرونی دشمنوں سے ہیں اتنے ہی خطرات ان دشمنوں سے بھی ہیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اہل اسلام کا عقیدہ خراب اور دین کی جڑوں کو کھوکھلا کرنا چاہتے ہیں۔ان فتنوں میں دو طرح کے لوگ ہیں:

1۔ کھلے دشمن 2۔ چھپے دشمن

کھلے دشمنوں میں قادیانی ہیں جو اعلانیہ حضور پاک ﷺ کے بعد مرزا قادیانی کو اپنا نبی اور پیغمبر مانتے ہیں۔جب کہ چھپے دشمنوں میں وہ لوگ ہیں جو بظاہر ختم نبوت کی بات کرتے ہیں مگر خاتم الانبیا ہونے کی خصوصیت کو ختم زمانی ومکانی کی قیدوں میں الجھا کر امت مسلمہ کے دلوں سے ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت اور اس عقیدے کی اہمیت کو ہلکا کرنے کی ناروا کوششیں کر چکے ہیں۔اور آج تک ان کی ذریت ایسے مردود اور قابل ٹھوکر عقیدوں کو سروں پر ڈھونے اور اس کی بے جا تاویلیں کرنے میں مصروف ہے۔

گذشتہ کچھ سالوں سے ہندو پاک میں ان فتنوں نے کافی سر اٹھایا ہے۔اس لیے ضرورت تھی کہ اہل سنت کے افراد یار غار سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سنت کا احیا کرتے ہوئے میدان عمل میں ڈٹ جائیں۔

خوش نصیبی کا قرعہ فال ہمارے بزرگ اور کرم فرما، پیکر اخلاق حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری دام ظلہ کے نام نکلا اور انہوں نے ختم نبوت کے عقیدے کی اہمیت کے مدنظر خاص اسی عنوان ''خاتم النبیین'' پر ایک سہ ماہی رسالہ نکالنے کا بیڑا اٹھایا۔کہتے ہیں حوصلے مضبوط، ارادے پختہ اور نیت میں اخلاص ہو تو پربت بھی رائی ہو جاتا ہے، قبلہ شاہ صاحب میں یہ تینوں اوصاف بدرجہ کمال پائے جاتے ہیں اس لیے ارادہ کرتے ہی ہندو پاک کے علما ومشائخ کی حمایت وسرپرستی مل گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے سہ ماہی مجلہ ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (انٹرنیشنل) کا پہلا خصوصی شمارہ جنوری 2022 میں منظر عام پر آ گیا۔جس میں قبلہ شاہ صاحب نے بیماری کے باوجود بھی اداریہ لکھ کر بتا دیا کہ بندہ مومن کا جسم تو بیمار ہو سکتا ہے لیکن اس کی روح، اس کی غیرت ایمانی اور اس کا عشق کبھی بیمار نہیں ہوتا بلکہ وہ حالت بیماری میں بھی لوگوں کو بدعقیدگی کی بیماری سے بچانے کی تگ ودو کرتا ہے۔

اسے شاہ صاحب کی خداداد مقبولیت ہی کہیں گے کہ بھلے ہی پاک میں لوگ انہیں اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں، پاس بیٹھتے ہیں، باتیں ہوتی ہیں اور روبرو بیٹھ کر براہ راست جاننے سمجھنے کا موقع ملتا ہے لیکن بھارت میں ان کے حلقہ احباب میں اکابر سے اصاغر سبھی شامل ہیں جب کہ شاید ہی کسی سے ان کی ملاقات ہوئی ہو لیکن شاہ صاحب کا خلوص، ان کی دینی خدمات نے انہیں بھارت میں بھی اس قدر محبت واپنائیت سے نوازا ہے کہ یہاں کے باسیوں کو بھی لگتا ہے کہ مانو شاہ صاحب سے روز کا ملنا ملانا اور بیٹھنا بٹھانا چلا آ رہا ہے۔ان

کے اسی خلوص کا ثمرہ ہے کہ رسالہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کی مجلس ادارت میں پاک کے نام ور علما وفضلا اور دانش وران کی انجمن سجی ہوئی ہے وہیں بھارت کے افق علم کے ستارے بھی صابری بزم کی زینت بنے ہوئے ہیں۔

بندہ ناچیز اس رسالے کے اجراء پر شاہ صاحب کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔عنقریب ہی اس کی بزم میں کسی عنوان پر خامہ فرسائی کا شرف بھی حاصل کروں گا۔

ہندو پاک میں بسنے والے جملہ عاشقان رسالت سے گزارش بھی کروں گا کہ اپنی اپنی سطح پر اس رسالے اور اس کے مشمولات کو فروغ دیں، تعاون کریں اور عقیدۂ ختم نبوت کی پاس داری میں اپنا حصہ بھی ڈالیں تا کہ امت محمدیہ ختم نبوت کے مجرموں سے محفوظ رہے۔

رب کریم سے دعا ہے مولیٰ تعالیٰ اس رسالہ نافعہ کو عروج عطا فرمائے اور اس کے ذمہ داران کی غیب سے امداد فرمائے۔

مدینے کا بھکاری

غلام مصطفےٰ نعیمی مدیر اعلیٰ سوادِ اعظم دہلی

قاضی شہر رام نگر نینی تال

۱۳ جمادی الاخرہ ۱٤٤٤ھ 6 جنوری 2023 بروز جمعہ

پیغام

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں منظور و مقبول کام

ازقلم: اسیر مفتی اعظم الحاج محمد سعید نوری (ممبئی)

حضرت علامہ مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری صاحب دامت برکاتہم العالیہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

سب سے پہلے تو میں آپ کو سہ ماہی مجلہ ''خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم (انٹرنیشنل) کے اجراء پر دلی مبارک باد اور ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ اس وقت یہ کام نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ ناموسِ رسالت اور ختم نبوت پر جو ناپاک حملے عہد رواں میں ہو رہے ہیں اس سے پہلے شاید ہی اتنی کثرت سے کبھی ہوئے ہوں اس لئے اس وقت ختم نبوت کے تحفظ کے لئے قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کا سدباب بہت ہی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ آپ نے جس عظیم کام کا بیڑہ اٹھایا ہے، لازم ہے کہ ہر مسلمان اس عظیم تحریک میں شامل ہو۔ ختم نبوت کے منکرین اس وقت بہت زور وشور سے اپنے مشن میں لگے ہوئے ہیں، ہزاروں لوگوں کو مرتد بنا رہے ہیں، نہ صرف برصغیر میں یہ اپنے ہاتھ پاؤں پھیلا رہے ہیں بلکہ امریکہ اور یورپ میں بھی ان کے سنٹر بڑی تعداد میں کھل رہے ہیں بلکہ وہاں اہل سنت کی مساجد سے زیادہ کہیں ان کے سنٹر نظر آتے ہیں قادیانی ذریت ہماری عظیم آخری آسمانی کتاب قرآن پاک کا ترجمہ ہر زبان میں اپنے عقیدے کے مطابق کرکے عام کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے میں لگے ہوئے ہیں۔ قادیانی سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال بھی کر رہے ہیں۔ معاذ اللہ ہمارے نوجوان بڑی کثرت سے گمراہی کے گڑھے میں گرتے جا رہے ہیں۔ ایسے نازک وقت میں آپ سہ ماہی مجلہ ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (انٹرنیشنل) کے ذریعے صحافتی سطح پر ختم نبوت کے حوالے سے جو عظیم کام انجام دے رہے ہیں وہ یقیناً بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں منظور و مقبول ہے۔ یہاں ہندوستان میں اس عظیم کام کے لئے میرے لائق کوئی خدمت ہو تو آپ ارشاد فرمائیں۔ میرے حق میں بھی دعا فرمائیں اور احباب اہل سنت کو میری جانب سے سلام عرض ہے۔ خدا حافظ!

اسیر مفتی اعظم محمد سعید نوری

بانی وصدر رضا اکیڈمی ممبئی ہندوستان 14 / جمادی الاخری 1444ھ 7 / جنوری 2023ء بروز ہفتہ

پیغام

مطلع صحافت پر مجلہ خاتم النبیین ﷺ کی جلوہ ریزی

ازقلم: سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی غورغشتوی (امریکہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوں تو آسمان صحافت پر ہمارے کئی جرائد ورسائل ستاروں کی مانند جگمگاتے ہوئے نظر آتے ہیں جو اپنے دامن میں مختلف موضوعات پر اہل علم وقلم کی نگارشات لے کر آتے ہیں لیکن ایسا مجلہ جو صرف کسی ایک موضوع ہی کو لے کر شائع ہو رہا ہو بہت کم دیکھنے میں آیا ہے۔

لاہور سے راجا رشید محمود نے ماہ نامہ "نعت" نکالنا شروع کیا اور اسے صرف نعت ہی کے موضوعات کے لئے مختص کئے رکھا۔ کراچی سے صبیح رحمانی بھی "نعت رنگ" کے عنوان سے نعت کے موضوعات کو سامنے لانے میں مصروف ہیں۔ لاہور سے "کاروانِ نعت" بھی شائع ہو رہا ہے۔

اب صرف ختم نبوت اور موضوعات ختم نبوت کے حوالے سے ہمارے مہربان دوست اور کرم فرما، مصنف تصانیف کثیرہ، ماہر تقدیمات وتقریظات فضیلۃ الشیخ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ نے ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف ضلع اٹک پنجاب پاکستان کے زیر اہتمام سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کا اجراء عمل میں لایا ہے۔ مطلع صحافت پر اس کے پہلے خصوصی شمارے کی جلوہ ریزی کے مناظر دیکھنے میں آئے ہیں۔ ماشاءاللہ یہ اسم بامسمی ہے۔

اب اس کا دوسرا خصوصی شمارہ بھی اشاعت پذیر ہو کر سامنے آرہا ہے جو نہایت ہی عظیم وضخیم ہے اور صحافتی سطح پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ایک گراں قدر اضافہ ہے۔ یہ مجلہ صرف ختم نبوت کے موضوعات کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ اہل سنت کے ارباب علم ودانش عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر آگے بڑھیں اور اس کے لئے اپنی تحریرات لکھ کر بھیجیں، اہل سنت کے اہل ثروت آگے بڑھیں اور اس کی اشاعت میں معاونت کریں تاکہ یہ مجلہ نہایت کامیابی سے جاری رہے اور تادیر رہے۔

جہاد بالقلم کے محاذ پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ ماہ نامہ مجلہ الحقیقہ کا دو ضخیم جلدوں میں "تحفظ

ختم نبوت نمبر'' اور محافظ ختم نبوت امیر عزیمت امیر المجاہدین علامہ حافظ خادم حسین رضوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات وخدمات پر مشتمل ماہ نامہ مجلہ الخاتم انٹرنیشنل کا نہایت ضخیم اور وقیع امیر المجاہدین نمبر'منصۂ شہود پر لاکر اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مبدائے فیاض نے صحافتی سطح پر ختم نبوت کے تحفظ کے لئے آپ کا انتخاب فرمالیا ہے امید قوی ہے کہ ان شاء اللہ، سہ ماہی مجلہ'' خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (انٹرنیشنل) بھی شہرت کی بلندیوں پر ضرور پہنچے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ممدوح پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے علم و قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔

اہل سنت کا ادنیٰ خادم

سید منور علی شاہ بخاری قادری رضوی غور غشتوی غفرلہ

نارتھ کیرولینا امریکا

15 / جمادی الاخری 1444ھ 8 / جنوری 2023ء بروز اتوار

پیغام

قابلِ صد تحسین اقدام

از قلم: نبیرۂ صدر الافاضل علامہ حکیم سید محمد بختیار الدین شبلی نعیمی مراد آبادی

نحمده و نصلی علی رسوله الکریم

گرامی قدر مفکر اسلام ادیب شہیر حضرت علامہ مولانا غلام مصطفیٰ نعیمی صاحب قبلہ مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی سے بذریعہ موبائل یہ خبر دلپذیر موصول ہوئی کہ ماہر قلم و قرطاس داعی اہل سنت حضرت علامہ مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دام ظلہ علینا ایک سہ ماہی مجلہ بنام "خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (انٹرنیشنل) نکال رہے ہیں جس کا دوسرا خصوصی شمارہ عنقریب شائع ہونے والا ہے اس خبر سعید کو سن کر دل کو مسرت و شادمانی ہوئی یقیناً اس ہوشربا پر فتن دور میں اس طرح کے مجلہ کی اشد ضرورت ہے کسی بھی قوم کی اصلاح کے لئے دو چیزیں کلیدی کردار ادا کرتی ہیں ایک ہے تقریر اور دوسری ہے تحریر مگر تحریر کو تقریر پر فوقیت حاصل ہے لہٰذا اس قوم کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح کے لیے اس رسالے کا منظر عام پر لانا قابل صد تحسین اقدام ہے، میں حضرت علامہ صابر حسین شاہ صاحب کو دل کی عمیق گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور رب قدیر کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ مولیٰ اپنے پیارے حبیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ جلیلہ سے اس رسالے کو مقبول خاص و عام بنائے اس رسالے کے ذریعے ملت اسلامیہ میں اتحاد و اتفاق قائم فرمائے آمین ثم آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین

دعا گو و دعا جو

سید محمد بختیار الدین شبلی نعیمی قادری غفرلہ الھادی المرادابادی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ نعیمیہ مرادابادو پرنسپل دار العلوم صدر الافاضل کرولہ مرادابادالہند

16 / جمادی الاخری 1444ھ 9 / جنوری 2023ء بروز پیر

پیغام

تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت ہر مسلمان کا اولین فرض ہے

از قلم: اسیر محبی علامہ ریحان رضا انجم مصباحی (مدھوبنی۔ بہار)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

نمونہ اسلاف، آبروئے قرطاس وقلم، محافظ عقیدہ ختم نبوت، گل فاطمی کے گل سب رنگ محبوب الاولیاء محب العلماء حضرت سید صابر حسین شاہ بخاری حفظہ اللہ تعالی نے اطلاع دی کہ پاکستان میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے ایک منفرد رسالہ بنام" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کی جانب سے دوسرا خصوصی شمارہ نکلنے والا ہے، اس خبر نے ایمان وعقیدہ کے باغ کو سرسبز وشادابی بخش دی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جس دور میں آقائے کریم ﷺ کے ناموس پر شب خون مارنے کی ناپاک کوشش کی جائے اور ایسے دور میں خاموش زندگی گزارنے سے بہتر مرجانا ہے۔

تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی اختر رضا خاں قادری ازہری علیہ الرحمہ مقصد حیات کا درس دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

زندگی یہ نہیں ہے کسی کے لیے زندگی ہے نبی کی نبی کے لیے ایک بات ذہن نشین رہے کہ اگر قافلہ کا حصہ نہ بن سکیں تو کم سے کم تحفظ ناموسِ رسالت ﷺ کی تحریک قافلہ سالار کے دست وبازو بنیں اور یہ پیغام اپنے لئے لازمی طور پر محفوظ کر لیجئے کہ اپنی نسلوں کو صرف زمین وجائداد کے وارث نہ بنائیں بلکہ انہیں وصیت کریں کہ جو ایمان وعقیدے میں اہل سنت وجماعت یعنی"مسلک اعلیٰ حضرت" کا پابند ہوگا وہی ہماری ملکیت کا وارث ہوگا۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ بہت سارے خوش نصیب خوش عقیدگی کی تحریک چلا کر دنیا سے چلے گئے آج ان کی نااہل اولاد اس تحریک کا مذاق اڑاتی ہیں۔ تحفظ ختم نبوت اور ناموس رسالت کی پاسبانی تو ہر مسلمان کا اولین فرض، دینی غیرت کا تقاضا اور عشق رسول کی پکار ہے۔

لہٰذا میرا ذاتی ایمانی مشورہ ہے کہ خطبا، نقبا، شعرا، مبلغین اسلام عقیدۂ ختم نبوت پر مشتمل آیات مقدسہ اور احادیث مبارکہ کی تشریح وتوضیح کو بھی موضوع سخن بنائیں، عام فہم اسلوب میں عقیدۂ ختم نبوت پر اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں رسائل وجرائد تیار کر کے سادہ لوح مسلمانوں تک پہنچائیں۔ اہل ایمان اپنی اولاد کے لئے

وصیت نامہ قلم بند کرتے ہوئے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناموس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا پورا خیال رکھیں۔

قلم روکتے روکتے پھر حضرت سید صابر شاہ بخاری صاحب کو دلی مبارک باد پیش کرتا ہوں کیونکہ آپ کی اس کاوش سے میں کس قدر مطمئن اور خوش ہوں کہ گذشتہ سال ماہ نومبر میں سفر حرمین شریفین کے یادگار موقع پر جب بارگاہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں راقم الحروف کی حاضری ہوئی تو 26/ نومبر 2022ء کو سہ ماہی مجلہ"خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے پہلے شمارہ کی پی ڈی ایف فائل سے اداریہ کے پہلے صفحہ کو آقائے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مواجہ شریف کے سامنے کھڑا ہوکر پڑھا اور اسی وقت عریضہ بھی پیش کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پاکستان میں آپ کے غلام اور عاشق زار سید صابر حسین شاہ بخاری اور ان کے رفقائے کار کی اس محنت وکاوش کو شرف قبولیت کا مقام عطا فرما دیجئے۔

سید صاحب کی قلمی کاوشوں کو دیکھنے اور پڑھنے کے بعد سرکار محبی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قطعہ یاد آرہا ہے:

دیر تک لکھا رہے گا آہ مرے رہنے کا یہ ٹھکانا ہے
پڑھنے والوں سے ہے امید دعا بس محبی کو یہی پانا ہے

طالب خیر: اسیر محبی ریحان رضا انجم مصباحی
خادم: خانقاہ عالیہ قادریہ رحمانیہ
ناظم اعلیٰ: انجمن نور اسلام (رجسٹرڈ) پوکھر ٹولہ بسفی، مدھوبنی (بہار)
مقیم حال نوری مسجد پارک سرکس کولکاتا مغربی بنگال
17/ جمادی الاخری 1444ھ 10/ جنوری 2023ء بروز منگل

پیغام

مقدر کے سکندر لوگ

از قلم: ملک محبوب الرسول قادری (جوہر آباد۔ پنجاب پاکستان)

حضور رحمت عالم و عالمیان سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ رب العالمین نے اوصاف و کمالات کا جہان بنایا۔ انبیاء و مرسلین کی صفت میں آپ کے امتیازات بھی بہت زیادہ ہیں۔ آپ کے ان امتیازات میں سے ایک وصف اور امتیاز اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کا "خاتم النبیین" ہونا بیان فرمایا ہے۔ چونکہ قرآن نص قطعی ہے اور اس کا انکار کفر صریح ہے۔ وہ لوگ بڑے خوش نصیب ہوتے ہیں جنہیں عظمت و عصمت نبوت کے لئے جد و جہد کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے اور وہ لوگ تو بہت ہی بڑے خوش نصیب بلکہ مقدر کے سکندر ہوتے ہیں جنہیں تاجدارِ ختم نبوت حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت ختم نبوت کے لئے کام کرنے کا حوصلہ اور موقع مل جائے۔

حضرت فضیلۃ الشیخ علامہ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری زید شرفہ اس حوالہ سے اپنے "مقدر کے سکندر" لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہمہ جہت موضوعات پر بہت بڑے بڑے کام، کارنامے اور کارہائے نمایاں سرانجام دیئے ہیں اور اس قلندرانہ شان و خاموشی کے ساتھ یہ اعزاز حاصل کئے کہ کسی کو کان و کان خبر نہ ہو سکی اور پتہ اس وقت چلا جب ان کے کام کا جادو سر چڑھ کر بولا۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ان کی پرخلوص، بے لوث، ان تھک اور نتیجہ خیز جد و جہد کا عالم بھی یہی ہے۔ اب کی بار ان کے جریدۂ حمیدہ "خاتم النبیین" کا نقش ثانی منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہونے کو ہے جس کا صلہ انہیں اللہ رب العالمین یومِ حشر عطا فرمائے گا اور حضور رحمت عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نگاۂ شفقت و کرم عطا فرمائیں گے۔

پیغام کے طور پر اہل علم کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا ضروری ہے کہ اہل محبت اور صاحبانِ قلم و تحقیق منکرین ختم نبوت کے اعتراضات کے جوابات کے ساتھ ساتھ عقیدۂ جہاد اسلامی، حیات حضرت عیسیٰ علیہ السلام، تحذیر الناسی فکر سے بریت و لاتعلقی کے اظہار یہ پر توجہ مرتکز رکھیں اور مبلغین اسلام میں عارف ربانی حضرت پروفیسر محمد الیاس برنی چشتی نظامی قادری رحمۃ اللہ علیہ جیسی شخصیات کو "قبضہ گروپ" سے نکالیں۔ وہ اصحاب نسبت اور صاحبانِ سلاسل تصوف تھے اور مسلک محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل سنت و جماعت جسے برصغیر

میں عرف عام میں بریلوی کہا، سنا، لکھا اور پڑھا جاتا ہے کے ساتھ وابستہ تھے۔

بلکہ پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ تو خود میلا دخواں تھے، ان کا حلقۂ ارادت وحلقۂ اثر خاصا وسیع تھا۔ ان کی کتابیں بناسپتی قسم کے لوگ شائع کر کے انہیں اپنا ہم خیال ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اہل حق کو چاہیے کہ وہ ان بزرگان کے تصلب دینی کو اپنے حلقۂ اثر میں ظاہر کریں تاکہ حق و باطل کی تمیز رہے۔ جرائد ورسائل اور مؤلفین ومصنفین بھی اپنا اپنا کردار ادا کریں۔

حضرت فضیلۃ الشیخ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت فیوضہم اگر اپنے اوقات میں سے اس مقصد کے لیے کچھ وقت صرف کریں تو یہ کام بطریق احسن تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔

وما توفیقی الا باللہ

ملک محبوب الرسول قادری زاویہ قادریہ جوہر آباد۔ خوشاب۔ پنجاب

مدیر اعلیٰ سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہر آباد 18 / جمادی الاخری 1444ھ 11 / جنوری 2023ء بروز بدھ

پیغام

فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری

تحریک تحفظ ختم نبوت کا روشن کردار

از قلم: غلام دستگیر فاروقی

سارقین تخت و تاجِ ختم نبوت کی سرکوبی کے محاذ پر منفرد، ناقابل فراموش اور ایمان آفریں خدمات انجام دینے والے بزرگ و قلمی مجاہد اور اکابر کی یادوں کے امین ہیں۔ تحفظ ختم نبوت پر کام ان کے جسم و روح میں شامل اور خون میں گردش کرتا ہے۔ شاہ جی اپنی ڈھلتی عمر ضعف و ناتوانائی اور علالت کے باوصف اپنے معمولات پر کاربند ہیں، افسوس آج میرا نوجوان ایسے صاحبانِ دعوت و عزیمت سے بے خبر ہے۔

حقائق سے بھرپور ایمانی جرأت و بسالت سے لبریز کتب بالخصوص تحفظ ختم نبوت پر کاوشیں حُبِّ رسول ﷺ کے جذبات و احساس اُجاگر کرنے کا باعث ہیں۔ شاہ جی کے خاص موضوع عقیدہ ختم نبوت پر راقم کی جامع مگر اختصاری تحریر مجلہ ''ذوق'' (اٹک) کے ''فضیلۃ الشیخ نمبر'' (سید صابر حسین شاہ بخاری) میں شائع ہونے کا شرف پا چکی ہے۔

`جنوری 2022ء مجلہ ''خاتم النبیین'' کا اِجرا اَسیرانِ زُلفِ جانِ جاناں ﷺ کے لئے مژدۂ جاں فزا ثابت ہوا، جوں ہی یہ مسرت آگیں، ایمان پرور، پُرسوز مجلہ ''خاتم النبیین'' دیدہ زیب مجلّد 248 صفحات پر مشتمل حقیقت کے روپ میں آنکھوں کے سامنے جلوہ افروز ہوا تو شاہ جی کی انقلابی جدو جہد پر چند سطریں نوکِ قلم پر آ ہی گئیں۔

نشیمن پر نشیمن اس قدر تعمیر کرتا جا
کہ بجلی گرتے گرتے خود بیزار ہو جائے

راقم الحروف سہ ماہی ''المنتھیٰ'' کے مؤسس و مدیر ہونے کی وجہ سے چونکہ خود اس خاردار مشکل ترین سفر کا راہی ہے بایں وجہ بخوبی سمجھتا ہوں کہ کتنے جان جھوکوں کا کام ہے۔ تحفظ ختم نبوت سے جُڑا کوئی فرد

آج اگر "المنتھی"، "خاتم النبیین"، "الحقیقہ" سے واقف نہ ہوتو اسے حیرت واستعجاب سے پوچھنا بنتا ہے کہ تحفظ ختم نبوت وردّ قادیانیت پر کام کا دعویٰ بھی اوران مذکورہ کاوشوں سے بے خبر بھی..!

فقیر صمیم قلب سے "ادارۃ المنتھیٰ پاکستان" کے ہر رُکن کی جانب سے قبلہ شاہ جی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہےاورآپ کی صحت وسلامتی کے لئے دعا گو ہے۔دوسری اشاعت بحسن وخوبی ہو،تمام رفقاء ومعاونین کو رفعتیں،عزتیں نصیب ہوں۔

بآں گروہ از ساغر وفا مستند

سلامِ ما برسانید ہر کجاہستند

ترجمہ:وفاوعشق کے یہ پیکر جہاں بھی ہوں انہیں ہمارا سلام پہنچادیں۔

خاک راہِ عارفاں

غلام دستگیر فاروقی

موسس:"ادرۃ المنتھیٰ پاکستان"، مدیر اعلی:سہ ماہی "المنتھی"

17 جمادی الثانی 1444ھ بمطابق 11 جنوری بروز بدھ 2023ء صبح بوقت 9:57

پیغام

قادیانیت کا محاسبہ

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری (لاہور)

عصرِ حاضر قربِ قیامت کا وہ نازک دور ہے جو اعتقادی، اخلاقی اور فکری فتنوں سے معمور ہے، اِس دور میں فتنوں سے محفوظ رہنا اور اپنی اولادوں، عزیزوں اور احباب کو محفوظ رکھنا انتہائی مشکل ہو گیا ہے، اِس لئے کہ ہمارے گھر اور ہماری خلوتیں فتنوں کی دسترس سے محفوظ نہیں رہی ہیں، نوجوان نسل کو کہیں آزاد خیالی کے نام پر الحادی فکر کھینچ رہی ہے اور کہیں اخلاقی فساد نے جال پھیلا رکھے ہیں، اِسلام دشمن قوتیں لبرل اِزم اور ترقی کے نام پر قائم اِس محاذ سے نوجواں نسل کے دلوں میں فروزاں ایمان کی شمعیں بجھانا چاہ رہے ہیں۔ دوسری طرف صورتِ حال یہ ہے کہ اسلام کی روح سے نا آشنا کچھ جذباتی لوگ کہیں مذہب کے نام پر سادہ لوح مسلمانوں کو منافرت، فرقہ واریت اور شدت پسندی کے گڑھے میں گرانے پہ لگے ہوئے ہیں۔ مذہب کے نام پر ہی کہیں قرآن کی آڑ میں حدیث کا انکار کیا جارہا ہے، کہیں حدیث کی آڑ میں چاروں فقہی مذاہب کو جھٹلایا جارہا ہے، کہیں توحیدِ خالص کے نام پر مقامِ رسالت کو عام آدمی کی سطح پر لایا جارہا ہے، کہیں حبِ اہل بیت کرام کے پردے میں صحابہ ٔ کرام پر کیچڑ اچھالا جارہا ہے، تو کہیں حبِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی آڑ میں اہل بیت کرام کی بے ادبی کی راہیں ہموار کی جارہی ہیں۔

قادیانیت عہد حاضر کے اسلام دشمن فتنوں میں سے ایک بہت بڑا فتنہ ہے جو بھولے بھالے مسلمانوں کو ملازمت، بیرونی ممالک کے ویزوں اور نام نہاد پر کشش مستقبل کے جاذبِ نظر خواب دکھا کر اُن سے ایمان کی دولت چھیننا چاہتا ہے، یہ فتنہ نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا بھر میں سرگرمِ عمل ہے، ہمارے تعلیمی اداروں میں زیرِ تعلیم دین کا گہرا ادراک نہ رکھنے والے بچے اور بچیاں اِس گڑھے میں گرتے چلے جارہے ہیں، اگر ہم یہ سب کچھ خاموشی سے دیکھتے رہے اور اِس حوالے سے کچھ نہ کیا تو بہت زیادہ اعتقادی نقصان کا اندیشہ ہے، اِس فتنے کے حوالے سے آگاہی پھیلانے اور شعور اجاگر کرنے کی شدید ضرورت ہے، سوشل میڈیا اور جدید ترین ذرائع ابلاغ اِس فتنے کو گھر گھر پہنچانے کے لئے استعمال ہو رہے ہیں، اپنے بچوں اور آئندہ آنے والی نسلوں کا ایمان بچانے کے لئے بلند ارادوں کے ساتھ میدان میں اُتریں، قادیانیت کے حوالے سے علمائے اہل سنت کی تصنیفات کا خود مطالعہ کریں اور، اِس دشمن دین فتنے کے حوالے سے دوسروں کو بھی آگاہی فراہم کریں تاکہ جس قدر لوگوں کا دین محفوظ کیا جاسکے ہم

کر گذریں۔

شرف ملت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمہ اللہ تعالی نے زندگی میں عظیم دینی وعلمی خدمات سر انجام دیں مگر وہ زندگی کے آخری ایام میں فرمایا کرتے تھے: ”افسوس کہ میں ردِّ قادیانیت میں کچھ نہیں لکھ سکا۔“ میں اِس افسوس پر بہت حیران ہوا کرتا تھا، پھر مجھے اِس بات کی تب سمجھ آئی جب ایک دوست نے مجھے بتایا کہ اِس وقت ”قادیانیت کا محاسبہ“ ایسا امر ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔

ہمارے، مخدوم ومہرباں حضرت پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری مدظلہ العالی نے سہ ماہی ”خاتم النبیین“ انٹرنیشنل کا اجرا فرما چکے ہیں جس کا دوسرا شمارہ طباعت کے مرحلے میں ہے، احباب سے درخواست ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے دفاع کے لئے حضرت سید صاحب کے دست و بازو بنیں اور اُن کے ساتھ علمی، قلمی۔ فکری اور مالی تعاون کر کے اللہ تبارک وتعالی اور اُس کے حبیب ﷺ کی خوشنودی اور رضا حاصل کریں۔

ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی

ابن شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انا خاتم النبیین
لا نبی بعدی
(الحدیث)
میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں

دوسرا باب

قرآنیات و احادیث
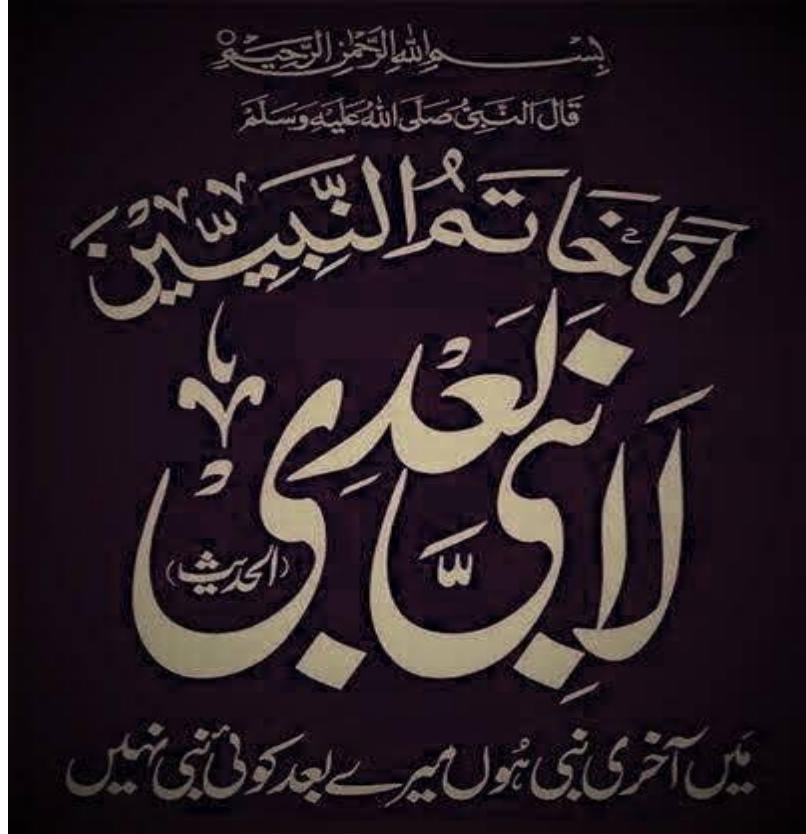
دلائل ختم نبوت پر آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تحریر: علامہ پیر سید احمد علی شاہ ترمذی سیفی (کراچی)

قرآن مجید نے جہاں خدا تعالیٰ کی توحید اور قیامت کے عقیدہ کو ہمارے ایمان کا جزو لازم ٹھہرایا۔ وہاں انبیاء و رسل علیہم السلام کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنا بھی ایک اہم جز و قرار دیا ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتوں کو ماننا اور ان پر عقیدہ رکھنا اتنا ہی اہم اور لازمی ہے جتنا خدا تعالیٰ کی توحید پر۔ لیکن قرآن مجید کو اول سے آخر تک دیکھ لیجئے۔ جہاں کہیں ہم انسانوں سے نبوت کا اقرار کرایا گیا ہو اور جس جگہ کسی وحی کو ہمارے لئے ماننا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ وہاں صرف پہلے انبیاء کی نبوت و وحی کا ہی ذکر ملتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت حاصل ہو اور پھر اس پر خدا کی وحی نازل ہو کسی جگہ پر اس کا ذکر تک نہیں۔ نہ اشارۃً نہ کنایۃً حالانکہ پہلے انبیاء کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی فرد بشر کو نبوت عطا کرنا مقصود ہوتا تو اس کا ذکر زیادہ لازمی تھا اور اس پر تنبیہ کرنا از حد ضروری تھا۔ کیونکہ پہلے انبیاء کرام اور ان کی وحی تو گزر چکی۔ امت مرحومہ کو تو سابقہ پڑنا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کی نبوتوں سے۔ مگر ان کا نام ونشان تک نہ ہوتا۔ بلکہ ختم نبوت کو قرآن مجید میں کھلے لفظوں میں بیان فرمانا اس بات کی صاف اور روشن دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی شخصیت کو نبوت یا رسالت عطا نہ کی جائے گی۔

مندرجہ ذیل آیات پر غور فرمایئے:

(۱) وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ (البقرۃ ۴)

اور وہ کہ ایمان لائیں اس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اترا اور جو تم سے پہلے اترا اور آخرت پر یقین رکھیں۔

(۲) يَآأَهْلَ الْكِتَابِ هَلْ تَنْقِمُونَ مِنَّآ إِلَّآ أَنْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ (المائدۃ ۵۹)

اے کتابیو تمہیں ہمارا کیا برا لگا یہی نہ کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اُترا اور اس پر جو پہلے اترا

(۳) لَكِنِ الرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَالْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَآ أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (النساء ۱۶۲)

ہاں جو اُن میں علم میں پکّے اور ایمان والے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں اُس پر جو اے محبوب تمہاری طرف اُترا اور جو تم سے پہلے اترا۔

(۴)يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوْا آمِنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ (النساء۱۳۶)

اے ایمان والو! ایمان رکھو اللہ اور اللہ کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اپنے ان رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو پہلے اُتاری۔

(۵) أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوْا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ (النساء۶۰)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعوی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا۔

(۶)وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الزمر ۶۵)

اور بیشک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اَکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا۔

(۷) كَذَٰلِكَ يُوحِي إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ اللهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (الشوریٰ ۳)

یونہی وحی فرماتا ہے تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف اللہ عزّت وحکمت والا۔

مندرجہ بالا تمام آیات خدا تعالیٰ نے ہمیں صرف ان کتابوں، الہاموں اور وحیوں کی اطلاع دی ہے اور ہم سے صرف انہی انبیاء کو ماننے کا تقاضا کیا ہے جو آنحضرت ﷺ سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور بعد میں کسی نبی کا ذکر نہیں فرمایا۔ یہ چند آیات لکھی گئی ہیں۔ ورنہ قرآن پاک میں اس نوعیت کی اور بھی بہت سی آیات ہیں۔ مندرجہ بالا آیات میں "مِنْ قَبْلِكَ" کا صریح طور پر ذکر تھا۔

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان نمبر ۲

اب چند وہ آیات بھی ملاحظہ فرمایئے جن میں خدا تعالیٰ نے ماضی کے صیغہ میں انبیاء کا ذکر فرمایا ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبوت کا منصب جن لوگوں کو حاصل ہونا تھا وہ ماضی میں حاصل ہو چکا ہے اور انہی کا ماننا داخل ایمان ہے۔ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسی شخصیت نہیں جس کو نبوت بخشی جائے اور اس کا ماننا ایمان کی جزو لازمی قرار دی گئی ہو۔

(۱) قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ إِلَى إِبْرَاهِيمَ (البقرة۱۳۶)

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اتارا گیا ابراہیم پر۔

(۲) قُلْ آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَا أُنْزِلَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ (آل عمران ۸۴)

یوں کہو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو ہماری طرف اترا اور جو اترا ابراہیم پر۔

(۳) إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ (النساء ۱۶۳)

بے شک اے محبوب! ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی جیسے وحی نوح اور اس کے بعد پیغمبروں کو بھیجی اور ہم نے ابراہیم اور اسمٰعیل پر وحی بھیجی۔

ان تینوں آیتوں میں اور ان جیسی دیگر آیات میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں گزشتہ انبیاء اور ماضی کی وحی کو منوانے کا اہتمام کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کی نبوت و رسالت کو کہیں صراحۃً و کنایۃً ذکر نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ثابت ہو گیا کہ جن جن حضرات کو خلعت نبوت و رسالت سے نوازنا مقدر تھا۔ پس وہ ہو چکے اور گزر گئے۔ اب آئندہ نبوت پر مہر لگ گئی ہے اور بعد میں نبوت کی راہ کو ابدالآباد تک کے لئے مسدود کر دیا گیا ہے اور اب انبیاء کے شمار میں اضافہ نہ ہو سکے گا۔

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان نمبر ۳

قرآن مجید کا نقشہ نبوت حضرات ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: کہ جب دنیا پیدا ہوئی تو اس وقت حکم خداوندی حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو بدیں الفاظ پہنچایا گیا۔

قُلْنَا اهْبِطُوا مِنْهَا جَمِيعًا فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (البقرۃ ۳۸)

ہم نے فرمایا تم سب جنت سے اتر جاؤ پھر اگر تمہارے پاس میری طرف سے کوئی ہدایت آئے تو جو میری ہدایت کا پیرو ہوا اسے نہ کوئی اندیشہ نہ کچھ غم۔

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى (طہ ۱۲۳)

فرمایا تم دونوں مل کر جنّت سے اترو تم میں ایک دوسرے کا دشمن ہے پھر اگر تم سب کو میری طرف سے ہدایت آئے تو

جو میری ہدایت کا پیرو ہوا وہ نہ بہکے نہ بد بخت ہو۔

اسی مضمون کو الفاظ کی معمولی تبدیلی کے ساتھ دوسری جگہ بھی ذکر فرمایا گیا ہے۔ جس کو آج کل مرزائی آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کو جاری ثابت کرنے کے لئے بالکل بے محل پیش کر دیا کرتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت کا تعلق حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے ہے۔

ملاحظہ فرمائیے:

يَابَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِنْكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ (الاعراف ۳۵)

اے آدم کی اولاد اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول آئے میری آیتیں پڑھتے تو جو پرہیزگاری کرے اور سنورے تو اس پر نہ کچھ خوف اور نہ کچھ غم۔

ان دونوں آیتوں میں ابتداء آفرینش کا ذکر فرمایا جا رہا ہے۔ اور دونوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل اور نوع انسان کو حکم دیا کہ میں حضرت آدم سے نبوت کا سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہوں اور حضرت آدم علی نبینا وعلیہ السلام کے بعد انبیاء ورسل علی نبینا وعلیہم السلام بکثرت ہوں گے اور لوگوں کے لئے ان کی اتباع کرنا ضروری ہوگا۔ اس جگہ رسل جمع کے صیغہ سے بیان فرمایا ہے اور انبیاء کی تحدید وتعین نہیں کی۔ جس سے ثابت ہوا کہ حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام کے بعد کافی تعداد میں انبیاء کرام علی نبینا وعلیہم السلام مبعوث ہوں گے۔ بعد ازاں حضرت نوح وابراھیم علیہما الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ آیا تو اس میں بھی یہی اعلان ہوا کہ ان کے بعد بھی بکثرت انبیاء علی نبینا وعلیہم السلام ہوں گے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ () ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا (الحدید۲۶،۲۷)

اور بیشک ہم نے ابراہیم اور نوح کو بھیجا اور ان کی اولاد میں نبوّت اور کتاب رکھی تو ان میں کوئی راہ پر آیا اور ان میں بہتیرے فاسق ہیں پھر ہم نے ان کے پیچھے اسی راہ پر اپنے اور رسول بھیجے۔

اس آیت کریمہ میں صاف فرمایا کہ حضرت نوح اور حضرت ابراھیم علیہم السلام پر نبوت کا دروازہ بند نہیں ہو گیا تھا۔ بلکہ ان کے بعد بھی کافی تعداد میں انبیاء کرام تشریف لائے اور یہاں بھی "رسل" کا لفظ فرمایا کوئی تحدید وتعین نہیں فرمائی۔ علی ہذا القیاس یہی سنت اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی رہی اور بعینہ یہی مضمون ذیل کی آیت میں

صادر ہوا۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ وَقَفَّيْنَا مِنْ بَعْدِهِ بِالرُّسُلِ (البقرہ ۸۷)

اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا کی اور اس کے بعد پے در پے رسول بھیجے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی باب نبوت بند نہیں ہوا تھا اور ان کے بعد انبیاء کرام بکثرت آتے رہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بالرسل کہہ کر ارشاد فرمایا۔ صرف یہ تین آیتیں اس لئے ذکر کی گئیں کہ معلوم ہو جائے کہ اولوالعزم انبیاء کرام کے بعد سنت خداوندی کیا کچھ چلتی رہی؟ لیکن جب حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم کی باری آئی تو اس مبشر "احمد" نے آ کر دنیا کے سامنے یہ اعلان فرمایا کہ اب میرے بعد سلسلہ نبوت اس کثرت سے اور غیر محدود نہیں جیسے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد ہوتا چلا آیا ہے۔ بلکہ میرے زمانہ میں نبوت میں ایک نوع کا انقلاب ہو گیا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کہ الرسل کے لفظ سے انبیاء کرام کی آمد کو بیان کیا جاتا تھا اب واحد کا لفظ "برسول" کہہ کر ارشاد کیا اور بجائے اس کے کہ حسب سابق غیر محدود اور غیر معین رسولوں کے آنے کا ذکر کیا جاتا۔ طریق بیان کو بدل کر صرف ایک رسول کے آنے کی اطلاع دی اور اس کے اسم مبارک (احمد) کی بھی تعیین فرما دی کہ کوئی شقی ازلی یہ دعویٰ نہ کرنے لگے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ (جیسے آج کل مرزا قادیانی کی امت یہ ہانک دیا کرتی ہے کہ بشارت احمد کا مصداق مرزا قادیانی ہے۔)

ارشاد ہوا ہے:

وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَابَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُبِينٌ (الصّف ٦)

اور یاد کرو جب عیسٰی بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے بولے یہ کُھلا جادو ہے۔

آنے والے نبی کریم ﷺ کا نام بتا کر تعیین بھی کر دی اور کہا کہ اب میرے بعد ایک اور صرف ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام گرامی احمد ہوگا۔ انبیاء وسابقین نے تو اپنے بعد کے زمانہ میں بصیغہ جمع کئی رسولوں کی آمد کی خوشخبری دی تھی۔ مگر حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ السلام نے صرف ایک رسول احمد ﷺ کی ہی بشارت وخوشخبری دی اور جب وہ رسول خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ 'آخر آمد بود فخر الاولین' تشریف فرما ہوئے۔ تو خدا نے ساری دنیا کے

سامنے اعلان فرمادیا کہ اب وہ رسول کریم ﷺ جس کی طرف نگاہیں تاک رہی تھیں۔ وہ تشریف فرما ہو گیا ہے۔ وہ خاتم النبیین ہے اور اس کے بعد کوئی نیا شخص نبوت کے اعزاز سے نہیں نوازا جائے گا۔ بلکہ وہ نبوت کی ایسی اینٹ ہے جس کے بعد نبوت کے دروازہ کو بند فرمادیا گیا ہے۔

ارشاد ملاحظہ ہو:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب ۴۰)

محمّد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

یعنی آنحضرت ﷺ جن کی آمد کی اطلاع حضرت مسیح نے دی تھی وہ آچکے اور آکر نبوت پر مہر کردی۔ اب آپ ﷺ کے بعد دنیا میں کوئی ایسی ہستی نہیں ہوگی۔ جس کو نبوت کے خطاب سے نوازا جائے اور انبیاء کرام کی تعداد میں اضافہ کیا جائے۔ قرآن کا یہ طریق بیان نبوت کے سلسلہ کی ان کڑیوں کا اجمالی نقشہ تھا کہ جو حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہو کر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہو گیا۔

عقیدہ ختم نبوت اور قرآن مجید کا اسلوب بیان نمبر ۴

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کرام کے بعد تشریف فرما ہوئے ہیں۔ جتنے نبی ہو چکے ہیں وہ سب کے سب آپ ﷺ سے پہلے ہی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد اب کسی کو نبوت سے نہ نوازا جائے گا۔

وَإِذْ أَخَذَ اللهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (آل عمران ۸۱)

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور

میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

اس جگہ یہ متعین کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ تمام انبیاء کے بعد آئیں گے۔ اور اسی آیت کو مرزا قادیانی نے بھی حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۰ '۱۳۱' روحانی خزائن صفحہ ۱۳۴ '۱۳۳' جلد ۲۲ میں نقل کرکے اس کے بعد تحریر کیا ہے کہ:''

اس آیت میں '' ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ '' سے مراد آنحضرت ﷺ ہی ہیں۔''

قرآن مجید کو اول سے آخر تک پڑھئے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام سے شروع کیا اور آنحضرت ﷺ پر ختم کر دیا۔ خود مرزا قادیانی بھی اس کا اقراری ہے۔

اس کے الفاظ یہ ہیں:

'' سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کافر وکاذب جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ علی نبینا وعلیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفی ﷺ پر ختم ہوگئی۔''

آیات مندرجہ بالا کے علاوہ ایک ایسی آیت بھی ملاحظہ ہو جو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کی ضرورت ہی کو اٹھا دے اور وہ ایسی فلاسفی بتا دے کہ جس پر یقین کرکے ہر مومن اطمینان حاصل کرے کہ اب آئندہ کسی کو نبوت حاصل نہ ہوگی اور نہ ہی اس کی کوئی ضرورت ہے۔

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدۃ ۳)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔

اس ارشاد خداوندی نے بتا دیا کہ دین کے تمام محاسن مکمل اور پورے ہو چکے ہیں۔ اب کسی پورا کرنے یا مکمل کرنے والے کی ضرورت نہیں۔ ظاہر ہے جب کسی کے پورا کرنے یا مکمل کرنے کی ضرورت نہیں رہی تو یقیناً آج کے بعد کسی کو نبی بنانے کی بھی کوئی حاجت نہیں۔

آیت خاتم النبیّن ﷺ کی تفسیر

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب ۴۰)

محمّد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا

ہے۔

شان نزول (نازل ہونے کا سبب)

اس آیت شریفہ کا شان نزول یہ ہے کہ آفتاب نبوت ﷺ کے طلوع ہونے سے پہلے تمام عرب جن تباہ کن اور مضحکہ خیز رسومات قبیحہ میں مبتلا تھے ان میں سے ایک رسم یہ بھی تھی کہ متبنٰی یعنی لے پالک بیٹے کو تمام احکام واحوال میں حقیقی اور نسبی بیٹا سمجھتے۔ اسی کا بیٹا کہہ کر پکارتے تھے اور مرنے کے بعد شریک وراثت ہونے میں اور رشتہ ناطے اور حلت وحرمت کے تمام احکام میں حقیقی بیٹا قرار دیتے تھے۔ جس طرح نسبی بیٹے کے مرجانے یا طلاق دینے کے بعد باپ کے لئے بیٹے کی بیوی سے نکاح حرام ہے۔ اسی طرح وہ لے پالک کی بیوی سے بھی اس کے مرنے اور طلاق دینے کے بعد نکاح کو حرام سمجھتے تھے۔

یہ رسم بہت سے مفاسد پر مشتمل تھی۔ اختلاط نسب' غیر وراث شرعی کو اپنی طرف سے وارث بنانا' ایک شرعی حلال کو اپنی طرف سے حرام قرار دینا وغیرہ وغیرہ۔

اسلام جو کہ دنیا میں اسی لئے آیا ہے کہ کفر وضلالت کی بیہودہ رسوم سے عالم کو پاک کردے۔ اس کا فرض تھا کہ وہ اس رسم کے استیصال (جڑ سے اکھاڑنے) کی فکر کرتا۔ چنانچہ اس نے اس کے لئے دو طریق اختیار کئے۔ ایک قولی اور دوسرا عملی۔

ایک طرف تو یہ اعلان فرما دیا:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِنۡ قَلۡبَيۡنِ فِي جَوۡفِهِ وَمَا جَعَلَ أَزۡوَاجَكُمُ اللَّائِي تُظَاهِرُونَ مِنۡهُنَّ أُمَّهَاتِكُمۡ وَمَا جَعَلَ أَدۡعِيَاءَكُمۡ أَبۡنَاءَكُمۡ ذَٰلِكُمۡ قَوۡلُكُمۡ بِأَفۡوَاهِكُمۡ وَاللّٰهُ يَقُولُ الۡحَقَّ وَهُوَ يَهۡدِي السَّبِيلَ ۝ ادۡعُوهُمۡ لِآبَائِهِمۡ هُوَ أَقۡسَطُ عِنۡدَ اللّٰهِ (الاحزاب ۵)

اور نہ تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارے اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے انہیں ان کے باپ ہی کا کہہ کر پکارو یہ اللہ کے نزدیک زیادہ ٹھیک ہے۔

اصل مدعا تو یہ تھا کہ شرکت نسب اور شرکت وراثت اور احکام حلت وحرمت وغیرہ میں اس کو بیٹا نہ سمجھا جائے۔ لیکن اس خیال کو بالکل باطل کرنے کے لئے یہ حکم دیا کہ متبنٰی یعنی لے پالک بنانے کی رسم ہی توڑ دی جائے۔ چنانچہ اس آیت میں ارشاد ہوگیا کہ لے پالک کو اس کے باپ کے نام سے پکارو۔

نزول وحی سے پہلے آنحضرت ﷺ نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (جو کہ آپ ﷺ کے غلام

تھے) آزاد فرما کر متبنیٰ (لے پالک بیٹا) بنالیا تھا اور تمام لوگ یہاں تک کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی عرب کی قدیم رسم کے مطابق ان کو "زید بن محمد (ﷺ)" کہہ کر پکارتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب آیت مذکورہ نازل ہوئی اس وقت سے ہم نے اس طریق کو چھوڑ کر ان کو "زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ" کہنا شروع کیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس آیت کے نازل ہوتے ہی اس رسم قدیم کو خیرباد کہہ چکے تھے۔لیکن چونکہ کسی رائج شدہ رسم کے خلاف کرنے میں اعزاء واقارب اور اپنی قوم وقبیلہ کے ہزاروں طعن وتشنیع کا نشانہ بننا پڑتا ہے جس کا تحمل ہر شخص کو دشوار ہے۔اس لئے خداوند عالم نے چاہا کہ اس عقیدہ کو اپنے رسول ہی کے ہاتھوں عملاً توڑا جائے۔ چنانچہ جب حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بی بی زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باہمی ناچاقی کی وجہ سے طلاق دے دی تو خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو حکم فرمایا کہ ان سے نکاح کرلیں تاکہ اس رسم وعقیدہ کا کلیۃً استیصال ہوجائے۔چنانچہ ارشاد ہوا:

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَاكَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ

(الاحزاب ۳۷)

پھر جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو ہم نے وہ تمہارے نکاح میں دے دی تاکہ مسلمانوں پر کچھ حرج نہ رہے۔

آپ ﷺ نے بامر خداوندی نکاح کیا۔ادھر جیسا کہ پہلے ہی خیال تھا۔تمام کفار عرب میں شور مچا کہ لو اس نبی (ﷺ) کو دیکھو کہ اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر بیٹھے۔ان لوگوں کے طعنوں اور اعتراضات کے جواب میں آسمان سے یہ آیت نازل ہوئی۔

یعنی:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا

(الاحزاب ۴۰)

محمّد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

جس میں یہ بتلا دیا گیا کہ آنحضرت ﷺ کسی مرد کے نسبی باپ نہیں تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نسبی باپ بھی نہ ہوئے۔لہذا آپ ﷺ کا ان کی سابقہ بی بی سے نکاح کر لینا بلاشبہ جائز اور مستحسن ہے۔اور اس بارے میں

آپ ﷺ کو مطعون کرنا سراسر نادانی اور حماقت ہے۔ان کے دعوے کے رد کے لئے اتنا کہہ دینا کافی تھا کہ آپ ﷺ حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ نہیں۔لیکن خداوند عالم نے ان کے مطاعن کو مبالغہ کے ساتھ رد کرنے اور بے اصل ثابت کرنے کے لئے اس مضمون کو اس طرح بیان فرمایا کہ یہی نہیں کہ آپ ﷺ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باپ نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ تو کسی مرد کے بھی باپ نہیں۔پس ایک ایسی ذات پر جس کا کوئی بیٹا ہی موجود نہیں یہ الزام لگانا کہ اس نے اپنے بیٹے کی بی بی سے نکاح کرلیا کس قدر ظلم اور کجروی ہے۔

اور اگر کہو کہ آنحضرت ﷺ کے چار فرزند ہوئے ہیں۔قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور طیب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور طاہر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اور ابراھیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے۔پھر یہ ارشاد کیسے صحیح ہوگا کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں؟ تو اس کا جواب خود قرآن کریم کے الفاظ میں موجود ہے۔کیونکہ اس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ نہیں اور آپ ﷺ کے چاروں فرزند بچپن ہی میں وفات پاگئے تھے۔ان کو مرد کہے جانے کی نوبت ہی نہیں آئی۔آیت میں ''رجالکم'' کی قید اسی لئے بڑھائی گئی ہے۔ بالجملہ اس آیت کے نزول کی غرض آنحضرت ﷺ سے کفار ومنافقین کے اعتراضات کا اٹھانا اور آپ ﷺ کی برأت اور عظمت شان بیان فرمانا ہے اور یہی آیت کا شان نزول ہے۔اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے:

وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے۔

خاتم النبیین کی قرآنی تفسیر

اب سب سے پہلے دیکھیں کہ قرآن مجید کی رو سے اس کا کیا ترجمہ وتفسیر کیا جانا چاہیئے؟۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ''ختم'' کے مادہ کا قرآن مجید میں سات مقامات پر استعمال ہوا ہے۔

۱۔خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ (بقرہ ۷) اللہ نے ان کے دلوں پر مہر کردی۔

۲۔خَتَمَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ (انعام ۴۶) اور مہر کردی تمہارے دلوں پر۔

۳۔خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ۔(الجاثیہ ۲۳) {مہر کردی اس کے کان پر اور دل پر۔}

۴۔اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ (یٰسین ۶۵) {آج ہم مہر لگادیں گے ان کے منہ پر۔}

۵۔فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ۔(الشوریٰ ۲۴) {اور اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت وحفاظت کی مُہر

فرمادے۔}

۶۔رَحِیقٍ مَخْتُومٍ۔(مطففین ۲۵){جومُہر کی ہوئی رکھی ہے۔}

۷۔خِتَامُهُ مِسْكٌ۔(مطففین ۲۶){اس کی مُہر مشک کی ہے۔}

ان ساتوں مقامات کے اول وآخر، سیاق وسباق کو دیکھ لیں "ختم" کے مادہ کا لفظ جہاں کہیں استعمال ہوا ہے۔ان تمام مقامات پر قدر مشترک یہ ہے کہ کسی چیز کو ایسے طور پر بند کرنا۔اس کی ایسی بندش کرنی کہ باہر سے کوئی چیز اس میں داخل نہ ہوسکے۔اور اندر سے کوئی چیز اس سے باہر نہ نکالی جاسکے۔وہاں پر "ختم" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔مثلاً پہلی آیت کو دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کافروں کے دلوں پر مہر کردی۔کیا معنی؟ کہ کفر ان کے دلوں سے باہر نہیں نکل سکتا اور باہر سے ایمان ان کے دلوں کے اندر داخل نہیں ہوسکتا۔

فرمایا: خَتَمَ اللّٰهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ (بقرہ ۷)

اب زیر بحث آیت خاتم النبیین کا اس قرآنی تفسیر کے اعتبار سے ترجمہ کریں تو اس کا معنی ہوگا کہ رحمت دو عالم ﷺ کی آمد پر حق تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ پر ایسے طور پر بندش کردی، بند کردیا، مہر لگادی، کہ اب کسی نبی کو نہ اس سلسلہ سے نکالا جاسکتا ہے اور نہ کسی نئے شخص کو سلسلہ نبوت میں داخل کیا جاسکتا ہے۔فھو المقصود۔ لیکن قادیانی اس ترجمہ کو نہیں مانتے۔

خاتم النبیین ﷺ کی نبوی تفسیر:

آنحضرت ﷺ نے خاتم النبیین کی تفسیر لا نبی بعدی کے ساتھ وضاحت فرمادی۔آپ ﷺ کی معروف حدیث شریف جس کا آخری جملہ ہے "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" اس کا حوالہ وتوضیح آگے آرہی ہے۔

سردست یہاں پر اپنے فریق مخالف کے سامنے مرزا قادیانی کے ایک حوالہ پر اکتفا کیا جاتا ہے:

"قال اللہ عزوجل مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب ۴۰)

الا تعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا ﷺ خاتم النبیین خاتم الانبیاء بغیر استثناء وفسرہ نبینا فی قولہ لا نبی بعدی۔

دیکھئے کس صراحت سے مرزا قادیانی تسلیم کررہا ہے کہ خاتم النبیین کی تفسیر حضور ﷺ نے واضح بیان کے ساتھ لا نبی بعدی سے کردی ہے۔لیکن قادیانی گروہ رحمت دو عالم ﷺ کے ترجمہ وتفسیر کو ماننے کے لئے آمادہ نہیں۔

خاتم النبیین کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے

حضرات صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مسئلہ ختم نبوت سے متعلق کیا موقف تھا۔ خاتم النبیین کا ان کے نزدیک کیا ترجمہ تھا؟ یہاں پر صرف دو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آراء مبارکہ درج کی جاتی ہیں۔

امام ابوجعفر ابن جریر طبری اپنی عظیم الشان تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خاتم النبیین کی تفسیر میں روایت فرماتے ہیں:

"عن قتادۃ رضی اللہ عنہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ای آخرھم"۔

حضرت قتادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا۔ اور لیکن آپ ﷺ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول شیخ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر درمنثور میں عبدالرزاق اور عبدابن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے بھی نقل کیا ہے۔

اس قول نے بھی صاف وہی بتلادیا جو ہم اوپر قرآن عزیز اور احادیث سے نقل کر چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین ہیں۔ کیا اس میں کہیں تشریعی غیر تشریعی اور بروزی وظلی وغیرہ کی کوئی تفصیل ہے؟

نیز حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قرات ہی آیت مذکور میں:

ولکن نبینا خاتم النبیین ہے۔ جو خود اسی معنی کی طرف ہدایت کرتی ہے جو بیان کئے گئے۔

اور سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے درمنثور میں بحوالہ عبدابن حمید حضرت حسن رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل کیا ہے:

"عن الحسن فی قولہ وخاتم النبیین قال ختم اللہ النبیین بمحمد ﷺ وکان آخر من بعث"

{حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو محمد ﷺ پر ختم کر دیا اور آپ ﷺ ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھہرے۔

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟

خاتم النبیین اور اصحاب لغت:

خاتم النبیین "ت" کی زبر یا زیر سے ہو قرآن وحدیث کی تصریحات اور صحابہ وتابعین کی تفاسیر اور آئمہ سلف کی شہادتوں سے بھی قطع نظر کر لی جائے اور فیصلہ صرف لغت عرب پر رکھ دیا جائے تب بھی لغت عرب یہ فیصلہ دیتا ہے کہ آیت مذکورہ کی پہلی قرات پر دو معنی ہو سکتے ہیں۔ آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے اور دوسری قرات

پر ایک معنی ہو سکتے ہیں یعنی آخر النبیین ۔

لیکن اگر حاصل معنی پر غور کیا جائے تو دونوں کا خلاصہ صرف ایک ہی نکلتا ہے۔اور بہ لحاظ مراد کہا جا سکتا ہے کہ دونوں قرأتوں پر آیت کے معنی لغۃً یہی ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء علیہم السلام کے آخر ہیں ۔آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔جیسا کہ تفسیر روح المعانی میں بتصریح موجود ہے۔" والخاتم اسم آلۃ لما یختم بہ کالطابع لما یطبع بہ فمعنی خاتم النبیین الذی ختم النبییون بہ ومآلہ آخر النبیین۔

{اور خاتم بالفتح اس آلہ کا نام ہے جس سے مہر لگائی جائے۔پس خاتم النبیین کے معنی یہ ہوں گے:" وہ شخص جس پر انبیاء ختم کئے گئے" اور اس معنی کا نتیجہ بھی یہی آخر النبیین ہے۔}

اور علامہ احمد معروف بہ ملا جیون صاحب نے اپنی تفسیر احمدی میں اسی لفظ کے معنی کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے:

" والمآل علیٰ کل توجیہ ھو المعنی الآخر ولذلک فسر صاحب المدارک قراءۃ عاصم بالاٰخر و صاحب البیضاوی کل القراءتین بالاٰخر"

اور نتیجہ دونوں صورتوں (بالفتح و بالکسر) میں وہ صرف معنی آخر ہی ہیں اور اسی لئے صاحب تفسیر مدارک نے قرأت عاصم یعنی بالفتح کی تفسیر آخر کے ساتھ کی ہے اور بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں قرأتوں کی یہی تفسیر کی ہے۔روح المعانی اور تفسیر احمدی کی ان عبارتوں سے یہ بات بالکل روشن ہوگئی ۔کہ لفظ خاتم کے دو معنی آیت میں بن سکتے ہیں ۔ ان کا بھی خلاصہ اور نتیجہ صرف ایک ہی ہے۔یعنی آخر النبیین اور اسی بناء پر بیضاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے دونوں قراتوں کے ترجمہ میں کوئی فرق نہیں کیا۔ بلکہ دونوں صورتوں میں آخر النبیین تفسیر کی ہے۔

خداوند عالم ائمہ لغت کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے صرف اسی پر بس نہیں کی کہ لفظ خاتم کے معنی کو جمع کر دیا۔ بلکہ تصریحاً اس آیت شریفہ کے متعلق جس پر اس وقت ہماری بحث ہے صاف طور پر بتلا دیا کہ تمام معانی میں سے جو لفظ خاتم میں لغۃً محتمل ہیں اس آیت میں صرف یہی معنی ہو سکتے ہیں کہ آپ ﷺ سب انبیاء کے ختم کرنے والے اور آخری نبی ہیں۔

خدائے علیم وخبیر ہی کو معلوم ہے کہ لغت عرب پر آج تک کتنی کتابیں چھوٹی بڑی اور معتبر وغیر معتبر لکھی گئیں اور کہاں کہاں اور کس صورت میں موجود ہیں۔ ہمیں نہ ان سب کے جمع کرنے کی ضرورت ہے اور نہ یہ کسی بشر کی طاقت ہے۔ بلکہ صرف ان چند کتابوں سے جو عرب وعجم میں مسلم الثبوت اور قابل استدلال سمجھی جاتی ہیں۔

" مشتے نمونہ از خروارے" ہدیہ ناظرین کر کے یہ دکھلانا چاہتے ہیں کہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر کے معنی میں

سے ائمہ لغت نے آیت مذکورہ میں کون سے معنی تحریر کئے ہیں۔

مفردات القرآن:

یہ کتاب امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ تعالیٰ کی وہ عجیب تصنیف ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی۔خاص قرآن کے لغات کونہایت عجیب انداز سے بیان فرمایا ہے۔شیخ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اتقان میں فرمایا ہے کہ لغات قرآن میں اس سے بہتر کتاب آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔

آیت مذکورہ کے متعلق اس کے الفاظ یہ ہیں:

وخاتم النبیین لانہ ختم النبوۃ ای تممها بمجیئہ۔

آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے نبوت کوختم کر دیا یعنی آپ ﷺ نے تشریف لاکر نبوت کوتمام فرمادیا۔

المحکم لابن السیدہ:

لغت عرب کی وہ متعمد علیہ کتاب ہے جس کوعلامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان معتبرات میں سے شمار کیا ہے کہ جن پرقرآن کے بارے میں اعتماد کیا جاسکے۔

"وخاتم کل شیء وخاتمتہ عاقبتہ وآخرہ از لسان العرب" {اورخاتم اور خاتمہ ہر شے کے انجام اور آخرکوکہا جاتا ہے۔}

تہذیب الازھری

اس کوبھی سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے معتبرات لغت میں شمار کیا ہے۔اس میں لکھا ہے:

والخاتم والخاتم من اسماء النبی ﷺ وفی التنزیل العزیز مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب ۴۰) ای آخرھم۔

{اورخاتم بالکسراورخاتم بالفتح نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہیں اورقرآن عزیز میں ہے کہ نہیں ہیں آنحضرت ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اورسب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔}

اس میں کس قدرصراحت کے ساتھ بتلادیا گیا کہ خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح دونوں آنحضرت ﷺ کے نام ہیں۔اور قرآن مجید میں خاتم النبیین سے آخرالنبیین مراد ہے۔

کیا آئمہ لغت کی اتنی تصریحات کے بعدبھی کوئی منصف اس معنی کے سوااورکوئی معنی تجویز کرسکتا ہے؟

لسان العرب

لغت کی مقبول کتاب ہے۔عرب وعجم میں مستند مانی جاتی ہے۔اس کی عبارت یہ ہے:

"خاتمھم وخاتمھم وآخرھم عن اللحیانی ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیہ وعلیھم الصلوٰۃ والسلام"{خاتم القوم بالکسر اور خاتم القوم بالفتح کے معنی آخر القوم ہیں اور انہی معانی پر لحیانی سے نقل کیا جاتا ہے' محمد ﷺ خاتم الانبیاء (یعنی آخر الانبیاء) اس میں بھی بوضاحت بتلایا گیا کہ بالکسر کی قرأت پڑھی جائے یا بالفتح کی ہر صورت میں خاتم النبیین اور خاتم الانبیاء کے معنی آخر النبیین اور آخر الانبیاء ہوں گے۔

لسان العرب کی اس عبارت سے ایک قاعدہ بھی مستفاد (دال) ہوتا ہے کہ اگر چہ لفظ خاتم بالفتح اور بالکسر دونوں کے بحیثیت نفس لغت بہت سے معانی ہو سکتے ہیں لیکن جب قوم یا جماعت کی طرف سے اس کی اضافت کی جاتی ہے تو اس کے معنی صرف آخر اور ختم کرنے والے کے ہوتے ہیں۔غالباً اسی قاعدہ کی طرف اشارہ کرنے کے لئے لفظ خاتم کو تنہا ذکر نہیں کیا۔بلکہ قوم اور جماعت کی ضمیر کی طرف اضافت کے ساتھ بیان کیا ہے۔

لغت عرب کے تتبع (تلاش) کرنے سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ لفظ خاتم بالکسر یا بالفتح جب کسی قوم یا جماعت کی طرف مضاف ہو تو اس کے معنی آخر ہی کے ہوتے ہیں۔آیت مذکورہ میں بھی خاتم کی اضافت جماعت "نبیین" کی طرف ہے۔اس لئے اس کے معنی آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔اس قاعدہ کی تائید تاج العروس شرح قاموس سے بھی ہوتی ہے۔وھو ھذا:

تاج العروس

شرح قاموس للعلامۃ الزبیدی میں لحیانی سے نقل کیا ہے:

"ومن اسمائہ علیہ السلام الخاتم والخاتم وھو الذی ختم النبوۃ بمجیئہ"

{اور آنحضرت ﷺ کے اسماء مبارکہ میں سے خاتم بالکسر اور خاتم الفتح بھی ہے اور خاتم وہ شخص ہے جس نے اپنے تشریف لانے سے نبوت کو ختم کر دیا ہو۔}

مجمع البحار

جس میں لغات حدیث کو معتمد طریق سے جمع کیا گیا ہے۔اس کی عبارت درج ذیل ہے:

الخاتم والخاتم من اسماۂ ﷺ "ش" بالفتح اسم ای آخرھم وبالکسر اسم فاعل۔{خاتم بالکسر اور خاتم بالفتح نبی کریم ﷺ کے ناموں میں سے ہے۔بالفتح اسم ہے جس کے معنی آخر کے ہیں۔اور بالکسر اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کے

معنی تمام کرنے والے کے ہیں ۔}

"خاتم النبوۃ بکسر التاء ای فاعل الختم وھوالا تمام وبفتحھا بمعنی الطابع ای شیء یدل علیٰ انہ لانبی بعدہ ۔{خاتم النبوۃ بکسر تا یعنی تمام کرنے والا اور بالفتح تا بمعنی مہر یعنی وہ شے جو اس پر دلالت کرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ۔}

قاموس میں ہے:

"والخاتم آخر القوم کالخاتم ومنہ قولہ تعالیٰ وخاتم النبیین ای آخرھم" {اور خاتم بالکسر اور بالفتح، قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور اسی معنی میں ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ۔} اس میں بھی لفظ "قوم" بڑھا کر قاعدہ مذکورہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ۔ نیز مسئلہ زیر بحث کا بھی نہایت وضاحت کے ساتھ فیصلہ کر دیا ہے۔

کلیات ابی البقاء

لغت عرب کی مشہور و معتمد کتاب ہے ۔ اس میں مسئلہ زیر بحث کو سب سے زیادہ واضح کر دیا ہے ۔ ملاحظہ ہو:

"وتسمیۃ نبینا خاتم الانبیاء لان الخاتم آخر القوم قال اللہ تعالیٰ مَا کَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِکُمْ وَلَکِنْ رَسُولَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیِّینَ (الاحزاب ۴۰)

{اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام خاتم الانبیاء اس لئے رکھا گیا کہ خاتم آخر قوم کو کہتے ہیں ۔ (اور اسی معنی میں) خداوند عالم نے فرمایا ہے کہ نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن اللہ کے رسول ہیں اور آخر سب نبیوں کے ۔}

اس میں نہایت صاف کر دیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء اور خاتم النبیین نام رکھنے کی وجہ ہی یہ ہے کہ "خاتم" خاتم القوم کو کہا جاتا ہے ۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر النبیین ہیں ۔ نیز ابوالبقاء نے اس کے بعد کہا ہے کہ:

"ونفی الاعم یستلزم نفی الاخص" {اور عام کی نفی، خاص کی نفی کو بھی مستلزم ہے ۔} جس کی غرض یہ ہے کہ نبی عام ہے ۔ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ۔ اور رسول خاص تشریعی کے لئے بولا جاتا ہے ۔ اور آیت میں جبکہ عام یعنی نبی کی نفی کر دی گئی تو خاص یعنی رسول کی بھی نفی ہونا لازمی ہے ۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس آیت سے تشریعی اور غیر تشریعی ہر قسم کے نبی کا اختتام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پیدا ہونے کی نفی ثابت ہوتی ہے ۔ جو لوگ آیت میں تشریعی اور غیر تشریعی کی تقسیم گھڑتے ہیں علامہ ابوالبقاء نے پہلے ہی سے ان کے لئے رد تیار رکھا ہے ۔

صحاح العربیہ للجوہری

جس کی شہرت محتاج بیان نہیں۔اس کی عبارت یہ ہے:

"والخاتم والخاتم بکسر التاء وفتحھا والخیتام والخاتام کلہ بمعنی والجمع الخواتیم وخاتمۃ الشیٔ آخرہ ومحمد ﷺ خاتم الانبیاء علیہم السلام"

{اور خاتم اور خاتم تا کے زیر اور زبر دونوں سے اور ایسے ہی خیتام اور خاتام سب کے معنی ایک ہیں۔اور جمع خواتیم آتی ہے۔اور خاتمہ کے معنی آخر کے ہیں اور اسی معنی میں محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء علیہم السلام کہا جاتا ہے۔} اس میں تصریح کردی گئی ہے کہ خاتم اور خاتم بالکسر وبالفتح دونوں کے ایک معنی ہیں۔یعنی آخر قوم۔

منتہی الارب

میں لفظ خاتم کے متعلق لکھا ہے:

"خاتم کصاحب مہر وانگشتری' وآخر ہر چیز ے وپایان آں وآخر قوم وخاتم بالفتح مثلہ ومحمد خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین"

صراح میں ہے "خاتمۃ الشیٔ آخرہ ومحمد خاتم الانبیاء بالفتح صلوات اللہ علیہ وعلیہم اجمعین"

{خاتمہ شے کے معنی آخر شے کے ہیں اور اسی معنی میں محمد ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔}

لغت عرب کے غیر محدود دفتر میں سے یہ چند اقوال آئمہ لغت بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کئے گئے ہیں۔جن سے ان شاء اللہ تعالیٰ ناظرین کو یقین ہوگیا ہوگا کہ از روئے لغت عرب' آیت مذکورہ میں خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتے۔اور لفظ خاتم کے معنی آیت میں آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے۔ یہاں تک بحمد اللہ یہ بات بالکل روشن ہوچکی ہے کہ آیت مذکورہ میں خاتم بالفتح اور بالکسر کے حقیقی معنی صرف دو ہوسکتے ہیں۔اور اگر بالفرض مجازی معنی بھی لئے جائیں تو اگرچہ اس جگہ حقیقی معنی کے درست ہوتے ہوئے اس کی ضرورت نہیں۔لیکن بالفرض اگر ہوں تب بھی خاتم کے معنی مہر کے ہوں گے۔اور اس وقت آیت کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ ﷺ انبیاء پر مہر کرنے والے ہیں۔

ختم نبوت اور احادیث نبویہ تواتر

آنحضرت ﷺ نے متواتر احادیث میں اپنے خاتم النبیین ہونے کا اعلان فرمایا اور ختم نبوت کی ایسی تشریح بھی فرمادی کہ اس کے بعد آپ ﷺ کے آخری نبی ہونے میں کسی شک وشبہ اور تاویل کی گنجائش باقی نہیں

رہی۔متعدد اکابر نے ان احادیث ختم نبوت کے متواتر ہونے کی تصریح کی ہے۔چنانچہ حافظ ابن حزم ظاہری کتاب "الفصل فی الملل والاھوا والنحل" میں لکھتے ہیں:

"وقدصح عن رسول اللہ ﷺ بنقل الکواف التی نقلت نبوتہ واعلامہ وکتابہ انہ اخبر انہ لانبی بعدہ۔

{وہ تمام حضرات جنہوں نے آنحضرت ﷺ کی نبوت آپ ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی کتاب (قرآن کریم) کو نقل کیا ہے۔انہوں نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے یہ خبر دی تھی کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔}

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ آیت خاتم النبیین کے تحت لکھتے ہیں:

"وبذالک وردت الاحادیث المتواترۃ عن رسول اللہ ﷺ من حدیث جماعۃ من الصحابۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

{اور ختم نبوت پر آنحضرت ﷺ سے احادیث متواترہ وارد ہوئی ہیں۔جن کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک بڑی جماعت نے بیان فرمایا۔}

اور علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر روح المعانی میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں:

"وکونہ ﷺ خاتم النبیین مما نطق بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔

{اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے۔احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے۔اور امت نے جس پر اجماع کیا ہے۔پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو۔اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔} پس عقیدہ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔اسی طرح آنحضرت ﷺ کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے۔یہاں اختصار کے مدنظر صرف چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ۱:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بنیانا فاحسنہ واجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ من زوایاہ فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ ویقولون ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ قال فانا اللبنۃ وانا خاتم النبیین۔

{حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء علیہم السلام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی حسین وجمیل محل بنایا۔ مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس کے گرد گھومنے اور اس پر عش عش کرنے لگے اور یہ کہنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگادی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہی (کونے کی آخری) اینٹ ہوں اور میں نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں۔}

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے:

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی حدیث کے الفاظ صحیح مسلم میں درج ذیل ہیں:

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانا موضع اللبنۃ جئت فختمت الانبیاء۔

{رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ میں آیا پس نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا۔}

۲۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"مثلی فی النبیین کمثل رجل بنی دارا فاحسنھا واکملھا واجملھا وترک منھا موضع لبنۃ فجعل الناس یطوفون بالبناء ویعجبون منہ ویقولون لو تم موضع تلک اللبنۃ۔ وانا فی النبیین موضع تلک اللبنۃ قال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح۔

{انبیاء کرام (علیہم السلام) میں میری مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بڑا حسین وجمیل اور کامل ومکمل محل بنایا مگر اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پس لوگ اس محل کے گرد گھومتے اور اس کی عمدگی پر تعجب کرتے اور یہ کہتے کہ کاش! اس اینٹ کی جگہ بھی پر کردی جاتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبیوں میں اس اینٹ کی جگہ ہوں۔ امام ترمذی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔}

۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسند احمد میں ان کی حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

"مثلی ومثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دار فتمھا الا لبنۃ واحدۃ فجئت انا فاتمت تلک اللبنۃ۔

{میری اور دوسرے نبیوں کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے محل بنایا پس اس کو پورا کردیا مگر صرف ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو پورا کردیا۔} ان احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ختم نبوت کی ایک محسوس مثال بیان فرمادی ہے اور اہل عقل جانتے ہیں کہ محسوسات میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہوتی۔

حدیث نمبر ۲:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع

الکلم ونصرت باالرعب واحلت لی الغنائم جعلت لی الارض طھورا ومسجدا وارسلت الی الخلق کافۃ وختم بی النبییون۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے۔

(۱)۔۔۔ مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں۔(۲)۔۔۔ رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔(۳)۔۔۔ مال غنیمت میرے لئے حلال کردیا گیا ہے۔(۴)۔۔۔ روئے زمین کو میرے لئے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنادیا گیا ہے۔(۵)۔۔۔ مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔(۶)۔۔۔ اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے۔}

اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں۔ اس کے آخر میں ہے:

"وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ۔

{پہلے انبیاء کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔}

حدیث نمبر ۳:

"عن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لانبی بعدی۔ وفی روایۃ المسلم انہ لانبوۃ بعدی۔

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: "تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہما السلام سے تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔"

اور مسلم کی ایک اور روایت میں ہے کہ: "میرے بعد نبوت نہیں۔" یہ حدیث متواتر ہے اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت سے بھی مروی ہے:

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ۲۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۳۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۔ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۵۔ ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۔ ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ
۷۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۔ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰۔ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲۔ حبشی بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۳۔ مالک بن حسن بن حویرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۴۔ زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

واضح رہے کہ جو حدیث دس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی ہو حضرات محدثین اسے احادیث متواترہ میں شمار کرتے ہیں۔ چونکہ یہ حدیث دس سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مروی ہے اس لئے مسند الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس کو متواترہ میں شمار کیا ہے۔ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ ازالۃ الخفاء میں ”مآثر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ کے تحت لکھتے ہیں: ”فمن المتواتر انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ۔ {متواتر احادیث میں سے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: ”تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔}

حدیث نمبر ۴:

”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یحدث عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء کلما ھلک نبی خلفہ نبی وانہ لانبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون۔

{حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی علیہ السلام کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی علیہ السلام تشریف لاتا تھا۔ لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ البتہ خلفاء ہوں گے اور بہت ہوں گے۔}

بنی اسرائیل میں غیر تشریعی انبیاء علیہم السلام تشریف لاتے تھے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کی شریعت کی تجدید کرتے تھے مگر آنحضرت ﷺ کے بعد ایسے انبیاء علیہم السلام کی آمد بھی بند ہے۔

حدیث نمبر ۵:

”عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انہ سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لانبی بعدی“۔

{حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے۔ ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔}

یہ مضمون بھی متواتر ہے اور حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے

مروی ہے:

۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔حضرت نعیم بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۔عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۔عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایضاً)

۷۔علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایضاً) ۸۔سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایضاً)

۹۔حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایضاً) ۱۰۔انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ایضاً)

۱۱۔نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تنبیہ: ان تمام احادیث کا متن (مجمع الزوائد ص ۳۳۲،۳۳۴ ج ۷) میں ذکر کیا گیا ہے۔

حدیث نمبر۶:

"عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی۔

{حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت ونبوت ختم ہوچکی ہے۔ پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔}

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اس کو امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے مسند میں بھی روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں اس حدیث میں بروایت ابویعلی اتنا اضافہ نقل کیا ہے:

"ولکن بقیت المبشرات قالوا وما المبشرات قال رؤیا المسلمین جزء من اجزاء النبوۃ

{لیکن مبشرات باقی رہ گئے ہیں۔صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا مومن کا خواب جو نبوت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے۔} اس مضمون کی حدیث مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے:

۱۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حوالہ بالا) ۴۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

۵۔حضرت ام کرز الکعبیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۶۔حضرت ابوالطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث نمبر ۷

"عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه انه سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول نحن الآخرون السابقون یوم القیامة بید انھم اوتوا الکتاب من قبلنا۔

{حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔}

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا آخری نبی ہونا اور اپنی امت کا آخری امت ہونا بیان فرمایا ہے۔ یہ مضمون بھی متعدد احادیث میں آیا ہے:

۱۔ "عن حذیفة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فذکر الحدیث، وفیه) ونحن الآخرون من اھل الدنیا والاولون یوم القیامة المقضی لھم قبل الخلائق۔

{حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم اہل دنیا میں سب سے آخر میں آئے اور قیامت کے دن سب سے پہلے ہوں گے۔جن کا فیصلہ ساری مخلوق سے پہلے کیا جائے گا۔}

۲۔ "عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فذکر حدیث الشفاعة، وفیه) نحن الآخرون الاولون نحن آخر الامم واول من یحاسب۔

{حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حدیث شفاعت میں) فرمایا کہ ہم سب سے پچھلے اور سب سے پہلے ہیں۔ہم تمام امتوں کے بعد آئے اور (قیامت کے دن) ہمارا حساب و کتاب سب سے پہلے ہوگا۔}

۳۔ "عن عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال انا خاتم الانبیاء ومسجدی خاتم مساجد الانبیاء۔

{حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ میں آخری نبی ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد میں آخری مسجد ہے۔}

۴۔ "عن ابی ھریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کنت اول النبیین فی الخلق وآخرھم فی البعث۔

{حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میری تخلیق سب نبیوں

سے پہلے ہوئی اور بعثت (دنیا میں تشریف آوری) سب کے بعد ہوئی۔}

۵۔ "عن العرباض بن سارية رضی الله تعالیٰ عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انی عندالله فی اول الکتاب خاتم النبیین وان آدم لمنجدل فی طینته۔

{حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوح محفوظ میں خاتم النبیین (آخری نبی) لکھا ہوا تھا۔ جب کہ ابھی آدم علیہ السلام کا خمیر گوندھا جارہا تھا۔}

۶۔ "عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه فی حديث الشفاعة فيأتون محمدا صلی الله علیه وآله وسلم فيقولون يا محمد انت رسول الله وخاتم الانبياء۔

{حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ (دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشورے سے) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ اے محمد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔۔۔۔۔۔!

۷۔ "عن جابر رضی الله تعالیٰ عنه ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال انا قائد المرسلين ولا فخر وانا خاتم النبيين ولا فخر وانا اول شافع واول مشفع ولا فخر"۔

{حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نبیوں میں قائد ہوں اور فخر سے نہیں کہتا اور میں نبیوں کا خاتم ہوں اور فخر سے نہیں کہتا اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول کی جائے گی اور فخر سے نہیں کہتا۔}

۸۔ "عن عبدالله بن عمرو رضی الله تعالیٰ عنه قال خرج علينا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم يوماً كالمودع فقال انا محمد النبی الامی ثلاث مرات ولا نبی بعدی۔

{حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے۔ گویا ہمیں رخصت فرمارہے ہوں۔ پس فرمایا میں محمد نبی امی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ تین بار فرمایا۔ اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)}

۹۔ "عن ابی هريرة رضی الله تعالیٰ عنه مرفوعا لما خلق الله عزوجل آدم خبره ببنيه فجعل يری فضائل بعضهم علی بعض فرای نوراً ساطعا فی اسفلهم فقال يارب من هذا قال هذا ابنک احمد هو الاول هو الاخر وهو اول شافع واول مشفع۔

{حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو ان کی اولاد کی آزمائش فرمائی۔ پس ایک دوسرے کی فضائل کا ان پر اظہار کیا۔ پس حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے (یعنی اولاد کے) نیچے ایک نور بلند ہوتا ہوا دیکھا تو عرض کیا۔ یا رب! یہ کون ہیں؟ فرمایا یہ آپ کے صاحبزادے احمد (ﷺ) ہیں۔ یہی اول ہیں یہی آخر ہیں۔ یہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والے ہیں اور سب سے پہلے انہی کی شفاعت قبول کی جائے گی۔}

۱۰۔ "عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فی حدیث الاسراء وان محمدا ﷺ اثنی علی ربہ فقال کلکم اثنی علی ربہ وانا مثن علی ربی الحمدللہ الذی ارسلنی رحمۃ للعالمین وکافۃ للناس بشیرا ونذیرا وانزل علی القرآن فیہ تبیان کل شیء وجعل امتی خیر امۃ اخرجت للناس وجعل امتی وسطا وجعل امتی ھم الاولون وھم الآخرون وشرح لی صدری ووضع عنی وزری ورفع لی ذکری وجعلنی فاتحا وخاتما۔ فقال ابراھیم علیہ السلام بھذا فضلکم محمد ﷺ۔ فقال لہ ربہ تبارک وتعالیٰ قد اتخذتک خلیلا وھو مکتوب فی التوراۃ محمد ﷺ حبیب الرحمن وارسلتک الی الناس کافۃ وجعلت امتک ھم الاولون وھم الآخرون۔۔۔۔۔۔وجعلتک فاتحا وخاتما"

{حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج میں مروی ہے کہ (انبیاء کرام علیہم السلام کے مجمع میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے تحدیث نعمت کے انداز میں حق تعالیٰ شانہ کی حمد وثنا بیان فرمائی) اور آنحضرت ﷺ نے بھی اپنے رب کی حمد وثنا کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ آپ حضرات نے اپنے رب تعالیٰ کی حمد وثنا بیان فرمائی ہے اب میں بھی اپنے رب کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے:

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے مجھے رحمت للعالمین بنایا۔ تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر بنایا۔ مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں (مہمات دین میں سے) ہر چیز کا بیان ہے۔ اور میری امت کو خیر امت بنایا اور جو لوگوں کے نفع کے لئے نکالی گئی۔ اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو ایسا بنایا کہ وہی پہلے ہیں اور وہی پچھلے ہیں اور اس نے میرا سینہ کھول دیا۔ میرا بوجھ اتار دیا اور میری خاطر میرا ذکر بلند کر دیا اور مجھ کو فاتح اور خاتم (کھولنے والا اور بند کرنے والا) بنایا۔ یہ سن کر حضرت ابراھیم علیہ السلام نے حضرات انبیاء کرام کو مخاطب کر کے فرمایا ان ہی امور کی وجہ سے محمد ﷺ تم سب سے سبقت لے گئے ہیں۔"

نیز اسی حدیث معراج میں ہے کہ:

''حق تعالیٰ شانہ نے (آنحضرت ﷺ) سے فرمایا کہ میں نے آپ ﷺ کو اپنا خلیل بنالیا اور یہ تورات میں لکھا ہے کہ محمد ﷺ رحمن کے محبوب ہیں اور میں نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ اور آپ ﷺ کی امت کو تخلیق میں سب نبیوں سے اول رکھا اور بعثت میں سب سے آخر۔''}

۱۱۔ ''عن ابی سعید رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فی حدیث الاسراء ثم سار حتی اتی بیت المقدس فنزل فربط فرسه الی صخرة ثم دخل فصلی مع الملائکة فلما قضیت الصلاة قالوا یا جبریل من هذا معک قال هذا محمد خاتم النبیین۔

{حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالی عنہ سے حدیث معراج میں مروی ہے کہ پھر آپ ﷺ چلے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچے۔ پس اتر کر سواری کو چٹان سے باندھ دیا۔ پھر اندر داخل ہوئے اور فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے جبریل! یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جواب دیا کہ یہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔''}

۱۲۔ ''عن علی رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فی شمائله ﷺ وبین کتفیه خاتم النبوة وخاتم النبیین۔

{حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت ﷺ کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ ﷺ خاتم النبیین تھے۔}

۱۳۔ ''عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه فی حدیث الشفاعة فیأتون عیسی فیقولون اشفع لنا الی ربنا حتی یقضی بیننا فیقول انی لست هناکم انی اتخذت وامی الهین من دون اللّٰہ ولکن ارائیتم لو ان متاعا فی وعاء قد ختم علیه اکان یوصل ای ما فی الوعاء حتی یفض الخاتم فیقولون لا فیقول فان محمدا ﷺ قد حضر الیوم۔

{حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث شفاعت میں مروی ہے کہ (حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے بعد) لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو آپ یہ عذر کریں گے کہ مجھے اور میری والدہ کو اللہ تعالیٰ کے سوا معبود بنایا گیا۔ اس لئے میں اس کا اہل نہیں۔ پھر فرمائیں گے کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر کچھ سامان کسی ایسے برتن میں ہو جسے سربمہر کردیا گیا ہو جب تک مہر کو نہ توڑا جائے کیا اس برتن کے اندر کی چیز تک رسائی ممکن ہے؟ حاضرین اس کا جواب نفی میں دیں گے تو آپ فرمائیں گے کہ پھر محمد ﷺ آج یہاں موجود ہیں ان کی خدمت میں جاؤ۔}

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس تشبیہ سے مقصد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ لہٰذا جب تک

نبیوں کی مہر کو نہ کھولا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کا آغاز نہ فرمائیں تب تک انبیاء علیہم السلام کی شفاعت کا دروازہ نہیں کھل سکتا۔ اور نہ ہی کسی نبی کی شفاعت کا حصول ممکن ہے۔ لہذا تم لوگ سب سے پہلے حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو۔ پہلے "نبیوں کی مہر" کو کھولو۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاعت کا آغاز کراؤ۔ تب کسی اور نبی کی شفاعت ممکن ہے۔ واللہ اعلم۔

۱۴۔ "عن ابی امامۃ الباھلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔قال انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔

{حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔}

۱۵۔ "حضرت ابوقتیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا:" لانبی بعدی ولا امۃ بعدکم۔

{میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔}

۱۶۔ "امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الرؤیا میں حضرت ضحاک بن نوفل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ:" قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لانبی بعدی ولا امۃ بعد امتی۔

{رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔}

۱۷۔ "طبرانی و بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ابن زمیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث نقل کی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب کی تعبیر ارشاد فرمائی۔

اس کا آخری حصہ یہ ہے:

"واما الناقۃ فھی الساعۃ علینا تقوم لانبی بعدی ولا امۃ بعدی امتی۔

{لیکن اونٹنی (جس کو تم نے مجھے اٹھاتے ہوئے دیکھا) پس وہ قیامت ہے وہ ہم پر قائم ہوگی۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور میری امت کے بعد کوئی امت نہیں۔}

۱۸: "عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اباذر اول الرسل آدم وآخرھم محمد۔

{حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابوذر! نبیوں میں سب سے پہلے نبی

آدم ہیں اور سب سے آخری نبی محمد (ﷺ) ہیں۔}

حدیث نمبر ۸:

"عن عقبة بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ لوکان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

{حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔}

یہ حدیث حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات سے بھی مروی ہے:

۱۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔عصمہ بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"لو" کا لفظ فرض محال کے لئے آتا ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبوت کی صلاحیت کامل طور پر پائی جاتی ہے۔ مگر چونکہ آپ ﷺ کے بعد کسی کا نبی ہونا محال ہے اس لئے باوجود صلاحیت کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی نہیں بن سکے۔ امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

"درشان حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنه فرمودہ است علیه وعلیٰ آله الصلوٰة والسلام "لوکان بعدی نبی لکان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه" یعنی لوازم وکمالاتیکه درنبوت درکار است ہمه را عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دارد اما چوں منصب نبوت بخاتم الرسل ﷺ ختم شدہ است علیه وعلیٰ اله الصلوٰة والسلام بدولت منصب نبوة مشرف نگشت (مکتوب ۲۴ ص ۲۳ دفتر سوم")

{حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔" یعنی وہ تمام لوازمات وکمالات جو نبوت کے لئے درکار ہیں سب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں موجود ہیں۔ لیکن چونکہ منصب نبوت خاتم الرسل ﷺ پر ختم ہو چکا ہے اس لئے وہ منصب نبوت کی دولت سے مشرف نہیں ہوئے۔}

حدیث نمبر ۹:

"عن جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنه قال سمعت النبی ﷺ یقول ان لی اسماء 'انا محمد' وانا احمد' وانا الماحی الذی یمحو اللہ بی الکفر' وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی' وانا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی۔

{حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ میرے چند نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں۔ کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائیں گے۔ اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔}

اس حدیث میں آنحضرت ﷺ کے دو اسمائے گرامی آپ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کی دلالت کرتے ہیں۔ اول ''الحاشر'' حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری میں اس کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''بشارة الی انه لیس بعده نبی ولا شریعة ۔۔۔۔۔۔ فلما کان لا امة بعد امته لانه لا نبی بعده، نسب الحشر الیه لانه یقع عقبه۔ {یہ اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی اور کوئی شریعت نہیں ۔۔۔۔۔۔ سو چونکہ آپ ﷺ کی امت کے بعد کوئی امت نہیں اور چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس لئے حشر کو آپ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کے بعد حشر ہوگا۔} دوسرا اسم گرامی ''العاقب'' جس کی تفسیر خود حدیث میں موجود ہے۔

یعنی کہ: ''الذی لیس بعده نبی۔'' {آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔}

اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل حضرات سے بھی مروی ہیں:

۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی حدیث کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''کان رسول اللہ ﷺ یسمی لنا نفسه اسماء فقال انا محمد واحمد والمقفی والحاشر ونبی التوبة ونبی الرحمة۔

{آنحضرت ﷺ ہمارے سامنے چند اسمائے گرامی ذکر فرماتے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا میں محمد ہوں، احمد ہوں، مقفی (سب نبیوں کے بعد آنے والا) ہوں، حاشر ہوں، نبی توبہ ہوں، نبی رحمت ہوں۔}

۲۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

''قال انا محمد وانا احمد وانا الرحمة ونبی التوبة وانا المقفی وانا الحاشر ونبی الملاحم۔

{فرمایا میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں نبی رحمت ہوں، میں نبی توبہ ہوں، میں مقفی (سب نبیوں کے بعد آنے والا) ہوں، میں حاشر ہوں اور نبی ملاحم (مجاہد نبی) ہوں۔}

۳۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں:

"انا احمد وانا محمد وانا الحاشر الذی احشر الناس علی قدمی۔

{میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں کہ لوگوں کو میرے قدموں میں جمع کیا جائے گا۔}

۴۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"وانا احمد ومحمد والحاشر والمقفی والخاتم۔

{میں احمد ہوں، محمد ہوں، حاشر ہوں، مقفی ہوں اور خاتم ہوں۔}

۵۔مرسل مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ ان کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"انا محمد واحمد انا رسول الرحمۃ انا رسول الملحمۃ انا المقفی والحاشر بعثت بالجهاد ولم ابعث بالزرع۔

{میں محمد ہوں اور احمد ہوں، میں رسول رحمت ہوں، میں ایسا رسول ہوں جسے جنگ کا حکم ہوا ہے۔ میں مقفی اور حاشر ہوں، میں جہاد کے ساتھ بھیجا گیا ہوں، کسان بنا کر نہیں بھیجا گیا۔}

۶۔ حضرت ابو الطفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فتح الباری ص ۵۵۵ ج ۶" حدیث نمبر ۱۰ متعدد احادیث میں یہ مضمون آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "بعثت انا والساعۃ کھاتین" {مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔}

اس مضمون کی احادیث مندرجہ ذیل حضرات سے مروی ہیں:

۱۔سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۔ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳۔انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۴۔مستورد بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵۔جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۶۔سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷۔بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۸۔ابی جبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹۔جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۰۔وہب السوائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۱۔ابو جحیفہ

ان احادیث میں آنحضرت ﷺ کی بعثت کے درمیان اتصال کا ذکر کیا گیا ہے۔جس کے معنی یہ ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی تشریف آوری قرب قیامت کی علامت ہے اور اب قیامت تک آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ چنانچہ امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ "تذکرہ" میں لکھتے ہیں:

''واما قولہ بعثت انا والساعۃ کھاتین فمعناہ انا النبی الاخیر فلا یلینی نبی آخر وانما تلینی القیامۃ کما تلی السبابۃ الوسطی ولیس بینھا اصبع آخری۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ولیس بینی وبین القیامۃ نبی۔

{اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔اس کے معنی یہ ہیں کہ میں آخری نبی ہوں۔میرے بعد کوئی نبی نہیں۔میرے بعد بس قیامت ہے۔جیسا کہ انگشت شہادت درمیانی انگلی کے متصل واقع ہے۔دونوں کے درمیان اور کوئی انگلی نہیں۔۔۔۔۔۔اسی طرح میرے اور قیامت کے درمیان کوئی نبی نہیں۔}

علامہ سندھی رحمہ اللہ تعالیٰ حاشیہ نسائی میں لکھتے ہیں:

''التشبیہ فی المقارنۃ بینھما ای لیس بینھما اصبع اخری کما انہ لا نبی بینہ ﷺ وبین الساعۃ۔

{تشبیہ دونوں کے درمیان اتصال میں ہے۔(یعنی دونوں کے باہم ملے ہوئے ہونے میں ہے) یعنی جس طرح ان دونوں کے درمیان کوئی اور انگلی نہیں اسی طرح آنحضرت ﷺ کے درمیان اور قیامت کے درمیان کوئی اور نبی نہیں۔}''کم ترک الاولون لآ آخرون۔''

اجماع کی حقیقت اور اس کی عظمت:

خدائے تعالیٰ کے ہزاروں درود اس ذات مقدس پر جس کے طفیل میں ہم جیسے سراپا گناہ اور سراسر خطا وقصور بھی خیر الامم، امت وسطی، امت مرحومہ، شہدائے خلق کے القاب گرامی کے ساتھ پکارے جاتے ہیں:؎

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

وہ بے شمار خداوندی انعام واکرام جو ہمارے آقائے نامدار ﷺ کی بدولت ہم پر مبذول ہوئے ہیں۔اجماع امت بھی ان میں سے ایک امتیازی فضلیت ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ اس امت کے علمائے مجتہدین اگر کسی مسئلہ میں ایک حکم پر اتفاق کرلیں تو یہ حکم بھی ایسا ہی واجب الاتباع اور واجب التعمیل ہوتا ہے جیسے قرآن وحدیث کے صریح احکام۔جس کی حقیقت دوسرے عنوان سے یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جب نبوت ختم کردی گئی تو آپ ﷺ کے بعد کوئی ہستی معصوم باقی نہیں رہتی جس کے حکم کو غلطی سے پاک اور ٹھیک حکم خداوندی کا ترجمان کہا جاسکے۔اس لئے رحمت خداوندی نے امت محمدیہ کے مجموعہ کو ایک نبی معصوم کا درجہ دے دیا کہ ساری امت جس چیز کے اچھے یا برے ہونے پر متفق ہوجائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہے جیسا امت کے مجموعہ نے سمجھا ہے۔

اسی بات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

"لن تجتمع امتی علی الضلالۃ۔" {یعنی میری امت کا مجموعہ کبھی گمراہی پر متفق نہیں ہوسکتا۔}

اسی لئے اصول کی کتابوں میں اس کے حجت ہونے اور اس کے شرائط ولوازم پر مفصل بحث کی جاتی ہے۔ اور احکام شرعیہ کی حجتوں میں قرآن وحدیث کے بعد تیسرے نمبر پر اجماع کو رکھا جاتا ہے۔ اجماع بھی دراصل دلیل ختم نبوت ہے درحقیقت اجماع کا شرعی حجتوں میں داخل ہونا اور اس امت کے لئے مخصوص ہونا خود بھی ہمارے زیر بحث مسئلہ ختم نبوت کی روشن دلیل ہے۔ جیسا کہ صاحب توضیح لکھتے ہیں:

"وما اتفق علیہ المجتہدون من امۃ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی عصر علی امر فھذا من خواص امۃ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہ خاتم النبیین لا وحی بعدہ وقد قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم ولا شک ان الاحکام التی تثبت بصریح الوحی بالنسبۃ الی الحوادث الواقعۃ قلیلۃ غایۃ القلۃ فلو لم تعلم احکام تلک الحوادث من الوحی الصریح وبقیت احکامھا مھملۃ لا یکون الدین کاملا فلا بد ان یکون للمجتھدین ولایۃ استنباط احکامھا من الوحی۔

{اور وہ حکم جس پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے مجتہدین کا کسی زمانہ میں اتفاق ہوجائے اس کا واجب التعمیل ہونا اس امت کی خصوصیات میں سے ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی پر وحی نہیں آئے گی اور ادھر یہ اشارہ خداوندی ہے کہ ہم نے تمہارا دین کامل کردیا ہے اور اس میں بھی شک نہیں بلکہ جو احکام صریح وحی سے ثابت ہوئے ہیں وہ بہ نسبت روزمرہ کے پیش آنے والے واقعات کے نہایت قلیل ہیں۔ پس جب ان واقعات کے احکام وحی صریح سے معلوم نہ ہوئے (اب اگر اجماع وقیاس کو حجت نہ بنایا جائے) اور شریعت میں ان واقعات کے متعلق احکام نہ ہوں تو دین کامل نہیں رہتا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس امت کے مجتہدین کو وحی (رہنمائی) سے ان احکام کے استنباط کرنے کا حق حاصل ہو۔} الغرض جس طرح قرآن وحدیث سے احکام شرعیہ ثابت ہوئے ہیں اسی طرح بتصریح نصوص قرآن وحدیث اور باتفاق علمائے امت اجماع سے قطعی احکام ثابت ہوتے ہیں۔ البتہ اس میں چند درجات ہیں۔ جن میں سب سے مقدم اور سب سے زیادہ قطعی اجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہے۔ جس کے متعلق علمائے اصول کا اتفاق ہے کہ اگر کسی مسئلہ پر تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آراء بالتصریح جمع ہوجائیں تو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیات۔ اور اگر یہ صورت ہو کہ بعض نے اپنی رائے بیان فرمائی اور باقی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کی تردید نہ کی بلکہ سکوت اختیار

کیا۔تو یہ بھی اجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں داخل ہے اور اس سے جو حکم ثابت ہو وہ بالکل ایسا ہی قطعی ہے جیسے احادیث متواترہ کے احکام قطعی ہوتے ہیں بلکہ اگر غور سے کام لیا جائے تو تمام ادلہ شرعیہ میں سب سے زیادہ فیصلہ کن دلیل ہے اور بعض حیثیات سے تمام حجج شرعیہ پر مقدم ہے۔کیونکہ قرآن وسنت کے مفہوم ومعنی متعین کرنے میں آراء مختلف ہوسکتی ہیں۔اجماع میں اس کی بھی گنجائش نہیں۔چنانچہ شیخ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں:

"واجماعهم حجة قاطعة يجب اتباعها بل هي اوكد الحجج وهي مقدمة على غيرها وليس هذا موضع تقرير ذالک فان هذا الاصل مقرر في موضعه وليس فيه بين الفقهاء ولا بين سائر المؤمنين الذين هم المؤمنون خلاف۔

{اور اجماع صحابہ حجت قطعیہ ہے اس کا اتباع فرض ہے بلکہ وہ تمام شرعی حجتوں سے زیادہ موکد اور سب سے مقدم ہے۔یہ موقع اس بحث کے پھیلانے کا نہیں۔کیونکہ ایسے موقع (یعنی کتب اصول) میں یہ بات باتفاق اہل علم ثابت ہوچکی ہے۔اور اس میں تمام فقہاء اور تمام مسلمانوں میں جو واقعی مسلمان ہیں کسی کا بھی خلاف نہیں۔}

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سب سے پہلا اجماع

اسلامی تاریخ میں یہ بات درجہ تواتر کو پہنچ چکی ہے کہ مسیلمہ کذاب نے آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں دعویٰ نبوت کیا۔اور بڑی جماعت اس کی پیرو ہوگئی۔اور آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلی مہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خلافت میں کی وہ اسی کی جماعت پر تھا۔جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مہاجرین وانصار نے اس کو محض دعویٰ نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بناء پر کافر سمجھا۔اور باجماع صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے۔اور یہی اسلام میں سب سے پہلا اجماع تھا۔حالانکہ مسیلمہ کذاب بھی مرزا قادیانی کی طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا بلکہ بعینہ مرزا قادیانی کی طرح آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانے کے ساتھ اپنی نبوت کا مدعی تھا۔یہاں تک کہ اس کی اذان میں برابر "اشھد ان محمد رسول اللہ" پکارا جاتا تھا۔اور وہ خود بھی بوقت اذان اس کی شہادت دیتا تھا۔تاریخ طبری میں ہے:

"وكان يؤذن للنبي ﷺ ويشهد في الاذان ان محمد رسول الله وكان الذي يؤذن له عبدالله بن النواحة وكان الذي يقيم له حجير بن عمير ويشهد له وكان مسيلمه اذا دنى حجير من الشهادة قال صرح حجير فيزيد في صوت ويبالغ التصديق نفسه۔

{وہ (مسیلمہ) نبی کریم ﷺ کے لئے اذان میں یہ گواہی دیتا تھا کہ محمد ﷺ رسول اللہ ہیں اور اس کا موذن عبداللہ ابن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر ابن عمیر تھا۔ اور جب حجیر شہادت پر پہنچتا تھا تو مسیلمہ بآواز بلند کہتا تھا کہ حجیر نے صاف بات کہی اور پھر اس کی تصدیق کرتا تھا۔} الغرض نبوت وقرآن پر ایمان اور نماز روزہ سب ہی کچھ تھا۔ مگر ختم نبوت کے بدیہی مسئلہ کے انکار اور دعویٰ نبوت کی وجہ سے باجماع صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کافر سمجھا گیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مہاجرین وانصار اور تابعین کا ایک عظیم الشان لشکر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں مسیلمہ کے ساتھ جہاد کے لئے یمامہ کی طرف روانہ کیا۔ جمہور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا اور کسی نے نہ کہا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں، کلمہ گو ہیں، قرآن پڑھتے ہیں، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ان کو کیسے کافر سمجھ لیا جائے؟ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتداءً خلاف کرنا اور بعد تحقیق حق کے صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ موافقت کرنا جو روایات میں منقول ہے وہ بھی اس واقعہ میں نہیں تھا۔ بلکہ مانعین زکوٰۃ پر جہاد کرنے کے معاملہ میں تھا۔ بعض لوگوں نے آنحضرت ﷺ کے بعد زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تھا۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان پر جہاد کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت کی نزاکت اور مسلمانوں کی قلت وضعف کا عذر پیش کر کے ابتداءً ان کی رائے سے خلاف ظاہر فرمایا تھا۔ لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھوڑے سے مکالمہ کے بعد ان کی رائے بھی موافق ہوگئی۔ الغرض حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابتداعاً خلاف کرنا بھی مسیلمہ کذاب کے واقعہ میں ثابت نہیں۔ اس طرح حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر کی روانگی کے مسئلہ پر بھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اختلاف کیا مگر مسیلمہ کذاب جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف جہاد کرنے کے مسئلہ پر کسی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ یہ دلیل ہے کہ سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا۔ امت کو اجماع، ختم نبوت کے صدقے ملا۔ امت نے بھی سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر کیا۔ ۱۲ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ جن میں سات سو قرآن مجید کے حافظ وقاری تھے۔ رحمت دو عالم ﷺ کی امت کا سب سے قیمتی اثاثہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس مسئلہ پر شہید ہوئے جس سے سمجھ میں آسکتا ہے کہ ختم نبوت کی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک کتنی اہمیت تھی۔ نیز مسلک الختام فی ختم نبوت سید الانام کے ص ۱۰ پر مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے صراحت فرمائی ہے کہ:

امت محمدیہ میں سب سے پہلا اجماع جو ہوا ہے وہ اس مسئلہ پر ہوا کہ مدعی نبوت قتل کیا جائے۔"

مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری فرماتے ہیں:

"اور سب سے پہلا اجماع جو اس امت میں منعقد ہوا۔ وہ مسیلمہ کذاب کے قتل پر اجماع تھا۔ جس کا سبب صرف اس کا دعویٰ نبوت تھا۔ اس کی دیگر گھناؤنی حرکات کا علم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اس کے قتل کے بعد ہوا تھا جیسا کہ ابن خلدون نے نقل کیا ہے۔

اجماع امت کے حوالہ جات

(۱) علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"دعوی النبوۃ بعد نبینا ﷺ کفر بالاجماع۔

{ہمارے نبی ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنا بالاجماع کفر ہے۔}

۲۔ حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں:

"ان الامۃ فھمت بالاجماع من ھذا اللفظ ومن قرائن احوالہ انہ افھم عدم نبی بعدہ ابدا۔۔۔۔۔۔ وانہ لیس فیہ تاویل ولا تخصیص فمنکر ھذا لا یکون الا منکر الاجماع۔

{بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول۔ اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں۔ پس اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔}

۳۔ حضرت قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الشفاء میں خلیفہ عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کے زمانہ میں حارث نامی ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا تو خلیفہ نے وقت کے علماء (جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم و تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے) کے فتویٰ سے اسے قتل کر دیا۔ اور سولی پر چڑھایا۔ قاضی عیاض صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو نقل کر کے لکھتے ہیں:

"وفعل ذالک غیر واحد من الخلفاء والملوک باشباھم واجمع علماء وقتھم علی صواب فعلھم والمخالف فی ذالک من کفرھم کافر۔

{اور بہت سے خلفاء و سلاطین نے ان جیسے مدعیان نبوت کے ساتھ یہی معاملہ کیا ہے۔ اور اس زمانہ کے علماء نے ان سے اس فعل کے درست ہونے پر اجماع کیا ہے۔ اور جو شخص ایسے مدعیان نبوت کی تکفیر میں خلاف کرے وہ خود کافر ہے۔}

۴۔قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب شفاء میں اسی اجماع کی تصریح ان الفاظ میں فرماتے ہیں:

"لانہ اخبر ﷺ انہ خاتم النبیین لانبی بعدہ واخبر عن اللہ تعالیٰ انہ خاتم النبیین وانہ ارسل کافۃ للناس واجمعت الامۃ علی حمل ھذا الکلام علیٰ ظاھرہ وانہ مفھومہ المراد بہ دون تاویل ولا تخصیص فلاشک فی کفر ھؤلأ الطوائف کلھا قطعا اجماعا وسمعا۔

{اس لئے کہ آپ ﷺ نے خبر دی ہے کہ آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔اور اس پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے۔اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہ ہی بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے مراد ہے۔پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں۔جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔}

۵۔اور علامہ سید محمود آلوسی رحمہ اللہ تعالیٰ مفتی بغداد اپنی تفسیر روح المعانی میں اسی اجماع کو الفاظ ذیل میں نقل فرماتے ہیں:

"ویکون ﷺ خاتم النبیین مما نطقت بہ الکتاب وصدعت بہ السنۃ واجمعت علیہ الامۃ فیکفر مدعی خلافہ ویقتل ان اصر۔

{اور آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ان مسائل میں سے ہے جس پر کتاب (بلکہ تمام آسمانی کتابیں) ناطق ہیں اور احادیث نبوی ﷺ اس کو بوضاحت بیان کرتی ہیں۔اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔پس اس کے خلاف کا مدعی کافر ہے۔اگر توبہ نہ کرے تو قتل کر دیا جائے۔}

۶۔اور اسی مضمون کو علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاویٰ میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

"ومن اعتقد وحیا بعد محمد ﷺ کفر باجماع المسلمین"

{اور جو شخص آنحضرت ﷺ کے بعد کسی وحی کا معتقد ہو وہ باجماع مسلمین کافر ہے۔}

۷۔کتاب الفصل فی الملل والنحل پر ہے:"صح الاجماع علیٰ ان کل من حجر شیاء صح عندنا بالاجماع ان رسول اللہ ﷺ بہ فقد کفر"{رسول اللہ ﷺ سے کسی چیز (مسئلہ) کے اجماعی طور پر ثابت ہو جانے سے اس کا انکار کرنے والا بھی بالاجماع کافر ہے۔}

خلاصہ بحث

۱۔مسئلہ ختم نبوت قرآن مجید کی ننانوے آیات بینات سے ثابت ہے۔

۲۔مسئلہ ختم نبوت دوسودس احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

۳۔مسئلہ ختم نبوت تواتر سے ثابت ہے۔

۴۔مسئلہ ختم نبوت اجماع امت سے ثابت ہے۔

۵۔مسئلہ ختم نبوت پر امت کا سب سے پہلا اجماع منعقد ہوا۔

۶۔مسئلہ ختم نبوت کے لئے بارہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے جام شہادت نوش فرمایا۔جس میں سات سو قرآن مجید کے حافظ وقاری اور بدری صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔

۷۔مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے امت کو اجماع کی نعمت سے نوازا۔

۸۔مسئلہ ختم نبوت کی وجہ سے رحمت دو عالم ﷺ پر نازل شدہ وحی قرآن مجید کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔

۹۔ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی جنگ کے بعد قرآن مجید کو جمع کرنے کا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں امت نے اہتمام کیا۔

۱۰۔ختم نبوت کے منکر یعنی جھوٹے مدعی نبوت سے اس کے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرنے والا بھی کافر ہے۔نیز یہ کہ جھوٹے مدعی نبوت اور اس کے پیروکاروں کی شرعی سزا قتل ہے۔

۱۱۔دنیا میں کہیں کسی آسمانی کتاب کے حافظ موجود نہیں۔جبکہ قرآن مجید کے حافظ وقاری ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں ہیں۔یہ اس لئے کہ پہلی کتب عارضی ومحدود دور کے لئے تھیں۔قرآن مجید قیامت کی صبح تک کے لئے ہے۔اس اعتبار سے تو اصحاب صفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لے کر اس وقت تک دنیا کے ہر خطہ میں حافظ وقاری ختم نبوت کی دلیل ہیں۔

۱۲۔مسیحی قوم اپنی عبادت گاہوں کو فروخت کر کے دوسرے مقاصد (دکان ومکان) کے لئے استعمال کرتی ہے۔جہاں مسجد بن جائے امت محمدیہ ﷺ اس جگہ کو دوسرے مقصد کے لئے استعمال نہیں کر سکتی۔پہلے انبیاء علیہم السلام کی شریعت محدود وقت کے لئے' ان کی عبادت گاہیں بھی محدود وقت کے لئے۔آپ ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لئے تو مساجد بھی قیامت تک کے لئے۔اس اعتبار سے دیکھیں تو مسجد نبوی ﷺ سے لے کر کائنات کے

ہر خطہ کی ہر مسجد ختم نبوت کی دلیل نظر آتی ہے۔

ان تمام امور پر نظر کریں تو گویا پورا دین ختم نبوت کے گرد گھومتا نظر آتا ہے۔

خدا چاہے تو کروڑوں محمد ﷺ پیدا کردے

شاہ اسماعیل دہلوی نے ایسا عقیدہ لکھا ہے کہ جس سے ختم نبوت کے انکار کا دروازہ کھلا ہے۔

عقیدہ: اس شہنشاہ اللہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی، جن وفرشتہ جبریل اور محمد ﷺ پیدا کر ڈالے۔

شاہ اسماعیل کے اس عقیدے سے ختم نبوت کا انکار واضح ہے۔اور دہلوی صاحب کی علمی قابلیت اور قرآن دانی کا سارا راز بھی فاش ہوجاتا ہے۔دراصل اس میں دہلوی صاحب نے یہ گستاخی إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (البقرۃ ۲۰) کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی بناء پر کی ہے۔حالانکہ اس بیچارے کو اتنا علم نہیں کہ مفسرین کرام اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرماتے ہیں۔إِنَّ اللّٰهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ مایشاء قَدِيرٌ۔بے شک اللہ تعالیٰ جس چیز کو چاہے اس پر قادر ہے۔رب کریم کا یہ بھی اعلان ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (الاحزاب ۴۰)

محمّد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔''

جب اللہ کریم نے فرمایا کہ محمد ﷺ کے بعد نبوت ختم ہے آپ ﷺ خاتم النبین ہیں پھر اس کی وضاحت اعلانیہ طور پر تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمادی: ''لا نبی بعدی۔میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' قرآن وحدیث کے ان واضح فرامین کے باوجود اسماعیل دہلوی یہ عقیدہ رکھے کہ خدا کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں محمد ﷺ پیدا کر ڈالے۔خدا اوس کے پیارے رسول ﷺ سے بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ اگر محمد پیدا کرے گا تو نبوت بھی دے گا اور اگر نبوت دے گا تو خاتم النبیین جو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وہ غلط ہوتا ہے۔(العیاذ باللہ) جبکہ پروردگار عالم کا یہ بھی اعلان ہے۔

وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيثًا (النساء ۸۷) اور اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی۔لَا تَبْدِيلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ (یونس ۶۴) اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔''

شاہ اسماعیل دہلوی نے مرزا غلام قادیانی کو یہ راستہ دکھایا۔ رہنمائی دہلوی صاحب نے کی اور دعویٰ قادیانی نے کیا کہ

منم مسیح زماں منم کلیم خدا   منم محمدواحمدکہ مجتبےٰ باشد

تمام محدثین کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ مصطفٰی ﷺ پر نبوت ختم ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

ذکر کونہ ﷺ خاتم النبیین۔ اوراس کے ماتحت حدیثیں فرمان مصطفٰی ﷺ کی تحریر فرمائیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔ جئت فختمت الانبیاء۔ میں آیا اور تمام انبیاء علیہم السلام کو ختم کر دیا۔ اب کسی کی نبوت نہیں چل سکتی اور لیس بعدہ نبی عاقب۔ کے معنی ثابت کر دیئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

بخاری شریف میں مصطفٰی ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو دجال اور کذاب احادیث صحیحہ سے فرمایا ہے اور باب خاتم النبیین مقرر فرمایا۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

ابوداؤد شریف پر مصطفٰی ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو دجال اور کذاب احادیث صحیحہ نے ثابت فرمایا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

ترمذی شریف ،باب ذھبت النبوۃ مقرر فرما کر ان الرسالۃ والنبوۃ قدانقطعت فلارسول بعدی ولانبی۔ کی حدیث نقل فرما کر اجرائی نبوت کا رد کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی یہی تھا کہ مصطفٰی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اور امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور مقام پر بھی از روئے احادیث صحیحہ مصطفٰی ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو دجال اور کذاب ثابت کیا ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

مصطفٰی ﷺ کے بعد مدعی نبوت کو دجال اور کذاب احادیث صحیحہ سے ثابت کیا ہے۔

شیخ علاؤالدین رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

صاحب کنزالعمال شیخ رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ان الرسالۃ والنبوۃ قدانقطعت فلارسول بعدی ولانبی۔ کی حدیث نقل فرما کر اجرائے نبوت کی ایک حدیث یا قول بیان نہیں فرمایا جس سے ثابت ہوا کہ ان

کا عقیدہ بھی ختم نبوت پر تھا۔

ابو نعیم رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

ابونعیم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلائل النبوت میں حدیث نقل فرمائی جس سے ثابت کیا ہے کہ مصطفیٰ ﷺ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے قبل ہی خاتم النبیین ﷺ منتخب ہو چکے تھے۔

ابن عبد البر رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

ابن عبدالبر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب استیعاب میں نبی کریم ﷺ پر نبوت ختم ہونے کے دلائل از روئے احادیث صحیحہ انا الخاتم الذی ختم بی النبوۃ وانا العاقب فلیس بعدی نبی وانا المقفیٰ بعد الانبیاء۔ بیان فرمائی اور اجرائے نبوت کے متعلق ذرا سا اشارہ بھی بیان نہیں فرمایا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ عبدالبر کا مذہب بھی ختم نبوت پر ہی تھا۔

ابن حجر صاحب فتح الباری شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

وان اللّٰہ ختم بہ المرسلین واکمل بہ شرائع الدین ۔اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ تمام رسولوں کو ختم کر دیا اور آپ ﷺ کے ساتھ ہی دین کو مکمل کر دیا۔ معلوم ہوا کہ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب بھی ختم نبوت پر ہی تھا۔

امام قسطلانی شارح بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا عقیدہ

وانا العاقب لانہ جاء عقب الانبیاء فلیس بعدہ نبی ۔علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرمان مصطفیٰ ﷺ کی تشریح فرماتے ہوئے انا العاقب کی تشریح فرماتے ہیں کہ مصطفیٰ ﷺ عاقب اس لئے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم السلام کے پیچھے تشریف لائے ہیں، تو آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا۔ اور علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔ (باب خاتم النبیین) ای آخرھم الذی ختمھم او ختموا بہ وقیل من لا نبی بعدہ....ولا یقدح فیہ نزول عیسیٰ علیہ السلام بعدہ لانہ اذا نزل یکون علی دینہ مع ان المراد انہ اخر من نبی۔

امام قسطلانی ،امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ باب خاتم النبیین کے تحت مصطفیٰ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے معنی بیان فرماتے ہیں یعنی تمام انبیاء علیہم السلام کے آخری نبی جس نے تمام انبیاء علیہم السلام کو ختم کر دیا ہے۔ یہ تمام انبیاء علیہم السلام مصطفیٰ ﷺ کی آمد کے ساتھ ہی ختم ہو گئے اور بعض نے خاتم النبیین کے معنی

بیان کئے ہیں کہ وہ شخص کہ جس کے بعد نبی نہ ہو۔ثابت ہوا کہ جو مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین مانتا ہے اس کو آپ ﷺ کے بعد ختم نبوت کو ختم تسلیم کرنا پڑے گا اور جو آپ ﷺ پر نبوت کو ختم نہیں سمجھتا اور اجرائے نبوت کا قائل ہے وہ خاتم النبیین کا منکر ہے اور پھر علامہ قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے تشریف لانا مخالف نہیں کیونکہ جب وہ اتریں گے تو وہ آپ ﷺ کے دین پر ہی تشریف فرما ہوں گے۔اپنی نبوت کے مبلغ نہ ہوں گے باوجودیکہ مراد خاتم النبیین سے یہی ہے کہ مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں۔

علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ کا بھی ختم نبوت پر عقیدہ تھا

زرقانی ج۵ ص۲۶۷، ومنها: أنه خاتم الأنبياء والمرسلين" كما قال تعالى: {وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ} ، أي: آخرهم الذي ختمهم أو ختموا به على قراءة عاصم بالفتح، وروى أحمد والترمذي والحاكم بإسناد صحيح عن أنس مرفوعًا: "إن الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدي ولا نبي"، وقيل: من لا نبي بعده يكون أشفق على أمته وهو كالوالد لولد ليس له غيره، ولا يقدح نزول عيسى بعده؛ لأنه يكون على دينه مع أن المراد أنه آخر من نبئ،

ترجمہ پہلے گزر چکا ہے صرف ایک جملہ علامہ زرقانی نے فرمایا ہے جو قابل غور ہے۔ وهو كالوالد لولد ليس له غيره، کہ مصطفیٰ ﷺ باپ کی طرح ہیں اپنے بیٹے کیلئے جیسا کہ بیٹے کیلئے باپ ایک ہے ایسے ہی آپ ﷺ اب ایک ہی نبی ہیں کیونکہ پہلے نبوت جاری تھی اب ختم ہو چکی۔

تمام مفسرین اسلام رحمہم اللہ تعالیٰ کا بھی ختم نبوت پر عقیدہ تھا

ولكن رسول الله وخاتم النبيين، الذي ختم النبوة فطبع عليها، فلا تفتح لأحد بعده إلى قيام الساعة۔

ترجمہ: اور لیکن محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں کہ آپ ﷺ نے نبوت کو ختم کر دیا، اور تمام پر آپ ﷺ نے مہر لگا دی۔ پھر کسی کیلئے قیامت تک نہیں کھل سکتی۔

حدثنا بشر، قال: ثنا يزيد، قال: ثنا سعيد، عن قتادة قوله (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ) قال: نزلت في زيد، إنه لم يكن بابنه، ولعمري ولقد ولد له ذكور؛ إنه لأبو القاسم وإبراهيم والطيب والمطهر (وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ) أي: آخرهم۔

اور لیکن آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں یعنی تمام کے آخر ہیں۔

فَقَرَأَ ذَلِكَ قُرَّاءُ الْأَمْصَارِ سِوَى الْحَسَنِ وَعَاصِمٍ بِكَسْرِ التَّاءِ مِنْ خَاتِمِ النَّبِيِّينَ، بِمَعْنَى أَنَّهُ خَتَمَ النَّبِيِّينَ۔

اورتاء کے کسرہ کے ساتھ ہے سوائے حسن وعاصم کے تمام شہروں کے قراء نے اس کو خاتم النبیین پڑھا ہے کہ آپ ﷺ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

(وَخاتَمَ النَّبِيِّينَ) وَذلِكَ لِأَنَّ النَّبِيَّ الَّذِي يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ إِنْ تَرَكَ شَيْئًا مِنَ النَّصِيحَةِ وَالْبَيانِ يَسْتَدْرِكُهُ مَنْ يَأْتِي بَعْدَهُ، وَأَمَّا مَنْ لا نَبِيَّ بَعْدَهُ يَكُونُ أَشْفَقَ عَلَى أُمَّتِهِ وَأَهْدَى لَهُمْ وَأَجْدَى، إِذْ هُوَ كَوالِدٍ لِوَلَدِهِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ مِنْ أَحَدٍ وَقَوْلُهُ: وَكانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً يَعْنِي عِلْمَهُ بِكُلِّ شَيْءٍ دَخَلَ فِيهِ أَنْ لا نَبِيَّ بَعْدَهُ۔

(اور آپ ﷺ تمام نبیوں کے خاتم ہیں) اور یہ اسلئے کہ ایسے نبی ہیں کہ جس کے بعد اور کوئی نبی ہو اگر (پہلے نبی) نصیحت اور بیان سے کچھ چھوڑ جائے تو اس کا بعد کا نبی اس کو لے لیتا ہے اور لیکن ایسا شخص جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو تو ایسا نبی اپنی امت پر زیادہ مہربان ہوتا ہے اور ان کیلئے زیادہ ہادی ہوتا ہے اور زیادہ صحیح ہوتا ہے اس لئے کہ وہ ایسے والد کی مانند ہے جس کا بیٹا اس کے سوا اور کوئی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (اللہ تعالیٰ ہر شئے کو جاننے والا ہے) یعنی اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا علم ہے۔ اس میں (یہ بھی) داخل ہو گیا کہ مصطفےٰ کے بعد کوئی نبی ﷺ نہیں۔

{وَخَاتَمَ النبيين} بفتح التاء عاصم بمعنى الطابع أي آخرهم يعني لا ينبأ أحد بعده وعيسى ممن نبئ قبله وحين ينزل عاملا على شريعة محمد ﷺ كأنه بعض أمته۔

(اور خاتم النبیین) تاء کے فتح کے ساتھ عاصم کی قرأت ہے۔ بمعنی مہر لگانے والے کے یعنی سب کے آخر یعنی آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور عیسیٰ علیہ السلام وہ شخص ہیں جو آپ ﷺ سے پہلے نبی ہو چکے ہیں اور جب اتریں گے محمد ﷺ کی شریعت کے عامل ہوں گے گویا کہ وہ آپ ﷺ کے امتی ہیں ۔

وَخاتَمَ النَّبِيِّينَ ختم الله به النبوة فلا نبوة بعده أي ولا معه قال ابن عباس: يريد لو لم أختم به النبيين لجعلت له ابنا ويكون بعده نبيا وعنه قال: إن الله لما حكم أن لا نبي بعده، لم يعطه ولدا ذكرا يصير رجلا وَكانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً أي دخل في علمه أنه لا نبي بعده.

وَكان خاتَمَ النَّبِيِّينَ يعني أنه لو كان له ولد بالغ مبلغ الرجال لكان نبيا ولم يكن هو خاتم الأنبياء، كما يروى أنه قال في إبراهيم حين توفى. لو عاش لكان نبيا «1». فإن قلت: أما كان أبا للطاهر والطيب والقاسم وإبراهيم؟ قلت: قد أخرجوا من حكم النفي بقوله مِنْ رِجالِكُمْ من وجهين، أحدهما: أنّ هؤلاء لم يبلغوا مبلغ الرجال. والثاني: أنه قد أضاف الرجال إليهم وهؤلاء رجاله لا رجالهم. فإن قلت: أما كان أبا للحسن والحسين؟ قلت: بلى ولكنهما لم يكونا رجلين حينئذ، وهما أيضا من رجاله لا من

رجالهم، وشيء آخر: وهو أنه إنما قصد ولده خاصة، لا ولد ولده، لقوله تعالى وَخاتَمَ النَّبِيِّينَ ألا ترى أن الحسن والحسين قد عاشا إلى أن نيف أحدهما «2» على الأربعين والآخر على الخمسين. قرئ. ولكن رسول الله بالنصب، عطفا على أَبا أَحَدٍ وبالرفع على: ولكن هو رسول الله. ولكنّ، بالتشديد على حذف الخبر، تقديره: ولكنّ رسول الله من عرفتموه، أى: لم يعش له ولد ذكر. وخاتم بفتح التاء بمعنى الطابع، وبكسرها بمعنى الطابع وفاعل الختم. وتقوّيه قراءة ابن مسعود: ولكنّ نبيا ختم النبيين. فإن قلت: كيف كان آخر الأنبياء وعيسى ينزل في آخر الزمان؟ قلت: معنى كونه آخر الأنبياء أنه لا ينبأ أحد بعده، وعيسى ممن نبئ قبله، وحين ينزل ينزل عاملا على شريعة محمد، مصليا إلى قبلته، كأنه بعض أمّته.

یعنی آپ ﷺ کا اگر کوئی لڑکا آدمیوں کی عمر کا بالغ ہوتا تو نبی ہوتا اور ہوا نہیں۔ کیونکہ آپ ﷺ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں جیسا کہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد فرمایا کہ اگر زندہ رہتا تو نبی ہوتا، (چونکہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اس لئے زندہ نہیں رہا۔) پس اگر تو سوال کرے کہ مصطفیٰ ﷺ آخر الانبیاء کیسے ہوئے حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں اتریں گے میں کہتا ہوں

{وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ} [الأحزاب: 40] ختم الله به النبيين، وقرأ ابن عامر وابن عاصم: {وَخَاتَمَ} [الأحزاب: 40] بِفَتْحِ التَّاءِ عَلَى الِاسْمِ، أَيْ آخِرَهُمْ، وَقَرَأَ الْآخَرُونَ بِكَسْرِ التَّاءِ عَلَى الْفَاعِلِ لِأَنَّهُ خَتَمَ بِهِ النَّبِيِّينَ فَهُوَ خَاتَمُهُمْ. قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُرِيدُ لَوْ لَمْ أَخْتِمْ بِهِ النَّبِيِّينَ لَجَعَلْتُ لَهُ ابْنًا يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيًّا. وَرُوِيَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَمَّا حَكَمَ أَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ لَمْ يُعْطِهِ وَلَدًا ذَكَرًا يَصِيرُ رَجُلًا، {وَخَاتَمَ النَّبِيين} ختم الله بِهِ النَّبِيين قبله فَلَا يكون نَبِي بعده۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ساتھ نبیوں کو جو آپ ﷺ سے پہلے تھے ختم کر دیا تو آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔

{رَسُول الله وخاتم النبيين} فلا يكون له ابن رَجُل بَعْده يَكُون نَبِيًّا وَفِي قِرَاءَة بِفَتْحِ التَّاء كَآلَةِ الْخَتْم أَيْ بِهِ خُتِمُوا {وَكَانَ الله بِكُلِّ شَيْء عَلِيمًا} مِنْهُ بِأَنْ لَا نَبِيّ بَعْده۔

وقوله تعالى: وَلكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً كقوله عز وجل: اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسالَتَهُ [الْأَنْعَامِ: 124] فَهَذِهِ الْآيَةُ نَصٌّ فِي أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، وَإِذَا كَانَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ فَلَا رَسُولَ بعده

بالطریق الْأَوْلَی۔

تو یہ آیت نص ہے اس امر میں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا اور جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا تو رسول بطریق اولیٰ نہیں ہوسکتا۔" پھر علامہ ابن کثیر آگے رقمطراز ہیں

وَقَدْ أَخْبَرَ تَعَالَی فِي كِتَابِهِ، وَرَسُولِهِ فِي السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ: أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ، لِيَعْلَمُوا أَنَّ كُلَّ مَنِ ادعى هذا المقام بعده فَهُوَ كَذَّابٌ أَفَّاكٌ، دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ، وَلَوْ تَخَرَّقَ وَشَعْبَذَ، وَأَتَى بِأَنْوَاعِ السِّحْرِ وَالطَّلَاسِمِ والنيرجيّات ، فَكُلُّهَا مُحَالٌ وَضَلَالٌ عِنْدَ أُولِي الْأَلْبَابِ، كَمَا أَجْرَى اللَّهُ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى، عَلَى يَدِ الْأَسْوَدِ الْعَنْسِي بِالْيَمَنِ، وَمُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ بِالْيَمَامَةِ، مِنَ الْأَحْوَالِ الْفَاسِدَةِ وَالْأَقْوَالِ الْبَارِدَةِ، مَا عَلِمَ كُلُّ ذِي لُبٍّ وَفَهْمٍ وحِجى أَنَّهُمَا كَاذِبَانِ ضَالَّانِ، لَعَنَهُمَا اللهُ. وَكَذَلِكَ كُلُّ مُدَّعٍ لِذَلِكَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخْتَمُوا بِالْمَسِيحِ الدَّجَّالِ،

اور ضرور خبر دی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول محمد مصطفیٰ ﷺ نے احادیث متواترہ میں جو مصطفیٰ ﷺ سے مروی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، تاکہ لوگوں کو معلوم ہوجائے کہ ہروہ شخص جو اس مقام (نبوت) کا آپ کے بعد دعویٰ کرے تو وہ کذاب ہے۔ بڑا بہتانی ہے۔ دجال ہے۔ گمراہ ہے اور گمراہ کن ہے۔ خواہ آگ جلا کر دکھائے اور شعبدہ بازی کرے اور مختلف اقسام کے جادو اور طلاسم اور نیرنجیات دکھائے پس یہ تمام مشکلات... گمراہی ہے، عقلمندوں کے نزدیک جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اسود عنسی کے یمن میں ظاہر فرمائے اور یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ہاتھوں، احوالِ فاسدہ واقوال باردہ جاری فرمائے جو ہر ایک عقل وفہم والا معلوم نہیں کرسکتا اور میرے نزدیک دلیل یہ ہے کہ وہ دونوں جھوٹے ہیں۔ گمراہ ہیں، دونوں پر اللہ تعالیٰ لعنت کرے اور اسی طرح قیامت تک ہر مدعی نبوت پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہوحتی کہ (ایسے جھوٹے نبی) مسیح دجال کے زمانے میں ختم کئے جائیں گے۔"

دلائل ختمِ نبوت از اقوال سلف صالحین

جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ارشادفرماتے ہیں: الاجماع علی انہ ﷺ مبعوث الی جمیع الانس والجن ۔ اس بات پر اجماع ہے کہ نبی ﷺ تمام جنوں اور انسانوں کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

اعلم ان اللہ تعالیٰ قد سد باب علی کل مخلوق بعد محمد ﷺ ۔ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے بعد تمام مخلوق سے دروازہ (نبوۃ) بند کیا گیا ہے۔

وکل من ادعی النّبوۃ بعد محمد ﷺ فہو مدّع شریعۃ اوحی بہا الیہ سواء وافق شرعنا او خالف فان کان مکلّفا ضربنا عنقہ والّا ضربنا عنہ صفحا۔ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد ن الذی ارسلہ الی الناس کافۃ بشیرا ونذیرا۔ محمد ن الذی ہو اٰخر الوجود ختم دائرتہ ومتصل باولہا ولہذا ختم۔

کتبِ عقائد میں بھی نبی ﷺ پر نبوت ختم ہے

واول الانبیاء اٰدم علیہ السلام واٰخرہم محمد علیہ السلام۔ تمام انبیاء علیہم السلام کے پہلے اٰدم علیہ السلام ہیں اور ان کے اٰخر محمد علیہ (الصلوۃ و) السلام ہیں۔

وکلام اللہ المنزل علیہ علی انہ خاتم النبیین وانہ مبعوث الی کافۃ الناس بل الی الجن والانس ثبت انہ اٰخر الانبیاء۔۔۔ فان قیل قد ورد فی الحدیث نزول عیسیٰ بعدہ قلنا نعم لکنہ یتابع محمداً علیہ السلام لان الشریعۃ قد نسخت۔

ترجمہ: اور اللہ کا کلام جو مصطفی ﷺ پر اتارا گیا ہے، اس بات پر شاہد ہے کہ مصطفی ﷺ تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں اور بلاشک آپ بھیجے گئے ہیں تمام لوگوں کی طرف بلکہ جن وانس کی طرف ثابت ہوا کہ مصطفی ﷺ تمام نبیوں کے آخری نبی ہیں پھر اگر سوال کیا جائے کہ حدیثِ صحیح میں مذکور ہے آپ ﷺ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اترنا، تو ہم جواب دیتے ہیں ہاں ضرور اتریں گے لیکن وہ محمد ﷺ کے تابع ہوں گے اس لئے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت یقینا منسوخ ہو چکی ہے۔

معلوم ہوا کہ تمام امتِ محمدیہ ﷺ کا اجماعی عقیدہ مصطفی ﷺ پر نبوت ختم ہونے پر ہے اور اس سے مخالفت کرنے والا بلاشک وشبہ کافر ہے۔

قد انقطع الوحی۔ ضرور وحی منقطع ہو چکی ہے۔

(واٰخرہم فی البعث) ای لکونہ خاتم النبیین۔ (اور تمام انبیاء کرام کے مبعوث ہونے میں) یعنی واسطے ہونے ان کے نبیوں کے ختم کرنے والے۔

فاوحی اللہ تعالیٰ الیہ وعزتی وجلالی انہ لاٰخر النبیین من ذریتک ولولاہ ما خلقتک۔

ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ قسم ہے مجھ کو میری عزت کی اور میرے جلال کی بے شک مصطفی ﷺ تمام انبیاء علیہم السلام کے آخری نبی ہیں تیری اولاد سے اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں کچھ بھی پیدا نہ کرتا۔

والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔

اور صلوۃ اور سلام اس ذات پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

فقہاء کرام کا عقیدہ بھی ختمِ نبوّت پر تھا

عقیدۂ خیر الدین رحمۃ اللہ علیہ:

محمد خاتم النبیین والمرسلین۔

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں کے ختم کرنے والے ہیں۔

علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ:

العلماء ورثۃ الانبیاء بعد انقطاع النبوۃ ہذہ درجۃ اعلی النہایۃ فی القوّۃ۔

ترجمہ: علماء ربانی نبیوں کے وارث ہیں اور نبوت کے منقطع ہونے کے بعد قوت میں یہ آخری اعلیٰ درجہ ہے۔

محمد اورنگزیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کا بھی عقیدہ ختم نبوت پر تھا:

الذی بعثہ اللہ حجۃ علی الجاحدین وختم بہ باب النبوۃ علی المرسلین۔

ترجمہ: وہ ذات (مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جن کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا منکرین پر حجت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تمام رسولوں پر نبوت کا دروازہ بند کر دیا۔

مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعی نبوت دجال ہے

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: »لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ«

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: »لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي«: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ.

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ: أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔۔۔۔ میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ تمام انبیاء علیہم السلام ختم کئے گئے ہیں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

وَعَنْ جَابِرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: »أَنَا قَائِدُ الْمُرْسَلِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ وَلَا فَخر«. رَوَاهُ الدَّارِمِيّ۔

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں کرتا۔ اور میں تمام نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں اور فخر نہیں کرتا۔۔۔ الخ۔

یوم میثاق سے ہی اللہ جل شانہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ بند کر دیا:

وَإِذْ أَخَذَ اللّٰهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ فَمَنْ تَوَلَّى بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔ (آل عمران، آیت ۸۱)

ترجمہ: اور جب اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے حلفیہ وعدہ لیا جو میں تم کو کتاب اور دانائی عنایت کروں گا، پھر آئے گا تمہاری طرف ایک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مصدق ہوں گے اس شئ کی جو شئ (میری انعام کردہ) تمہارے پاس ہوں گے اس رسول کے ساتھ تم ضرور ایمان لاؤ اور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا رب العزت نے کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر تم نے میرا پکا وعدہ قبول کیا؟ تمام انبیاء علیہم السلام نے عرض کیا کہ ہم تمام نے اقرار کیا خداوند کریم نے فرمایا تم تمام انبیاء بھی گواہی دو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں سے ہوں تو جس نبی نے اس کے بعد اعراض کیا تو یہی وہ فاسق ہوں گے۔

بہائم (جانوروں) نے بھی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت کے ختم ہونے کی شہادت دی:

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ أَبِي مَنْظُورٍ قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ أَصَابَ فِيْهَا حِمَارًا أَسْوَدَ فَوَقَفَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَكَلَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحِمَارَ فَكَلَّمَهُ الْحِمَارُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْمُكَ قَالَ يَزِيْدُ بْنُ شِهَابٍ أَخْرَجَ اللّٰهُ تَعَالَى مِنْ نَسلِ جَدِّي سِتِّينَ حِمَارًا كُلُّهُمْ لَا يَرْكَبُهُ إِلَّا نَبِيٌّ قَدْ كُنْتُ أَتَوَقَّعُكَ أَنْ تَرْكَبَنِي لَمْ يَبْقَ مِنْ نَسْلِ جَدِّي غَيْرِيْ وَلَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ غَيْرُكَ قَدْ كُنْتُ قَبْلَكَ لِرَجُلٍ يَهُودِيٍّ وَكُنْتُ أَتَعَثَّرُ بِهِ عَمَدًا وَكَانَ يُجِيعُ بَطْنِيْ وَيضْرِبُ ظَهْرِيْ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَأَنْتَ يَعْفُوْرُ فَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم يَبْعَثُ بِهِ إِلَى بَابِ الرَّجُلِ فَيَأْتِي الْبَابَ فَيَقْرَعُهُ بِرَأْسِهِ فَإِذَا خَرَجَ إِلَيْهِ صَاحِبُ الدَّارِ أَوْمَأَ إِلَيْهِ أَنْ أَجِبْ رَسُولَ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم جَاءَ إِلَى بِئْرٍ كَانَتْ لِأَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ التيهَانِ فَتَرَدَّى بِهَا جَزَعًا عَلَى رَسُولِ اللهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو فتح خیبر عنایت فرمائی...تو آپ ﷺ کے ساتھ دراز گوش (گدھے) نے کلام کیا تو نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ دراز گوش نے عرض کی یزید بن شہاب، اللہ تعالیٰ نے میرے دادا کی نسل سے کل ٦٠ ساٹھ دراز گوش پیدا کیے۔نہیں سوار ہوئے ان پر سوائے نبی کے، میرے دادا کی نسل سے سوائے میرے کوئی دراز گوش باقی نہیں رہا، اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سے آپ ﷺ کے سوا کوئی باقی نہیں رہا، آپ ﷺ سے پہلے میں ایک یہودی کے پاس تھا اور میں اسے جان بوجھ کر اپنے آپ پر نہیں بٹھاتا تھا اور وہ مجھے بھوکا رکھتا تھا اور مارتا تھا، پس آپ ﷺ نے اسے فرمایا، ''آپ کا نام آج کے بعد یعفور ہے''، آپ ﷺ اسے کسی شخص کے گھر پر بلانے کے لئے بھیجا کرتے تھے تو وہ اس شخص کے دروازے پر آکر اپنے سر سے دروازے کو کھٹکھٹاتا تھا، جب گھر کا مالک باہر نکلتا تو اس کو اشارہ کرتا کہ آپ ﷺ آپ کو بلا رہے ہیں، پس جب آپ ﷺ اس فانی دنیا سے پردہ فرما چکے تو اس دراز گوش نے ابی ہیثم ابن تیہان کے کنویں کے پاس آکر اپنے آپ کو آپ ﷺ کے غم میں (کنویں کے اندر) گرا دیا۔'' اگر سچ سچ ہے تو مرزائیو! قادیانیو! اغلیظ ترین کافرو! یقین سمجھو، کہ جو شخص مصطفیٰ ﷺ کے سوا اب اجرائے نبوت کا قائل ہے وہ گدھے سے بھی زیادہ احمق ہے۔

ضب (گوہ) نے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہونے کی شہادت دی

أخرج الطَّبَرَانِيّ فِي الْأَوْسَط وَالصَّغِير وَابْن عدي وَالْحَاكِم فِي المعجزات وَالْبَيْهَقِيّ وابو نعيم وَابْن عَسَاكِر عَن عمر بن الْخطاب أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم كَانَ فِي محفل من أَصْحَابه إِذْ جَاءَ إعرابي من بني سليم قد صَاد ضبا فَقَالَ وَاللات والعزى لَا آمَنت بك حَتَّى يُؤمن بك هَذَا الضَّب فَقَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم من أَنا يَا ضَب فَقَالَ الضَّب بِلِسَان عَرَبِيّ مُبين يفهمهُ الْقَوْم جَمِيعًا لبيك وَسَعْديك يَا رَسُول رب الْعَالمين قَالَ من تعبد فَقَالَ الَّذِي فِي السَّمَاء عَرْشه وَفِي الأَرْض سُلْطَانه وَفِي الْبَحْر سَبيله وَفِي الْجنَّة رَحمته وَفِي النَّار عَذَابه قَالَ فَمن أَنا قَالَ أَنْت رَسُول رب الْعَالمين وَخَاتم النَّبِيين قد أَفْلح من صدقك وَقد خَابَ من كَذبك۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بعض اصحاب کی محفل میں تشریف فرما تھے اچانک ایک اعرابی آیا بنی سلیم کے قبیلے سے جس نے گوہ کا شکار کیا ہوا تھا... تو نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے گوہ میں کون ہوں؟

تو گوہ نے عرض کیا کہ آپ ﷺ رب العالمین کے رسول اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں، ضرور فلاح پائے وہ شخص جس نے آپ ﷺ پر نبوت کے ختم ہونے کی تصدیق کی اور ضرور خسارے میں رہا جو ختم نبوت کا منکر ہوا۔

اے خبیث قادیانیو! مرزائیو! گدھا اور گوہ تو مصطفےٰ ﷺ پر نبوت ختم ہونے کو تسلیم کر لیں لیکن مرزائی منحرف ہے۔

اہل بصیرت حضرات پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ فتنہ قادیانیت مسلمانوں اور ممالک اسلامیہ کے لئے بعض حیثیتوں میں تمام پرانے فتنوں سے زیادہ خطرناک ہے، اس فتنہ کی تاریخ اور بانی فرقہ مرزا غلام احمد کے اپنے بیانات اس پر شاہد ہیں۔ درحقیقت یہ ایک پولیٹیکل جماعت ہے جس کو مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنے، مسلمانوں کو اصولی اسلام سے ہٹانے، انگریزوں کی پوری اطاعت کرنے، ممالک اسلامیہ میں فساد برپا کرنے کے لئے انگریزوں کی جعل ساز سیاست نے جنم دیا ہے۔ مگر مسلمانوں میں یہ وسوسے صرف مذہبی لباس میں کارگر ہو سکتے تھے، اس لئے شروع سے تبلیغ اسلام کا نام دے کر اس فتنہ کو کھڑا کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے پہل اپنے آپ کو صرف ایک مبلغ اسلام کے نام سے پیش کیا، اسلام کے مخالف مذاہب کے مقابلے میں چند رسالے اور اور کتابیں تحریر کر کے مسلمانوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائی۔ اس کے بعد تدریجی طور پر مجدد، مہدی اور محدث وغیرہ کے دعووں کا سلسلہ چلتا رہا۔ مسلمان قوم اپنی پرانی فطرت کے مطابق خدمت اسلام کے نام پر ان کا شکار ہوتی گئی، کیونکہ مجدد یا محدث یا مہدی ہونا کسی مسلمان کا کچھ مستبعد یا شرعی قواعد سے ناجائز نہ تھا، لیکن اس کے ساتھ ہی ان کا گرا ہوا کریکٹر اور معاملات میں کھلا جھوٹ لوگوں پر ظاہر ہونا شروع ہوا، سمجھدار اور دیندار طبقہ پہلے ہی سے ان سے بیزار ہو گیا، لیکن دوسری طرف کچھ جاہل اور صاحب علم ان کے جال میں پھنس گئے، جو ان کے ہر دعوے کی تصدیق اور تائید کے لئے کمر بستہ نظر آتے تھے۔ مرزا صاحب کا حوصلہ بڑھا اور نبوت کا دعویٰ شروع ہوا، ابتداء میں مسیح موعود بنے، پھر دبے دبے لفظوں میں بروزی، مجازی، لغوی وغیرہ تاویلات کی آڑ لے کر نبوت کے دعوے کرتے گئے، اور جب جال میں پھنسے ہوئے لوگوں نے اس کو بھی مان لیا تو کھلے طور پر نبوت، رسالت، شریعت، وحی سبھی کچھ ان کے دعووں میں صاف طور پر شامل ہو گئے۔

علماء ومفسرین اور عقیدہ ختم نبوت (قسط دوم)

ازقلم: ناصر خان چشتی (حضرو)

مقدمہ تفسیر میزان الادیان بتفسیر القرآن۔ از امام المحدثین علامہ ابو محمد محمد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ متوفی 1935ء

آپؒ کے تبحر علمی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ آپؒ علوم اسلامیہ میں بہت بڑے مقام کے مالک تھے آپؒ صرف اسلام ہی نہیں بلکہ ادیانِ عالم پر گہری نظر رکھتے تھے، آپؒ کا تفسیر کے میدان میں یہ کام بہت ہی انمول وانوکھا ہے کاش یہ پایہ تکمیل کو پہنچ جاتا تو ہر صاحب مطالعہ کے لیے یہ تفسیر دوسری تمام کتب تقابل ادیان سے کافی ہوجاتی ،ان کتب سے ہر کوئی ہاتھ کو کھینچ لیتا۔ آپؒ کو اللہ تعالی نے علوم اسلامیہ میں تحقیق وتدقیق کا عظیم ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اس سے پتہ چلتا ہے، آپؒ تمام ادیان کا وسیع مطالعہ رکھتے تھے۔ ادیان باطلہ پر کمال نظر کی وجہ سے ان کے سوالات کو تدقیق نظر سے دیکھ کر جواب دینے پر کافی گرفت تھی۔ ہر مذہب کی بنیادی کتب کا مطالعہ آپؒ کی نظر میں رہتا تھا، جس کی وجہ سے تقابل کا ملکہ نہایت عمدہ تھا، ادیان کی بنیادی اصطلاحات وعمل میں موجود اشتراک کو سمجھنے میں آپؒ سریع النظر تھے۔ اس وجہ سے آپؒ کی نگاہ ان امور کی ظاہری شکل وصورت سے فوراً نتیجہ وانجام تک جاتی تھی۔

عقیدہ ختم نبوت مقدمہ تفسیر میزان الادیان بتفسیر القرآن:

آپؒ نے سب سے پہلے یہ عنوان قائم کیا ہے "حضور خاتم النبیین ہیں"

اس پر آپؒ نے مقدمہ میزان التفسیر میں دلائل کی جو ترتیب ذکر کی ہے۔ وہ کچھ اسطرح ہے۔

دلائل کی اقسام۔

1) نقلیہ۔ 2) عقلیہ۔ 3) طبعیہ وفطریہ۔

1) نقلیہ:

1) قرآن پاک۔ 2) احادیث شریف۔ 3) اجماع۔ 4) مشاہداتی وقیاسی۔

قرآن پاک کی آیت واحادیث بنوی ﷺ سے استدلال کیا ہے۔ امام المفسیرین علامہ جلال الدینؒ کی تحقیق جو کہ قرآن وسنت ،صحابہ کے اقوال سے مزین ہے اس کو نقل کیا ہے۔ اس میں آپؒ نے "خاتم" کے معنی ومفہوم پر اقوال

صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نقل کیا ہے۔ امام شعبیؒ کے سامنے ایک شخص نے صلی اللہ علی محمد خاتم الانبیاء لانبی بعدی۔

ترجمہ: حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء جن کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نازل ہو۔ کہا۔ یہ سن کر حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کو اتنا کہنا کافی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم لانبیاء ہیں۔(ا)

تفسیر ریاض القرآن مع ترجمہ کنزالایمان و ریاض الایمان۔ از علامہ پیر مفتی محمد ریاض الدین صاحب قادریؒ متوفی 2001ء

آپؒ کی علمی خداداد صلاحیت وقابلیت کی عمدہ مثال اور تفسیر قرآن مجید میں یدطوبی رکھنے کی انمول کاوش ہے، اس میں آپؒ نے متن قرآن مجید کے دو تراجم ذکر کیے ہیں۔ ایک کنزالایمان شریف اور دوسرا ریاض الایمان شریف نہایت علمی خزانہ ہے۔

یہ تفسیر چار/ 4 جلدوں پر مشتمل ہے، اس میں آپؒ نے حسب ضرورت ادلہ شرعیہ سے مسائل اخذ کیے ہیں، اور مسائل مختلفہ میں قرآن مجید کی آیات بینات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اقوال ائمہ مفسرین کو ذکر کیا ہے۔ اپنے دعوی پر دلائل لانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ ہر مسئلہ کو دلائل سے مربوط کیا ہے۔ مثلا سورتوں کے تعارف، مشکلات قرآنیہ کا حل، اصطلاحات فقہیہ کی تشریح، علوم القرآن کی جدید وقدیم انواع کی وضاحت، علم صرف ونحو کی اصطلاحات کا احسن انداز میں استعمال اور خاص کر توحید ورسالت کی اہمیت، انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی بعثت کے مقاصد اور ختم نبوت کی ضرورت پر انمول ذخیرہ آپؒ کی تفسیر میں پایا جاتا ہے۔

آپؒ شیخ القرآن، شیخ الحدیث علوم عربیہ کے نہایت عمدہ مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ متعدد کتب کے مصنف بھی ہیں، ہر تحریر میں یگانہ طرز رکھتے ہیں۔ آپؒ نے مدارس اور کئی مساجد تعمیر کرائیں ہیں، جو آج بارونق ہیں۔ اللہ تعالی سعی کو درجہ قبولیت عطا فرمائے آمین، اس امر کی سخت ضرورت ہے کہ آپؒ کا علمی خاندان اور شاگردوں کا وسیع سلسلہ آپؒ کی علمی کتب پر عصر رواں کے مطابق تخریج وترتیب کا کام کریں، تاکہ یہ علمی ذخیرہ عصر جدید کے محقق حضرات کے لیے علمی میدان میں تسکین کا باعث بن جائے اور آپؒ کو علماء، محققین، مفتیان گرامی قدر اور سکالرز زیر مطالعہ رکھیں۔ جدید وقدیم تفسیرات میں آپؒ کا نکتہ نظر، فقہی مباحث میں آپؒ کا رجحان اور مختلفہ مسائل میں آپؒ کی

(ا)۔ سید محمد دیدار علی شاہ، امام المحدثین، تفسیر میزان التفسیر، مکتبہ اعلی حضرت دربار مارکیٹ لاہور، طبع۔2004ء ص129۔

رائے کے احترام کو سمجھا جا سکے، ماضی قریب میں محدث اعظمؒ پاکستان کے شاگرد پاکستان کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور اپنے اپنے وقت میں اہل سنت و جماعت کے لیے اچھے کام کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کی للّٰہیت کو قبول فرمائے

آپؒ نے مسئلہ ختم نبوت کو تفسیر ریاض القرآن میں متعدد آیات کے تحت بیان فرمایا ہے۔ ان میں سے صرف دو مقام کو شامل تحریر کیا جاتا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اور تفسیر ریاض القرآن:

1) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔(۱)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ یہ آیت کریمہ اس بات پر نص ہے کہ نبوت کا سلسلہ ہمارے آقا کریم سیدنا محمد ﷺ پر ختم ہے۔ اس پر آپؒ نے حدیث کی متعدد روایات کے مندرجہ ذیل الفاظ سے بھی یہی حقیقت روز روشن کی طرح آشکار ہے۔ مزید دلائل کتب صحاح ستہ سے احادیث شریف کی صورت میں پیش فرماتے ہوئے قادیانی نظریہ کا رد ظلی، بروزی وغیرہ کسی قسم کا کوئی نیا نبی نہیں آسکتا حضور کریم کی ظاہری زندگی پاک میں یا آپ کی پردہ پوشی کے بعد قیام قیامت تک مسیلمہ اور دجال قادیان وغیرہ جو بذات بھی مدعی نبوت ہے وہ مردود بلا شبہ ان تیس کذابوں میں شامل ہے جن کو خود سرکار نے دجالون قرار دیا ہے اس لیے وہ خود اور جہر بدنہاد جو اس کو نبی مانتا ہے وہ از روئے شریعت مرتد ہے(۲) الخ۔۔۔

مزید ایک مقام پر عقیدہ ختم نبوت ﷺ کا ذکر یوں کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا۔

ترجمہ۔ پھر ہم نے کتاب کا وارث کیا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔

اس آیت میں بھی ختم نبوت کی ایک دلیل ہے، کتاب آخری ہے حضور کریم ﷺ آخری نبی ہیں ۔

---

(۱)۔ القرآن الکریم سورۃ الاحزاب 33/40۔

(۲)۔ تفسیر ریاض القرآن ج3 ص545، 546۔ مکتبہ غوثیہ ریاض الاسلام اٹک۔

تفسیر ضیاء القرآن مع ترجمہ جمال القرآن ۔از مفسر القرآن علامہ پیر ابو الحسنات محمد کرم شاہ الازہریؒ متوفی 1998ء

آپؒ کی تفسیر ضیاء القرآن پہلے تین/ 3 اور بعد میں پانچ/ 5 جلدوں میں مکتبہ ضیاء القرآن لاہور سے شائع ہورہی ہے ۔آپؒ نے اس میں جدید و قدیم نظریات پر عقلی و نقلی دلائل سے اسلام کے تمام شعبہ جات پر حسب ضرورت کام کیا ہے ۔مسئلہ کی حساسیت کے پیش نظر اپنی اعلی ظرفی ، ذہانت ،صداقت، اور امانت کے موتی قرآن دانی سے جو وصول کیے ہیں ان کو نہایت احسن انداز میں ترتیب دیکر علماء ،عوام الناس ، اور محققین کو سیکڑوں قرآن پاک سے سامنے آنے والے اعلی ترین شہپاروں کا گل دستہ دیا ہے ہر شرعی مسئلہ کو حسین ترین انداز سے حل کرنے کا حق اداء کیا ہے ۔آپؒ نے تفسیر ضیاء القرآن میں جو سعی جمیلہ کی ہے، اس میں کسی کجی کی گنجائش تو نظر نہیں آتی ۔آپؒ نے پوری ذہنی وفکری اور علمی قابلیت کو اس میں صرف کیا ہے، اگر کوئی لغزش ہو بھی تو وہ قاری کا فکری اختلاف ہوسکتا ہے، ورنہ آپؒ نے اس تفسیر میں جو ترتیب نظم ونثر ذکر کی ہے قرب زمانہ میں یہ اپنی مثال آپ ہے ۔کچھ احباب کا آپؒ سے کسی بھی مسئلہ میں اختلاف زمانہ قدیم کے اختلاف کا تسلسل ہی ہے ۔جو علماء میں ممکن الوقوع ہے ۔آپؒ نے تفسیر میں توحید و رسالت کے دلائل کا انبار لگائے ہیں ۔جدید و قدیم طرز میں اعتدال سے مسائل کو حل کرنے کا اسلوب اختیار کیا ہے ۔تفسیر کا مقدمہ ہو یا قرآن پاک سے حاصل ہونے والے نکات ہوں ،قاری کی طبیعت اس کی روانی میں گم سی ہوجاتی ہے ۔مذاہب عالم میں اسلام کے مقابل نظریات کا تقابل اس انداز میں کرتے کہ اعداء دین اسلام کو اپنے نظریات میں مکمل شکوک وشبہات ،کجی وکمی نظر آتی ہے ۔آپؒ نے مسئلہ ختم نبوت پر تفسیر کی ہر جلد میں کوئی نہ کوئی فکری و علمی نکتہ پیش کیا ہے ۔یہاں صرف آیت ختم نبوت پر آپؒ کی مختصر گفتگو نقل کرتے ہیں ۔

عقیدہ ختم نبوت اور تفسیر ضیاء القرآن:

آپؒ آیت ختم نبوت ﷺ کے تحت کیا فرماتے ہیں ۔

ارشاد باری تعالی ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۔(۱)

ترجمہ۔نہیں ہیں محمد (فداہ روحی) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں ۔

---

(۱)۔القرآن الکریم سورۃ الاحزاب 33/40۔

اس کی تفسیر میں آپؒ نے سب سے پہلے باپ/ اور جناب رسول ﷺ کے فرق کو ذکر کیا ہے جو کسی بھی دوسری تفسیر میں نظر نہیں آتا، اس فرق میں با کمال طریقہ سے حضور ﷺ کی عظمت وشان رفعت کو ذکر کیا ہے۔ مرزائی فتنہ اور اس کے ناقص مبلغین کی دنیا میں ناکامی اور سلسلہ ختم نبوت ﷺ کا صدیوں سے متفق علیہ ہونا کسی سے پوشیدہ نہیں ہے، اس پر آپؒ نے بہت اعلی مہارت سے نقلی وعقلی دلائل سے رد کیا ہے۔ جس میں آیات بینات، احادیث شریف ، اجماع امت اور ائمہ کے نظریات شامل وکامل ہیں۔ فتنہ قادیانیت کے فکری شکوک وشبہات کو آپؒ نے دلائل سے تارتار کر کے رکھ دیا ہے۔(۱)

آپؒ کی اس آیت پر تفسیر ہر ایک کو پڑھنی چاہیے کیونکہ آپؒ نے نہایت مختصر حوالہ سے ختم نبوت ﷺ کے مسئلہ کو ذکر کیا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو آپؒ نے ادلہ شرعیہ کے ساتھ ساتھ عقلی دلائل سے معترض کے شکوک وشبہات کو مکمل رد کر دیا ہے اور شان مصطفوی ﷺ کو اذہان وقلوب میں روشن چراغ کی شکل میں ڈال دیا ہے، غور کریں۔

تفسیر تبیان القرآن۔ از شیخ الحدیث مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدیؒ (۲) متوفی 2016ء

مفسر قرآن علامہ غلام رسول سعیدی رحمۃ اللہ علیہ علوم اسلامیہ کے شہسوار عالم دین بے مثال شخصیت کے مالک تھے، آپؒ نے تحقیق وتدقیق سے مسائل قدیم وجدید کا ہر میدان میں مکمل حق اداء کیا ہے، آپؒ نے قرآن پاک کی تفسیر اور حدیث شریف کی تشریح کی صورت میں ایک بالکل نیا کام کیا ہے، حالات حاضر کے نئے نئے مسائل پر قرآن پاک اور حدیث شریف اور ائمہ مفسرین ومحدثین کے اقوال سے استدلال بالکل ذاتی کاوش تھی۔ آپؒ نے سابقین مفسرین ومحدثین سے بعض مسائل میں اختلاف کیا ہے، لیکن کمال حد کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھا ہے۔ اپنی علمی روشنی کو تفسیر وتشریح حدیث شریف میں اسلاف سے تطبیق وتوافق میں لانے کی انتہائی کوشش کی، اگر کسی مسئلہ میں اختلاف کیا تو نہایت ادب واحترام سے اپنی بات کو "مصنف کی رائے" سے تعبیر کیا ہے۔ آپؒ کی تفسیر بارہ/ 12 جلدوں پر مشتمل ہے۔ آپؒ نے تفسیر میں اپنی علمی قابلیت خداداد صلاحیت کا جو مظاہر کیا ہے، یہ یقیناً آپؒ پر اللہ تعالی کا خصوصی فضل وانعام اور جناب رسول ﷺ کی دررسالت کا فیضان ہے۔ اللہ تعالی آپؒ کو علوم اسلامیہ کے مسائل

---

(۱)۔ علامہ پیر کرم شاہؒ الازہری مکتبہ ضیاء القرآن گنج بخش روڈ لاہور ج 4 ص 116۔

(۲)۔ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور۔

میں جو دقیق ادراک کا حصہ عطا فرمایا ہے، یہ آپؒ کی تحریرات سے بخوبی ظاہر ہے خواہ وہ کتاب علوم قرآنیہ کی ہو یا حدیث شریف کے متعلق ہو۔

عقیدہ ختم نبوت اور تفسیر تبیان القرآن:

آپؒ آیت ختم نبوت ﷺ کے تحت فرماتے ہیں۔

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا۔(۱)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

آپؒ نے تفسیر تبیان القرآن میں مسئلہ ختم نبوت ﷺ کو جلد اول اور جلد نہم میں ذکر کیا ہے، قرآن پاک سے ختم نبوت ﷺ کے بارے میں دس/10 آیات طیبات سے استدلال کیا ہے۔ اور پچاس/50 احادیث صحیحہ مقبولہ مکمل باحوالہ ذکر کی ہیں، اسکے ساتھ ساتھ آپؒ نے فتنہ قادیانی کی تاریخی شکست اور اسمبلی کے فلور پر متفق قرار داد کے ساتھ 1953ء اور 1973ء کی تحریک ختم نبوت کا ذکر بھی کیا ہے۔ فقہائے اسلام میں سے جید و مستند علماء کی معتبر کتب سے کذاب مدعین ختم نبوت کا حکم بھی بیان کیا ہے، اس کے علاوہ بعد میں کوئی مصدق کسی کذاب مدعی نبوت کی تصدیق کرتا ہے، تو اس کا حکم بھی بیان کیا ہے کہ ایسے لوگ دائرہ اسلام سے خارج ہوجاتے ہیں۔ اس پر آپؒ نے امام غزالیؒ، امام قاضی عیاض مالکیؒ، علامہ خفاجیؒ، علامہ ملاعلی قاریؒ، علامہ ابوالحیان اندلسیؒ، علامہ محمد الشربینی الشافعیؒ، علامہ موفق الدین ابن قدامہؒ اور اعلی حضرت شاہ احمد رضا خانؒ وغیرہ وغیرہ جیسے علماء اسلام کی کتب سے حوالہ جات پیش کیے ہیں۔ فتنہ قادیانی کے اختراعی سوالات کے مستند جوابات پیش کیے ہیں۔ اس کے ساتھ آپؒ نے منکرین ختم نبوت ﷺ کا اجمالی جائزہ بھی پیش کیا ہے۔ اس میں آپؒ نے کذاب فتنہ قادیانی کے بانی مرزا لعنتی نے مختلف الفاظ جو اپنے لیے استعمال کیے ہیں، ان کا مکمل رد کیا ہے مرزائیت کو اپنے انجام تک پہنچانے والی قرار داد جو 30 جون 1974ء پاکستان کی نیشنل اسمبلی کو پیش کی گئی اس کا متن بھی ذکر کیا ہے۔

فتنہ قادیانی کے مشہور دو/2 سوالات اور ان کے جوابات۔

1) سوال نمبر 1۔ سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 35، کو قادیانی پیش کرتے ہیں ۔

---

(۱)۔ القرآن الکریم سورۃ الاحزاب 33/40۔

يَا بَنِي آدَمَ إِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَقُصُّونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِي فَمَنِ اتَّقَى وَأَصْلَحَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ ۔(۱)

ترجمہ: اے اولادِ آدم! اگرتمہارے پاس تم میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہارے سامنے میری آتین بیان کریں سو جو شخص اللہ سے ڈرا اور نیک ہو گیا تو اس پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مرزائی قرآن پاک کی اس آیت سے اجراءِ نبوت پر دلیل دیتے ہیں اور مرزا غلام قادیانی کو اس میں کشید کرتے ہیں۔ اور قیامت تک رسولوں کے آنے پر استدلال کرتے ہیں۔

اس کا جواب آپؒ نے ذکر کیا ہے، جو قابل دید ہے۔ کہ حکم عام اور حکم خاص میں فرق ہے۔ لہٰذا جب اللہ تعالی نے خود ہی قرآن پاک میں حکم عام کو خاص کر دیا ہے۔

وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ ۔(۲)

ترجمہ: اور لیکن وہ اللہ تعالی کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

بعثت سیدنا جناب رسول ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع و ختم ہو گیا ہے، تو اب قیامت تک کوئی نبی نہیں آسکتا ہے۔ ہر قسم کے نبی و رسول کی نفی ہو گی۔ لہٰذا فتنہ قادیانی کا معارضہ نہ بن سکا۔ اس پر آپؒ نے بہت سی قرآن پاک کی امثلہ پیش کی ہیں۔

2) سوال نمبر 2۔ اس حدیث شریف کو قادیانی پیش کرتے ہیں۔

حدثنا عبد الرحمن بن مهدي، حدثنا سفيان، عن السدي قال: سمعت أنس بن مالك يقول: لو عاش إبراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم، لكان صديقا نبيا ۔(۳)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر آپ ﷺ کے بیٹے ابراہیم علیہ السلام زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔

---

(۱)۔ القرآن الکریم سورۃ الاعراف 7:35۔

(۲)۔ القرآن الکریم سورۃ الاحزاب 33/40۔

(۳)۔ أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني (المتوفى: 241هـ) مسند الإمام أحمد بن حنبل محقق شعيب الأرنؤوط، عادل مرشد، وآخرون إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركي مؤسسة الرسالة الطبعة الأولى، 1421 هـ، 2001م ج19 ص359 رقم الحديث 12358۔

حدیث شریف کی تخریج:

إسناده حسن من أجل السدي: وهو إسماعيل بن عبد الرحمن، برقم (13985) ضمن حديث مطول من طريق آخر عن السدي. وقد أخرج البخاري في "صحيحه" (6199) من طريق إسماعيل بن أبي خالد وسيأتي الحديث في "المسند" 353/4. وأخرجه ابن ماجه (1511) من طريق مقسم، عن ابن عباس "الفتح" 10/578-579۔ إسناده صحيح على شرط الشيخين. وكيع: هو ابن الجراح، وابن أبي خالد: هو إسماعيل، وأخرجه البخاري (6194)، وابن ماجه (1510)، والطبراني في "الأوسط" (6634)، وأبو نعيم في "معرفة الصحابة" (717) من طرق عن إسماعيل بن أبي خالد، بهذا الإسناد. حديث أنس، سلف برقم (12358) بإسناد حسن، ولفظه: عن السدي، قال: سمعت أنس بن مالك يقول: لو عاش إبراهيم ابن النبي صلى الله عليه وسلم لكان صديقا نبيا۔ (راقم)

اس کا جواب آپؒ نے ذکر کیا ہے۔فرماتے ہیں، حدیث شریف قضیہ شرطیہ پر مشتمل ہے، اور قضیہ شرطیہ میں جزء ثانی کی نفی جزء اول کو مستلزم ہے۔ آپ ﷺ کے بیٹے زندہ بھی نہیں اور نبی بھی نہیں، کیونکہ آپ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر مبعوث کیا گیا ہے۔تو فتنہ قادیانی کا معارضہ درست نہیں ہے ۔

(راقم عرض کرتا ہے) تخریج الحدیث میں موجود تمام کتب کے حوالہ جات کو سامنے رکھا جائے تا کہ جہاں سے بھی فتنہ قادیانی استدلال کرے تو جواب پر ہماری نظر ہو۔ ہر کتاب کی حدیث شریف کا جواب یہی ہے۔ وفوق کل ذی علم علیم بہر حال موجود ہے۔

تفسیر اظہار العرفان مع ترجمہ اشرف البیان/ از حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی متوفی 1289ءؒ و مفسر مولانا سید محمد ممتاز اشرفی مدظلہ۔(۱)

یہ اصل میں فارسی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ تھا، جس کو علامہ سید ممتاز اشرفی مدظلہ نے اردو میں ترجمہ کر کے اشرف البیان نام رکھ دیا ہے اور تفسیر اظہار البیان بھی ترجمہ کی مزید تشریح کے لیے ذکر کی ہے۔ یہ تفسیر مکمل پانچ/5 جلدوں میں اورنگی کراچی سے شائع ہوئی ہے۔ یہ مختلف تفاسیر سے جمع شدہ علمی مواد ہے۔اس کو علامہ سید محمد ممتاز اشرفی سلمہ مدرس دار العلوم اشرفیہ رضویہ اورنگی کراچی نے ترتیب دیکر مخدوم اشرف اکیڈمی الاشراف لان سیکٹر

---

(۱)۔مخدوم اشرف اکیڈمی الاشراف لان سیکٹر 14 اورنگی ٹاؤن کراچی۔

14 اورنگی ٹاؤن کراچی سے شائع کیا گیا ہے۔اس میں نہایت علمی گفتگو کو جمع کیا گیا ہے، بظاہر دیکھنے میں کچھ اتنی عمدہ علمی گفتگو نہیں لگتی، لیکن علامہ نے اس ترجمہ کی تشریح کے طور پر جن تفسیر سے مواد لیا ہے۔اس میں خاصہ وزن نظر آتا ہے۔ یہ حقیقت میں اسلاف کے ترجمۃ القرآن کی خدمت پیش کرنا ہے، کہ مخدوم سمنانیؒ نے ترجمۃ القرآن پر اپنے زمانہ میں زبان فارسی میں کیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت اور تفسیر اظہار العرفان:

اس ''تفسیر اظہار العرفان'' میں علامہ سید ممتاز اشرفی مدظلہ نے تفسیر روح البیان کے حوالہ سے ماتحت آیت:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (۱)

ترجمہ۔محمد (ﷺ) نہیں ہیں کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے لیکن اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کی مہر۔

اہل سنت و جماعت کا کہنا ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔اس لیے کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے،ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین, نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے لا نبي بعدي یعنی میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔جو شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی کے بعد کوئی نبی ہے،تو ایسا کہنے والے کو کافر کہا جائیگا، اس لیے کہ وہ نص قرآنیہ کا منکر ہے،اسی طرح اسے بھی کافر کہا جائے گا۔جو اس معاملہ میں شک کرے،اس لیے کہ باطل سے حق بالکل واضح ہے، امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک شخص نے جھوٹی نبوت کا دعوی کیا اور اس جھوٹے شخص نے کہا کہ آپ مجھے مہلت دیجئے، تا کہ میں آپ کے سامنے نبوت کی علامات لاسکوں۔امام صاحب رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص بھی اس جھوٹے مدعی نبوت سے علامات طلب کریگا وہ بھی کافر ہو جائیگا۔اس لیے کہ نبی کریم ﷺ نے صاف فرمایا ہے،لا نبي بعدي۔(۲)

(باقی آئندہ شمارے میں)

---

(۱)۔القرآن الکریم سورۃ الاحزاب 33/40۔

(۲)۔مخدوم اشرف آکیڈمی الاشراف لان سیکٹر 14 اورنگی ٹاؤن کراچی ،ج4ص987۔

عقیدۂ ختم نبوت چالیس احادیث کے آئینے میں

مولانا محمد فرحان قادری رضوی برکاتی

پیش لفظ

ختم نبوت کے حوالے سے الحمد للہ ہم نے ،قرآنی آیت،،سلف وصالحین کے کچھ اقوال اور چالیس احادیث نقل کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ امت مسلمہ تک پیغام پہنچے اور مرزائی وقادیانی تک یہ تحریر پہنچے، ہوسکتا ہے یہ اُن میں سے کسی کی اصلاح کا ذریعہ بن جائے۔

رسول اللہ ﷺ سے یہودیوں نے حسد کیا کہ نبوت یہودیوں میں کیوں نہیں آئی۔ نبی اکرم ﷺ کو خاتم النبیین بنایا گیا اس بات سے انہوں نے حسد کیا۔حق جانتے ہوئے بھی وہ اندھے بہرے ہو گئے۔یہی حال عیسائی قوم کا ہے۔نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں ہی روشن تبلیغ فرما کر دین کا پیغام، پوری دنیا میں پہنچا دیا۔اللہ عزوجل نے آپ کو ایسی شاندار فتوحات سے نوازا جو اس بات کی روشن دلیل تھی کہ نبی اکرم ﷺ اللہ عزوجل کے آخری نبی اور رسول ہیں۔آپ ﷺ کو اللہ عزوجل نے جو شان وعظمت وفتوحات اور کثرت عطا فرمائی ان سب کو دیکھ کر کچھ بدبختوں نے دعویٰ نبوت کر دیا۔وہ یہ سمجھے کہ اُن کے اس دعوے کو لوگ مان لیں گے۔اُن کو اس بات کی سمجھ نہیں تھی کہ دعویٰ نبوت کے ساتھ ساتھ اللہ عزوجل کی رحمت وتائید کا ہونا بھی ضروری تھا، جو ہو نہیں سکتا تھا کیونکہ نبی اکرم ﷺ خاتم النبیین بنا کر بھیجے گئے۔چاہئے تو یہ تھا کہ وہ لوگ نبی اکرم ﷺ پر ایمان لاتے اور اعلیٰ مقام پاتے لیکن انہوں نے (مسیلمہ کذاب وغیرہ نے آگ کے رستے کا انتخاب کیا۔

نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی میں نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کی سرکوبی کے لئے صحابہ کرام کا لشکر بھیجا۔خلیفہ بلافصل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کو جان سے مارا گیا۔آپ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر اتنا شاندار پہرہ دیا کہ تمام صحابہ کرام، ان نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے خلاف جہاد کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔یہ پہلی جنگ تھی جو نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت ،عزت وحرمت کے لئے لڑی گئی۔اس جنگ سے قیامت تک کے

مسلمانوں کے لئے یہ قاعدہ بن گیا کہ جو بھی حضور ﷺ کی ختم نبوت اور ناموسِ رسالت کے لئے جان دے گا وہ شہید لکھا جائے گا۔ کیونکہ آپ ﷺ کی عزت اور ختم نبوت کا پہرہ دینا، ایمان ہے۔ جو حضور ﷺ کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔

اگر کوئی اپنے آپ کو توحید پرست کہے لیکن نبی اکرم ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ بھی کافر ہے۔ جو اسلام لانے کے بعد، نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی شان وعظمت اور ختمِ نبوت پہ اللہ عزوجل نے ایسے روشن دلائل عطا فرمائے اور ایسے عالیشان معجزات عطا فرمائے کہ جن لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا وہ یقین کامل کی بلندیوں پہ پہنچ گئے۔ جبکہ منکرین دیکھنے کے باوجود حسد اور سرداری کی محبت کی وجہ سے ایمان نہ لائے۔ حالانکہ ایمان لانے سے اُن کی سرداری قائم ہی رہنی تھی جیسے خلفائے راشدین کے نام قیامت تک روشن ستاروں کی طرح چمکتے رہیں گے۔

آپ کی بے ادبی کرنے سے ایمان باقی نہیں رہتا۔ جب بچوں نے نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے پادری کو قتل کیا تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے "نبی کریم ﷺ کی ختم نبوت کا پہرہ دینا" اسلام کے غلبہ ہونے سے تعبیر کیا۔ صوفیاء کرام وائمہ کرام نے ختمِ نبوت کا ہمیشہ پہرہ دیا اور اس معاملے میں رخصت پہ عمل نہیں کیا۔ امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہم کا اادب واحترام دیکھا جا سکتا ہے۔ ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کی عزت و ناموس پہ پہرہ دیا، اور اس سلسلے میں بہت لکھا ہے۔ امام تقی الدین سُبکی رحمتہ اللہ علیہ نے عربی میں 700 صفحات کی ایک مکمل کتاب بنام "السیف المسلول" ناموسِ رسالت پہ لکھی۔ آپ نے لکھا: "مجھ سے جس گستاخِ رسول کے بارے میں فتویٰ لکھنے کو کہا گیا ہے اگر وہ میرے قریب ہوتا تو میں اُسے جان سے مار دیتا، اُس کتے کو قتل کر دیتا۔"

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی کو جب کسی شخص کی انبیاء کرام کی شان میں گستاخی کا علم ہوا تو آپ نے غیرت سے وہاں موجود تکیہ اُٹھا کر پھینکا، اور وہ شخص مر گیا۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی شخص ولی ہو اور نبی کریم ﷺ کی عزت کے دفاع کے وقت خاموشی سے بیٹھ جائے، حکمتِ عملی و بزدلی دکھائے اور گستاخوں کی حمایت کرنے والوں کے ساتھ ملے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: کہ اللہ کے ولیوں پہ نہ خوف ہے نہ غم۔

لہٰذا اللہ عزجل نے جس کو جو طاقت دی ہے اُسے وہ استعمال کر کے ختم نبوت کی حفاظت کے لئے آواز

اُٹھانی چاہیے۔ کسی بھی طرح کی راہِ فرار نہیں اختیار کرنی چاہیے۔ اللہ عزوجل سے دعا ہے کہ جو ہم نے تحریر کیا ہے اُسے قبول ومنظور فرمائے۔ یہ ہمارے صحابہ کرام وائمہ کرام اور علماء کرام کی محنتیں ہیں جن کے ذریعے یہ احادیث ہم تک پہنچیں۔ یادگارِ اسلاف، پاسبانِ مسلک اعلیٰ حضرت، صوفی باصفا، عالمِ باعمل حضرت علامہ مولانا سید محمد صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ، جن کے ذریعے سے ختم نبوت پہ یہ عظیم الشان کام ہو رہا ہے، اللہ عزوجل ان کی کاوش کو قبول ومنظور فرمائے اور اللہ عزوجل ان کا سایہ ہم پہ تادیر قائم رکھے۔

عقیدہ ختمِ نبوت چالیس احادیث کے آئینے میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ما کان محمد ابآ احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین ط وکان اللّٰہ بکل شیئٍ علیما۔ (سورہ احزاب،40/33)

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلہ نبوت ختم کرنے والے) ہیں، اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

اقوالِ ائمہ:

☆ امام اندلسی رحمۃ اللہ علیہ منکرینِ ختمِ نبوت کے کفر وارتداد اور انجام کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اور جس کسی کا یہ مذہب ہو کہ نبوت کسبی ہے ختم نہیں ہوئی یا یہ عقیدہ رکھے کہ ولی، نبی سے افضل ہے وہ کافر ہے اس کو قتل کرنا واجب ہے کچھ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا تھا جس پر اہلِ اسلام نے انہیں قتل کر دیا''۔ (ابوحیان فی تفسیر البحر المحیط 236/7)

☆ امام آلوسی رحمۃ اللہ علیہ حضور نبی اکرم ﷺ کے منصبِ ختم نبوت سے سرفراز ہونے کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''نبی کا لفظ عام ہے اور رسول کا خاص، اس لئے حضور ﷺ کے خاتم النبیین ہونے سے یہ لازم ہو جاتا ہے کہ آپ خاتم المرسلین بھی ہیں، چنانچہ آپ کے خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہونے کا یہ معنی ہے کہ اس دنیا میں آپ ﷺ کے منصبِ نبوت ورسالت پر فائز ہونے کے بعد جن وانس میں سے اب کسی کو یہ منصب عطا نہ ہوگا''۔ (الآلوسی فی

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، 34/22)

☆ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے حوالے سے امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے:

''جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبوت کسب کے ذریعے حاصل کی جاسکتی ہے، یہ ختم نہیں ہوتی یا یہ کہ ولی نبی سے افضل ہے تو وہ کافر ہے، اس کا قتل (قانوناً) واجب ہے (جس کی تنفیذ کا حق عدالت کے پاس ہے)''(ذکرہ القسطلانی فی المواهب اللدنیہ بالمنح المحمدیۃ 173/3)

☆ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ یوں فرماتے ہیں:

''حضور اکرم ﷺ تمام انبیاء کرام پر فضیلت رکھتے ہیں اور اللہ نے آپ ﷺ پر رسلِ عظام کی بعثت کا سلسلہ ختم کر دیا اور آپ ﷺ کے ذریعے احکامِ دین کی تکمیل فرما دی''۔(العسقلانی فی فتح الباری 559/6)

☆ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بیشک تمام اُمتِ محمدیہ نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) سے اور قرائن احوال سے یہی سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کبھی بھی نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، نیز یہ کہ اس میں کسی قسم کی نہ کوئی تاویل ہوسکتی ہے نہ تخصیص۔ پس اس کا منکر اجماعِ اُمت کا منکر ہے۔''(الغزالی فی الاقتصاد فی الاعتقاد/160)

امام نووی ''المقفی'' کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مقفی کا معنی شمر نے ''العاقب'' بیان کیا ہے''۔(ذکرہ النووی فی شرحہ علی صحیح مسلم 106/15)

امام ابن عبد البر ''المقفی'' کا معنی بیان کرتے ہیں: ''ہمارے نبی اکرم ﷺ کو مقفی کہا گیا کیونکہ آپ ﷺ سلسلہ انبیاء کے آخری فرد ہیں''(ذکرہ ابن عبد البر فی التمہید 45/19)

''المقفی''، حضور اکرم ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ہے کیونکہ آپ ﷺ تمام انبیاء کرام کے آخر پر ہیں''۔ اسے امام مسلم، احمد اور ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے۔(ذکرہ ابن عبد البر فی الاستذکار 375/2)

چالیس احادیث

1) عن ثوبان فی روایة طویلة قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: وانه یکون فی امتی کذابون ثلاثون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں تیس جھوٹے (مدعی) پیدا ہوں گے، ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔(سن لو!) میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی

نبی نہیں۔(ابوداؤد، کتاب الفتن 4252، الترمذی 2219، ابن ماجہ 3952، ابن ابی شیبہ 37565، الحاکم فی المستدرک 8390، الطبرانی 8397، ابن ابی عاصم 456) ایک روایت میں حضرت ثوبان سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اُمت میں تیس جھوٹے (مدعی) پیدا ہوں گے، ہر ایک کا دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔(سن لو!) میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(الحاکم 8390، ابن حبان 6714)

2) عن جابر ن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ، ان النبی ﷺ قال: انا قائد المرسلین ولا فخر، وانا خاتم النبیین ولا فخر، وانا اول شافع و مشفع ولا فخر

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میں رسولوں کا قائد ہوں اور (مجھے اس بات پر) فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور (مجھے اس بات پر) کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور میں ہی وہ پہلا (شخص) ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی اور (مجھے اس بات پر) کوئی فخر نہیں ہے۔(دارمی 49، الطبرانی 170، البخاری فی التاریخ الکبیر 2837، البیہقی 192)

3) عن ابی ھریرۃ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: ان مثلی و مثل الانبیاء من قبلی، کمثل رجل بنی بیتا فاحسنہ و اجملہ الا موضع لبنۃ من زاویۃ، فجعل الناس یطوفون بہ ویعجبون لہ و یقولون، ھلا وضعت ھذہ اللبنۃ، قال: فانا اللبنۃ و انا خاتم النبیین، متفق علیہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک مکان بنایا اور اُسے خوب آراستہ کیا، لیکن ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ آ کر اس مکان کو دیکھنے لگے اور اس پر تعجب کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگے: یہاں اینٹ کیوں نہیں رکھی؟ حضور ﷺ نے فرمایا: میں وہی (آخری) اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں (یعنی میرے بعد محلِ نبوت کی تکمیل ہوگی اور بابِ نبوت ہمیشہ کے لئے بند ہوگیا ہے۔(بخاری، باب خاتم النبیین 3341-3342، المسلم 2286-2287، مسند احمد بن حنبل 9156، الترمذی 3613، النسائی فی السنن الکبریٰ 11422، ابن ابی شیبہ 31770، ابن حبان 6405 البیہقی فی السنن الکبریٰ 5/9، فی شعب الایمان 1484)

4) عن ابی سعید الخدری قال: قال رسول اللّٰہ ﷺ: مثلی و مثل النبیین من قبلی کمثل رجل بنی دارا، فاتمھا الا لبنۃ واحدۃ، فجئت انا فاتممت تلک اللبنۃ۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے کوئی گھر تعمیر کیا اور اسے ہر طرح سے مکمل کیا مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ میں نے اپنی بعثت کے ساتھ اس اینٹ کو مکمل کر دیا۔(مسلم شریف 2286، مسند امام احمد بن حنبل 11082، ابن ابی شیبہ 31769)

5)عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه ان رسول اللّٰه ﷺ قال:فضلت علی الانبیاء بست:اعطیت جوامع الکلم ،و نصرت بالرعب ،و احلتِ الغنائم،و جعلت لی الارض طهورا و مسجدا،وأرسلت الی الخلق کافة،وختم بی النبیون۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے دیگر انبیاء پر چھ چیزوں کے باعث فضیلت دی گئی ہے۔ میں جوامع الکلم سے نوازا گیا ہوں، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، میرے لئے اموالِ غنیمت حلال کیے گئے ہیں، میرے لیے (ساری) زمین پاک کر دی گئی ہے اور سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے، میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میری آمد سے انبیاء کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔(مسلم فی الصحیح 523، الترمذی، کتاب السیر 1553، مسند ابو یعلی 6491، ابن حبان 2313، مسند ابو عوانۃ 1169، البیھقی فی السنن الکبریٰ 4063)

6)عن محمد بن جبیر بن معطم عن ابیه رضی اللّٰه عنه قال:قال رسول اللّٰه ﷺ:لی خمسة اسماء انا محمد ،وانا احمد،وانا الماحی الذی یمحو اللّٰه بی الکفر،وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی،وانا العاقب۔

حضرت جبیر بن معطم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پانچ نام ہیں: میں محمد اور اَحمد ہوں اور ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعے سے کفر کو (بالآخر) محو کر دے گا اور میں حاشر ہوں ۔سب لوگ میری پیروی میں ہی (حشر کے دن) جمع کیے جائیں گے اور میں عاقب (یعنی سب سے آخر میں آنے والا) ہوں۔(البخاری، کتاب المناقب 3339، صحیح مسلم 2354، مسند امام احمد بن حنبل 16780، مسند ابو یعلی 7390، ابن حبان 6313، مصنف عبد الرزاق 1957، الطبرانی فی معجم الکبیر 1520، ابوعوانۃ فی المسند 7126، البیھقی 1397)

7)عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللّٰه عنه قال:کان رسول اللّٰه ﷺ یسمی لنا نفسه

اسماء،فقال:انامحمد،واحمد،والمقفی،والحاشر،ونبی التوبۃ،ونبی الرحمۃ

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے اپنے کئی اسماء گرامی بیان فرمائے۔آپ ﷺ نے فرمایا:میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور مقفی (تمام انبیاء سے بعد میں آنے والا)اور حاشر ہوں(یعنی میری پیروی میں حشر کے دن سب جمع کیے جائیں گے)اور میں نبی التوبہ(جن کی بارگاہ میں توبہ قبول ہوتی ہے)اور نبی الرحمۃ ہوں۔(صحیح مسلم 2355،احمد بن حنبل 19667،ابن ابی شیبہ 31693،المستدرک فی الحاکم 4185،الطبرانی 4338)

8)عن عبد اللّٰہ بن عمرو یقول:خرج علینا رسول اللّٰہ ﷺ یوما کالمودع فقال:انا محمد النبی الامی ،قالہ ثلاث مرات،ولا نبی بعدی،اوتیت فواتح الکلم وخواتمہ وجوامعہ،وعلمت کم خزنۃ النار وحملۃ العرش و تجوز بی و عوفیت امتی،فاسمعوااواطیعوامادمت فیکم ،فاذا ذھب بی فعلیکم بکتاب اللّٰہ،احلوا حلالہ وحرمواحرامہ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:ایک دن حضور ﷺ ہمارے پاس اس طرح جلوہ فرما ہوئے جیسے کوئی الوداع ہونے والا آتا ہے۔پس آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:میں محمد نبی اُمی ہوں۔آپ ﷺ نے یہ تین بار فرمایا اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔مجھے کلمات کا آغاز و اختتام اور ان کی جامعیت عطا کی گئی ہے اور میں جانتا ہوں کہ دوزخ کے فرشتے کتنے ہیں اور عرش اُٹھانے والے فرشتے کتنے ہیں اور میری اُمت سے میری وجہ سے درگزر کیا گیا اور معافی دے دی گئی ہے۔پس میرے ارشادات سنو اور اطاعت کرو جب تک میں تمہارے درمیان موجود ہوں ،پس جب مجھے اس دنیا سے لے جایا جائے تو تم کتاب اللہ کو اپنے اوپر لازم کرلو اور اس کے حلال کو حلال جانو اور اس کے حرام کو حرام جانو۔(امام احمد بن حنبل 6606)

9)واخرج ابو نعیم عن یونس بن میسرہ بن حلبس قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ:اتانی ملک بطست من ذھب فشق بطنی فاستخرج حشوۃ فی جوفی فغسلھا ثم ذرعلیہ ذروراثم قال:قلب وکیع یعی ما وقع فیہ عیناک بصیرتان،واُذناک تسمعان وانت محمدرسول اللّٰہ المقفی والحاشر۔

حضرت یونس بن میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:میرے پاس ایک فرشتہ سونے کا

ایک طشت لے کر آیا پس اس نے میرا شکم چاک کیا اور اس میں سے ایک لوتھڑا نکالا پھر اس کو دھویا اور اس پر کسی سفوف نما چیز کا خوب چھڑکاؤ کیا، پھر کہا: حفاظت کرنے والا دل ہے جس میں دو سننے والے کان ہیں اور دو دیکھنے والی آنکھیں ہیں، آپ ﷺ محمد اللہ کے وہ رسول ہیں جو سب سے آخر پر ہیں، آپ کے بعد انعقادِ محشر ہوگا۔(السیوطی فی الخصائص الکبریٰ 111/1)

10)عن انس بن مالک رضی اللّٰہ عنه قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ:ان الرسالة والنبوة قدانقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی ـقال:فشق ذالک علی الناس۔فقال :لکن المبشرات۔قالوا:یا رسول اللّٰہ ،وما المبشرات؟قال: رُءیا المسلم وھی جزء من اجزاء النبوة۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نبوت و رسالت ختم ہوگئی ہے اس لئے میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ ہی کوئی نبی۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ یہ بات لوگوں پر گراں گزری (کہ اب سلسلہ نبوت ختم ہوگیا ہے) تو حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: لیکن مبشرات (باقی ہیں)۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ ﷺ!) مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے (نیک) خواب، اور یہ نبوت کی خصوصیات کا ایک جزو ہے۔(مسند احمد بن حنبل 13851،سنن الترمذی 2272، المستدرک فی الحاکم 8178)

11)وفی روایة حذیفة بن اسید رضی اللّٰہ عنه قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ ذھبت النبوة فلا نبوة بعدی الا المبشرات۔قیل :وما المبشرات؟قال:الرُءیا الصالحة یراھا الرجل اوتری له۔

حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نبوت ختم ہوگئی، پس میرے بعد کوئی نبوت نہیں ہے مگر مبشرات۔عرض کیا گیا: مبشرات کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نیک خواب جنہیں بندہ دیکھتا ہے یا اُسے دکھائے جاتے ہیں۔(طبرانی فی معجم الکبیر 3051، الہیثمی فی مجمع الزوائد 173/7)

12)عن سعد بن ابی وقاص رضی اللّٰہ عنه قال :سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول له خلفه فی بعض مغازیه فقال له علی :یا رسول اللّٰہ ،خلفتنی مع النساء والصبیان ؟فقال له رسول اللّٰہ ﷺ:اما ترضی ان تکون منی بمنزلة ھارون من موسی الا انه لا

نبوة بعدی۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب آپ ﷺ نے ایک غزوہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیچھے چھوڑ دیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم 2404، مسند امام احمد بن حنبل 1608، سنن الترمذی 3724)

13) عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه قال: لما اخی النبی بین اصحابه من المهاجرین والانصار فلم یواخ بین علی ابی طالب رضی اللّٰه عنه و بین احد منهم، خرج علی مغضبا حتی اتی جدولا فتوسد ذراعه فسفت علیه الریح فطلبه النبی ﷺ حتی وجده فوکزه برجله فقال له: قم فما صلحت ان تکون الا ابا تراب، اغضبت علی حین اخیت بین المهاجرین والانصار ولم اواخ بینک و بین احد منهم، اما ترضی ان تکون منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لیس بعدی نبی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے مہاجر و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے درمیان بھائی چارہ قائم نہ کیا۔ پس حضرت علی رضی اللہ عنہ پریشانی کے عالم میں باہر نکلے اور ایک چھوٹی نہر کے کنارے اپنے بازو کا تکیہ بنا کر لیٹ گئے۔ ایسے میں ہوا نے آپ پر گرد و غبار ڈال دیا، حضور اکرم ﷺ نے آپ کو تلاش فرمایا: یہاں تک کہ انہیں پالیا۔ آپ نے ان کو اپنے پاؤں مبارک سے ہلا کر فرمایا: کھڑے ہو جاؤ، تو ابوتراب ہونے کے ہی لائق ہے، کیا تو مجھ سے ناراض ہو گیا؟ جس وقت میں نے مہاجرین و انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، اور تیرے اور کسی اور کے درمیان بھائی چارہ قائم نہیں کیا۔ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تیرا مقام و مرتبہ میرے لئے وہی ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام ے تھا مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (الطبرانی فی معجم الکبیر 11092، المعجم الاوسط 7894 الہیثمی فی مجمع الزوائد 111/9)

14) وفی روایة عن وهب بن منبه قال: ولم یبعث اللّٰه نبیا الا وقد کانت علیه شامة

النبوة فی یده الیمنیٰ الا ان یکون نبینا محمد ﷺ فان شامة النبوة کانت بین کتفیه وقد سئل نبینا ﷺ عن ذالک فقال: هذه الشامة التی بین کتفی شامة الانبیاء قبلی، لانه لا نبی بعدی ولا رسول۔

ایک روایت میں حضرت وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں: اور اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ ان کے دائیں ہاتھ پر مہر نبوت ہوتی تھی مگر ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کے کہ آپ کی مہر نبوت آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان تھی۔ ہمارے نبی مکرم ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ میرے کندھوں کے درمیان وہ مہر نبوت ہے جو مجھ سے پہلے انبیاء کرام ﷺ کے جسم پر ہوتی تھی اور (یہ اس لئے ہے کہ) میرے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں۔ (اخرجه الحاکم فی المستدرک 631/2)

15) عن اسماعیل قال: قلت لابن ابی اوفیٰ رضی اللّٰه عنه: رایت ابراهیم ابن النبی ﷺ؟ قال: مات صغیرا، ولو قضی ان یکون بعد محمد ﷺ نبی عاش ابنه، ولکن لا نبی بعده۔

امام اسماعیل کا بیان ہے: میں نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا: کیا آپ نے حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا؟ انہوں نے فرمایا: وہ چھوٹی عمر میں ہی وفات پا گئے تھے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہوتا کہ حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوسکتا ہے تو آپ ﷺ کے صاحبزادے زندہ رہتے۔ لیکن آپ ﷺ کے بعد چونکہ کوئی نبی نہیں (لہذا اُن کی بچپن میں ہی وفات ہوگئی) (صحیح بخاری 5841، سنن ابن ماجہ 1510، معجم الاوسط 6638، ابن عساکر فی تاریخ مدینہ دمشق 135/3)

16) عن عقبه بن عامر رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: لو کان بعدی نبی لکان عمر بن الخطاب۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتا (لیکن جان لو میں آخری نبی ہوں)۔ (مسند امام احمد بن حنبل 1441، سنن الترمذی 3686، الحاکم فی المستدرک 4495، المعجم الکبیر 822، الہیثمی فی مجمع الزوائد 68/9)

17) عن العرباض بن ساریه رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه ﷺ: انی عبد اللّٰه و خاتم النبیین۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ عزوجل کا بندہ اس وقت خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جب کہ آدم علیہ السلام ابھی خمیر سے پہلے اپنی مٹی میں تھے۔(مسند احمد بن حنبل 128، ابن حبان، مسند احمد بن حنبل، الطبرانی)

18)عن ابی هریرة رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم :نزل ادم بالهند واستوحش فنزل جبریل فنادی بالاذان:اللّٰه اکبر ،اللّٰه اکبر،اشهد ان لا اله الا اللّٰه مرتین ،اشهد ان محمد ارسول اللّٰه مرتین ،قال آدم:من محمد ؟قال :آخر ولدک من الانبیاء۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حضرت آم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے اور (نازل ہونے کے بعد) آپ نے وحشت محسوس کی تو (ان کی وحشت دور کرنے کے لئے) جرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دی: اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان الا الہ الا اللہ دو مرتبہ کہا، اشھد ان محمد الرسول اللہ دو مرتبہ کہا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کون ہیں؟ حضرت جرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ کی اولاد میں سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔(ابونعیم فی حلیۃ الاولیاء 107/5، الدیلمی فی مسند الفردوس 271/4، ابن عساکر فی تاریخ دمشق الکبیر 437/7)

19)عن قتاده کان النبی اذا قرا"واذ اخذنا من النبیین میثاقهم و منک ومن نوح۔۔۔"یقول بدءبی فی الخیر وکنت آخرهم فی البعث۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب یہ آیت "(اور اے حبیب یاد کیجیے) جب ہم نے انبیاء سے اُن (کی تبلیغ رسالت) کا عہد لیا ورخصوصا آپ سے اورنوح سے۔۔۔"(الاحزاب 7/33) پڑھتے تو فرماتے کہ نبوت کی مجھ سے ابتداء کی گئی اور بعثت میں، میں تمام انبیاء کے آخر پر ہوں۔(المصنف ابن ابی شیبہ 31762، امام السیوطی فی الدرالمنثور 570/6)

20)وفی روایة عنه رضی اللّٰه عنه قال: قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا ابائوکم ،فایاکم وایاهم،لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں دجال، کذاب پیدا

ہوں گے جو تمہیں اس قسم کی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے پہلے کبھی سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباواجداد نے ہی سنی ہوں گی، لہذا میں تمہیں خبردار کرتا ہوں کہ اُن سے ہوشیار رہنا! کہیں وہ تمہیں گمراہ کر دیں یا فتنے میں مبتلا کر دیں۔(صحیح مسلم 7)

21)عن عمر ابن الخطاب رضی اللّٰہ عنه قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ لما اذنب آدم الذنب الذی اذنبه،رفع راسه الی العرش فقال:اسئالک بحق محمد ﷺ الا غفرت لی ،فاوحی اللّٰہ الیه :وما محمد ؟ومن محمد ؟فقال :تبارک السمک ،لما خلقتنی ،رفعت راسی الیٰ عرشک ،فرایت فیه مکتوبا :لا اله الا اللّٰہ ،محمد رسول اللّٰہ ﷺ فعلمت انه لیس احد اعظم عندک قدرا ممن جعلت اسمه مع اسمک ،فاوحی اللّٰہ الیه:یا آدم،انه آخر النبیین من ذریتک،وان امته آخر الامم من ذریتک ،ولو لاہ، یاآدم،ماخلقتک۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام سے اجتہادی خطا سرزد ہوئی تو انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا اور عرض کیا: (یا اللہ!) میں (تجھ سے تیرے محبوب) محمد (مصطفیٰ ﷺ) کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں (کہ تو مجھے معاف فرما دے) تو اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی :(اے آدم!) محمد کون ہیں؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا: (اے مولا!) تیرا نام بابرکت ہے، جب تُو نے مجھے پیدا کیا تو میں نے اپنا سر تیرے عرش کی طرف اُٹھایا، وہاں میں نے لا الہ الا اللہ، محمد الرسول اللہ لکھا ہوا دیکھا ،لہذا میں جان گیا کہ تیرے ہاں اس ہستی سے بڑھ کر کوئی قدرومنزلت والا نہیں، جس کا نام تُو نے اپنے نام کے ساتھ جوڑا ہوا ہے، پس اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی: اے آدم! وہ (محمد ﷺ) تمہاری نسل میں سے آخری نبی ہیں اور ان کی اُمت بھی تمہاری نسل کی آخری اُمت ہوگی ،اور اگر وہ نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔(الطبرانی فی معجم الکبیر 992،معجم الاوسط 6502،الہیثمی فی مجمع الزوائد 253/8،السیوطی فی جامع الاحادیث 94/11)

22)عن میسرہ قلت :یا رسول اللّٰہ ،متی کنت نبیا ؟قال :لما خلق اللّٰہ الارض واستوی الی السماء فسواهن سبع سموات وخلق العرش کتب علیٰ ساقِ العرش:محمد رسول اللّٰہ خاتم الانبیا وخلق اللّٰہ الجنة التی اسکنها آدم وحوا ء،وکتب اسمی ای موصوفا بالنبوة او بما هو اخص منها وهو الرسالة علیٰ ما هو

المشھور علی الابواب والاوراق والقباب والخیام، وآدم بین الروح والجسد ای قبل ان تدخل الروح جسدہ، فلما احیاہ اللّٰہ نظر الی العرش فرای اسمی، فاخبرہ اللّٰہ تعالیٰ: انہ سید ولدک فلما غرھما الشیطان تابا واستشفعا باسمی الیہ ،ای فقد وصف بالنبوۃ قبل وجود آدم۔

حضرت میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ کب نبی بنے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کو تخلیق فرمایا پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمانوں کو خوبصورتی سے تخلیق فرمایا اور عرش کے پائے پر ''محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء'' لکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو تخلیق فرمایا جس میں حضرت آدم اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو ٹھہرایا۔ میرا نام جنت کے دروازوں، پتوں اور گنبدوں پر لکھا۔ وصفِ نبوت کے ساتھ متصف لکھا یا اس سے زیادہ خاص یعنی رسالت کے ساتھ لکھا۔ مصنف نے لکھا: جس طرح کے مشہور ہے اور حضرت آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی روح کے جسم میں داخل ہونے سے پہلے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کو حیات بخشی تو انہوں نے عرش کی طرف دیکھا تو میرا نام لکھا پایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو خبر دی: یہ تیری اولاد کے سردار ہیں۔ پھر جب حضرت آدم وحوا علیہا السلام کو شیطان نے بہکایا تو انہوں نے توبہ کی اور میرے نام سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شفاعت طلب کی۔ پس حضرت آدم علیہ السلام کے وجود میں آنے سے قبل حضور نبی اکرم ﷺ کو نبوت کے ساتھ متصف کیا گیا۔ (الحلبی فی السیرۃ الحلیۃ 55/1)

23) عن جابر رضی اللّٰہ عنہ قال: بین کتفی آدم مکتوب: محمد رسول اللّٰہ ﷺ خاتم النبیین۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: حضرت آدم علیہ السلام کے شانوں کے درمیان لکھا ہوا تھا: محمد رسول اللہ خاتم النبیین۔ (الحلبی فی السیرۃ الحلیۃ 360/1، السیوطی فی خصائص الکبریٰ 14/1، الطبرانی فی معجم الاوسط 7455)

24) عن تمیم دارمی فی حدیث طویل فی سوال القبر فیقول (ای المیت): الاسلام دینی ومحمد نبیی وھو خاتم النبیین یقولون لہ: صدقت۔

تمیم دارمی، قبر میں سوالے کے حوالے سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں: پس میت کہے گی: اسلام میرا دین ہے اور محمد ﷺ ہمارے نبی ہیں اور آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ فرشتے اسے کہتے ہیں: تو نے درست کہا۔

(السیوطی فی الدر المنثور 34/8)

25)عن ابی ھریرۃ قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ :فانی آخر الانبیاء وان مسجدی آخر المساجد۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نبیوں میں سب سے آخری نبی ہوں اور میری مسجد (انبیاء کی مساجد میں) سب سے آخری مسجد ہے۔(صحیح مسلم 1394،سنن النسائی 694، سنن الکبری 773، صحیح ابن حبان 1621)

26)عن ابی اُمامۃ الباھلی رضی اللّٰہ عنہ قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ:انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں تمام انبیاء میں سے آخر میں ہوں اور تم بھی آخری اُمت ہو۔(سنن ابن ماجہ 4077، الحاکم فی المستدرک 8620، معجم الکبیر 7644، مسند الشامیین 861، مسن الرویانی 1239، السنہ ابن ابی عاصم 391)

27)فمن حدیث طویل فی الاسراء عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ: حتی اتی بیت المقدس فنزل فربط فرسہ الی صخرۃ فصلیٰ مع الملائکۃ فلما قضیت الصلاۃ قالوا:یا جبریل،من ھذا معک؟قال:ھذا محمد رسول اللّٰہ ﷺ خاتم النببین (الیٰ ان قال):فقال لہ ربہ تبارک وتعالیٰ: قد اتخذتک حبیبا ومکتوب فی التوراۃ محمد حبیب الرحمن وارسلناک للناس کافۃ وجعلت امتک ھم الاولون وھم الآخرون وجعلت اُمتک لاتجوز لھم خطبۃ حتی یشھدوا انک عبدی ورسولی وجعلتک اول النبیین خلقا و آخرھم بعثا واعطیتک سبعا من المثانی ولم اعطھا نبیا قبلک واعطیتک خواتیم سورۃ البقرۃ من کنز تحت العرش لم اعطھا قبلک وجعلتک فاتحا وخاتما۔

اسراء کے باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں سے ہے۔۔۔یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ بیت المقدس تشریف لائے۔آپ ﷺ نیچے اُترے اور اپنے گھوڑے کو ایک چٹان کے ساتھ باندھ دیا، پھر ملائکہ کے ساتھ نماز ادا فرمائی، جب نماز ادا کر لی گئی تو ملائکہ نے سوال کیا، اے جبریل! آپ کے

ساتھ یہ کون ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام نے جواب دیا: یہ اللہ کے رسول، نبیوں کے خاتم حضرت محمد ﷺ ہیں ۔(اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:) اللہ تعالیٰ کی جانب سے انہیں ارشاد ہوا ہے کہ میں تمہیں اپنا محبوب بناؤں۔ اور توریت میں بھی لکھا ہوا ہے کہ محمد ﷺ اللہ کے محبوب ہیں۔ ہم نے تمہیں تمام مخلوق کی طرف نبی بنا کر بھیجا ہے اور آپ کی اُمت کو اولین و آخرین بنایا، اور میں نے آپ کی اُمت کو اس طرح رکھا کہ ان کے لئے کوئی خطبہ جائز نہیں جب تک کہ وہ خالص دل سے گواہی نہ دیں کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں اور میں نے آپ کو باعتبار اصلِ خلیقت کے سب سے اول اور باعتبار بعثت کے سب سے آخر بنایا ہے۔ آپ کو سبع مثانی (سورہ فاتحہ) دی ہے جو آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی اور آپ کو سورہ بقرہ کی آخری آیتیں دی ہیں اس خزانہ سے جو عرش سے نیچے ہے اور آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیں، اور آپ کو فاتح اور خاتم بنایا ہے۔(الہیثمی فی مجمع الزوائد 1/68-72)

28)عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ، عن النبی ﷺ قال: کانت بنو اسرائیل تسوسھم الانبیاء، کلما ھلک نبی خلفہ نبی، وانہ لا نبی بعدی، وسیکون خلفاء فیکثرون۔۔۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بنی اسرائیل پر حکمران انبیاء کرام ہوا کرتے تھے ایک نبی کا وصال ہوتا تو اس کے بعد دوسرا نبی تشریف لے آتا لیکن (یاد رکھو) میرے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں ہے (چونکہ میں آخری نبی ہوں لہذا میرے بعد) اب (میرے) خلفاء ہوں گے جو بکثرت ہوں گے۔۔۔(صحیح بخاری 3268، صحیح مسلم 1842، مسند احمد بن حنبل 7947، سنن ابن ماجہ 2871، صحیح ابن حبان 4555، مصنف ابن ابی شیبہ 377260، مسند ابی یعلیٰ 6211)

29)عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ فی حدیث طویل ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: فیاتون محمدا فیقولون: یا محمد، انت رسول اللّٰہ وخاتم الانبیاء وقد غفر اللّٰہ لک ما تقدم من ذنبک وما تاخر اشفع لنا الی ربک۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: چنانچہ لوگ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوں گے، اے محمد! آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کرام علیہم السلام میں سب سے آخری ہیں! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیئے ہیں۔ لہذا اپنے رب کے حضور! ہماری شفاعت فرمایئے۔(صحیح بخاری 4435 صحیح مسلم 194، سنن الترمذی 2434، سنن

الکبری11286،مسند ابوعوانۃ437،مسند ابن راھویہ184)

30)عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال:قال رسول اللّٰہ ﷺ:نحن الآخرون السابقون یوم القیامۃ اوتوا الکتاب من قبلنا و اوتیناہ من بعدھم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہم آخری ہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے ہوں گے۔ بات صرف اتنی ہے کہ انہیں ہم سے پہلے کتاب دی گئی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی۔(صحیح بخاری236،صحیح مسلم855،سنن النسائی1367،بیہقی سنن الکبریٰ267)

31)بہز بن حکیم بواسطہ والد اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمانِ الٰہی ''تم بہترین اُمت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے ظاہر گئی ہے)۔کے بارے میں فرمایا:تم ستر امتوں کو مکمل کرنے والے ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان سب سے بہتر اور معزز ہو۔(مسند احمد بن حنبل11604،سنن الترمذی3001،سنن ابن ماجہ4288،حاکم فی المستدرک6987،البیہقی فی السنن الکبری5/ 9،الطبرانی فی معجم الکبیر419/19،مسند عبد بن حمید411،مسند الرویانی924،ابن المبارک فی الزھد382)

32)عن زید بن حارثہ فی قصۃ طویلۃ لہ حین جاءت عشیرتہ یطلبونہ من عند رسول اللّٰہ ﷺ بعد ما اسلم،فقالوا لہ:امض معنا یا زید،فقال:ما ارید برسول اللّٰہ ﷺ بدلا ولا غیرہ احدا،فقالوا :یا محمد،انا معطوک بھذا الغلام دیات فسم ما شئت،فانا حاملوہ الیک فقال:اسئالکم ان تشھدوا ان لا الہ الا اللّٰہ وانی خاتم انبیائہ و رسلہ و أرسلہ معکم۔

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل واقعہ میں ہے: اُن کے قبول اسلام کے بعد اُن کا خاندان انہیں واپس لے جانے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔انہوں نے حضرت زید سے کہا: اے زید! ہمارے ساتھ چلو تو آپ نے جواب دیا: میں نہ تو رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں کچھ لینا چاہتا ہوں اور نہ ہی آپ ﷺ کے سوا کسی کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ چنانچہ ان کے خاندان والوں نے کہا: اے محمد ﷺ! ہم اس لڑکے کے بدلے آپ کو ہر طرح کا معاوضہ دیں گے آپ جس چیز کا نام لیں گے ہم آپ کی خدمت میں حاضر کر دیں گے۔اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تم سے صرف اس بات کا مطالبہ کرتا ہوں کہ تم اس بات کی گواہی دو: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل کا خاتم ہوں۔اس گواہی پر میں اس لڑکے کو تمہارے ساتھ روانہ کر

دوں گا۔(الحاکم فی المستدرک4946)

33)عن ابراہیم بن محمد بن طلحة قال: قال لی طلحة بن عبد اللّٰہ حضرت سوق بصری فاذا راهب فی صومعته يقول :سلوا اهل هذا الموسم افيهم احد من اهل الحرم؟قال طلحة :قلت :نعم ،انا فقال :هل ظهر احمد بعد ؟قال :قلت :ومن احمد ؟قال ابن عبداللّٰہ بن عبد المطلب هذا شهره الذی يخرج فيه وهو آخر الانبياء مخرجه من الحرم و مهاجره الی نخل و حرة و سباح فاياک ان تسبق اليه۔

ابراہیم بن محمد بن طلحہ کہتے ہیں کہ مجھے طلحہ بن عبداللہ نے کہا: میں بصریٰ کے بازار میں تھا تو وہاں ایک راہب اپنے گرجے میں کہہ رہا تھا: اس اجتماع والوں سے پوچھو کیا ان لوگوں میں کوئی اہلِ حرم میں سے ہے؟ طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: ہاں میں ہوں تو اس نے کہا: کیا احمد ظاہر ہو گئے ہیں؟ طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: یہ احمد کون ہیں؟ اس راہب نے کہا: یہ احمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہیں۔ یہ ان کا مہینہ ہے جس میں دنیا میں تشریف لائیں گے اور وہ آخری نبی ہیں۔ آپ کی جائے ولادت حرم ہے اور آپ کی ہجرت گاہ کھجوروں والی سرزمین ہے اور حرہ اور سباح والی زمین ہے۔ ان کے ساتھ مقابلہ سے گریز کرنا۔(المستدرک فی الحاکم 5586، ذکرہ المزی فی تہذیب الکمال 414/13، ابن سعد فی الطبقات الکبریٰ 215/3، الاصبہانی فی الدلائل النبوۃ 50/1)

34)عن خليفة بن عبدة بن جرول قال :سالت محمد بن عدی بن ربيعه بن سوائة بن جشم كيف سماک ابوک محمد فی الجاهلية؟قال :اما انی قس سالت ابی عما سالتنی عنه،فقال:خرجت رابع اربعة من بنی تميم انا احدهم و سُفيان بن مجاشع بن دارم و اسماة بن مالک بن جندب بن العنبر و يزيد بن ربيعة بن كنابيه بن حرقوص بن مازن يزيد بن جفنة بن مالک بن غسان بالشام،فلما قدمنا الشام نزلنا علیٰ غدير عليه شجرات لدير انی يعنی صاحب صومعة،فقلنا :لو اغتسلنا من هذا المآء وادهنا و لبسنا ثيابنا ،ثم اتينا صاحبنا فاشرف علينا الديرانی فقال:ان هذهِ لغة،ما هی بلغة اهلِ البلد؟فقلنا :نعم،نحن قوم من مضر، قال:من ای مضر؟قلنا:من خندف،قال:اما انه سيبعث منكم و شيكا نبی،فسارعوا و خذو بحظكم منه، ترشدوا،فانه خاتم النبيين ،فقلنا :ما اسمه؟فقال:محمد۔فلما انصرفنا من عند ابن

جفنة ولد لكل واحد منا غلام، فسماه محمدا، قال العلاء: قال قيس ابن عاصم للنبي ﷺ: تدري من اول من علم بك من العرب قبل ان تبعث؟ قال: لا، قال: بنو تميم و قص عليه هذه القصة۔

خلیفہ بن عبدہ بن جرول کہتے ہیں میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ بن سواءۃ بن جشم سے پوچھا: تمہارے باپ نے جاہلیت میں تمہارا نام محمد کیسے رکھا انہوں نے کہا: میں نے اپنے باپ سے یہی سوال پوچھا جو تم نے مجھ سے پوچھا ہے تو انہوں نے کہا: ہم بنو تمیم سے چار افراد نکلے، میں ان میں چوتھا تھا۔ دیگر افراد میں سفیان بن مجاشع بن دارم اور اُسامہ بن مالک بن جندب بن العنبر اور یزید بن ربیعہ بن کنانیہ بن حرقوص بن مازن، ہم زید بن جفنہ بن مالک بن غسان کے ساتھ شام کی طرف سفر کے لئے گئے۔ پس جب ہم شام پہنچ گئے تو ہم ایک تالاب کے پاس اُترے جس پر ایک راہب کے درخت تھے۔ ہم نے کہا: پہلے ہم اس پانی سے غسل کرتے ہیں، تیل لگاتے ہیں اور کپڑے پہنتے ہیں، پھر اپنے صاحب کے پاس آئیں گے۔ ہمیں راہب نے دیکھا تو کہا: تمہاری زبان اس ملک والوں کی نہیں۔ ہم نے کہا: ہاں ہم مضر قبیلے سے ہیں اس نے کہا کہ کس مضر سے ہم نے کہا: خندف سے۔ اس نے کہا: تو سنو! عنقریب تمہاری قوم میں سے ایک نبی مبعوث ہوں گے۔ پس جلدی کرو اور (اس خوش بختی میں سے) اپنا حصہ لے لو۔ تم ان سے ہدایت پاؤ گے وہ خاتم النبیین ہیں۔ ہم نے کہا: ان کا نام کیا ہوگا؟ اس نے کہا: محمد ﷺ۔ پس جب ہم ابن جفنہ سے لوٹے تو ہم میں سے ہر ایک کے گھر بیٹا پیدا ہوا، سو ہر ایک نے اس کا نام محمد ﷺ رکھا۔ علاء کہتے ہیں: قیس بن عاصم نے حضور نبی اکرم ﷺ سے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی بعثت سے پہلے عربوں میں سب سے پہلے آپ کو کون جانتا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ اس نے کہا: بنو تمیم اور پھر آپ ﷺ کو یہ قصہ سنایا۔ (الطبرانی فی المعجم الکبیر 273، الہیثمی فی مجمع الزوائد 13888، ابن کثیر فی البدایۃ والنھایہ 331، العسقلانی فی الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ 338، السیوطی فی خصائص الکبری 40/1، الحلبی فی السیرۃ الحلبیۃ 133/1)

35) عن سلامه بن كندى: قال كان على يعلم الناس الصلاة على نبى الله ﷺ يقول: اللهم داحى المدحوات، وبارى المسموكات، و جبار القلوب على فطراتها شقيها وسعيدها، اجعل شرائف صلواتك و نوامى بركاتك، ورافع تحيتك على محمد عبدك ورسولك الخاتم لما سبق، والفاتح لما اغلق۔

حضرت سلامہ بن کندی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو حضور نبی اکرم ﷺ پر درود

بھیجنے کا طریقہ یوں سکھاتے تھے، آپ فرماتے: اے اللہ! اے زمینوں کو پھیلانے والے! اے ساتوں آسمانوں کو پیدا فرمانے والے! اور اے خوش بخت اور بد بخت فطرت کے حامل دلوں کے جوڑنے والے! تو اپنی عظیم رحمتوں اور بڑھنے والی برکات اور اپنے بلند پایہ تحیات کو اپنے (کامل) بندے اور رسول پر بصورتِ درود بھیج جو سابقہ شریعتوں کے خاتم اور (حکمت واسرار کے) بند خزانوں کے کھولنے والے۔(الطبرانی فی معجم الاوسط 9089، مصنف ابن ابی شیبہ 2952، الشفاء شریف 2392، الہیثمی فی مجمع الزوائد 163/10)

36) عن سهل بن سعد الساعدی قال: استاذن العباس بن عبد المطلب النبی فی الهجرة فقال له: یا عم، اقم مکانک الذی انت به، فان الله یختم بک الهجرة کما ختم بی النبوة۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں حضرت عباس بن عبد المطلب نے حضور نبی اکرم ﷺ سے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے چچا! آپ جہاں ہیں وہیں رہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ آپ پر ہجرت کو ختم فرمائے گا جیسے کہ مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔(مسند ابو یعلیٰ 26246، الطبرانی فی معجم الکبیر 5828 مسند الرویانی 1061، الہیثمی فی مجمع الزوائد 269/9 الذھبی فی سیر اعلام النبلاء 99/2)

37) عن النعمان بن بشیر رضی الله عنه فی روایة طویلة، فاتانی آت و انا اسبح بعد المغرب، ان زید قد تکلم بعد وفاته، فجئت مسرعا فاتیته وقد حضره رهط من الانصار و هو یقول: او یقال: علیٰ لسانه الاوسط (ومن کلامه) احمد رسول الله ﷺ خاتم النبیین السلام علیک یا رسول الله و برکاته

حضرت نعمان بن بشیر سے طویل روایت میں ہے کہ پس میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا کہ بے شک زید نے بعد از وفات کلام کیا ہے میں تیزی سے ان کے پاس آیا تو ان کے پاس انصار کی ایک جماعت موجود تھی اور وہ کہہ رہے تھے یا ان کی زبان پر جاری تھا: (ان کے کلام میں سے یہ ہے) احمد (یعنی حضرت محمد مصطفی ﷺ) اللہ کے رسول سب سے آخری نبی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر سلامتی ہو اور اللہ کی برکتیں نازل ہوں۔(مسند احمد بن حنبل 1812، الہندی فی کنز العمال 7340)

38) عن وهب بن منبه قال: ذکر الحسن بن ابی الحسن عن سبعة رهط شهدوا بدرا قال وهب: وقد حدثنی عبدالله بن عباس رضی الله عنه کلهم رفعوا الحدیث الیٰ

رسول اللّٰہ ﷺ (ومن ھذا الحدیث)فیقول نوح لمحمد و امتہ:ھل تعلمون انی بلغت قومی الرسالۃ واجتھدت لھم بالنصیحۃ وجھدت ان استنقذھم من النار سرا و جھارا ،فلم یزد ھم دعائی الا فرارا فیقول رسول اللّٰہ ﷺ و امتہ :فانا نشھد بما نشدتنا بہ انک فی جمیع ما قلت من الصادقین۔فیقول:قوم نوح وانی علمت ھذا یا احمد،انت و امتک ونحن اول الامم وانت وامتک اخر الامم۔

حضرت وہب بن منبہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں حضرت حسن بن ابی الحسن نے ساتھ بدری صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین سے روایت کیا اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے بیان کیا اور اس حدیث کو تمام لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔(اس حدیث میں یہ ہے) کہ حضرت نوح علیہ السلام حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی اُمت سے کہیں گے: کیا آپ جانتے ہیں کہ میں نے اپنی قوم کو(الُوہی) پیغام پہنچا دیا تھا اوران کی خیرخواہی کے لئے ان تھک محنت کی اورانہیں دوزخ کی آگ سے بچانے کے لئے پوشیدہ اوراعلانیہ جدوجہد کی،مگر انہوں نے میری پکار کے جواب میں راہِ فرار اختیار کی۔رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اُمت جواب دیں گے: جو کچھ آپ نے فرمایا ہے سچ ہے۔حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کہے گی: یا احمد ﷺ! آپ نے اور آپ کی اُمت نے (ہمارے بارے میں) کہاں سے جانا حالانکہ ہم پہلی اُمت ہیں جبکہ آپ آخری رسول اورآپ کی اُمت آخری اُمت ہے۔(اخرجہ الحاکم فی المستدرک 4012،الھندی فی کنزالعمال 4680)

39)عن محمد بن کعب القریظی قال :اوحی اللّٰہ الی یعقوب انی ابعث من ذریتک ملوکا و انبیاء حتی ابعث النبی الحرمی الذی تبنی امتہُ ھیکل بیت المقدس وھو خاتم الانبیاء واسمہ احمد۔م

محمد بن کعب القُرظی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی طرف وحی نازل فرمائی کہ میں تمہاری اولاد میں سے بادشاہ اور انبیاء کرام مبعوث فرماؤں گا یہاں تک کہ پھر آخری حرمت والے نبی کو مبعوث فرماؤں گا جن کی اُمت بیت المقدس کا ہیکل تعمیر کرے گی اور وہ خاتم الانبیاء ہیں اوران کا نام احمد ہے۔(ابن سعد فی الطبقات الکبریٰ 163/1)

40)عن عمرو بن مرۃ الجہنی قال:خرجت حاجا فی جماعۃ من قومی فی الجاھلیۃ، فرایت فی المنام وانا بمکۃ نورا ساطعا من الکعبۃ ،حتیٰ وصل الیٰ جبال یثرب

باسعر جهينة فسمعت صوتا فى النور، وهو يقول :انقشعت الظلماء وسطع الضياء وبعث خاتم الانبياء ثم اضاء اضائة اخرى ،حتى نظرت الى قصور الحيرة و ابيض المدائن فسمعت صوتا فى النور وهو يقول

ظهر الاسلام وكسرت الاصنام

ووصلت الارحام

عمرو بن مرہ جہنی کہتے ہیں کہ میں زمانہ جاہلیت میں اپنی قوم کی ایک جماعت کے ساتھ حج کرنے کے لئے نکلا، میں نے مکہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت روشن نور کعبہ سے نکلا اور یثرب کے پہاڑوں تک پہنچ گیا میں نے اس نور میں سے ایک آواز سنی اور کہنے والا کہہ رہا تھا: تاریکیاں چھٹ گئیں، روشنی نمودار ہوگئی اور خاتم الانبیاء مبعوث کر دیئے گئے ۔ پھر روشنی کو اور زیادہ چمک دار کر دیا ۔ میں نے نور میں سے ایک آواز سنی اور کہنے والا کہہ رہا تھا: اسلام ظاہر ہوگیا، بت ٹوٹ گئے اور صلہ رحمی کردی گئی ۔ (الہیثمی فی مجمع الزوائد 244، الہندی فی کنز العمال 37293 سیرۃ ابن ہشام 314، البدایۃ والنہایۃ 319/2)

از قلم غلام صحابی رسول ﷺ

مولانا محمد فرحان قادری رضوی برکاتی،

فلیٹ نمبر c3، نثار پلازہ، گرونگر تالاب نمبر 3 حیدرآباد سندھ پاکستان

03104661317

تفسیرمنۃ رب العالمین فی معنی خاتم النبیین ﷺ

مقدمہ تفسیر ختم نبوت

از قلم: مفتی ضیاء احمد قادری رضوی

مدیر جامعہ امیر حمزہ ملتان روڈ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین

نَحۡمَدُہٗ وَ نَسۡتَعِیۡنُہٗ وَ نَشۡھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّداً خَاتَمَ النَّبِیِّیۡنَ وَ اَنَّ مَنۡ اَدَّعَی النَّبُوَّۃَ بَعۡدَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَوَاء کَانَ تَشۡرِیۡعِیاً اَوۡ غَیۡرَ تَشۡرِیۡعِیٍ کَمُسَیۡلِمَۃَ الۡکَذَّابِ وَ غُلَامِ اَحۡمَدَ قَادیَانِی کَذَّابٌ دَجَّالٌ مُرۡتَدٌّ زِنۡدِیۡقٌ خَارِجٌ عَنِ الۡاِسۡلَامِ۔ اللھم اشدد و طائتک علی المرزائیین و من یتو لھم من المنافقین و الکافرین و الزندیقین و الخارجین عن الاسلام۔

مقدمہ میں موجود موضوعات پر مختصر تعارفی کلمات ملاحظہ فرمائیں:

(۱)......مرزائی اور لبرل وسیکولر طبقہ علماء حقہ کا دشمن کیوں؟

اس مضمون میں ہم نے مرزائیوں اور لبرل وسیکولر طبقہ کی علماء حقہ کے خلاف بدگمانیاں پھیلانے کا جائزہ لیا ہے اور اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ آخر سبب کیا ہے کہ یہ لوگ دین کے ساتھ اہل دین کے بھی دشمن ہیں۔

(۲)......فتنوں کی پہچان ازحد ضروری ہے۔

ہماری عوام کو فتنوں کی آگاہی تک نہیں ہوتی جیسا کہ حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بھی فتنہ آتا ہے تو سوائے عالم دین کے کسی کو پتہ نہیں چلتا جیسے ہی وہ اپنا کام کر کے چلا جاتا ہے تب جا کر لوگوں کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ اس لئے ہم نے اس میں کچھ فتنوں کا تعارف کروایا ہے اور ان سے بچنے کی تدابیر بیان کی ہیں۔

(۳)...... پاکستان وہندوستان میں فتنہ قادیانیت کی پھیلی جڑیں اور اس کی طرف ہماری عدم توجہ کی المناک مجرمانہ خاموشی۔

آج ہم جن مسائل کو لیکر الجھ رہے ہیں اور باہم دست وگریبان ہیں ان کی شرع مبارک میں کیا اہمیت ہے اور جن مسائل سے ہم پہلوتہی کیے بیٹھے ہیں یا پھر آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں ان کی شرع مبارک میں کیا اہمیت وحساسیت ہے

اس پر سیر حاصل کلام کیا گیا ہے۔

(۴)......مرزا قدیانی کذاب دجال انگریز کا خود کاشتہ پودا۔

اس مسئلہ پر بہت ہی اہم حوالہ جات کے ساتھ کلام کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی کذاب دجال ایسے ہی نہیں کھڑا ہوا بلکہ اس کے پیچھے یہود ونصاری کی ایک پوری مشنری کام کر رہی تھی اور مکمل تیاری کے ساتھ یہود ونصاری نے اسے میدان میں اتارا ہے اور اس ذلیل کا فتنہ دن بدن بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے کیونکہ آج بھی ان کے ساتھ یہود ونصاری کی مدد شامل حال ہے۔

(۵)......دو بہت بڑے فتنے اور ان کا مختصر تعارف

اس میں ایک تو فتنہ قادیانیت کا مختصر تعارف ہے جبکہ اور ایک فتنہ جس سے ہم بہت زیادہ ہی خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں وہ ہے فتنہ انکار حدیث ، یہ وہ فتنہ ہے جو بہت ہی زیادہ زور پکڑ چکا ہے ، آپ کو یہ پڑھ کر حیرانگی ہوگی کہ ابھی اکتوبر ۲۰۲۲ء) میں مدینہ منورہ حاضری کے وقت ایک بہت بڑے مجاہد اسلام کے بھائی سے ملاقات ہوئی تو اس نے کہا کہ بخاری شریف وصحیح مسلم شریف سب سے بڑے جھوٹ ہیں ، اور یہ بھی کہا کہ تم کہتے ہو کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی داڑھی تھی کس نے دیکھی ہے؟ یہ کس نے دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کی چار شہزادیاں تھیں ، اور یہ کس نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے متعدد نکاح کئے تھے، کہنے لگا کہ یہ سب بخاری ومسلم کا گھڑا ہوا کذب ہے۔نعوذ باللہ من ذلک ، آپ سوچ سکتے ہیں کہ یہ ایک فتنہ جو پنجاب کی سرزمین سے اٹھا اور کہاں کہاں جا پہنچا ہے اور کس کس کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت کریمہ سے دور کر دیا ہے اور کس طرح یہ اپنی پوری سامانیوں کے ساتھ اپنا کام کر رہا ہے اور ہم ہیں کہ خواب غفلت میں مبتلاء ہیں اور ان مسائل جن کا ہماری عملی زندگی کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں۔ پہلے آپ یہ تو دیکھ لو کہ آپ سے سوال آپ کے دور میں جو لوگ دین سے بیزار ہو رہے ہیں ان کے متعلق ہوگا یا آپ سے کئی سو سال پہلے فوت ہو چکا اس کے متعلق سوال ہوگا؟ اگر آپ سے سوال آپ کے دور کے متعلق ہوگا تو پھر اپنی تیاری کریں، ان معاملات کو چھوڑیں، آخر آپ ایسے معاملات میں الجھ کر کرنے والے کام کیوں ترک کئے بیٹھے ہیں؟

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی دعوت ان کے دور کے بے دینوں کے خلاف تھی ، حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی مزاحمتی تحریک اپنے وقت کے نمرود کے خلاف تھی نہ کہ ان کے دور سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کے خلاف ، حضرت سیدنا موسی علیہ السلام کی مزاحمتی تحریک ان کے دور کے فرعون کے خلاف تھی نہ کہ نمرود کے خلاف آپ

علیہ السلام نے علم جہاد بلند کیا، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے مزاحمتی تحریک اپنے دور کے ابوجہل کے خلاف کی نہ کہ نمرود وفرعون کے خلاف، اگر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ بھی فرعون کے خلاف اپنا دعوتی کام شروع کرتے تو نہ مکہ مکرمہ سے ہجرت ہوتی، نہ احد وبدر ہوتے، نہ حنین وخندق ہوتے اور آپ ﷺ نے مزاحمتی تحریک ایسی مضبوط شروع فرمائی کہ پھر باطل کو جہاں بھی دیکھا اس کو اس کے گھر جا کر للکارا ہے، اگر اپنے دور کے باطل کے سرغنہ کو چھوڑ نا ہی دعوت تھی تو پھر آپ ﷺ نو سو میل سفر کر کے تبوک کبھی بھی نہ جاتے، پھر آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی بھی قیصر وکسری کے محلات کو جا کر نہ کھٹکاتے۔

یہاں پر ہم ایک نفسیاتی مسئلہ کے ذریعے اپنے مافی الضمیر کو بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں ہوسکتا ہے کہ کچھ سمجھا پائیں کہ وہ اس طرح کہ آپ لوگ ذرا غور کریں کہ اس وقت کا فر ہمیں ختم کرنے پہ تلا ہے یا انہیں جو اس دنیا سے ہمارے امراء اسلام رخصت ہو چکے، اور وہ اپنے کام کرنے کے بعد دنیا سے چلے گئے ان کے خلاف مزاحمتی تحریک بپا کئے ہوئے؟ ظاہری بات ہے ہر عقل مند بندہ یہی کہے گا کہ دنیائے کفر نے تو ہمارے ہی خلاف مزاحمت شروع کر رکھی ہے اور ہماری نسل کشی کر رہا ہے تو ہم کیوں یہ بات نہیں سمجھ پا رہے۔ ایک اور مثال آپ کے سامنے رکھ دوں تا کہ مزید کچھ آسانی ہو جائے۔ کچھ عرصہ پہلے ہم نے ہندوستان کا ایک پروگرام دیکھا جس میں ایک مسلمان ہے وہ کہہ رہا ہے کہ ہندو حکومت ہم پر ظلم ڈھا رہی ہے تو آگے سے ہندو نے جواب دیا کہ آپ کے اورنگ زیب (رحمہ اللہ تعالی) نے ہمارے ساتھ کیا کیا تھا، یہ اسی کا جواب سمجھو۔ اب آپ خود غور کریں کہ دنیائے کفر ہمارے ساتھ نبرد آزما ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں کہ گڑے مردے اکھیڑ رہے ہیں۔

(۶)......ریاض گوہر شاہی مرزا قادیانی کذاب دجال کا دم چھلا ہے۔

گوہر شاہی کا فتنہ اتنا زور پکڑ رہا ہے کہ جس کا بیان ہی مشکل ہے کیونکہ یہ ذلیل ارزل الناس بھی مرزا قادیانی کذاب دجال کے پیروکاروں میں سے تھا، نعوذ باللہ من ذلک اس نے مہدی ہونے کا دعوی کیا تھا اور ظلم یہ ہے کہ یہ معمولات اہل سنت کا عامل، حتی کہ گیارہویں شریف، میلاد شریف کے جلسے یہاں تک کہ جلوس تک نکالتے ہیں، یارسول اللہ ﷺ کے نعرے، تمام معمولات ان کے ہاں پائے جاتے ہیں اور یہاں تک کہ یہ خود کو امام اہل سنت امام احمد رضا حنفی الماتریدی رحمہ اللہ تعالی کا پیروکار بھی کہتا ہے۔ اور ہماری سادہ لوح عوام کو لمحوں میں قابو کر لیتے ہیں کیونکہ ہمارے نام نہاد اسٹیج کے علماء نے معمولات کو ہی بیان کیا ہے تو ہمارے ہاں پورا دین ہیں ہی معمولات اور بس۔ ہم

نے اس کے فتنہ اور اس کے عقائد کو بیان کیا ہے اور یہی سبب ہے کہ ہم نے اس کی اہمیت کے پیش نظر اسے مقدمہ میں ہی رکھ دیا تا کہ لوگ فوری طور پر اسے ضرور پڑھ لیں۔

(۷)......عقیدہ ختم نبوت پر ادلہ کا بیان

اس مضمون میں ہم نے مرزا قادیانی کذاب دجال کے کچھ دعاوی کو کھول کر بیان کیا ہے اور اس میں ایک عالم صاحب کے مضمون کا کچھ حصہ ہے بقیہ سارا فقیر پر تقصیر نے ترتیب دیا ہے۔بحمد اللہ تعالی علی ذلک۔

(۸)......مرزا قادیانی کذاب دجال کی مستدل احادیث کا جواب۔

اس مضمون میں ہم نے مرزا قادیانی کذاب دجال کی مستدل احادیث پر محدثین کی جرح نقل کی ہے اور ان روایات پر محدثین کے بیان کردہ احکامات بھی بیان کئے ہیں۔

(۹)......ایک اہم مسئلہ

اس میں ہم نے مرزا قادیانی کذاب دجال کے لئے الفاظ تعظیم جیسے "صاحب" اور "جناب" کے بیان کرنے کے متعلق شرعی حکم بیان کیا ہے اور یہ سارے مضامین پڑھنے کے لائق ہیں، اللہ تعالی اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ ہم سے راضی ہو جائیں۔

مرزائی اور لبرل وسیکولر طبقہ علماء حقہ کا دشمن کیوں؟

چور کو چوکیدار سے نفرت ہوتی ہے کیونکہ چوکیدار کی وجہ سے چور اپنے مقاصد حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے اسی طرح دین کے چور چاہے وہ قادیانیوں کی صورت میں ہوں یا بہائیوں کی صورت میں، یا گوہر شاہیوں کی صورت میں یا پھر لبرل وسیکولر کی صورت میں ان سب کو دین کے چوکیداروں یعنی علماء حقہ کے ساتھ دشمنی ہوگی کیونکہ یہی علماء حقہ کی جماعت ہے جو ان کی چوریوں یعنی دین میں کی جانے والی تحریفات کو طشت از بام کرتے ہیں، اس لئے آپ جب بھی ان کو دیکھیں گے تو یہ لوگ علماء کے خلاف نالاں ہوں گے اور بہت سے تو زبان طعن تک دراز کرتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں اور غلیظ گالیاں تک دیتے ہیں، یہی کچھ حال مرزا قادیانی کذاب دجال کا تھا کہ وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ اس کی جھوٹی دعوت کو پوری دنیا میں پھیلا دیا جائے تو اللہ تعالی نے اپنے حبیب کریم ﷺ کے سچے غلاموں علماء کو کھڑا کیا جنہوں نے پوری دنیا میں اس ذلیل کذاب دجال کے فتنہ کو ننگا کر دیا، یہی سبب ہے کہ یہ لوگ علماء کے مخالف ہیں، اور اسی طرح لبرل وسیکولر کو دیکھ لیں کہ یہ کس طرح علماء کے مخالف ہیں، جگہ

جگہ علماء کو طرح طرح سے بدنام کیا جاتا ہے پھر بھی اللہ تعالی کے فضل و کرم سے علماء کی جماعت ان کے فتنوں کو کھولنے سے باز نہیں آتی ہے کیونکہ انہیں سے عہد لیا گیا ہے کہ تم نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے دین کو بیان کرنا ہے تو انہوں نے اپنی ذمہ داری پوری کرنی چاہے کچھ ہو جائے اور عالم بھی انبیاء کرام علیہم السلام کا سچا وارث وہی ہے جو فتنوں کے سامنے مزاحمتی معاملہ کرسکتا ہو نہ کہ فتنوں کے زمانے میں ان کے ساتھ سمجھوتہ کیے ہوئے ہو یا پھر جیسے موجودہ دور کے کچھ نام نہاد پیر و علماء خود فتنہ پھیلانے والی جمہوری جماعتوں کے سربراہ بنے ہوئے ہیں۔

اس مسئلہ کی اہمیت اور حساسیت پر کچھ کلام نقل کرتے ہیں، آپ بھی ملاحظہ فرمائیں:

دین اجنبی ہو جائے گا

حَدَّثَنِی كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَوْفِ بْنِ زَيْدِ بْنِ مِلْحَةَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الدِّينَ لَيَأْرِزُ إِلَى الحِجَازِ كَمَا تَأْرِزُ الحَيَّةُ إِلَى جُحْرِهَا، وَلَيَعْقِلَنَّ الدِّينُ مِنَ الحِجَازِ مَعْقِلَ الأُرْوِيَّةِ مِنْ رَأْسِ الجَبَلِ، إِنَّ الدِّينَ بَدَأَ غَرِيبًا وَيَرْجِعُ غَرِيبًا، فَطُوبَى لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِي مِنْ سُنَّتِي۔ هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: (ایک وقت آئے گا کہ) دین اسلام حجاز میں سمٹ کر رہ جائے گا جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور یقیناً دین حجاز میں آ کر ایسے ہی محفوظ ہو جائے گا جس طرح پہاڑی بکری پہاڑی کی چوٹی پر چڑھ کر محفوظ ہو جاتی ہے، دین اجنبی حالت میں آیا اور وہ پھر اجنبی حالت میں جائے گا، خوشخبری اور مبارک بادی ہے ایسے گمنام مصلحین کے لیے جو میرے بعد میری سنت میں لوگوں کی پیدا کردہ خرابیوں اور برائیوں کی اصلاح کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام ترمذی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۴: ۳۱۴)

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بارش کا بادل پہاڑ کی نچلی سطح پر ہوتا ہے تو بکری پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اپنے آپ کو بارش سے بچا لیتی ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بکری پہاڑ کی نشیبی سطح پر ہو اور برساتی پانی کا ریلا آ کر اسے بہا لے جائے اور مار ڈالے اس ڈر سے وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ کر اس طرح کی مصیبتوں اور ہلاکتوں سے اپنے کو محفوظ کر لیتی ہے۔

مصلح کی سرگرمیاں کیا ہوں گی؟

وَالْإِصْلَاحُ إِمَّا بِالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّهْيِ عَنْ الْمُنْكَرِ بِالنَّصَائِحِ الْحَسَنَةِ وَالْمَوَاعِظِ الْمُسْتَحْسَنَةِ أَوْ بِالْعَمَلِ عَلَى السُّنَّةِ مُخَالِفًا لِجُمْهُورِ الْمُخَالِفِينَ أَوْ بِتَصْنِيفِ كُتُبٍ أَوْ تَدْرِيسِ عِلْمٍ وَتَعْلِيمِ دِينٍ۔

ترجمہ: امام محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبوسعید الخادمی الحنفی المتوفی: ۱۱۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں اصلاح سے مراد یاتو امر بالمعروف اورنہی عن المنکر ہے کہ اچھی اچھی نصیحتیں کی جائیں، یا پھران سنتوں پرعمل کیاجائے جن کی لوگ مخالفت کررہے ہوں یادین کے دفاع میں کتب لکھی جائیں، یا پھرعلم پڑھایاجائے اوردین پاک کی تعلیم دی جائے۔

(بریقۃ محمودیۃ: محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبوسعید الخادمی الحنفی (۱:۲۷۶)

مصلحین کیسے سنت کریمہ کوزندہ کریں گے؟

من سنتی ای سیرتی وطریقتی اعتقاداًوعملاًوقالاًوحالاًواصلاحهم لمافسدمن السنة امابامرهم بالمروف ونهيهم عن المنكرعلى وجه العموم من غيرتخصيص احدباللسان ولابالقلب مع ستر عورات المسلمين وتغطية ماانكشف من قبائحهم كماهوالطريقة المسنونة فى الامروالنهى لاالمبتدعة التى اخترعهاجهلة العلماء من كشف فضائح المسلمين واستباحة اعراضهم على توهم المنكرفضلاًعن تحققه اوبالعمل بذلك والمواظبة عليه حتى يتعدى به اهل الدين والتقوى من الاخلاص والخشوع اوبتصنيف الكتب فى بيان ذلك اوباقراء الكتب المصنفة فيه اوبالاعانة عليه والترغيب فيه وعدم المبالاة بفسادالزمان والاخوان۔

ترجمہ: امام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی المتوفی: ۱۱۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضورتاجدارختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ مبارک ہوان لوگوں کوجومیری سنت کریمہ میں لوگوں کی طرف سے بگاڑآنے کے بعداس کوزندہ کریں گے۔

(۱)......سنت سے مرادحضورتاجدارختم نبوت ﷺ کی سنت کریمہ،طریقہ خواہ اس کاتعلق اعتقادوعمل سے ہویاقال وحال سے،سنت میں بگاڑکی اصلاح امربالمعروف ونہی المنکرسے ہوسکتی ہے جوزبان ودل سے ہو، اورعمومی طورپرہو،کسی خاص آدمی کی تعیین کے ساتھ نہ ہو،اوراس میں مسلمانوں کی پردہ پوشی بھی ہواوران کی ظاہرہونے والی

برائیوں پر پردہ ڈالا جائے جیسا کہ امر ونہی میں حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا طریقہ مبارکہ تھا، کہ بدعت کا طریقہ جو جاہل علماء نے ایجاد کیا ہے، جس سے اہل اسلام کی رسوائی اور ہتک ہوتی ہے۔ یہ لوگ صرف وہم وگمان پر فیصلہ کرتے ہیں کہ اس بری بات کا تحقق اور ثبوت ہو۔

(۲)...... یا پھر اصلاح کی یہ صورت ہوگی کہ وہ اس سنت کریمہ پر کاربند ہوں گے اور اس کی پابندی کریں گے یہاں تک کہ یہ معاملہ دیندار اور اہل تقوی تک جائے گا اور اہل اخلاص خشوع کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوں گے۔

(۳)...... یا پھر فوت شدہ سنت کی توضیح وتشریح کے لئے کتابیں لکھی جائیں گی۔

(۴)...... یا پھر اس موضوع پر لکھی ہوئی کتب پڑھائیں گے۔

(۵)...... یا پھر اس کی ایک صورت یہ ہوگی کہ لوگوں کو اس سنت کریمہ کی طرف تشویق دلائیں گے اور یہ لوگ زمانے اور دوستوں کی کچھ پروانہ کریں گے۔

(الحدیقۃ الندیۃ امام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی (۱:۲۶۹)

عالم ربانی کے لوگ دشمن کیوں ہوتے ہیں؟

وَمِنْ ثَمَّةَ قَالَ الثَّوْرِيُّ إِذَا رَأَيْتَ الْعَالِمَ كَثِيرَ الْأَصْدِقَاءِ فَمُخْتَلِطٌ لِأَنَّهُ لَوْ نَطَقَ بِالْحَقِّ لَأَبْغَضُوهُ۔

حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تو دیکھے کہ کسی عالم کے دوست بہت زیادہ تو تو یقین کرلے کہ اس نے اپنے دین کو گڈمڈ کیا ہوا تھا، اگر وہ دین حق کو بیان کرتا تو لوگ اس کے ساتھ نفرت کرتے۔

(الحدیقۃ الندیۃ امام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی (۱:۲۶۹)

یعنی اس عالم نے حق وباطل کو ملا رکھا ہے یعنی حق بیان نہیں کرتا۔

اسلام کی غربت کا حال

قَالَ الْأَوْزَاعِيُّ فِي مَعْنَى الْحَدِيثِ: أَمَا إِنَّهُ مَا يَذْهَبُ الإِسْلَامُ، وَلَكِنْ يَذْهَبُ أَهْلُ السُّنَّةِ، حَتَّى مَا يَبْقَى فِي الْبَلَدِ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلٌ وَاحِدٌ.

ترجمہ: حضرت سیدنا امام الاوزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ اسلام نہیں جائے گا لیکن اہل سنت مذہب چلا جائے گا یہاں تک پورے شہر میں صرف ایک بندہ رہ جائے گا۔

(کشف الکربۃ: زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی الحنبلی: ۳۱۹)

سنت کی خدمت کرنے والے عالم سے زیادہ کوئی غریب نہیں ہے

وقال یونس بن عبید: لیس شیء أغرب من السنة وأغرب منها من یعرفها۔

ترجمہ: حضرت سیدنا یونس بن عبید رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت سے زیادہ کوئی بھی چیز غریب نہیں اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت کی خدمت کرنے والے اور اس کو زندہ کرنے والا عالم اس سنت سے بھی زیادہ غریب ہوگا۔

(فصل الخطاب فی الزہد والرقائق وال آداب: محمد نصر الدین محمد عویضۃ (۸:۸۷۳))

غریبوں کی دو قسمیں

وهؤلاء الغرباء قسمان: أحدهما من یُصلح نفسه عند فساد الناس، والثانی من یُصلح ما أفسد الناس وهو أعلى القسمين وهو أفضلهما.

ترجمہ: امام زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، المتوفی: ۷۹۵ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ پھر غربا کی دو قسمیں ہیں:

(۱)......ایک وہ غریب جو امت میں بگاڑ کے وقت اپنے اوپر ہی شرعی احکامات کو نافذ کرکے اپنی اصلاح کرتا رہے

(۲)......دوسرا وہ ہے جو لوگوں نے بگاڑ پیدا کیا اس کی اصلاح کرتا ہے اور ان دونوں میں سب سے اعلی وہی بندہ ہے جو غلبہ دین کیلئے اور نفاذ شریعت کیلئے جدوجہد کرتا رہے۔

(کشف الکربۃ: زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی، الحنبلی: ۳۱۹)

داعیان سنت غریب ہیں

وعن سفیان الثوری قال: استوصوا بأهل السنة فإنهم غرباء۔

ترجمہ: حضرت سیدنا سفیان ثوری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کے ساتھ خیر خواہی کرو کیونکہ یہ غریب ہیں۔ (اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت سیکھنے، سیکھانے والے اور اس پرفتن دور میں اس پر عمل کرنے والے ہیں)

(کشف الکربۃ: زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السلامی الحنبلی: ۳۱۹)

امام ابن رجب الحنبلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

ولهذا وُصِفَ أهلُها بالغربة في آخر الزمان لقلتهم وغربتهم فيه، ولهذا ورد في بعض الروايات كما سبق في تفسير الغرباء: قوم صالحون قليل في قوم سوء كثير، من يعصيهم أكثر ممن يطيعهم وفي هذا إشارة إلى قلة عددهم وقلة المستجيبين لهم والقابلين منهم وكثرة المخالفين لهم والعاصين لهم ولهذا جاء في أحاديث متعددة مدح المتمسک بدينه في آخر الزمان وأنه كالقابض على الجمر، وأن للعامل منهم أجر خمسين ممن قبلهم، لأنهم لا يجدون أعوانا في الخير.

ترجمہ: امام زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی المتوفی: ۷۹۵ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں اہل حق بہت تھوڑی تعداد میں ہوں گے، اسی لئے ان کو غربا کہا گیا اور یہی وجہ ہے کہ غرباء کی تفسیر میں یہ روایات بھی آئی ہیں کہ وہ بہت زیادہ گناہگاروں میں بہت تھوڑے نیک ہوں گے اور اس میں یہ بھی اشارہ ہے کہ ان کی تعداد بہت کم ہوگی اور ان کی بات قبول کرنے والوں کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہوگی اور ان کے مخالفین اور ان کے نافرمانوں کی تعداد زیادہ ہوگی۔

،یہی وجہ ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ قیامت کے قریب اپنے دین پر قائم رہے گا وہ ایسا ہے جیسے اپنے ہاتھ میں آگ کے انگارے اٹھانے والا اور قیامت کے قریب حق پر قائم رہنے والے کو اس سے پہلے لوگوں میں سے پچاس لوگوں کے برابر اجر ملے گا کیونکہ جب وہ دین حق کی بات کرے گا اس کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ (کشف الکربۃ: زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی الحنبلی: ۱۹:۳)

اہل حق کے پیروکار بہت کم ہوں گے

عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ سُفْيَانَ بْنَ عَوْفٍ، يَقُول: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِي، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ وَنَحْنُ عِنْدَهُ: طُوبَى لِلْغُرَبَاءِ، فَقِيلَ: مَنِ الْغُرَبَاءُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: أُنَاسٌ صَالِحُونَ، فِي أُنَاسِ سُوءٍ كَثِيرٍ، مَنْ يَعْصِيهِمْ أَكْثَرُ مِمَّنْ يُطِيعُهُمْ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا مبارک ہو غرباء کو، ہم نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! غریب کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ نیک لوگ جو بہت زیادہ برے لوگوں میں رہیں گے، (برے لوگوں میں رہ کر بھی نیک ہی ہوں گے) اور جن کے فرمانبرداروں سے زیادہ ان کے نافرمان ہوں گے۔

(الزہد والرقائق : أبوعبدالرحمن عبداللہ بن المبارک بن واضح الحنظلی ، الترکی ثم المرزوی: ۲۶۷)

جب عالم کوذلیل جانا جائے گا

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِهَذَا الدِّينِ إِقْبَالًا وَإِدْبَارًا، أَلَا وَإِنَّ مِنْ إِقْبَالِ هَذَا الدِّينِ أَنْ تَفْقَهَ الْقَبِيلَةُ بِأَسْرِهَا حَتَّى لَا يَبْقَى إِلَّا الْفَاسِقُ، وَالْفَاسِقَانِ ذَلِيلَانِ فِيهَا، إِنْ تَكَلَّمَا قُهِرَا وَاضْطُهِدَا، وَإِنَّ مِنْ إِدْبَارِ هَذَا الدِّينِ، أَنْ تَجْفُوَ الْقَبِيلَةُ بِأَسْرِهَا، فَلَا يَبْقَى إِلَّا الْفَقِيهُ وَالْفَقِيهَانِ، فَهُمَا ذَلِيلَانِ إِنْ تَكَلَّمَا قُهِرَا وَاضْطُهِدَا، وَيَلْعَنُ آخِرُ الْأُمَّةِ أَوَّلَهَا، أَلَا وَعَلَيْهِمْ حَلَّتِ اللَّعْنَةُ حَتَّى يَشْرَبُوا الْخَمْرَ عَلَانِيَةً حَتَّى تَمُرَّ الْمَرْأَةُ بِالْقَوْمِ، فَيَقُومُ إِلَيْهَا بَعْضُهُمْ، فَيَرْفَعُ بِذَيْلِهَا كَمَا يُرْفَعُ بِذَنَبِ النَّعْجَةِ، فَقَائِلٌ يَقُولُ: يَوْمَئِذٍ أَلَا وَارِ مِنْهَا وَرَاءَ الْحَائِطِ، فَهُوَ يَوْمَئِذٍ فِيهِمْ مِثْلُ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ فِيكُمْ، فَمَنْ أَمَرَ يَوْمَئِذٍ بِالْمَعْرُوفِ، وَنَهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَلَهُ أَجْرُ خَمْسِينَ مِمَّنْ رَآنِي، وَآمَنَ بِي وَأَطَاعَنِي وَتَابَعَنِي۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ اس دین والوں پر عروج بھی آئے اور زوال کا بھی شکار ہوں گے، اس دین کا عروج یہ ہے کہ ہر قبیلہ سارے کا سارا دین کی فہم حاصل کرے گا حتی کہ صرف ایک فاسق باقی رہ جائے گا، اور دو فاسق اس میں ذلیل ہوں گے (کیونکہ باقی سارے علم والے ہوں اور تقوی ان کا شعار ہوگا، اور دین غالب ہوگا تو فاسق ذلیل ہی ہوں گے) اگر وہ دونوں کلام کریں اور ان پر ظلم کیا جائے اور بے شک اس دین کا زوال یہ ہے کہ سارے کا سارا قبیلہ ظلم کرنے لگے، صرف ایک فقیہ ان میں ہو یا دو فقیہ ان میں رہ جائیں گے اور وہ ذلیل سمجھے جائیں گے، اگر وہ قاہرانہ گفتگو کریں گے تو ان پر ظلم کیا جائے گا، اور اسی طرح بعد میں آنے والے پہلوں پر لعن طعن کریں گے۔ خبردار! ان بعد والوں پر لعنت حلال ہو جائے گی جو اسلاف پر لعنت کریں گے، یہاں تک کہ وہ لوگ اعلانیہ شرابیں پئیں گے، یہاں تک کہ ایک عورت ایک گروہ کے پاس سے گزرے گی تو ان میں سے ایک بندہ اس عورت کے پیچھے چلا جائے گا اور اس کے پلو کو اٹھا کر جیسے بکری کی دم اٹھائی جاتی ہے تو اس کے ساتھ زنا شروع کر دے گا، تو وہیں سے ایک بندہ جو گزر رہا ہوگا وہ اس کو کہے گا کہ اگر تو نے یہ کرنا ہی تھا تو دیوار کے پیچھے چلا جاتا، اس وقت اتنا کہنے والا بندہ بھی ایسا مقام والا ہوگا جیسے آج تم میں ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا مقام ہے، پس اس وقت جو نیکی کا حکم کرے گا اور برائی سے منع کرے گا تو اسے پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برابر اجر ملے گا جنہوں نے مجھے دیکھا اور مجھ پر ایمان لائے اور اطاعت و پیروی کی۔

(المعجم الکبیر: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبوالقاسم الطبرانی (۱۹۸:۸)

عالم کوذلیل کیوں جانا جائے گا؟

فوصف فی ھذا الحدیث المؤمن العالم بالسنۃ الفقیہ فی الدین بأنہ سیکون فی آخر الزمان عند فسادہ مقھورا ذلیلا لا یجد أعوانا و لا أنصارا.

ترجمہ: امام زین الدین عبد الرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی المتوفی: ۷۹۵ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں حضور تاجدارختم نبوت ﷺ نے مومن عالم جوسنت کریمہ کا جاننے والا ہوگا اس کوفقیہ فی الدین فرمایا ہے،فساد کے زمانے میں اس عالم دین جوسنت کی خدمت کرنے والا اورسنت کی بالادستی کی بات کرنے والا ہوگا اس کو ذلیل سمجھا جائے گا اوراس کو دبا کررکھا جائے گا یہاں تک اس کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔

(کشف الکربۃ: زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی الحنبلی :۱۹: ۳)

عالم کب غریب ہوں گے؟

وَقَالَ الإِمَامُ أَبُو الْحسن الْمَاوَرْدِیّ رَحمَہ اللہ فِی کِتَابہ الْعلمَاء غرباء لِکَثْرَۃ الْجُھَّال.

ترجمہ: امام محمد بن عبد الرحمن بن عمر بن محمد بن عبد اللہ، أبو حامد، جمال الدین الحبیشی الوَصَابی الشافعی المتوفی: ۷۸۲ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام ابوالحسن الماوردی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ علماء کولوگ تب اجنبی جانیں گے جب جاہل کثرت سے پائے جائیں گے۔

(نشر طيّ التعریف: محمد بن عبد الرحمن بن عمر بن محمد بن عبد اللہ جمال الدین الحبیشی الوَصَابی ۱: ۱۳۱)

بندہ مومن کی عزت بکری کے بچے جتنی بھی نہیں ہوگی

عَنْ عُتَیٍّ السَّعْدِیِّ، قَالَ عُتَیٌّ: خَرَجْتُ فِی طَلَبِ الْعِلْمِ حَتَّی قَدِمْتُ الْکُوفَۃَ، فَإِذَا أَنَا بِعَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُودٍ، بَیْنَ ظَھْرَانَیْ أَھْلِ الْکُوفَۃِ، فَسَأَلْتُ عَنْہُ، فَأُرْشِدْتُ إِلَیْہِ، فَإِذَا ھُوَ فِی مَسْجِدِھَا الْأَعْظَمِ فَأَتَیْتُہُ، فَقُلْتُ: یَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّی جِئْتُ أَضْرِبُ إِلَیْکَ أَلْتَمِسُ مِنْکَ عِلْمًا، لَعَلَّ اللہَ أَنْ یَنْفَعَنَا بِہِ بَعْدَکَ، فَقَالَ لِی: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قُلْتُ: رَجُلٌ مِنْ أَھْلِ الْبَصْرَۃِ. قَالَ: مِمَّنْ؟ قُلْتُ: مِنْ ھَذَا الْحَیِّ مِنْ بَنِی سَعْدٍ فَقَالَ لِی: یَا سَعْدِیُّ، لَأُحَدِّثَنَّ فِیکُمْ بِحَدِیثٍ سَمِعْتُہُ مِنْ رَسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. سَمِعْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ، وَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى قَوْمٍ: كَثِيرَةٌ أَمْوَالُهُمْ، كَثِيرَةٌ شَوْكَتُهُمْ، تُصِيبُ مِنْهُمْ مَالًا دَبْرًا أَوْ قَالَ: كَثِيرًا؟ قَالَ: مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هَذَا الْحَيُّ مِنْ بَنِي سَعْدٍ، مِنْ أَهْلِ الرِّمَالِ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ: مَهْ، فَإِنَّ بَنِي سَعْدٍ عِنْدَ اللهِ ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ۔ سَلْ يَا سَعْدِيُّ قُلْتُ: أَبَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ، هَلْ لِلسَّاعَةِ مِنْ عِلْمٍ تُعْرَفُ بِهِ السَّاعَةُ؟ قَالَ: وَكَانَ مُتَّكِئًا فَاسْتَوَى جَالِسًا، فَقَالَ: يَا سَعْدِيُّ، سَأَلْتَنِي عَمَّا سَأَلْتُ عَنْهُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، هَلْ لِلسَّاعَةِ مِنْ عِلْمٍ تُعْرَفُ بِهِ السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ لِلسَّاعَةِ أَعْلَامًا، وَإِنَّ لِلسَّاعَةِ أَشْرَاطًا، أَلَا، وَإِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ يَكُونَ الْوَلَدُ غَيْظًا، وَأَنْ يَكُونَ الْمَطَرُ قَيْظًا، وَأَنْ يَفِيضَ الْأَشْرَافُ فَيْضًا يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ يُؤْتَمَنَ الْخَائِنُ، وَأَنْ يُخَوَّنَ الْأَمِينُ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ تُوَاصَلَ الْأَطْبَاقُ، وَأَنْ تُقَاطَعَ الْأَرْحَامُ. يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ يَسُودَ كُلَّ قَبِيلَةٍ مُنَافِقُوهَا، وَكُلَّ سُوقٍ فُجَّارُهَا. يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ تُحَرَّفَ الْمَحَارِيبُ، وَأَنْ تُخَرَّبَ الْقُلُوبُ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ يَكُونَ الْمُؤْمِنُ فِي الْقَبِيلَةِ أَذَلَّ مِنَ النَّقَدِ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ يَكْتَفِيَ الرِّجَالُ بِالرِّجَالِ، وَالنِّسَاءُ بِالنِّسَاءِ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا مُلْكُ الصِّبْيَانِ، وَمُؤَامَرَةُ النِّسَاءِ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ تُكَثَّفَ الْمَسَاجِدُ، وَأَنْ تَعْلُوَ الْمَنَابِرُ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ يُعَمَّرَ خَرَابُ الدُّنْيَا، وَيُخَرَّبَ عُمْرَانُهَا يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ تَظْهَرَ الْمَعَازِفُ وَالْكِبْرُ، وَشُرْبُ الْخُمُورِ يَا ابْنَ مَسْعُودٍ، إِنَّ مِنْ أَعْلَامِ السَّاعَةِ وَأَشْرَاطِهَا أَنْ يَكْثُرَ أَوْلَادُ الزِّنَا. قُلْتُ: يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَهُمْ مُسْلِمُونَ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَالْقُرْآنُ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ؟ قَالَ: نَعَمْ. قُلْتُ: أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَأَنَّى ذَلِكَ؟ قَالَ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يُطَلِّقُ الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ، ثُمَّ يَجْحَدُهَا طَلَاقَهَا، فَيُقِيمُ عَلَى فَرْجِهَا، فَهُمَا زَانِيَانِ مَا أَقَامَا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(۱)......میں نے حضور تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ! ﷺ کیا کوئی علم ایسا بھی ہے جس سے قربِ قیامت کے بارے میں جانا جا سکے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابنِ مسعود! بے شک قیامت کے کچھ آثار و علامات ہیں وہ یہ کہ اولاد (نافرمانی کے سبب والدین کے لیے) غم و غصہ کا باعث ہوگی، بارش کے باوجود

گرمی ہوگی اور بدکاروں کا طوفان برپا ہوگا۔

(۲)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔

(۳)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ خیانت کرنے والے کو امین اور امین کو خیانت کرنے والا بتلایا جائے گا۔

(۴)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ بیگانوں سے تعلق جوڑا جائے گا اور خونی رشتوں سے توڑا جائے گا۔

(۵)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ ہر قبیلے کی قیادت اس کے منافقوں کے ہاتھوں میں ہوگی اور ہر بازار کی قیادت اس کے بدمعاشوں کے ہاتھ میں ہوگی۔

(۶)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مساجد سجائی جائیں گی اور دل ویران ہوں گے۔

(۷)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مومن (نیک اور دیانت دار آدمی) اپنے قبیلہ میں بھیڑ بکری سے زیادہ حقیر سمجھا جائے گا۔

(۸)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مرد، مردوں سے اور عورتیں، عورتوں سے جنسی تعلق استوار کریں گی۔

(۹)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مسجدیں بہت زیادہ ہوں گی اور اُن کے منبر عالی شان ہوں گے۔

(۱۰)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ دنیا کے ویرانوں کو آباد اور آبادیوں کو ویران کیا جائے گا۔

(۱۱)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ گانے بجانے کا سامان عام ہوگا اور شراب نوشی کا دور دورہ ہوگا۔

(۱۲)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار وعلامات میں سے یہ بھی ہے کہ مختلف اَقسام کی شرابیں پی جائیں گی۔

(۱۳)......اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ (معاشرے میں) پولیس والوں، چغلی کرنے والوں اور طعنہ بازوں کی بہتات ہوگی۔

اے ابن مسعود! بے شک قیامت کے آثار و علامات میں سے یہ بھی ہے کہ ناجائز بچوں کی ولادت کثرت سے ہوگی۔

(۱۴)......راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: اے ابوعبدالرحمن! اس وقت مسلمانوں کا کیا حال ہوگا؟ تو انہوں نے فرمایا کہ مسلمان قرآن کریم کو پیٹھ کر چکے ہوں گے۔ میں نے عرض کی: وہ کیسے! انہوں نے فرمایا کہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیں گے پھر مکر جائیں گے، اسی طرح صحبت کرتے رہیں گے اور دونوں زنا میں مبتلاء رہیں گے۔

اِس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے

(المعجم الأوسط: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبوالقاسم الطبرانی (۵:۱۷۷)

امام ابن رجب الحنبلی رحمہ اللہ تعالی کی بیان کردہ توضیح

وإنما ذل المؤمن آخر الزمان لغربته بين أهل الفساد من أهل الشبهات والشهوات، فكلهم يكرهه ويؤذيه لمخالفة طريقته لطريقتهم ومقصوده لمقصودهم ومباينته لما هم عليه.

ترجمہ: امام زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، البغدادی، ثم الدمشقی، الحنبلی المتوفی: ۷۹۵ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں جو بیان کیا گیا کہ قیامت کے قریب اہل ایمان کو ذلیل سمجھا جائے گا اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے اردگرد سارے وہی لوگ ہوں گے جو اہل شبہات (جن کو اپنے دین کے معاملے میں شک ہوگا) ہوں اور سب سے نفس پرست ہوں گے اور وہ سب اس کو تکلیف دیں اور اذیتیں دیں گے کیونکہ ان کا طریقہ اس کے طریقے کے خلاف ہوگا، ان کا مقصود اس کے مقصود کے خلاف ہوگا، اس وجہ سے وہ مومن بندے کے ساتھ نفرت کا معاملہ کریں گے۔

(کشف الکربۃ: زین الدین عبدالرحمن بن أحمد بن رجب بن الحسن، السَلامی، الحنبلی: ۳۱۹)

کیا وقت ہوگا وہ ۔۔۔

قَالَ شَهْرُ بْنُ حَوْشَبٍ: قَالَ ابْنُ غَنْمٍ: لَمَّا دَخَلْنَا مَسْجِدَ الْجَابِيَةِ أَنَا وَأَبُو الدَّرْدَاءِ لَقِينَا عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، فَأَخَذَ يَمِينِي بِشِمَالِهِ وَشِمَالَ أَبِي الدَّرْدَاءِ بِيَمِينِهِ، فَخَرَجَ يَمْشِي بَيْنَنَا وَنَحْنُ نَنْتَجِي وَاللّٰهُ أَعْلَمُ فِيمَا نَتَنَاجَى وَذَاكَ قَوْلُهُ، فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ: لَئِنْ طَالَ بِكُمَا عُمُرُ أَحَدِكُمَا أَوْ كِلَاكُمَا لَتُوشِكَانِ أَنْ تَرَيَا

الرَّجُلَ مِنْ ثَبَجِ الْمُسْلِمِينَ يَعْنِى مِنْ وَسَطٍ قَرَأَ الْقُرْآنَ عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعَادَهُ وَأَبْدَاهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، وَنَزَلَ عِنْدَ مَنَازِلِهِ، أَوْ قَرَأَهُ عَلَى لِسَانِ أَخِيهِ قِرَاءةً عَلَى لِسَانِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَعَادَهُ وَأَبْدَاهُ، وَأَحَلَّ حَلَالَهُ، وَحَرَّمَ حَرَامَهُ، وَنَزَلَ عِنْدَ مَنَازِلِهِ، لَا يَحُورُ فِيكُمْ إِلَّا كَمَا يَحُورُ رَأْسُ الْحِمَارِ الْمَيِّتِ. قَالَ: فَبَيْنَا نَحْنُ كَذَلِكَ إِذْ طَلَعَ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ وَعَوْفُ بْنُ مَالِكٍ، فَجَلَسَا إِلَيْنَا، فَقَالَ شَدَّادٌ: إِنَّ أَخْوَفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ لَمَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مِنَ الشَّهْوَةِ الْخَفِيَّةِ وَالشِّرْكِ فَقَالَ عُبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ وَأَبُو الدَّرْدَاءِ: اللَّهُمَّ غَفْرًا، أَوَلَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ حَدَّثَنَا: إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ يَئِسَ أَنْ يُعْبَدَ فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ؟ فَأَمَّا الشَّهْوَةُ الْخَفِيَّةُ فَقَدْ عَرَفْنَاهَا، هِيَ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا مِنْ نِسَائِهَا وَشَهَوَاتِهَا، فَمَا هَذَا الشِّرْكُ الَّذِى تُخَوِّفُنَا بِهِ يَا شَدَّادُ؟ فَقَالَ شَدَّادٌ: أَرَأَيْتُكُمْ لَوْ رَأَيْتُمْ رَجُلًا يُصَلِّي لِرَجُلٍ، أَوْ يَصُومُ لَهُ، أَوْ يَتَصَدَّقُ لَهُ، أَتَرَوْنَ أَنَّهُ قَدْ أَشْرَكَ؟ قَالُوا: نَعَمْ وَاللهِ، إِنَّهُ مَنْ صَلَّى لِرَجُلٍ، أَوْ صَامَ لَهُ، أَوْ تَصَدَّقَ لَهُ، لَقَدْ أَشْرَكَ فَقَالَ شَدَّادٌ: فَإِنِّى قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَنْ صَلَّى يُرَائِى فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ صَامَ يُرَائِى فَقَدْ أَشْرَكَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِى فَقَدْ أَشْرَكَ فَقَالَ عَوْفُ بْنُ مَالِكٍ عِنْدَ ذَلِكَ: أَفَلَا يَعْمِدُ إِلَى مَا ابْتُغِيَ فِيهِ وَجْهُهُ مِنْ ذَلِكَ الْعَمَلِ كُلِّهِ، فَيَقْبَلَ مَا خَلَصَ لَهُ، وَيَدَعَ مَا يُشْرَكُ بِهِ؟ فَقَالَ شَدَّادٌ عِنْدَ ذَلِكَ: فَإِنِّى قَدْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا خَيْرُ قَسِيمٍ لِمَنْ أَشْرَكَ بِى، مَنْ أَشْرَكَ بِى شَيْئًا فَإِنَّ حَشْدَهُ عَمَلَهُ قَلِيلَهُ وَكَثِيرَهُ لِشَرِيكِهِ الَّذِى أَشْرَكَهُ بِهِ، وَأَنَا عَنْهُ غَنِيٌّ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن غنم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب میں اور حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ جابیہ کی مسجد میں داخل ہوئے تو حضرت سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کو ملے، انھوں نے بائیں ہاتھ سے میرا دایاں ہاتھ اور دائیں ہاتھ سے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بایاں ہاتھ پکڑ لیا اور ہمارے درمیان چلنے لگے، ہم سرگوشی کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ ہم کس چیز میں سرگوشی کر رہے تھے، سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم میں سے ایک کی یا دونوں کی عمر لمبی ہوگئی تو ممکن ہے کہ تم یہ دیکھو کہ درمیانے قسم کے مسلمانوں سے تعلق رکھنے والا ایک آدمی ہوگا، وہ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان کے مطابق قرآن مجید پڑھے گا، پھر وہ اس کو بار بار پڑھے گا اور اس کو ظاہر کرے گا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے گا اور اس کے احکام کا پابند رہے گا، لیکن پھر بھی وہ تمہارے پاس اتنی خیر لائے گا، جتنی کہ مردار گدھے کا سر لاتا ہے، (یعنی وہ آدمی ذرا برابر خیر و بھلائی لے کر نہیں آئے

گا)۔ہم اسی اثنا میں تھے کہ سیدنا شداد بن اوس اور سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہما ہمارے پاس آ کر بیٹھ گئے، سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگو! مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ ڈر اس چیز کا ہے، جو میں نے حضور تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ سے سنی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مخفی شہوت اور شرک ہے۔ سیدنا عبادہ بن صامت اور سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہما نے کہا: اے اللہ! مجھے بخشنا، کیا حضور تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ شیطان اس چیز سے نا امید ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کی جائے؟ البتہ مخفی شہوت کے بارے میں ہم جانتے ہیں کہ دنیا کی شہوات ہوتی ہیں، ان کا تعلق عورتوں سے اور ان کی شہوات سے ہوتا ہے، لیکن شداد! یہ شرک کیا چیز ہے جس کے بارے میں تم ہمیں ڈرا رہے ہو؟ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: اچھا اس کے بارے میں تم مجھے بتلاؤ کہ اگر کوئی آدمی کسی آدمی کی خاطر نماز پڑھ رہا ہو، یا روزہ رکھ رہا ہو، یا صدقہ کر رہا ہو، کیا اس کے بارے میں تمہاری رائے یہی ہے کہ اس نے شرک کیا ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، اللہ کی قسم! جس آدمی نے کسی آدمی کو دکھانے کے لیے نماز پڑھی، یا روزہ رکھا، یا صدقہ کیا تو اس نے شرک کیا۔ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے کہا: تو پھر میں نے حضور تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے ریاکاری کرتے ہوئے نماز پڑھی، اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے روزہ رکھا، اس نے شرک کیا، جس نے ریاکاری کرتے ہوئے صدقہ کیا، اس نے شرک کیا۔ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا اس طرح نہیں ہوگا کہ اس کے وہ اعمال دیکھے جائیں جو اس نے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے کیے ہوں اور ان کو قبول کر لیا جائے اور شرکیہ اعمال کو چھوڑ دیا جائے؟ سیدنا شداد رضی اللہ عنہ نے جواباً کہا: حضور تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جس آدمی نے میرے ساتھ شرک کیا، میں اس کا سب سے بہترین قسیم اور حصہ دار ہوں، جس نے میرے ساتھ کسی چیز کو شریک ٹھہرایا تو اس آدمی کے اعمال کی ساری جمع پونجی، وہ تھوڑی ہو یا زیادہ، اس کے اس ساجھی کے لیے ہو جائے گی، جس کے ساتھ وہ شرک کرے گا اور میں (اللہ) اس سے غنی ہوں گا۔

(مسند الامام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۲۸: ۳۶۲))

مومن کو سب سے زیادہ ذلیل جانا جائے گا

عَنِ الْحَسَنِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ، الْمُؤْمِنُ فِيهِ أَذَلُّ مِنَ الْأَمَةِ، أَكْيَسُهُمُ الَّذِي يَرُوغُ بِدِينِهِ رَوَغَانَ الثَّعَالِبِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مومن ان میں لونڈی سے زیادہ ذلیل جانا جائے گا (لوگوں کے نزدیک مومن سب سے زیادہ ذلیل ہوگا) تو اس وقت ان میں سب زیادہ دانا وہ جانا جائے گا جو اپنے دین کو ایسے پھیرے گا جیسے لومڑی خود کو بچانے کے لئے ہیر پھیر کرتی ہے۔

(کتاب الفتن: أبوعبداللہ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث الخزاعی المروزی (۱۸۸:۱))

گناہ کو گناہ نہ جاننے والے

عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: يَذْهَبُ الصَّالِحُونَ أَسْلَافًا، وَيَبْقَى أَهْلُ الرَّيْبِ، مَنْ لَا يَعْرِفُ مَعْرُوفًا، وَلَا يُنْكِرُ مُنْكَرًا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا الاسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نیک لوگ چلے جائیں گے اور پیچھے وہ لوگ رہ جائیں گے جو دین کے بارے میں شک میں مبتلاء ہوں گے۔ وہ نیکی کو نیکی نہیں جانیں گے اور گناہ کو گناہ نہیں جانیں گے۔

(ترتیب الأمالی الخمیسیۃ: یحییٰ (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن إسماعیل الشجری الجرجانی (۲:۲۷۳))

آج یہی لوگ لبرل وسیکولر ہیں جو دین کے معاملے میں شکوک وشبہات میں مبتلا ہیں اور بہت جلد قادیانیت سے متاثر ہوجاتے ہیں، اور قادیانی ان کو چائے پلادیں تو ان کے حسن خلق کے گیت گانے لگتے ہیں اور ان کے جھوٹے نبی قادیانی کذاب دجال کے پیروکار بن جاتے ہیں۔ جس طرح درخت سے خشک پتہ جلدی گر جاتا ہے یہی حال ان لبرل وسیکولر کا ہے یہ لوگ پہلے تو دین کے مسائل کے بارے میں شکوک میں مبتلاء ہوتے ہیں پھر قادیانیت کی گندگی میں منہ مارنے لگتے ہیں۔

اسلام کی غربت کے دنوں میں نام نہاد خیر خواہوں کی حالت زار

عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَاصِمٍ الْأَنْطَاكِيِّ، قَالَ: إِنِّي أَدْرَكْتُ مِنَ الْأَزْمِنَةِ زَمَانًا عَادَ فِيهِ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ وَعَادَ وَصْفُ الْحَقِّ فِيهِ غَرِيبًا كَمَا بَدَأَ، إِنْ نَزَعْتَ فِيهِ إِلَى عَالِمٍ وَجَدْتَهُ مَفْتُونًا بِالدُّنْيَا يُحِبُّ التَّعْظِيمَ وَالرِّيَاسَةَ، وَإِنْ نَزَعْتَ إِلَى عَابِدٍ وَجَدْتَهُ جَاهِلًا فِي عِبَادَتِهِ مَخْدُومًا صَرِيعًا عَدُوُّهُ إِبْلِيسُ قَدْ صَعِدَ بِهِ إِلَى أَعْلَى سَطْحٍ فِي الْعِبَادَةِ وَهُوَ جَاهِلٌ بِأَدْنَاهَا فَكَيْفَ لَهُ بِأَعْلَاهَا، وَسَائِرُ ذَلِكَ مِنَ الرَّعَاعِ فَقَبِيحٌ أَعْوَجُ وَذِئَابٌ مُخْتَلِسَةٌ وَسِبَاعٌ ضَارِيَةٌ وَثَعَالِبُ جَارِيَةٌ هَذَا وَصْفُ عُيُونِ مِثْلِكَ فِي زَمَانِكَ مِنْ حَمَلَةِ الْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ وَدُعَاةِ

الْحِكْمَةِ، وَذَلِكَ أَنِّي لَسْتُ أَرَى عَالِمًا إِلَّا مَغْلُوبًا عَلَى عَقْلِهِ، بَعِيدًا غَوْرَ فِطْنَتِهِ لِمَضَرَّتِهِ لِأُمُورِ دُنْيَاهُ مُتَّبِعًا هَوَاهُ مُعْجَبًا بِرَأْيِهِ شَحِيحًا عَلَى دُنْيَاهُ سَمْحًا بِدِينِهِ، مُتَعَزِّمًا بِمَذْمُومِ الْقَضَاءِ مُعَانِقًا لِهَوَاهُ فِيمَا يَرْضَى غَيْرَ مُتَنَقِّلٍ عَمَّا يَكْرَهُ اللهُ تَعَالَى مِنْهُ بَلْ مُسْتَزِيدًا مِنْ أَنْوَاعِ الْفِتْنَةِ وَالْبَلَاءِ، مُحْتَمِلًا شَقَاءَ الدُّنْيَا بِالشَّهْوَةِ قَاسِيًا قَلْبُهُ، عَظِيمَةً غَفْلَتُهُ عَمَّا خُلِقَ لَهُ، مُسْتَبْطِئًا لِمَا يُدْعَى مِمَّا قَدْ ضُمِنَ لَهُ، غَيْرَ وَاثِقٍ بِاللهِ، مَفْقُودٌ مِنْهُ خَوْفُ مَا قَدِ اسْتَوْجَبَ بِهِ النَّارَ، مُعْتَرِضٌ لِلْمَوْتِ فِيمَا يَسْتَقْبِلُ، مَشْغُوفٌ بِدُنْيَاهُ، غَافِلٌ عَنْ آخِرَتِهِ عَاشِقٌ لِلذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ زَاهِدٌ فِيمَا نُدِبَ إِلَيْهِ مِنَ الشوقِ فَكَمَا أَنَّهُ ضَعُفَ يَقِينُهُ فِيمَا يَتَشَوَّقُ إِلَيْهِ كَذَلِكَ كَانَ أَمْنُهُ عِنْدَ الْوَعِيدِ، فَعِنْدَهَا كَانَ نَاسِيًا لِذُنُوبِهِ ذَاكِرًا مَحَاسِنَهُ قَدْ صَيَّرَهَا نُصْبَ عَيْنَيْهِ وَآثَامَهُ تَحْتَ قَدَمَيْهِ، دَاخِلًا فِيمَا لَا يَعْنِيهِ، مَشْغُوفًا بِالدُّنْيَا لَا يُقْنِعُهُ قَلِيلُهَا وَلَا يُشْبِعُهُ كَثِيرُهَا وَلَا يَسْعَى وَلَا يَكْدَحُ إِلَّا لَهَا، وَلَا يَفْرَحُ وَلَا يَتَزَيَّنُ إِلَّا لَهَا وَلَا يَرْضَى وَيَسْخَطُ إِلَّا لَهَا، رَاضٍ بِحَظِّهِ بِقَلِيلِ حَظِّهِ الْمَتْرُوكِ التَّنَقُّلُ عَنْهُ مِنْ كَثِيرِ حَظِّهِ مِنْ آخِرَتِهِ، بَلْ رَاضٍ بِحَظِّهِ مِنَ الْمَخْلُوقِينَ مِنْ حَظِّهِ مِنْ خَالِقِهِ، خَائِفٌ مِنْ فَقْرٍ بَدَأَ مِنْهُ، آمِنٌ مِنْ مَعَاصٍ قَدْ قَدَّمَهَا وَعُقُوبَاتٍ قَدِ اسْتَحَقَّهَا، مُتَزَيِّنٌ لِلْخَلَائِقِ بِمَا يُسْقِطُهُ عِنْدَ خَالِقِهِ، مُؤَيَّسٌ مِنْهُ غَيْرُ مَوْثُوقٍ بِهِ مُتَحَرِّزُونَ يَتَزَيَّنُونَ بِالْكَلَامِ فِي الْمَجَالِسِ يَتَكَبَّرُونَ فِي مَوَاطِنِ الْغَضَبِ عِنْدَ خِلَافِ الْهَوَى، ذِئَابٌ أَقْرَانٌ عِنْدَ مُمَارَسَةِ الدُّنْيَا طُلْسٌ دُجْرٌ جَرَائِزُهُ. فَالطَّمَعُ الْكَاذِبُ يَسْتَمِيلُهُ وَالْهَوَى الْمُرْدِي يُخْلِقُ مُرُوءَتَهُ وَيَسْلُبُهُ نُورَ إِسْلَامِهِ، وَلَمْ يَكُنْ عَلَى حَقِيقَةِ خَوْفٍ فَنَزَعَ بِهِ الِامْتِحَانُ إِلَى جَوْهَرِهِ وَطِبَاعِهِ وَاللهُ الْمُسْتَعَانُ فَتَعَقَّلِ الْآنَ وَصِفْ مَنْ هَذَا؟ وَصِفْ عُيُونَ مِلَّتِكَ فِي زَمَانِكَ، فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ وَاتَّقُوا اللهَ يَا أُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ آمَنُوا، وَلَهُمْ أَوْجَبَ الثَّوَابِ، ثُمَّ نَبَّهَهُمْ لِعِظَمِ الْمِنَّةِ فِي قَسْمِ الْعُقُولِ، وَلَمْ يَعْذُرْ بِالتَّقْصِيرِ مَنْ ضَيَّعَ شُكْرَهُ وَآثَرَ هَوَاهُ. ذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ تَعَالَى خَلَقَ الْهَوَى فَجَعَلَهُ ضِدًّا لِلْعَقْلِ، وَجَعَلَ لِلْعَقْلِ شَكْلًا وَهُوَ الْعِلْمُ، وَالْهَوَى وَالْبَاطِلُ شَكْلَانِ مُؤْتَلِفَانِ قَرِينَانِ يَدْعُوَانِ إِلَى مَذْمُومِ الْعَوَاقِبِ لِلدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، هَيْهَاتَ يَا أَهْلَ الْعُقُولِ مِنَ الَّذِي يَحْظُرُ عَلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ مَوَاهِبَهُ، وَمَنِ الَّذِي يَمْنَحُهُ اللهُ تَعَالَى مِنْحَةً فَيَحْجُبُ عَنْهُ وَمَنِ الَّذِي يَمْنَعُهُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ شَيْئًا فَيُوجَدُ عِنْدَهُ؟ هَلْ لِلْعِبَادِ إِلَى اللهِ تَعَالَى مِنْ حَاجَةٍ بَعْدَ تَرْكِيبِ جَوَارِحِهِمْ؟ الْخَيْرُ لِلثَّوَابِ وَالشَّرُّ لِلْعِقَابِ، فَحَرَكَاتُ الْخَيْرِ وَالشَّرِّ مِنَ الطَّاعَاتِ وَالْمَعَاصِي، فَخَلَقَ سُبْحَانَهُ هَذِهِ الْأَسْبَابَ بِلَا شَرْحِ تَرْجَمَةٍ مِنَّا جَعَلَهَا بِقُدْرَتِهِ أَضْدَادًا وَلَمْ يَدَعْ مُسْتَغْلَقًا إِلَّا جَعَلَ لَهُ مِفْتَاحًا، وَلَا شَكْلًا إِلَّا جَعَلَ عَلَيْهِ تِبْيَانًا وَاضِحًا فَلَا إِلَهَ إِلَّا الَّذِي خَلَقَ لِلْخَيْرِ أَسْبَابًا لَا يَسْتَطِيعُ الْعِبَادُ أَنْ

يَصِلُوا إِلَى شَيْءٍ مِنْ أَعْمَالِ الْخَيْرِ إِلَّا بِتِلْكَ الْأَسْبَابِ، وَهِيَ حَاجِزَةٌ عَنِ الْمَعَاصِي، إِذْ أَسْكَنَهَا اللّٰهُ تَعَالَى قَلْبَ مَنْ أَحَبَّهُ وَاسْتَعْمَلَهُ بِهِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا امام احمد بن عاصم رحمہ اللہ نے فرمایا: بلاشبہ میں نے ایک ایسا زمانہ بھی پایا ہے جس میں اسلام غریب تھا جیسا کہ ابتداء میں تھا، اس زمانے میں حق بھی غریب تھا جیسا کہ ابتداء میں تھا۔ اس زمانے میں اگر میں کسی عالم سے اپنی آنکھیں لڑاتا اسے دنیا میں مبتلاء پاتا اور وہ جاہ ومرتبہ اور ریاست پر فریفتہ ہوتا اور اگر کسی عبادت گزار کے پاس جاتا اسے عبادت میں جاہل پاتا درآنحالیکہ وہ بچھاڑا ہوا بے صبر ہوتا۔ اس کے دشمن ابلیس کا اس پر بھرپور غلبہ ہوتا حالانکہ وہ اپنے زعم میں عبادت کے اعلیٰ درجے پر فائز ہوتا حالانکہ حقیقت میں وہ عبادت کے ادنی درجے سے بھی جاہل ہوتا اعلی درجے کو کیسے پاسکتا تھا، اس زمانے کے ایسے کمینے لوگ قبیح اور کج رو تھے، ضرررساں بھیڑیئے تھے، نقصان دہ درندے تھے، چالاک لومڑیاں تھے، یہی حالت تمہارے زمانے کے حاملین قرآن وعلم اور داعیین حکمت کی ہے، چونکہ میں نے جس عالم کو بھی دیکھا اسے مغلوب العقل پایا، اس میں فطانت معدوم دیکھی چونکہ وہ خواہش نفس کی اندھادھند پیروی کررہا ہے۔ اپنی رائے پر اتراتا ہے، دنیا پر بخیل اور دین پر سخی ہے، نہ قضاء کا عزم کئے ہوئے ہے، خواہش نفس کو گلے سے لگایا ہوا ہے، اللہ تعالی کی مکروہ کردہ چیزوں سے منتقل ہونے کا نام تک نہیں لیتا۔ آئے دن ان میں ترقی کرتا ہے، خواہش نفس کی وجہ سے دنیا کی بدبختی کو اٹھائے رکھتا ہے، اسکا دل پتھر ہوتا ہے، اسکی غفلت بڑھ چکی۔ معاملہ آخرت میں سست رفتار ہے، اللہ پر اس کا بھروسہ نہیں ہوتا، جہنم میں دھکیل دینے والے امور کا خوف اس کے دماغ سے مفقود ہوتا، دنیا پر فریفتہ ہوتا ہے اور آخرت سے غافل ہوتا ہے، سونے چاندی کا عاشق ہے، جیسا کہ اسکا یقین کمزور ہوتا ہے ایسا ہی وہ وعید سے بےخوف ہوتا ہے، اپنے گناہوں کو بھولے ہوئے ہے جبکہ محاسن اسکی زبان پر ہیں، اس کے گناہ اسکے قدموں تلے ہیں، لایعنی امور میں مبتلاء ہوا ہوتا ہے، اسکا مطمح نظر دنیا ہے، قلیل دنیا پر بھی قناعت نہیں کرتا، اور کثیر دنیا اسکا پیٹ بھی نہیں بھرتی، اسکی کوشش وسعی صرف دنیا کے لئے ہے، اسکی خوشی اس کی نمائش مخفی دنیا کے لئے ہے، اسکی رضامندی اور ناراضی بھی دنیا کے لئے ہے، وہ اس پر راضی ہے کہ قلیل دنیا اس ہاتھ سے نہ جائے خواہ آخرت ساری ہی کیوں نہ تباہ ہوجائے، وہ چاہتا ہے کہ مخلوق راضی رہے بھلے خالق ناراض ہی کیوں نہ ہوں، فقر سے خائف رہتا ہے، کئے ہوئے گناہوں سے بےخوف ہے، اس پر پیش آوردہ عقوبات سے بھی بےخوف ہے، مخلوق کے لئے نمائش اصل مقصد ہے، خالق سے ناامید ہے اور نہ ہی اس پر بھروسہ ہے، مجالس میں نمائشی کلام سے سہارا لیتا ہے اور یہ لوگ غصہ کے مواقع پر تکبر کرتے ہیں، انھیں جھوٹی طمع اپنی طرف

مائل کر دیتی ہے، ردی خواہش اس کی مروت کو بوسیدہ کر دیتی ہے اور اس کے نور اسلام کو سیاہ کر لیتی ہے، حقیقت خوف سے خالی ہوتا ہے۔ واللہ المستعان۔

پس اب سمجھو یہ اوصاف کس کے ہو سکتے ہیں؟ اس زمانے میں تیری ملت کے اکابر کے یہ اوصاف ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار! اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اے عقل والو! وہ آدمی معذور نہیں قرار دیا گیا جس نے خواہش نفس کی آڑ میں اللہ کے حقوق کو ضائع کیا بایں طور کہ اللہ تعالیٰ نے خواہش نفس کو پیدا کیا اور اسے عقل کی ضد بنایا اور عقل کی ایک شکل بنائی اور وہ علم ہے، خواہش نفس اور باعمل دو شکلیں ہیں جو باہم اکٹھی ملی ہوئی ہیں اور ذلت آمیز دنیا و آخرت کے عواقب کی طرف دعوت دیتی ہیں، ہائے ہائے اے اہل عقل! کون ہے جو اللہ تعالیٰ کو مواہب سے روکے؟ کون ہے جس کو اللہ عطا کرے اور وہ اسے روک دے اور کون ہے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نہ دے اور اس کے ہاں سے کوئی چیز پالی جائے ؟ کیا بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی حاجت ہے ترکیب جوارح کے بعد؟ بھلائی ثواب کی ہے برائی عقاب کی، پس خیر وشر کی حرکات طاعات اور معاصی میں سے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان اسباب کو پیدا کیا اور اپنی قدرت سے ان کی اضداد کو بھی پیدا کیا، کسی مغلق چیز کو نہیں چھوڑا مگر اس کی کنجی ضرور بنائی اور کوئی شکل نہیں چھوڑی مگر اسکا واضح بیان ضرور بتایا۔ پس کوئی معبود نہیں مگر وہی جس نے خیر کے اسباب پیدا کیے اور بندوں میں طاقت نہیں کہ بدون ان اسباب کے اعمال خیر تک رسائی حاصل کر سکیں اور وہ اسباب معاصی کے آگے ایک بندش کا کام دیتے ہیں جب اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے اور عمل کرنے والے کے دل کو اللہ تعالیٰ ان اسباب کے ساتھ جوڑ دے۔

(حلیۃ الأولیاء: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی بن مہران الأصبہانی (۹:۲۸۶))

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے خلفاء کون؟

عَنِ الْحَسَنِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَی خُلَفَائِی ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالُوا: وَمَنْ خُلَفَاؤُکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ؟ قَالَ: الَّذِینَ یُحْیُونَ سُنَّتِی وَیُعَلِّمُونَہَا عِبَادَ اللّٰہِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین بار یہ دعا مانگی ، یا اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی : یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کے خلفاء کون ہیں؟ تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو میری سنت کو زندہ کریں گے اور رب تعالیٰ کے بندوں کو میری سنت سکھائیں گے۔

(جامع بیان العلم وفضلہ: أبوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی (۱:۲۰۷)

بہت سے لوگ اس سے وہی سنت مراد لیتے ہیں جو صرف کھانے پینے تک محدود ہوتی ہیں یا میٹھا کھانے والی سنتیں ہوں، بس انہیں کو زندہ کرتے پھرتے ہیں حالانکہ جہاد والی سنت اور نظام کفر سے مزاحمت والی سنت سب سے بڑی سنت ہے جس کی طرف کسی کی کوئی توجہ نہیں جا رہی۔

دین اسلام کو زندہ کرنے والا عالم:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ يُحْيِي بِهِ الْإِسْلَامَ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ إِلَّا دَرَجَةٌ.

ترجمہ: حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورتاجدارختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے علم سیکھا اس لئے کہ اسلام کو زندہ کرے تو قیامت کے دن اس کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے مابین صرف ایک ہی درجہ ہوگا۔ (جامع بیان العلم وفضلہ: أبوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمری القرطبی (۱:۲۰۷)

اس روایت پر ہم نے مقدمہ میں کلام کیا ہے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

فتنوں کا رد کرنے والا ہی مخلص ہے:

عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ جَدِّي ثَوْبَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: طُوبَى لِلْمُخْلِصِينَ أُولَئِكَ مَصَابِيحُ الدُّجَى تَتَجَلَّى عَنْهُمْ كُلُّ فِتْنَةٍ ظَلْمَاءَ.

ترجمہ: حضرت سیدنا عبدالحمید بن ثابت بن ثوبان رضی اللہ عنہم (جو حضورتاجدارختم نبوت ﷺ کے غلام ہیں) سے روایت ہے کہ مجھے میرے والد نے خبر دی وہ میرے دادا حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضورتاجدارختم نبوت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ مخلص لوگوں کو مبارک ہو وہ تاریکی میں چراغ ہیں جن کی روشنی سے ہر تاریک فتنہ روشن ہو جائے گا۔

(شعب الایمان: احمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (۹:۱۷۷)

سو شہداء کا اجر پانے والا کون؟

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ

شَهِيدٍ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے میری امت کے فساد کے وقت میری ایک سنت کریمہ کو تھامے رکھے تو اس کو اللہ تعالی سو شہیدوں کا اجر عطا فرمائے گا۔

أمالي ابن بشران: أبو القاسم عبد الملك بن محمد بن عبد الله بن بشران بن محمد بن بشران بن مهران البغدادي: (٢١٨) دار الوطن، الرياض

سنت کو زندہ کرنے والے کو سو شہدا کا اجر کیوں؟

مَقْتُولٍ فِي سَبِيلِ اللهِ لِإِعْزَازِ دِينِهِ وَإِعْلَاءِ كَلِمَتِهِ لِأَنَّ إِتْيَانَ السُّنَّةِ حِينَئِذٍ كَالْمُجَاهِدِ الْمُقَاتِلِ فِي الْغُزَاةِ وَالصَّبْرِ عَلَى إِتْيَانِ السُّنَّةِ أَشَقُّ مِنْ الصَّبْرِ فِي الْمَعْرَكَةِ إِذْ الْبَلِيَّةُ إِذَا عَمَّتْ طَابَتْ وَإِذَا خَصَّتْ أَتْعَبَتْ وَشَقَّتْ وَلِهَذَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ إِنَّ جِهَادَ النَّفْسِ هُوَ الْجِهَادُ الْأَعْظَمُ وَفِي الْحَدِيثِ إِنَّ خَيْرَ الْأَعْمَالِ أَحْمَزُهَا وَأَجْرُكُمْ بِقَدْرِ تَعَبِكُمْ وَقَالَ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْتَمْسِكُ بِسُنَّتِي عِنْدَ اخْتِلَافِ أُمَّتِي كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ۔

ترجمہ: امام محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبو سعيد الخادمي الحنفي المتوفى: ١١٥٦ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ سنت پر عمل کرنے والے کو سو شہداء کا اجر اس لئے ہے کہ یہ اللہ تعالی کے دین کے غلبہ کیلئے جد و جہد کرتا رہا اور اللہ تعالی کے کلمہ کو بلند کرنے کی کوشش کرتا رہا، اس لئے اس وقت سنت پر عمل کرنا اس مجاہد کی طرح ہے جو میدان جہاد میں کھڑا ہو کر دشمن سے لڑ رہا ہو، اور سنت کی خدمت پر صبر کرنا اور سنت کو زندہ کرنے پر صبر کرنا میدان جہاد میں کھڑے ہو کر کافروں سے لڑنے سے بھی زیادہ شاق کام ہے کیونکہ مصیبت جب عام ہوتی ہے تو اتنی تکلیف دہ نہیں ہوتی مگر جب کسی ایک ہی بندے پر مصیبت آئے تو وہ بہت زیادہ مشقت والی ہوتی ہے، اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ اپنے نفس کے ساتھ جہاد کرنا ہی سب سے بڑا جہاد ہے کیونکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ بہترین عمل وہ ہے جو زیادہ مشقت والا ہو اور زیادہ تھکاوٹ والا ہو، اسی لئے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت میں اختلاف واقع ہو اس وقت جو بھی بندہ حق پر قائم رہے گا وہ ایسے ہے جیسے آگ کے انگارے کو ہاتھ میں اٹھانے والا۔ (بريقة محمودية محمد بن محمد بن مصطفى بن عثمان، أبو سعيد الخادمي الحنفي (١: ٧٤)

چاہے تجھے تیر لگیں پھر بھی تو غلبہ دین کا کام کرتے رہنا:

فَعَلَیک بالتمسک بِالْکتاب وَ السّنة فَلَا تفارقهما وَإِن طعنت بالأسنة وَكن صَابِرًا لله على الْبلوى والمحنة

ترجمہ: امام محمد بن عبدالرحمن بن عمر بن محمد بن عبداللہ، أبوحامد، جمال الدين الحبيشي الوَصَابي الشافعي المتوفى:۷۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ تم اللہ تعالی کی کتاب اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت کریمہ پر مضبوطی کے ساتھ عمل کرو اور ان سے کسی بھی حالت میں جدا نہ ہونا، اگرچہ تم پر نیزے برسائیں جائیں اور تم اللہ تعالی کی رضا کے لئے ہر طرح کی تکلیف اور مصیبت پر صبر کرتے رہنا۔

(نشر طيّ التعريف: محمد بن عبدالرحمن بن عمر بن محمد بن عبدالله، أبوحامد، جمال الدين الحبيشي الوَصَابي الشافعي: ۱۳۱)

سو شہداء کا اجر پانے کا سبب:

باتباع الهوى والبدع بحيث تصير نفوسهم لاتطمئن فى الاعمال والمعاملات الاالى الوساوس الشيطانية والاختراعات العقلية مع علمهم بالسنن النبوية والمقادير والحدود الشرعية وهم يحسبون انهم يحسنون صنعاً۔قاتل فى سبيل الله فقتل لمايلحقه من المشقة فى العمل بالسنة واحيائهالعدم المعاون وكثرة العوائق كماتلحق الشهيدالمقاتل للكفار۔

ترجمہ: امام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی المتوفی: ۱۱۴۳ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت میں فساد ہوگا اور یاد رہے کہ یہ فساد امت کے شہوات پرستی اور بدعات میں مبتلاء ہونے کی وجہ سے ہوگا، اس طرح کہ لوگوں کے دل اعمال ومعاملات میں اطمینان نہیں پائیں گے اور ان نفسوں کو شیطانی وسوسے اور عقلی اختراعات لاحق ہوں گے (جیسے آجکل لوگ اپنے ہی پیمانے لئے کھڑے ہیں، جتنا دین اس میں فٹ آ گیا وہ قبول ہے اور جتنا ان کے مزاج کے موافق نہ آیا اس کو ترک کر دیا) حالانکہ وہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنتوں، قدروں اور شرعی حدود کا علم رکھتے ہوں گے اس کے باوجود وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ جو بھی کر رہے ہیں درست کر رہے ہیں۔

اس زمانے میں سنت کو زندہ کرنے والے کو سو شہداء کا اجر ملے گا کیونکہ شہید وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالی کی راہ میں لڑے اور شہید ہو جائے، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت کو زندہ کرنے والے پر اس سے بھی زیادہ مشقت آتی ہے،

اس کے لئے زیادہ رکاوٹیں کھڑی کی جاتیں ہیں اور ساتھ دینے والا بھی کوئی نہیں ہوتا جیسے میدان جنگ میں لڑنے والے کو کافروں کے سامنے مشقت ہوتی ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ امام عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی (۱:۲۶۹)

دین کے غلبے کے لئے کام کرنے والے کا اجر رب تعالی کا دیدار ہے:

وَقَالَ حِفْظُ الدِّينِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ كَالْجَمْرِ فِي الْيَدَيْنِ إِنْ وَضَعَهُ طَفِئَ وَإِنْ أَمْسَكَهُ احْتَرَقَ كَمَا حَرَّرَ الْمَوْلَى الْمُحَشِّي خواجہ زَادَہ رَحِمَهُ اللّٰہُ تَعَالَى:

وَعَنْ الْمَوَاهِبِ: وَذَلِكَ لِمَا فِيهِ مِنْ عَظِيمِ الْمُجَاهَدَةِ وَالْخُرُوجِ عَنْ الْمَأْلُوفِ وَفِيهِ قَهْرُ النَّفْسِ وَالْمُحَارَبَةُ لَهَا وَالْجِهَادُ مَعَهَا جِهَادٌ أَكْبَرُ

دِيَةُ مَقْتُولِ الْخَلْقِ أَلْفُ دِينَارٍ ...وَدِيَةُ مَقْتُولِ الْحَقِّ رُؤْيَةُ الْغَفَّارِ

ترجمہ: حضرت سیدنا خواجہ زادہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ آخری زمانہ میں دین کی حفاظت کرنا ایسا ہی مشکل امر ہے جیسے اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارہ اٹھانا، اگر اسے رکھتا ہے تو بجھتا ہے اور اگر اٹھاتا ہے تو ہاتھ جلتا ہے۔

حضرت سیدنا امام المواہب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ سنت اور دین کو زندہ کرنے میں زیادہ اجر اس لئے کہ اس میں بہت بڑا مجاہدہ ہے، اور اپنی پسند کی چیزوں کو چھوڑنا اور اس میں اپنے نفس کو ذلیل کرنا اور دشمنوں کے خلاف لڑنا، اس لئے غلبہ اسلام کے کام کو جہاد اکبر کہا گیا ہے۔

دِيَةُ مَقْتُولِ الْخَلْقِ أَلْفُ دِينَارٍ ...وَدِيَةُ مَقْتُولِ الْحَقِّ رُؤْيَةُ الْغَفَّارِ

ترجمہ: کیونکہ مخلوق کے مقتول کی دیت ایک ہزار دینار ہے اور جو اللہ تعالی کے دین کے غلبے کے لئے مارا جائے اس کی جزا سوائے مولا تعالی کے دیدار کے اور کچھ نہیں ہے۔

(بریقۃ محمودیۃ محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبوسعید الخادمی الحنفی (۱:۴۷)

سو شہداء سے بھی زیادہ اجر:

ثُمَّ أَقُولُ لَعَلَّ الْمُرَادَ مِنْ الْمِائَةِ هُوَ بَيَانُ قَدْرِ كَثْرَةِ الثَّوَابِ لَا الْحَصْرِ بِهِ بَلْ قَدْ يَزِيدُ

ترجمہ: امام محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبوسعید الخادمی الحنفی المتوفی:۱۱۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث شریف میں جو یہ بیان کیا گیا ہے کہ" غلبہ دین کے لئے کام کرنے والے کو سو شہداء

کا اجر ملتا ہے' شاید اس میں حصر نہیں ہے کہ سوشہداء کا اجر ہی ملتا ہے بلکہ کبھی کبھی اللہ تعالی بڑھا بھی دیتا ہے۔

(بریقۃ محمودیۃ محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبوسعید الخادمی الحنفی (۱:۴۷)

پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجر:

حَدَّثَنِی أَبُو أُمَيَّةَ الشَّعْبَانِيُّ، قَالَ:سَأَلْتُ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ، فَقُلْتُ:يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ، كَيْفَ تَقُولُ فِي هَذِهِ الْآيَةِ:(عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ)(المائدة:۱۰۵)؟قَالَ:أَمَا وَاللَّهِ لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْهَا خَبِيرًا، سَأَلْتُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بَلِ ائْتَمِرُوا بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنَاهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ، حَتَّى إِذَا رَأَيْتَ شُحًّا مُطَاعًا، وَهَوًى مُتَّبَعًا، وَدُنْيَا مُؤْثَرَةً، وَإِعْجَابَ كُلِّ ذِي رَأْيٍ بِرَأْيِهِ، فَعَلَيْكَ يَعْنِي بِنَفْسِكَ، وَدَعْ عَنْكَ الْعَوَامَّ، فَإِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ أَيَّامَ الصَّبْرِ، الصَّبْرُ فِيهِ مِثْلُ قَبْضٍ عَلَى الْجَمْرِ، لِلْعَامِلِ فِيهِمْ مِثْلُ أَجْرِ خَمْسِينَ رَجُلًا يَعْمَلُونَ مِثْلَ عَمَلِهِ، وَزَادَنِي غَيْرُهُ قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْهُمْ؟قَالَ: أَجْرُ خَمْسِينَ مِنْكُمْ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوامیہ شعبانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوثعلبہ! آپ آیت کریمہ {عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ} کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: قسم اللہ کی! تم نے اس کے متعلق ایک جاننے والے شخص سے سوال کیا ہے، میں نے اس کے متعلق حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے پوچھا (کہ کیا اس آیت کی رو سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ضرورت باقی نہیں رہی؟) تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم بھلی بات کا حکم دو، اور بری بات سے روکو، یہاں تک کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ بخیلی کی تابعداری ہو رہی ہو اور خواہش نفس کی پیروی کی جاتی ہو اور دنیا کو ترجیح دی جاتی ہو اور ہر صاحب رائے کا اپنی رائے میں مگن ہونا دیکھ لو، تو اس وقت تم اپنی ذات کو لازم پکڑنا اور عوام کو چھوڑ دینا کیونکہ اس کے بعد صبر کے دن ہوں گے ان میں صبر کرنا ایسے ہی ہوگا جیسے چنگاری ہاتھ میں لینا، ان دنوں میں عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے برابر جو اسی جیسا عمل کرتے ہوں ثواب ملے گا اور ان کے علاوہ نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ ثواب ایسے پچاس شخصوں کا ہوگا جو انہیں میں سے ہوں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ تم میں سے پچاس شخصوں کا۔

(سنن أبی داود: أبوداود سلیمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشیر بن شداد بن عمرو الأزدی (۴:۱۲۳)

اس روایت میں جو موجود ہے کہ فتنہ کے دنوں میں دین حق پر قائم رہنے والے بندے کو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہما

کے برابر اجر ملے گا اس کے متعلق ہم نے امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی کے حوالے سے مقدمہ میں کلام کریں گے وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

اجر کے بڑا ہونے کی وجہ؟

وَهَذَا الْأَجْرُ الْعَظِيمُ إِنَّمَا هُوَ لِغُرْبَتِهِ بَيْنَ النَّاسِ، وَالتَّمَسُّكِ بِالسُّنَّةِ بَيْنَ ظُلُمَاتِ أَهْوَائِهِمْ وَآرَائِهِمْ. فَإِذَا أَرَادَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي قَدْ رَزَقَهُ اللَّهُ بَصِيرَةً فِي دِينِهِ، وَفِقْهًا فِي سُنَّةِ رَسُولِهِ، وَفَهْمًا فِي كِتَابِهِ، وَأَرَاهُ مَا النَّاسُ فِيهِ مِنَ الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ وَالضَّلَالَاتِ وَتَنَكُّبِهِمْ عَنِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْلُكَ هَذَا الصِّرَاطَ فَلْيُوَطِّنْ نَفْسَهُ عَلَى قَدْحِ الْجُهَّالِ وَأَهْلِ الْبِدَعِ فِيهِ، وَطَعْنِهِمْ عَلَيْهِ، وَإِزْرَائِهِمْ بِهِ وَتَنْفِيرِ النَّاسِ عَنْهُ وَتَحْذِيرِهِمْ مِنْهُ، كَمَا كَانَ سَلَفُهُمْ مِنَ الْكُفَّارِ يَفْعَلُونَ مَعَ مَتْبُوعِهِ وَإِمَامِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَّا إِنْ دَعَاهُمْ إِلَى ذَلِكَ، وَقَدَحَ فِيمَا هُمْ عَلَيْهِ: فَهُنَالِكَ تَقُومُ قِيَامَتُهُمْ وَيَبْغُونَ لَهُ الْغَوَائِلَ وَيَنْصِبُونَ لَهُ الْحَبَائِلَ وَيَجْلِبُونَ عَلَيْهِ بِخَيْلِ كَبِيرِهِمْ وَرَجِلِهِ. فَهُوَ غَرِيبٌ فِي دِينِهِ لِفَسَادِ أَدْيَانِهِمْ، غَرِيبٌ فِي تَمَسُّكِهِ بِالسُّنَّةِ لِتَمَسُّكِهِمْ بِالْبِدَعِ، غَرِيبٌ فِي اعْتِقَادِهِ لِفَسَادِ عَقَائِدِهِمْ، غَرِيبٌ فِي صَلَاتِهِ لِسُوءِ صَلَاتِهِمْ، غَرِيبٌ فِي طَرِيقِهِ لِضَلَالِ وَفَسَادِ طُرُقِهِمْ، غَرِيبٌ فِي نِسْبَتِهِ لِمُخَالَفَةِ نَسَبِهِمْ، غَرِيبٌ فِي مُعَاشَرَتِهِ لَهُمْ، لِأَنَّهُ يُعَاشِرُهُمْ عَلَى مَا لَا تَهْوَى أَنْفُسُهُمْ.

وَبِالْجُمْلَةِ: فَهُوَ غَرِيبٌ فِي أُمُورِ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ لَا يَجِدُ مِنَ الْعَامَّةِ مُسَاعِدًا وَلَا مُعِينًا فَهُوَ عَالِمٌ بَيْنَ جُهَّالٍ، صَاحِبُ سُنَّةٍ بَيْنَ أَهْلِ بِدَعٍ، دَاعٍ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ بَيْنَ دُعَاةٍ إِلَى الْأَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ، آمِرٌ بِالْمَعْرُوفِ نَاهٍ عَنِ الْمُنْكَرِ بَيْنَ قَوْمٍ الْمَعْرُوفُ لَدَيْهِمْ مُنْكَرٌ وَالْمُنْكَرُ مَعْرُوفٌ. النَّوْعُ الثَّانِي مِنَ الْغُرْبَةِ غُرْبَةٌ مَذْمُومَةٌ وَهِيَ غُرْبَةُ أَهْلِ الْبَاطِلِ وَأَهْلِ الْفُجُورِ بَيْنَ أَهْلِ الْحَقِّ، فَهِيَ غُرْبَةٌ بَيْنَ حِزْبِ اللَّهِ الْمُفْلِحِينَ وَإِنْ كَثُرَ أَهْلُهَا فَهُمْ غُرَبَاءُ عَلَى كَثْرَةِ أَصْحَابِهِمْ وَأَشْيَاعِهِمْ، أَهْلُ وَحْشَةٍ عَلَى كَثْرَةِ مُؤْنِسِهِمْ، يُعْرَفُونَ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ، وَيَخْفَوْنَ عَلَى أَهْلِ السَّمَاءِ.

ترجمہ: الشیخ محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ المتوفی: ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں کہ اس میں بہت بڑا اجر اس مومن کے اجنبی ہونے اورخواہش پرستوں اوراپنی رائے پرعمل کرنے والوں میں رہنے کے باوجود حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت پرعمل کرنے کی وجہ سے ہے۔، جب بندہ مومن ارادہ کرتا ہےتو اللہ تعالی اس کو

اپنے دین کی بصیرت دیتا ہے اور اپنے حبیب کریم ﷺ کی سنت کی سمجھ دیتا ہے اور اپنی کتاب کا فہم دیتا ہے اور اسے اللہ تعالی دیکھتا ہے کہ لوگ کیسے بدعات وخواہشات میں پڑے ہوئے ہیں اور کیسے گمراہیوں میں مبتلاء ہیں، اور کیسے راہ حق سے ہٹ رہے ہیں اور جہالت کے گڑھے میں گر رہے ہیں جس پر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے، جب بھی کوئی بندہ مومن چاہے کہ وہ اس راہ پر چلے جو عزیمت واستقامت کا راہ ہے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے نفس کو مضبوط کرے، جاہلوں کی طعن وتشنیع سے اور بدعقیدہ لوگوں کے اعتراضات اور ان کے طعنے، ان کا اسے راہ حق سے ہٹانا، اور لوگوں کو اس سے متنفر کرنا اور لوگوں کو یہ کہنا کہ اس سے بچ کر رہنا، یہ سب ہوگا کیونکہ ان کے بڑے یہی حال حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ساتھ کر چکے ہیں، انہوں نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ یہی کیا تھا، طعن وتشنیع، لوگوں کو متنفر کرنا، لوگوں کو یہ کہنا کہ ان سے دور رہنا (۱) آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور کرنا، یہ لوگ تو راہ حق پر چلنے والے کے لئے قیامت کھڑی کر دیتے ہیں اور اس کے راستے میں کانٹے تک بچھائیں گے اور اس کو راہ حق سے ہٹانے کی ہر ممکن کوشش کریں گے اور سارے کے سارے اس پر چڑھ دوڑیں گے۔

یہ عالم جو دین حق کی دعوت دینے والا ہوگا یہ لوگوں میں اپنے دین میں اجنبی ہوگا لوگوں کے دین کے خراب ہونے کی وجہ سے، یہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت پر عمل کرنے میں اجنبی ہوگا لوگوں کے بدعات میں مبتلا ہونے کی وجہ سے، یہ اپنے عقیدہ میں اجنبی ہوگا لوگوں کے عقائد خراب ہونے کی وجہ سے، یہ اپنے طریقے میں اجنبی ہوگا لوگوں کے طریقے خراب ہونے کی وجہ سے، یہ اپنی نسبت میں اجنبی ہوگا لوگوں کی نسبت کی مخالفت کی وجہ سے، یہ اپنے معاشرہ میں اجنبی ہوگا لوگوں کے معاشرے کے خراب ہونے کی وجہ سے، اس لئے کہ ان کا معاشرہ خواہشات ونفس پرستی پر چل رہا ہوگا۔

اور بالجملہ ان میں سے یہ بھی ہوگا وہ دنیا وآخرت کے معاملے میں بھی اجنبی ہوگا یعنی کوئی بھی ایسا بندہ نہیں ہوگا جو اس کی مدد کرے، پس وہ جاہلوں کے درمیان میں ایک ہی عالم ہوگا، بدمذہبوں میں ایک ہی سنت کی پابندی کرنے والا ہوگا، خواہش پرستوں اور نفس پرستوں کے مابین ایک ہی اللہ تعالی کی طرف دعوت دینے والا ہوگا، برائی کا حکم دینے والوں میں ایک ہی نیکی کا حکم دینے والا ہوگا، نیکی سے روکنے والوں میں ایک ہی برائی سے روکنے والا ہوگا۔ اور ان لوگوں میں جو نیکی کو گناہ اور گناہ کو نیکی جانتے ہوں گے یہ ایک ہی نیکی کا حکم کرنے والا اور برائی سے منع کرنے والا ہوگا۔

(مدارج السالکین: محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ (۱۸۹:۳)

(۱)......جتنی بھی چیزیں اس میں بیان ہوئی ہیں وہ سب کی سب ہمارے ہاں پائی جارہی ہیں، اگرغور کیا جائے تو صرف ٹی وی پر ہی سب کچھ ہو رہا ہے اور جتنی علماء حق کی مخالفت یہاں ہو رہی رہے، جتنی دین حق کی مخالفت یہاں ہو رہی ہے، جتنی گناہ کی دعوت یہاں دی جارہی ہے، جتنا نیکی سے یہاں روکا جارہا ہے اور کسی جگہ اتنی دین دشمنی نہیں ہے۔نعوذ باللہ من ذلک۔

اور دوسری طرف کوئی عالم ربانی کھڑا ہوکر لوگوں کو دین حق کی راہ دکھانے کی کوشش کرے تو ناکارہ قسم کے لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں، اوراس کے خلاف مہم جوئی شروع کردیتے ہیں اوراس کے بائیکاٹ اورمقاطعہ کی باتیں کرنے لگتے ہیں، کبھی رسائل چھاپیں گے تو کبھی جلسے کریں گے۔اوران کی کوشش یہی ہوگی کہ کسی نہ کسی طریقے سے لوگوں کو دین حق طرف مائل نہ ہونے دیا جائے۔اوراس مرض میں بڑے بڑے نام نہاد علماء بھی مبتلاء ہیں۔

پچاس شہداء کا اجر:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ:عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:إِنَّ مِنْ وَرَائِكُمْ زَمَانَ صَبْرٍ، لِلْمُتَمَسِّكِ فِيهِ أَجْرُ خَمْسِينَ شَهِيدًا،فَقَالَ عُمَرُ:يَا رَسُولَ اللّٰهِ!مِنَّا أَوْ مِنْهُمْ؟قَالَ:مِنْكُمْ۔ صحيح۔

ترجمہ:حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورتاجدارختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ تمھارے بعدایک زمانہ آنے والا ہے،اس وقت جوبھی بندہ دین حق پر قائم رہے گا اس کے لئے پچاس شہداء کا اجر ہوگا۔حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ!وہ ہم میں سے ہوں گے یا ان میں سے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ تم میں سے ہوں گے۔یہ روایت صحیح ہے۔

(فصل الخطاب فی الزہد والرقائق وال آداب:محمد نصر الدین محمد عویضۃ (۱۸۲:۲)

ہرعالم ربانی کے خلاف منافقین کا سردار کھڑا ہوگا:

فمن حكمة الله سبحانه وتعالى أنه قبل منه الظاهر، وأجرى النبى صلى الله عليه وسلم عليه حكم الظاهر، مع أنه معلوم النفاق، ومن أهل النفاق الذين لا يألون والعياذ بالله جهداً فى أذية الإسلام والمسلمين، وبقى امتحاناً من الله لنبيه، وسنة لعباده وأوليائه فى كل زمان ومكان، فإذا كان نبى الأمة يبتلى بهذا الرأس من رءوس النفاق حتى يتكلم فى عرض النبى صلى الله عليه وسلم؛ فلكل عالم ولكل

داعية رأس من رء وس النفاق؛ لأن العلماء ورثة الأنبياء، ولكل مصلح رأس من رء وس النفاق، ولذلك تجد كل عالم من علماء السنة في كل زمان له والعياذ بالله من يترصد به، ويؤذيه، ويتظاهر بأنه على الحق والخير، إنها سنة ماضية۔

ترجمہ: الشیخ محمد بن محمد المختار الشنقیطی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالی کی حکمت ہے کہ اس نے منافقین سے ان کے ظاہری قول کو قبول کر کے چھوڑ دیا اور ان پر کوئی شرعی گرفت نہ فرمائی اور یہی وجہ ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ظاہر پر حکم جاری فرمایا، باوجود اس کے کہ آپ ﷺ جانتے تھے کہ یہ منافق ہے، اور منافقین قسمیں بھی اسی لئے کھاتے تھے تاکہ اہل اسلام کو تکالیف سے دو چار کر دیں اور یہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے لئے امتحان باقی ہی رہا یعنی منافقین آخری وقت تک مدینہ منورہ میں ہی رہے (وہ الگ بات ہے کہ منافقین کو مسجد شریف سے نکال دیا گیا) اور یہی اللہ تعالی نے اپنی سنت جاری فرمائی اپنے اولیاء اور علماء حق کے لئے۔ جب امام الانبیاء کرام علیہم السلام کو منافقین کے سردار کے ذریعے آزمائش میں مبتلاء کیا گیا کہ وہ آپ ﷺ کی گستاخیاں بھی کرتا تھا، پس ہر عالم کے لئے اور ہر دین کی دعوت دینے والے کے لئے اس کے دور کا ایک رئیس المنافقین کھڑا ہوگا کیونکہ علماء بھی تو انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں اور ہر مصلح کے لئے کوئی نہ کوئی منافق ضرور کھڑا ہوگا اور وہ ہوگا بھی اپنے زمانے کا منافقین کا سردار، یہی وجہ ہے کہ آپ دیکھتے ہیں کہ جو عالم ربانی ہوتا ہے ہر دور میں منافقین ان پر چڑھ دوڑتے ہیں اور اسے اذیت دیتے ہیں اور اسی لئے اذیت دیتے ہیں کہ وہ حق کیوں بیان کرتا ہے، یہی سنت جاریہ ہے اور ایسا ہمیشہ ہمیشہ ہوتا رہے گا۔ (شرح زاد المستقنع: محمد بن محمد المختار الشنقیطی (۱۵:۹ ۳۷۷))

حضرت ملا علی رحمہ اللہ تعالی کی بیان کردہ توضیح:

أَيْ: عَمِلَ (بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي) أَيْ: عِنْدَ غَلَبَةِ الْبِدْعَةِ وَالْجَهْلِ وَالْفِسْقِ فِيهِمْ (فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ: لِمَا يَلْحَقُهُ مِنَ الْمَشَقَّةِ بِالْعَمَلِ بِهَا بِإِحْيَائِهَا وَتَرْكِهِمْ لَهَا كَالشَّهِيدِ الْمُقَاتِلِ مَعَ الْكُفَّارِ لِإِحْيَاءِ الدِّينِ بَلْ أَكْثَرَ۔

ترجمہ: امام علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدین الملا الہروی القاری المتوفی: ۱۰۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ اس وقت سنت کو زندہ کرنے کا اجر ملے گا جب بدعت، جہالت، اور فسق کا غلبہ ہوگا، کیونکہ اس عمل میں مشقت بہت ہوگی، سنت کریمہ کو اس کے فوت ہو جانے کے بعد زندہ کرنا بہت دقت والا کام ہے، دین کو زندہ کرنے

کے لئے کافروں کے ساتھ لڑنے والے کو شہید والا اجر ملتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح: علی بن (سلطان) محمد، أبو الحسن نور الدین الملا القاری (۱:۲۶۲))

دین کے غلبے کی بات کرنے سے حکومت مخالف کیوں ہو جاتی ہے؟

لَان السّنة عِنْد غَلَبَة الْفساد لَا يجد المتمسک بهَا من يُعينهُ بل يُؤْذِيه ويهينه فبصبره على ذَلِک يجازى بِرَفْعِهِ الى منَازِل الشُّهَدَاء (طس عَن أبي هُرَيْرَة) واسناده حسن۔(المتمسک بِسنتي عِنْد اخْتِلَاف أمتِي كالقابض على الْجَمْر) لانه اذا عَارض أهل الرياسة ونفاذ الامر عِنْد الْخلق فقد حط رياستهم وبارزهم بالمحاربة وَذَلِک أَشد من الْقَبْض على الْجَمْر۔

ترجمہ: امام زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری المتوفی: ۱۰۳۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ فساد کے غلبہ کے وقت سنت کو زندہ کرنے والا کوئی نہیں ہوگا اور کوئی کھڑا ہوگا تو اس کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا، بلکہ سب اس کو اذیت دیں گے اور اس کی توہین کریں گے تو اس وقت وہ عالم ربانی جو دین حق کے دفاع کے لئے کھڑا ہوگا اس کے صبر کی وجہ سے اللہ تعالی اس کے درجات کو شہداء کے درجے تک پہنچا دے گا۔

اور جو شخص سنت کریمہ کو تھامے گا فساد کے وقت وہ ایسا ہوگا کہ جیسے ہاتھ میں انگارے اٹھانے والا، کیونکہ جب وہ سنت کے احیاء کیلئے کھڑا ہوگا تو خود حکومت ہی اس کے خلاف کھڑی ہو جائے گی، کیونکہ اگر وہ حکم ربی عامۃ الناس پر نافذ ہوگا تو ان کی حکومت ختم ہونے کا خطرہ ہوگا، اس لئے حکومت ہی اس کے ساتھ جنگ شروع کر دے گی اور یہی وجہ ہے کہ فرمایا گیا کہ فساد کے وقت میری سنت کریمہ کو زندہ کرنا اور غلبہ دین کی بات کرنا آگ کے انگارے اٹھانے کی طرح مشکل ہوگا۔

(التیسیر: زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین المناوی القاہری (۲:۲۵۴))

خلاف اولی کا ارتکاب بھی امت کے فساد کا سبب ہے:

وَيَعُمُّ مِنْ اتِّبَاعِ الْهَوَى وَالْبِدَعِ إلَى ارْتِكَابِ مَكْرُوهٍ وَلَوْ تَنْزِيهًا أَوْ تَرْكِ أَوْلَى فَتَأَمَّلْ۔

ترجمہ: امام محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبو سعید الخادمی الحنفی المتوفی: ۱۱۵۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں فساد عام ہے، یعنی امت کا نفس پرستی میں مبتلا ہونا اور بدعت میں مبتلاء ہونا یہاں تک کہ مکروہ

کا ارتکاب اگرچہ تنزیہہ ہو یا ترک اولی کی صورت میں ہو۔

(بریقۃ محمودیۃ: محمد بن محمد بن مصطفی بن عثمان، أبو سعید الخادمی الحنفی (۱: ۴۷))

امام فرماتے ہیں کہ ترک اولی کی صورت ہو یا مکروہ کو اپنانے کی صورت ہو یہ سب فساد ہے، تو جہاں ساری امت دین مصطفی کریم ﷺ کو ترک کر کے اور اللہ تعالی کی وحی کو چھوڑ کر فرنگی تعلیم کے پیچھے پڑ جائے اور علوم دینیہ کو اپنی ترقی کی راہ میں رکاوٹ جانے، قرآن کریم کو اپنی پسماندگی کا سبب جانے، اور عقیدہ ختم نبوت سے غداری کر جائے، اور عقیدہ ختم نبوت میں ہیر پھیر کرنے لگے اور وہ بھی انگریزوں سے پیسے لیکر، ان کی بیٹیاں تک یہود و نصاری کے اداروں کے سپرد کر دی جائیں، وہ ان کے عقائد تک بگاڑ دیں، ان کو ملحد بنا دیں، یونیورسٹی میں جانے والی لڑکیاں پھر پاکستان کی سڑکوں پر نعرے لگائیں کہ ہمیں اسلام نہیں چاہئے اور نہ ہی اسلام کا نظام چاہئے، پھر وہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ناموس پر حملے کریں، وہ حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلاف سرعام نعرے لگائیں، پھر پاکستانی حکومت تک ان کی حفاظت کرے اور ان کو سرکاری پروٹوکول کے ساتھ گھر تک پہنچایا جائے اور یہ نعرہ بازی صرف یہود و نصاری سے پیسے لیکر کروائی جائے۔ اور مسلمانوں کا خاندانی نظام تباہی کے دہانے کھڑا کر دیا جائے اور علماء حق جو ان فتنوں کے خلاف بولنے والے ہوں ان کو دبایا جائے، ان کو جیلوں میں ڈال دیا جائے، ان کے گھر کی خواتین کے ساتھ بہیمانہ سلوک کیا جائے، علماء کو ننگی گالیاں دی جائیں، مساجد کو بند کر دیا جائے، مساجد کے سپیکر تک بند کر دیئے جائیں، بے حیائی کو بڑھایا جائے، ٹی وی پر بننے والے ڈرامے دین اسلام کے شعائر کا مذاق اڑاتے ہوں، دین اسلام کو ظالم بنا کر پیش کرتے ہوں، یونیورسٹی میں پڑھانے والے پروفیسر الحاد کی تعلیم دیتے ہوں ٹی وی پر بیٹھے اینکر اسلام کے بارے میں ایسی گفتگو کریں کہ بالکل محسوس ہی نہ ہو کہ یہ مسلمان ہے بلکہ ایسا لگے کہ یہ یا تو ہندوستان کا ہندو اسلام پر اعتراض کر رہا ہے یا اسرائیل کا یہودی ہے۔ اور افسوس اس بات کا ہے کہ میرے ملک کے اکثر علماء کو اس کا ادراک تک نہیں ہے، اس کا درد تک ہونا تو بہت دور کی بات ہے، بس ہر بندہ اپنے کام میں لگا ہے، ہر بندے کو اپنے بچوں کے مستقبل کی فکر ہے، نہیں فکر تو صرف اسلام کی نہیں ہے۔

قال الطيبي: لم يقل إفسادهم لأنه أبلغ، كأن ذواتهم قد فسدت فلا يصدر منهم صلاح، ولا ينجع الوعظ فيهم، لا سيما إذا ظهر ذلک فی العلماء منهم والمقتفين آثارهم، فإذن المجاهدة معهم أصعب وأشق من المجاهدة مع الكفار، ولذلک ضوعف أجر من جاهدهم على من جاهد الكفار أضعافاً كثيرة۔

ترجمہ: امام الطیبی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا {عندفسادامتی} یعنی میری امت کے بگڑ جانے کے وقت، یہ نہیں فرمایا کہ میری امت کے فساد مچانے کے وقت، کیونکہ فساد امتی زیادہ بلیغ ہے دوسرے جملے سے کیونکہ جب کسی چیز سے فساد ظاہر ہوتو اس فساد کو دور کیا جاسکتا ہے مگر جب وہ چیز ہی خراب وفساد والی ہوجائے تو اس پر کوئی صلاح اثر نہیں کرتی اور جب امت ہی بگڑ جائے تو ان پر پھر کوئی بھی نصیحت اور وعظ اثر نہیں کرتا۔ اور خاص طور پر جب یہ فساد علماء میں ہی آجائے اور فساد والے علماء کے پیروکاروں میں آجائے، اس کا اجر اس لئے زیادہ بیان کیا گیا ہے کہ اس میں مجاہدہ کفار کے خلاف لڑنے سے زیادہ دقت و پریشانی والا ہے، یہی وجہ ہے میدان کارزار میں لڑنے والے مجاہد سے زیادہ اس کا اجر بیان کیا گیا ہے۔

(مرعاۃ المفاتیح: أبو الحسن عبید اللہ بن محمد عبد السلام بن خان محمد بن أمان اللہ بن حسام الدین الرحمانی (۱:۲۸۱)

فتنوں کی پہنچان از حد ضروری ہے:

(۱)......اگر دنیا میں انسان مذہبی اور دینی اعتبار سے صحیح سمت پر ہوتو یہ اس کے دنیاوی طور پر خوش حال اور آخرت میں کامیاب ہونے کی علامت ہے، ایک مسلمان کا سب کچھ اس کا دین ہوتا ہے، لہذا اگر کوئی سستی اور کوتاہی کرتے ہوئے اپنے دین کو فتنوں سے نہ بچائے تو وہ خسارے میں ہے، دوسری طرف اگر اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ رکھے تو وہ کامیاب وکامران ہے:

★...عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: اللهُمَّ أَصْلِحْ لِي دِينِي الَّذِي هُوَ عِصْمَةُ أَمْرِي، وَأَصْلِحْ لِي دُنْيَايَ الَّتِي فِيهَا مَعَاشِي، وَأَصْلِحْ لِي آخِرَتِي الَّتِي فِيهَا مَعَادِي، وَاجْعَلِ الْحَيَاةَ زِيَادَةً لِي فِي كُلِّ خَيْرٍ، وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِي مِنْ كُلِّ شَرٍّ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اللہ تعالی کی بارگاہ میں یوں دعا کیا کرتے تھے یا اللہ! میرے دینی معاملات کی اصلاح فرما کہ جس میں میری نجات ہے، یا اللہ! میری دنیا بھی درست فرما دے کہ جس میں میرا معاش ہے، اور میری آخرت بھی اچھی بنادے میں نے وہیں لوٹ کر جانا ہے، اور میرے لیے زندگی کو ہر خیر کا ذریعہ بنا، اور موت کو ہر شر سے بچنے کا وسیلہ بنادے۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوری (۴:۲۰۸۷)

دین کی حفاظت کی اہمیت:

اَللّٰھُمَّ أَصۡلِحۡ لِی دِینِی الَّذِی ھُوَ عِصۡمَةُ أَمۡرِی أی الذی ھو حافظ لجمیع أموری فإن من فسد دینہ فسدت جمیع أمورہ وخاب وخسر فی الدنیا والآخرة۔

ترجمہ: امام زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری المتوفی: ۱۰۳۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی اس دعا شریف (یا اللہ! میرے دینی معاملات کی اصلاح فرما، اسی میں میری نجات ہے) کا مطلب یہ ہے کہ دین کی وجہ سے میری ہر چیز قائم ودائم ہے، اگر دینداری ہی سبوتاژ ہوگئی تو تمام کے تمام امور درہم برہم ہوگئے اور دنیا وآخرت میں ناکامی ہی ناکامی ہوگی۔

(فیض القدیر: زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین المناوی القاہری (۲: ۱۳۷)

(۲)......ایک مسلمان اللہ تعالی کی توفیق سے اپنے دین کو فتنوں سے محفوظ کرتا ہے؛ اور جس راستے پر چلنے کا مومنین کو حکم دیا گیا ہے اسی راہ کا راہی بنتا ہے، وہ راستہ درج ذیل امور کو شامل ہیں:

(۱)......اخلاقی اور دینی اعتبار سے گرے ہوئے معاشرے سے دور رہے، اس کیلئے کفار کے علاقوں میں رہائش اختیار کرنے سے اجتناب کرے، اپنے آپ کو فاسقوں کی صحبت سے بچائے، چنانچہ جو شخص دین میں بگاڑ اور خرابیاں پیدا کرنے کے اسباب سے دور رہے گا تو اللہ تعالی کے حکم سے اس کا دین بگڑنے سے محفوظ رہے گا، اور یہ بھی ممکن ہے کہ کفار کے معاشرے میں رہنے والا مسلمان شخص کفریہ معاشرے سے متاثر ہو جائے، ہم نے بہت سے ایسے لوگوں کے بارے میں اپنی آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سنا ہے کہ وہ دین اسلام سے بیزار ہو گئے، جنہوں نے اپنے دین کا سودا فانی دنیا سے کر لیا؛ اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ کفریہ معاشرے اور کافروں سے مرعوب ہو گئے، اور ان کے ساتھ رہنے کی وجہ سے ان کا دل اور ضمیر دونوں مردہ ہو گئے۔

یہ مرض آج بہت زیادہ پھیل گیا ہے کہ ہمارے لبرل ازم کے شکار لوگ بہت زیادہ کافروں سے اور ان کی ترقی سے مرعوب ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان کو اسلام کے مقابلے میں ان کی رسومات پسند اور اہل اسلام کے مقابلے میں ان کو یہود ونصاری محبوب ہیں، پھر آہستہ آہستہ یہ لوگ کفر کی دلدل میں دھنستے چلے گئے۔

(۲)......اور اسی طرح گزشتہ معاملے سے ملتی جلتی یہ بات بھی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان ایسے اختلافات سے دور رہے جن میں دخل اندازی کی وجہ سے باہمی بغض، لاتعلقی اور معرکہ آرائی کو ہوا ملے۔

مسلمانوں کے ہاں سر اٹھانے والے فتنوں کے حالات کا اچھی طرح سے مطالعہ کریں تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جسے ان امور میں دخل اندازی کا فائدہ ہوا ہو کیونکہ ایسے امور میں دخل اندازی کا دینی اور دنیاوی ہر اعتبار سے نقصان ہوتا ہے، اسی لیے اسے شریعت میں منع قرار دیا گیا ہے، لہذا ایسے امور سے بچ کر رہنا ان فرامین الٰہیہ میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالی نے فرمایا:

{فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ} (سورۃ النور: ۶۳)

ترجمہ ضیاء الایمان: اللہ تعالی کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیے کہ کہیں انہیں فتنہ یا دردناک عذاب نہ پہنچ جائے۔

(۳)......مسلمان کیلئے دین بچانے کے متعلق معاون امور میں یہ بھی شامل ہے کہ اپنا ایمان مضبوط بنائے، اس کیلئے واجبات کی ادائیگی اور حرام امور سے اجتناب یقینی بنائے، چنانچہ سب سے بڑا فرض اور واجب نماز ہے، اس لیے مسلمان کو نماز قائم کرنے کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے کہ وہ مقررہ وقت پر، شرائط، ارکان اور خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے، فرمانِ باری تعالی ہے:

{وَأَقِمِ الصَّلَاةَ إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ} (سورۃ العنکبوت: ۴۵)

ترجمہ ضیاء الایمان: اور نماز قائم کر، بیشک نماز برائی اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔

نیز حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے کثرت سے نیکیاں کرنے کی ترغیب دلائی ہے تاکہ کوئی فتنہ آپ کے دین کو داغ دار نہ کر سکے، چنانچہ آپ ﷺ نے زر، زن، اور منصب جیسے دنیاوی فتنوں سے خبردار کیا کہ کہیں ان کی وجہ سے اپنے دین کا سودا نہ کر بیٹھیں! آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ ایسا ممکن ہے کہ رات کے وقت کوئی شخص مسلمان ہو اور جب صبح ہو تو وہ مرتد ہو چکا ہو! یا یہ بھی ممکن ہے کہ دن میں مسلمان ہو اور رات کے وقت مرتد ہو جائے۔

★...عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: بَادِرُوا بِالْأَعْمَالِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ، يُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَيُمْسِي كَافِرًا، أَوْ يُمْسِي مُؤْمِنًا وَيُصْبِحُ كَافِرًا، يَبِيعُ دِينَهُ بِعَرَضٍ مِنَ الدُّنْيَا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: (اندھیری رات کے اندھیروں جیسے فتنوں سے قبل نیک عمل کر لو (جن میں) انسان صبح مومن ہو گا تو شام کو کافر ہو جائے گا یا شام کو مومن ہو گا تو صبح کو کافر ہو جائے گا، وہ اپنا دین دنیا کے مال ومتاع کے عوض بیچ دے گا)

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري النيسابوري (۱:۱۱۰))

اہم بات یہ ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ہمیں اندھیری رات کے اندھیروں جیسے فتنوں سے خبردار فرمایا، جس میں انسان صبح مومن ہوگا تو شام کو کافر ہو جائے گا اللہ تعالی اپنی حفاظت میں رکھے، ایک دن میں ہی انسان اسلام سے پھر جائے گا، دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا؟ اس کی وجہ کیا ہوگی؟ دنیا کے بدلے میں اپنے دین کا سودا کرلے گا، اب آپ یہ مت سمجھیں کہ دنیا سے مراد صرف مال ہے، بلکہ اس میں دنیا کی ہر چیز شامل ہے، چاہے وہ مال کی صورت میں ہو یا عزت وجاہ کی شکل میں یا دنیاوی منصب یا عورت سمیت کسی بھی صورت میں ہو، دنیا کی ہر چیز دنیاوی متاع میں داخل ہوگی اور اسی کو اللہ تعالی نے ساز وسامان سے تعبیر کیا ہے، فرمانِ باری تعالی ہے:

{تَبْتَغُونَ عَرَضَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيرَةٌ} (سورۃ النساء: ۹۴)

ترجمہ ضیاء الایمان: تم دنیاوی ساز وسامان کی تلاش میں ہو! تو اللہ تعالی کے ہاں ڈھیروں غنیمتیں ہیں۔

اس لیے دنیا میں جو کچھ بھی ہے یہ عارضی ساز وسامان ہے۔ چنانچہ یہ جو لوگ صبح مومن ہوں گے تو شام کو کافر ہو جائیں گے یا شام کو مومن ہوں گے تو صبح کافر ہو جائیں گے یہ سب کے سب اپنا دین دنیا کیلیے فروخت کردیں گے۔ اللہ تعالی سے دعا کہ ہمیں اور آپ سب کو فتنوں سے محفوظ رکھے، آپ سب بھی ہمیشہ فتنوں سے اللہ تعالی کی پناہ مانگتے رہیں۔

(۴)......اسی طرح دعا کریں، اللہ تعالی نے ہماری دعا کرنے کیلئے رہنمائی فرمائی ہے اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے جامع دعائیں سکھلائی ہیں جو کہ اپنے دین کو تحفظ اور محفوظ رکھنے والے کیلئے مفید ثابت ہوں گی، ان دعاؤں میں سے ہر رکعت میں پڑھی جانے والی دعا ہے جو کہ فرمانِ باری تعالی: {اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ} یا اللہ! ہمیں سیدھا راستہ دیکھا۔

★...عَنْ أَبِي الْحَوْرَاءِ، قَالَ: قَالَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ عَنْهُمَا: عَلَّمَنِي رَسُولُ صَلَّى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٍ أَقُولُهُنَّ فِي الْوِتْرِ، قَالَ ابْنُ جَوَّاسٍ: فِي قُنُوتِ الْوِتْرِ: اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو الحوراء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے وتر میں پڑھی جانے والی قنوت سکھائی کہ

(اے اللہ! مجھے ہدایت دے کر ان لوگوں کے زمرے میں شامل فرما جنہیں تو نے رشد و ہدایت سے نوازا ہے اور مجھے عافیت دے کر ان میں شامل فرما دے جنہیں تو نے عافیت دی ہے اور جن کو تو نے اپنا دوست قرار دیا ہے ان میں

مجھے بھی شامل کر کے اپنا دوست بنا لے۔ جو کچھ تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لیے برکت ڈال دے اور جس شر و برائی کا تو نے فیصلہ کر دیا ہے اس سے مجھے محفوظ رکھ اور بچا لے۔ یقیناً فیصلہ تو ہی صادر کرتا ہے تیرے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا اور جس کا تو والی بنا وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہو سکتا اور جس سے تو دشمنی رکھے وہ کبھی عزت نہیں پا سکتا۔ ہمارے پروردگار! تو ہی برکت والا اور بلند و بالا ہے)۔

(سنن أبي داود: أبو داود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي (۲: ۶۳)

اس کے علاوہ بھی دیگر دعائیں بہت زیادہ ہیں جن میں ایک شخص اللہ تعالی سے دین پر قائم دائم رہنے اور نیکی کی دعا مانگتا ہے، اللہ تعالی سے صراط مستقیم پر چلانے اور اسی پر ثابت قدمی کا مطالبہ کرتا ہے، نیز اللہ تعالی کی رضا حاصل کرنے کیلئے بہتر اور مختصر ترین راستے کا مطالبہ بھی کرتا ہے۔

(۵)...... برے دوستوں سے پرہیز:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: الرَّجُلُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: (انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے اس لیے تم میں سے کوئی دوستی کرنے سے پہلے دیکھ لے کہ کس کو دوست بنا رہا ہے۔

(سنن الترمذي: محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (۴: ۱۶۷)

امام الخطابی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

مَعْنَاهُ لَا تُخَالِلْ إِلَّا مَنْ رَضِيتَ دِينَهُ وَأَمَانَتَهُ فَإِنَّكَ إِذَا خَالَلْتَهُ قَادَكَ إِلَى دِينِهِ وَمَذْهَبِهِ، وَلَا تُغَرِّرْ بِدِينِكَ، وَلَا تُخَاطِرْ بِنَفْسِكَ، فَتُخَالِلْ مَنْ لَيْسَ مَرْضِيًّا فِي دِينِهِ وَمَذْهَبِهِ۔

ترجمہ: امام أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي المتوفى: ۳۸۸ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ تم صرف اسی کو اپنا دوست بناؤ جس کا دین اور امانت تمہیں پسند ہو؛ کیونکہ اگر تم ایسے شخص سے دوستی کرو گے تو وہ تمہیں اپنے دین اور مذہب کی جانب لے جائے گا، اس لیے کسی ایسے شخص سے دوستی کر کے اپنے دین کو خطرے میں مت ڈالو جس کا دین اور مذہب تمہیں پسند نہیں ہے۔

(العزلة: أبو سليمان حمد بن محمد بن إبراهيم بن الخطاب البستي المعروف بالخطابي: ۴۶)

آج لوگ قادیانیوں سے دوستیاں لگاتے ہیں اوران کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھتے ہیں، پھر آہستہ آہستہ ان کا ایمان تک برباد ہوجاتا ہے۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو ٹیلی ویژن پر اینکروں کو سنتے ہیں اور ڈرامے اور فلمیں دیکھتے ہیں وہاں سے کفریہ تعلیمات عام کی جاتی ہیں تو ان کا بھی اسی طرح ایمان ضائع ہوجاتا ہے۔

وزیر اعظم سے مشیر زیادہ پلید کیسے ہوگیا؟

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ: وَقَدْ رُوِيَ فِي هَذَا الْحَدِيثِ: انْظُرُوا إِلَى فِرْعَوْنَ مَعَهُ هَامَانُ انْظُرُوا إِلَى الْحَجَّاجِ مَعَهُ يَزِيدُ بْنُ أَبِي مُسْلِمٍ شَرٌّ مِنْهُ انْظُرُوا إِلَى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ صَحِبَهُ رَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ فَقَوَّمَهُ وَسَدَّدَهُ وَيُقَالُ: إِنَّ الْخُلَّةَ مَأْخُوذَةٌ مِنْ تَخَلُّلِ الْمَوَدَّةِ الْقَلْبَ وَتَمَكُّنِهَا مِنْهُ: وَهِيَ أَعْلَى دَرَجِ الْإِخَاءِ وَذَلِكَ أَنَّ النَّاسَ فِي الْأَصْلِ أَجَانِبُ فَإِذَا تَعَارَفُوا ائْتَلَفُوا فَهُمْ أَوِدَّاءُ وَإِذَا تَشَاكَلُوا فَهُمْ أَحِبَّاءُ فَإِذَا تَأَكَّدَتِ الْمَحَبَّةُ صَارَتْ خُلَّةً۔

ترجمہ: حضرت سیدنا سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس حدیث پاک میں مروی ہے: تم فرعون کے ساتھ ہامان کو دیکھو اور حجاج کے ساتھ یزید بن ابی مسلم کو دیکھو تو وہ اس سے بھی زیادہ شریر نظر آئیں گے۔ حضرت سیدنا رجاء بن حیوہ رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن عبدالملک کی صحبت اختیار کی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھی حاکم کی غلطی کی اصلاح کی اور اس کو سدھارا۔

بلاشبہ دوستی دل میں سماجانے والی الفت سے لی جاتی ہے اور اسی پر اس کا مدار ہوتا ہے اور یہ دوستی کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔ دراصل لوگ آپس میں اجنبی ہیں تو اگر وہ ایک دوسرے کو جان لیں تو انسیت رکھنے والے ہوتے ہیں اور اگر وہ ساتھی کی مشابہت اختیار کرلیں تو وہ محبت کرنے والے ہوجاتے ہیں پھر جب ان کی محبت مضبوط ہوجاتی ہے تو وہ دوستی اختیار کرلیتی ہے۔ (العزلۃ: أبوسلیمان حمد بن محمد بن إبراہیم بن الخطاب البستی المعروف بالخطابی: ۴۲)

(۶)......علم شرعی کا حصول، اور معتمد اہل علم سے رجوع:

مسلمان کو دین سے متعلقہ فتنوں سے محفوظ رکھنے کیلئے علم شرعی سب سے عظیم ترین وسیلہ ہے، یہی وجہ ہے کہ جاہل لوگ اپنے دین کو فتنوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیتے ہیں، آپ نظر دوڑا کر دیکھیں کہ کتنے لوگ ہیں اگر آپ ان کی حالت کو دیکھیں اور غور فکر کریں تو آپ کو علم سے کورے نظر آئیں گے، اور اگر کسی کو علم ہوا بھی تو وہ فانی دنیا کے حصول کیلئے اپنا دین فروخت کرچکا ہوگا۔

سوم:

اگر کوئی شخص دین سے متعلق فتنوں میں ملوّث ہو چکا ہو تو:

(۱)......جتنی جلدی ہو سکے اس فتنے سے باہر آ جائے اور اس سے بالکل الگ تھلگ ہو جائے، نیز اللہ تعالی کے سامنے عاجزی وانکساری کیساتھ پکی توبہ بھی کرے، اللہ تعالی کے حقوق میں آنے والی کمی پر پشیمان بھی ہو، نیز آئندہ ایسی حرکت نہ کرنے کا پختہ عزم بھی کرے۔

(۲)......اپنا ماحول درست کرے اگر پہلے اس کے آس پاس کے لوگ اچھے نہیں تھے تو اب اچھے لوگوں سے تعلق بنائے۔

(۳)......اللہ تعالی سے پورے اخلاص اور یقین کے ساتھ دعا کرے کہ اللہ تعالی اسے اس آزمائش سے نکال دے۔

(۴)......زیادہ سے زیادہ نیک عمل کرے اور اس کیلئے تن من کی بازی لگا دے۔

فرمانِ باری تعالی ہے:

{وَأَقِمِ الصَّلاَةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًامِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ }{وَاصْبِرْ فَإِنَّ اللَّهَ لاَيُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ}(سورۃ ھود:۱۱۴، ۱۱۵)

ترجمہ ضیاء الایمان: نیز آپ دن کے دونوں طرفوں کے اوقات میں اور کچھ رات گئے نماز قائم کیجئے۔ بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں یہ ایک یاد دہانی ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ تعالی کو یاد کرتے رہتے ہیں اور صبر کیجئے اللہ تعالیٰ یقیناً نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

انسان کو کوئی بھی کام کرنے سے پہلے مکمل دلائل اور اس کی جانچ پڑتال کر لینی چاہیے، اپنے بارے میں اسے معلوم ہونا چاہیے کہ اس کا کس جانب سے نقصان ہوا ہے، شیطان کو کس راستے اور دروازے سے گمراہ کرنے کی کامیابی ملی ہے چنانچہ اگر جنسی شہوت کی وجہ سے وہ فتنے میں مبتلا ہوا تو پھر جتنی جلدی ہو سکے شادی کا انتظام کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو پھر کثرت سے روزے رکھے، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی حدیث کے مطابق اس کی شہوت ٹوٹ جائے گی۔

مذکورہ حدیث شریف کی توضیح

وَالْمُرَادُهُنَاأَنَّ الصَّوْمَ يَقْطَعُ الشَّهْوَةَوَيَقْطَعُ شَرَّ الْمَنِيِّ كَمَايَفْعَلُهُ الْوِجَاء۔

ترجمہ: امام اَبوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی المتوفی:۶۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حدیث نبوی کا

مفہوم یہ ہے کہ روزے سے شہوت کا زور ٹوٹ جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جنسی برے خیالات ختم ہوجاتے ہیں جیسے کہ خصی ہونے سے جنسی طاقت ختم ہوجاتی ہے۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج: أبوزکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (۹: ۱۱۳))

اور اگر فتنے میں پڑنے کا سبب جنسی شہوت نہیں تھا بلکہ شبہات ہیں تو پھر ان شبہات کا علاج بالضد کرے، اوپر کی سطور میں احادیث نبویہ کی روشنی میں فتنوں سے بچاؤ کیلئے اسباب ذکر کئے گئے ہیں۔

اللہ تعالی نے ہمیں انسان کی صورت میں وجود بخشا، یہ اللہ کا انتہائی عظیم انعام ہے، اللہ تعالی کی مخلوق میں انس وجن ہی مستحقِ جزاء وسزاء ہیں، اس لیے کہ اللہ تعالی نے انسان کو قوتِ ارادہ عطا کیا، پھر عقل دی جس سے وہ خبیث وطیب میں تمیز کر سکے، اپنے نفع ونقصان کو سمجھ سکے، اور اسے ہدایت وضلالت کے درمیان امتحان کے لیے چھوڑ دیا، اس کی ہدایت کے لیے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث کیا، جنہوں نے وحی کی روشنی میں ہدایت کی راہیں بتائیں، انبیاء کرام علیہم السلام کے سلسلے کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ پر ختم کیا، آپ ﷺ پر انتہائی جامع وحی نازل کی، جس میں انسان کو اللہ تعالی سے مربوط رکھنے کی تعلیم، اللہ تعالی کی مرضیات کے مطابق قول وفعل کے لیے احکامِ فقہیہ کی تعلیم، اخلاق کی درستگی کی لیے تزکیہ نفس کی تعلیم، حقوق العباد کے لیے معاشرت کی تعلیم، اور کسبِ حلال کے لیے معیشت کی تعلیم بھی مکمل جامعیت کے ساتھ دی اسی طرح قیامت تک آنے والے فتنوں سے مطلع کیا گیا، غرضیکہ ان تمام امور کی تعلیم دی گئی جو انسان کی دنیوی ضرورت کو بہ حسن وخوبی پورا کرنے کے ساتھ ساتھ آخرت کی کامیابی کی مکمل ضامن ہو، جب تک امت حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرتی رہی دنیوی کامیابیاں قدم بوسی کرتی رہیں مگر جہاں امت نے تعلیماتِ نبویہ سے انحراف کیا اور اپنی خواہشات کے مطابق قرآن وحدیث کی باطل تاویلات کرنی شروع کردی تو اللہ نے اس کو ہر طرح کی دنیوی پریشانی میں مبتلا کردیا۔ قرآن کریم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا {اَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِيْن} ترجمہ ضیاء الایمان: تم ہی سربلند رہو گے اگر صفتِ ایمان کے ساتھ متصف رہے۔

ایک سنگین مسئلہ: مسلمانوں کو بڑی سنجیدگی کے ساتھ اس مسئلہ پر غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ مقصدِ حیات کیا ہے؟ اور آج کا انسان مقصدِ حیات کو پس پشت ڈال کر کہاں جارہا ہے؟

لوگوں کا عجیب حال ہے، زندگی ایسی گزار رہے ہیں، جیسے مرنا ہی نہیں ہے۔ اور زندگی کا حساب دینا ہی نہیں ہے

حالانکہ نہ تو موت سے کوئی بچ سکتا ہے اور نہ حساب و کتاب سے۔ مغرب نے مادّیت یعنی دنیا پرستی کو لوگوں کے ذہن ودماغ پر ایسا سوار کردیا ہے کہ دینی علم اور فکر آخرت میں رسوخ کے بغیر دنیاداری سے بچنا انتہائی دشوار ہے۔ اہل مغرب نے دنیوی تعلیم میں لوگوں کو ایسا مشغول کیا کہ دینی تعلیم کے لیے فرصت ہی نہیں بچی اور ٹیلی ویژن پر اخبار بینی، اسپورٹ، سیریل، فلم، ناچ، گانے اور مختلف پروگراموں میں ایسا مشغول کیا کہ دین کے لیے وقت ہی نہیں بچا، نہ دین سیکھنے کا وقت ہے اور نہ اس پر عمل کرنے کی فرصت۔

دنیوی تعلیمی نصاب میں مادی افکار کی زہرافشانی:

دنیوی تعلیمی نصاب میں مادّی افکار کا زہر اور اس کے ایمان سوز اثرات، افکار، اعتقادات اور تہذیب وثقافت کو بھی شامل کیا اور خواہ مخواہ یہ ثابت کیا کہ مذہب انسان کا نجی مسئلہ ہے، اجتماعی زندگی میں اس کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ انسان کو نجی زندگی میں مذہب سے دور رکھنے کے لیے تعلیم دی کہ اسے اپنی زندگی گزارنے میں کسی خدائی پابندی کا لحاظ کرنے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ کرنا ہو سب دنیا ہی کے لیے کرو، اپنی ہر چیز کو دنیا کی کامیابی کے لیے قربان کردو، اپنا مال، اپنی جان، اپنا وقت، اپنی اولاد سب کو دنیاداری میں مشغول کردو۔ {اللّٰھُمَّ احفَظْنَا مِنہ}

یہود ونصاریٰ نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حقائق کا جو بھی ادراک ہوتا ہے وہ محض مشاہدہ اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے لیے کسی نبی اور رسول کی ضرورت نہیں، اور اسی خطرناک حربہ کے ذریعہ عورت کو آزادی دلائی، جو آزادی نہیں بربادی کا باعث ہوئی۔ آج دنیا کے حالات اس پر گواہ ہیں اور جب عورت گھر سے بے پردہ ہو کر باہر آئی تو زناکاری کے لیے لائسنس جاری ہونے لگے، مرد اور عورت کی رضامندی کو زنا کی فہرست سے خارج کردیا، جس کے سبب یورپ میں خاندانی نظام جو تباہ ہوا، وہ دنیا والوں کے سامنے ہے۔ گویا مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِأَخِيْهِ وَقَعَ فِيْه کا یورپ صحیح مصداق ٹھہرا، جو اپنے بھائی کے لیے کنواں کھودتا ہے خود ہی اس میں گرتا ہے۔

معاشرے کے بچوں کی نصابی کتابوں میں جنسیت کے مواد کو شامل کیا اور العیاذ باللہ انسان کو یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ یہ دنیا میں محض جنسی ضرورت پوری کرنے کے لیے ہے، اس طرح انسان کو اشرف المخلوقات کے درجہ سے اتار کر دیگر حیوانوں کی صف میں لا کھڑا کردیا۔ یہ دشمنانِ ایمان نہیں بلکہ دشمنانِ انسانیت بھی ہیں۔ محض اپنے مفاد کی خاطر مسلمانوں ہی کو نہیں؛ بلکہ پورے انسانی معاشرے کو عالمگیر پیمانے پر اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ اپنے ایمان کی حفاظت یہ ہمارا اولین ترجیح ہونی چاہیے کیونکہ اگر ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے، تو ناقابلِ تلافی نقصان اٹھانا پڑے گا،

جس پر موت کے بعد کف افسوس ملنے سے بھی کوئی فائدہ نہ ہوگا اور اس کے بعد عذابِ جہنم سے خلاصی کی بھی کوئی صورت نہیں ہوگی، جیسا کہ قرآن کریم نے جابجا بیان کیا ہے۔ لہٰذا اس مسئلہ کی سنگینی کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل ہدایات پر عمل کیا جائے۔

★۔۔۔سَمِعَ سَعِيدَ بْنَ أَبِي سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَاهُ سَمِعَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: اجْتَنِبُوا أَعْدَاءَ اللهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فِي عِيدِهِمْ يَوْمَ جَمْعِهِمْ فَإِنَّ السَّخَطَ يَنْزِلُ عَلَيْهِمْ فَأَخْشَى أَنْ يُصِيبَكُمْ وَلَا تَعْلَمُوا بِطَانَتَهُمْ فَتَخَلَّقُوا بِخُلُقِهِمْ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی یہودیوں سے پرہیز کرو اور نصاریٰ سے بھی ان کی عیدوں کے دن اور ان کے جمع ہونے کے دن پرہیز کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا غضب ان پر نازل ہوتا ہے، مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ غضب تم پر ہی نہ نازل ہوجائے، اور تم عجمیوں کی بولیاں نہ سیکھو کیونکہ اس سے تم میں ان کی عادتیں آجائیں گی۔

(شعب الایمان: أحمد بن الحسین بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبوبکر البیہقی (۱۸:۱۲))

یہ فرمان شریف بار بار پڑھیں کیونکہ آج پوری دنیا میں تمام مسلمان انگریزی سیکھنے میں مصروف ہوگئے اور اس طرح فرنگی کی تہذیب ہمارے اندر درآئی اور آج یہ حالت ہوئی ہے کہ مسلمان خواتین اپنے برقعے جلا رہی ہیں، پردہ کے خلاف تقاریر کررہی ہیں، تعدد نکاح کے خلاف عورتیں بیان کررہی ہیں۔ آہ یہ نتیجہ نکلا ہے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان شریف کی مخالفت کا۔

(۱)......علماء ربانیین کی تحریروں، تقریروں اور ان کی مجالس سے فتنہ کو جانا جائے اور اس کے انجام پر نظر رکھی جائے اور اس سے بچنے کی مکمل تدابیر اختیار کی جاسکیں۔

(۲)......اور خود کو انہیں علماء کے قریب کیا جائے جو موجودہ دور کے تازہ فتنوں سے آگاہی رکھنے والے اور ان کا رد کرنے والے ہوں۔

(۳)......دعاء کا اہتمام کیا جائے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے مانگا جائے۔

(۴)......اسلامی فرائض کا خاص اہتمام کیا جائے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور ہر حالت میں ان فرائض کو ادا کرنے کی انتھک کوشش کی جائے۔

(۵)......مقصدِ حیات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کی رضامندی کا حصول ہر حالت میں پیش نظر رکھا جائے۔ اور

اخلاص کے ساتھ اس پر عمل کرنے کی کوشش کی جائے جس سے اللہ تعالی راضی ہوتا ہے، اور ہر اس قول وعمل سے بچا جائے، جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہے۔

(۶) ......آخرت کی فکر اپنے اندر پیدا کی جائے اور اس کے لیے صالحین کی صحبت اختیار کی جائے اور ایسی کتابیں پڑھی جائیں، اور گھر میں اس کی تعلیم کی جائے جو فکر آخرت پیدا کرتی ہوں۔

(۷) ......اسلام کے بارے میں ادھوری معلومات رکھنے والوں سے بچا جائے۔

(۸)......دینی تعلیم حاصل کرنے کا نظام بنایا جائے، ہماری تمام پریشانیوں کا حل دینی تعلیم کے سیکھنے اور اس پر عمل کر نے میں ہے، ہمارے بچے، بڑے، عورتیں، جوان؛ سب کو خوب اچھی طرح اسلامی عقائد سے واقف ہونا چاہیے، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے احکام ہر ایک کے لیے ضروری ہیں، اور تاجر کے لیے تجارت کے احکام، جس کا جو پیشہ ہو اس پیشہ کے احکام سے واقف ہونا فرض ہے۔ یا تو صحیح العقیدہ علماء سے براہِ راست سیکھا جائے یا گھر میں ان کی کتابوں کی تعلیم کی جائے۔

(۹)......صالحین کی صحبت اختیار کی جائے اور ان کے سامنے اپنے باطنی احوال رکھ کر علاج کروایا جائے اور تزکیہء نفس کی فکر کی جائے، اس سے متعلق کتابیں پڑھی جائیں۔

(۱۰)......اپنے بچوں کی دینی تربیت کی جائے اور فیشن پرستی سے دور رکھا جائے، گھر کا ماحول دینی بنایا جائے ادعیہء ماثورہ کے خود بھی عادی بنیں اور گھر والوں کو بھی بنائیں، صبح وشام کی مسنون دعائیں اور اذکار کا خاص اہتمام کیا جائے

(۱۱)......بُرے لوگوں اور بری تہذیب سے مکمل پرہیز کیا جائے۔ خاص طور پر ٹیلی ویژن، ویڈیو، میوزک، ناچ گانے سے بچا جائے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے ٹی وی صرف خبروں کے لیے رکھا ہے مگر انھیں یہ سوچنا چاہیے کہ مرنے کے بعد دنیا بھر کی خبروں کا سوال نہیں ہوگا؛ بلکہ خود آپ کی خبر لی جائے گی اور پھر جزاء وسزا کا فیصلہ ہوگا۔

(۱۲)......قرآن کریم کو پڑھا جائے اس کو سمجھا جائے اور اس پر عمل کیا جائے، جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا مگر افسوس کہ امت نے قرآن کو پس پشت ڈال دیا نہ اس کی تلاوت ہوتی ہے نہ اس کو سمجھنے کی سعی اور نہ اس پر عمل بلکہ اس پر مزید ظلم یہ کیا کہ اس میں تحریفات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ لہٰذا ائمہ مساجد اور علماء سب سے پہلے اس کو صحت اور تجوید کے ساتھ پڑھنا سیکھیں، ائمہ اور علماء بھی فکر مندی سے امت کو قرآن کی تعلیم دیں اور جو لوگ قرآن فہمی کے اصول وقواعد سے مکمل واقف ہوں ان سے قرآن کو سمجھا جائے۔

عوام کے لیے عام فہم تفاسیر یہ ہیں: (۱)......تفسیر ناموس رسالت (مطبوعہ) (۲)......تفسیر ناموس صحابہ (مطبوعہ)

(۳)......تفسیر ناموس توحید (بہت جلد طبع ہوگی ان شاء اللہ تعالی)

(۱۳)......وقت کی قدر کریں اور ہر وقت ایسا عمل کریں جس سے آخرت کا فائدہ ہو۔

آج انسان کا سب سے بڑا مسئلہ وقت کا ضیاع ہے، لوگوں کو بے ہودہ باتوں میں مبتلا کر کے دشمنانِ انسانیت نے بڑا ظلم ڈھایا ہے، موبائل، ٹی وی، انٹرنیٹ، تفریح گاہیں وغیرہ کو اتنا عام کیا جا رہا ہے کہ اللہ تعالی کی پناہ انسان آخرت کی تیاری سے بے خبر ہو کر ان میں مصروف ہے۔

(۱۴)......حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سیرت مبارکہ کا خاص طور پر مطالعہ کیا جائے آپ ﷺ کی سیرت اور زندگی قیامت تک آنے والوں کے لیے اسوہ اور نمونہ ہے۔ اس موضوع پر ہماری کتب

(۱)...... یہ امت بزدل نہیں (۱)......رسول اللہ ﷺ پر کوڑا پھینکنے والی بڑھیا کی حقیقت۔

(۲)......گستاخوں کے خلاف رسول اللہ ﷺ کے گیارہ فیصلے

(۳)......گستاخوں کے قتل پر رسول اللہ ﷺ کا خوش ہونا

(۴)......اذان حجاز

(۱۵)......دفاع ختم نبوت اور قادیانیت کے تعاقب کا محاذ ہمارے دینی محاذوں میں سے ایک اہم مورچہ ہے جس پر ایک صدی سے زائد عرصے سے ہمارے اکابر جدوجہد کرتے آرہے ہیں۔ دین کی جدوجہد کے دیگر شعبے بھی ہمارے میدان کار ہیں، جہاد کا میدان ہو، دعوت وتبلیغ کا محاذ ہو، تعلیم وتدریس کا شعبہ ہو، اصلاح وتربیت کا دائرہ ہو، ناموس توحید، ناموس رسالت اور ناموس صحابہ کے تحفظ ودفاع کی جدوجہد، یا سیکولر قوتوں کا مقابلہ کرتے ہوئے نفاذ شریعت کی جدوجہد کو آگے بڑھانا ہو، یہ سب دین کے کام ہیں اور ہمارے اپنے کام ہیں۔ البتہ تقسیم کار ہے جس میں ہر شعبہ کو مختلف احباب نے سنبھال رکھا ہے۔ میں عرض کیا کرتا ہوں کہ دوسرے مذہبی حلقوں کا کام آسان ہے کہ انہوں نے صرف ایک ایک مورچہ سنبھالا ہوا ہے مگر اسلام نے جو ہمیں حکم دیا ہے اس کا معاملہ مختلف ہے کہ ہم نے ان سب شعبوں میں کام کرنا ہے اور بحمد اللہ تعالیٰ ان تمام دائروں میں ہم ہی کام کر رہے ہیں، صرف اتنی بات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ اسے اختلاف کی بجائے تقسیم کار سمجھا جائے اور ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ، تعاون اور احترام کا ماحول قائم رکھا جائے۔

(۱۶)......قادیانیوں کے ساتھ ہماری کشمکش ایک صدی سے زیادہ عرصہ سے چل رہی ہے جو اس وقت بھی جاری ہے

اور نہ صرف ہمارے خطے میں بلکہ دنیا بھر میں اس کشمکش کے مختلف دائرے موجود ہیں: مثلاً ان میں سے ایک دائرہ یہ ہے کہ قادیانیوں نے اپنے بارے میں امت مسلمہ کے اجتماعی فیصلے اور متفقہ فیصلے کو ماننے سے انکار کر رکھا ہے اور وہ مسلسل اسی پر اصرار کیے جا رہے ہیں بلکہ عالمی سطح کے مختلف محاذوں پر امت مسلمہ کے اجتماعی فیصلے کی نفی کرتے ہوئے ان کے خلاف مہم جاری رکھے ہوئے ہیں۔اس لیے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ عالمی سطح پر ہم بھی جائیں اور دنیا کو یہ سمجھائیں کہ جن فیصلوں کو قادیانی گروہ نے چیلنج کر رکھا ہے وہ درست فیصلے ہیں، شریعت اسلامی کے مطابق ہیں، مسلمانوں کے متفقہ فیصلے ہیں اور قانون اور اخلاقی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ یہ بہر حال ہماری ذمہ داری ہے اور اسے انجام دینے کے لیے ہمیں عالمی سطح پر کچھ نہ کچھ ضرور کرنا ہوگا اور بین الاقوامی محاذوں اور عالمی رائے عامہ سے بے پرواہی کے رویہ پر نظر ثانی کرنا ہوگی۔

(۱۷)......قادیانیت کے محاذ پر کام کا ایک دائرہ یہ ہے کہ، اگر میری اس بات کو گستاخی نہ سمجھا جائے تو میرا تاثر اور تجزیہ یہ ہے کہ عوام تو رہے ایک طرف دینی مدارس کے طلبہ اور اساتذہ کی غالب اکثریت بھی قادیانیت کے مسئلہ کی نوعیت، پس منظر اور تقاضوں سے بے خبر ہے اور یہ بہت بڑا خلا ہے جو ہمارے دینی ماحول میں پایا جاتا ہے۔ میرے خیال میں اس سلسلہ میں صرف عقائد کے اختلاف کے حوالہ سے چند ضروری معلومات فراہم کر دینے سے بات نہیں بنے گی بلکہ قادیانیت کے تاریخی پس منظر، ان کے دجل وفریب کے مختلف مراحل، آج کے حالات میں ان کے کام کے دائرے اور طریقہ واردات سے آگاہی ضروری ہے۔اور عالمی محاذوں پر انہوں نے جو موقف اختیار کر رکھا ہے اس سے واقفیت اور اس کے جواب سے واقفیت حاصل کرنا بھی ہماری ذمہ داری ہے۔اس کے لیے دینی مدارس کے ماحول میں ذہن سازی اور فکری تربیت کی سخت ضرورت ہے اور قادیانی فتنہ کو آج کے بین الاقوامی تناظر میں سمجھ کر اس کا تعاقب کرنا وقت کی ضرورت ہے۔

(۱۸)......عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کا ایک دائرہ عوامی بیداری ہے کہ عوام کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیت کے دجل وفریب سے مسلسل آگاہ رکھا جائے۔خصوصاً ہماری آج کی نسل کو ان دونوں باتوں سے صحیح آگاہی حاصل نہیں ہے، وہ نوجوان جو مسجد اور دینی مدرسہ سے وابستگی رکھتے ہیں اور علماء کرام اور مشائخ عظام کے ساتھ ان کا عملی تعلق ہے، ان کو چھوڑ کر باقی پوری نسل کو سرے سے قادیانیت کے بارے میں ہی کچھ پتا نہیں ہے، ان کی بڑی تعداد قادیانیوں کو مسلمانوں کے مختلف فرقوں کی طرح کا ایک فرقہ سمجھتی ہے اور قادیانیوں کے لیے انہیں اپنا شکار بنانا زیادہ مشکل کام نہیں ہوتا۔

(۱۹)......علماء کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ قادیانیت صرف عقیدہ ختم نبوت سے انکار کا نام نہیں ہے بلکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے {ثلاثون کذابون} کے ساتھ دجالون کا جو لفظ ارشاد فرمایا ہے اس کا سب سے صحیح مصداق قادیانی گروہ ہے، اس لیے قادیانیت دجل وفریب کا نام ہے جس سے بچنا کسی عام مسلمان کے بس کی بات نہیں اور علماء کرام ہی کو یہ محنت کرنا ہوگی کہ وہ عام مسلمانوں کو قادیانیوں کے دجل وفریب سے آگاہ کرتے رہیں۔

پاکستان وہندوستان میں فتنہ قادیانیت کی پھیلی جڑیں اور اس کی طرف ہماری عدم توجہ کی المناک مجرمانہ خاموشی:

اگر ہم تاریخ اسلام کے جھروکوں میں لمحہ بھر کیلئے جھانکیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ بدقسمتی سے ملتِ اسلامیہ کئی فرقوں میں تقسیم ہوئی، باہمی تعصب نے بارہا امتِ مسلمہ کے امن وسکون کو درہم برہم کیا، فتنہ وفساد کے شعلوں نے بڑے الم ناک حوادث کو جنم دیا اور گردشِ دوراں نے امتِ مسلمہ کے اتحاد واتفاق کو انتشار وافتراق میں بدل دیا، لیکن اتنے اشد اختلافات کے باوجود تمام مکاتبِ فکر کے علماء اس امر پر متفق رہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی اسلامی نظام کی مثل کوئی نیا نظام آئے گا، چنانچہ گزشتہ ۱۴ صدیوں میں جس نے بھی نبی ہونے کا دعویٰ کیا اس لعین کو مرتد اور زندیق قرار دیا گیا اور اس کے خلاف علم جہاد بلند کر کے اس کی جھوٹی نبوت کو خاک میں ملا دیا گیا اور جس نے بھی اسلام کے نام پر اسلام ہی کے مقابلے میں نیا نظام رائج کرنے کی کوشش کی وہ اپنے عبرتناک انجام سے دوچار ہوا جیسا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے آخری نبی ہونے کی شہادت رب لم یزل نے کتاب انقلاب میں دی۔

یہی وجہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے ان چند بنیادی عقیدوں میں سے ایک ہے جن پر ہمیشہ ملتِ اسلامیہ کا اجماع رہا ہے اگر ہم ہندوستان کی تاریخ کو بنظر عمیق دیکھیں تو یہ بات طشت از بام ہے کہ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد مسلمان اپنی سیاسی ومذہبی بالادستی کھو دینے کی وجہ سے سخت ذہنی پریشانی اور یاس وقنوط کا شکار ہو چکے تھے اور اپنے اس اضمحلال واضطراب سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لئے ہر طرف منتظر آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ کوئی مرد خدا آ کر انہیں اس کرب وبلا سے نجات دلائے، اس دور کے مسلم دانشور بھی احیاء اسلام کے درد سے مضطرب وبے چین تھے مگر انہیں دوہری دشواری کا سامنا تھا ایک تو انقلاب زمانہ نے ان سے دنیاوی حکومت اور جاہ وجلال چھین لیا تھا، دوسری طرف یورپ کا مادی انقلاب ان کی دینی اقدار کو پامال اور جذبہ جہاد کو سبوتاژ کر رہا

تھا، ادھر انگریزوں کے ناپاک عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے میر جعفر اور میر صادق سے بڑھ کر غدار، ضمیر فروش، ابن الوقت اور ایسے دین فروش کی ضرورت تھی جو کمپنی بہادر کا وفادار اور انگریز سرکار کا ایجنٹ ہو چنانچہ ۱۸۵۷ء کی تحریک آزادی کے بعد امت مسلمہ کے دلوں سے جذبہ جہاد نکالنے کیلئے اور مسلمانوں کے دینی عقائد کو مسخ کرنے کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال کا انتخاب کیا گیا، بھارت کے صوبہ مشرقی پنجاب کے ضلع گورداس پور کی تحصیل بٹالہ کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان کے رہنے والے اس شخص نے ایک ہی جست میں صرف نبوت کا دعویٰ ہی نہیں کیا بلکہ عالم کے روپ میں سامنے آیا، کبھی سازش کے تحت نصرانیوں سے مناظرہ کر کے ایک مناظر کی شکل میں روشناس ہوتا رہا اور سادہ لوح مسلمانوں کی ہمدردیاں حاصل کرتا رہا، کبھی دجل وفریب پر مبنی کتابیں لکھ کر خود کو ایک مصنف کی حیثیت سے متعارف کرواتا رہا تو کبھی اپنی جھوٹی تعلیمات کے اشتہارات شائع کر کے سستی شہرت حاصل کرتا رہا۔

کبھی اپنے آپ کو مجدد کہا تو کبھی مامور من اللہ بنا، کبھی خود کو محدث کہا تو کبھی اپنے آپ کو امام زماں لکھا، کہیں مہدی اور کہیں مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا تو ظلی بروزی نبی بنا مختصر یہ کہ بالآخر ۱۹۰۱ء میں تمام حدود پھلانگ کر اپنی جھوٹی نبوت ورسالت کا اعلان کر دیا اور لوگوں کے سامنے اسلام کے متوازی ایک نیا دین پیش کیا۔

یہی وجہ ہے کہ آج تک تمام علماء، مفکرین اور دانشور حضرات امت مسلمہ کو فتنہ قادیانیت سے آگاہ کرتے رہے اور اس فتنے کی سرکوبی کے لئے شب وروز کوشاں رہے ملت اسلامیہ کے ہزاروں نوجوانوں نے اسی مقدس مشن کی خاطر اپنی متاع زیست کو نذرانے کے طور پر ہتھیلیوں پر نقد پیش کیا۔

امام احمد رضا حنفی الماتریدی رحمہ اللہ تعالی نے فتنہ قادیانیت کے متعلق فرمایا تھا کہ مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور ان سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔ (احکام شریعت از امام احمد رضا حنفی الماتریدی: ۳)

مفکر اسلام علامہ محمد اقبال حنفی قادری رحمہ اللہ تعالی نے قادیانیت کے متعلق وسیع معلومات ٹھوس حقائق اور ناقابل تردید دستاویزی ثبوت کے پیش نظر فرمایا تھا کہ قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔

(حرف مجرمانہ از ڈاکٹر غلام جیلانی برق: ۵)

یہی وجہ تھی کہ عالم اسلام اس فتنے کے خلاف جو ملت اسلامیہ کے لئے زہر قاتل ثابت ہوا نیل کے ساحل سے لے کر تابخاک کاشغر کا مصداق ہو چکا تھا، جس کی وجہ سے ممالک اسلامیہ میں قادیانیوں کے ساتھ بُرا حشر ہوا۔

یہ بات اب روز روشن کی طرح مترشح ہو جاتی ہے کہ فتنہ قادیانیت دین وملت کیلئے کس طرح زہر قاتل ثابت ہوا، بانی قادیانیت اور اس کے پیروکاروں نے ہمیشہ اسلام اور مسلمانوں کے خلاف گھناؤنا کردار ادا کیا اور یہ لوگ ملت اسلام کے غدار اور انگریزوں کے وفادار رہے، اسلامی شعائر کو مٹانے اور جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے درپے رہے پر بڑا المناک حادثہ جو مسلمانوں کو پیش آیا اس سے قادیانی سازش اور غداری کی بو آتی ہے بلکہ وہ قادیانیوں کا شاخسانہ تھا۔

المختصر! یہ کہ ہر موقع پر قادیانیوں نے شرمناک کردار ادا کیا اور ملت اسلامیہ کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے میں اسلام دشمن طاقتیں برطانیہ روس امریکہ اور انگریزوں کی ناجائز اولاد اسرائیل کا بھرپور ساتھ دیا حقیقت یہ ہے کہ قادیانیوں نے امریکہ کی سی۔آئی۔اے، اسرائیل کی موساد اور بھارت کی ایجنسیوں سے بڑھ کر دشمنان اسلام کے لیے خدمات سرانجام دیں، یہی وجہ ہے کہ ان ممالک نے ہمیشہ قادیانیوں پر نوازشات کیں اور ان کے ذریعے ملت اسلامیہ کے اہم خفیہ راز حاصل کیے آج بھی اسرائیل میں بڑی تعداد میں قادیانی سرکاری عہدوں پر فائز ہیں جو کہ عالم اسلام کے خلاف سازشوں کے تانے بانے بنتے رہتے ہیں۔ روزنامہ اوصاف کی رپورٹ یکم اکتوبر ۱۹۹۹ء کے مطابق قادیانی انتہائی اہم محکموں پر چھائے ہوئے ہیں۔

قادیانیوں کے بارے میں دنیا کے تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ وہ اپنے اسلام مخالف مخصوص خیالات ونظریات کی وجہ سے مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں ہیں، ان کا گہرا ربط یہود اور حکومت اسرائیل سے ہے، درحقیقت قادیانی تحریک یہودیوں ہی کی ایک شاخ ہے، اسلام کو بدنام کرنے اور مسلمانوں کے حقوق پر غاصبانہ قبضہ جمانے کے لیے اسلام مخالف طاقتوں کے سہارے پوری دنیا میں قادیانیوں نے اپنی ناپاک تحریک چھیڑ رکھی ہے۔ واضح ہو کہ فتنہء قادیانیت کوئی نیا فتنہ نہیں ہے، اب اس ناسور کی عمر سوا سو سال سے اوپر ہو چکی ہے، تقسیمِ ملک سے پہلے سے قادیانیوں کا ارتدادی مرکز قادیان (پنجاب انڈیا) رہا ہے اور اسی سرزمین میں منحوس مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال اور اس کے خلفاء کو زمین کھود کر گاڑ رکھا ہے اور موصیین قادیان (یعنی قادیان میں دفن ہونے کی وصیت کرنے والے قادیانی) خواہ وہ کہیں بھی مرا ہو، اس کی لاش کو یہیں لا کر گاڑا جاتا ہے؛ مگر اس کے لیے موصی ہونا شرط ہے اور ہر قادیانی موصی کے لیے مرکز قادیان سے مقرر کردہ سالانہ چندہ شرط ہے اور تقسیم ملک کے بعد چنیوٹ (پاکستان) کے قریب دریائے چناب کے مغربی کنارے پر مرزائیوں نے اپنا ایک مستقل مرکز رَبوہ کے نام سے قائم کیا، پاکستان میں یہ ان کی ارتدادی اور تخریبی سرگرمیوں کا مرکز ہے، جس میں تعلیم، علاج، ملازمت، رشتہ وغیرہ

کے لالچ اور دیگر مختلف ہتھکنڈوں سے مسلمانوں کو مرتد و زندیق بنایا جاتا ہے، قادیان انڈیا میں بھی اور ربوہ پاکستان میں بھی ان کا ایک مستقل ادارہ ”نظارت اصلاح وارشاد“ کے نام سے قائم ہے، جس کے تحت مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال کی جھوٹی نبوت کی اشاعت وتبلیغ اور مسلمانوں کو مرتد بنانے کے لیے مبلغ تیار کر کے اندرونِ ملک اور بیرونِ ملک بھیجے جاتے ہیں، ہر زبان میں گمراہ کُن لٹریچر چھاپ کر لاکھوں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا جاتا ہے، ان دونوں اداروں کا سالانہ بجٹ کروڑوں روپے ہوتا ہے۔ تازہ معلومات کے مطابق ہندوستان میں اب پھر سے اس کی ارتدادی سرگرمیاں عروج پر ہیں، قادیانی فرقہ وفتنہ تاریخِ اسلامی کا سب سے خطرناک فتنہ ہے کیونکہ قادیانیت ایک مستقل دین اور متوازی امت کی دعوت ہے، یہاں پورا نظام ترتیب دیا گیا ہے، شعائر کے مقابلے میں شعائر، مقدسات کے مقابلہ میں مقدسات، مرکز کے مقابلہ میں مرکز، قبلے کے مقابلہ میں قبلہ، کتابوں کے مقابلے میں کتاب، مسجد کے مقابلے میں مسجد، نبی کے مقابلہ میں نبی، صحابہ کے مقابلہ میں صحابہ، جنت کے مقابلہ میں جنت، ہر چیز کا قادیانی دنیا میں بدل مہیا ہے؛ یہاں تک کہ اسلامی تقویم کے قمری وہجری مہینوں کے مقابلہ میں مہینوں کے بھی نئے نام رکھے ہیں، جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ قادیانیت نبوتِ محمدی کے خلاف ایک سازش ہے۔

قادیانیوں کے (آر ایس ایس) سے تعلقات

کثیر الاشاعت ہفت روزہ ”اردو نئی دہلی“ ۳ تا ۹ اکتوبر ۲۰۱۱ء) کی اشاعت میں قادیانیت کے تعلق سے بعنوان ”قادیانی نئے جال لائے پرانے شکاری“ تحقیقاتی رپورٹ نمایاں طور پر بیان کرتی ہے کہ قادیانیوں کے تعلقات ہندو تنظیم RSS سے ہیں اور RSS کے بعض لیڈر قادیانیوں کے ایجنٹ ہیں اور دہشت گردی کی پُشت پر دونوں کی سانٹھ گانٹھ ہے، نیز نئی دنیا کی دوسری اشاعت میں نئی دنیا کے ایڈیٹر شاہد صدیقی نے برسرورق دومنہے سانپ کی تصویر بنا کر جس میں ایک منہ قادیانیت کا اور دوسرا RSS کا ہے۔ دونوں کے گہرے تعلقات کا خلاصہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ہریانہ کے جھجھولی میں مسلم راشٹریہ منچ کے سالانہ جلسہ کی صدارت آر ایس ایس کے بڑے لیڈر اندریش کمار کر رہے تھے، جس میں مسلمانوں کی قابلِ ذکر تعداد نظر آ رہی تھی، جس میں داڑھی ٹوپی میں ملبوس مولانا قسم کے افراد بھی خاصی تعداد میں شامل تھے، دنیا حیران تھی کہ اجمیر شریف، مکہ مسجد، اور سمجھوتہ ایکسپریس میں بم دھماکے کروانے والوں سے اتنے سارے مسلمان ہدایات لے رہے تھے لیکن اب یہ راز پختہ شواہد کے ساتھ ہمارے سامنے موجود ہیں کہ اندریش کمار اور راشٹریہ مسلم منچ کی اصل طاقت مسلمان نہیں بلکہ قادیانی ہیں، گذشتہ چند

برسوں میں آر ایس ایس اور قادیانیوں کا رشتہ زیادہ گہرا اور پُراسرار ہو گیا ہے، سنگھ پریوار نہایت ہی شاطرانہ انداز میں قادیانیوں کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کر رہا ہے، حتیٰ کہ مسلم راشٹریہ منچ کے پرانے کارکنوں اور عہدیداروں پر نو وارد قادیانیوں کو ترجیح دی جا رہی ہے، یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں کہ قادیانی مسلمانوں کے خلاف کس حد تک جا سکتے ہیں، قرآن کریم کی آیات واحادیث کریمہ کی من مانی تاویلات وتشریحات یا قرآن کریم میں کھلی تحریف کو نشانہ بنا کر مسلمانوں سے مطالبہ کرنا کہ پہلے وہ ان آیاتِ جہاد کو قرآن سے نکالیں پھر بات ہوگی، آر ایس ایس کی مدد قادیانی علماء اوران کی کتابیں کرتی آئی ہیں، یہی لوگ RSS کو اسلام اور مسلمانوں کے خلاف مواد فراہم کرتے آئے ہیں، قادیانیوں پر RSS کے اعتماد کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ جن ریاستوں میں .B.J.P اقتدار میں ہے، وہاں وقف بورڈ اور حج کمیٹیوں میں قادیانیوں کو بٹھایا گیا ہے، مسلم راشٹریہ منچ کا ایک لیڈر کہتا ہے کہ اندریش کمار جیسے لوگوں کو قرآن کی آیات کا استعمال کرنے میں قادیانی ہی مدد کرتے ہیں اور وہی ان کو اپنی مرضی کا معنی پہنانے میں مدد کرتے ہیں، قادیانیوں اور RSS کا یہ رشتہ بہت ہی پرانا ہے، یہ دونوں جماعتیں انگریزوں کے دور میں بھی ایک ہی مشن پر عمل پیرا تھیں، اگر ہماری حکومت اور سیکورٹی ایجنسیوں نے اپنی آنکھیں نہیں کھولیں تو یہ خطرناک گٹھ جوڑ ملک وقوم کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا دے گا، لہٰذا حکومت کو چاہیے کہ RSS اور قادیانیوں کے رشتوں کی تحقیقات کرائے۔

نئی دہلی میں قادیانیوں کا نام نہاد (قرآن اگیزی بیشن)

۲۳ تا ۲۵ ستمبر ۲۰۱۱ء) نئی دہلی کے کانسٹی ٹیوشن کلب کے اسپیکر ہال میں قادیانیوں نے سہ روزہ قرآن کی نمائش کا پروگرام متعین کیا، دراصل یہ قرآن کریم کی نہیں بلکہ یہ قادیانیت کی نمائش کی ایک کڑی تھی، مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال کی خود ساختہ نبوت کا پرچار تھا، کانسٹی ٹیوشن کلب میں (احمدیہ مسلم کمیونٹی انڈیا، نئی دہلی) کے ذریعہ لگائے جانے والے قرآن اگیز ہی بیشن کا دعوت نامہ ہفتوں پہلے تقسیم کیا جا رہا تھا، پنجاب کے ایک کانگریسی ممبر آف پارلیمنٹ نئی دہلی کی معرفت کانسٹی ٹیوشن کلب کا اسپیکر ہال بک کرایا گیا تھا، یہ نمائش دراصل بسلسلہ فروغِ قادیانیت منعقد کی جانی تھی کیونکہ اس نمائش کے شاندار دعوت نامہ میں پورے دو صفحات پر قادیانیت کا مکمل تعارف، قادیانیت کی تاریخ وسن پیدائش درج تھا، قبل ازیں اس فتنہ نے یہ جرأت نہیں کی تھی، جو اس نے اس بار کانسٹی ٹیوشن کلب میں نام نہاد نمائش کی آڑ میں کی تھی، نئی دنیا کی رپورٹ کے مطابق قادیانیوں نے قرآن پاک کے

ترجمہ میں تحریف کر کے اور اس پر مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال کی پاسپورٹ سائز تصویر چھاپ کر دہلی کی کئی مساجد میں رکھ دیے ہیں، افسوس ہمارے قائدین کی یہ پرانی عادت ہے کہ وہ اس وقت تک نہیں جاگتے؛ جب تک ان کو جگایا نہ جائے، اگر اس فتنہ کی ریشہ دوانی پر دہلی میں پہلے ہی توجہ کر لی جاتی تو قادیانی قرآن نمائش کی آڑ میں اپنا کھیل شروع ہی نہیں کر سکتے تھے۔

مرزا غلام احمد انگریزوں کا خاص ایجنٹ تھا:

درحقیقت مرزا قادیانی کذاب دجال انگریزوں کا خاص ایجنٹ اور زرخرید غلام تھا اور نئی نسل کو گمراہ کرنے کی سازش کا ایک حصہ تھا، پوری اسلامی دنیا میں دھتکارے جانے اور مرتد وزندیق قرار دیے جانے کے باوجود قادیانی پھر بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ آج دنیا کے پردہ پر بنی نوع انسان کے عموماً اور مسلمانوں کے خصوصاً خیر خواہ اور ہمدرد سوائے قادیانیوں کے دوسرا کوئی نہیں، نیز خود کو اپنے اپنے ملکوں کی حکومتوں کا انتہائی وفادار باور کراتے ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے، جو شخص حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کی جسارت کر چکا ہو، وہ اور اس کی ذریت کیا کچھ نہیں کر سکتی۔

قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات:

قادیانی مذہبی نہیں؛ بلکہ خالص سیاسی جماعت ہے اور یہودی ٹکڑوں پر پلنے والا استعماری پٹھو ہے، یہودی کبھی خسارے کا سودا نہیں کرتا، اسرائیل نے قادیانیوں کو اپنے نظریاتی ملک میں اپنے اصول وقواعد کے خلاف اپنے مفاد کی خاطر مذہبی آزادی دے رکھی ہے، قادیانیوں اور اسرائیل کے باہمی تعلقات اور روابط کا اندازہ قومی اخبارات میں یروشلم پوسٹ کے حوالے سے چھپنے والی اس اخبار کی تصویر سے لگایا جا سکتا ہے، جس میں دو قادیانیوں کو اسرائیلی صدر کے ساتھ نہایت مہذب انداز میں ملاقات کرتے ہوئے دکھایا گیا ہے، یہ تصویر قادیانیوں کی اسلام دشمنی اور یہودی دوستی کا منہ بولتا ثبوت ہے، ہندوستان میں بٹالہ کے قریب واقع قادیان اور پاکستان میں ربوہ کے بعد ان کا سب سے منظم مرکز اسرائیل کے شہر حیفا میں ہے، اس وقت بھی جب کہ اسرائیل میں مسلمانوں کا رہنا دوبھر ہے، قادیانیوں کو اسرائیل میں کام کرنے کی پوری آزادی ہے، فلسطینی عرب مسلمان آزادی کی جنگ لڑ رہے ہیں اور قادیانی، اسرائیلی وزیر اعظم، صدر وغیرہ سے ملاقاتیں کر رہے ہیں، اسرائیل کا مسلمانوں پر ظلم وستم اور قادیانیوں پر اتنی عنایات آخر کس صہیونی منصوبے کا حصہ ہے۔ ''آور فارن مشن'' جو قادیانی جماعت کے زیر اہتمام ربوہ میں چھپی

تھی، اس میں قادیانیوں کے اسرائیل میں حیفا کے مقام پر قادیانی مشن کی تفصیلات مذکور ہیں، اسرائیل سے قادیانیوں کے گٹھ جوڑ کی مصدقہ کہانی خود قادیانیوں کے رسائل وجرائد سے ثابت ہے، ان شرمناک سرگرمیوں اور استحصالی ہتھکنڈوں کا سلسلہ بہت پرانا اور طویل ہے تاہم ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں تحریک جدید کا مبلغ فلسطین رشید احمد چغتائی اسرائیل سے پاکستان ارسال کردہ اپنی رپورٹ میں لکھتا ہے: فلسطین کے شہر صور اپنے حیفا کے احمدی بھائیوں تک پہنچنے کے سلسلہ میں گیا، جہاں فلسطینی پناہ گزینوں میں تبلیغ کی احمدی بھائیوں کی خواہش پر دو روز قیام رہا، تبلیغ کے علاوہ ان کی تربیت کے لیے بھی وقت صرف کیا، انہیں کتب بھی مطالعہ کے لیے دی گئیں (اخبار الفضل میں اس رپوٹ کو پڑھا جا سکتا ہے) اسرائیلی مشن قادیان کے ماتحت ہے، قادیانی جماعت کی تمام تنظیمیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں، بہرحال اسرائیل میں قادیانی مشن کی موجودگی اور ان کے اسرائیلی حکومت کے ساتھ سفارتی تعلقات اور روابط کی قلعی تاریخی دستاویزات اور حقائق سے کھل جاتی ہے۔

ہندوستان میں قادیانی فتنہ:

قادیانی فتنہ ہندوستان میں عرصہ سے محوِ خواب تھا، ہندوستان چونکہ قادیانیت کا منشاء ہے؛ اس لیے وہ اس کے منحوس سایہ سے کیسے پاک رہتا؛ چنانچہ ہندوستان ایک بار پھر اس فتنہ کی آماجگاہ بن گیا، واضح رہے کہ انڈونیشیا کے بعد مسلمانوں کی سب سے زیادہ آبادی والا ملک ہندوستان ہی ہے، کیرالا، حیدرآباد، مدراس، جنوبی ہند کے مرکزی شہروں، مغربی بنگال تو ان کی سرگرمیوں کے میدان پہلے ہی سے تھے، اب کچھ کشمیر کے مرکزی علاقے اور دہلی، ہریانہ، راجستھان، لکھنوء، کانپور، امروہہ، (اور خاص کر بریلی میں بھی انہوں نے اپنا مرکز قائم کرلیا ہے اور وہاں سے قادیانیت کی غلاظت پر مشتمل کتب کی مفت فراہمی جاری ہے) وغیرہ میں بھی قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیاں بڑھتی جارہی ہیں اور وہیں سے اپنی ناپاک مساعی میں مشغول ہیں، یہ لوگ ناخواندہ، نیم خواندہ، اور پسماندہ مسلمانوں کے طبقے کو لالچ اور دھوکہ دے کر خود کو اسلام کا نمائندہ بتلاتے ہیں اور نہایت عیّاری سے ان کے دین وایمان پر ڈاکہ زنی کرتے ہیں، ہندوستان کے جمہوری مزاج کا فائدہ اٹھا کر یہ فتنہ از سر نو پھر ابھر رہا ہے، جس کی بیخ کنی کی فی الفور ضرورت ہے مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ حضرات علماء کرام کی توجہ اس طرف نہ ہونے کے برابر ہے اور بعض علماء اور ائمہء مساجد کو تو فتنہء قادیانیت سے متعلق صحیح معلومات بھی نہیں ہے، اس کے برعکس قادیانی مبلغین کھلے بندوں ہندوستان کے طول وعرض میں اپنی ارتدادی سرگرمیاں پوری قوت کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں، اور اس

کے لیے وہ پوری تیاری کر کے آتے ہیں، جس کا ثبوت دہلی میں قادیانیوں کی طرف سے کانسٹی ٹیوشن کلب میں نام نہاد نمائش قرآن ہے، عہدِ حاضر میں قادیانی فتنہ منکرینِ ختم نبوت کا منظم گروہ ہے، جو حکومتِ برطانیہ کے زیر سایہ پروان چڑھا، جس کا واحد مقصد اسلام کی بنیادوں کو مسخ کرنا نیز امتِ مسلمہ میں انتشار و تفریق پیدا کرنا اور انگریزوں کے مفادات کے لیے کام کرنا تھا، اس کی تخلیق مسلمانوں کی نظریاتی سرحدوں پر ایک سنگین اور منظم حملہ ہے اور یہ فتنہ اسلام کے لیے ایک مستقل خطرہ ہے، قادیانی اپنے افکار و عقائد کے اعتبار سے شیاطین و ابلیس سے بڑھ کر ہیں، یہ لوگ جھوٹ کو سچ سے بدلنے میں ماہر فن ہیں، ان کی شرارتوں میں توہینِ اسلام کا وہ فاسد خون ہے، جس کی بناء پر انھیں ملک و ملت کے لیے سرطان کہا جا سکتا ہے، ہندوستان میں قادیانی جماعت کی جملہ تنظیمیں قادیان سے وابستہ ہیں اور اسی کے زیر اہتمام چلتی ہیں، تعجب کی بات ہے کہ ایک اقلیتی گروہ سامراجی اسلام دشمن طاقتوں کی شہ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم نبوت کے مقابلہ میں اپنی نئی زر خرید نبوت قائم کرے اور پھر یہ مطالبہ بھی کرے کہ انھیں ان کے عقائد کی تبلیغ و تشہیر کی مکمل اجازت دی جائے، ہمارے بعض نام نہاد دانشور ایک خاص ذہنیت کے تحت انہیں مظلوم قرار دیتے ہیں، انہیں درج ذیل مثال سے سبق حاصل کرنا چاہیے، اس تمثیل سے قادیانیوں کو بخوبی سمجھا جا سکتا ہے، تین قصائی ہیں:

(۱)......سکھ جس کے پاس کوئی بھی مسلمان گوشت خریدنے نہیں جاتا

(۲)......عبداللہ نام کا مسلمان خنزیر کو ذبح کر کے لٹکائے ہوئے ہے اور لوگوں سے کہتا ہے کہ یہ بکرے کا گوشت ہے، اس دھوکہ میں بکرے کا گوشت سمجھ کر بہت سے لوگ خنزیر کا گوشت خرید لیتے ہیں

(۳)......حبیب احمد خالص مسلمان اور یہ بکرے کا گوشت بیچ رہا ہے اور لوگوں کو بھی یہی کہتا ہے کہ میں بکرے کا گوشت بیچ رہا ہوں۔

نمبر ایک والا مجرم نہیں ہے، نمبر تین والا بھی مجرم نہیں ہے؛ لیکن نمبر ۲ قانوناً و شرعاً بدترین مجرم ہے اور قید و سزا کا مستحق ہے، یہی مثال ہے قادیانی امت کے دجّالوں کی۔ اگر قادیانی امت دوسروں کو دھوکہ دینے کا ارادہ نہیں رکھتی تو وہ اپنے لیے نئے القاب وغیرہ کیوں وضع نہیں کر لیتے، انھیں اس بات کا یقین ہے کہ ان کا نیا مذہب اپنی طاقت اور صلاحیت کے بل بوتے پر ترقی نہیں کر سکتا اسی لیے انھیں جعل سازی و فریب کاری پر انحصار کرنا پڑ رہا ہے، ہم یہ بھی نہیں سمجھتے کہ قادیانیوں کو اپنی شخصیات، مقامات، اور معمولات کے لیے نئے خطاب، القاب یا نام وضع کرنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے گا، آخر کار ہندوؤں، عیسائیوں، سکھوں اور دیگر جماعتوں نے بھی تو اپنے بزرگوں کے

لیے القاب وخطاب وضع کر رکھے ہیں، قادیانی فتنہ کو علمی و تحقیقی انداز میں سمجھانے اور اس کے تعاقب و تردید کی مشق کرانے کے لیے ہم نے باقاعدہ بریلی شریف اور ممبئی اور مختلف علاقوں میں عقیدہ ختم نبوت کورس کروائے، جس میں سینکڑوں خواتین نے شرکت کی اور وہ بھی بذریعہ نیٹ، آپ بھی قدم بڑھائیں، اپنے بچوں سے عقیدہ ختم نبوت پر مضامین لکھوائیں، ردقادیانیت پر کتب پڑھنے کو دیں، مختلف علاقوں میں کتب خانے قائم کئے جائیں جہاں پر باقاعدہ ردقادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے دفاع میں کتب رکھی جائیں، اور علماء کو تیار کیا جائے اجتماعات میں بیان کرنے کے لئے اور ان کے خلاف لکھنے کے لئے کمیٹیاں بنائی جائیں۔

بہر کیف! امت کے سربرآوردہ لوگوں پر واجب ہے کہ وہ قادیانیت کا تعاقب کر کے اس کی بیخ کنی کو اپنا مذہبی فریضہ سمجھیں اور عوام الناس کو ان کی ارتدادی سرگرمیوں سے بچانے کی پوری کوشش کریں۔

مرزا قدیانی کذاب دجال انگریز کا خودکاشتہ پودا:

مسلمانوں کی شاندار ماضی اس پر شاہد ہے کہ جب بھی باطل نے اہل حق (مسلمانوں) کا مقابلہ براہ راست کیا ہے تو مخالف کو ہر قسم کی عسکری اور اخلاقی شکست سے دو چار ہونا پڑا۔ لہذا یہ بات دشمنان اسلام پر واضح ہوگئی ہے کہ اہل حق کا مقابلہ کسی بھی طور سے براہ راست اور بلا واسطہ نہیں کیا جاسکتا۔

ظاہر ہے کہ مسلمانوں کو اپنا دین چھوڑ کر بے دین کرنا اور قرآن کے الفاظ میں تحریف کرنا دشمنان اسلام کے لئے ممکن نہیں لہذا انہوں نے ایک خطرناک سکیم یہ چلائی کہ دین کی شکل اور اصل حقیقت کو بگاڑ کر مذہب کا ایک من پسند ملغوبہ تیار کیا جائے تا کہ ایک طرف تو لوگ حقیقی دین سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور دوسری طرف وہ بے دین اور کافر بھی نہ کہلائے جاسکیں، بلکہ مذہب کے نام پر چند رسومات ادا کر کے گویا روحانی تسکین بھی حاصل کرتے رہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا قادیانی کذاب دجال انگریز کا خودکاشتہ پودا تھا۔ اس کو پروان چڑھانے میں انگریزوں کا سب سے بڑا مقصد مسلمانوں کے اندر سے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی محبت نکالنا اور ان میں شعلہ جوالہ کی طرح گرم جذبہ جہاد کو سرد کرنا تھا۔ کیونکہ برصغیر پر انگریزوں کے مکمل تسلط کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ قوم رسول ہاشمی ﷺ کے اس جذبہ جہاد نے کھڑی کی تھی۔ اس وجہ سے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد انگریز کی نظر میں سب سے بڑے باغی، غدار اور خطرناک لوگ علمائے کرام اور مشائخ عظام ہی تھے جو تحریک آزادی کے سرپرست اور طاغوتی عسکریت پسندوں کے خلاف مصروف عمل عوام کے لیے ایک زبردست محرک تھے،

اس لیے انگریز کا سب سے زیادہ عتاب بھی اسی طبقے پر نازل ہوا، چنانچہ باقاعدہ منصوبہ بندی اور سوچی سمجھی سکیم کے تحت مسلمانوں کے اندر ایک ایسے شخص کو کھڑا کرنے کا پروگرام بنایا گیا جو دین کا لبادہ اوڑھ کر مسلمانوں کو گمراہ کرے اور تاویلات کا سہارا لیتے ہوئے بالآخر دین کے بنیادی رکن جہاد کو حرام قرار دے دے۔ اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور اس کے تمام پہلوؤں پر غور کرنے کے لیے مذہبی رہنماؤں، سیاستدانوں، دانشوروں اور ارکان پارلیمان پر مشتمل ایک اعلیٰ سطحی وفد ہندوستان بھیجا گیا، اس وفد نے ہندوستان کے معاشی و معاشرتی اور سماجی حالات کا معروضی جائزہ لینے اور یہاں کے مسلم عوام کی نفسیات پر گہرے غور وخوض کے بعد ایک رپورٹ تیار کر کے حکومت برطانیہ کو پیش کی۔ یہ رپورٹ بعد میں ہندوستان میں برطانوی ایمپائر کی آمد The Arrival of British Empire in India کے نام سے شائع ہوئی۔ اس رپورٹ کا متعلقہ اقتباس مع اردو ترجمہ پیش خدمت ہے:

REPORT OF MISSIONARY FATHERS

"Majority of the population of the country blindly follow their "Peers", their spiritual leaders. If at this stage, we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a "Zill-e-Nabi" (Apostolic Prophet(then the large number of people shall rally round him. But for their purpose, it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses. If this problem is solved, the prophethood of such a person can flourish under the patronage of the government. We have already overpowered the native government mainly pursuing a policy of seeking help from the traitors that.That was a different stage, for at that time, the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measure which might

create internal unrest among the country.

Extract from the printed report, India Office Library, London.(۱)

مسیحی مبلغین کی رپورٹ:

ملک ہندوستان کی آبادی کی اکثریت اندھا دھند اپنے پیروں یعنی روحانی رہنماؤں کی پیروی کرتی ہے اگر اس مرحلہ میں ہم ایک ایسا آدمی تلاش کرنے میں کامیاب ہوجائیں جو اس بات کے لیے تیار ہو کہ اپنے ظلی نبی ہونے کا اعلان کردے تو لوگوں کی بڑی تعداد اس کے گرد جمع ہوجائے گی لیکن اس مقصد کے لیے مسلمان عوام سے کسی شخص کو ترغیب دینا بہت مشکل ہے اگر یہ مسئلہ حل ہوجائے تو ایسے شخص کی نبوت کو سرکاری سرپرستی میں پروان چڑھایا جاسکتا ہے۔ہم نے پہلے بھی غداروں کی مدد حاصل کرکے ہندوستانی حکومتوں کو محکوم بنایا لیکن وہ مختلف مرحلہ تھا اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی ضرورت تھی لیکن اب جبکہ ہم نے ملک کے کونے کونے پر اقتدار جمالیا ہے اور ہر طرف امن وامان اور نظم وضبط کا دور دورہ ہے ہمیں ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے ملک میں داخلی بے چینی پیدا ہوسکے۔

انڈیا آفس لائبریری سے حاصل کردہ رپورٹ سے اقتباس:

رپورٹ میں پیش کردہ یہی وہ تجویز تھی جس کے تحت مسلمانوں میں کسی ایسے فرد کی تلاش شروع ہوئی جو سازشی سرغنہ بننے پر آمادہ ہو اور ظلی نبوت کا دعویٰ کرے پھر اپنی خودساختہ نبوت کی آڑ میں جہاد کو حرام قرار دے، یہ تلاش بالآخر اپنے اختتام کو پہنچی اور نگاہ انتخاب مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال پر آٹھہری جس کے انتخاب کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کا خاندان نسلی طور پر انگریزوں کا وفادار اور ہندوستان کا غدار رہا تھا جس کی شہادت پنجاب کے فنانشل کمشنر نے مرزا قادیانی کے باپ کے مرنے پر مرزا غلام قادیانی کذاب دجال کے بڑے بھائی غلام قادر کے نام ایک تعزیتی خط میں اس طرح دی:

”مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیرخواہ اور وفادار رئیس تھا آپ کے خاندان کی خدمات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم آپ کی بھی اسی طرح عزت کریں گے جس طرح تمہارے وفادار باپ کی کی جاتی تھی، ہم کو اچھے موقع کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا“۔

(کتاب البریہ:۷)۲۹ جنوری ۱۸۷۶ء)

اس بات کو بعد میں مرزا قادیانی نے خود بھی تسلیم کرلیا کہ وہ واقعی انگریز ہی کے ہاتھوں کا لگایا ہوا پودا تھا۔

مرزا قادیانی کذاب دجال کے خاندان کی انگریز حکومت کے لیے خدمات

مرزا قادیانی کذاب دجال کا والد غلام مرتضیٰ اپنے بھائیوں کے ساتھ سکھوں سے مل کر مجاہدین کے خلاف برسر پیکار رہا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں اس خاندان نے انگریز کا حق نمک ادا کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑی جس کا اعتراف خود مرزا قادیانی کذاب دجال نے اس اشتہار میں کیا ہے:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے، میرا والد غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربارِ گورنری میں کرسی ملی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کے تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں اس نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکارِ انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکارِ انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے چٹھیات خوشنودی حکام ان کو ملی تھیں۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سی ان میں گم ہو گئیں مگر تین چٹھیات جو مدت سے چھپ چکی ہیں ان کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔'' (روحانی خزائن از مرزا غلام احمد قادیانی (۴: ۱۳))

یہ خاندانی اطاعت مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال کی گھٹی میں شامل تھی اور اس نے اپنی جان نثاریوں اور وفا شعاریوں کا تذکرہ جابجا اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ اس سے یہ بات اظہر من الشمس ہے یہ مرزا قادیانی کذاب دجال کی اطاعت شعاری کا منطقی نتیجہ انگریز کی سماجی اور معاشرتی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے دعویٰ نبوت اور تنسیخ جہاد کی صورت میں برآمد ہوا۔

مرزا قادیانی کذاب دجال کا اعترافِ حقیقت:

(۱)......سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں، اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری و اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت و مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے

سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا۔

(مجموعہ اشتہارات از مرزا غلام احمد قادیانی (۳:۲۱))

(۲)...... میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں اول درجے کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اول درجے میں بنا دیا ہے: اول: والد مرحوم کے اثر نے۔ دوم: گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ سوم: خدا تعالیٰ کے الہام نے۔ (تریاق القلوب از مرزا غلام احمد قادیانی: ۳۱۰)

(۳)...... مجھے حق ہے کہ میں دعویٰ کروں کہ انگریزوں کی خدمت میں منفرد ہوں۔ مجھے حق ہے کہ میں کہوں کہ انگریزوں کی تائیدات میں یکتا ہوں۔ مجھے حق ہے کہ میں کہوں کہ اس حکومت کے لیے تعویذ اور ایسا قلعہ ہوں جو اس کو آفات اور مصائب سے محفوظ رکھنے والا ہے۔ پس حقیقتاً اس حکومت کے پاس میرا کوئی ہمسر اور نصرت اور تائید میں میرا کوئی مثیل نہیں۔ (رسالہ نور الحق از مرزا غلام احمد قادیانی: ۳۴)

انگریزی حکومت کی حمایت اور جہاد کی مخالفت میں مرزا قادیانی کذاب دجال کا زورِ قلم

انگریزی سرکار کی اطاعت و ہمدردی اور ممانعتِ جہاد کے باب میں مرزا قادیانی کذاب دجال نے جو کتابیں سپرد قلم کیں ان کے بارے میں وہ دجال لکھتا ہے کہ پھر میں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا، تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد و تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا رہا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت میں جس قدر میں نے کتابیں تالیف کیں ان سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت و ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت موثر تقریریں لکھیں اور پھر میں نے قرین مصلحت سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کے لیے ہزاروں روپے خرچ کیے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم و مصر اور بغداد و افغانستان میں شائع کی گئیں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت ان کا اثر ہوگا۔ کیا اس قدر بڑی کارروائی اور اس قدر دور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر میں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے سرکار انگریزی کی امداد و حفظِ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا، کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر میں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن

کا نہیں بلکہ برابر سترہ برس کا ہے اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں، میں نے یہ تحریریں لکھی ہیں ان کتابوں کے نام مع ان کے نمبر صفحوں کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیر خواہی اور اطاعت کا ذکر ہے:

(۱)...... براہین احمدیہ حصہ سوم ۱۸۸۲ء) الف سے با تک)

(۲)...... براہین احمدیہ حصہ چہارم ۱۸۸۴ء) الف تا د تک)

(۳)...... آریہ دھرم (نوٹس) دوبارہ توسیع دفعہ ۲۹۸) ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء ۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب)

(۴)...... التماس شامل آریہ دھرم ایضاً ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء) ۱ سے ۴ تک آخر کتاب)

(۵)...... درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً ۲۲ ستمبر ۱۸۹۵ء ۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب)

(۶)...... خط دوبارہ توسیع دفعہ ۲۹۸) ۲۱ اکتوبر ۱۸۹۵ء) ۱ سے ۸ تک)

(۷)...... آئینہ کمالات اسلام فروری ۱۸۹۳ء) ۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸) تک)

(۸)...... نور الحق حصہ اول (اعلان) ۱۳۱۱ھ) ۲۳ سے ۵۴ تک)

(۹)...... شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق) ۲۲ ستمبر ۱۸۹۳ء) الف سے ع تک آخر کتاب

(۱۰)...... نور الحق حصہ دوم ۱۳۱۱ھ) ۴۹ سے ۵۰ تک)

(۱۱)...... سر الخلافہ ۱۳۱۲ھ) ۱۷ سے ۴۳ تک)

(۱۲)...... اتمام الحجہ ۱۳۱۱ھ) ۲۵ سے ۲۷ تک)

(۱۳)...... حمامۃ البشریٰ ۱۳۱۱ھ) ۳۹ سے ۴۲ تک)

(۱۴)...... تحفہ قیصریہ ۲۵ مئی ۱۸۹۷ء) تمام کتاب)

(۱۵)...... ست بچن نومبر ۱۸۹۵ء) ۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج)

(۱۶)...... انجام آتھم جنوری ۱۸۹۷ء) ۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب)

(۱۷)...... سراج منیر مئی ۱۸۹۷ء) ۷۴)

(۱۸)...... تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم)

(۱۹)...... اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کے لیے ۲۷ فروری ۱۸۹۵ء) تمام اشتہار یکطرفہ)

(۲۰)...... اشتہار در بارہ سفیر سلطان روم ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء) ۱ سے ۳ تک)

(۲۱)...... اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان) ۲۳ جون ۱۸۹۷) صفحہ ۱ سے ۴)

(۲۲)......اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا ۷ جون ۱۸۹۷ء تمام اشتہار یک ورق)

(۲۳)......اشتہار متعلق بزرگ ۲۵ جون ۱۸۹۷ء) صفحہ ۱۰)

(۲۴)......اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی ۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء) تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک)

(۲۵)......کتاب البریہ (۷، ۹)

(۲۶)......روحانی خزائن (۷: ۹ تا ۱۳)

پچاس الماریاں:

مرزا قادیانی کذاب دجال اپنے عقیدے کی مزید تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(۱)...... میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل و کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل و روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خوانی اور مسیح خوانی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں، ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔ (تریاق القلوب از مرزا غلام احمد قادیانی ۲۷)

(۲)......اور چونکہ میری زندگی فقیرانہ اور درویشانہ طور پر ہے اس لیے میں ایسے درویشانہ طرز سے گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی اور امداد میں مشغول رہا ہوں قریباً انیس برس سے ایسی کتابوں کے شائع کرنے میں میں نے اپنا وقت بسر کیا ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ مسلمانوں کو سچے دل سے اس گورنمنٹ کی خدمت کرنی چاہیئے اور اپنی فرمانبرداری اور وفاداری کو دوسری قوموں سے بڑھ کر دکھلانا چاہیئے اور میں نے اس غرض سے بعض کتابیں عربی زبان میں لکھیں اور بعض فارسی زبان میں اور ان کو دور دور ملکوں تک شائع کیا اور ان سب میں مسلمانوں کو بار بار تاکید کی اور معقول وجوہ سے ان کو اس طرف جھکایا کہ وہ گورنمنٹ کی اطاعت بہ دل و جان اختیار کریں اور یہ کتابیں عرب اور بلاد شام اور کابل اور بخارا میں پہنچائی گئیں۔ (غشف الغطاء از مرزا غلام احمد قادیانی (۳: ۴)

ملکہ برطانیہ کی خوشامد اور چاپلوسی میں مرزا قادیانی کذاب دجال کی گوہر فشانی

مرزا قادیانی کذاب دجال نے انگریز بہادر کی قصیدہ گوئی میں کس طرح زمین و آسمان کے قلابے ایک کر دیئے اس

کی مثال درج ذیل تحریر میں دیکھی جا سکتی ہے: میں اس (اللہ تعالیٰ) کا شکر کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی، جس کے زیر سایہ میں بڑی آزادی سے اپنا کام نصیحت و وعظ کا ادا کر رہا ہوں اگرچہ اس محسن گورنمنٹ کا ہر ایک پر رعایا میں سے شکر واجب ہے مگر میں خیال کرتا ہوں کہ مجھ پر سب سے زیادہ واجب ہے کیونکہ یہ میرے اعلیٰ مقاصد جو جناب قیصرہ ہند کی حکومت کے سایہ کے نیچے اختتام پذیر ہو سکتے اگرچہ وہ کوئی اسلامی گورنمنٹ ہی ہوتی۔ اب میں حضور ملکہ معظّمہ میں زیادہ مصدع اوقات ہونا نہیں چاہتا اور اس دعا پر عریضہ ختم کرتا ہوں کہ اے قادر و کریم اپنے فضل و کریم سے ہماری ملکہ معظّمہ کو خوش رکھ جیسا کہ ہم اس کے سایہ عاطفت کے نیچے خوش ہیں اور اس سے نیکی کر جیسا کہ ہم اس کی نیکیوں و احسانوں کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں اور ان معروضات پر کریمانہ توجہ کرنے کے لیے اس کے دل میں آپ الہام کر کہ ہر ایک قدرت و طاقت تجھی کو ہے۔

آمین ثم آمین

الملتمس: خاکسار: مرزا غلام احمد از قادیان

(تحفہ قیصریہ از مرزا غلام احمد قادیانی: ۳۱، ۳۲)

خوشامد اور چاپلوسی کا ایک نادر نمونہ ہے جو اس نے ستارہ قیصریہ کے نام سے ملکہ وکٹوریہ کو تحریر کیا تھا، اسے پڑھیے اور موصوف کی موقع شناسی بلکہ موقع پرستی کی داد دیجئے۔ مرزا قادیانی کذاب دجال کو امتناع جہاد کی ضرورت کیوں پیش آئی اس کا جواب ہمیں وائسرائے ہند لارڈ ریڈنگ کے نام قادیانی جماعت کے ترجمان اخبار الفضل، قادیان کے درج ذیل بیان سے مل جاتا ہے: جس وقت آپ (مرزا غلام احمد) نے دعویٰ کیا اس وقت تمام عالمِ اسلام جہاد کے خیالات سے گونج رہا تھا اور عالم اسلامی کی ایسی حالت تھی وہ پٹرول کے پیپے کی طرح بھڑکنے کے لیے صرف ایک دیا سلائی کا محتاج تھا مگر بانی سلسلہ نے اس خیال کی تقویت اور خلاف اسلام اور خلاف امن ہونے کے خلاف اس قدر زور سے تحریک شروع کی کہ ابھی چند سال نہیں گزرے تھے کہ گورنمنٹ کو اپنے دل میں اقرار کرنا پڑا کہ وہ سلسلہ جسے وہ امن کے لیے خطرہ کا موجب خیال کر رہی تھی اس کے لیے غیر معمولی اعانت کا موجب تھا۔

اخبار الفضل قادیان ۴ جولائی ۱۹۲۱ء)

حکومتِ برطانیہ کی اطاعت مرزا قادیانی کذاب دجال کے مذہب کا ایک حصہ:

سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں، ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں

دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔(شہادۃ القرآن از مرزا غلام احمد قادیانی:۸۴)

اسلام کا احیاء انگریزی سلطنت کی بدولت:

اسلام کی دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت کے امن بخش سایہ سے ہی پیدا ہوئی ہے۔

(تریاق القلوب از مرزا غلام احمد قادیانی:۲۸)

انگریزی سلطنت رحمت اور برکت ہے:

(۱)......خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایسی گورنمنٹ کے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دی جس کے زیر سایہ بڑی آزادی سے اپنا کام چلا رہا ہوں جو کسی اسلامی گورنمنٹ میں نہیں چلا یا جا سکتا۔(تحفہ قیصریہ از مرزا غلام احمد قادیانی:۲۷)

(۲)......سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کیے جانے سے بچے ہوئے ہو، ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے پس تم دل وجان سے سپر کی قدر کرو۔(مجموعہ اشتہارات از مرزا غلام احمد قادیانی (۳:۵۸۴)

وہ سکون نہ مکہ میں نہ مدینہ میں جو انگریز کے سایہ میں:

مرزا قادیانی کذاب دجال نے انگریزی حکومت کے گن گاتے ہوئے اپنے قلبی جذبات کا یوں اظہار کیا: میں بیس برس تک یہی تعلیمِ اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں کو بھی یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا تو کیونکر ممکن تھا کہ ان تمام ہدایتوں کے برخلاف کسی بغاوت کے منصوبے میں تعلیم کروں حالانکہ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے، یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل رہا ہے نہ یہ امن مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے، نہ مدینہ میں اور نہ سلطان روم کے پایہ تخت میں۔

(تریاق القلوب از مرزا غلام احمد قادیانی:۲۸)

حکومتِ برطانیہ کے احسانات کا پرچار:

(۱)......میں روح کے جوش سے اس بات میں مصروف ہوں کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو تمام لوگوں پر ظاہر کردوں اور اس حکومت کی فرضیت کو دلوں میں جما دوں۔(تبلیغ رسالت، مولفہ میر قاسم علی قادیانی (۶:۱۱)

(۲)......میں اپنے کام کو نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ روم وشام میں نہ ایران وکابل میں چلاسکتا ہوں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کی میں دعا کرتا ہوں۔(تبلیغ رسالت، مولفہ میر قاسم علی قادیانی (۶:۶۵)

(۳)...... برٹش گورنمنٹ فضل ایزدی اور سایہ رحمت ہے اس کی ہستی احمدیت کی ہستی ہے۔

(اخبار الفضل ۱۳ ستمبر: ۱۹۱۴)

حکومت برطانیہ کے لیے قادیانیوں کے جذبات:

(۱)......اب غور کا مقام ہے کہ پھر ہم احمدیوں کو اس (برطانوی تلوار) کی فتح سے کیوں خوشی نہ ہو؟ عراق وعرب ہو کہ شام وفلسطین (یعنی اسلامی مملکتیں) ہر جگہ اپنی (یعنی برطانیہ کی) تلوار کی چمک دیکھنا چاہتے ہیں۔

(اخبار الفضل ۱۹ نومر: ۱۹۱۸)

(۲)...... برٹش گورنمنٹ کی خاطر جنگ نہ صرف مذہبی فریضہ ہے بلکہ اسلامی مما لک پر برطانیہ کا قبضہ تحریک احمدیت کے پھیلانے کا واحد ذریعہ ہے۔(اخبار الفضل ۷ ۱۹۱۸:۲)

جہاد کو منسوخ قرار دینا

مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال نے اپنی تحریروں میں کھلم کھلا جہاد جو اسلام کا مقدس دینی فریضہ ہے کے منسوخ ہونے کا اعلان کر دیا حالانکہ اسلام کی حفاظت اور اعلائے کلمۃ اللہ کا موثر ترین ذریعہ جہاد ہے جو قرآن وحدیث سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

{وَ قٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ}(سورۃ البقرۃ: ۱۹۳)

ترجمہ ضیاء الایمان: اور ان سے جنگ کرتے رہو حتیٰ کہ کوئی فتنہ باقی نہ رہے اور دین (یعنی زندگی اور بندگی کا نظام عملاً) اللہ تعالیٰ ہی کے تابع ہو جائے۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: لَنْ يَبْرَحَ هَذَا الدِّينُ قَائِمًا، يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ دین ہمیشہ قائم رہے گا اور مسلمانوں کی ایک جماعت قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔

(مسند أبی داود الطیالسی: أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری (۲:۲۱۱)

جہاد کی ممانعت:

مرزا قادیانی کذاب دجال نے اس قولِ سدید کی تغلیط کی کہ جنت تلواروں کے سائے میں ہے۔اس تصور کی نفی کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جنت سے مراد تلوار، بندوق کی جنگ نہیں کیونکہ یہ تو سراسر نادانی ہے۔خلاف ہدایت قرآن ہے جو دین کے پھیلانے کے لیے جنگ کی جائے،اس جگہ جنگ سے ہماری مراد زبانی مباحثات ہیں جو نرمی اور انصاف اور معقولیت کی پابندی کے ساتھ کیے جائیں ورنہ ہم ان تمام مذہبی جنگوں کے سخت مخالف ہیں جو جہاد کے طور پر تلوار سے کیے جاتے ہیں۔(تریاق القلوب از مرزا غلام احمد قادیانی:۲)

مرزا قادیانی کذاب دجال نے جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے بزبان شعر یوں کہا:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(تحفہ گولڑویہ از مرزا غلام احمد قادیانی:۴۲)

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی کذاب دجال کے ذمے جو فرائض تفویض کیے گئے تھے وہ اس نے پوری جانفشانی، وفاداری اور کمال محنت سے ادا کیے جس کی تصدیق کے لیے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں خود اس کی اپنی تحریریں اس پر شاہد ہیں۔اب ان ناقابل تردید تحریروں کی روشنی میں جب مسلمان مرزا قادیانی کذاب دجال کو انگریز کا نمک خوار، وفادار اور ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور جہاد جیسے اسلامی فریضے کو حرام کہنے پر اسے زندیق و مرتد قرار دیتے ہیں تو قادیانی حضرات کو چیں بہ جبیں نہیں ہونا چاہئے بلکہ انہیں حقیقت پسندی سے کام لے کر اپنے پیشوا کے اقبالی بیان کا سامنا کرنا چاہئے۔مرزا قادیانی کذاب دجال کی حکومت برطانیہ کے لیے محبت و اطاعت سے اس کی

جعلی نبوت کا فلسفہ بخوبی سمجھ میں آ جاتا ہے۔اسے سمجھنے کے لیے ہمیں کسی مزید تفصیل اور وضاحت کی ضرورت نہیں۔

دو بہت بڑے فتنے اور ان کا مختصر تعارف:

ان میں سے ایک فتنہ ختم نبوت کی مہر توڑنے والا نئی نبوت کا دعوے دار ہے جبکہ دوسرا فتنہ انکارِ حدیث کا ہے کچھ عرصہ پہلے ایران میں بہاء اللہ کذاب دجال اٹھا تھا جو نبوت کا مدعی تھا، بہائی آج بھی پوری دنیا میں موجود ہیں، مسلمان ممالک میں ان کے دفاتر لائبریریز اور ریڈنگ رومز ہیں، مغرب میں تو بہائی بہت زیادہ ہیں، اس کے بعد اٹھنے والا بہت بڑا فتنہ قادیانیت ہے جسے مسلسل فروغ حاصل ہو رہا ہے، سیٹلائٹ کے ذریعے سے پوری دنیا میں ان کے پروگرام نشر ہوتے ہیں جسے وہ اپنی صداقت کی دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں، پوری مغربی دنیا ان کی پشت پناہی کر رہی ہے، اس فتنے کا سرغنہ غلام احمد قادیانی کذاب دجال ہے، اس نے انگریزوں کی خوشنودی کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کی نفی کی۔

ہندوستان میں انگریز نے محسوس کر لیا تھا کہ مسلمانوں کے اندر بغاوت کے جراثیم موجود ہیں انہوں نے ہمیں دل سے قبول نہیں کیا اس لیے کہ ہم نے مسلمانوں سے حکومت چھینی تھی جبکہ ہندو تو پہلے ہی غلام تھا پہلے مسلمان کا غلام تھا اب انگریز کا غلام ہو گیا، ان کے لیے تو معاملہ صرف آقاؤں کی تبدیلی کا تھا جبکہ مسلمان حاکم سے محکوم بنائے گئے، اس لیے مسلمانوں کے اندر جذبہ انتقام تھا وہ اپنا کھویا ہوا مقام حاصل کرنا چاہتے تھے۔اس کھوئے ہوئے مقام کو حاصل کرنے کے لیے مسلمانوں نے مختلف احیائی تحریکیں برپا کیں۔

مسلمانوں کے دلوں میں موجزن جذبہ جہاد کو سرد کرنے کے لیے انگریزوں نے غلام احمد قادیانی کذاب دجال کی نبوت کا فتنہ کھڑا کیا جس نے جہاد و قتال کو حرام قرار دینے کا اعلان کر دیا۔

فتنہ قادیانیت کا آغاز ہندوستان کے ایک قصبہ قادیان سے ہوا اس کا بانی انگریز کا خود ساختہ ایجنٹ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب دجال تھا جس نے انگریز رؤسا کو خوش کرنے کیلئے کبھی خدائی کا دعویٰ کیا تو کبھی نبوت کا اعلان کیا، کبھی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے اپنے آپ کو افضل کہا اور کبھی سب انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا، کبھی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو کبھی "تذکرہ" نامی کتاب کو قرآن مجید سے افضل قرار دیا، کبھی قادیان حاضری کو حج و عمرہ سے افضل کہا تو کبھی اپنے گھر والوں اور ماننے والوں کو صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل قرار دیا، حتیٰ کہ اپنی بیویوں کو امہات المومنین اور ماننے والوں کو صحابہ قرار دیا

(نعوذ باللہ) الغرض اس سے جو ہوا اس نے کیا اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے سچے امتیوں سے جو ہو سکتا تھا انہوں نے خدا کے فضل سے کر دکھایا۔ یہ لمحہ مسلمانوں کے لیے بہت بڑی آزمائش تھا۔ تب علماءِ حق نے مسلمانوں کا حوصلہ بڑھایا اور اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے میدانِ عمل میں آئے۔ فتنہ قادیانیت کو انگریز کی مکمل سرپرستی حاصل تھی اور آج بھی ہے۔

عصر حاضر کا دوسرا بڑا فتنہ انکارِ حدیث کا فتنہ ہے۔ یہ فتنہ اپنی تاثیر کے اعتبار سے پہلے فتنہ سے بھی زیادہ خطرناک ہے کیونکہ یہ زیادہ پھیل رہا ہے، ختم نبوت کا مسئلہ اتنا واضح ہے کہ ہر مسلمان اس کو باآسانی سمجھتا ہے لیکن فتنہ انکار حدیث کا زیادہ ادراک واحساس نہیں ہے،

آپ جانتے ہیں کہ عوام تک کو مسئلہ معلوم ہے کہ قادیانی خواہ ربوائی (اصل قادیانی) ہوں یا لاہوری دونوں دائرہ اسلام سے خارج ہیں، مرتد اور زندیق ہیں، اس کے مقابلہ میں انکارِ حدیث کا فتنہ اندر ہی اندر دیمک کی طرح اثر انداز ہو رہا ہے، یہ لوگ قرآن کریم کو ماننے اور سمجھنے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن حدیث نبوی ﷺ کو مناسب مقام دینے کے لیے تیار نہیں ہیں ان کے لیے صرف اخلاقی تعلیمات سے متعلق احادیث قابل قبول ہیں، حدیث شریف کو جائز مقام نہ دینے کی وجہ سے وہ قرآن حکیم کی غلط تاویلیں پیش کرتے ہیں، ان کا نظریہ ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی اطاعت دائمی شے نہیں ہے، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ذاتِ گرامی صرف اپنے زمانے کے لیے واجب الاطاعت تھی۔ قرآن کریم میں آیا ہے:

{قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْہِ مَا حُمِّلَ وَ عَلَیْکُمْ مَّا حُمِّلْتُمْ وَ اِنْ تُطِیْعُوْہُ تَھْتَدُوْا وَ مَا عَلَی الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ} (سورۃ النور: ۵۴)

ترجمہ ضیاء الایمان: اے حبیب کریم ﷺ! آپ فرمائیے اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو حبیب کریم ﷺ کی، پھر اگر تم نے روگردانی کی تو (جان لو) رسول کریم ﷺ کے ذمہ اتنا ہے جو ان پر لازم کیا گیا اور تمہارے ذمہ ہے جو تم پر لازم کیا گیا اور اگر تم اطاعت کرو گے تو ہدایت پا جاؤ گے اور نہیں ہے ہمارے حبیب کریم ﷺ کے ذمہ بجز اس کے کہ وہ صاف صاف پیغام دے رہے ہیں۔

اسی طرح سورۃ التغابن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

{وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَاِنَّمَا عَلٰی رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ} (سورۃ التغابن: ۱۲)

ترجمہ ضیاء الایمان: اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو حبیب کریم ﷺ کی پھر اگر تم نے روگردانی کی تو

ہمارے حبیب کریم ﷺ کے ذمہ فقط کھول کر پیغام پہنچانا ہے۔

لیکن منکرین سنت کے نزدیک حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ صرف اپنے دور کی حد تک مرکز ملت ہونے کی حیثیت سے مطاع تھے اور ان کا حکم مانا جانا ضروری تھا، آئندہ مسلمانوں کا جو امیر یا حاکم ہوگا وہ مرکزِ ملت ہوگا اور اس حیثیت سے اس کی اطاعت فرض ہوگی، یہ فتنہ بڑی تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے، شریعت کی بہت ساری پابندیاں انہوں نے حدیث کو مناسب مقام نہ دینے کی وجہ سے نظر انداز کر دی ہیں، جیسے ان کے نزدیک پردے کی کوئی اہمیت نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک خاص دور کا کلچر تھا، اسی طرح قرآن کریم کی اور بہت ساری غلط تشریحات کر رہے ہیں ترجمہ غلط کر رہے ہیں، عام آدمی اور فرنگی تعلیم یافتہ لوگ عربی سے ناواقف ہوتے ہیں لہٰذا وہ نہیں محسوس کر سکتے کہ ترجمہ غلط کیا جا رہا ہے، قادیانیوں نے بھی قرآن کریم کے ترجمہ میں تحریف کی، آخر وہی آیتیں ہیں جنہیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے لے کر ہمارے دور کے علماء کرام تک تمام لوگ پڑھتے آئے ہیں لیکن یہ لوگ ایسی غلط تاویلیں پیش کرتے ہیں کہ عقل کو بھی اپیل نہیں کرتیں، انسان کی یہ کمزوری ہے کہ جب وہ کسی مسئلہ میں کسی شخص سے متاثر ہو جاتا ہے تو اس کی ہر بات کو صحیح سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

ان لوگوں کی صرف ایک تاویل ملاحظہ فرمائیں:

قرآن کریم میں آیا ہے کہ چور مرد ہو یا عورت ان کے ہاتھ کاٹ دو، یہ کہتے ہیں کہ بالفعل ہاتھ کاٹنا مراد نہیں ہے یہ تو مولویوں نے خواہ مخواہ غلط بات سمجھی ہے یہ تو بڑا وحشیانہ فعل ہے ہاتھ کاٹ دینا تو ایک محاورہ ہے، جیسے کبھی والدین اپنے بیٹے سے کہتے ہیں کہ تم نے تو ہمارے ہاتھ کاٹ دیے، یعنی کسی معاملہ میں تم نے کوئی ایسی بات کر دی ہے کہ اب ہمارے پاس کچھ نہیں رہا کوئی چارہ کار نہیں تم نے ہمیں بے بس کر دیا ہے، گویا تم نے ہمارے ہاتھ کاٹ دیے ہیں، ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ایسا خوشحال معاشرہ پیدا کر دو کہ کسی کو چوری کی ضرورت ہی نہ ہو بس یہ ہے ہاتھ کاٹ دینا، حالانکہ قرآن مجید اس کے بعد کہتا ہے: {جَزَآءً بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ} (سورة المائدة: ۳۸)

ترجمہ ضیاء الایمان: بدلہ دینے کے لیے جو انہوں نے کیا (اور) عبرت ناک سزا اللہ تعالی کی طرف سے۔

اب آپ سوچیں کہ مثالی نظام قائم کر دینا کوئی سزا ہے یا کوئی عبرت کی بات ہے؟

عجیب بات ہے کہ پنجاب نے دو غلام احمد پیدا کیے، ایک غلام احمد قادیانی دوسرا غلام احمد پرویز۔ پہلے نے مہر ختم نبوت کو توڑا اور دوسرے نے حدیث اور سنتِ رسول کریم ﷺ کو شریعت کی مستقل بنیاد ہونے کی حیثیت سے چیلنج کر دیا، جیسے قادیانیوں کو مغرب کی آشیرباد حاصل ہے ایسے ہی حدیث کی قدر و قیمت کو گھٹانے والے لوگوں کو بھی ان

کی پشت پناہی حاصل ہے، کیونکہ تہذیبوں کے تصادم کے حوالے وہ اسلامی تہذیب کوختم کرنے کے درپے ہیں اور اسلامی تہذیب وثقافت کا انحصار اکثر و بیشتر حدیث وسنت پر ہے، رینڈ کارپوریشن کی سفارشات میں شامل تھا کہ ایسے جدید تعلیم یافتہ لوگ جو اسلام کی ایسی تعبیریں کریں جو ہماری تہذیب کے ساتھ مماثل ہوں ان کی پشت پناہی کی جائے اور خاص طور پر انہیں الیکٹرانک میڈیا پر آنے کا بھرپور موقع دیا جائے، اور آج پاکستان میں بڑے پیمانے پر یہی ہورہا ہے، اس اعتبار سے آج زیادہ ضرورت ہے کہ آپ حدیث نبوی ﷺ کا مطالعہ کریں تاکہ اس کی عظمت ہمارے دلوں میں جاگزیں ہوجائے اور حضور تاجدارختم نبوت ﷺ کے ساتھ محبت کا ایک رشتہ مضبوط ہو جائے۔

ایرانی مدعی نبوت کذاب دجال کا تعارف:

ایران کا ایک شخص علی محمد باب نے ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈالی۔اس کا دعوٰی تھا کہ اسے الہام ہوتا ہے اور نئے مذہب کا نام اس نے بابی مذہب رکھا۔اس کے پیروکاروں میں دو بھائی بھی تھے۔ایک بہاء اللہ اور دوسرا صبح ازل۔ باب جس نے بابی فرقے کی بنیاد رکھی تھی۔اس نے اپنے بعد مستقبل قریب میں ایک شخص کی آمد کی خبر دی۔جسے اس نے یظہر اللہ کا نام دیا تھا۔چنانچہ اس کے بعد ایک شخص مرزا اسد اللہ نے یظہر اللہ ہونے کا دعوی کیا۔

مگر باب کے پیروکار بہاء اللہ اور صبح ازل نے اس کی مخالفت کر کے اسے قتل کرادیا۔بعد میں بہت سے بابیوں نے یہ دعوی کیا۔مگر کسی کو بھی خاص اہمیت حاصل نہ ہوئی۔بابیوں اور حکومت ایران میں ایک جنگ ہوئی، اس جنگ کے بعد بہاء اللہ اور صبح ازل بغداد چلے گئے۔ایک سال گزرنے کے بعد بہاء اللہ اکیلا ہی کمردستان کے صحرائے سلیمانیہ کے پہاڑ سرگلوں چلا گیا اور اپنی زندگی کے دو سال وہاں نہایت عسرت وتنگ دستی میں گزارے۔

بہائی تحریک:

اس عرصے میں وہ اپنے ساتھیوں سے برابر خط وکتابت کرتا رہا۔بالآخر وہ دوبارہ بغداد لوٹ آیا۔وہاں پہنچ کر اس نے دیکھا کہ اس کے بھائی صبح ازل کی قیادت میں بابی تحریک ختم ہونے لگی ہے۔یہ دیکھتے ہوئے اس نے بابی تحریک اپنے ہاتھ میں لینے کا ارادہ کیا اور یظہر اللہ ہونے کا دعوی کردیا۔اس طرح بابی کی زمام اپنے ہاتھ میں کرلی۔اس کے دعوی کرنے کے بعد بابی تحریک میں جان پڑگئی۔لہٰذا وہ تحریک جو پہلے بابی تحریک کے نام سے مشہور تھی۔اب بہائی تحریک سے مشہور ہوئی۔

بہاء اللہ کا بھائی نرم طبیعت کا مالک تھا۔ جبکہ یہ اس کے برعکس تھا اسی لئے یہ تحریک کو اپنے مزاج کے مطابق لانا چاہتا تھا۔ جو ایرانیوں کے لیے نقصان دہ بات تھی۔ چنانچہ حکومت ایران نے ترکی کی حکومت کو لکھا کہ بہاء اللہ کو بغداد سے کسی دوسری جگہ بھیج دیا جائے۔ کیونکہ بغداد ایرانی سرحدوں کے قریب ہے اور بہاء اللہ وہاں ضعیف الاعتقاد اور جاہل لوگوں کو خفیہ طور پر گمراہ کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ چنانچہ دونوں حکومتوں کے باہمی مشورے سے بہاء اللہ کو اسکے اہل خانہ اور پیروکاروں سمیت بغداد سے قسطنطنیہ منتقل کر دیا گیا۔

دعوے کے وقت بہاء اللہ کی عمر:

یظہر اللہ کے دعوے کے وقت بہاء اللہ کی عمر تقریبا پچاس سال تھی۔ بغداد سے قسطنطنیہ منتقل ہوتے وقت اس نے ایک باغ میں بارہ روز قیام کیا۔ اس باغ کو بہائی باغ رضوان کہتے ہیں اور ان دنوں کو ایام عہد رضوان سے موسوم کیا جاتا ہے۔ قسطنطنیہ میں بہاء اللہ کا قیام چار ماہ رہا۔ پھر اس نے اورنہ کی طرف کوچ کیا اورنہ کو بہائی ارض السم کہتے ہیں۔ کیونکہ یہاں قیام کے دوران ہی اس نے اپنے مخفی راز جو اب تک دل میں چھپائے تھا آشکار کر دیے تھے۔ یہاں اس نے اپنے دعوے کی راہ ہموار کر لینے کے بعد بابیوں کو دعوت دی کہ اسے یظہر اللہ تسلیم کریں۔

مگر اس کے بھائی سمیت بعض دوسرے بابیوں نے اس سے بھرپور اختلاف کیا نتیجۃً بابی تحریک دو گروپوں میں تقسیم ہوگئی۔ چونکہ صبح ازل قدامت پسند تھا۔ لہٰذا وہ اور اسکے ماننے والے اسی بابی تحریک پر مصر رہے۔ جبکہ بقیہ بہاء اللہ کے اتباع کی وجہ سے بہائی کہلانے لگے۔ جب ان دونوں گروہوں کا تصادم بڑھ گیا۔ تو ترکی حکومت نے صبح ازل کو قبرص اور اس کے بھائی کو عقا پہنچا دیا۔ جہاں بہاء اللہ اور اس کے متبعین کو عقا شہر کے قلعے میں قید کر دیا گیا۔ بعد میں ان کے قیام کے لیے کئی مختلف جگہیں بدلی گئیں۔ آخر اسی قید و بند میں بہاء اللہ مر گیا۔

اس فرقے کے عقائد:

اب اس فرقے کے عقائد ملاحظہ فرمائیے:

بہاء اللہ نے اپنے آپ کو نبی اور موعود ثابت کرنے کیلئے کئی ایک دعاوی بھی گھڑ لیے تھے جن میں سے چند ایک کا ذکر درج ذیل ہے:

(ا)......اس نے دعویٰ کیا کہ مجھے ایک رات خواب میں یہ الفاظ سنائے گئے کہ ہم تیری مدد تیرے ساتھ کریں گے اور تیرے قلم سے کریں گے جو بھی پریشانی تجھے پہنچے، اس پر غم نہ کھانا اور خوف نہ کرنا، تمہیں امن دیا گیا ہے، عنقریب اللہ

زمین کے خزانے نکالے گا اور لوگ تیری مدد کریں گے، تیرے ساتھ اور تیرے نام کے ساتھ اللہ عارفین کے دلوں کو زندہ رکھے گا۔ (لوح ابن ذئب از حسین علی مازندرانی: ۱۷)

(۲)......اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ اسے ما کان و ما یکون کا علم دیا گیا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا کہ اے بادشاہ! میں انسانوں میں ایک تھا، بستر پر سویا ہوا تھا کہ اللہ پاک کی طرف سے مجھ پر خوشی کے لمحات آئے اور مجھے اس نے علم ما کان سکھایا۔ یہ میرے طرف سے نہیں بلکہ عزیز وعلیم کی طرف سے ہے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں آسمانوں اور زمین کے درمیان اس کا اعلان کردوں۔ (رسالہ سلطانیہ از حسین علی مازندرانی: ۴، ۳)

(۳)......وہ مزید دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ کی تعریف جس نے نکتہ کو ظاہر کیا اور اس کا امتیاز یہ ہے کہ اس کا علم ما کان و ما یکون دیا اس نے نام کا منادی بنایا اور ظہور اعظم کا مبشر بنایا یہ وہی ہے جس کا ذکر محمد رسول اللہ اور روح یعنی عیسیٰ علیہ السلام اور ان سے پہلے کلیم اللہ نے کیا اور یہ وہی ہے جو تمام نبیوں کے دلوں میں پوشیدہ خزانہ تھا (۱)۔ اور پھر ادرنہ جا کر ایک اور قدم آگے بڑھایا اور خود نبوت کا دعویٰ کیا (۲)۔

(۱)......کلمات حضرت بہاءاللہ از حسین علی مازندرانی، ۹۵)

(۲)......کلمات حضرت بہاءاللہ از حسین علی مازندرانی، ۹۵)

(۳)......پھر اس نے خدائی کے ساتھ متصف ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس کا حکم پانی پر چلتا ہے اور عصمت کبریٰ کا مالک ہے اور معصوم عن الخطاء والنسیان ہے۔ وہ ایسا نور ہے جس کے بعد اندھیرا نہیں آسکتا اور وہ ایسا حق ہے جس میں کوئی شک نہیں اور کسی کو اس پر اعتراض کرنے کی اجازت نہیں اور کوئی اسے کیوں اور کیسے نہیں کہہ سکتا جو اس پر اعتراض کرے وہ رب العلمین کی کتاب سے اعراض کرنے والوں میں سے ہے جو وہ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جا سکتا۔ (کلمات حضرت بہاءاللہ از لوح احمد: ۳)

(۴)......اس کے بعد اس نے براہ راست اپنے معبود ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اگر آج باب شیرازی آجائے تو وہ بھی کہے گا کہ میں اس کا پہلا عبادت گزار ہوں۔ کلمات حضرت بہاءاللہ، لوح تجلیات: ۱۷۳)

بہاءاللہ یہاں تک معاذ اللہ کہتا ہے کہ جس نے میرا عرفان حاصل کیا اُس نے تمام اُمیدوں کا مقصود پہچان لیا اور جس نے میری طرف توجہ کی اس نے سب کے معبود کی طرف توجہ کی، اسی کتاب میں تفصیل بیان کی گئی ہے اور اسی طرح خدائے رب العالمین نے حکم دیا ہے۔ (کتاب الاقدس: مرزا حسین علی مازندرانی (بہاءاللہ): ۱۳۱)

بہاءاللہ کے یہ تمام دعاوی اور عقائد ثابت کرتے ہیں کہ قرآن وسنت کی تعلیمات کے برعکس اس نے

توحید، شان انبیاء علیہم السلام اور ختم نبوت کا نہ صرف مذاق اُڑایا بلکہ خود نبوت کا دعویٰ کرتے ہوئے یہاں تک جسارت کی کہ ربوبیت اور الوہیت کا دعویدار بن بیٹھا جو کہ سراسر کفر اور شرک ہے۔

بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ کی آمد کے بعد انبیاء کا دور ختم ہو چکا ہے اور یہ دور حضرت آدم علیہ السلام سے بہاء اللہ تک ہے اس بہاء اللہ کے بعد پہلے تمام انبیاء کی شریعتیں منسوخ ہو چکی ہیں اور اب صرف بہائی شریعت پر عمل کر کے ہی نجات مل سکتی ہے۔ (معاذ اللہ)

بہائیوں کے نزدیک بہاء اللہ ہی خدا ہے جس نے انسانیت کا جامہ پہن لیا تھا چنانچہ بہاء اللہ کا اپنے بارے میں دعوی تھا کہ وہ اپنے کاموں کے لیے کسی کے سامنے جوابدہ نہیں اور سب اس کے سامنے جوابدہ ہیں نیز وہ کہتا کہ وہ زندگی کا میدان ہے وہ اللہ ہے وہ تمام اسماء الٰہی اور صفات کا منبع ہے خود ہی ذاکر اور خود ہی مذکور ہے جو موسیٰ سے کوہ طور پر ہم کلام ہوا تھا۔

بہائی سال میں پانچ عیدیں مناتے ہیں۔

(۱)......عید رضوان بہاء اللہ کے ظہور (۲)......عید باسط باب (۳)......عید میلاد بہاء اللہ

(۴)......عید میلاد باب (۵)......عید نوروز۔

بہائیت کی تعلیمات میں اخفائے راز کو ہمیشہ اہمیت دی گئی ہے۔ ان کے ہاں دولت، سفر، منزل مقصود اور مذہب چھپانے کی تلقین کی جاتی ہے۔ ان کا رئیس اعلیٰ ہمیشہ بہاء اللہ کی اولاد سے ہی ہوتا ہے۔

مرزا حسین علی کی تالیفات:

مرزا حسین علی مازندارانی کا دعویٰ ہے کہ اس نے کئی کتابیں لکھی ہیں، لیکن حقیقت میں اکثر کتابیں چند اوراق پر مشتمل ہیں۔ جنہیں الواح کا نام دیا گیا۔ اکثر الواح ایک دو صفحات پر مشتمل ہیں اس کے معروف رسالوں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱)......کتاب اقدس (۲)......الرسالہ السلطانیہ (۳)......لوح احمد

(۴)......لوح علی (۵)......سورۃ الامین (۶)......لوح طرازا

(۷)......بشارات۔تجلیات (۸)......سورۃ الملوک۔

ان کتابوں میں اکثر سرقات ہیں ان میں ''کتاب اقدس'' زیادہ مشہور ہے، جس کو موصوف نے تمام کتب

سماویہ بشمول قرآن کریم کی ناسخ کتاب قرار دیا ہے۔ بہائی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ بہاءاللہ کی کتب اور خصوصا کتاب اقدس منزل میں اللہ ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں جا بجا قرآن کریم کی آیات اور احادیث کو کانٹ چھانٹ کر لکھا گیا ہے، بلکہ بعض مقامات پر تو قرآن کریم ہی کا مضمون ہو بہو نقل کر کے اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ اس کے باوجود اہل بہاء کتاب اقدس کو تمام کتب سے افضل بتاتے ہیں۔

بہائیوں کے فقہی احکامات کی کچھ تفصیل:

بہائیت اور اُسکے خودساختہ احکام کا تحقیقی تجزیہ

بابیوں اور بہائیوں نے نہ صرف اسلامی عقائد کو مجروح کرنے کی کوشش کی بلکہ الٰہی احکامات کو بھی منسوخ کرنے کی غیر معمولی کوشش کی ہے۔ ذیل میں ان احکامات کا ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے تا کہ مسلمان اس بات سے آگاہ ہو جائیں کہ واقعۃً ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ان کا تعلق رازدارانہ طور پر ابلیس لعنت اللہ علیہ سے ہے۔ اسکی ایک کھلی دلیل یہ ہے کہ شیطان عقل کو اپنے قبضے میں کر کے بار بار پشیمان کرواتا ہے۔ اور یہی کچھ بابیوں اور بہائیوں کا بھی حال ہے کہیں تو مرزا حسین علی بہاءاللہ مرزا علی محمد باب کو اپنا مبشر جانتے ہیں اور کہیں انہیں کے بیان کردہ احکام کو باطل قرار دیتے ہیں۔

بہائیوں کے یہاں غیر بہائی سے شادی بیاہ:

مرزا علی محمد باب نے اپنی کتاب بیان کے باب ۸ اور صفحہ ۱۵) پر لکھا ہے کہ

اگر دونوں فریق (مرد و عورت) کتاب بیان کے ماننے والے (بابی) نہیں ہیں تو انکا میاں بیوی کے طور پر آپس میں ملنا اور نکاح کرنا ناجائز ہے۔ اور کسی اتفاق سے ایک فریق بابی ہے اور دوسرا غیر بابی تو بابی مرد و عورت کیلئے حرام ہے دوسرے فریق سے نکاح کرے۔ یا میاں بیوی کے تعلقات پیدا کرے۔ یعنی صاف لفظوں میں غیر بابی حضرات کافر ہیں اور ان سے شادی نہیں ہوسکتی۔

بہاءاللہ نے کتاب اقدس (عربی) میں شادی بیاہ کے قوانین میں باب کے بیان کا جملہ ادا کر دیا۔ اور اس پر کوئی دوسرا حکم نافذ نہ کیا۔ لیکن آجکل جو انگریزی ''کتاب اقدس'' چھپی ہے اس میں حکم پھر بدل گیا ہے اور اب مندرجہ ذیل حکم ہو گیا کیونکہ بہاءاللہ کے فرزند مرزا عباس آفندی ملقب بہ عبدالبہاء نے بہاءاللہ کے بعد یہ حکم بدل دیا۔ (گو کہ بہاءاللہ ''کتاب اقدس'' کے احکام کی تبدیلی کی اجازت کسی کو نہیں سونپی) (بدائع الاثار عبدالبہار

(۱:۱۵۴) کہ بہائیوں کیلئے ہر مذہب وملت کے آدمیوں کو لڑکیاں دینا اور ہر مذہب وملت کی عورت سے نکاح کرنا جائز ہے۔اور آج ہندوستان اور بیرون ممالک میں بھی بہائی حضرات اس حکم سے فائدہ اٹھا رہے ہیں یعنی نہ جانے کتنی ہی لڑکیوں اور لڑکوں کو محبت کے شکنجے میں پھانس لیتے ہیں اور پھر نہ صرف ان کو بلکہ ان کے ماں باپ اور عزیز و اقارب پر بھی اپنی تبلیغ شروع کرتے ہیں۔لہٰذا علماء کرام و حافظانِ قرآن سے دست بستہ التماس ہے کہ وہ نکاح پڑھنے سے پہلے لڑکے و لڑکی سے تحریری شکل میں اقرار نامہ لیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی و رسول آیا ہے اور نہ کبھی آئے گا۔

کتاب اقدس بہاء اللہ میں سورہ نساء میں حرام عورتوں کی جو فہرست دی گئی اسکو نسخ کرتے ہوئے لکھا کہ

قد حرمت علیکم ازواج ابائکم انا مستحیی ان نذکر حکم الغلمان۔

ترجمہ: بہاء اللہ لکھتا ہے کہ اے اہلِ بہاء! تم پر اپنے بایوں کی منکوحہ عورتیں حرام قرار دی گئیں ہیں۔اور لڑکوں کے احکام بیان کرنے میں ہمیں شرم آتی ہے۔

ملاحظہ فرمایا اپنے یعنی سوائے سوتیلی ماؤں سے اور سب سے نکاح بہائی مذہب کے مردوں کیلئے جائز ہے اور اگر نہیں تو ضرور جناب بہاء اللہ بیان کرتا اس کے بعد لڑکوں کے احکام کا ذکر چھیڑ کر یہ بات ثابت کر دی کہ صرف عورتوں کیلئے اتنا ہی حکم ہے اور لڑکوں کیلئے حکم دیتے بھی کیسے بہت اچھا ہوا کہ انکی قلم رک گئی ورنہ غیر بہائی حوالوں سے یہ بات ثابت ہی ہے کہ بہاء اللہ صاحب مفعول بننا پسند کرتا تھا۔ بہائی حوالوں میں بھی اغلام بازی جائز ہو جاتی ہے۔ میں نے پوری عربی اور انگریزی اقدس پڑھ ڈالی کہ کہیں تو اغلام کو حرام قرار دیا گیا ہوتا۔لیکن نہ ملنے پر مجھے غیر بہائی حوالوں کی صداقت کا اعتراف ہو گیا۔

باب نے ایک سے زیادہ بیوی رکھنے کو ناجائز قرار دیا۔لیکن چونکہ بہاء اللہ کی خود کی دو بیویاں تھیں لہٰذا اس نے "کتاب اقدس" میں تحریر کیا:

قد کتب اللہ علیکم النکاح ایاکم عن تجاوزوا عن الاثنین لا تتبعوا انفسکم انها لامارة بالبغی والفحشاء۔

ترجمہ: بہاء اللہ لکھتا ہے کہ اے اہل بہاء! تم پر نکاح کرنا فرض کیا گیا ہے مگر دو سے زیادہ نہ کرو۔اسکی خلاف ورزی کر کے نفس کی پیروی نہ کرنا جو کہ سرکشی اور بدکاری کا حکم دیتا ہے۔

اور انگریزی "کتاب اقدس" جواب چھپی ہے اس میں نوٹ ۸۹ صفحہ ۲۰۴ پر پہلی سطر پر ملاحظہ فرمایئے

اسکے علاوہ "کتاب اقدس" (انگریزی) کے صفحہ ۱۹۹ صاف طور پر حکم ہے۔ جب کہ عربی (اصل) میں دو سے زیادہ بیویوں کیلئے حکم ہے۔ یعنی جان لو کہ ایک سے زیادہ شادیاں اللہ نے حرام قرار دی ہیں۔ چنانچہ ایک سے زیادہ شادیاں کرنا تمہارے لئے جائز نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔ تو پھر سب سے پہلے بہاء اللہ نے فعل حرام کیا اسلئے کہ وہ دین بابی کے ماننے والے تھے۔ خیر اپنے زمانے میں اس حکم میں تبدلی تو کی لیکن پھر انکے ماننے والوں نے "اقدس" ہی میں اس کو ناجائز قرار دیا۔ ہوسکتا ہے ایک بیوی کی اولادیں حرامی ہوں۔ اب یہ فیصلہ تو عبدالبہاء کو ہی کرنا ہوگا۔ لیکن حرکات سے تو وہ خود ہی ایسے معلوم ہوتے ہیں۔ ہر چیز میں وحدانیت کا دعوی کرنے والو جب تم احکام کے بیان میں یگانگت نہ لاسکے۔ تو پھر میدان عمل میں تمہارا کیا عالم ہوگا۔

مہر کے متعلق بہائیوں کا نظریہ:

قد قدر للمدن تسعةعشر مثقال من الذهب الابريز و للقرى من الفضة و من ارادالزيادة حرم عليه ان يتجاوز عن خمسة و تسعين مثقال۔

ترجمہ: مہر کے متعلق کتاب اقدس میں بہاء اللہ دجال کذاب لکھتا ہے کہ یعنی مہر کی مقدار شہروں کیلئے ۱۹ مثقال سونا ہے اور دیہات کیلئے ۱۹ مثقال چاندی اور اگر کوئی شخص اس سے زیادہ مہر مقرر کرنا چاہے تو ۹۵ مثقال سونے تک شہر والے اور ۹۵ مثقال چاندی تک گاؤں والے زیادتی کر سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ حرام اگر آپ اس عبارت پر نظر کریں تو سب سے پہلے یہ مبہم بات ہے کہ دیہات اور شہر کا کون ہو۔ بیوی یا شوہر اور پتہ نہیں انگریزی ترجمہ کرنے والے کو کہاں سے شوہر کا سراغ مل گیا۔ اور انہوں نے ترجمہ میں مرد ڈال دیا۔ اور کیا ضروری ہے کہ کسی کے پاس اتنا ہو ہی۔ اگر نہ ہو تو پھر؟ شادی نہ کرے زنا کاری کرتا رہے کیونکہ اسکا جرمانہ پہلی دفعہ ۹ مثقال سونا بیت العدل کو دینا ہے (اگر پکڑا گیا تو) دوسری مرتبہ دوگنا اور جس کے پاس نہ ہو تو پھر المفلس فی امان اللہ معاف ہے کرتا جا۔ اسکے علاوہ حضور باب اور بہاء کی مہریں کتنی تھیں اور جب بہاء اللہ اور طاہرہ خضوینی از بدشت چل دیئے تھے اسکا جرمانہ کس نے کس کو دیا۔

گانے بجانے کو جائز قرار دینا:

انا حللنا لكم اصغاء الاصوات و النغمات۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال نے کتاب اقدس میں لکھا ہے کہ اے اہل بہاء! ہم نے تمہارے اوپر گانا بجانا بھی حلال

کر دیا ہے۔

صرف یہی نہیں بلکہ عبادت گاہوں میں واجب کر دیا چنانچہ عبدالبہاء رقمطراز ہے:

از لوازم مشرق الاذکار است داخل مشرق الاذکار از غنون و غرفات خواھد بود۔

ترجمہ: عبدالبہاء لکھتا ہے کہ مشرق الاذکار (بہائی عبادت گاہوں) کے لوازم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ ان میں اونچی جگہیں بنائی جائیں جن میں گانے بجانے کا سامان انگریزی باجہ وغیرہ بھی رکھا جا سکے۔

(بدائع الاثار از عبدالبہاء (۱:۳۵۲)

اور اس قسم کے احکام بدائع الاثار جلد اول میں متعدد مقامات پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ قارئین ملاحظہ فرمائیں۔ موسیقی جسے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی احادیث میں شیطان کا آلہ اور نفاق کا سبب قرار دیا گیا ہے۔ بہائیوں کی عبادت گاہوں میں ہونا ضروری ہے۔

بہائیوں کا وضو:

کتاب اقدس بہاء اللہ میں جو وضو کے شروع میں {اللہ البھی} پڑھنے کیلئے حکم دیا گیا ہے وہی حکم نماز کیلئے بھی دیا گیا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ:

یغسل فی کل یوم یدیہ ثم وجھہ و یقعد مقبلا الی اللہ و یُذکر خمسا و تسعین مرۃ اللہ البھی۔۔۔ کذالک توضو ألّلصلواۃ۔

ترجمہ: بہاء اللہ دجال کذاب لکھتا ہے کہ ہر روز صرف ہاتھ اور منہ دھو لئے جائیں اور بیٹھ جائیں اللہ کے طرف منہ کر کے اور ۹۹ بار پڑھیں اللہ البھی۔ اور اسی طرح وضو کریں نماز کیلئے بھی۔

ملاحظہ فرمایا آپ نے دن میں صرف ایک بار وضو کرنا کافی ہے۔ وضو میں مسح کی کوئی ضرورت ہی نہیں۔ اور اب دیکھئے پیر کے دھونے کے بارے میں کیا حکم ہے۔

اغسلوا ارجلکم کل یوم فی الصیف و فی الشتاء کل ثلاثۃ ایام مرۃ واحدۃ۔

ترجمہ: بہاء اللہ دجال کذاب لکھتا ہے کہ اے اہل بہاء موسم گرما میں ایک مرتبہ دن میں اور موسم سرما میں تیسرے دن پیر دھولیا کرو۔ (کتاب اقدس از بہاء اللہ)

جنب ہو جانے پر یا احتلام ہو جانے پر غسل واجب نہیں ہوتا کیونکہ اس کا تذکرہ کتاب اقدس میں کہیں ملتا ہی نہیں۔

اورضرورت بھی کیا کیونکہ منی تو بہائی احکام میں پاک قرار دی گئی ہے۔

اور جس کو وضو کے لئے پانی نہ مل پائے وہ کیا کرے ملاحظہ فرمائیے طریقہ تیمم بہائیت کی کتاب اقدس میں جس کے بارے میں الٰہی احکام ہونے کا دعویٰ ہے:

من لم یجد الماء یذکر خمس مرہ بسم اللہ الا طہر۔

ترجمہ: بہاء اللہ دجال کذاب لکھتا ہے کہ جس کو وضو کے لئے پانی نہ ملے وہ پانچ مرتبہ {**بسم اللہ الا طہر**} کہہ لے۔

بہائیوں کا قبلہ

بہاءاللہ کذاب دجال کی زندگی تک کے لئے ''کتاب اقدس''میں قبلہ کا حکم اس طرح تھا:

اذاار دتم الصلواۃ ولو وجوھکم الی شطری الاقدس المقام المقدس۔

ترجمہ: بہاء اللہ دجال کذاب لکھتا ہے کہ جب تم نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو میری طرف اس مقام مقدس کی طرف پھیر لو۔

وہ مقام مقدس عکا اسرائیل میں تھا کیونکہ وہاں مقید تھا۔اور مرنے کے بعد کیلئے لکھتا ہے کہ:

عند غروب الشمس الحقیقہ و التبسیان المقر الذی قدرناہ لکم۔

ترجمہ: بہاء اللہ دجال کذاب لکھتا ہے کہ جب حقیقت کا سورج (بہاء اللہ) ڈوب جائے تو تمہارے لئے ہم نے قبلہ اس جگہ کو مقرر کیا (یعنی قبر کی جگہ)

بہائیوں کی نماز:

کتاب اقدس میں نماز کی رکعتوں اور اوقات کے بارے میں لکھتا ہے کہ

قد کتب علیکم الصلوۃ تسع رکعات۔۔۔حین الزوال و فی البکور و الآمال و عفونا من عدۃ اخری۔

ترجمہ: بہاء اللہ دجال کذاب لکھتا ہے کہ بیشک کتاب (خدا) میں نمازوں کی تعداد نو بتائی گئی ہے۔(تین رکعت) سورج ڈھلنے کے وقت (تین رکعت) سورج نکلنے کے وقت اور (تین رکعت) شام کے وقت باقی تمام نمازیں ہم نے معاف کر دیں اتنے پر بس نہیں کیا بلکہ یہ لکھتا ہے کہ ان نمازوں کی دو قسمیں ہیں ایک چھوٹی قسم اور ایک تفصیلی قسم۔

چھوٹی قسم کی نماز:

اس میں صرف اتنا ہوتا ہے کہ بہاء اللہ کی قبر کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ پھر رکوع کرو۔اور رکوع سے سر اٹھا کر

قعدہ میں بیٹھ جاؤ اوران الفاظ کو پڑھو جو بہاء اللہ نے مقرر کیے جن کا ذکر بہاء اللہ نے اپنی کتاب ادعیہ محبوبہ کے ۸۱ سے ۸۴ تک میں کیا ہے۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے نہ تکبیرۃ الحرام نہ قیام۔ نہ سجدہ اور نہ ہی قرآنی صورتوں کا تذکرہ۔

بڑی نماز کا طریقہ:

پہلی رکعت عکا کی طرف منہ کرکے نمازی کھڑا ہو۔ دائیں بائیں دیکھنے کے بعد بہاالله کے مقرر کردہ الفاظ کہے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر ان الفاظ میں جو بہاء اللہ نے مقرر کیے ہیں دعا کرے پھر سجدہ میں چلا جائے۔ اور بہاء اللہ کی تلقین کردہ الفاظ کہے اور پھر کھڑا ہوجائے۔

دوسری رکعت کھڑے ہوکر پہلے وہ الفاظ کہے جو بہاء اللہ نے مقرر کیے ہیں۔ پھر ہاتھ اٹھا کر کچھ اور الفاظ کہے۔ جنکی بہاء اللہ نے ہدایت کی ہے۔ پھر ہاتھ اٹھا کر تین تکبیریں باالفاظ {الله البهی} کہے۔ اور رکوع کے لئے جھکے۔ اور بہاء اللہ کے مقرر کردہ الفاظ پڑھے۔ پھر کھڑا ہوجائے اور پھر ان الفاظ میں دعا کرے جو بہائی شریعت نے مقرر کیے ہیں۔ پھر سجدہ کرے اور وہ کلمات کہے جو سجدے کے لئے مقرر کیے گئے ہیں۔ پھر قعدہ میں بیٹھ کر وہ الفاظ کہے جس کا حکم ہے۔ پھر سیدھا کھڑا ہوجائے۔

تیسری رکعت کھڑا ہو کر شریعت بہاء کے مقرر کردہ الفاظ کہے۔ پھر تین تکبیریں جس طرح بہاء اللہ نے مقرر کی ہیں۔ کہہ کر رکوع کرے۔ اور بہاء اللہ کے تجویز کردہ الفاظ کہتا ہوا کھڑا ہوجائے اور وہ کلمات کہے جو اپنی شریعت میں بہاء اللہ نے مقرر کیے ہیں۔ پھر تین تکبیریں { الله البهی } کی کہہ کر سجدے میں چلا جائے اور سجدہ کے مقرر کردہ کلمات کہے پھر قعدہ میں بیٹھ جائے اور ان کلمات کے ساتھ جو بہاء اللہ نے تعلیم دیئے نماز کو تمام کرے۔ (ادعیہ محبوب بہاء اللہ صفحہ ۷۹ سے ۸۱ تک قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ اس طریقہ نماز سے ظاہر ہے کہ پہلی رکعت میں رکوع اور دوسرا سجدہ نہیں ہے اور دوسری وتیسری رکعت میں بھی دوسرا سجدہ نہیں۔ اسکے علاوہ اسلامی نماز کا کوئی کلمہ بھی نہیں۔ آخر یہ سب چیزیں اسلام دشمنی ظاہر نہیں کرتیں تو پھر کیا کرتی ہیں۔ ان سب کے باوجود ان کا یہ کہنا کہ "ہم تو مذہب وملت میں اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں" کے کلمات دھوکا دہی پر مبنی نظر آتے ہیں۔

نماز باجماعت حرام ہے:

قد کتب علیکم الصلوۃ فرادی قد رفع حکم الجماعۃ۔

ترجمہ: کتاب اقدس میں بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ بیشک کتاب (خدا) میں تمہارے لئے فرادی نماز کا حکم ہے اور نماز جماعت کا حکم تم پر سے اٹھالیا گیا ہے۔

مریض اور بوڑھوں پر سے نماز ساقط ہے:

کتاب اقدس میں ہے:

من کان فی نفسه ضعف من المرض او الهرم عفاالله عنه۔

ترجمہ: کتاب اقدس میں بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ جو شخص بیماری یا بوڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو اس کے لئے نماز معاف ہے۔

مسافر کی نماز:

سفر میں نماز قصر نہیں بلکہ ہے ہی نہیں صرف منزل مقصود پر پہنچ جانے کے بعد ہر ایک نماز کے لئے بس ایک سجدہ کرلے۔ چنانچہ کتاب اقدس میں بیان کرتا ہے کہ

ولکم ولهن فی الاسفار اذاانزلتم واسترحتم المکان الامن کل صلوة سجدة واحدة۔

ترجمہ: کتاب اقدس میں بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ اے بہائی فرقے کے مرد وعورتوں! سفروں میں تمہارے لئے کوئی نماز نہیں صرف یہی حکم ہے کہ جب تم امن کی جگہ پہنچ جاؤ اور آرام کرلو تو ہر نماز کے بدلے ایک سجدہ کرلیا کرو۔

دیگر تمام نمازیں ختم کردی گئیں، چنانچہ نماز آیات کیلئے صاف "کتاب اقدس" میں حکم ہے۔

قدعفوناعنکم صلوة الایات۔

ترجمہ: کتاب اقدس میں بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے بیشک ہم نے تم پر نماز آیات معاف کردی۔

بہائیوں کا روزہ:

روزہ اسلامی قوانین کی طرح ۲۹ یا ۳۰ دن نہیں رکھنا ہے بلکہ صرف ۱۹ دن کیونکہ بہائیوں کے مہینے ہی ۱۹ دن کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ "کتاب مبین" میں بہاءاللہ کے صفحہ ۴۷ پر لکھتا ہے کہ

قد کبتناالصوم تسعة عشر یومافی اعدال الفصول۔

ترجمہ: بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ ہم نے موسم بہار کے صرف ۱۹ روزے تم پر فرض کیے ہیں۔

اس کے علاوہ روزوں میں سوائے کھانے پینے کی ممانعت کے اور تمام چیزیں جائز ہیں یعنی جماع وغیرہ چنانچہ کتاب اقدس میں حکم ہے

کفوا انفسکم عن الاکل و الشرب من الطلوع الی الغروب۔

ترجمہ: بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ اپنے آپکو طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے سے باز رکھو۔

اس کے علاوہ مسافر، مریض اور حائض عورتوں کو بعد میں بھی روزہ رکھنا ضروری نہیں چنانچہ کتاب اقدس میں ہے:

لیس علی المسافر و المریض عفا اللہ عن النساء حین مایجدن الدم الصوم۔

ترجمہ: بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ نہیں ہے (روزہ) مسافروں اور مریضوں پر۔ اور اللہ نے معاف کیا ایام حیض کے روزے عورتوں کیلئے۔

بہائیوں کا حج:

عورتوں سے حج ساقط ہے: چنانچہ کتاب اقدس میں لکھتا ہے کہ

قد حکم اللہ لم استطاع منکم حج البیت دون انساء عفا اللہ عنھن۔

ترجمہ: بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ اللہ نے تم میں صاحب استطاعت لوگوں پر حج واجب قرار دیا ہے اور عورتوں پر سے یہ حکم ہٹا لیا ہے۔

یہ ہے عورت اور مردوں میں یگانگی کی عمدہ مثال۔

بہائیوں کو تین جگہوں پر حج کرنے کا حکم ہے:

(۱)...... مرزا حیدر علی اصفہانی بہائی رقمطراز ہے کہ زیارت کرنے والے لوگ بہاء اللہ کے آستانہ (واقع عکا) کا طواف کرتے اور بوسہ دیتے ہیں۔ اور یہ بھی بہائیوں کا ایک قسم کا حج ہے۔

(بہجۃ الصدور از مرزا حیدر علی اصفہانی بہائی: ۲۵۸) مطبوعہ ممبئی ہند)

(۲)...... **محل و طواف و حج اهل بهاء یکے بیت نقطه اولیٰ در شیراز است و ثانی این بیت جمال البهی که در بغداد است** } یعنی بہاء اللہ نے جن گھروں کے طواف کا حکم دیا ہے ان میں ایک تو جناب نقط اولیٰ (علی محمد باب) کا گھر شیراز میں ہے اور دوسرا یہ گھر بہاءاللہ کا بغداد میں ہے۔

(الکواکب الدریہ فی ماثر البہائیہ: ۳۵۸)

قارئین ملاحظہ فرمائیں کہ بہائیوں کا حج خانہ کعبہ کو چھوڑ کر عکا، شیراز اور بغداد میں موجود بہاء اللہ کا گھر ہے۔ یہی نہیں بلکہ عبدالبہاء نے مکاتیب (۳:۷ ۳۲) پر ۱۹۱۸ء بغداد کے مجاوروں کے نام ایک خط لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں۔

الھی الھی ھو لاء عباد فی مدینتک المبارک لہ مجاورون لبیتک الحرام۔

یعنی اے میرے خدا یہ تیرے بندے ہیں جو تیرے مبارک شہر بغداد میں تیرے بیت الحرام کے مجاور ہیں۔

اس جملے سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بہائیوں کا خدا اس گھر کا مالک بہاء اللہ ہی ہے۔

بہائیوں کی زکوٰۃ:

مرزا علی محمد باب نے اپنی کتاب بیان میں جو حکم زکوٰۃ دیا ہے اسکو بہاء اللہ نے اقدس میں نقل کیا ہے اور وہ یہ ہے

والذی نملک مائہ مثقال من الذھب فتسعۃ عشر مثقال للہ فاطر الارض والسماء۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ جس شخص کو سو مثقال سونا کی ملکیت حاصل ہو اس میں سے انیس مثقال سونا زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے خدا (بہاء اللہ) کو دے۔

لیکن اس کے بعد بہاء اللہ نے ہی کتاب اقدس میں لکھا ہے۔

کتب علیکم تذکیۃ الاقوات وما دونھا بالزکوۃ ھذا ما حکم بہ منزل الایات فی ھذا الرق المنیع سوف نفصل لکم نصابھا۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ اے اہل بہاء! کتاب اقدس کے اتارنے والے نے اس معزز صحیفہ میں فرض کیا ہے کہ تم اپنے کھانے کی چیزوں اور دوسری چیزوں کو زکوٰۃ دے کر پاک کرو اور جس نصاب سے زکوٰۃ دینی چاہئے اسکا ذکر ہم پھر بعد میں کریں گے۔

یہ ایسا احمق اور پاگل شخص تھا کہ دعوی کیا کہ وہ شریعت حقہ کو منسوخ کرنے آیا ہے اور خود جو کچھ لایا وہ بھی مکمل نہ لایا۔

بہائیوں میں خطبہ اور وعظ منبر پر منع ہے۔

بہاء اللہ نے کتاب اقدس میں لکھتا ہے کہ:

قد منعتم عن الارتقاء الی المنابر من اراد ان یتلو اعلیکم ایات اللہ فلیقعد علی السریر۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ اے اہل بہاء منبروں پر چڑھ کر خطبہ اور وعظ کہنا تمہارے لئے منع ہے۔ جو

شخص تمہارے آگے اللہ کی آیات پڑھنا چاہتا ہے وہ چوکی یا تخت پر بیٹھ کر تمہیں وعظ یا لیکچر دے۔ ملاحظہ فرمایا آپ نے صرف اور صرف اسلامی احکام کی ضد میں منبر پر بیٹھنے کی مذمت کی گئی ہے اور چوکی پر بیٹھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

بہائیوں میں ہاتھ چومنا حرام ہے۔

کتاب اقدس میں ایک طرف یہ حکم ہے کہ

قد حرم علیکم تقبیل الایادی۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ بیشک تم پر ہاتھوں کا چومنا حرام قرار دیا ہے۔

تو دوسری طرف عبدالبہاء لکھتا ہے کہ

این جوان نورانی (عبدالوھاب بابی) برخواست در قصی در نہایت مرو در د پیش گاہ حضور نمود بعد دست مبارک پر بوسید و رسم و داغ مجری داشت۔

ترجمہ: عبدالبہاء بہائی دجال لکھتا ہے کہ وہ جوان نورانی مرد عبدالوہاب بابی اٹھا اور نہایت مرود کی حالت میں بہاء اللہ کے سامنے رقص کیا اور بہاء اللہ کے ہاتھوں کو چوما اور رخصت ہوا۔

یہی نہیں بلکہ بدائع الاثار سفر نامہ عبدالبہاء (۳:۴۰۸) پر باقائدہ عبدالبہاء کے ہاتھ چومنے کا ذکر ہے۔

اگر یہ ہاتھ چومنے کا حکم بہاء اللہ اور عبدالبہاء کے لئے نہیں تھا تو کتاب اقدس میں یہ بات واضح کرنا چاہئے تھا۔ ورنہ یہ تو منافقت کی دلیل ہے کہ قول کچھ اور فعل کچھ، بات یہیں نہیں ختم ہوتی بلکہ عبدالبہاء نے تو قدم بھی چھوائے ہیں دیکھئے بدائع الاثار (۲:۴۰۳) پر فلادلفیا کے بہائیوں کیلئے بیان ہوا ہے فوراً ہجوم آوردہ روئے قدم مبارک افتادند یعنی کہ وہ لوگ عبدالبہاء کو دیکھ کر فوراً ان کے قدموں پر گر پڑے۔ منکسر مزاج لوگ یہ سب ہاتھی کے دانت دیکھانے کے اور کھانے کے اور بہترین تفسیر کر رہے ہو سچ ہے کہاں تو ہاتھ چومنا حرام قرار دیتے ہو اور کہاں عبدالبہاء بدائع الاثار (۱:۴۰۱) پر لکھتا ہے کہ

چون دستہ دستہ احباب قدم و جدید بزیارت جمال انور مشرف می شدند با حال این و آہ ناغر روئے جون ماہ بودند و مساجد و طائف طلعت عبداللہ اکثر گریان و نالان بودند۔

ترجمہ: جب عبدالبہاء ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف رخصت ہونے کو تھے تو پرانے اور نئے بہائی انکی زیارت کے لئے آنا شروع ہوئے اور انکے چہرے کو دیکھ کر روتے ہوئے انکا طواف اور سجدہ کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ باپ بھی خدا بیٹا بھی خدا۔

بہائیوں کے یہاں انیس برس بعد گھر کا تمام سامان بدلنا واجب ہے

کتاب اقدس میں حکم ہے۔

کتب علیکم تجدید اسباب البیت بعد الانقضاء تسعہ عشر سنہ۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ اے اہل بہاء! تم پر واجب ہے کہ انیس سال بعد گھر کا سارا سامان بدل دو۔ پتہ نہیں کیوں بیت العدل کو ہبہ کرنے کو کیوں نہیں کہا۔ کیونکہ بہائیوں کے یہاں یہ چیز بہت عام ہے کہ اگر کوئی مرجائے تو اسکی گھڑی سے لیکر بستر وتکیہ تک نیلام کردی جاتی ہے اور وہ پیسہ ادارے کو دیدیا جاتا ہے۔

گوشت کھانے کے بارے میں باپ بیٹے میں اختلاف:

ولاتجتنبوا اللحوم۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال نے "کتاب مبین" میں تاکید کی گوشت کھانے سے پرہیز نہ کرو۔

لیکن عبدالبہاء نے اس حکم بہاء اللّٰہی کو ان الفاظ میں منسوخ کردیا:

خوراک انسان گوشت نیست چہ کہ در ایجاد آلات گوشت خوری دادہ نشدہ۔

ترجمہ: عبدالبہاء دجال لکھتا ہے کہ انسان کی خوراک گوشت نہیں ہے کیونکہ انسان کو گوشت کھانے والے آلات نہیں دیئے گئے ہیں۔ (بدائع الاثار از عبدالبہاء (۱: ۲۷۳)

یہ باپ بیٹوں میں تضاد، بھائی بھائی میں تضاد، بیویاں رکھنے میں تضاد ہاتھ کو بوسہ دینے کے حکم میں تضاد پھر بھی بے حیائی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ہم تو اتحاد کے شیدا ہیں، اتحاد ہمارا نصب العین ہے"۔ اے کاش کہ کوئی بہائی ان تفرقوں کو غیر متعصّبانہ نظر سے دیکھتا اور اپنے اس نغمہ بے حیائی و نفاق کو بدل دیتا۔ لیکن نہ جانے کیا تمام بہائیوں کو کھلا پلا دیا گیا ہے کہ سب کی عقل "عکا" کی طرف لگی ہوئی ہے۔

چور کی سزا:

ملاحظہ فرمایئے چور کیلئے بہاء اللہ نے "کتاب اقدس" میں جو حکم نافذ کیا ہے اس میں بھی کیسی جاہلیت جھلکتی ہے:

قد کتب علی السارق النفی والحبس وفی الثالث فاجعلوا فی جبینہ علامۃ یعرف بھا۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ بے شک چور کیلئے یہ حکم لکھ دیا گیا ہے کہ (پہلی بار چوری کرنے پر) جلاوطن کیا جائے (دوسری بار چوری کرنے پر) قید کی سزا دی جائے اور اگر تیسری دفعہ پھر چوری کرتا ہوا ملے تو اسکی پیشانی پر

کوئی ایسا داغ دیا جائے جس سے پہچانا جائے کہ یہ چور ہے۔
ملاحظہ فرمایئے اس حکم میں کتنی کمیاں ہیں: پہلی بار اگر چور پکڑا جائے تو جلاوطن کر دیا جائے پھر وہاں چوری کرے گا پھر وہ پہلی بار ہوگا وہاں سے بھی جلاوطن کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ کبھی اسکا چوری کرنا دوسری بار ہوگا ہی نہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ جس کسی نے حق سے منہ موڑا وہ پھر گمراہ وذلیل ہوا۔

قتل خطاء اور گھر جلانے کی سزا:

قتل اور گھر جلانے کے بارے میں کتاب اقدس میں یوں لکھتا ہے کہ:
من احرق بیتاًمتعمداً فاحرقوہ من قتل نفسا عامدا فاقتلوہ وان تحکموا لھماحبسا ابدیا لاباس علیکم۔
ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ جو شخص کسی کے گھر کو جان بوجھ کر جلا دے اس کو جلا دیا جائے اور جو کسی کو جان بوجھ کر قتل کرے اس اسے قتل کر ڈالو اور اگر ان دونوں کیلئے عمر قید لگا دی جائے تو بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔
قتل خطاء یعنی قتل کے ارادے سے نہ مارا ہو لیکن شخص مر گیا ہو اسکے لئے "کتاب اقدس" میں یوں حکم جاری ہوا:
من قتل نفسا خطا فلہ دیۃ مسلمۃ الی اھلھا وھی مائۃ مثقال من الذھب۔
ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ اگر کسی نے کسی کو خطاء کی بناء پر قتل کر دیا، اسے اسکے وارثوں کو سو مثقال سونا دیت کے طور پر دینا ہوگا۔
ملاحظہ فرمایا آپ نے کون قاتل کہے گا میں نے جان بوجھ کر قتل کیا سب یہی کہیں گے کہ میں مارنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لئے پہلے احکام کا کوئی مطلب نہیں ہوتا اسکے علاوہ آج کے دور میں سو مثقال سونا دینا کس کے لئے ممکن ہے جب کہ ایک مثقال سونا ساڑھے چار ماشہ کا ہوتا ہے اور پھر یہ دعویٰ کہ یہ مذہب جدید ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے قوانین بیان کرتا ہے۔
میں نے ایک بہائی سے سوال کیا کہ اگر کسی کے پاس نہ ہو اور اس نے قتل جان بوجھ کر نہ کیا ہو تو، مسکرا کر جواب دیا بہاء اللہ کا ایک عام سا جواب یہ ہے کہ المفلس فی امان اللہ مفلس (جس کے پاس نہیں ہے) اسکو معاف کر دیا جائے گا۔
پھر کیسا حل خود بخود نکل آیا کہ قتل کرو۔ اور کہو جان بوجھ کر نہیں قتل کیا اور سو مثقال دینے کو بھی نہیں ہیں۔ اب بہائیت کی تاریخ قتل و غارت گری کی تاریخ سمجھ میں آنے لگی۔ اس لئے تو بہاء اللہ، عباس آفندی اور شوغی آفندی نے قتل و

غارت گری کا بازار گرم رکھا۔

آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد کے احکام بھی قارئین کے سامنے رکھ دوں تا کہ قارئین تشنہ نہ رہ جائیں حالانکہ بہائی حضرات قیامت اسی دنیا کو کہتے ہیں اور مرنے کے بعد کے حساب و کتاب جزا اور سزا وغیرہ کے قائل ہی نہیں تو سب سے بڑا سوال تو یہ ہے کہ پھر مرنے کے بعد کے احکام کی ضرورت ہی کیا ہے اور سچ پوچھیں تو کسی بھی قانون کی ضرورت نہیں۔ یہی نہیں یہاں پہنچ کر سمجھ میں آ رہا ہے کہ بہاءاللہ نے الوہیت کا دعویٰ کیوں کیا کیونکہ بقول انکے یہ ایام قیامت ہیں اور روز قیامت تو صرف اللہ کی حکومت ہوگی۔ نبی اور رسول اپنی نبوت اور رسالت کے فرائض سے سبکدوش ہو چکے ہونگے۔ بہاء اللہ نے پہلے نبوت کا اعلان کیا تا کہ روز قیامت کا اعلان کردے اور جب لوگ ایمان لے آئے تو الوہیت کا اعلان کر دیا۔

بہائیوں کا کفن:

کتاب اقدس بہاءاللہ میں ہے کہ

ان تکفنوہ فی خمسۃ اثواب من الحریر او القطن۔

ترجمہ: بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ مردوں کو پانچ کپڑوں کا کفن پہناؤ جو ریشمی یا سوت کے ہوں۔

لیجئے صاحب کفن بھی پانچ کپڑوں میں ہو۔ اور کیسا ہو وہ پانچ کپڑے مثلاً کرتا، لنگی اور چادر وغیرہ کی کوئی وضاحت نہیں ہے۔

میت کو ایک گھنٹے سے زائد فاصلے پر لے جانا حرام ہے:

بہاءاللہ نے کتاب اقدس میں تحریر کیا ہے کہ

حرم علیکم نقل المیت ازید من متنافۃ ساعۃ لمن المدینۃ ادفنوہ بالروح و الریحان فی مکان قریب۔

ترجمہ: بہاءاللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ میت کو ایک گھنٹہ سے زیادہ کی مسافت طے کر کے لے جا کر دفن کرنا حرام ہے۔

کاش کسی بہائی نے آج تک اس حکم کے زیر نظریہ تو سوچ لیا ہوتا کہ پھر علی محمد (ملقب بہ باب) کو تبریز سے فلسطین کے علاقے حیفا میں لا کر کیوں دفن کیا گیا تبریز (جو ایران میں واقع ہے) سے حیفا (جو فلسطین میں واقع ہے) کی مسافت ایک گھنٹہ سے کم ہے؟۔ اور پھر یہ واقعہ بھی کب رونما ہوا، مرزا علی محمد باب ۱۲۶۶ھ میں تبریز میں دفن ہوا اور

۱۳۱۳ھ میں اس کو قبر کھود کر حیفا لے جایا گیا۔(دیکھئے بہائیوں کا رسالہ تسع عشریہ نطق۔اور مکاتب (۱:۲۹۲) یعنی ۷۴ سال بعد پتہ نہیں کہاں لے گئے اور کیوں لے گئے، لے بھی گئے یا نہیں یا صرف بازار گرم کرنے کے لئے قبر بنا دی تاکہ لوگ آکر اپنے اپنے عطیات ڈالتے جائیں ایران کے شہر تبریز میں تو کوئی عطیات ڈالتا نہیں اور ڈالتا بھی تو انکو نہ ملتا۔ ورنہ اور کیا وجہ ہوسکتی ہے دنیا کا کوئی بہائی مجھے اس کی معتبر وجہ بتادے۔ مذہب اور سائنس میں ہم آہنگی کا نغمہ گانے والو ذرا سائنس کی طرف رخ کر کے تو پوچھو کہ ۷۴ سال بعد مردے کا کون سا عضو آپکو صحیح وسالم ملے گا۔

نماز جنازہ میں کیا پڑھا جائے:

قدنزلت فی صلوۃ المیت ستۃ تکبیرات والذی عندہ علم القراۃ لہ ان یقرء ما نزل قبلہا والاعفا اللہ عنہ۔

ترجمہ: بہاء اللہ کذاب دجال لکھتا ہے کہ نماز جنازہ کی چھ تکبیریں ہونگی جو شخص پڑھنا چاہے اسے چاہئے کہ جو کچھ اس سے پہلے اتارا گیا وہ پڑھے اور جسے نہ آتا ہو اسے معاف ہے۔(ادعیہ محبوبہ از بہاء اللہ: ۲۱۴، ۲۱۵)

یہ بھی پڑھیں

ولی کسی مقدم نہ ایستد کل در صفوف خود قائما نماز گذار ندبرا و بقصد فرادی ولی در صورت جماعت۔(بیان فارسی)

ترجمہ: باب دجال لکھتا ہے کہ نماز جنازہ میں کوئی شخص بطور امام کے آگے کھڑا نہ ہو جماعت جمع ہو مگر ہر شخص اپنی الگ نماز جنازہ پڑھے۔

بہائی مردوں کو کس رخ دفن کیا جائے

عشق آباد کے ایک بہائی نے عباس آفندی بہائی سے سوال کیا کہ بہائی فرقہ کے مردوں کو قبر میں کس رخ دفن کرنا چاہئے۔

اما قضیہ دفن اموات هنوز اگر بقرار سابق باشد بهتر ابست زیر ابنائد نوعی نمود که میان آشناو بیگانه بکلی فسبح و جدائی افنند زیرا جدائی مانع از تبلیغ است و چون زمانی آید که اجرائیا حکام بحیج و جه وسب و حشت قلوب نگر دو امر الله اعلان شود آن وقت در ترکستان بایداز شرق توجه بغرب مائل بشمال کنندو اموات راسر بقبله و پا بشمال دفن نمائند۔

ترجمہ: تم نے جو سوال مردوں کے دفن کرنے کے متعلق کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ابھی مردے اس طرح دفن

کئے جائیں کہ جس طرح پہلے دفن ہوتے تھے تو یہ بہتر ہے کیونکہ مردوں کے دفن کرنے میں ابھی سے ایسا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہئے جس سے اپنوں (بہائیوں) اور بیگانوں (غیر بہائیوں) میں بالکل جدائی واقع ہو جائے تبلیغ میں روک ہوتی ہے اور جب وہ زمانہ آجائے کہ بہائی مذہب کے حکموں کو جاری کرنا کسی طرح لوگوں کیلئے دلی نفرت کا موجب نہ بنے اور اس مذہب کا اعلان ہو جائے تو اس وقت روسی ترکستان میں یہ ہونا چاہئیے نماز میں منہ مشرق سے مغرب کی طرف ذرا شمال کو جھکے ہوئے رکھا جائے اور مردوں کو اس طرح دفن کیا جائے کہ سرزری قبلہ (عکا) کی طرف ہو اور پاؤں شمال کی طرف ہو۔ (مکاتب از عباس آفندی (۳:۲۸۷)

امید ہے اس چھوٹے سے احکام بہائیہ کے مضمون نے قارئین کو یہ بات ذہن نشین کرادی ہوگی کہ بہائیت نہ کسی مذہب کا نام ہے اور نہ انسان دوست لوگ اس کے ماننے والے ہو سکتے ہیں بلکہ یہ دشمن اسلام ہے۔ اور اسلام مخالف سازشوں نے اسے اسلام کے خلاف اٹھایا ہے اور ان کے فاجر عقائد کے بعد احکام خدا کی کھلے طور پر مخالفت نے یہ بالکل ثابت کر دیا ہے کہ یہ لوگ کافر ہیں اور ان لوگوں سے کسی قسم کا ربط رکھنا یا شادی بیاہ کرنا قطعاً ناجائز ہے اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے لئے باعث تکلیف ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم مسلمان نہ صرف انکا سماجی بائیکاٹ بلکہ اس ایمان دشمن سازش کو اپنے قریب ہی نہ کھڑا کریں۔ علماء اسلام سے خاص طور سے التماس ہے کہ وہ کوئی بھی نکاح پڑھنے سے پہلے فریقین سے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی آخری نبوت اور آخری رسالت کا تحریری اقرار حاصل کرلیں کیونکہ یہ لوگ کبھی کبھی اسلامی نکاح کر کے پھر بہائی شادی بھی کراتے ہیں دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمنان عقیدہ ختم نبوت سے لڑتے لڑتے موت دے اور شہادت کے درجے پر فائز کرے۔

ضروری تنبیہ: کتاب اقدس یا ان دجالوں کی دوسری کتب میں عربی بہت سے مقامات پر مغلق ہے شاید اس لئے کہ یہ لوگ ایرانی ہیں تو ہم نے پھر کوشش سے ترجمہ کر دیا جو سمجھ آیا۔

ریاض گوہر شاہی مرزا قادیانی کذاب دجال کا دم چھلا ہے:

یہ دور فتنوں کا دور ہے، ہر سمت سے مختلف فتنوں کی یلغار ہے، آج ایک طرف جہاں انٹرنیٹ وسوشل میڈیا کے ذریعے الحاد اور لادینیت کی شورشیں عروج پر ہیں، اشکالات اور وساوس پیدا کر کے اسلام کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے ہو رہے ہیں، مسلمانوں کو شکوک وشبہات میں مبتلا کر کے اسلام بیزار کرنے کی سازشیں رچائی جا رہی ہیں، وہیں دوسری طرف میدان عمل میں باطل فرقے اور گمراہ جماعتیں پوری تن دہی اور مستعدی کے ساتھ کفر والحاد کے جال بچھا

رہی ہیں، نئی نسل کو راہ حق سے برگشتہ کر رہی ہیں اور ملت کے متاع دین و ایمان پر ڈاکے ڈال رہی ہیں۔ دورِ حاضر کو سائنسی اور مادی اعتبار سے لاکھ ترقی یافتہ کہہ لیجیے لیکن اخلاقی اقدار، روحانی بصیرت، ایمانی جوہر کی پامالی کے لحاظ سے یہ انسانیت کا بدترین دورِ انحطاط ہے۔ مکر و فن، دغا و فریب، شر و فساد، لہو و لعب، کفر و نفاق اور بے مروّتی و دنائت کا جو طوفان ہمارے گرد و پیش برپا ہے، اس نے سفینہ انسانیت کے لیے سنگین خطرہ پیدا کر دیا ہے۔ خلیفہ ارضی (بنی نوع انسان) کی فتنہ سامانیوں سے زمین لرز رہی ہے اور بحر و بر، جبل و دشت اور وحوش و طیور ''الامان والحفیظ!'' کی صدائے احتجاج بلند کر رہے ہیں، انسانیت پر نزع کا عالم طاری ہے، اس کی نبضیں ڈوب رہی ہیں، لحہ بہ لحہ اس جاں بلب مریض کی حالت متغیر ہوتی جا رہی ہے، یہ دیکھ کر اہلِ بصیرت کا یہ احساس قوی ہوتا جا رہا ہے کہ شاید اس عالم کی بساط لپیٹ دینے کا وقت زیادہ دور نہیں۔

زیرنظر مضمون میں اختصار کے ساتھ میدان عمل میں سرگرم دو فتنوں کے خدو خال کو نمایاں کرنا، ان کی حقیقت کو اجاگر کرنا اور ان کے گمراہ کن افکار سے امت مسلمہ کو باخبر کرنا مقصود ہے۔ وہ فتنہ انجمن سرفروشان اسلام کے بانی ریاض احمد گوہر شاہی (آنجہانی) کا فتنہ ہے جو برصغیر سے آگے بڑھ کر عالمی سطح پر بھی اپنے بال و پر نکال چکا ہے اور امت کے سادہ لوح طبقے کو تیزی کے ساتھ متاثر کر رہا ہے، اس فرقے کا طریقہ واردات اس لحاظ سے بہت پراسرار اور خطرناک ہے کہ نہ صرف اہلسنّت ہونے کا دعوٰی کرتے ہیں بلکہ امام احمد رضا حنفی الماتریدی رحمہ اللہ کی اتباع اور عقیدت کا بھی دم بھرتے ہیں، اور گیارہویں بھی خوب مناتے ہیں، فتنہ گوہریہ اہلسنّت کو بدنام کرنے اور نوجوانوں کو راہِ حق سے بہکانے کیلئے اہلسنّت کا لیبل لگا کر مسلمانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

فتنہ گوہر شاہی:

اس فتنے کی مکمل حقیقت، اس کے بانی کے عقائد و نظریات اور اس کے متبعین کا شرعی حکم

ہمارے علماء حقہ نے بیان فرمایا ہے اور اس کو مکمل طور پر بے نقاب کیا ہے: یاد رہے انجمن سرفروشان اسلام کا بانی ریاض احمد گوہر شاہی دین اسلام کے خلاف دشمنانِ اسلام کی جد و جہد کے سلسلے کی ایک ایسی ہی کڑی ہے جس طرح کہ مسیلمہ کذاب یا اس راہِ ضلالت میں اس کے دیگر ہم سفر تھے۔ اس لئے آج کہنے والا اپنے کہنے میں حق بجانب ہے اور عین حقیقت ہے کہ گوہر شاہی کی جد و جہد بھی غلام احمد قادیانی کذاب دجال کی جد و جہد کا تسلسل ہے۔ گوہر شاہی نے تصوف و سلوک کا لبادہ اوڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اس نے اپنی

ناپاک زہریلی تعلیمات کے ذریعے اپنے آپ کو نبوت اور الوہیت کے درمیان ثابت کرنے کی کوشش کی، گوہرشاہی اسلام کے شجرہ طیبہ کی جڑوں کے لئے کسی زہریلے کیڑے سے کم نہیں تھا، اس نے مغربی سرمایہ اور سپوٹ کے ذریعے اپنے باطل عقائد امت مسلمہ کے درمیان پھیلانے شروع کر دیئے۔ ذیل میں گوہرشاہی کے عقائد میں سے چند عقائد پیش کئے جاتے ہیں جن کو معمولی عقل کا مالک بھی پڑھ کر اور پھر گوہرشاہی کو اس ترازو پہ رکھ کر اس کے کفر اور اسلام کے بارے میں فیصلہ کر سکتا ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

(۱)...... گوہرشاہی کے نزدیک اللہ تعالیٰ شہ رگ کے پاس ہوتے ہوئے بھی (نعوذ باللہ) انسانوں کے اعمال سے لاعلم ہے چنانچہ گوہرشاہی اس عقیدے کا اظہار اپنے ملحدانہ کلام میں کچھ یوں کرتا ہے:

قریب ہے شہ رگ کے اسے کچھ پتہ نہیں　　　بے راز ہوئے محمد کاش تو نے پایا وہ راستہ نہیں

(بحوالہ تریاق قلب از ریاض احمد گوہرشاہی: ۱۸)

جب گوہرشاہی خدا کو لاعلم کہہ سکتا ہے تو ایسے ملعون کے لئے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید میں تحریف کرنا بھی کوئی مشکل نہ ہوگا۔

(۲)...... چنانچہ وہ کہتا ہے: قرآن مجید میں بار بار آیا ہے کہ {دع نفسک و تعال}ترجمہ: نفس کو چھوڑ اور چلا آ۔ (بحوالہ مینارہ نور طبع اول) حالانکہ قرآن کریم میں کہیں یہ الفاظ موجود نہیں۔

(۳)...... چنانچہ اس نے پہلے سے ہی اس کا بندوبست کر دیا اور کہہ دیا کہ قرآن کے صرف ۳۰ پارے نہیں بلکہ کل ۴۰ پارے ہیں چنانچہ وہ لکھتا ہے: یہ موجودہ قرآن پاک عوام الناس کے لئے ہے جس طرح ایک علم عوام کے لئے ہے جبکہ دوسرا علم خواص کے لئے ہے جو سینہ بسینہ عطا ہوا اسی طرح قرآن پاک کے دس پارے اور ہیں الخ (بحوالہ حق کی آواز: ۵۲)

(۴)...... گوہرشاہی مخلوق کو خدا کے ذکر سے پھیر کر اپنے ذکر میں لگانے کے لئے کہتا ہے: یہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ اٹھتے بیٹھتے لیٹتے میرا ذکر کرو، وہ پارے (یعنی وہ مزید دس پارے جو موجودہ قرآن کے علاوہ ہیں گوہرشاہی کے ہاں) کہتے ہیں کہ اپنا وقت ضائع نہ کرو اسی کو دیکھ لینا اگر اس کی یاد آئے۔

(بحوالہ آڈیو کیسٹ خصوصی خطاب نشتر پارک کراچی)

(۵)...... قرآن مجید نے شراب کو حرام قرار دیا؛ لیکن شاید کہ گوہرشاہی کو اپنے خصوصی ان دس پاروں میں جو صرف اس پر (شیطان کی طرف سے) نازل ہوئے ہیں۔ شراب کو حلال قرار دیا گیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ حضرت

ابو ہریرہ کے اس قول کی کہ مجھے حضور ﷺ سے دو علم عطاء ہوئے ایک تم کو بتا دیا دوسرا بتادوں تو تم مجھے قتل کردو۔اس کی تشریح میں گوہر شاہی لکھتا ہے کہ: وہ دوسرا علم یہ ہے کہ شراب پیو، جہنم میں نہیں جاؤ گے اور بغیر کلمہ پڑھے اللہ تک رسائی حاصل ہوسکتی ہے۔ (بحوالہ یادگار لمحات: ۹، ۱۰)

(۶)......دنیا کا اصول ہے کہ اپنے محسن کی مدح اور تعریف کی جاتی ہے، چونکہ گوہر شاہی بھی اس اصول سے مجبور ہو کر شیطان کی مدح سرائی کرتا ہے تاکہ اس کی طرف سے شیطان کے حق میں کمال ناسپاسی نہ ہو چنانچہ وہ کہتا ہے: ''شیطان کی ایک خوبی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو گناہ میں لگاتا ہے''، لیکن خود کبھی شامل نہیں ہوتا الخ۔

(بحوالہ یادگار لمحات: ۴)

(۷)......جو شخص ہدایت من جانب اللہ سے محروم ہو اور اس کی ہدایت میں کلام خداوندی یعنی قرآن مجید اور فرامین رسول ﷺ یعنی احادیث مبارکہ کارگر نہ ہو اور وہ ان سے ہدایت نہ لے سکے تو آخر وہ کہاں جائے گا؟ اس سوال کا جواب اگر گوہر شاہی خود دے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ اس کا ہادی نہ خدا ہے اور نہ اس کے رسول کی تعلیمات۔ چنانچہ وہ خود لکھتا ہے کہ: ایک دن پتھریلی جگہ پیشاب کر رہا تھا پیشاب کا پانی پتھروں پر جمع ہوگیا اور ویسا ہی سایہ مجھے پیشاب کے پانی میں ہنستا ہوا نظر آیا جس سایہ سے مجھے ہدایت ملی تھی۔ (بحوالہ روحانی سفر: ۲)

(۸)...... پوری امت مسلمہ کے ہاں زکوٰۃ ڈھائی فی صد ہے؛ لیکن گوہر شاہی مال و زر کی محبت میں اس قدر آگے بڑھا کہ اس نے اپنے مریدوں پر مزید پچانوے پر فی صد زکوٰۃ عائد کردی اور مجموعی طور پر اس کے ہاں زکوٰۃ ساڑھے ستانوے فی صد ہوگئی وہ کہتا ہے کہ یہ (موجودہ) قرآن کہتا ہے کہ: ڈھائی فی صد زکوٰۃ دے وہ یعنی وہ مزید دس پارے جن کا معتقد گوہر شاہی خود ہے کہتا ہے کہ ڈھائی فی صد اپنے پاس رکھ ساڑھے ستانوے فی صد زکوٰۃ دے۔

(بحوالہ آڈیو کسیٹ خصوصی خطاب نشتر پارک کراچی)

(۹)......نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کو اسلام کے وقتی رکن کہا گیا ہے کہ روزانہ پانچ ہزار مرتبہ عوام، پچیس ہزار مرتبہ امام اور بہتر ہزار مرتبہ اولیاء کرام کو ذکر کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے کہ ہر درجہ کے ذکر کے بغیر نماز بے فائدہ ہے اگرچہ سجدوں سے کمر کیوں نہ ٹیڑھی ہوجائے۔ (بحوالہ کتاب از ریاض احمد گوہر شاہی روشناس: ۳)

(۱۰)......پیر و مرشد ہونے کے لئے عجیب وغریب شرط قائم بیان کی ہے کہ اگر زیادہ سے زیادہ سات دن میں ذاکر قلبی نہ بنادے تو وہ مرشد ناقص ہے اور اس کی صحبت سے اپنی عمر عزیز برباد کرنا ہے۔

(بحوالہ کتاب از ریاض احمد گوہر شاہی روشناس: ۶)

(۱۱)......حضرت آدم علیہ السلام نفس کی شرارت سے اپنی وراثت یعنی جنت سے نکال کر عالم ناموت جو جنات کا عالم تھا پھینکے گئے۔(معاذ اللہ)(بحوالہ کتاب از ریاض احمد گوہر شاہی روشناس:۸)

(۱۲)......حضرت آدم علیہ السلام پر یوں بہتان باندھا ہے کہ آپ نے جب اسم محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے نام کیساتھ لکھا دیکھا تو خیال ہوا کہ یہ محمد ﷺ کون ہیں۔ جواب آیا کہ تمہاری اولاد میں سے ہوں گے۔ نفس نے اُکسایا کہ یہ تیری اولاد میں ہوکر تجھ سے بڑھ جائیں گے یہ بے انصافی ہے اس خیال کے بعد آپ کو دوبارہ سزا دی گئی۔(معاذ اللہ)(بحوالہ کتاب از ریاض احمد گوہر شاہی روشناس:۹)

(۱۳)......قادیانیوں اور مرزائیوں کو مسلمان کہا ہے البتہ جھوٹے نبی کو مان کر اصلی نبی کی شفاعت سے محروم کہا ہے۔ (بحوالہ کتاب از ریاض احمد گوہر شاہی روشناس:۱۰)

(۱۴)......اللہ تعالیٰ کا خیال ثابت کر کے اس کے علم کی نفی کی ہے ایک دن اللہ تعالیٰ کے دل میں خیال آیا کہ میں خود کو دیکھوں سامنے جو عکس پڑا تو ایک روح بن گئی اللہ اس پر عاشق اور وہ اللہ پر عاشق ہوگئی۔(معاذ اللہ)
(بحوالہ کتاب از ریاض احمد گوہر شاہی روشناس:۲۰)

(۱۵)......حضرت آدم علیہ السلام کی شدید ترین گستاخی اور اخیر میں ان پر شیطانی خور ہونے کا الزام لگایا ہے۔ (معاذ اللہ)(بحوالہ کتاب مینارہ نور از ریاض احمد گوہر شاہی:۱۳)

(۱۶)......ذکر کو نماز پر فضیلت دی۔ذکر کا نیا طریقہ نکالا اور قرآنی آیت کے مفہوم کو بگاڑ کر اپنے باطل نظریہ پر استدلال کیا ہے۔(بحوالہ کتاب مینارہ نور از ریاض احمد گوہر شاہی :۱۷)

(۱۷)......جب تک حضور ﷺ کی زیارت کسی کو نصیب نہ ہو اس کا امتی ہونا ثابت نہیں۔
(بحوالہ کتاب مینارہ نور از ریاض احمد گوہر شاہی:۲۴)

(۱۸)......علماء کی شان میں شدید ترین گستاخیاں کی گئی ہیں ایک آیت کہ جو کہ یہود سے متعلق ہے علماء و مشائخ پر چسپاں کیا ہے۔(معاذ اللہ)(بحوالہ کتاب مینارہ نور از ریاض احمد گوہر شاہی:۳۰)

(۱۹)......حضرت خضر علیہ السلام اور ان کے علم کی توہین کی گئی ہے۔
(بحوالہ کتاب مینارہ نور از ریاض احمد گوہر شاہی:۳۵)

(۲۰)......انبیاء کرام علیہم السلام دیدار الٰہی کو ترستے ہیں اور یہ (اولیاء اُمّت) دیدار میں رہتے ہیں ولی نبی کا نعم البدل ہے۔(معاذ اللہ)(بحوالہ کتاب مینارہ نور از ریاض احمد گوہر شاہی:۳۹)

(۲۱)......گوہر شاہی اپنی کتاب روحانی سفر کے صفحہ نمبر ۴۹ تا ۵۰ پر رقم طراز ہے۔
اتنے میں اس نے سگریٹ سلگایا اور چرس کی بو اطراف میں پھیل گئی اور مجھے اس سے نفرت ہونے لگی۔ رات کو الہامی صورت پیدا ہوئی یہ شخص (یعنی چرسی) ان ہزاروں عابدوں، زاہدوں اور عالموں سے بہتر ہے جو ہر نشے سے پرہیز کر کے عبادت میں ہوشیار ہیں لیکن بخل، حسد اور تکبّر انکا شعار ہے اور (چرس کا) نشہ اسکی عبادت ہے۔
(معاذ اللہ! بالکل ہی واضح طور پر نشہ کو صرف حلال ہی نہیں بلکہ عبادت ٹھہرایا جا رہا ہے۔)
(۲۲)......ریاض گوہر شاہی کے نزدیک نماز اور درود شریف کی کوئی خاص اہمیت معلوم نہیں ہوتی جیسا کہ روحانی سفر: ۳) پر اپنے بارے میں لکھتا ہے۔ اب گولڑہ شریف صاحبزادہ معین الدین صاحب سے بیعت ہوا انہوں نے نماز کیساتھ ایک تسبیح درود شریف کی بتائی۔ میں نے کہا اس سے کیا ہوتا ہے کوئی ایسی عبادت ہو جو میں ہر وقت کر سکوں (یعنی (معاذ اللہ) نماز اور درود شریف سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا)۔
(۲۳)......گوہر شاہی نے جو روحانی منازل طے کئے ہیں ان میں عورتوں کا بھی بہت زیادہ دخل ہے۔ نہ شرم، نہ حیا۔ اسکے روحانی سفر میں ایک مستانی کا خصوصیت کیساتھ دخل ہے۔
لکھتا ہے کہ میں دن کو کبھی کبھی اس عورت کے پاس چلا جاتا وہ بھی عجیب وغریب فقر کے قصے سناتی اور کبھی کھانا بھی کھلا دیتی۔ (بحوالہ روحانی سفر از ریاض احمد گوہر شاہی: ۳۴)
مزید لکھتا ہے کہ کہنے لگی آج رات کیسے آ گئے۔ میں نے کہا پتہ نہیں اس نے سمجھا شاید آج کی اداوں سے مجھ پر قربان ہو گیا ہے اور میرے قریب ہو کر لیٹ گئی اور پھر سینے سے چمٹ گئی۔
(بحوالہ روحانی سفر از ریاض احمد گوہر شاہی: ۳۲)
(۲۴)......گوھر شاہی کی حضرت عیسی علیہ السلام سے امریکہ میں ملاقات۔
(۲۵)......گوھر شاہی کے معتقدین کی جانب سے چاند، سورج اور حجر اسود میں گوھر شاہی کی شبیہات کا انکشاف۔
(۲۶)......اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھو خواہ تمہارا تعلق کسی بھی مذہب یا فرقے سے ہو۔
(۲۷)......جب محبت اللہ کی دل میں آ جائے تو اگر مذہب میں نہ بھی ہو اتو بخشا جائے گا اللہ کی محبت ہی کافی ہے۔
(ماہنامہ روشن کراچی جولائی: ۱۹۹۷: ۹)
(۲۸)......گوھر شاہی کے تمام مرید گوہر شاہی کے انتقال کو گوھر شاہی کی موت تسلیم نہیں کرتے بلکہ یہ یقین رکھتے ہیں کہ گوھر شاہی جسم سمیت روپوش ہو گئے، یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی طرح گوھر شاہی بھی اپنا جسم چھوڑ کر غیبت

صغریٰ میں چلے گئے ہیں اور قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ گوھرشاہی دوبارہ آئینگے۔

کیا اس سے زیادہ دلیری کیساتھ کوئی دشمن اسلام دینِ متین کے چہرے کو مسخ کرسکتا ہے۔کیا شریعت مطہرہ کی تنقیص کے لئے اس سے بھی زیادہ شرمناک پیرایہ استعمال کیا جاسکتا ہے۔کیا اپنے مذہب، اپنے دین، اپنے عقائد کا اس طرح سے خون کرنے والا یہ شخص مذہبی رہنما ہوسکتا ہے؟

آج کل گوہرشاہی کے چیلوں نے ''مہدی فاؤنڈیشن'' کے نام سے کام کرنا شروع کردیا ہے یہ جماعت دوبارہ سرگرم ہورہی ہے،اس کے کارکنان دنیا بھر میں ای میل اور خطوط کے ذریعہ خباثتیں پھیلا رہے ہیں اس طرح گوہرشاہی کی فتنہ انگیز جماعت دوبارہ سرگرم ہوگئی ہے۔

یہ گوہرشاہی کے سینکڑوں ہزاروں گمراہ کن اور ملحدانہ وزندقانہ نظریات میں سے چند نظریے تھے جن کو دیکھ کر معمولی شعور کا مالک بھی گوہرشاہی کے کفر اور اسلام کا فیصلہ کرسکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ان جیسے عقائد کی بناء پر گوہرشاہی کو مقتدر علمائے کرام اور مفتیان عظام نے دائرہ اسلام سے خارج ملحد اور زندیق قرار دیا ہے۔لہذا انجمن سرفروشان اسلام کا بانی ریاض احمد گوہرشاہی اور اس کی جماعت کے متعلقین جو گوہرشاہی کے مذہب پر عمل پیرا ہیں، وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور ان میں سے کسی کے ساتھ مسلمان مرد اور عورت کا نکاح جائز نہیں ہے۔

اسباب وسدباب:

فتنوں کے اس دور میں مسلمانوں کا بڑا طبقہ ایمان کے حوالے سے غیر اطمینانی کیفیت سے دوچار ہے جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ آج اکثر مسلم گھرانے اسلامی تعلیمات اور قران و حدیث کے علوم کی روشنی سے محروم ہیں، بچپن سے انگریزی تعلیم پڑھنے اور اسی ماحول میں پلنے بڑھنے کی وجہ سے کسی کو فرصت ہی نہیں ملتی کہ قران و حدیث پڑھے اور ان کی تعلیمات کو سمجھنے کی کوشش کرے۔جب یہی بچے سن شعور کو پہنچتے ہیں تو بے دھڑک ایسی کتابوں کا مطالعہ کرنا شروع کردیتے ہیں یا ایسے اسکالر کو سننے اور دیکھنے لگ جاتے جو غیر محسوس طریقے پر اللہ تعالی اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سمیت مذہبی تعلیمات سے بیزاری کی راہ پر ڈال رہے ہوتے ہیں۔رفتہ رفتہ وہی زہر دماغ میں سرایت کرنے لگتا ہے، جو اس کتاب یا ویڈیو کلپ میں پڑھا یا دیکھا جاتا ہے نتیجۃً عقلیت پرستی کا شکار ہوکر قلادہ اسلام ہی کو گردن سے نکال پھینکتے ہیں۔ہم ایک نظر اپنے اردگرد کے ماحول کی طرف دوڑائیں تو ایسی مثالیں آج ہر جانب نظر آئیں گی کہ اسلام پہ اعتراض کرنے والے روشن خیال اور جدت پسند طبقے میں اکثریت ایسے

لوگوں کی ہے جوفلسفہ ومنطق سائنس اور ٹیکنالوجی پر تو عبور رکھتے ہیں مگر اکثریت کو کلمہ شہادت کا مفہوم بھی معلوم نہیں۔

گمراہی میں مبتلا ہونے کا دوسرا اہم سبب یہ ہے کہ مسلمان اپنے ماضی سے بالکل بے خبر ہو چکے ہیں، ماضی میں اٹھنے والے فتنوں، برپا ہونے والی تحریکوں اور سر ابھارنے والی جماعتوں کا انہیں کوئی علم نہیں، ایک صدی قبل کے مسلمانوں کے بارے میں انہیں کوئی خبر نہیں کہ مسلمان اس وقت کن حالات میں زندگی گزار رہے تھے، اگر مسلمان عروج پر تھے تو اس کی وجوہات کیا تھیں اور اگر مسلمان زوال کا شکار تھے تو کن اسباب کی بنا پر، جب تک ہم اس چیز کو نہیں سمجھیں گے، ہم کامیابی کے طریقہ کار کا چناؤ ہرگز نہیں کر سکتے۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ آج ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت عوام کو علماء سے بدظن کیا جا رہا ہے، عوام دن بدن علماء سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور دوسری جانب متجددین ایک نئے دین کا جال بچھا کر عوام کے ایمان کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں، اور بہت سارے مسلمان متجددیں اور لبرلز کی چکنی چپڑی باتوں میں آ کر غیر شعوری طور پر اسلام کے دائرے سے نکلتے جا رہے ہیں۔

دین و ایمان کے لیے ان خطرناک حالات میں اگر ہر مسلمان پہلے مکمل طور پر اسلامی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرے، تاریخ کا مطالعہ کرے، علماء کرام سے اپنا تعلق مضبوط رکھے، اور اس کے بعد پھر کسی بھی نظام یا جماعت کا جائزہ لے تو یہ بات وہ آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے کہ راہ نجات صرف وہی ہے جو اسلام نے بتائی ہے، اور اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کا بہتر طریقہ وہی ہے جو نسل در نسل اسناد صحیح کے ساتھ آپ ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین اور تبع تابعین تک پھر ائمہ کرام اور علمائے حق کے واسطے سے ہم تک پہنچتا ہے۔{اللَّهُمَّ أَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا، وَارْزُقْنَا اتّباعه، وأرنا الباطل باطلا، وارزقنا اجتنابه، وَلَا تَجْعَلْهُ مُلْتَبِسًا عَلَيْنَا فَنَضِلَّ، وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إماما}

ایک اہم مسئلہ:

بعض علماء کرام سے عدم توجہی کی وجہ سے مرزا قادیانی کذاب دجال کے لئے اور بہاء اللہ کذاب دجال ذلیل کے لئے الفاظ تعظیم لکھے گئے ہیں، اس کا نام لکھتے ہوئے ساتھ "صاحب" لکھ بیٹھے حالانکہ اس کا درست تعارف وہی ہے جو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے کروایا اور اس جیسے گھٹیا ترین لوگوں کے لئے آپ ﷺ نے دو لفظ ارشاد فرمائے اور وہ ایک لفظ "دجال" اور دوسرا "کذاب" ہے۔

(۱)...... یہ حدیث شریف ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَقْتَتِلَ فِئَتَانِ فَيَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ، دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ، وَلاَ تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، قَرِيبًا مِنْ ثَلاَثِينَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ دو گروہ لڑیں گے اور ان میں عظیم جنگ برپا ہوگی، ان کا دعوی ایک ہوگا۔ اور قیامت قائم نہ ہوگی حتیٰ کہ تیس کے قریب جھوٹ بولنے والے دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ وہ اللہ تعالی کا رسول ہے۔ (صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۴:۲۰۰)

(۲)......حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ختم نبوت کے منکر کو "کذاب" ہی کہا جائے گا

قَالَ: عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ عَنْ رُؤْيَا رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِی ذَكَرَ، فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ لِی أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِی يَدَیَّ سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأُذِنَ لِی فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: أَحَدُهُمَا العَنْسِیُّ، الَّذِی قَتَلَهُ فَيْرُوزُ بِاليَمَنِ، وَالآخَرُ مُسَيْلِمَةُ الكَذَّابُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبید اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے اس خواب کے متعلق دریافت کیا جس کا آپ ﷺ نے ذکر فرمایا تھا۔ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا کہ میری معلومات کے مطابق حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا، مجھے خواب میں دکھایا گیا کہ میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں۔ میں ان سے بہت گھبرایا اور ان دونوں کنگنوں سے مجھے تشویش لاحق ہوئی۔ اس دوران میں مجھے ان پر پھونک مارنے کی اجازت دی گئی۔ میں نے ان پر پھونک ماری تو وہ دونوں کنگن اڑ گئے۔ میں نے اس خواب کی تعبیر دو جھوٹوں سے کی جو عنقریب ظاہر ہوں گے۔ حضرت سیدنا عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ان میں ایک اسود عنسی ہے جسے حضرت سیدنا فیروز رضی اللہ عنہ نے یمن میں قتل کیا اور دوسرا مسیلمہ کذاب ہے۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۵:۱۷۱)

اس حدیث میں حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے نبوت کے جھوٹے دعوے داروں کو دجال کہا ہے جو کہ سب سے بڑا

اور آخری فتنہ ہے، لہذا ان گستاخوں کو دجال کہنا بھی جائز ہے۔

(۳)... عَنِ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ مُسَيْلَمَةَ الْكَذَّابَ، كَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ، سَلَامٌ عَلَيْكَ، أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي قَدْ أُشْرِكْتُ فِي الْأَمْرِ مَعَكَ، وَإِنَّ لَنَا نِصْفَ الْأَرْضِ وَلِقُرَيْشٍ نِصْفَهَا، ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ يَعْدِلُونَ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہلال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ مسیلمہ دجال کذاب نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو خط لکھا کہ مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے محمد رسول اللہ (ﷺ) کی طرف، اس نے کہا کہ آپ ﷺ پر سلام ہو، مجھے آپ کے معاملے میں یعنی رسالت میں شریک کیا گیا ہے اور نصف زمین آپ کی ہے اور نصف میری ہے کیونکہ قریش ایسی قوم ہے جو حد سے بڑھنے والی ہے، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اس کو جوابی خط لکھا کہ

مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ الْأَرْضَ لِلَّهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔

محمد کریم ﷺ کی طرف سے جو اللہ تعالی کے رسول کریم ہیں مسیلمہ کذاب کی طرف، سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، تحقیق زمین اللہ تعالی کی ہے وہ جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اسے عطا فرمائے اور اچھا انجام اللہ تعالی سے خوف رکھنے والوں کا ہے۔

(شعب الایمان: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۳:۰۴))

اس حدیث میں دیکھیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اس کو خط لکھتے ہوئے کیسے سیدھے الفاظ میں "کذاب" فرمایا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جو بھی عقیدہ ختم نبوت پر یا کسی بھی شرعی عقیدہ کے متعلق خلاف اسلام نظریہ رکھتا ہے تو اس کے لئے کسی بھی طرح نرم لفظ بولنا درست نہیں ہے۔

جاہل متصوفہ کا رد:

وَقد تورع جمَاعَة من جهلة المتزهدين عَن سَماع الْقدح فِي الْكَذَّابين، قَالُوا: هَذَا غيبَة، وَلم يعلمُوا أَنه

قصد لتصحیح الصَّحِیح وإفساد الْفَاسِد، وَلَوْ لَا جهابذة النَّقْل لأدخل فِي الشَّرِيعَة مَا يُفْسِدهَا، وَلَقَد أدخلوا وبالغوا، غير أَن الله تَعَالَى لَا يخلي كل زمن من ناقد يَنْفِي عَن الحَدِيث كذب الْكَذَّابين وتحريف الْجَاهِلين، حفظا لشريعته، وَالله غَالب على أمره۔

ترجمہ: امام جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی المتوفی: ۵۹۷ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث شریف سے ملتی جلتی حدیث شریف کے تحت فرماتے ہیں کہ جن کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے کذاب ودجال فرمایا ہے، انہیں کذاب ودجال کہنے سے جاہل صوفی منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا رد نہ کیا جائے کیونکہ اس سے بندہ خواہ مخواہ غیبت میں مبتلاء ہوتا ہے، حالانکہ یہ جاہل نہیں جانتے کہ ان کو کذاب ودجال کہنے سے صحیح کو صحیح کہنے کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور فاسد کو فاسد کہنے کا موقع ہاتھ آتا ہے، ان دجالوں نے بھی غیر شرع کو شریعت بنانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی، اور اللہ تعالیٰ نے بھی کسی بھی زمانے کو خالی نہیں رکھا اس بات سے کہ اس کے بندے کھڑے ہوتے رہیں اور حق کو حق کہتے رہیں اور دجالوں اور جھوٹوں کے جھوٹ کا پردہ چاک کرتے رہیں، اور اللہ تعالیٰ کی شریعت حقہ کی حفاظت کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ غالب ہے اپنے امر پر۔

(کشف المشکل: جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (۳: ۵۹۲)

سب دجال ہلاک ہوں گے:

قَدْ وُجِدَ مِنْ هَؤُلَاءِ خَلْقٌ كَثِيرُونَ فِي الْأَعْصَارِ وَأَهْلَكَهُمُ اللهُ تَعَالَى وَقَطَعَ آثَارَهُمْ وَكَذَلِكَ يَفْعَلُ بِمَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ۔

ترجمہ: امام أبو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی المتوفی: ۶۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مختلف زمانوں ایسے دجال (یعنی اپنی باتوں کو شریعت کہنے والے) بہت رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہلاک کردیا اور ان کے آثار تک ختم کردئے اور اللہ تعالیٰ آئندہ آنے والوں کے ساتھ بھی ایسا ہی فرمائے گا۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج: أبو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی (۱۸: ۴۵)

بعض لوگوں کو اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ قادیانیوں کے لئے سخت لفظ نہ بولا جائے اور ایک جگہ ان کو ابلیس کہا گیا تو کچھ نام نہاد پیروں کے چیلے جلال میں آگئے تو ہم نے کہا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو ابلیس کا باپ بھی کہیے تو کم ہے، قادیانیوں کو شیطان یا ابلیس یا فرعون کہنا بالکل جائز ہے کیونکہ

ایسا کہنا ارتداد پر طنز اور مرتد کی توہین ہے، جو کہ جائز ہے، کام اور عقائد ہی ان کے ایسے ہیں کہ جو بھی برا نام دیا جائے ان پر چسپاں ہو جاتا ہے۔

یہی جاہل پیروں کے مرید اپنے پیر کے منکر کو تو پتہ نہیں کیا کیا کہتے رہتے ہیں جبکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ختم نبوت کے منکر کے لئے نرم گوشہ رکھتے ہیں۔

اللہ تعالی فرماتا ہے:

{اِنَّ الَّذِیۡنَ یُحَآدُّوۡنَ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗۤ اُولٰٓئِکَ فِی الۡاَذَلِّیۡنَ}(سورۃ المجادلۃ:۲۰)

ترجمہ ضیاء الایمان: بیشک وہ جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کریم ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی مخالفت اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے کیونکہ زمانہ رسالت کے کفار و منافقین اپنے گمان میں اللہ تعالیٰ کی مخالفت نہیں کرتے تھے بلکہ کافر تو کفر بھی یہ سمجھ کر کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے، البتہ وہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں اور اسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخالفت فرمایا ہے۔

اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے دشمنوں اور مخالفین کو ذلیل کہنا قرآن کریم کا منہج ہے۔

اور فرمایا:

{اِنَّ الۡمُبَذِّرِیۡنَ کَانُوۡۤا اِخۡوَانَ الشَّیٰطِیۡنِ ؕ وَ کَانَ الشَّیۡطٰنُ لِرَبِّہٖ کَفُوۡرًا}(سورۃ بنی اسرائیل:۲۷)

ترجمہ ضیاء الایمان: بیشک فضول خرچی کرنے والے شیطانوں کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔

آپ جان سکتے ہیں جب فضول خرچی کرنے والے شیاطین کے بھائی ہیں تو کفر کرنے والے کتنے برے ہوں گے، جب فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں تو عقیدہ ختم نبوت کے انکاری لوگ کیسے شیطان کے بھائی نہیں ہوں گے۔؟

ابوجہل جب فرعون ہے تو عقیدہ ختم نبوت کا منکر کون ہوگا؟

عَنْ أَبِی عُبَیْدَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ، عَنْ أَبِیہِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِکُلِّ أُمَّۃٍ فِرْعَوْنًا، وَفِرْعَوْنُ ہَذِہِ الْأُمَّۃِ أَبُو جَہْلِ بْنُ ہِشَامٍ .

ترجمہ: حضرت سیدنا عبیدہ بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ

عنہ فرماتے ہیں: حضورتاجدارختم نبوت ﷺ نے ارشادفرمایا: ہرامت کے لیے فرعون ہے اوراس امت کا فرعون ابوجہل ہے۔(المسندللشاشی: أبوسعیدالہیثم بن کلیب بن سریج بن معقل الشاشی البِنکَثی (۲:۵۳)

اس امت کے فرعون کے قتل پرخوشی کا اظہار:

عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللہِ، إِنِّي قَتَلْتُ أَبَا جَهْلٍ قَالَ اللہُ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللہُ ثَلَاثًا فَقَالَ: انْطَلِقْ فَأَرِنِيهِ قَالَ: فَانْطَلَقْتُ فَأَرَيْتُهُ فَقَالَ: قَتَلْتَ فِرْعَوْنَ هَذِهِ الْأُمَّةِ۔

ترجمہ: حضرت سیدناعبداللہ ابن مسعودرضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضورتاجدارختم نبوت ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضرہوااورمیں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں نے ابوجہل کوقتل کردیاہے،توآپ ﷺ نے فرمایا کہ کیااللہ تعالی کی قسم! تم نے اسے قتل کردیاہے؟ میں نے تین بارقسم اٹھائی کہ واقعی وہ قتل ہوگیاہے، آپ ﷺ نے فرمایاکہ چلو مجھے بھی دکھاؤ، میں چل پڑا، پھرمیں نے دیکھاکہ یہ ہے وہ مردود جوقتل کردیاگیاہے، آپ ﷺ نے فرمایاکہ اے عبداللہ! تم نے اس امت کے فرعون کوقتل کیاہے۔

(إتحاف الخیرۃ المہرۃ: أبوالعباس شہاب الدین أحمدبن أبی بکربن إسماعیل بن سلیم بن قایمازالشافعی (۵:۱۱۲)

اس حدیث شریف میں ایک کافر اوردین دشمن کوفرعون فرمایاگیاہے، اب آپ خود فیصلہ کریں کہ ایسے شخص کو کیاکہاجائے گاجوخودکومسلمان بھی کہے اورخودنبوت کادعوی کرے اورآپ ﷺ کی امت میں تفرقہ ڈال دے اورمرتدبھی ہواورزندیق بھی ہواس کے لئے تویہ لفظ ''فرعون'' بہت چھوٹا ہے۔

حضورتاجدارختم نبوت ﷺ نے خوارج کوجہنمی کتاکہاہے:

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ ﷺ الْخَوَارِجُ كِلَابُ النَّارِ .

ترجمہ: حضرت سیدناابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورتاجدارختم نبوت ﷺ نے فرمایاکہ خارجی لوگ دوزخ کے کتے ہیں۔

(مسندإمام أحمدبن حنبل: أبوعبداللہ أحمدبن محمدبن حنبل بن ہلال بن أسدالشیبانی (۳۱:۴۷۴)

اب آیات کریمہ اوراحادیث صحیحہ سے واضح ہوگیاکہ کسی بھی بے دین اوردین دشمن کے لئے تعظیم کالفظ استعمال کرناجائزنہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس مسئلہ معلوم ہواکہ ان کے لئے ایسالفظ بولناجوان کی شان کے عین مطابق ہو، جیسے آج کوئی بھی بندہ ابوجہل کوابوجہل صاحب نہیں کہتا، فرعون کوحضرت فرعون نہیں کہتا، نمرودکوجناب نمرودصاحب

نہیں کہتا، بالکل اسی طرح مرزا قادیانی کذاب ودجال کو بھی نہ حضرت کہا جاسکتا ہے اور نہ ہی صاحب۔ واضح ہوگیا کہ کسی بھی اس طرح کے بے دین کو "صاحب" کہنا حرام ہے۔

اسی لئے ہم نے کوشش کی ہے کہ جہاں بھی اس دجال کا نام آئے اس کے نام کے ساتھ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عطا فرمودہ القاب لگائے جائیں یعنی "مرزا قادیانی کذاب دجال" ہی لکھا ہے، تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کریمہ پر عمل ہوجائے۔

اور یہاں یہ مسئلہ بھی یاد رہے کہ کوئی بھی شخص ان قادیانیوں کو "احمدی" ہرگز ہرگز نہ کہے کیونکہ ان کے دجال کا نام تو غلام احمد ہے، اگرچہ یہ اس کا دعوی تھا اگرچہ جھوٹا تھا، پھر بھی اس کا نام "غلام" ہے احمد نہیں ہے، جبکہ ہمارے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم شریف احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے اور یہی قرآن کریم سے ثابت ہے۔لھذا اصولاً یہ قادیانی کسی بھی طرح سے خود کو احمدی نہیں کہہ سکتے، ان کو چاہئے کہ یہ اپنے آپ کو "غلامی" کہیں چونکہ ان کا پسندیدہ فعل اغلام بازی بھی ہے، (جیسا کہ ہم نے اسی تفسیر شریف میں بالدلائل واضح کیا ہے) لھذا یہ خود کو احمدی نہیں کہلا سکتے، ہمارے مسلمان بھی جو ان کو "احمدی" کہتے ہیں وہ بھی غلط کرتے ہیں۔

ممکن ہے کہ کوئی کوڑھ مغز اعتراض کرے کہ پھر اس کا کیا جواب ہے کہ اہل سنت جو سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت ہیں یہ خود کو قادری کہتے ہیں کہ حالانکہ یہ تو بیعت حضرت سیدنا الشیخ الامام عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالی سے ہیں تو ان کو اپنے آپ کو قادری نہیں کہنا چاہئے بلکہ یہ اپنے آپ کو "عبدی" کہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اہل اسلام جو ہیں وہ بیعت ہوتے ہی اسی لئے ہیں کہ شیخ کامل ان کو بارگاہ لم یزل تک پہنچادے، وہ پیر کامل کو منزل نہیں بلکہ راستہ جانتے ہیں یا پھر پل کی طرح سمجھتے ہیں کہ راستہ سے گزر کر یا پل عبور کرے تو منزل مقصود تک پہنچ جائے، اسی طرح شیخ کامل بھی اپنے مرید کو بارگاہ الہٰ تک پہنچانے کا ایک وسیلہ ہوتا ہے، منزل نہیں ہوتا، اسی لئے مرید سلسلہ عالیہ قادریہ خود کو اپنے شیخ کی طرف منسوب کرنے کے بجائے بارگاہ خداوندی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔لھذا اس بات کو لیکر کوئی بھی اعتراض نہیں کرسکتا۔

یاد رہے مرزا قادیانی کذاب دجال کے لوگ اپنے آپ کو "احمدی" کہلوا کر یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ خدانخواستہ مسلمانوں کا کوئی فرقہ ہے اور اس طرح یہ سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں، حالانکہ یہ گروہ مندرجہ ذیل چند بنیادی کفریہ عقائد کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے:

(۱)......عقیدہ ختم نبوت کے انکار کی تاویل فاسدہ کے ذریعے اجراء نبوت (کہ نبوت ابھی تک باقی اور جاری ہے)

کے نام سے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد ایک مستقل نبی غلام احمد قادیانی کذاب دجال کو نبی مانتے ہیں۔

(۲)......حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ اٹھائے جانے اور قرب قیامت میں دوبارہ نازل ہونے کے اجماعی عقیدہ کا انکار کرتے ہیں۔

(۳)......حضرات انبیاء کرام علیہم التسلیمات کی گستاخیاں اور ان کو صریح گالیاں تک دیتے ہیں اور مزید اپنے ان کفریہ عقائد کو اسلام قرار دیتے ہیں جس کی وجہ سے وہ شرعاً و قانوناً کافر اور زندیق ہیں، اس لیے ان کو "احمدی" کہنے کے بجائے ایسے نام سے پکارنا چاہیے جس سے ان کی اصلیت معلوم ہو اور اہل اسلام کو دھوکہ نہ لگے۔

(۴)......قادیانی زندیق ہیں وہ اپنے کفریہ عقائد کو اسلام بنا کر پیش کرتے ہیں۔لھذا ایسے گھٹیا اور ذلیل لوگوں کو میرے حبیب کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنا سخت حرام ہے۔

عقیدہ ختم نبوت پر ادلہ کا بیان:

مرزا قادیانی کذاب دجال خود کو ظلی و بروزی نبی کہتا تھا تو اس میں ہم نے اس کے اس اختراعی مسئلہ کی قلعی کھولی ہے۔

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ مثیل ہارون علیہ السلام ہیں لیکن نبوت کے مدعی نہیں

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى، إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي قَالَ سَعِيدٌ: فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُشَافِهَ بِهَا سَعْدًا، فَلَقِيتُ سَعْدًا فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي عَامِرٌ، فَقَالَ: أَنَا سَمِعْتُهُ، فَقُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ؟ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ فَقَالَ: نَعَمْ، وَإِلَّا، فَاسْتَكَّتَا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: تمھارا میرے ساتھ وہی مقام ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کیساتھ تھا مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے چاہا کہ یہ بات میں خود حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے سنوں تو میں حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا کر ملا اور جو حدیث مجھے حضرت سیدنا عامر رضی اللہ عنہ نے سنائی تھی، ان کے سامنے بیان کی، انھوں نے کہا: میں نے (آپ ﷺ سے خود) یہ بات سنی تھی، میں نے کہا: آپ نے خود سنی تھی؟: تو انہوں نے اپنی انگلیاں اپنے دونوں کانوں پر رکھیں اور کہا: ہاں،

ورنہ (اگر یہ بات نہ سنی ہو) تو ان دونوں کو سنائی نہ دے۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسا بوری (۴: ۱۸۷۷))

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام سے جو غیر تشریعی نبی تھے نسبت اور مماثلت دے کر آخر میں یہ جملہ فرمایا: {إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي} یعنی غیر تشریعی نبوت جیسی حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کو ملی تھی۔ میرے بعد ختم ہے اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ باوجودیکہ حضرت سیدنا ہارون علیہ السلام کے مثیل تھے۔ لیکن چونکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد ہر طرح کی نبوت کا سلسلہ مسدود ہے اس لئے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف جاری ہوا کہ:

إِلَّا أَنِّي لَسْتُ بِنَبِيٍّ وَلَا يُوحَى إِلَيَّ وَلَكِنِّي أَعْمَلُ بِكِتَابِ اللهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اسْتَطَعْتُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی نہیں ہوں اور نہ مجھے وحی آتی ہے لیکن میں حتی الامکان کتاب اللہ اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی سنت کریمہ پر عمل کرتا ہوں۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی: أبو الفضل القاضی عیاض بن موسی الیحصبی (۲: ۱۴))

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے فرمان شریف اور حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ تعالی عنہ کے فرمان سے واضح ہو گیا کہ باب وحی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد قطعاً مسدود ہو چکا ہے۔

انقطاع وحی کے متعلق حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف:

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ خلافت میں بتصریح فرمایا ہے کہ مجھ پر وحی نازل نہیں ہوتی اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ مورد وحی تھے اس لئے مجھ سے غلطی کا صادر ہونا ممکن ہے۔ مگر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ خطا سے محفوظ اور شیطان سے معصوم تھے:

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: إِنِّي لَجَالِسٌ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ خَلِيفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ أَوَّلُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا فِي الْإِسْلَامِ، قَالَ: فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، وَلَوَدِدْتُ أَنَّ هَذَا كَفَانِيهِ غَيْرِي، وَلَئِنْ أَخَذْتُمُونِي بِسُنَّةِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أُطِيقُهَا، إِنْ كَانَ لَمَعْصُومًا مِنَ الشَّيْطَانِ، وَإِنْ كَانَ لَيَنْزِلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ مِنَ السَّمَاءِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا قیس بن ابی حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور تاجدارختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا تھا کہ آپ نے حضور تاجدارختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد خطبہ دیا اور اس میں اللہ تعالی کی حمد وثنا کی اور یہ کہا کہ اگر تم مجھ کو اپنے نبی کی سنت سے گرفت کرو گے تو مجھے اس کی کما حقہ بجا آوری کی طاقت نہیں۔ حضور تاجدارختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیطان سے معصوم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی مگر مجھے یہ کمالات حاصل نہیں۔

(مسند إمام أحمد بن حنبل: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۱:۲۴۲)

آپ رضی اللہ عنہ کے خطبہ شریفہ میں انقطاع وحی کا ذکر:

أَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ:أَخْبَرَنَا أَبِي سَمِعْتُ الْحَسَنَ قَالَ:لَمَّا بُويِعَ أَبُو بَكْرٍ قَامَ خَطِيبًا فَلا وَاللهِ مَا خَطَبَ خُطْبَتَهُ أَحَدٌ بَعْدُ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي وُلِّيتُ هَذَا الأمر وأنا له كاره و والله لَوَدِدْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ كَفَانِيهِ أَلا وَإِنَّكُمْ إِنْ كَلَّفْتُمُونِي أَنْ أَعْمَلَ فِيكُمْ بِمِثْلِ عَمَلِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ أَقِمْ به كان رسول الله عَبْدًا أَكْرَمَهُ اللهُ بِالْوَحْيِ وَعَصَمَهُ بِهِ أَلا وَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَلَسْتُ بِخَيْرٍ مِنْ أَحَدٍ مِنْكُمْ فَرَاعُونِي فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي اسْتَقَمْتُ فَاتَّبِعُونِي وَإِنْ رَأَيْتُمُونِي زِغْتُ فَقَوِّمُونِي وَاعْلَمُوا أَنَّ لِيَ شَيْطَانًا يَعْتَرِينِي فَإِذَا رَأَيْتُمُونِي غَضِبْتُ فَاجْتَنِبُونِي لا أُؤَثِّرُ فِي أَشْعَارِكُمْ وَأَبْشَارِكُمْ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی گئی تو آپ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اللہ تعالی کی قسم ایسا خطبہ کبھی کسی نے نہیں دیا، انہوں نے اللہ تعالی کی حمد وثناء کی، پھر کہا کہ مجھ پر یہ خلافت کا بوجھ ڈالا گیا ہے، حالانکہ میں اس کے لئے تیار نہیں تھا، اگر مجھ کو یہ تکلیف دو گے کہ میں تمہارے درمیان ایسا طریقہ اختیار کروں جیسے حضور تاجدارختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اختیار فرماتے تھے میں اس کی کما حقہ پابندی نہ کرسکوں گا۔ حضور تاجدارختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالی کے مکرم بندہ تھے۔ اللہ تعالی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سے سرفراز فرمایا تھا اور شیطانی زد سے محفوظ رکھا تھا۔

(الطبقات الکبری: أبو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع الہاشمی بالولاء، البصری، المعروف بابن سعد (۳:۱۵۹)

یعنی میں ایک تمہاری طرح بشر ہوں اور تم میں سے کسی کی نسبت فضیلت نہیں رکھتا باوجودیکہ آپ صدیق ہیں اور صدیق کا پایہ محدث سے اعلیٰ ہے پھر بھی آپ وحی نبوت کے نزول سے انکار کرتے ہیں۔

حضرت سیدتنا ام ایمن رضی اللہ عنہا کا وحی کے منقطع ہونے پر رونا:

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، بَعْدَ وَفَاةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعُمَرَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ أَيْمَنَ نَزُورُهَا، كَمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُورُهَا، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهَا بَكَتْ، فَقَالَا لَهَا: مَا يُبْكِيكِ؟ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَتْ: مَا أَبْكِي أَنْ لَا أَكُونَ أَعْلَمُ أَنَّ مَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ لِرَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَكِنْ أَبْكِي أَنَّ الْوَحْيَ قَدِ انْقَطَعَ مِنَ السَّمَاءِ، فَهَيَّجَتْهُمَا عَلَى الْبُكَاءِ فَجَعَلَا يَبْكِيَانِ مَعَهَا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے وصال شریف کے بعد حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لئے چلو ہم اس سے ملیں گے جیسے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ ان سے ملنے کو جایا کرتے تھے۔ جب ہم ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں۔ دونوں ساتھیوں نے کہا کہ تم کیوں روتی ہو؟ اللہ جل جلالہ کے پاس اپنے حبیب کریم ﷺ کے لئے جو نعمتیں ہیں وہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے لئے بہتر ہیں۔ حضرت سیدتنا ام ایمن رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں اس لئے نہیں روتی کہ یہ بات نہیں جانتی بلکہ اس وجہ سے روتی ہوں کہ اب آسمان سے وحی کا آنا بند ہو گیا۔ ام ایمن رضی اللہ عنہا کے اس کہنے سے حضرت سیدنا ابوبکر اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو بھی رونا آیا پس وہ بھی ان کے ساتھ رونے لگے۔ (صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشیری النیسابوری (۴:۱۹۰۷)

رویا صالحہ جزو نبوت ہے کل نہیں ہے:

عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نبوت جاتی رہی اور اب اس کا ایک حصہ یعنی مبشرات دنیا میں باقی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: سچے خواب مبشرات میں داخل ہیں۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبد اللہ البخاری الجعفی (۹:۳۱)

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ رویا صادقہ جزو نبوت ہے بذا تہا نبوت نہیں مبشرات کے پیرایہ میں نبوت حاصل

نہیں ہوسکتی۔

واضح رہے کہ خواب اللہ تعالی کی طرف سے ہوتے ہیں، مومن کے سچے خواب کو حدیث شریف میں نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہا گیا ہے، لیکن چھیالیسواں حصہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ خواب دیکھنے والا شرف نبوت میں شریک ہوجاتا ہے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبوت کے چھیالیس یا ستر حصے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ اچھے خواب بھی ہیں، اگرچہ نبوت اب باقی نہیں رہی مگر اس کا یہ حصہ قیامت تک باقی ہے۔ اس کی ایک توجیہہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ پر وحی کے نزول کا دور تیئیس سال کا ہے اور ان میں پہلے چھ ماہ تک آپ ﷺ کو محض خواب آیا کرتے تھے جو اس قدر سچے اور حقیقت پر مبنی ہوتے تھے جیسے رات کے اندھیرے کے بعد صبح صادق کا طلوع ہونا، چونکہ یہ چھ ماہ تیئیس سال کا چھیالیسواں حصہ ہے اس نسبت سے مومن کے خواب کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔

اور اس حدیث شریف میں بیان کیا گیا ہے کہ خواب کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

(۱)......اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہامات جو سچے خواب ہیں اور نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہیں۔

(۲)......انسانی خیالات: انسان دن بھر جو سوچتا ہے، وہی رات کو خواب میں دکھائی دیتا ہے۔

(۳)......شیطانی خیالات: جن میں عموماً فسق و فجور یا گندگیاں نظر آتی ہیں۔

چونکہ ان تینوں کے درمیان فرق کرنے کی کوئی یقینی صورت موجود نہیں، اس لئے شریعت میں خواب حجت اور دلیل نہیں ہیں، لہذا خواب کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے، البتہ صرف انبیاء علیہم السلام کا خواب وحی کے حکم میں ہوتا ہے۔

حضرت سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں

عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَنْ يَبْقَى بَعْدِى مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ، فَقَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَارَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ الصَّالِحُ أَوْ تُرَى لَهُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ زائد نقل کئے ہیں کہ سچا خواب جو مسلمان دیکھے یا اس کے حق میں دیکھا جائے مبشرات کا جزو ہے۔

(موطا امام مالک: مالک بن أنس بن مالک بن عامر الأصبحی المدنی (۲:۹۵۶))

یہ حدیث شریف اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ رؤیائے صالحہ اتنے سچے ہوتے ہیں جیسا کہ ایک نبی کا قول سچا ہوتا

ہے اب چونکہ کہ نبوت تو ختم ہوگئی اس لیے کسی خاص امر کی اطلاع من جانب اللہ کیسے حاصل ہو۔وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہوگیا اور جب کہ وحی یہ خاص ہے انبیاء ورسل کرام علیہم السلام کے ساتھ البتہ الہام، القاء، کشف اور رؤیائے صالحہ سے اللہ کے نیک بندوں کو اطلاع دی جاتی ہے۔ویسے اگر دیکھا جائے تو وحی کا لفظ غیر نبی پر بھی استعمال ہوا ہے جیسے:

{وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْهِ}(سورۃ القصص:۷)

ترجمہ ضیاء الایمان: اور ہم نے موسیٰ کی ماں کی طرف وحی بھیجی کہ اس کو دودھ پلاؤ۔

اور اسی طرح وحی کا لفظ غیر انسان پر بھی استعمال ہوا:

{وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ}(سورۃ النحل:۶۹)

ترجمہ ضیاء الایمان: اور تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھیوں کو ارشاد فرمایا۔

تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوا کہ حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی والدہ محترمہ نبی ہوگئیں یا شہد کی مکھی نبی ہوگئی۔

اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ پر وحی کی ابتدا بھی رؤیائے صالحہ سے ہوئی اور آپ ﷺ کی آمد یا ولادت کے بارے میں کافی لوگوں کو رؤیائے صالحہ دکھائے گئے۔تو معلوم ہوا کہ اس فرمان سے مراد خواب کی صحت ہے نہ کہ نبوت۔

یہ روایت بھی ملاحظہ ہو

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ تَكْذِبُ، رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ وَرُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ وَمَا كَانَ مِنَ النُّبُوَّةِ فَإِنَّهُ لاَ يَكْذِبُ قَالَ مُحَمَّدٌ:وَأَنَا أَقُولُ هَذِهِ قَالَ:وَكَانَ يُقَالُ:الرُّؤْيَا ثَلاَثٌ:حَدِيثُ النَّفْسِ، وَتَخْوِيفُ الشَّيْطَانِ، وَبُشْرَى مِنَ اللهِ، فَمَنْ رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلاَ يَقُصَّهُ عَلَى أَحَدٍ وَلْيَقُمْ فَلْيُصَلِّ قَالَ:وَكَانَ يُكْرَهُ الْغُلُّ فِي النَّوْمِ، وَكَانَ يُعْجِبُهُمُ الْقَيْدُ، وَيُقَالُ:الْقَيْدُ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: جس وقت (دن رات کا) زمانہ قریب ہوجائے (قیامت کے قریب ہوجائے یا موسم بہار آجائے) تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا کیونکہ مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور جو نبوت سے ہو وہ جھوٹ نہیں ہوتا۔امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔میں بھی یہی کہتا ہوں۔کہا جاتا ہے کہ خواب تین طرح

کے ہیں: دل کے خیالات، شیطان کا ڈرانا اور اللہ تعالی کی طرف سے خوشخبری جس نے خواب میں کسی بری چیز کو دیکھا تو چاہیے کہ اسے کسی سے بیان نہ کرے اور کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے۔ حضرت امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے کہا: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ خواب میں طوق کو ناپسند کرتے تھے اور بیڑیاں دیکھنے کو اچھا سمجھتے تھے کیونکہ اس سے مراد دین میں ثابت قدمی ہے۔ (صحیح البخاری: محمد بن إسماعيل أبو عبدالله البخاری الجعفی (۹:۷ ۳))

اس سے معلوم ہوا کہ یہ قول کہ "رویاء صالحہ نبوت کا جزو ہے" اگر حقیقت پر محمول کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور نہ یہ کسی طرح ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ کسی چیز کا جزو بعینہ وہ شئ نہیں ہوتی۔

آخری زمانے میں مومن کے خواب سچے ہوا کریں گے۔ بعض اوقات تو وہ کسی واقع شدہ چیز کے بارے میں، اور کبھی تو کسی آئندہ واقع ہونے والی چیز کے بارے میں خبر ہوتے ہیں، جو عین خواب کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اس قسم کے خواب اپنے مدلول کے سچ ثابت ہونے کے اعتبار سے نبوت کی وحی کی مانند ہیں۔ "مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے" یعنی خواب نبوت کے علم کے اجزاء میں سے ہے بایں طور کہ اس میں غیب کی خبر ہوتی ہے۔ نبوت تو باقی نہیں رہی لیکن اس کا علم باقی ہے۔ چھیالیس کے عدد کو بطور خاص اس لئے ذکر کیا کیونکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی مدت عمر زیادہ تر صحیح روایات کے مطابق تریسٹھ سال کی تھی، جس میں نزول وحی کی مدت تیئیس سال تھی کیونکہ آپ ﷺ کو اس وقت مبعوث کیا گیا جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پورے چالیس سال کی ہوگئی۔ آپ ﷺ بعثت سے قبل چھ ماہ تک سچے خواب دیکھتے رہے جو صبح کو ایسے حقیقت بنتے جیسے صبح کا تڑکا واضح ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے حالت بیداری میں فرشتے کو دیکھا۔ اگر حالت خواب میں آنے والی وحی کی مدت جو کہ چھے ماہ ہے، اس کی باہمی نسبت کو دیکھا جائے تو چھے مہینے تیئیس حصوں کا نصف حصہ بنتا ہے، اور وہی چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ بنتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں خواب کے اعتبار سے سب سے سچا وہ ہے جس کی بات سب سے زیادہ سچی ہے۔ اس کا معنی یہ ہے کہ جب بندہ اپنی بات میں سچا اور اللہ تعالی کے قریب ہوتا ہے تو غالب طور پر اس کا خواب سچ کے قریب تر ہوتا ہے۔ اسی لیے بخاری شریف کی ایک حدیث میں یہ قید لگائی گئی ہے کہ: نیک شخص کا سچا خواب۔ البتہ جو شخص بات میں سچا نہیں ہوتا اور وہ ظاہری و باطنی برائیوں کا ارتکاب کرتا ہے تو عام طور پر اس کا خواب اس کے ساتھ شیطان کے کھلواڑ کے قبیل سے ہوتا ہے۔ اسی لئے جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے خواب سچے ہوں تو وہ سچ بولے، حلال کھائے، احکامات وممنوعات کا خیال کرے اور مکمل طہارت کے ساتھ قبلہ رخ ہو کر سوئے اور اللہ تعالی کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ نینداس پر غالب آ جائے، تو ایسے شخص کے خواب جھوٹے

نہیں ہوں گے۔

یہاں چند باتیں قابل ذکر ہیں۔

(۱)......رویاء کافر کی جزو نبوت نہیں۔

(۲)......رویاء مومن کی اجزاء نبوت میں سے ہے۔

(۳)......مرزا قادیانی کذاب دجال ہے لہٰذا مرزا قادیانی کے رویاء جزو نبوت نہیں۔

(۴)......تحقق جزو کا مستلزم تحقق کل نہیں۔ ورنہ لازم آئے گا کہ جملہ اہل ایمان جو رویا دیکھتے ہیں نبی قرار دیئے جائیں۔اور لازم باطل ہے۔فکذا الملزوم۔

(۵)......انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین کے رویا میں بہت بڑا فرق ہے۔

(۶)......اور نیز یہ نتیجہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور مومنین کی رویاء مساوی ہو حالانکہ ان میں فرق ہے۔انبیاء کرام علیہم السلام کے رویا قطعی بمنزلۃ وحی ہوتی ہے۔ برخلاف عامہ مومنین کے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رویاء کو وحی کا ردیف سمجھا لیکن عام اہل ایمان کے رویاء کی شان یہ نہیں۔

تحقق جزو موجب تحقق کل نہیں:

خود حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی دوسری حدیث اس کی تائید کر رہی ہے کہ جزو کا تحقق موجب تحقق نبوت نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم هی الرؤیا الصالحة یراها المسلم أو تری له وعنه علیه السلام ذهبت النبوة وبقیت المبشرات والرؤیا الصالحة جزء من ستة وأربعین جزاء من النبوة۔

ترجمہ: حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ رویا صالحہ ہی باقی بچے ہیں جسے مسلمان دیکھے یا اس کے لئے دیکھا جائے، نبوت مرتفع ہوگئی ہے اور رویاء صالحہ جو نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے باقی ہے۔

(تفسیر النسفی: أبو البرکات عبد اللہ بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی (۲:۷ ۳)

ایک جزو سے نبوت کا مفہوم مکمل نہیں ہوسکتا اس لئے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: {ذهبت النّبوة} اس قضیہ کو سمجھنے کے لئے حسب ذیل امثلہ پر غور کرو۔

(۱)......نماز کے ایک رکن کے ادا کرنے کو نماز نہیں کہتے۔

(۲)......نماز ارکان متعددہ اور واجبات اور شرائط وسنن اور مستحبات اور آداب پر مشتمل ہے اگر کوئی صرف سجدہ یا رکوع کو بجالائے تو اسے مصلی نہیں کہا جاتا۔

(۳)......اذان کا ایک کلمہ کہنا اذان نہیں۔

اور ایسے ہی اذان کہ سترہ کلمات پر حاوی ہے اگر کوئی ذاکر اس کا صرف ایک کلمہ اللہ اکبر یا لا الہ الا اللہ یا اشہدان لا الہ الا اللہ پڑھے تو موذن نہیں کہلاتا جب تک سارے کلمات ادا نہ کرے اسی طرح نبوت کا ایک جزو باقی رہنے سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ دنیا میں اس حصہ نبوت سے متصف ہو کر نبی پیدا ہو سکتے ہیں۔

خواب کے سچے نکلنے سے نبی نہیں ہو جاتا:

فإذا وقع لأحد فی المنام الإخبار بغیب یکون ھذا القدر جزءا من النبوۃ لا أنہ نبی، وإذا وقع ذلک لأحد فی المنام یکون صدقا واللہ أعلم.

ترجمہ: امام علاء الدین علی بن محمد بن إبراہیم بن عمر الشیحی أبوالحسن، المعروف بالخازن المتوفی: ۷۴۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جب کسی رائے پر خواب میں اخبار غیبی ظاہر ہوں تو یہ نبوت کا حصہ ہے، یہ نہیں کہ وہ نبی ہو جاتا ہے۔ غایت مافی الباب ایسی خواب سچی نکلتی ہے۔

(لباب التاویل: علاء الدین علی بن محمد بن إبراہیم بن عمر الشیحی أبوالحسن، المعروف بالخازن (۲:۴۵۲)

امام الطحاوی الحنفی المتوفی: ۳۲۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

فدل ذالک ان الرؤیا انما ھی من مبشرات النبوۃ ای: مما یبشر ہ ز و و النبوۃ من اتبعھا علی ما ھی علیہ لا ائنھا نفسھا نبوۃ۔

ترجمہ: ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی المتوفی: ۳۲۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس بات نے اسی طرف اشارہ کیا کہ نیک خواب دراصل ان لوگوں کو دکھائے جاتے ہیں جو نبوت کی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں۔ دراصل یہ اپنی ذات کے اعتبار سے نبوت نہیں ہے۔

(تحفۃ الاخیار بترتیب شرح مشکل الآثار امام ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی (۶:۲۶۱)

لہٰذا نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے اور حدیث خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اس کا تعلق خوشخبری کے ساتھ ہے۔

علامہ محمد طاہر نے مجمع البحار میں حدیث کی شرح اس طرح کی ہے

الرویاء جزو من النبوۃ ای فی حق الانبیاء فانھم یوحون فی المنام وقیل الرویاء تاتی علیٰ وفق النبوۃ لانھا جزء وباق منھا وقیل ھی من الانبیاء ای انباء وصدق من اللہ لا کذب فیہ ولا حرج فی الاخذ بظاھرہ فان اجزاء النّبوۃ لا یکون نبوۃ فلا ینافی حدیث ذھبت النّبوۃ۔

ترجمہ: امام محمد طاہر الصدیقی الہندی المتوفی: ۹۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ رویاء جزو نبوت ہے یہ فقرہ انبیاء کے حق میں حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان کی خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے کیونکہ انہیں خواب میں بھی وحی ہوتی ہے اور بعض نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ رویا کا حال نبوت سے ملتا جلتا ہے کیونکہ وہ اس کی جزو ہے اور مشبہ اور مشبہ بہ میں تغائر من وجہ اور اتحاد من وجہ پایا جاتا ہے۔ لہٰذا عینیت ثابت نہ ہوئی یا وہ خدا کی طرف سے سچی خبر دیے جانے کا نام ہے۔ جس میں کذب کو دخل نہیں اور اگر اس کلام کو ظاہری معنی پر محمول کیا جائے تو کچھ حرج نہیں کیونکہ اجزاء نبوت بعینہ نبوت نہیں۔ لہٰذا جملہ { ذھبت النبوۃ } بالکل راست اور درست ہے اور {الرویاء جزء من النّبوۃ } اس کے منافی بھی نہیں۔ کیونکہ وجود جزء اور کل میں تلازم نہیں پایا جاتا۔

(مجمع بحار الانوار از علامہ محمد طاہر صدیقی ہندی (۲:۱۶۷))

امام عز الدین بن عبد السلام رحمہ اللہ تعالی کا استدلال:

لَطِيفَةٌ: وَقَعَ أَنَّ رَجُلًا رَأَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وآله وسلم فِي النَّوْمِ فَقَالَ لَهُ: اذْهَبْ إِلَى مَوْضِعِ كَذَا فَاحْفِرْهُ فَإِنَّ فِيهِ رِكَازًا فَخُذْهُ لَكَ وَلَا خُمُسَ عَلَيْكَ فِيهِ، فَلَمَّا أَصْبَحَ ذَهَبَ إِلَى ذَلِكَ الْمَوْضِعِ فَحَفَرَهُ فَوَجَدَ الرِّكَازَ فِيهِ فَاسْتَفْتَى عُلَمَاءَ عَصْرِهِ فَأَفْتَوْهُ بِأَنَّهُ لَا خُمُسَ عَلَيْهِ لِصِحَّةِ الرُّؤْيَا، وَأَفْتَى الْعِزُّ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ بِأَنَّ عَلَيْهِ الْخُمُسَ وَقَالَ: أَكْثَرُ مَا يَنْزِلُ مَنَامُهُ مَنْزِلَةَ حَدِيثٍ رُوِيَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ وَقَدْ عَارَضَهُ مَا هُوَ أَصَحُّ مِنْهُ وَهُوَ حَدِيثُ: فِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ۔

ترجمہ: امام محمد بن عبد الباقی بن یوسف الزرقانی المصری الازہری المتوفی: ۱۱۲۲ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ فلاح جگہ پر جاؤ اور اس کو کھودو اس میں رکاز کا مال ہے اس کو لے لو اور اس مال پر خمس نہیں ہے۔ جب صبح ہوئی تو اس شخص نے اسی جگہ کو کھودا تو رکاز کا مال پایا، تو اس نے علماء عصر سے فتوی مانگا تو علما نے فرمایا کہ تم پر اس مال پر خمس نہیں ہے، اس خواب کی

صحت کی وجہ سے، پھر فتوی مانگا گیا امام عزالدین بن عبدالسلام رحمہ اللہ تعالی سے تو آپ نے جواب دیا کہ اس پر خمس ہوگا (کیونکہ کسی آدمی کے خواب سے شریعت ثابت نہیں ہوتی) صحیح حدیث میں خمس دینے کا ذکر ہے۔ لہٰذا آپ کو خمس ادا کرنا ہوگا۔

(شرح الزرقانی علی موطا امام مالک: محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی الازہری (۱۴۹:۲))

یاد رہے کہ رکاز کا مال اس مال کو کہا جاتا ہے جو کسی زمین سے کھود کر نکالا جائے یعنی جو زمین میں دفن ہو۔

یہ واقعہ صاف اس مسئلہ پر دال ہے کہ کسی کا خواب شریعت نہیں بن سکتا شریعت کا تعلق صرف حضور تاجدارِ ختم نبوت ﷺ کے ساتھ خاص ہوتا ہے۔ ایک اور مثال: فرض کریں کہ کسی جگہ کوئی شخص یہ کلمہ ادا کرتا ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر تو کیا آپ اس کلمے کو سننے کے بعد یہ کہیں گے کہ اذان دی جارہی ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ اذان کا تعلق اس کے وقت کے ساتھ اور اس کے مکمل جملوں کے ساتھ خاص ہے۔

بعینہ اسی طرح سے اگر کوئی شخص (آدمی) اچھا خواب دیکھتا ہے تو وہ خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے تو ضرور ہوسکتا ہے لیکن وہ نبی نہیں ہوسکتا۔ جس طرح سے اذان کے کچھ کلمات کہنے والا موذن نہیں ہوسکتا، یا جیسے کوئی بھی انجکشن لگانے والا ڈاکٹر نہیں ہوسکتا۔ حضور تاجدارِ ختم نبوت ﷺ نے اس مسئلہ کو قیامت تک کے لیے صاف فرمادیا کہ نبوت اور رسالت کا قیامت تک کے لیے سلسلہ ختم کردیا گیا تاکہ کوئی شخص کسی بھی اعتبار سے کسی صحیح حدیث کا غلط معنی نہ اختیار کرے۔

اگر رویاءِ صادقہ نبوت ہے تو فاسق کو بھی نبی ماننا ہوگا

امام أبو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی المتوفی: ۶۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ روایات اس بارے میں مختلف الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہیں جن میں رویاء کو نبوت کا بیالیسواں اور چھیالیسواں اور ستر واں اور چالیسواں اور انچاسواں اور پچاسواں اور چوالیسواں اور چھبیسواں حصہ قرار دیا گیا ہے ان روایات کی تطبیق اس طرح ہوسکتی ہے:

فَالْمُؤْمِنُ الصَّالِحُ تَكُونُ رُؤْيَاهُ جُزْءًا مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا وَالْفَاسِقُ جُزْءًا مِنْ سَبْعِينَ جُزْءًا۔

ترجمہ: امام أبو زکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی المتوفی: ۶۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ مومن کی رویاء صالحہ نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے اور فاسق کی رویا نبوت کا ستر واں حصہ ہے۔

(المنہاج: أبوزکریا محیی الدین یحییٰ بن شرف النووی (۲۱:۱۵)

اگر کسی کی ذات میں نبوت کا حصہ موجود ہونے سے اس کی نبوت ثابت ہوتی ہے تو فاسق کو بھی نبی ماننا پڑے گا۔ کیونکہ اس میں بھی یہ حصہ موجود ہے۔

بروزی نبوت کوئی چیز نہیں:

مولانا عبدالحی امرتسری لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کذاب دجال نے جو نبوت کی دو اقسام بیان کئے ہیں حقیقی و بروزی اس تقسیم پر شریعت مطہرہ کے اصول یعنی کتاب وسنت و اجماع امت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا بلکہ کسی ایک امام کا قول بھی اس دعویٰ کی رہنمائی نہیں کرتا۔

بروز کی حقیقت اور مباحث بروز کا حکم:

جب کوئی انسان انبیاء کرام علیہم السلام کے اخلاق حمیدہ وصفات حسنہ وخصال پسندیدہ کا مظہر ہو جائے اور یہ تمام اوصاف اس کی روحانیت میں منعکس ہو جائیں تو اسے بروز کہتے ہیں اور جتنا انسان اخلاق نبوت سے بعید ہو جائے اسے کمون کہتے ہیں۔ یہ مسئلہ ایسا ہے جو اسلام کے موضوع میں داخل نہیں اور نہ اس پر متقدمین نے کوئی بحث لکھی ہے۔ البتہ فلاسفہ کے زمانہ میں جب عقائد حقہ پر زوال آنا شروع ہوا تو اس وقت علماء کے رد وقدح نے علم العقائد اور علم الکلام اور علم تصوف کی بناء ڈالی اور اصحاب تصوف نے مسئلہ بروز وکمون پر بہت مباحث درج تحریرات کئے لیکن اگر اس کو اعتقادات دینیہ کے قبیل سے شمار کیا جائے تو اس کے بدعت ہونے میں کچھ شبہ نہیں اور محض اس مسئلہ پر بحث وتنقیح کرنا بجز اس کے اسے عقائد دینیہ میں معدود سمجھے البتہ بدعات حکمیہ میں داخل ہے جسے دوسرے لفظوں میں بدعت حسنہ کہتے ہیں۔

بروز وصفی جس کی حقیقت مذکور ہو چکی مسلم ہے کہ انسان کی روحانیت پر اتباع انبیاء کرام علیہم السلام سے اوصاف واخلاق انبیاء کا انعکاس پڑ جاتا ہے اور اس کی روح بالکل ان کے صفات حسنہ سے رنگین ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ روحانیوں کے نزدیک دونوں میں امتیاز مشکل ہو جاتا ہے اور وہ اس شعر کا مصداق ہو جاتا ہے۔

من تو شدم تو من شدی — من جاں شدم تو تن شدی

تا کس نگوید بعد ازاں — من دیگرم تو دیگری

اور اسی کو اہل تصوف اتحاد وبروز کہتے ہیں۔ اخلاق انبیاء کرام علیہم السلام سے گو مشابہت حاصل ہو جاتی ہے لیکن جو

کمال مشبہ بہ میں ہے مشبہ کو حاصل نہیں ہوتا اور نہ وہ اخلاق فاضلہ جو نبی کی ذات میں مجموعی طور پر موجود ہیں اس کی ذات میں ظاہر ہو سکتے ہیں کیونکہ تمام اخلاق کاملہ کا نبی کی ذات میں ایسے طور پر جمع ہونا۔ جو دوسرے کی ذات میں اس کمال اور حصر کے ساتھ جمع ہونا محال ہو۔ نبی کا معجزہ ہے اور معجزہ وہی ہے جو دوسرا انسان اس کے مقابلہ سے عاجز ہو۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ نے ''اعتقاد صحیح'' میں اس مسئلہ کی روشن تقریر درج کی ہے۔

توھموا اشینا بلیل مزارہ　　فھم لیسعے بیننا بتباعد

فعانقتہ حق اتحدنا تعانقا　　فلما اتانا مار ای غیر واحد

ویقرب من ذلک ما قیل بالفارسیۃ (کہ رقیب آمد و شناخت نشان من و تو (اتحاف النبلاء)

ہمارے مخالف کو یہ گمان ہوا کہ محب ومحبوب کی رات کو ملاقات ہونے والی ہے تو اس نے ہمارے درمیان تفریق کی بے حد کوشش کا ارادہ کیا۔ جب میرا اس سے معانقہ ہوا تو معانقہ کی حالت میں ہم دونوں واحد ہو گئے۔ جب رقیب آیا تو اس نے صرف ایک ہی منظر دیکھا۔ دوسرا وہاں کوئی نہ تھا۔

یہ عربی اشعار کا مطلب ہے۔ اور فارسی شعر کا مطلب بھی اس کے قریب قریب ہے کہ میرے اور تیرے درمیان اتحاد کا جذبہ اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ رقیب جب آیا تو وہاں کوئی نظر نہ آیا۔ اس لئے میرا اور تیرا جدا جدا نشان شناخت نہ کر سکا۔

مگر یاد رکھو کہ یہ اتحاد حقیقی نہیں بلکہ وصفی ہے جو غلبہ محبت صادقہ سے حاصل ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان کی محبت اسے فناء کے درجہ تک پہنچا دیتی ہے اور وہ اپنے ستون وارکان مضمحل پاتا ہے اور محبوب کی ہستی کا اپنے پر غلبہ دیکھتا ہے اور پاتا ہے کہ میں اسی مظہر میں ظاہر ہوا ہوں اور اس کے اوصاف کا انعکاس اپنی روحانیت میں منقوش دیکھ کر شک وشبہ میں واقع ہو جاتا ہے اور اسے وہم ہو جاتا ہے کہ میں مقامات انبیاء میں پہنچ چکا ہوں اور بعض حالات میں وہ اپنے تئیں ان سے بھی برتر سمجھنے لگتا ہے لیکن حقیقت وعکس میں فرق نہیں کر سکتا اور اوہام ہر چہار طرف سے اس کی طبیعت کو روک لیتی ہے۔

بروز سے نبوت حاصل نہیں البتہ بعض دفعہ مساوات انبیاء کا وہم ہو جاتا ہے، یہ مقام مقام لغزش اور آزمائش کا ہے اگر اللہ تعالی نے اس منزل میں دستگیری کی تو فریب ابلیس وکید شیطانی سے محفوظ رہا ورنہ اگر ٹھوکر لگی تو گمراہی میں منتقل ہو کر نبوت ورسالت کا مدعی ہو جاتا ہے اور اپنی سابقہ بضاعت کھو بیٹھتا ہے ایسے وقت میں ایک ہی

نسخہ مجرب ہے کہ خالص توجہ بس اس کے علاوہ کوئی بھی چیز اس کو نہیں بچا سکتی۔

مرزا قادیانی کا کفر یقینی اور قطعی ہے اور اس بات میں ذرہ بھی شبہ نہیں کہ وہ اسلام سے ایسے بے تعلق ہے جیسے بال خمیر سے لیکن چونکہ وہ اکابر اولیاء کی نقل اتارنا چاہتا ہے اور وہ بھی غلط اور جعلی طور پر اپنی ذات کو بزمرہ اصفیاء ومجددین شمار کر کے اہل تصوف اور علماء اسرار وحکما ربانیین کی عبارتوں کو بے جا حاشیوں سے آلودہ کر کے بے محل اور ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش میں ہے اس لئے خاکسار کا ارادہ ہے کہ مولفوں کی اصل عبارت سے حجاب کو اٹھا دیا جائے تاکہ چہرہ حقیقت بخوبی نظر آنے لگے اور ناظرین کو علماء اسرار کی تحریرات کا اصلی مقصد معلوم ہو جائے کہ بروز سے ان کی کیا غرض ہے اور یہ کہ بہ پیرایہ بروز نبوت حاصل نہیں ہو سکتی اور مرزا قادیانی کذاب دجال کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ مشابہت اخلاقی کے ضمن میں نبوت کا حصول بھی متیقن ہے۔ حالانکہ علماء تصوف اولیاء سے جن کو وہ اخلاقاً مثیل انبیاء کہتے ہیں نبوت کی نفی کرتے ہیں جیسے آئندہ بیان سے ظاہر ہوگا۔ لیکن یہ سارا بیان حقیقت سے چشم پوشی پر مبنی ہے۔ ورنہ اصل حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کذاب دجال کی ولایت اور تجدید تو رہی درکنار اس کا اسلام بھی ثابت نہیں اور اس کے جملہ عقائد جماعات مبتدعہ کے موافق اور اس کو دائرہ کفر میں داخل کرنے کے لئے کافی ہیں۔ پھر ولایت یا مجددیت یا نبوت ورسالت اور مسیحیت ومہدویت کا منصب تو اعلیٰ ہے وہ کیونکر حاصل ہو سکتا ہے۔ خاکسار نے بطور تبکیت خصم وارخاء عنان موجودہ طرز پر کلام شروع کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ مرزا قادیانی کذاب دجال اکابر کی نقل بھی غلط اتار رہا ہے کیونکہ وہ محض اخلاقی مشابہت کے قائل تھے اور بروز کے ماتحت نبوت کو ممکن الحصول نہ سمجھتے تھے اس لئے اکابر دین میں سے باوجود اخلاقی مشابہت کے کسی کو نہ پاؤ گے کہ وہ نبوت کا مدعی ہوا ہو اور مرزا قادیانی کذاب دجال کے عقائد کفریہ اور ہفوات تو صاف بتلا رہے ہیں کہ اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کذاب دجال کی یہ حالت نہ تھی بلکہ اس ذلیل کے عقائد اور احوال پہلے سے جماعات مبتدعہ کے موافق تھے اور اس نے ساری زندگی ترویج بدعت میں گزاری اور اگر مرزائیہ جماعت اس کی ولایت کی قائل ہو تو اب ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ بعد دعویٰ نبوت وہ اپنی سابقہ بضاعت کھو چکی ہے اور اسلام کی بجائے کفر کو خرید لیا ہے۔ ابلیس نے ایک عرصہ دراز صلاحیت کی راہ اختیار کی۔ لیکن آخر کار اس کا کیا حشر ہوا مگر ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو درجہ ولایت کا راہ بھی معلوم نہ تھا چہ جائیکہ اس کو کسی وقت میں ولی تسلیم کیا جائے۔

(تذکرۃ العباد لکیلا یغتروا باقوال اہل الحاد ازمولانا عبدالحی امرتسری: ۲۵۵)

مبتدی اور متوسط اس وہم میں پڑتے ہیں:

کیونکہ یہ شائبہ عموماً مبتدیوں اور متوسطوں کو واقع ہوا کرتا ہے اور منتہی اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ حضرت مخدوم زادہ خواجہ محمد صادق رحمہ اللہ تعالی نے ایک سوال خدمت عالی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ میں پیش کیا کہ سالک بسا اوقات اپنی تئیں انبیاء کرام علیہم السلام کے مساوی پاتا ہے اور گاہے دیکھتا ہے کہ میرا رتبہ ان سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی نے اپنے ایک مکتوب میں اس کی حقیقت پر بحسن کمال روشنی ڈالی ہے اور مبتدیوں اور منتہیوں کے حال کے مطابق جدا جدا جواب لکھے ہیں۔ خاکسار کا رخ اس وقت محض اس جواب کی طرف ہے جو مبتدیوں کے مناسب حال ہے کیونکہ ان کی مکمل تحریر کو درج کرنا موجب طوالت ہے وہ ناظرین اصل مکتوب میں ملاحظہ فرمائیں۔

امادر ابتداء اگر ایں توھم پیدا شود و خود را در مقامات اکابر یا بدو جھش آنست کہ ھر مقام را در ابتداء و توسط ظل و مثال است و بلندی و متوسط چوں بظلال آنھا میر سند خیال مے کنند کہ بحقیقت آں مقامات رسید ند فرق درمیان حقائق و ظلال نمیتوانند کرد و ھم چنیں شبہ و مثال اکابر را چوں مدر ظلال مقامات ایشاں مے یا بند خیال میکنند کہ شرکتے با کابر در مقامات پیدا کردہ اند نہ چنیں است بلکہ اینجا اشتباہ ظل شئی است بنفس شئی اللھم ارنا حقائق الاشیاء کماھی و جنبنا عن الاشتغال بالملاھی۔

ترجمہ: حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ سالک کو ابتداً، اگر یہ وہم دامنگیر ہو کہ وہ اکابر یا انبیاء کرام علیہم السلام کے درجہ میں واصل ہو گیا ہے یا ان سے یہی اس کا درجہ بلند تر ہو گیا ہے تو اس کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ ہر مقام ابتدائے اور متوسط کا سالک کی ذات میں ایک انعکاسی نقشہ منعکس ہوتا ہے جو مقامات انبیاء کرام علیہم السلام کا ظل و بروز ہے اور بلندی اور متوسط جب ظلی مدارج میں جو حالات انبیاء کرام علیہم السلام کی عکسی تصویر ہیں پہنچتے ہیں غلطی سے ایسا سمجھنے لگتے ہیں کہ وہ فی الحقیقت انہیں مقامات پر فائز ہو گئے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کی شان کے لائق ہیں اور حقیقت اور عکس میں فرق نہیں کر سکتے اور ایسے ہی اکابر کی حالت کا نقشہ جب اپنے مقامات عالیہ میں منعکس پاتے ہیں جیسے آئینہ میں انسان کی تصویر ظاہر ہوتی ہے تو ان کے دل میں ایک غلط گمان موجزن ہوتا ہے کہ

ان کو اکابر انبیاء کرام علیہم السلام سے شرکت مقامی حاصل ہوگئی ہے۔

فی الحقیقت ایسا نہیں ہوتا بلکہ عکس کو اصل شئے سے چونکہ مشابہت تامہ اور مماثلت کاملہ ہوتی ہے اس لئے امتیاز میں خطا واقع ہوجاتی ہے اے خدا! تو ہمیں شبہ سے محفوظ بنا اور اشیاء کی حقیقت کا اصلی رخ ہمارے سامنے ظاہر ہوکر اور جو امور دل کو حقیقت سے غفلت میں ڈالنے والے ہیں ان سے ہمیں برکنار کردے یہ مقام مقامِ مزلت ہے جو اس شک وشبہ کی منزل میں اصل حقیقت پر مطلع ہوگیا وہ محفوظ رہا اور جو شیطان کے دام تزویر میں واقع ہوگیا ابلیس اس سے انواع واقسام کے دعاوی کرادیتا ہے۔ یہ مشکل اور دشوار گزار گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی ہے۔

(مکتوبات امام ربانی شیخ احمد سرہندی مکتوب نمبر ۲۰۸)

اس وہم کا علاج تضرع والتجا ہے:

دریں وقت التجاء وتضرع وعجز ونیاز بحضرت حق سبحانہ درکار است تاآنچہ حقیقت کار است ظاہر گردد و ایں مقام از مزلۃ اقدام سالکان است۔

ترجمہ: حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا وتضرع بصد عجز نیاز لازم ہے۔ تاکہ اصل حال ظاہر ہوجائے اور اس مقام میں سالکوں کے قدم پھسل جاتے ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی شیخ احمد سرہندی مکتوب نمبر ۲۰۸)

اس عبارت سے معلوم ہوا ہے کہ بروزی نبوت کوئی چیز نہیں اور نہ اتحاد وصفی سے دعویٰ نبوت کا حق پیدا ہوتا ہے بلکہ بعضے دل کے کچے عقل کے اندھے انعکاسی حالات کو حقیقت پر محمول کر کے لغزش کھا جاتے ہیں اور دعویٰ نبوت اور رسالت کر دیتے ہیں۔

نبوت وہبی ہے کسبی نہیں:

اور یہ بالکل سچ ہے کہ بروز کے سایہ میں اگرچہ اوصاف کسبیہ انبیاء کرام علیہم السلام کے کسی بزرگ کو حاصل ہوجائیں تو روا ہے لیکن نبوت ایک امر وہبی ہے وہ بہ پیرایہ اتباع وتسنن دستیاب نہیں ہوتی۔ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ نبوت کسبی نہیں جو محنت وریاضت و پابندی اخلاق انبیاء سے مکتسب ہوسکے۔ بلکہ خدا کا فضل ہے۔ جہاں چاہتا ہے کرتا ہے اور جب چاہتا ہے روک لیتا ہے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد اس نے باب نبوت کو مسدود کر دیا۔ کیونکہ وہ اسباب کے مہیا ہونے پر موقوف نہ تھی بلکہ فیض الٰہی پر اس کا انحصار تھا۔ قرآن کا دعویٰ ہے:

{وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ}(سورۃ البقرۃ: ۱۰۵)

ترجمہ ضیاء الایمان: وہ اللہ تعالی اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے خاص فرمالیتا ہے اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

{یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَآءُ} وہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے خاص فرمالیتا ہے۔) یعنی اللہ تعالیٰ نبوت و رسالت کے ساتھ جسے چاہے خاص فرمالیتا ہے اور نبوت جس کسی کوملتی ہے اللہ تعالی کے فضل سے ملتی ہے اس میں ذاتی استحقاق کا دخل نہیں۔ ہاں اب اللہ تعالی نے چونکہ نبوت کا دروازہ بند کردیا تو اب کسی کو نبوت نہ ملے گی۔

کیونکہ نبوت اسکا فضل ہے اور خدا اپنے بندوں پر بڑا فضل کرتا ہے: {رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ}(سورۃ المومن: ۱۵)

ترجمہ ضیاء الایمان: اللہ تعالی بلند درجات دینے والا، عرش کا مالک ہے۔ وہ اپنے حکم سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے ایمان کی جان وحی ڈالتا ہے تاکہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے۔

{رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ} بلند درجات دینے والا، عرش کا مالک ہے۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال والی مزید صفات بیان کی جارہی ہیں، چنانچہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ جو اللہ تعالی تنہا معبود ہے، اس کی شان یہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام، اولیاء اور علماء کو جنت میں بلند درجات دینے والا اور عرش جیسی عظیم چیز کا مالک ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے نبوت کا منصب عطا فرماتا ہے اور جس کو نبی بناتا ہے اس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو قیامت کے دن کا خوف دلائے، اور قیامت کا دن وہ ہے جس میں آسمان والے، زمین والے اور اوّلین وآخرین ملیں گے، روحیں جسموں سے اور ہر عمل کرنے والا اپنے عمل سے ملے گا۔

اللہ تعالی اپنے امر سے جس پر اپنے بندوں میں سے چاہتا ہے وحی کا القا کرتا ہے تاکہ وہ روز قیامت کا مخلوق خدا کو ڈر سنائے:

{یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖٓ اَنْ اَنْذِرُوْٓا اَنَّہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّقُوْنِ}(سورۃ النحل:۲)

ترجمہ ضیاء الایمان: ملائکہ کرام علیہم السلام کو ایمان کی جان یعنی وحی لے کر اپنے جن بندوں پر چاہے اتارتا ہے کہ ڈر سناؤ کہ میرے سوا کسی کی بندگی نہیں تو مجھ سے ڈرو۔

{یُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ} اللہ تعالی فرشتوں کو نازل فرماتا ہے۔) اس آیت میں ملائکہ کرام علیہم السلام سے مراد حضرت

سیدنا جبریل علیہ السلام ہیں، ان کی تعظیم کے لئے جمع کا صیغہ "ملائکہ" ذکر فرمایا گیا اور روح سے مراد وحی ہے۔ وحی کو روح اس لئے فرمایا گیا کہ جس طرح روح کے ذریعے جسم زندہ ہوتا ہے اور روح نہ ہو تو جسم مردہ ہو جاتا ہے اسی طرح وحی کے ذریعے دل زندہ ہوتا ہے اور اسی سے ابدی سعادت کا پتا چلتا ہے اور جو دل وحی سے دور ہو وہ مردہ ہو جاتا ہے۔

بعض مفسرین کا قول ہے کہ ملائکہ سے حضرت جبریل علیہ السلام اور ان کے ساتھ آنے والے وہ فرشتے مراد ہیں جو اللہ تعالی کے حکم سے وحی کی حفاظت پر مامور ہیں۔ آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنے جن بندوں کو نبوت، رسالت اور مخلوق کی طرف وحی کی تبلیغ کے لئے منتخب فرمالیا ہے ان پر وحی کے ساتھ فرشتوں کو نازل فرماتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو میرا انکار کرنے اور عبادت کے لائق ہونے میں بتوں کو میرا شریک ٹھہرانے پر میرے قہر وغضب سے ڈرائیں۔

{ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ} (سورۃ الحدید: ۲۱)

ترجمہ ضیاء الایمان: یہ اللہ تعالی کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ تعالی بڑے فضل والا ہے۔

یہ آیات بآواز بلند بتلا رہی ہیں کہ نبوت ایک فیض وہبی ہے جو اسباب پر منحصر نہیں اور اس کا مکتسب کرنا بھی ناممکن ہے۔

نبوت کے وہبی ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کا حصول اسباب پر منحصر نہیں جیسا کہ مرزا قادیانی کذاب دجال کہتا ہے کہ فنا فی الرسالۃ سے نبوت حاصل ہوجاتی ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ نبوت کا ملنا یہ اس کا فضل ہے جب وہ باب نبوت کو مسدود کردے تو اس پر اعتراض نہیں ہوسکتا کہ اسے کیوں روکا گیا حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد اس نے قطعاً باب نبوت کو مسدود کردیا۔

فلاسفہ کا گمراہی والا عقیدہ ہے:

اور فلاسفہ اور غلاۃ متصوفہ کا دعویٰ قرآن کی آواز کے بالکل مخالف ہے وہ کہتے ہیں نبوت ایک کسبی فضیلت ہے جیسا کہ ہم پہلے اس نظریہ کا مکمل رد لکھ چکے ہیں۔ مرزا قادیانی قرآن کی آواز کے تابع نہیں تھا بلکہ اسے فلاسفہ کا سرود بھاتا ہے۔

فلسفیوں کے باطل نظریہ کا بیان:

فلما أراد هؤلاء المتأخرون منهم، كابن سينا، أن يثبت أمر النبوات على أصولهم الفاسدة، زعموا أن النبوة لها خصائص ثلاثة، من اتصف بها فهو نبی: (١)...أن تكون له قوة علمية، يسمونها القوة القدسية، ينال بها العلم بلا تعلم (٢)...وأن يكون له قوة تخيلية، تخيل له ما يعقل فی نفسه، بحيث يری فی نفسه صورا، أو يسمع فی نفسه أصواتا، كما يراه النائم ويسمعه، ولا يكون لها وجود فی الخارج، وزعموا أن تلك الصور هی ملائكة الله، وتلك الأصوات هی كلام الله تعالی. (٣)...وأن يكون له قوة فعالة، يؤثر بها فی هيولی العالم، وجعلوا معجزات الأنبياء وكرامات الأولياء، وخوارق السحرة، هی (من) قوی الأنفس، فأقروا من ذلک بما يوافق أصولهم، من قلب العصا حية دون انشقاق القمر ونحو ذلک، فإنهم ينكرون وجود هذا۔

ترجمہ: الشیخ تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیۃ الحرانی الحنبلی الدمشقی المتوفی: ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ جب متاخرین ابن سینا وغیرہ نے نبوت کی تقریر اپنے فاسد اصولوں کے مطابق کی تو انھوں نے یہ گمان کر لیا نبوت کے تین خصائص ہیں جو ان کو اپنی ذات میں پیدا کر لے وہی نبی ہوجاتا ہے۔

(۱)...... یہ کہ اسے قوت علمیہ حاصل ہو جسے باصطلاح خود وہ قوت قدسیہ کہتے ہیں اس کا خاصہ یہ ہے کہ بلا تعلم انسان کو علوم میں مہارت ہوجاتی ہے۔

(۲)......اس کی قوت تخیلیہ ایسی تیز ہو کہ معقولات کے نقشے اور تصویریں اسے نظر آنے لگیں اور اپنے دل میں اسے آواز سنائی دے جیسے نائم (سونے والا) کا حال ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ بعض اشکال دیکھتا اور آوازیں سنتا ہے۔ جن کا وجود خارجی نہیں ہوتا اور ان کا زعم فاسد یہ بھی ہے کہ یہ ذہنی تصویریں خدا کے ملائکہ ہیں اور یہ غیبی آوازیں جو قوت متخیلہ کے اثر سے ظاہر ہوتی ہیں۔ کلام الٰہی ہیں۔

(۳)......اس کی قوت فعالہ ایسی ہو کہ ہیولیٰ عالم پر اپنا اثر ڈال سکے انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء کے کرامات اور ساحروں کے خوارق کو انہوں نے قوی نفس کا اثر بتلایا ہے اور وہ صرف ایسے معجزات کے مقر ہیں جو انکے ان اصول پر پورے اترتے ہیں قلب عصا اور انشقاق قمر جن کو نفسانی قوی کا اثر نہیں کہا جا سکتا ہے وہ انکے بالکل منکر

ہیں۔
(الفرقان :تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیة الدمشقی:۹۹)
گویا یہ صفات جوکوئی محنت سے حاصل کرے بزعم فلاسفہ وہ نبی ہوجاتا ہے مگر فلسفہ قرآنیہ منجانب اللہ نازل شدہ ہے اس لئے وہ انسانی تجویزات کا مبطل ہے کیونکہ وہ یہ قرار دیتا ہے کہ نبوت فیض وہبی ہے جو اسباب ثلاثہ پر منحصر نہیں یہی کل اہل سنت وصحابہ وتابعین کا عقیدہ ہے۔

حافظ ابن حبان رحمہ اللہ تعالی کا واقعہ:

حضرت سیدنا حافظ ابن حبان رحمہ اللہ تعالی جن کا علم قابل رشک اور بلند پایہ محدثین میں اعظم تر ہے (وہ ایک کتاب تلزوم الصحۃ جو صحیح ابن حبان کے نام سے موسوم ہے اپنی یادگار میں چھوڑ گئے ہیں) ایک قابل قدر بزرگ تھے مگر اہل زمانہ نے آپ سے یہ سوال کیا کہ "نبوۃ" کیا ہے تو آپ نے ایک ایسا جواب دیا جس میں حاسدین ایک دوسرا احتمال بھی پیدا کر سکتے تھے یعنی {النبوۃ العلم والعمل} نبوت کے لئے علم اور عمل لازم ہے یعنی نبی اپنے علم کے مطابق عامل ہوتا ہے۔حضرت سیدنا صالح علیہ السلام کا قول ہے:
{قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَ رَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا وَ مَاۤ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَاۤ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَ مَا تَوْفِيْقِيْۤ اِلَّا بِاللّٰهِ-عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ}(سورۃ ھود:۸۸)
ترجمہ ضیاء الایمان: حضرت سیدنا شعیب علیہ السلام نے فرمایا: اے میری قوم! بھلا بتاؤ کہ اگر میں اپنے رب تعالی کی طرف سے ایک روشن دلیل پر ہوں اور اس نے مجھے اپنے پاس سے اچھی روزی دی ہو (تو میں کیوں نہ تمہیں سمجھاؤں) اور میں نہیں چاہتا کہ جس بات سے میں تمہیں منع کرتا ہوں خود اس کے خلاف کرنے لگوں، میں تو صرف اصلاح چاہتا ہوں جتنی مجھ سے ہوسکے اور میری توفیق اللہ ہی کی مدد سے ہے میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور میں اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔
قَالَ الْجُلَنْدِیُّ:وَاللهِ لَقَدْ دَلَّنِی عَلَی هَذَا النَّبِیِّ الْأُمِّیِّ أَنَّهُ لَا یَأْمُرُ بِخَیْرٍ إِلَّا کَانَ أَوَّلَ آخِذٍ بِهِ، وَلَا یَنْهَی عَنْ شَیْءٍ إِلَّا کَانَ أَوَّلَ تَارِكٍ لَهُ۔
ترجمہ: امام عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی ،أبو الفضل المتوفی: ۵۴۴ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے

ہیں کہ جلندی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم! مجھے تو اس بات نے رہنمائی کی ہے کہ یہ نبی برحق ہیں (ﷺ) کہ یہ جب کسی معروف کام کا ارشاد فرماتے ہیں تو پہلے آپ ﷺ اس پر عامل ہوجایا کرتے ہیں، اور جب بھی کسی کام سے منع کرتے ہیں تو سب سے پہلے پہلے خود اسے ترک فرماتے ہیں۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفی: عیاض بن موسی بن عیاض بن عمرون الیحصبی السبتی، أبو الفضل (۱: ۴۸۴)

لیکن حاسدین کا ستیاناس انہوں نے اس عبارت میں ایسا احتمال پیدا کیا جو سراسر اجماع امت اور طریق اہل سنت اور سلف صالحین کے خلاف تھا یعنی نبوت علم وعمل کا ثمرہ ہے۔ جب کسی کو علم وعمل میں کمال ہوجائے تو وہ نبی ہوجاتا ہے۔ اس احتمال کو علماء زمانہ نے شاہ وقت کی مجلس میں پیش کیا۔ چونکہ یہ اجماع کے خلاف تھا کہ نبوت کسبی ہے۔ شاہ ناہنجار نے انہیں قتل کرادیا کہ حضرت سیدنا امام ابن حبان رحمہ اللہ تعالیٰ نبوت کو اوصاف کسبیہ میں شمار کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مظہرِ نبی ہوکر بھی نبوت سے متصف نہیں یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم باوجودیکہ اخلاق نبوت اوصاف حمیدہ رسل کرام علیہم السلام سے متصف تھے۔ لیکن انہوں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا کیونکہ نبوت ایک فیض وہبی ہے جسے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد اللہ تعالیٰ مسدود کرچکا ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے (جن پر صدیقیت کی کھڑکی سے غیبی امور کا کشف ہوتا تھا اور اس وحی کا پرتو جو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ پر نازل ہوتی آپ کے دل پر پڑ جاتا اور انہیں بھی وحی منزل پر ایسا اطمینان ہوجاتا جیسے خود حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو حاصل ہوتا تھا باوجود اس کے آپ رضی اللہ عنہ نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔

حضرت سیدنا ابوکر صدیق رضی اللہ عنہ جو جو وحی میں آئے گا ان کا دل آپ ہی اس پر گواہی دے۔ اس امر کی تصدیق کے لئے وہ واقعہ کافی ہے کہ میدان حدیبیہ میں جب مشرکین مکہ نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو داخلہ مکہ کی اجازت نہ دی اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ داخلہ کے متعلق اپنی رویاء (خواب) مشتہر کرچکے تھے تو

فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: وَاللّٰہِ، مَا شَکَکْتُ مُنْذُ أَسْلَمْتُ إِلَّا یَوْمَئِذٍ فَأَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: یَا رَسُولَ اللّٰہِ أَلَسْتَ نَبِیَّ اللّٰہِ؟ قَالَ: بَلَی، قُلْتُ أَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا عَلَی الْبَاطِلِ؟ قَالَ: بَلَی، قَالَ: فَلِمَ نُعْطِی الدَّنِیَّةَ فِی دِینِنَا إِذًا؟ قَالَ: إِنِّی رَسُولُ اللّٰہِ، وَلَسْتُ أَعْصِیہِ، وَہُوَ نَاصِرِی قُلْتُ: أَوَلَسْتَ کُنْتَ تُحَدِّثُنَا أَنَّا سَنَأْتِی الْبَیْتَ فَنَطُوفُ حَقًّا؟ قَالَ: بَلَی أَنَا أَخْبَرْتُکَ أَنَّکَ تَأْتِیہِ الْعَامَ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَإِنَّکَ آتِیہِ وَتَطُوفُ بِہِ، قَالَ: فَأَتَیْتُ أَبَا بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقُلْتُ یَا أَبَا بَکْرٍ! أَلَیْسَ ہَذَا نَبِیَّ

اللهِ حَقًّا؟قَالَ:بَلَى، قُلْتُ:أَلَسْنَاعَلَى الْحَقِّ وَعَدُوُّنَاعَلَى الْبَاطِلِ؟قَالَ:بلى، قلت:فلم نعط الدَّنِيَّةَفِي دِينِنَا إِذًا؟قَالَ:أَيُّهَا الرَّجُلُ إِنَّهُ رَسُولُ اللهِ وَلَيْسَ يَعْصِي رَبَّهُ، وَهُوَ نَاصِرُهُ، فَاسْتَمْسِكْ بغرزه حتى تموت، فو الله إِنَّهُ لَعَلَى الْحَقِّ، قُلْتُ:أو ليس كَانَ يُحَدِّثُنَا أَنَّهُ سَيَأْتِي الْبَيْتَ وَيَطُوفُ بِهِ؟قَالَ: بَلَى أَفَأَخْبَرَكَ أَنَّكَ تَأْتِيهِ الْعَامَ؟قُلْتُ:لَا، قَالَ:فَإِنَّكَ آتِيهِ، وَتَطُوفُ بِهِ.

ترجمہ: حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بشریت کے تقاضا سے میرے دل میں شکوک موجزن ہوئے۔ شروع اسلام سے مجھے ایسا تردد کبھی پیدا نہیں ہوا جیسا اس روز پیش آیا۔ میں نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی خدمت میں اپنا شبہ ان لفظوں میں پیش کیا۔ کیا آپ ﷺ اللہ تعالی کے نبی نہیں۔ جواب دیا کہ ہاں میں رسول صادق ہوں۔ کیا ہم حق پر نہیں اور ہمارے اعداء دین باطل کے پابند نہیں۔ جواب ملا کیوں نہیں! تب میں بولا کہ دین کے معاوضہ میں دنیا دے کر ہم خالی واپس کیوں جائیں ہم چاہتے ہیں کہ معاملہ ایک طرف ہوجائے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ میں خدا کا سچا رسول ہوں اور وہ میرا معاون ہے۔ اور میں اس کے اشارے پر چلتا ہوں اس کی حکم عدولی ہرگز نہیں کرتا۔ پھر میں نے کہا کہ آپ ﷺ نے ہمیں یہ رویا سنائی تھی کہ ہم خانہ کعبہ میں جا کر اس کا طواف کریں گے۔

اس میں تخلف کیوں واقع ہوا؟ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے جواب دیا کہ میں نے کہا تھا کہ یہ واقعہ امسال ہوگا؟ کہا نہیں۔ فرمایا کہ زمین و آسمان ٹل جائیں مگر خدا کی باتیں نہ ٹلیں گی یہ ضرور ہوکر رہے گا۔ مسلمان خانہ کعبہ میں داخل ہوں گے۔ اور اس کا طواف کریں گے۔ خواہ کسی سال میں ہو کیونکہ اللہ تعالی نے رویا کے پورا ہونے کی کوئی میعاد مقرر نہیں کی میں نے یہ شبہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی ذکر کیا۔ آپ نے ترکی بترکی وہی جواب دیا جو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے دیا تھا بلکہ اتنا اور کہا: حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے دامن اقدس کو خوب مضبوطی سے پکڑ اور مرتے دم تک نہ چھوڑ۔ خدا کی قسم وہ سچے ہیں اور ہر طرح حق پر ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شبہات کافور ہوگئے اور سینہ نور ایمانی سے معمور ہوگیا۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور اس برکت سے میں نے ایسے کارنامے دکھلائے ہیں جو میری فوقیت ایمانی کے گواہ ہیں۔ اس واقعہ نے اس بیان کی تصدیق کر دی ہے۔

(دلائل النبوۃ: أحمد بن الحسين بن علي بن موسى الخُسْرَوْجِردي الخراساني، أبو بكر البيهقي (۴:۱۰۶))

حضرت سیدنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایمان افروز تشریح:

وَمِنْهَا الصديقية، والمحدثية، وحقيقتها أَن من الْأمة من يكون فِي أصل فطرته شَبِيها بالأنبياء بِمَنْزِلَة التلميذ الفطن للشَّيْخ الْمُحَقق، فتشبهه إِن كَانَ بِحَسب القوى الْعَقْلِيَّة فَهُوَ الصّديق أَو الْمُحدث، وَإِن كَانَ تشبهه بِحَسب الْقُود العملية فَهُوَ الشَّهِيد والحوارى، وَإِلَى هَاتين القبيلتين وَقعت الْإِشَارَة فِي قَوْله تَعَالَى: (وَالَّذين آمنُوا بِاللَّه وَرُسُله أُولَئِكَ هم الصديقون وَالشُّهَدَاء)وَالْفرق بَين الصّديق والمحدث أَن الصّديق نَفسه قريبَة المأخذ من نفس النَّبِي، كالكبريت بِالنِّسْبَةِ إِلَى النَّار، فَكلما سمع من النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبرا وَقع فِي نَفسه بموقع عَظِيم، ويتلقاه بِشَهَادَة نَفسه حَتَّى صَار كَأَنَّهُ علمها ج فِي نَفسه من غير تَقْلِيد، وَإِلَى هَذَا الْمَعْنى الْإِشَارَة فِيمَا ورد من أَن أَبَا ابا بكر الصّديق كَانَ سمع دوِى صَوت جِبْرِيل حِين كَانَ ينزل بِالْوَحْي على النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالصديق تنبعث من نَفسه لَا محَالة محبَّة الرَّسُول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشد مَا يُمكن من الْحبّ، فيندفع إِلَى الْمُوَاسَاة مَعَه بِنَفسِهِ وَمَاله والموافقة لَهُ فِي كل حَال حَتَّى يخبر النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من حَاله أَنه "أَمن النَّاس عَلَيْهِ فِي مَاله وصحبته" وَحَتَّى يشْهد لَهُ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَنَّهُ لَو أمكن أَن يتَّخذ خَلِيلًا من النَّاس لَكَانَ هُوَ ذَلِك الْخَلِيل، وَذَلِكَ لتعاقب وُرُود أنوار الْوَحْي من نفس النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى نفس الصّديق۔

ترجمہ: امام أحمد بن عبد الرحیم بن الشہید وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف بہ الشاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی: ۱۱۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یقین کامل کی شاخوں میں سے صدیقیت اور محدثیت ہے جن کی اصل حقیت یہ ہے کہ امت کے بعض افراد انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ایسی مناسبت رکھتے ہیں جیسے شاگرد دانا کو شیخ محقق سے ہوتی ہے۔ اگر بلحاظ قوی عقلیہ کے یہ تناسب پایا جائے تو اسے صدیق یا محدث کہیں گے اور اگر قویٰ عملیہ کے لحاظ سے مماثلت ہو تو شہید اور حواری اس کا نام ہوگا اور ان دو جماعتوں کی طرف آیت ہذا میں ارشاد موجود ہے کہ جو قوم خدا اور اس کے رسول کریم ﷺ پر کماحقہ ایمان لائے وہ صدیق اور شہید کہلائے گی اور صدیق اور محدث میں یہ فرق ہے کہ صدیق کی ذات بلحاظ اخذ علوم کے نبی کی ذات سے ایسی قریب ہوتی ہے جیسے گندھک اور آگ میں مقاربت ہے جب صدیق نبی سے کوئی واقعہ سنتا ہے فوراً اس کے دل میں اچھی طرح راسخ ہو جاتا ہے اور چونکہ اس کا دل پہلے

سے اس پر گواہی دیتا ہے اس لئے نبی کی زبان سے سن کر اسے اخذ کر لیتا ہے گویا وہ ایک ایسا علم ہے جو بغیر تقلید کے اس کے دل میں موجزن ہوا ہے۔ اسی مضمون کی طرف حدیث میں اشارہ واقع ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وحی کے نزول کے وقت حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کی آواز سنتے تھے۔ جب وہ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی سناتے تھے اور صدیق کے دل میں اعلیٰ پیمانے پر نبی کی محبت جوش مارتی ہے۔ اس لئے وہ جان تن من دھن اور ہر طرح موافقت سے نبی کی ہمدردی کرتا ہے اور نبی اس کے حال کی خبر اس طرح دیتا ہے کہ جتنا حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات اور مال سے مجھے فائدہ پہنچا ہے اتنا کسی کے مال سے میں نے نفع نہیں پایا اور حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے حق میں گواہی دیتے ہیں کہ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بناتا، اس کے دل پر حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل سے انوار وحی منعکس ہوتے ہیں۔

(حجۃ اللہ البالغۃ: أحمد بن عبد الرحیم بن الشہید وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف ب الشاہ ولی اللہ الدہلوی (۱۴۵:۲)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایات:

وَالصدیق أولی النَّاس بالخلافة لِأَن نفس الصّدیق تصیر وكرا لعناية الله بِالنَّبِيِّ ونصرته لَهُ وتأييده إِيَّاه حَتَّى يصير كَأَن روح النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ينْطق بِلِسَان الصّديق، وَهُوَ قَول عمر حِين دَعَا النَّاس إِلَى بيعَة الصّديق، فَإِن يَك مُحَمَّد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قد مَاتَ فَإِن الله قد جعل بَين أَظْهركُم نورا تهتدون بِهِ، هدى الله مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: امام أحمد بن عبد الرحیم بن الشہید وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف ب الشاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی: ۱۱۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ صدیق خلافت کے لائق تر ہوتا ہے کیونکہ اس کے دل میں نبی کی حمایت اور نصرت اور تائید جو مقصود خداوندی ہے اس طرح جاگزیں ہوتی ہے جس طرح پرندہ اپنے گھونسلے میں اس کی حالت ایسی ہو جاتی ہے گویا روح نبی کی صدیق کی زبان پر بولتی ہے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بیعت کی تقریب پر یہ الفاظ فرمائے تھے کہ اگر محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصال فرما چکے ہیں تو خدا نے تمہارے درمیان ایسا ہی نور باقی چھوڑا ہے کہ جس کے ذریعہ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رہنمائی کی تھی اور وہ نور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات میں ہے اس سے بڑھ کر بروز روحانی کیا ہوگا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات میں گویا نبی کی روح بولتی ہے۔

(حجۃ اللہ البالغۃ: أحمد بن عبد الرحیم بن الشہید وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف ب الشاہ ولی اللہ الدہلوی (۱۴۵:۲)

مزید ملاحظہ فرمائیں

وَمن مقامات الْقلب مقامان يختصان بالنفوس المتشبهة بالأنبياء عَلَيْهِم الصَّلَوَات والتسليمات ينعكسان عَلَيْهَا كَمَا ينعكس ضوء الْقَمَر بِإِزَاءِ مرْآة مَوْضُوعَة على كوَّة مَفْتُوحَة، ثمَّ ينعكس ضوؤها على الجدران والسقف وَالْأَرْض وهما بِمَنْزِلَة الصديقية والمحدثية۔

ترجمہ: امام أحمد بن عبد الرحیم بن الشہید وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف ب الشاہ ولی اللہ الدہلوی المتوفی: ۱۱۷۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ مقامات قلبیہ میں سے دو مقام ایسے نفوس سے مخصوص ہیں جن کو انبیاء کرام علیہم السلام سے مماثلت حاصل ہوتی ہے۔ وہ مقام نبی کے دل سے صدیق کے دل پر ایسے منعکس ہوتے ہیں جیسے چاند کی روشنی کا پرتو پہلے اس آئینہ پر پڑتا ہے جو ایک روشندان کے سامنے پڑا ہو۔ پھر اس کی روشنی کا عکس دیواروں اور چھت اور زمین پر واقع ہوتا ہے۔

(حجۃ اللہ البالغۃ: أحمد بن عبد الرحیم بن الشہید وجیہ الدین بن معظم بن منصور المعروف ب الشاہ ولی اللہ الدہلوی (۱۵۱:۲)

فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ نابینا کی اقتداء میں نماز جائز ہے کیونکہ نبی کے ساتھ روحانی مناسبت امامت کے لئے درکار ہے نہ کہ جسمانی۔ سو جس کو نبی سے روحانی مناسبت زیادہ ہے وہ حقدار امامت ہے۔ فقدان بصر کا اس کے جواز یا عدم جواز میں کوئی اثر نہیں، معلوم ہوا کہ ہر متبع سنت کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے روحانی مناسبت ہوتی ہے لیکن حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب سے زیادہ مماثلت روحانی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے حاصل تھی اس لئے وہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں امامت کے لئے منتخب کئے گئے اور

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لاَ يَنْبَغِي لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَؤُمَّهُمْ غَيْرُهُ.

ترجمہ: ام المومنین حضرت سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کے لیے مناسب نہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ان کے سوا کوئی اور ان کی امامت کرے۔

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۵۵:۶)

اب نتیجہ بالکل صاف ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ مناسبت

روحانی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے حاصل تھی اور آپ نے وہ کارنامے دکھلائے کہ طبقہ ثانیہ نے ان کے متعلق یہ رائے ظاہر کی۔ {لَقَدْ قَامَ مَقَامَ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ} مگر باایں ہمہ وہ نبی نہیں اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ان کی شان انبیاء کرام علیہم السلام سے کم تر بیان کی ہے جو ان کی نبوت کی نفی پر صریحاً مشتمل ہے۔

مذکورہ قول کی مزید توضیح

قَالَ أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ: سَمِعْتُ أَبَا حُصَيْنٍ يَقُولُ: مَا وُلِدَ بَعْدَ النَّبِيِّينَ مَوْلُودٌ أَفْضَلُ مِنْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، لَقَدْ قَامَ مَقَامَ نَبِيٍّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فِي قِتَالِ أَهْلِ الرِّدَّةِ، وَكَانَ قَدِ ارْتَدَّ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثُ فِرَقٍ مِنْهُمْ: بَنُو مدلج ورئيسهم ذو الخمار عيهلة بْنُ كَعْبٍ الْعَنْسِيُّ، وَيُلَقَّبُ بِالْأَسْوَدِ، وَكَانَ كَاهِنًا مُشَعْبِذًا فَتَنَبَّأَ بِالْيَمَنِ وَاسْتَوْلَى عَلَى بِلَادِهَا، فَكَتَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَحُثُّوا النَّاسَ عَلَى التَّمَسُّكِ بِدِينِهِمْ، وَعَلَى النُّهُوضِ إِلَى حَرْبِ الْأَسْوَدِ، فَقَتَلَهُ فَيْرُوزُ الدَّيْلَمِيُّ عَلَى فِرَاشِهِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَأَتَى الْخَبَرُ النَّبِيَّ ﷺ مِنَ السَّمَاءِ اللَّيْلَةَ الَّتِي قُتِلَ فِيهَا، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: قُتِلَ الْأَسْوَدُ الْبَارِحَةَ قَتَلَهُ رَجُلٌ مُبَارَكٌ، قِيلَ: وَمَنْ هُوَ؟ قال: فَيْرُوزُ، فَبَشَّرَ النَّبِيُّ ﷺ أَصْحَابَهُ بِهَلَاكِ الْأَسْوَدِ، وَقُبِضَ ﷺ مِنَ الْغَدِ وَأَتَى خَبَرُ مَقْتَلِ الْعَنْسِيِّ الْمَدِينَةَ فِي آخِرِ شَهْرِ ربيع الأول بعد ما خَرَجَ أُسَامَةُ وَكَانَ ذَلِكَ أَوَّلَ فتح، جاء أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْفِرْقَةُ الثَّانِيَةُ: بَنُو حَنِيفَةَ بِالْيَمَامَةِ ورئيسهم مسيلمة الكذاب، وَكَانَ قَدْ تَنَبَّأَ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي آخِرِ سَنَةِ عَشْرٍ، وَزَعَمَ أَنَّهُ أُشْرِكَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ فِي النُّبُوَّةِ، وَكَتَبَ إِلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ مَنْ مُسَيْلِمَةَ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْأَرْضَ نِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لَكَ، وَبَعَثَ (بِذَلِكَ) إِلَيْهِ مَعَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ لَهُمَا رَسُولُ اللهِ ﷺ: لَوْلَا أَنَّ الرُّسُلَ لَا تُقْتَلُ لَضَرَبْتُ أَعْنَاقَكُمَا، ثُمَّ أَجَابَ: مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللهِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ، أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ، وَمَرِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَتُوُفِّيَ، فَبَعَثَ أَبُو بَكْرٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ فِي جَيْشٍ كَثِيرٍ حَتَّى أَهْلَكَهُ اللهُ عَلَى يَدَيْ وَحْشِيٍّ، غُلَامِ مُطْعِمِ بْنِ عَدِيٍّ الَّذِي قَتَلَ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، بَعْدَ حَرْبٍ شَدِيدٍ، وَكَانَ وَحْشِيٌّ يَقُولُ: قَتَلْتُ خَيْرَ النَّاسِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَشَرَّ النَّاسِ فِي الْإِسْلَامِ وَالْفِرْقَةُ الثَّالِثَةُ: بَنُو أَسَدٍ وَرَئِيسُهُمْ طُلَيْحَةُ بن خويلد، وَكَانَ طُلَيْحَةُ آخِرَ مَنِ ارْتَدَّ، وَادَّعَى النُّبُوَّةَ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ

ﷺ، وَأَوَّلَ مَنْ قُوتِلَ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ، فَبَعَثَ أَبُو بَكْرٍ خالد بن الوليد فهَزَمَهُمْ خَالِدُ بَعْدَ قِتَالٍ شَدِيدٍ، وَأَفْلَتَ طُلَيْحَةُ فَمَرَّ عَلَى وَجْهِهِ هَارِبًا نَحْوَ الشَّامِ، ثُمَّ إِنَّهُ أَسْلَمَ بَعْدَ ذَلِكَ وَحَسُنَ إِسْلَامُهُ وَارْتَدَّ بَعْدَ وَفَاةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَلْقٌ كَثِيرٌ، حَتَّى كَفَى اللهُ الْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ وَنَصَرَ دِينَهُ عَلَى يَدَيْ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَتْ عَائِشَةُ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتَدَّتِ الْعَرَبُ وَاشْرَأَبَّ النِّفَاقُ، وَنَزَلَ بِأَبِي بَكْرٍ مَا لَوْ نَزَلَ بالجبال الراسيات لهاضها۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابوحصین رضی اللہ عنہ کا فرمان شریف ہے کہ جو انہوں نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل کوئی پیدا نہیں ہوا۔ تحقیق انہوں نے مرتدین کے قتال میں انبیاء علیہم السلام والی جرأت وحوصلہ دکھایا۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی حیات مبارکہ میں تین جماعتیں مرتد ہوگئی تھیں۔

(پہلا فرقہ)......ان میں سے ایک فرقہ بنو مدلج تھا۔ ان کا سردار ذوالحمار عبہلۃ بن کعب عنسی تھا۔ اس کا لقب اسود تھا یہ کاہن اور شعبدہ باز تھا۔ اس نے یمن میں نبوت کا دعویٰ کیا اور یمن کے شہروں پر قبضہ کرلیا تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور وہاں کے مسلمانوں کی طرف خط لکھا اور ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو ترغیب دیں کہ اپنے دین کو مضبوطی سے تھام لیں اور اسود کذاب دجال کے لشکر کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اسود کذاب دجال کو حضرت سیدنا فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اس کے بستر پر قتل کردیا۔ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس رات اسود قتل کیا گیا اسی رات حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ پر آسمان سے اس کی موت کی خبر آئی تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ارشاد فرمایا: گزشتہ رات اسود مارا گیا ہے اور اس کو ایک بابرکت آدمی نے قتل کیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: فیروز اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اسود کی ہلاکت کی خوشخبری دی اور اگلے دن حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ دنیا سے رحلت فرما گئے اور سود عنسی کے قتل کی خبر ماہ ربیع الاول کے آخر میں مدینہ اس وقت آئی جب حضرت سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا لشکر نکل چکا تھا اور یہ پہلی فتح تھی۔

(دوسرا فرقہ)...... یمامہ کا بنو حنیفہ قبیلہ تھا۔ ان کا سردار مسلیمہ کذاب دجال تھا۔ اس نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ظاہری زندگی میں سن دس ہجری میں نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ گمان کیا کہ یہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک ہے اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی طرف خط بھیجا جس کا عنوان تھا۔ یہ خط اللہ کے رسول

مسلیمہ کی جانب سے اللہ کے رسول محمد کریم ﷺ کی طرف ہے۔ امابعد: بیشک زمین آدھی میری ہے اور آدھی آپ ﷺ کی اور اس خط کے ساتھ اپنے دو آدھی بھیجے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ان سے ارشاد فرمایا کہ اگر قاصدوں کو قتل کیا جاتا ہوتا تو میں تمہاری گردنیں اڑا دیتا۔ پھر خط کا جواب دیا۔ یہ خط اللہ تعالی کے رسول محمد کریم ﷺ کی طرف سے جھوٹے مسلیمہ کی طرف ہے۔ حمد وصلٰوۃ کے بعد۔ اس زمین کا مالک اللہ تعالی ہے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بناتا ہے اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لیے ہے اس کے بعد حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو مرض شریف لاحق ہوا اور آپ ﷺ کا وصال شریف ہو گیا۔

پھر حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ایک بہت بڑا لشکر مسلیمہ کذاب دجال کی طرف بھیجا، اللہ تعالیٰ نے مسلیمہ دجال کذاب کو حضرت سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ہلاک کر دیا۔ یہ وحشی وہی ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما کو شہید کیا تھا یہ مطعم بن عدی کے غلام تھے۔ مسلیمہ کے لشکر سے بڑی زوردار لڑائی ہوئی۔ حضرت سیدنا وحشی رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جاہلیت میں نے لوگوں میں سے بہترین کو قتل کیا اور اسلام لانے کے بعد لوگوں میں سے بدترین شخص کو قتل کیا۔

(تیسرا فرقہ)...... بنو اسد ہے اور ان کا سردار طلیحہ بن خویلد تھا۔ ان تین فرقوں میں آخری مرتد طلیحہ تھا۔ اس نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی ظاہری حیات مبارکہ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ حضرت سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے بڑی سخت جنگ کے بعد ان کو شکست دی۔ طلیحہ وہاں سے غائب ہو گیا اور شام کی طرف بھاگ گیا پھر بعد میں اسلام لے آیا اور بڑا اچھا مسلمان بنا۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے وصال شریف کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بہت سارے لوگ مرتد ہو گئے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو کافی ہو گیا اور اپنے دین کی مدد حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ سے کرائی۔ حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ وصال شریف فرما گئے اور عرب مرتد ہو گئے اور نفاق سر اٹھانے لگا اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اتنی ذمہ داریاں آ گئیں کہ اگر ٹھوس پہاڑوں پر آتیں تو ریزہ ریزہ ہو جاتے۔

(تفسیر البغوی: محیی السنۃ، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۲:۶۱)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شان انبیاء کرام علیہم السلام کے برابر نہیں:

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا أَمْشِي أَمَامَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: أَتَمْشِي أَمَامَ أَبِي بَكْرٍ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ بَعْدَ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ عَلَى أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے دیکھا کہ میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ آفتاب کا طلوع وغروب کسی نفس پر نہیں ہوا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل اور برتر ہو۔سوائے نبی کے کیونکہ نبی کی نبوت کی شان اعلیٰ ہے اور ایک لفظ میں یوں آیا کہ آفتاب کا مسلمانوں میں سے کسی پر طلوع وغروب نہیں ہوا۔ جو انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔

(فضائل الخلفاء الاصبہانی: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ بن أحمد بن إسحاق بن موسی الاصبہانی: ۳۸)

اس روایت کا خلاصہ یہ کہ جہاں سے آفتاب طلوع ہوتا ہے اور جہاں غروب ہوتا ہے اس سارے حلقہ میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوائے انبیاء کرام علیہم السلام کے کوئی فاضل تر نہیں۔

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلَى أَحَدٍ أَفْضَلَ مِنْ أَبِي بَكْرٍ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ.

ترجمہ: حضرت سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ آفتاب کا طلوع وغروب کسی نفس پر نہیں ہوا جو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے افضل اور برتر ہو۔مگر یہ کہ یہ نبی نہیں ہیں۔

(فضائل الصحابۃ: أبو عبد اللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی: ۳۵۲)

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نبوت کی نفی:

عَنْ صَدَقَةَ الْقُرَشِيِّ عَنْ رَجُلٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ خَيْرُ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ نَبِيٌّ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا صدقہ القرشی رضی اللہ عنہ ایک صاحب سے بیان کرتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام اہل زمین سے بہتر ہیں مگر یہ کہ وہ نبی نہیں ہیں۔

(من حدیث خیثمۃ بن سلیمان: أبو الحسن خیثمۃ بن سلیمان بن حیدرۃ بن سلیمان القرشی الشامی الاطرابلسی: ۱۳۲)

صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما سب کے سردار مگر

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ:قَالَ رَسولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ:هَذَانِ سَيِّدَا كُهُولِ أَهْلِ الجَنَّةِ مِنَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ إِلاَّ النَّبِيِّينَ وَالمُرْسَلِين۔

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ ابوبکر وعمر جنت کے میانہ عمروں کے سردار ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ وہ متقدمین میں سے تھے یا متاخرین میں سے ہوں۔ لیکن نبی اور رسول مستثنیٰ ہیں کیونکہ وہ ان دونوں صاحبوں سے فائق ہیں۔

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۶:۵۱))

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مثیل ابراہیم وعیسیٰ علیہما السلام حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مثیل نوح وموسیٰ علیہم السلام ہیں مگر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا، حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا ابراہیم اور سیدنا عیسیٰ علیہما السلام سے تشبیہ دی اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا نوح علیہ السلام سے اور حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے باوجودیکہ ان کا بروز روحانی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے قول سے مصدق تھا۔ مگر کسی نے دعویٰ نبوت نہیں کیا۔ اگر بروز سے نبوت بھی باقی اخلاق اور اوصاف کی طرح حاصل ہو جاتی تو یہ اصحاب نبوت کے مدعی ہوتے۔

یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَجِيءَ بِالْأَسْرَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا تَقُولُونَ فِي هَؤُلَاءِ؟ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللهِ قَوْمُكَ وأهلك استبقهم استأن بِهِمْ لَعَلَّ اللهَ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ، وَخُذْ مِنْهُمْ فِدْيَةً تَكُونُ لَنَا قُوَّةً عَلَى الْكُفَّارِ، وَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يا رسول الله كذبوك وأخرجوك فدعهم نَضْرِبْ أَعْنَاقَهُمْ، مَكِّنْ عَلِيًّا مِنْ عَقِيلٍ فَيَضْرِبَ عُنُقَهُ، وَمَكِّنِّي مِنْ فُلَانٍ نَسِيبٍ لِعُمَرَ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَإِنَّ هَؤُلَاءِ أَئِمَّةُ الْكُفْرِ، وَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ رَوَاحَةَ: يَا رَسُولَ اللهِ انْظُرْ وَادِيًا كَثِيرَ الْحَطَبِ فَأَدْخِلْهُمْ فِيهِ ثُمَّ أَضْرِمْ عَلَيْهِمْ نَارًا، فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ: قَطَعْتَ رَحِمَكَ، فَسَكَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُجِبْهُمْ، ثُمَّ دَخَلَ: فَقَالَ نَاسٌ يَأْخُذُ بِقَوْلِ أَبِي بَكْرٍ، وَقَالَ نَاسٌ: يَأْخُذُ بِقَوْلِ عُمَرَ، وَقَالَ نَاسٌ: يَأْخُذُ بِقَوْلِ ابْنِ رَوَاحَةَ، ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالَى لَيُلَيِّنُ قُلُوبَ رِجَالٍ

حَتّٰی تَکُونَ أَلْیَنَ مِنَ اللَّبَنِ، وَیُشَدِّدُ قُلُوبَ رِجَالٍ حَتّٰی تَکُونَ أَشَدَّ مِنَ الْحِجَارَةِ، وَإِنَّ مَثَلَکَ یَا أَبَا بَکْرٍ مَثَلُ إِبْرَاهِیمَ قَالَ: فَمَنْ تَبِعَنِی فَإِنَّهُ مِنِّی وَمَنْ عَصَانِی فَإِنَّکَ غَفُورٌ رَحِیمٌ (وَمَثَلُکَ یَا أَبَا بَکْرٍ مَثَلُ عیسی قَالَ: إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبادُکَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّکَ أَنْتَ الْعَزِیزُ الْحَکِیمُ (المائدة:۱۱۸)و (إن)مَثَلَکَ یَا عُمَرُ مَثَلُ نُوحٍ قَالَ: رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْکَافِرِینَ دَیَّاراً (نوح: ۲۶) و مثلک یا عبداللہ بن رواحۃ مثل مُوسَی قَالَ: رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰی أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوبِهِمْ الآیة (یونس: ۸۸)، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتُمُ الْیَوْمَ عَالَةٌ فَلَا یُفْلِتَنَّ مِنْهُمْ أَحَدٌ إِلَّا بِفِدَاءٍ أَوْ ضَرْبِ عُنُقٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُودٍ: إِلَّا سُهَیْلُ بْنُ بَیْضَاءَ فَإِنِّی سَمِعْتُهُ یَذْکُرُ الْإِسْلَامَ، فَسَکَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا رَأَیْتُنِی فِی یَوْمٍ أَخْوَفَ مِنْ أَنْ تَقَعَ عَلَیَّ الْحِجَارَةُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ ذَلِکَ الْیَوْمَ، حَتّٰی قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا سُهَیْلُ بْنُ بَیْضَاءَ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدر کے قیدیوں کے متعلق حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے مشورہ طلب کیا تو حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ لوگ آپ ﷺ کی قوم اور اہل میں سے ہیں انہیں زندہ چھوڑنا چاہئے اور مہلت دے کر اس قابل کرنا چاہئے کہ وہ توبہ کریں۔ شاید اللہ تعالی ان کی توبہ منظور کرے اور ان سے معاوضۃً فدیہ وصول کرلیا جائے تاکہ ہمارا فنڈ بمقابلہ کفار مضبوط ہوجائے اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز پیش کی کہ یہ لوگ آپ ﷺ کے دشمن اور مکذب ہیں انہوں نے آپ ﷺ کو وطن مالوف سے نکال دیا انہیں ہمارے حوالے کیا جائے کہ ہم ان کو تہ تیغ کردیں۔ عقیل کو حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کریں اور میرا رشتہ دار میری تحویل میں کردیں اور عباس کو حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کے حوالے کردیں کہ وہ اپنے رشتہ داروں کی گردنیں اڑادیں کیونکہ یہ کفر کے پیشوا ہیں حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی رائے سب سے زیادہ جلالی تھی کہ ایک میدان جس میں لکڑیاں جمع کی جائیں اور اساریٔ بدر کو اس میدان میں داخل کرکے آتش مشتعل کردیں۔ حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے رہا نہ گیا وہ بول اٹھے کہ تو قاطع رحم ہے تب مسلمان حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے تشریف لے جانے کے بعد رائے زنیاں کرنے لگے۔ کوئی کہتا تھا کہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے قبول ہوگی کسی کا خیال تھا کہ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی رائے پر عمل ہوگا۔ کسی کو معلوم ہوتا تھا کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کی تجویز پاس ہوگی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ گھر سے تشریف لاکر فرمانے لگے کہ بعض دلوں کو خدا اتنا نرم کردیتا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ نرم ہوجاتے ہیں اور بعض کو

پتھروں سے زیادہ سنگین بنا دیتا ہے ابوبکر! تمہارا حال حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام سے ملتا جلتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض کی کہ جو میرا متبع ہو وہ میری جماعت میں داخل ہے اور جو میرا حکم بردار نہیں تو میں نہیں کہتا کہ تو اسے سزا دے تو بخشنے والا مہربان ہے۔ابوبکر! تمہارا حال حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے بھی لگاؤ کھاتا ہے کہ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالی کی بارگاہ میں عرض کی: اے اللہ! اگر تو انہیں عذاب کرے تو بجا ہے کیونکہ یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں معافی دے دے تو تجھ سے کوئی دوسرا زبردست اور حکیم نہیں جو تجھے روکے تیرا زور سب سے بڑھ کر اور تیری دانائی سب سے غالب تر ہے۔اے عمر! تمہارا حال نوح علیہ السلام سے مناسبت رکھتا ہے جنہوں نے عرض کی کہ اے اللہ! زمین کی آبادی پر کسی کافر کو زندہ نہ چھوڑ اور تمہارا حال بعینہ ویسا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا جنہوں نے دعا کی تھی کہ اے اللہ! تو ان کے مال اور جاگیریں نابود کردے اور ان کے دل شدت سے بھر دے کہ وہ بغیر عذاب دیکھے ایمان نہ قبول کریں۔ پھر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے تمام مسلمانوں کو خطاب کر کے فرمایا کہ تم سارے محتاج ہو۔اس لئے جماعت کفار سے کوئی رہا نہ ہوگا۔ جب تک وہ فدیہ ادا نہ کرے ورنہ ان کی گردنیں نذر شمشیر ہوں گی۔لیکن حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا فاروق رضی اللہ عنہ کی نبوت کی بالتصریح نفی کی ہے۔

(تفسیر البغوی: محیی السنۃ، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۲:۳۰۹))

حضرت علی رضی اللہ عنہ مثیل عیسیٰ علیہ السلام ہیں:

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے مثیل عیسیٰ علیہ السلام قرار دیا:

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَرْوَزِيُّ الْأَعْوَرُ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِي، عَنْ عَلِيٍّ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ، إِنَّ فِيكَ مَثَلًا مِنْ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَحَبَّتْهُ النَّصَارَى حَتَّى أَنْزَلَتْهُ بِالْمَنْزِلِ الَّذِي لَيْسَ لَهُ، وَأَبْغَضَتْهُ الْيَهُودُ حَتَّى بَهَتُوا أُمَّهُ، وَلَوْلَا أَنْ تَقُولَ فِيكَ طَوَائِفُ مِنْ أُمَّتِي مَا قَالَتِ النَّصَارَى فِي الْمَسِيحِ ابْنِ مَرْيَمَ لَقُلْتُ فِيكَ قَوْلًا لَا تَمُرُّ بِمَلَإٍ مِنْ أُمَّتِي إِلَّا أَخَذُوا مِنْ تُرَابِكَ وَطَلَبُوا فَضْلَ طَهُورِكَ، وَلَكِنْ أَنْتَ أَخِي، وَوَزِيرِي، وَصَفِيِّي، وَوَارِثِي، وَكَعْبَةُ عِلْمِي۔

ترجمہ: حضرت سیدنا موسی بن ابراہیم المروزی الاعور فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت سیدنا موسی بن جعفر بن محمد، اپنے والد حضرت سیدنا جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت سیدنا محمد بن علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، وہ اپنے والد حضرت سیدنا علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت حاصل ہے۔ یہود نے ان کو اس حد تک دشمن خیال کیا کہ ان کی ماں پر الزام دیئے اور نصاریٰ نے اس حد تک ان کو محبوب خیال کیا کہ ان کو ایسے رتبہ پر اتارا جو ان کے شایان شان نہیں یعنی خدا کا ابن حقیقی والہ کامل اور اقنوم ثالث کہا اس طرح دو گروہ تمہاری ذات کے متعلق پیدا ہو جائیں گے ایک گروہ جو تمہارا حد سے زیادہ محب ہوگا وہ نصاریٰ کا ہم پلہ ہے اور دوسرا تمہارا دشمن وہ یہود کا نمونہ ہے اور ان کے درمیان ایک گروہ حق پر ہوگا اور پھر یہ فرمایا کہ میری ذات کی نسبت بدعقیدگی کی وجہ سے دو قسم کے انسان تباہ ہوں گے ایک محب مفرط جو میری ایسی مدح سرائی کرتا ہے جو میری ذات میں نہیں اور دوسرا دشمن جو مجھے الزامات دیتا ہے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی فرمایا کہ لیکن تو میرا بھائی، میرا وزیر، میرا صفی، میرا وارث اور میرے علم شریف کا کعبہ ہے لوگوں کے لئے۔

(ترتیب الامالی الخمیسیۃ: یحییٰ (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن إسماعیل بن زید الحسنی الشجر ی الجرجانی (۱: ۱۸۰)

دیکھو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کو صاف لفظوں میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے نسبت دی ہے لیکن باب نبوت کو مسدود سمجھ کر اور یہ خیال کر کے کہ بروز سے نبوت حاصل نہیں ہوتی آپ نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ کہا {لست بنبی و لا یو حیٰ الیٰ} کہ میں نبی نہیں اور نہ میری طرف وحی ہوتی ہے۔

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ مظہرِ نبی ہو کر بھی متصف نبوت نہیں ہیں:

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اور بعض اہلبیت کرام علیہم الرضوان کے درمیان اتحاد وصفی قائم تھا وہ بلحاظ اوصاف واخلاق حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا مظہر تھے۔

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم إِنَّ عَلِيًّا مِنِّی وَأَنَا مِنْهُ، وَهُوَ وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِی۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، میرے بعد علی ہر مومن کا ولی ہے۔

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۶: ۷۳)

حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان کس سے پوشیدہ ہے، وہ آپ ﷺ کے مظہر ہیں، باوجود اس کے آپ رضی اللہ عنہ نے نبوت کا دعوی نہیں کیا، اور یہ مرزا دجال کذاب پتہ نہیں کس منہ سے خودکو مثیل ومظہر ثابت کر کے نبوت کا دعوی کر بیٹھا۔

حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مظہرِ نبی ہوکر نبی نہیں ہیں:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي رَاشِدٍ، أَنَّ يَعْلَى بْنَ مُرَّةَ، حَدَّثَهُمْ أَنَّهُمْ خَرَجُوا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى طَعَامٍ دُعُوا لَهُ، فَإِذَا حُسَيْنٌ يَلْعَبُ فِي السِّكَّةِ، قَالَ: فَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَامَ الْقَوْمِ، وَبَسَطَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ الْغُلَامُ يَفِرُّ هَاهُنَا وَهَاهُنَا، وَيُضَاحِكُهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَخَذَهُ، فَجَعَلَ إِحْدَى يَدَيْهِ تَحْتَ ذَقْنِهِ، وَالْأُخْرَى فِي فَأْسِ رَأْسِهِ فَقَبَّلَهُ وَقَالَ: حُسَيْنٌ مِنِّي، وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا، حُسَيْنٌ سِبْطٌ مِنَ الْأَسْبَاطِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کھانے کی دعوت دی گئی تھی۔ وہ لوگ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ساتھ وہاں جانے کے لئے روانہ ہوئے، دیکھا تو گلی میں حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کھیل رہے تھے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے دوسروں سے آگے بڑھ کر (حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو پکڑنے کے لئے) ہاتھ پھیلا دیئے۔ وہ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ انہیں ہنساتے رہے۔ آخر انہیں پکڑ لیا۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ ان کی ٹھوڑی کے نیچے رکھا، اور دوسرا ہاتھ ان کے سر کے پچھلے حصے پر رکھا اور انہیں چوم لیا۔ پھر فرمایا: حسین مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں، جو حسین (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرے، اللہ تعالی اس سے محبت کرے اور حسین اسباط میں سے ایک سبط ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: ابن ماجۃ أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجۃ اسم أبیہ یزید (۱: ۵۱)

کیسے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنا مظہر بیان فرمایا ہے مگر باوجود اس کے انہوں نے نبوت کا دعوی نہیں کیا، حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی زندگی ساری حضور تاجدار ختم نبوت

ﷺ کے دین متین کے غلبہ اور دین متین کے دفاع کے لئے گزری یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی دین متین کے دفاع کرتے ہوئے ہوئی، اور جہاد کرتے رہے ساری زندگی پھر بھی نبوت کا دعوی نہیں اور دوسری طرف اس دجال کو دیکھیں جو ساری زندگی انگریزوں کی نمک خواری کرتا رہا اوران کے دفاع میں زندگی بتادی اور عمر بھر جہاد کی مخالفت کرتا رہا اور وہ اپنے آپ کو حضور تاجدارختم نبوت ﷺ کا نائب کہہ کر نبوت کا ہی دعوی کر بیٹھا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ إِلَّا ابْنَیِ الْخَالَۃِ عِیسَی ابْنَ مَرْیَمَ وَیَحْیَی بْنَ زَکَرِیَّا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور تاجدارختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ دونوں صاحبزادے جوانان اہل جنت کے سردار ہیں مگر عیسیٰ بن مریم اور یحیی بن زکریا علیہما السلام سے ان کا شان نہیں ملتا۔ حضور تاجدارختم نبوت ﷺ تو ان کا درجہ انبیاء سے نیچے بیان کرتے ہیں گویا اولیاء میں سے فرد کامل ہیں۔

(السنن الکبری: أبوعبد الرحمن أحمد بن شعیب بن علی الخراسانی، النسائی (۷:۳۱۸))

حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ مثیل مسیح بن مریم علیہ السلام ہیں:

عَنْ مَالِکِ بْنِ مَرْثَدٍ، عَنْ أَبِیہِ، عَنْ أَبِی ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِی رَسُولُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا أَظَلَّتِ الخَضْرَاءُ وَلاَ أَقَلَّتِ الغَبْرَاءُ مِنْ ذِی لَھْجَۃٍ أَصْدَقَ وَلاَ أَوْفَی مِنْ أَبِی ذَرٍّ شِبْہِ عِیسَی ابْنِ مَرْیَمَ، فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الخَطَّابِ کَالحَاسِدِ یَا رَسُولَ اللہِ أَفَتَعْرِفُ ذَلِکَ لَہُ؟ قَالَ: نَعَمْ فَاعْرِفُوہُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور تاجدارختم نبوت ﷺ نے فرمایا: آسمان نے کسی پر سایہ نہیں کیا اور نہ زمین نے کسی کو پناہ دی جو ابوذر سے جو عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے مشابہ ہیں، زیادہ زبان کا سچا اور اس کا پاس ولحاظ رکھنے والا ہو، یہ سن کر حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ رشک کے انداز میں بولے: یارسول اللہ ﷺ! کیا ہم یہ بات انہیں بتادیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، بتادو۔

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سَوْرۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبوعیسی (۶:۱۴۶))

اس حدیث شریف میں باوجودیکہ حضور تاجدارختم نبوت ﷺ نے حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ کو مثیل مسیح کہا ہے لیکن آپ مدعی نبوت نہیں ہوئے کیونکہ نبوت کسبی نہیں۔

دیکھو ہاتھ سے پانی پینے والا مثیل عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) ہے کیا وہ نبی بھی ہے؟

عَنْ عَاصِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: نَهَانَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ عَلَى بُطُونِنَا، وَهُوَ الْكَرْعُ، وَنَهَانَا أَنْ نَغْتَرِفَ بِالْيَدِ الْوَاحِدَةِ، وَقَالَ: لَا يَلَغْ أَحَدُكُمْ، كَمَا يَلَغُ الْكَلْبُ، وَلَا يَشْرَبْ بِالْيَدِ الْوَاحِدَةِ، كَمَا يَشْرَبُ الْقَوْمُ الَّذِينَ سَخِطَ اللهُ عَلَيْهِمْ، وَلَا يَشْرَبْ بِاللَّيْلِ مِنْ إِنَاءٍ، حَتَّى يُحَرِّكَهُ، إِلَّا أَنْ يَكُونَ إِنَاءً مُخَمَّرًا، وَمَنْ شَرِبَ بِيَدِهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى إِنَاءٍ، يُرِيدُ التَّوَاضُعَ، كَتَبَ اللهُ لَهُ بِعَدَدِ أَصَابِعِهِ حَسَنَاتٍ، وَهُوَ إِنَاءُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ، إِذْ طَرَحَ الْقَدَحَ، فَقَالَ: أُفٍّ هَذَا مَعَ الدُّنْيَا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہیکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے ہمیں پیٹ کے بل (لیٹ کر) پانی پینے سے منع فرمایا ہے، اسی کو "کرع" کہتے ہیں۔ اور ہمیں ایک ہاتھ سے چلو میں پانی لینے سے منع کیا ہے اور فرمایا: کوئی شخص اس طرح زبان نکال کر پانی نہ پیئے، جس طرح کتا زبان سے پانی پیتا ہے، نہ اس طرح ایک ہاتھ سے پانی پیئے، جس طرح وہ لوگ پیتے ہیں جن سے اللہ تعالی ناراض ہے، اور نہ رات کو کسی برتن میں پانی پیئے جب تک اسے حرکت نہ دے لے سوائے اس کے کہ برتن ڈھکا ہوا ہو۔ اور جو شخص انکسار کی نیت سے ہاتھ سے (چلو بھر کر) پانی پیتا ہے، حالانکہ اسے برتن مل سکتا ہے، اللہ تعالی اس کے لئے اس کی انگلیوں کی تعداد کے مطابق نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ یہ (ہاتھوں کی لپ) حضرت سیدنا عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا برتن تھا۔ جب انھوں نے یہ کہہ کر پیالہ پھینک دیا تھا: اف! یہ بھی دنیا کا سامان ہے۔

(سنن ابن ماجہ: ابن ماجة أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، وماجة اسم أبيه يزيد (۲: ۴: ۱۱۳۴))

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ و امام حسین رضی اللہ عنہ مثیل محمد کریم ﷺ ہیں، پھر بھی وجوہات مماثلت امامین کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام سے کم ہے اور اسی طرح حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے صاحبزادے ظلی و بروزی طور پر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نمونہ تھے اور ان کی ظاہری اور باطنی مناسبت حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ساتھ مکمل تھی۔ لیکن بایں ہمہ وہ عہدہ نبوت یا رسالت سے مشرف نہیں۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی نے "سر الشہادتین" میں لکھا ہے: واما کونهما مراتين لملاحظته صلى الله تعالى عليه وسلم فمن وجهين الاول من جهة السيادة المطلقة۔

ترجمہ: حضرت سیدنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اور رہا حضرت سیدنا امام حسن وامام حسین رضی اللہ عنہما کا حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے جمال شریف کا آئینہ ہونا دو دلیلوں سے ثابت ہے پہلی بجہت سیاست مطلقہ۔ یعنی حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے جمال شریف کا پرتو پڑا تو ان کو سیادت مطلقہ میسر آئی جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان شریف ہے کہ یہ دونوں جنتی جوانوں کے سردار ہیں یا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے۔ (سر الشہادتین از سیدی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی: ۸)

یہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أُتِيَ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَأْسِ الحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ، وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ أَنَسٌ: كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالوَسْمَةِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ والی کوفہ عبیداللہ بن زیاد کے پاس حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لایا گیا جس کو ایک طشت میں رکھا گیا تھا تو وہ بدبخت اس پر لکڑی مارنے لگا اور آپ کی خوبصورتی کے متعلق بھی کچھ کہا۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے اس وقت فرمایا: یہ تو ان (اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم میں) سب سے زیادہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ہم شکل تھے۔ حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے وسمہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔ (صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۵:۲۶)

یعنی حضرت سیدنا امام حسن و حسین رضی اللہ عنہما حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ظاہری و باطنی کمالات کا آئینہ تھے جس نے ان کو دیکھ لیا گویا حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو ملاحظہ کر لیا۔ اس مشابہت کو ہم دو طرز سے ثابت کر سکتے ہیں۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ بنی آدم کے علی الاطلاق سردار ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ القِيَامَةِ وَلاَ فَخْرَ، وَبِيَدِي لِوَاءُ الحَمْدِ وَلاَ فَخْرَ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ يَوْمَئِذٍ آدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ إِلاَّ تَحْتَ لِوَائِي، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الأَرْضُ وَلاَ فَخْرَ، قَالَ: فَيَفْزَعُ النَّاسُ ثَلاَثَ فَزَعَاتٍ، فَيَأْتُونَ آدَمَ، فَيَقُولُونَ: أَنْتَ أَبُونَا آدَمُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، فَيَقُولُ: إِنِّي أَذْنَبْتُ ذَنْبًا أُهْبِطْتُ مِنْهُ إِلَى الأَرْضِ وَلَكِنْ ائْتُوا نُوحًا، فَيَأْتُونَ نُوحًا، فَيَقُولُ: إِنِّي دَعَوْتُ عَلَى

أَهْلِ الأَرْضِ دَعْوَةً فَأُهْلِكُوا، وَلَكِنْ اذْهَبُوا إِلَى إِبْرَاهِيمَ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ: إِنِّي كَذَبْتُ ثَلَاثَ كَذِبَاتٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا مِنْهَا كَذِبَةٌ إِلَّا مَا حَلَّ بِهَا عَنْ دِينِ اللهِ وَلَكِنْ ائْتُوا مُوسَى، فَيَأْتُونَ مُوسَى، فَيَقُولُ: إِنِّي قَدْ قَتَلْتُ نَفْسًا، وَلَكِنْ ائْتُوا عِيسَى، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ: إِنِّي عُبِدْتُ مِنْ دُونِ اللهِ، وَلَكِنْ ائْتُوا مُحَمَّدًا، قَالَ: فَيَأْتُونَنِي فَأَنْطَلِقُ مَعَهُمْ، قَالَ ابْنُ جُدْعَانَ: قَالَ أَنَسٌ: فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: فَآخُذُ بِحَلْقَةِ بَابِ الجَنَّةِ فَأُقَعْقِعُهَا فَيُقَالُ: مَنْ هَذَا؟ فَيُقَالُ: مُحَمَّدٌ فَيَفْتَحُونَ لِي، وَيُرَحِّبُونَ بِي، فَيَقُولُونَ: مَرْحَبًا، فَأَخِرُّ سَاجِدًا، فَيُلْهِمُنِي اللهُ مِنَ الثَّنَاءِ وَالحَمْدِ، فَيُقَالُ لِي: ارْفَعْ رَأْسَكَ وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، وَقُلْ يُسْمَعْ لِقَوْلِكَ، وَهُوَ الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ الَّذِي قَالَ اللهُ (عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا)۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن میں سارے انسانوں کا سردار ہوں گا، اوراس پر مجھے کوئی فخر نہیں ہے، میرے ہاتھ میں حمد (وشکر) کا پرچم ہوگا اور مجھے (اس اعزاز پر) کوئی فخر نہیں ہے۔ اس دن آدم علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے علاوہ جتنے بھی نبی علیہم السلام ہیں سب کے سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، میں پہلا شخص ہوں گا جس کے لیے زمین پھٹے گی (اور میں برآمد ہوں گا) اور مجھے اس پر بھی کوئی فخر نہیں ہے آپ ﷺ نے فرمایا : (قیامت میں) لوگوں پر تین مرتبہ سخت گھبراہٹ طاری ہوگی، لوگ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے: آپ ہمارے باپ ہیں، آپ اپنے رب سے ہماری شفاعت (سفارش) کر دیجئے، وہ کہیں گے: مجھ سے ایک معاملہ ہوگیا ہے جس کی وجہ سے میں زمین پر بھیج دیا گیا تھا، تم لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے، مگر نوح علیہ السلام کہیں گے: میں زمین والوں کے خلاف دعائے جلال کر چکا ہوں جس کے نتیجہ میں وہ ہلاک کیے جا چکے ہیں، لیکن ایسا کرو تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ، وہ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، ابراہیم علیہ السلام کہیں گے: میں تین باتین ایسی بول چکا ہوں کہ میں اللہ تعالی کی بارگاہ میں نہیں جا تا آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے کوئی جھوٹ نہیں تھا بلکہ اس سے اللہ تعالی کے دین کی حمایت وتائید مقصود تھی، البتہ تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، تو وہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے، موسی علیہ السلام کہیں گے: میں ایک قتل کر چکا ہوں لیکن تم عیسی علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ۔ تو وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، وہ کہیں گے: اللہ تعالی کے سوا مجھے معبود بنالیا گیا تھا، تم لوگ محمد کریم ﷺ کے پاس جاؤ، آپ ﷺ نے فرمایا: لوگ میرے پاس (سفارش

کرانے کی غرض سے) آئیں گے، میں ان کے ساتھ (دربار الٰہی کی طرف) جاؤں گا، ابن جدعان (راوی حدیث) کہتے ہیں: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے ایسا لگ رہا ہے گویا کہ میں حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو دیکھ رہا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے کا حلقہ (زنجیر) پکڑ کر اسے ہلاؤں گا، پوچھا جائے گا: کون ہے؟ کہا جائے گا: محمد کریم ﷺ ہیں، وہ لوگ میرے لیے دروازہ کھول دیں گے، اور مجھے خوش آمدید کہیں گے، میں (اندر پہنچ کر اللہ تعالی کے حضور) سجدے میں گر جاؤں گا اور حمد وثنا کے جو الفاظ اور کلمے اللہ تعالی میرے دل میں ڈالے گا وہ میں سجدے میں ادا کروں گا، پھر مجھ سے کہا جائے گا: اپنا سر اٹھایئے، مانگیے (جو کچھ مانگنا ہو) آپ ﷺ کو دیا جائے گا۔ (کسی کی سفارش کرنی ہو تو) سفارش کیجئے آپ ﷺ کی شفاعت (سفارش) قبول کی جائے گی، کہئے آپ ﷺ کی بات سنی جائے گی۔ اور وہ جگہ (جہاں یہ باتیں ہوں گی) مقام محمود ہوگا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے {عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا}

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۵:۱۶۹)

چونکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے دونوں شہزادے آپ ﷺ کے بروزی عکس تھے اس لئے سیادت کا پرتو بھی امامین کی روحانیت پر پڑ گیا اور حضور نے ارشاد فرمایا کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما جوانان اہل جنت کے سردار ہیں۔

امامین کریمین رضی اللہ عنہما حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا بروزی نقشہ تھے تو اس لہجہ میں آپ کو نبوت بھی حاصل ہوگئی ہوگی تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا الا ابن خالة عیسیٰ بن مریم ویحییٰ بن زکریا یعنی دو خالہ زاد بھائی یحییٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر دونوں صاحبزادوں کو فوقیت نہیں ہے کیونکہ وہ نبی تھے اور صاحبزادے نبی نہ تھے۔ گویا بروزی رنگ میں حصول نبوت کی نفی ہے۔ چونکہ شہزادے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ذاتی کمالات کا آئینہ تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ ان کی ذات اور میری ذات واحد ہے جو ان سے محبت رکھتا ہے وہ مجھے بھی چاہتا ہے جو ان کو دشمن خیال کرے وہ مجھے بھی دشمن سمجھتا ہے۔ شہزادوں کی شکل حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے ملتی جلتی تھی بظاہر وہ ان کی تصویر تھے جیسا کہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے اس واقعہ کو مفصلاً بیان کیا گیا ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ سر سے دھڑ تک حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے مشابہت رکھتے تھے اور دھڑ سے پاؤں تک امام حسین رضی اللہ عنہ کا نقشہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے ملتا جلتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ امام حسن وحسین رضی اللہ عنہما کی شہادت حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی شہادت سمجھی جاتی ہے اور آپ ﷺ کے کمالات میں معدود ہوتی

ہے۔

حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ مثیل محمد کریم ﷺ ہیں:

امام مہدی رضی اللہ عنہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا ظل ہوں گے اگر ظلیات کے ماتحت نبوت حاصل ہوسکتی ہے تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کو نبی سمجھنا چاہیے حالانکہ اس بات کا کوئی بھی قائل نہیں بلکہ اہل سنت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ان سے برتر سمجھتے ہیں۔

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، وَنَظَرَ إِلَى ابْنِهِ الْحَسَنِ، فَقَالَ: إِنَّ ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ كَمَا سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَسَيَخْرُجُ مِنْ صُلْبِهِ رَجُلٌ يُسَمَّى بِاسْمِ نَبِيِّكُمْ، يُشْبِهُهُ فِي الْخُلُقِ، وَلَا يُشْبِهُهُ فِي الْخَلْقِ ثُمَّ ذَكَرَ قِصَّةً يَمْلَأُ الْأَرْضَ عَدْلًا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابواسحاق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے شہزادے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ میرا بیٹا سردار ہے اور اسے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے خود سردار مقرر فرمایا ہے اور عن قریب اس کی صلب سے ایک ایسا امام پیدا ہوگا جس کا نام نامی اسم گرامی محمد ہوگا، وہ اخلاق میں حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا نمونہ ہوگا اور صورت میں مماثلت نہ ہوگی اور وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ (سنن أبي داود: أبوداود سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير السجستاني (۴:۱۰۸))

حضرت سیدنا امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالی نے اس روایت کو بیان کیا ہے باوجود اس فضیلت کے حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی شان انبیاء کرام علیہم السلام کے بلکہ حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مساوی نہیں حالانکہ وہ ظلی طور پر مثیل محمد کریم ﷺ ہیں۔

جیسا کہ علامہ محمد طاہر پٹنی رحمہ اللہ تعالی نے مجمع البحار میں لکھا ہے:

فان خيرهم ابو بكر ثم عمر وهم قريبا في فضل الصحابة هذا هو عقيدة اهل السنة قاطبة ولم يخالف فيه احد فانظر هل احد اجهل ممن يفضل على الصديق الذى وزن به جميع الامة فرجح شخصا اعتقد مهدويته بلا دليل وشبهة بل وقد نسمع من بعض الثقات انهم يفضلونه على سيد الانبياء۔

ترجمہ: امام محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی المتوفی: ۹۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ سب سے افضل حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ یہ تمام اہل سنت کا عقیدہ ہے جس میں کسی کو

اختلاف نہیں، غور کی نظر سے دیکھو اس سے بڑھ کر بھی کوئی جاہل ہے جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر جو تمام امت کے موازنہ میں بھاری رہے کسی دوسرے کو فضیلت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ جس میں مہدی (رضی اللہ عنہ) جانتا ہوں وہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہے۔ بلکہ بعض معتبرین سے سننے میں آیا ہے کہ وہ اپنے معتقد فیہ مہدی کو حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی برتر جانتے ہیں۔

(مجمع بحار الانوار از امام محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی (۲:۲۳۲)

حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ افضل یا حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ؟

عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ أَنَّهُ يَكُونُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيفَةٌ لَا يَفْضُلُ عَلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ وَلَا عُمَرُ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس امت میں آخری زمانے میں خلیفہ ہوں گے، ان پر کسی کو فضیلت نہیں دی جاسکتی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان (۷: ۵۱۳)

مذکورہ روایت کی تاویل حضرت سیدنا امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی سے

والاوجه عندی تاویل اللفظین علی ما اول علیه حدیث بل اجر خمسین منکم لشدة الفتن فی زمان المهدی وتمائل الروم باسرها علیه ومحاصرة الدجال له ولیس المراد بهذا التفضیل الراجع الی زیادة الثواب والرفعة عند اللہ تعالیٰ فالاحادیث الصحاح والاجماع علی ان ابابکر وعمر افضل الخلق بعد النبیین والمرسلین۔

ترجمہ: امام عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي المتوفی: ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک ہر دو لفظ کی تاویل بہت مناسب ہے اور لائق ہے کہ اس حدیث کے مطلب کو اس حدیث کے مفہوم پر اتارا جائے جس میں متاخرین کے اجر کو پچاس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے برابر ٹھہرایا گیا ہے حالانکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بالاجماع افضل ہیں کیونکہ حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتن زور وشور پر ہوں گے اور روم حملہ کے لئے ان پر ٹوٹ پڑے گی اور دجال ان کا محاصرہ کرلے گا۔ اور اس لحاظ سے انہیں جزوی فضیلت حاصل ہوجائے گی ورنہ ثواب اور رفعۃ کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کا درجہ افضل ہے اور صحیح احادیث اور اجماع بتلا رہی ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد حضرت سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما افضل ہیں۔

(العرف الوردی فی اخبار المہدی: عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۲:۲۹۷)

مسئلہ افضلیت پر اجماع ہے تمام امت کا:

فَإِنَّ الْأُمَّةَ مُجْتَمِعَةٌ عَلَى أَفْضَلِيَّتِهِمَا عَلَيْهِ بَلْ وَعَلَى جَمِيعِ الصَّحَابَةِ خِلَافًا لِلرَّافِضَةِ خَذَلَهُمُ اللهُ تَعَالَى۔

ترجمہ: امام شمس الدین، أبوالعون محمد بن أحمد بن سالم السفارینی حنبلی المتوفی: ۱۱۸۸ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ بے شک تمام امت اس پر جمع ہے کہ حضرت سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور بلکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل ہیں، اس مسئلہ میں صرف رافضیوں نے مخالفت کی ہے اللہ تعالی ان کو ذلیل کرے۔

(لوامع الانوار البہیۃ: شمس الدین، أبوالعون محمد بن أحمد بن سالم السفارینی الحنبلی (۲:۸۵)

مذکورہ روایت کی دوسری سند کے متعلق ہم ائمہ کرام کا کلام بلا ترجمہ نقل کر رہے ہیں:

(۱)......امام أبوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن أحمد المقدسی الشیبانی، المعروف بابن القیسرانی المتوفی: ۵۰۷ھ) رحمہ اللہ تعالی دوسری سند کے متعلق فرماتے ہیں کہ

رَوَاهُ مُؤَمل بن عبد الرَّحْمَن الثَّقَفِيّ: عَن عَوْف، عَن ابْن سِيرِين، عَن أبي هُرَيْرَة وَهَذَا لَيْسَ يرويهِ عَن عَوْف غير مُؤَمل، وَعَن مُؤَمل: الْوَقار زَكَرِيَّا بن يحيى، وَهُوَ مَتْرُوك الحَدِيث.

(ذخیرۃ الحفاظ: أبوالفضل محمد بن طاہر بن علی بن أحمد المقدسی المعروف بابن القیسرانی (۵:۲۷۳۵)

(۲)......حضرت سیدنا امام جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی المتوفی: ۵۹۷ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

هَذَا حَدِيث مَوْضُوع لَا يرويهِ عَنْ عَوْف غَيْر مُؤَمل، وَلَا عَنْ مُؤَمل غَيْر الْوَقار. فَأَما مُؤَمل فَقَالَ أَبُو حَاتِم الرَّازِيّ: هُوَ ضَعِيف الْحَدِيث، وَقَالَ ابْن عَدِي: عَامَّة حَدِيثه غَيْر مَحْفُوظ. وَأَبُو يَحْيَى الْوَقار اسْمه زَكَرِيَّا بْن يَحْيَى. قَالَ صَالِح جزره: كَانَ من الْكَذَّابين، وَقَالَ ابْن عَدِي: كَانَ يضع الحَدِيث ويوصله وَقَالَ الدَّارقطني: مَتْرُوك۔ (الموضوعات: جمال الدین عبدالرحمن بن علی بن محمد الجوزی (۳:۱۹۸)

(۳)......امام عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی المتوفی: ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

مَوْضُوع. مُؤَمل ضَعِيف وزَكَرِيَّا الْوَقار كَذَّاب (قُلْتُ) هما بريئان مِنْهُ۔

(اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (۲:۲۹ ۳)

(۴)......امام نورالدین، علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن ابن عراق الکنانی المتوفی: ۹۶۳ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

وَفِيه زَكَرِيَّا الْوَقار وَشَيْخه مُؤَمل بن عبد الرَّحْمَن ضَعِيف (تعقب) بِأَنَّهمَا بريئان مِنْهُ فقد ورد بِسَنَد صَحِيح أخرجه ابْن أبي شيبَة فِي الْمُصَنّف عَن ابْن سِيرِين قَوْله وَله طَرِيق آخر أخرجه نعيم بن حَمَّاد فِي كتاب الْفِتَن قَالَ السُّيُوطِيّ وَقد تَكَلَّمت عَلَيْهِ وعَلى تأويله فِي كتاب المهتدى.

(تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ: نورالدین، علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن ابن عراق الکنانی (۲:۹ ۴ ۳)

(۵)......امام محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی المتوفی: ۹۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

مَوْضُوعٌ فِيهِ ضَعِيفٌ وَكَذَّاب قلت هما بريئان فقد ورد بِسَنَد صَحِيح وَقد تكَلَّمت عَلَيْهِ وعَلى تَأْوِيله فِي كتابنَا فِي الْمهْدي. (تذکرۃ الموضوعات: محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی: ۲۳۳)

(۷)......امام شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قایماز الذہبی المتوفی: ۷۴۸ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

قلت: هذا كأنه من وضع الوقار.

میزان الاعتدال: شمس الدین أبو عبداللہ محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (۴:۱۲۹)

مذکورہ روایت کی دو سندیں ہیں، ایک سند پر امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی کی تاویل نقل کر دی ہے اور دوسری سند جس کا وضع ہونا صاف ظاہر ہے اس پر ہم نے ائمہ کا کلام نقل کر دیا ہے۔

یاد رہے کہ جہات فضیلت مختلف ہیں اور حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کو بعض وجوہ سے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر فضیلت حاصل ہے۔ لیکن اکثر وجوہ سے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو تفوق حاصل ہے کیونکہ انہوں نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کو بچشم خود دیکھا۔ برکت صحبت سے فیض یاب ہوئے اور وحی کے نزول کا مشاہدہ کیا۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی رفاقت میں مال وجان کو نثار کیا۔ ان کے اعمال کا ثمرہ متاخرین کے اعمال کی نسبت زیادہ ہے وغیرہ وغیرہ۔ حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ چونکہ ایک جان گداز زمانہ میں پیدا ہوں گے اور انہیں بے شمار مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اس لئے وہ پیش بہا اجر کے مستحق ہوں گے۔ آثار نبی کریم ﷺ کی اتباع کریں گے۔ اور آپ سے خطا کا صدور نہ ہوگا۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ فضائل جزئیہ اس قابل نہیں کہ حقیقۃً امام

موصوف کے لئے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر تفضّل کا حق پیدا کر دیں۔

حدیث کان یفضل علیٰ بعض الانبیاء پر بحث:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، أَنَّهُ ذَكَرَ فِتْنَةً تَكُونُ، فَقَالَ: إِذَا كَانَ ذَلِكَ فَاجْلِسُوا فِي بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْمَعُوا عَلَى النَّاسِ بِخَيْرٍ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قِيلَ: يَا أَبَا بَكْرٍ، خَيْرٌ مِنْ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ؟ قَالَ: قَدْ كَانَ يَفْضُلُ عَلَى بَعْضِ الْأَنْبِيَاءِ۔

(کتاب الفتن: أبوعبداللہ نعیم بن حماد بن معاویۃ بن الحارث الخزاعی المروزی: ۳۵۸)

مذکورہ روایت میں امام ابن سیرین رضی اللہ عنہ کے حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں {قَدْ كَانَ يَفْضُلُ عَلَى بَعْضِ الْأَنْبِيَاءِ} جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کا رتبہ انبیاء کرام علیہم السلام سے قریب ہے۔ حتیٰ کہ بعض مبالغہ سے کام لینے والوں نے یہ رائے دی کہ آپ رضی اللہ عنہ بعض انبیاء کرام علیہم السلام سے افضل ہیں اور حضرت سیدنا امام مہدی رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ خیال کیا کہ ان کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مساوی یا زیادہ ہے لیکن روایت مذکور کی رو سے ایسا حکم لگانا صحیح نہیں کیونکہ یہ حضرت سیدنا امام محمد بن سیرین رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ جب تک قطعاً معلوم نہ ہو جائے کہ یہ کلام مشکوٰۃ نبوت سے صادر ہوا ہے تب تک حجت ناتمام ہے اور نیز اس کی اسناد پایہ صحت کو نہیں پہنچتی کہ مقام استدلال میں مفید ہو سکے اور ثالثاً بعض روایات میں "کاد" کے الفاظ ہیں اور "کاد" کے مشتقات کی نسبت یہ قاعدہ ہے کہ منفی مثبت کے معنی دیتی ہیں اور مثبت منفی کے معنی۔ بناء علیہ {کاد یفضل علی بعض الانبیاء} کا یہ مطلب ہوگا {ولکن لم یفضل} جیسے {وما کادوا یفعلون} کا مدعا یہ ہے ولکن فعلواء پس نتیجہ بالکل صاف ہے کہ امام مہدی رضی اللہ عنہ کو وہ شان حاصل نہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کو دیا گیا ہے حالانکہ وہ بروزی طور پر مثیل محمد کریم ﷺ ہیں۔ اگر بہ پیرایہ بروز نبوت میسر ہو سکتی تھی تو امام مہدی رضی اللہ عنہ کو ہوتی جب وہ نبی نہیں تو معلوم ہو گیا کہ بروزی نبوت کوئی چیز نہیں۔

ان شواہد کے علاوہ کتب روایت میں ایسی بے شمار شہادتیں موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ اخلاقی مماثلت وصفی مشابہت ممکن ہے۔ لیکن جو مشبہ بہ میں کمال ہوتا ہے وہ مشبہ میں نہیں پایا جاتا اور واقعات نے اس کی تصدیق یہاں تک کی ہے کہ یہ مسئلہ عین الیقین کو پہنچ چکا ہے البتہ مماثلت کے ماتحت نبوت حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ فیض وہبی ہے۔

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ النَّاسِ أَشَدُّ بَلَاءً؟ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ، ثُمَّ الْأَمْثَلُ فَالْأَمْثَلُ، يُبْتَلَى الْعَبْدُ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ صُلْبًا، اشْتَدَّ بَلَاؤُهُ، وَإِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ، ابْتُلِيَ عَلَى حَسَبِ دِينِهِ، فَمَا يَبْرَحُ الْبَلَاءُ بِالْعَبْدِ، حَتَّى يَتْرُكَهُ يَمْشِي عَلَى الْأَرْضِ، وَمَا عَلَيْهِ مِنْ خَطِيئَةٍ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! سب سے سخت مصیبت کس پر آتی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء کرام علیہم السلام پر پھر جوان کے بعد سب سے افضل ہیں، پھر جوان کے بعد افضل ہیں۔ بندے پر اس کے دین کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ اگر وہ اپنے دین (اور ایمان) میں مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے۔ اگر اس کا ایمان نرم ہو تو اس کے ایمان کے مطابق آزمائش آتی ہے۔ بندے پر آزمائش (اور مصیبت) آتی رہتی ہے حتیٰ کہ اسے ایسا کر کے چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چل پھر رہا ہوتا ہے اور اس پر کوئی گناہ (باقی) نہیں ہوتا۔

(سنن ابن ماجہ: ابن ماجة أبو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینی، وماجة اسم أبیہ یزید (۲: ۱۳۳۴)

الامثل کی تشریح ملاحظہ فرمائیں

وما وقع فی عبارة بعض الشارحین ان الامثل یعبر به عن الاشبه بالفضل والاقرب الی الخیر واماثل القوم کنایة عن خیارهم یشعر بان الافضل من الامثل من جهة اعتبار المماثلت۔

ترجمہ: حضرت سیدنا أحمد بن محمد بن أبی بکر بن عبد الملک القسطلانی القتیبی المصری، أبو العباس، شہاب الدین المتوفی: ۹۲۳ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جو کسی بزرگ کا فضیلت میں مماثل ہو اور اس جہت سے اسے اللہ تعالی نے فضیلت بخشی ہو یا جس طریق اور مذہب کو حق کے ساتھ مماثلت ہوا سے "امثل" کہتے ہیں۔

(إرشاد الساری لشرح: أحمد بن محمد بن أبی بکر بن عبد الملک القسطلانی القتیبی شہاب الدین (۸: ۳۵۳)

اس لحاظ سے حدیث کے معنی اس طرح ہوں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر تمام خلق اللہ سے زیادہ آزمائش ڈالی جاتی ہے۔ پھر جو بلحاظ مماثلت انبیاء کرام علیہم السلام ایک دوسرے سے فضیلت رکھتے ہیں۔ علی حسب الدرجات ابتلاء میں واقع ہوتے ہیں جتنا کوئی دین میں مضبوط ہوتا ہے۔ اسی قدر آزمائش اس کی زیادہ ہوتی ہے اور جتنا دین میں کمزور ہوا تنا ہی ابتلاء میں کم رہتا ہے۔ اسی حالت میں ہر دم رہتا ہوا گناہ سے پاک صاف ہو کر زمین پر چلتا ہے۔

اور یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ابتلاء کا رنگ بزرگوں پر وہی صورت اختیار کرتا ہے جو کسی خاص نبی کی مماثلت

سے اس کے مناسب حال ہے۔ مثلاً حضرت سیدنا ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح افروختہ آتش میں ڈالے گئے جبکہ اسود عنسی نے انہیں اپنی نبوت کا منکر پا کر یہ سزا ان کے لئے تجویز کی۔

أَخْبَرَنَا شرحبيل بن مسلم الخولانيّ أن الأسود ابن قَيْسِ بْنِ ذِي الْخِمَارِ تَنَبَّأَ بِالْيَمَنِ، فَبَعَثَ إِلَى أَبِي مُسْلِمٍ، فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ (لَهُ:) أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَسْمَعُ قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ. (قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: مَا أَسْمَعُ قَالَ: أَتَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ: نَعَمْ) فَرَدَّدَ ذَلِكَ عَلَيْهِ، كُلُّ ذَلِكَ يَقُولُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ. قَالَ: فَأَمَرَ بِنَارٍ عَظِيمَةٍ فَأُجِّجَتْ، ثُمَّ أُلْقِيَ فِيهَا أَبُو مُسْلِمٍ، فَلَمْ تَضُرَّهُ شَيْئًا (قَالَ: فَقِيلَ لَهُ: انفه عنك، وإلا أفسد عَلَيْكَ مَنِ اتَّبَعَكَ. قَالَ: فَأَمَرَهُ بِالرَّحِيلِ، فَأَتَى أَبُو مُسْلِمٍ الْمَدِينَةَ، وَقَدْ قُبِضَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم، واستخلف أبو بكر، فَأَنَاخَ أَبُو مُسْلِمٍ رَاحِلَتَهُ بِبَابِ الْمَسْجِدِ (وَدَخَلَ الْمَسْجِدَ) وَقَامَ يُصَلِّي إِلَى سَارِيَةٍ، فَبَصُرَ بِهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَقَامَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: مِمَّنِ الرَّجُلُ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، قَالَ: مَا فَعَلَ الرَّجُلُ الَّذِي أَحْرَقَهُ الْكَذَّابُ بِالنَّارِ؟ قَالَ: ذَلِكَ عَبْدُ اللهِ بْنُ ثَوْبٍ قَالَ: أَنْشُدُكَ بِاللهِ أَنْتَ هُوَ؟ قَالَ: اللَّهُمَّ نَعَمْ. قَالَ: فَاعْتَنَقَهُ عُمَرُ وَبَكَى، ثُمَّ ذَهَبَ بِهِ حَتَّى أَجْلَسَهُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَبِي بَكْرٍ، وَقَالَ: الْحَمْدُ للهِ الَّذِي لَمْ يُمِتْنِي حَتَّى أَرَانِي فِي أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُعِلَ بِهِ كَمَا فُعِلَ بِإِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

ترجمہ: حضرت سیدنا شرحبیل بن مسلم رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو اسود عنسی نے بلا کر اپنی نبوت پر شہادت لینے کا ارادہ کیا تو حضرت سیدنا ابومسلم رضی اللہ عنہ نے ایسا جواب دیا جو اس کے اشتعال طبع کا باعث ہوا۔ یعنی کہا {ما اسمع} کہ میں نہیں سنتا۔ جب اس نے محمد کریم ﷺ کی تصدیق کے متعلق سوال عائد کیا تو فوراً بول اٹھے کہ ان کو میں سچا نبی مانتا ہوں۔ تب وہ غیظ و غضب میں آیا اور حکم دیا کہ ابومسلم کو آگ میں ڈال کر جلا دیا جائے۔ چنانچہ مریدوں نے ایسا ہی کیا۔ جب آتش فرو ہوئی تو دیکھا وہ صحیح سالم کھڑے نماز آگ میں ادا کر رہے ہیں۔ اور آتش ان کی خاطر سرد اور باسلامت بن گئی۔ حضرت سیدنا ابومسلم رضی اللہ عنہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے وصال شریف کے بعد مدینہ میں آئے۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے اور حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان مجلس مرحمت فرمائی اور کہا خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے امت محمدیہ میں سے روحانی نقشہ ابراہیم علیہ السلام کا دکھایا جس پر بعینہ وہ واردات گزری جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر گزری تھی اور دنیا سے جانے سے پہلے مجھے اسی نعمت کے دیکھنے کا موقع مرحمت فرمایا۔ ملخصاً۔

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: أبوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عاصم النمر ی القرطبی (۴:۱۸۵۷)
مگر باوجود اس کے ابو مسلم رضی اللہ عنہ مدعی نبوت نہیں ہوئے کیونکہ باب نبوت مسدود ہے اور مماثلت سے حق نبوت پیدا نہیں ہوتا۔ بخلاف مرزا قادیانی کذاب دجال کے کہ اس کے اخلاق اور اوصاف سے کسی نبی کی مماثلت مترشح نہیں ہوتی۔ لیکن پھر بھی آپ ابراہیم ہونے کے مدعی ہے اور لکھتا ہے: جب امت محمدیہ میں بہت فرقے ہوجائیں گے تب آخر زمانہ میں ایک ابراہیم پیدا ہوگا اور ان سب فرقوں میں سے وہ فرقہ نجات پائے گا۔ کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔ (اربعین نمبر ۳ از مرزا غلام احمد قادیانی: ۳۳)
مرزا قادیانی نے اس موقع پر جعلی حدیثوں سے کام نکالنے کی بہت کوشش کی ہے اور اپنے دعویٰ نبوت کی پناہ میں ان روایتوں کو جو افتراء پردازوں کی کذب بیانی کا نتیجہ ہیں کھڑا کیا ہے۔ مشہور ہے { **الغریق یتشبث بالحشیش** } ڈوبتے کو تنکے کا سہارا۔

چھوٹی عمر کا حافظ مثیل حضرت سیدنا یحیی علیہ السلام ہے:

حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام نے چھوٹی عمر میں توراۃ کو حفظ کرلیا تھا اور دین کی سمجھ اور فقاہت بچپن میں انہیں عطا کی گئی۔ جو صغیر السن بچہ طفولیت میں قرآن از بر کرلے اور خدا تعالیٰ دین کی سمجھ کا مادہ اسے مرحمت کرے تو وہ حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کا مثیل ہے جن کی نسبت قرآن نے ارشاد کیا ہے {وَ آتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا}

وقال ابن عباس: من قرأ القرآن من قبل أن یحتلم فھو ممن أوتی الحکم صبیا۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جو بچہ بالغ ہونے سے پہلے قرآن کریم پڑھ لے وہ چھوٹی عمر میں حضرت سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی طرح حکم دیا گیا۔

(المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز: أبومحمد عبدالحق بن غالب بن عبدالرحمن بن تمام بن عطیۃ الاندلسی المحاربی (۴:۷)

کون کہہ سکتا ہے کہ چھوٹا بچہ حافظ قرآن مماثلت یحییٰ علیہ السلام سے نبی ہوگیا؟ ہرگز نہیں۔ کیونکہ باب نبوت مسدود ہے۔ مماثلت اور قرب اور چیز ہے اور نبوت کا مفہوم جدا ہے۔ مماثلت انبیاء کرام علیہم السلام کا دروازہ مفتوح ہے لیکن باب نبوت مسدود ہے۔

تاجر صدوق امین کو بھی انبیاء سے مناسبت حاصل ہے:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: التَّاجِرُ الصَّدُوقُ الأَمِينُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَالصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ سچا تاجر اور امانت دار انبیاء کرام علیہم السلام، شہداء اور صدیقین کے ساتھ ہوگا۔

(سنن الترمذی: محمد بن عیسی بن سَوْرة بن موسی بن الضحاک، الترمذی، أبو عیسی (۲:۵۰۶)

حامل قرآن کو بھی انبیاء کرام علیہم السلام کی رفاقت حاصل ہے

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَدِّبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى خِصَالٍ ثَلَاثٍ: عَلَى حُبِّ نَبِيِّكُمْ، وَحُبِّ أَهْلِ بَيْتِهِ، وَعَلَى قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ، فَإِنَّ حَمَلَةَ الْقُرْآنِ فِي ظِلِّ اللهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ مَعَ أَنْبِيَائِهِ وَأَصْفِيَائِهِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ اپنی اولاد کو تین چیزوں سکھاؤ:

(۱)......اپنے حبیب کریم ﷺ کی محبت سکھاؤ۔

(۲)......حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی محبت سکھاؤ۔

(۳)......اور انہیں قرآن کریم سکھاؤ کیونکہ قرآن کریم کا حافظ اللہ تعالی کے سایہ میں ہوگا جس دن کوئی سایہ نہیں ہوگا اور اسے وہاں انبیاء کرام علیہم السلام اور اصفیاء کرام کی رفاقت نصیب ہوگی۔

(إتحاف الخيرة المهرة: أبو العباس شهاب الدين أحمد بن أبي بكر بن إسماعيل بن سليم بن قايماز بن عثمان البوصيري الكناني الشافعي (۸:۱۸۵)

عشق اور محبت رسول کریم ﷺ بھی انسان پر وہی رنگ چڑھا دیتے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام پر ہے لیکن نبوت کی انتہائی منزل جو فیض وہبی ہے۔ حاصل نہیں ہوتی۔

جیسا کہ یہ حدیث شریف ہے:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ، فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ؟

قَالَ: وَمَاذَا أَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ: لاَ شَيْءَ، إِلَّا أَنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ: فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ، فَرَحَنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ قَالَ أَنَسٌ: فَأَنَا أُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ، وَعُمَرَ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ مَعَهُمْ بِحُبِّي إِيَّاهُمْ، وَإِنْ لَمْ أَعْمَلْ بِمِثْلِ أَعْمَالِهِمْ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے قیامت کے متعلق پوچھا کہ وہ کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تونے اس کے لیے کیا تیار کیا ہے؟ اس نے کہا: کچھ بھی نہیں، صرف اتنی بات ہے کہ میں اللہ اور اس کے حبیب کریم ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔ حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم کسی بات سے اتنا خوش نہ ہوئے جس قدر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے اس ارشاد گرامی سے خوش ہوئے۔ جس کو تو محبوب رکھتا ہے قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ، حضرت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے محبت رکھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس محبت کی وجہ سے میں ان کے ساتھ ہوں گا اگر چہ میں نے ان جیسے عمل نہیں کیے۔

(صحیح البخاری: محمد بن إسماعیل أبو عبداللہ البخاری الجعفی (۵:۱۲))

انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ رفاقت کا وعدہ

نَزَلَتْ فِي ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ شَدِيدَ الْحُبِّ لِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلِيلَ الصَّبْرِ عَنْهُ، فَأَتَاهُ ذَاتَ يَوْمٍ (و) قد تغَيَّرَ لَوْنُهُ يُعْرَفُ الْحُزْنُ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ (لَهُ) رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا غَيَّرَ لَوْنَكَ؟ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ مَا بِي مَرَضٌ وَلَا وجع غير أني إن لَمْ أَرَكَ اسْتَوْحَشْتُ وَحْشَةً شَدِيدَةً حَتَّى أَلْقَاكَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ الْآخِرَةَ فَأَخَافُ أَنْ لَا أَرَاكَ لِأَنَّكَ تُرْفَعُ مَعَ النَّبِيِّينَ، وَإِنِّي إِنْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ كُنْتُ فِي مَنْزِلَةٍ أَدْنَى مِنْ مَنْزِلَتِكَ، وَإِنْ لَمْ أَدْخُلِ الْجَنَّةَ لَا أَرَاكَ أَبَدًا، فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ.

ترجمہ: امام محیی السنۃ، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی المتوفی: ۵۱۰ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے عاشق صادق تھے اور اگر کبھی ملاقات میں توقف واقع ہو جائے تو اس صدمہ کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ وہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ

کے مکان شریف پر زیارت سے مشرف ہونے کے لئے گئے۔لیکن آپ ﷺ گھر پر تشریف فرما نہ تھے۔زیارت نہ ہوسکی۔غم سے رنگ اڑ گیا۔دوبارہ جو آئے تو چہرے کے عنوان بدلے ہوئے تھے اور دریا حیرت میں ڈوبے ہوئے دکھائی دیتے تھے۔حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے کیفیت کا استفسار کیا۔حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ نے بتایا نہ میں بیمار ہوں نہ کوئی درد دامن گیر ہے۔صرف آپ ﷺ کی ایک لحہ مفارقت بھی میری طبیعت برداشت نہیں کرسکتی۔ آپ ﷺ کے مکان پر تشریف فرما نہ ہونے کی وجہ سے میرا زیارت سے محروم جانا میرے دل کے قلق واضطراب کا موجب ہوا اور میری یہ حالت ہوگئی جو آپ ﷺ دیکھ رہے ہیں اور اس خیال نے کہ آپ ﷺ بروز قیامت عالی درجہ میں ہوں گے اور میں جنت کے ادنیٰ منزلوں میں مقیم ہوگا اور میری ہمیشہ کے لئے آپ ﷺ سے مفارقت ہوجائے گی مجھے بے بس اور غمزدہ کردیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی ذرہ بھر مفارقت نے مجھ پر ایسا اثر کیا ہے۔ جس کا میں متحمل نہیں ہوسکتا تو عاقبت میں کیونکر گزرے گی۔تب یہ آیت نازل ہوئی:

{وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِکَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِکَ رَفِيقاً}(سورۃ النساء: ۶۹)

ترجمہ ضیاء الایمان: جو اللہ تعالی اور اس کے رسول کریم ﷺ کی اطاعت کرے اور ان کے احکام بجالائے تو وہ انبیاء اور صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین کے ہمراہ ہوگا۔

(تفسیر البغوی: محیی السنۃ، أبو محمد الحسین بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (۱:۲۶۹))

اس سے معلوم ہوا کہ اتباع سیرت نبوی کریم ﷺ سے انسان پر ان کا فیض اور نور آجاتا ہے۔اس لئے اسے انبیاء کرام علیہم السلام کی رفاقت مرحمت ہوگی۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ساتھ رفاقت کا وعدہ:

حَدَّثَنِی رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ، قَالَ: كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِی: سَلْ فَقُلْتُ: أَسْأَلُکَ مُرَافَقَتَکَ فِی الْجَنَّةِ قَالَ: أَوْ غَيْرَ ذَلِکَ قُلْتُ: هُوَ ذَاکَ قَالَ: فَأَعِنِّی عَلَى نَفْسِکَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ۔

ترجمہ: حضرت ربیعہ بن کعب (بن مالک) اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں (خدمت کے لیے) حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے ساتھ (صفہ میں آپ ﷺ کے قریب) رات گزارا کرتا تھا، (جب آپ

ﷺ تہجد کے لیے اٹھتے تو) میں وضو کا پانی اور دوسری ضروریات لے کر آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ (ایک مرتبہ) آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: (کچھ) مانگو۔ تو میں نے عرض کیا: میں آپ ﷺ سے یہ چاہتا ہوں کہ جنت میں بھی آپ ﷺ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے سوا کچھ اور؟ میں نے عرض کیا: بس یہی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے معاملے میں سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔

(صحیح مسلم: مسلم بن الحجاج أبوالحسن القشیری النیسابوری (۱: ۳۵۳)

معلوم ہوا کہ کثرت نوافل اور حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی اتباع بھی مناسبت انبیاء کرام علیہم السلام کا موجب ہے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ اصحاب جان نثار رضی اللہ عنہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہو یا ایسا لفظ ہی کبھی زبان پر لائے ہوں۔ تاریخ ہمارے سامنے ہے حدیث ہمارے روبرو۔

کتب روایت کا خاکہ مخفی نہیں۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ باوجود مماثلت انبیاء کرام علیہم السلام کے دعویٰ نبوت سے برکنار رہے اس کی یہی وجہ ہے کہ مماثلت سے نبوت نہیں ملتی۔ دیگر اعمال بھی ایسے ہیں جو انبیاء کرام علیہم السلام کی روحانیت کا رنگ انسان پر چڑھا دیتے ہیں اور ہم رنگی کا جلوہ فریقین میں نمایاں ہو جاتا ہے۔

احکامات خداوندی کو بجالانے والے کو انبیاء کرام علیہم السلام کی رفاقت نصیب ہوگی:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، شَهِدْتُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ، وَأَنَّكَ رَسُولُ اللهِ، وَصَلَّيْتُ الْخَمْسَ، وَأَدَّيْتُ زَكَاةَ مَالِي، وَصُمْتُ شَهْرَ رَمَضَانَ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ مَاتَ عَلَى هَذَا، كَانَ مَعَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، هَكَذَا وَنَصَبَ إِصْبَعَيْهِ مَا لَمْ يَعُقَّ وَالِدَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عمرو بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی بارگاہ ختم نبوت میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! میں توحید ورسالت کی گواہی دیتا ہوں، اور پانچوں نمازیں ادا کرتا ہوں، اور اپنے مال کی زکوۃ دیتا ہوں، اور رمضان المبارک کے روزے رکھتا ہوں، تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص اسی حالت پر فوت ہوا وہ انبیاء کرام علیہم السلام، صدیقین، شہداء کے ساتھ ہوگا قیامت کے دن جب تک کہ وہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

(مسند امام أحمد بن حنبل: أبو عبداللہ أحمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن أسد الشیبانی (۳۹: ۵۲۲)

پس مماثلت کا دروازہ تو کھلا ہے کوئی انبیاء کرام علیہم السلام اور صلحاء اور شہداء اور صدیقوں سے بطرز مذکور مماثلت پیدا کر لے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی روحانیت کو اخذ کیا اور اسی طرح سیرت اور اخلاق نے ان پر اپنا جلوہ ڈالا حتیٰ کہ وہ اسی رنگ میں رنگے گئے اور چادر روحانیت ابراہیمی نے ہر طرح انہیں روپوش کر لیا۔ تو اللہ تعالی نے اس اتصال روحانی کو مدنظر رکھتے ہوئے فرمایا:

{اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاهِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَاللّٰهُ وَلِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ}سورۃ آل عمران: ٦٨)

ترجمہ ضیاء الایمان: لوگوں میں سب سے زیادہ قریب ابراہیم (علیہ السلام) کے وہ لوگ تھے جنہوں نے ان کی تابعداری کی، اور یہ نبی (حبیب کریم ﷺ) اور جو تاجدار ختم نبوت ﷺ پر ایمان لائے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) اور اللہ تعالی ایمان والوں کا دوست ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ مریدان ابراہیم اور نبی کریم ﷺ اور اہل ایمان کو اتصال روحانی حاصل ہے۔

مرزاقادیانی کذاب دجال کی مستدل احادیث کا جواب:

پہلی حدیث

(حدیث) الشَّیْخُ فِی قَوْمِهِ کَالنَّبِیِّ فِی أُمَّتِهِ۔

ترجمہ: یہ روایت مشہور ہے کہ بوڑھا اپنی قوم میں ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی امت میں۔

(الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ: عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی: ۱۳۳)

(۱)......امام جلال الدین السیوطی رحمہ اللہ تعالی کا قول:

لا أصل له.

ترجمہ: امام عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی المتوفی: ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس روایت کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(الدرر المنتثرۃ فی الاحادیث المشتہرۃ: عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی: ۱۳۳)

(۲)......امام العجلونی رحمہ اللہ تعالی کا قول

أنه موضوع.

ترجمہ: امام إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی المتوفی: ۱۱۶۲ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ روایت ہی موضوع ہے۔ (کشف الخفاء: إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (۲: ۲۴۳)

(۴)......امام السخاوی رحمہ اللہ تعالی کا قول

إنه ليس من كلام النبى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وإنما يقوله بعض أهل العلم، وربما أورده بعضهم بلفظ: الشيخ في جماعته كالنبي في قومه يتعلمون من علمه، ويتأدبون من أدبه، وكل ذلك باطل۔

ترجمہ: امام شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی المتوفی: ۹۰۲ھ) رحمہ اللہ تعالی نقل فرماتے ہیں کہ یہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کا کلام نہیں ہے، اور یہ بعض اہل علم کا قول ہے اور بعض نے تو یوں بھی بیان کیا ہے کہ شیخ اپنی جماعت میں ایسے ہوتا ہے جیسے نبی اپنی قوم میں ہوتا ہے، لوگ اس سے ادب سیکھتے ہیں اور اس سے علم پاتے ہیں ،اس طرح کے جتنے بھی کلام ہیں سب کے سب باطل ہیں۔

(المقاصد الحسنۃ: شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی: ۴۱۲)

(۵)......الشیخ الشوکانی نقل کرتے ہیں:

حديث: الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ، كَالنَّبِيِّ فِي أمته جزم ابن حجر وغيره، بأنه موضوع۔

ترجمہ: الشیخ محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی: ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ اس روایت کے متعلق امام ابن حجر رحمہ اللہ تعالی نے جزم کیا ہے کہ یہ موضوع ہے۔ (الفوائد المجموعۃ: محمد بن علی بن محمد الشوکانی: ۲۸۶)

(۶)......الامام محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی المتوفی: ۹۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ:

الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أمته لِابْنِ حبان والديلمي ضَعِيف جدا وَفِي الْمَقَاصِد جزم شَيخنَا وَغيره بِأَنَّهُ مَوْضُوع وَإِنَّمَا هُوَ من كَلَام بعض وَرُبمَا أورد بِلَفْظ الشَّيْخ فِي جماعته كالنبي فِي قومه يتعلمون من علمه ويتأدبون من أدبه وَكله بَاطِل. (تذکرۃ الموضوعات: محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی: ۲۰)

(۷)......الشیخ الامام علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نور الدین الملا الہروی القاری المتوفی: ۱۰۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ فِي الْمَقَاصِدِ جَزَمَ شَيْخُنَا وَغَيْرُهُ بِأَنَّهُ مَوْضُوعٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَرُبَّمَا أُورِدَ بِلَفْظِ الشَّيْخُ فِي جَمَاعَتِهِ كَالنَّبِيِّ فِي قَوْمِهِ يَتَعَلَّمُونَ مِنْ عِلْمِهِ وَيَتَأَدَّبُونَ مِنْ أَدَبِهِ وَكُلُّهُ بَاطِلٌ انْتَهى وَمِمَّنْ جَزَمَ بِوَضْعِهِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ۔

(الاسرار المرفوعۃ: علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نور الدین الملا الہروی القاری: ۲۲۹)

(۸)......الشیخ أحمد بن عبدالکریم بن سعودی الغزی العامری المتوفی: ۱۱۴۳ھ) لکھتے ہیں کہ:

ذَکَرَہُ ابْنُ حِبَّانَ وَقَالَ ھٰذَا مَوْضُوعٌ وَجَزَمَ بِذٰلِکَ ابْنُ تَیْمِیَۃَ وَابْنُ حَجَرٍ وَذَکَرَہُ السُّیُوطِیُّ فِی الْجَامِعِ مَعَ قَوْلِہِ إِنَّہُ صَانَہُ عَمَّا تَفَرَّدَ بِہِ وَضَّاعٌ أَوْ کَذَّابٌ۔

(الجد الحثیث فی بیان مالیس بحدیث: أحمد بن عبدالکریم بن سعودی الغزی العامری: ۱۲۱)

(۹)......الشیخ الامام محمد الأمیر الکبیر المالکی المتوفی: ۱۲۲۸ھ) رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ:

الشَّیخ فِی قومه کالنبی فِی أمته مَوْضُوع. الشَّیخ فِی جماعته کالنبی فِی قومه، یتعلمون من علمه، ویتأدبون من آدابه بَاطِل. (النخبۃ البہیۃ فی الاحادیث المکذوبۃ علی خیر البریۃ: محمد الامیر الکبیر المالکی: ۷۱)

مذکورہ موضوع روایت پر محدثین کے کلام سے یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی کذاب دجال کا اس سے مطلب نہیں نکل سکتا۔

دوسری روایت

عُلَمَاءامتی کأنبیاءبنی اسرائیل۔

ترجمہ: امام أبوعبداللہ بدرالدین محمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی الشافعی المتوفی: ۷۹۴ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ یہ روایت مشہور ہے کہ علماء امت بنی اسرائیل کے انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح ہیں۔

اللآلی المنثورۃ: أبوعبداللہ بدرالدین محمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی الشافعی: ۱۶۶) دار الکتب العلمیۃ بیروت

(۱)......امام أبوعبداللہ بدرالدین محمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی الشافعی المتوفی: ۷۹۴ھ) رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ {لَا یعرف لَہُ اصل} اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(اللآلی المنثورۃ: أبوعبداللہ بدرالدین محمد بن عبداللہ بن بہادر الزرکشی الشافعی: ۱۶۶)

(۲)......ترجمہ: امام شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی المتوفی: ۹۰۲ھ) رحمہ اللہ تعالی نقل فرماتے ہیں کہ

حَدِیث: عُلَمَاءُ أُمَّتِی کَأَنْبِیَاءِ بَنِی إِسْرَائِیلَ، قَالَ شَیْخُنَا ومن قبله الدمیری والزرکشی: إنه لا أصل له، زاد بعضهم: ولا یعرف فی کتاب معتبر۔

(المقاصد الحسنۃ: شمس الدین أبوالخیر محمد بن عبدالرحمن بن محمد السخاوی: ۴۱۲)

(۳)......امام عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی المتوفی: ۹۱۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

(حدیث) "عُلَمَاءُ أُمَّتِی کَأَنْبِیاءِ بَنِی إِسْرَائِیلَ" لا أصل له.

((الدرر المنتثرۃ فی الأحادیث المشتہرۃ: عبدالرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی: ۱۴۳)

(۴)......امام إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی المتوفی: ۱۱۶۲ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

قال السیوطی فی "الدرر" لا أصل له، وقال فی "المقاصد" قال شیخنا یعنی ابن حجر لا أصل له، وقبله الدمیری والزرکشی۔ (کشف الخفاء: إسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (۲: ۷۴)

(۵)......الشیخ محمد بن علی بن محمد الشوکانی المتوفی: ۱۲۵۰ھ) لکھتے ہیں کہ

حدیث: عُلَمَاءُ أُمَّتِی کَأَنْبِیَاءِ بَنِی إِسْرَائِیلَ قال ابن حجر والزرکشی: لا أصل له۔

(الفوائد المجموعۃ: محمد بن علی بن محمد الشوکانی: ۲۸۶)

(۶)......الشیخ محمد بن محمد درویش، أبوعبدالرحمن الحوت الشافعی المتوفی: ۱۲۷۷ھ) لکھتے ہیں کہ

حَدِیث: عُلَمَاءُ أمتِی کأنبیاء بنی إِسْرَائِیل مَوْضُوع لَا أصل لَهُ کَمَا قَالَه غیر وَاحِد من الْحفاظ، ویذکره کثیر من الْعلمَاء فِی کتبهمْ غَفلَة عَن قَول الْحفاظ.

(أسنی المطالب فی أحادیث مختلفۃ المراتب: محمد بن محمد درویش، أبوعبدالرحمن الحوت الشافعی: ۱۸۴)

(۷)......الامام محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی المتوفی: ۹۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ:

عُلَمَاءُ أُمَّتِی کَأَنْبِیَاءِ بَنِی إِسْرَائِیلَ قَالَ شَیخنَا الزَّرْکَشِیّ لَا أصل لَهُ وَلَا یعرف فِی کتاب مُعْتَبر.

(تذکرۃ الموضوعات: محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی: ۲۰)

(۸)......الشیخ الامام علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نور الدین الملا الہروی القاری المتوفی: ۱۰۱۴ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ:

عُلَمَاءُ أُمَّتِی کَأَنْبِیَاءِ بَنِی إِسْرَائِیلَ قَالَ الدَّمِیرِیُّ وَالْعَسْقَلَانِیُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَکَذَا قَالَ الزَّرْکَشِیُّ۔

(الاسرار المرفوعۃ: علی بن (سلطان) محمد، أبوالحسن نور الدین الملا الہروی القاری: ۲۴۷)

(۹)......الشیخ الامام مرعی بن یوسف بن أبی بکر بن أحمد الکرمی المقدسی الحنبلی المتوفی: ۱۰۳۳ھ) رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ:

وَحَدِیث: "عُلَمَاءُ أُمَّتِی کَأَنْبِیَاءِ بَنِی إِسْرَائِیلَ" لَا أَصْلَ لَهُ.

(الفوائد الموضوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ: مرعی بن یوسف بن أبی بکر بن أحمد الکرمی المقدسی الحنبلی: ۱۰۱)

(۱۰)......الشیخ محمد الامیر الکبیر المالکی المتوفی: ۱۲۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ:

"عُلَمَاءُ أمتِی کأنبیاء بنی إسْرَائِیل" لَا أصل لَهُ.

(النخبۃ البہیۃ فی الاحادیث المکذوبۃ علی خیر البریۃ: محمد الامیر الکبیر المالکی: ۸۴)

(۱۱)......الشیخ محمد بن خلیل بن إبراہیم، أبوالمحاسن القاوقجی الطرابلسی الحنفی المتوفی: ۱۳۰۵ھ) لکھتے ہیں کہ حَدِیث:

عُلَمَاء أمتِی کأنبیاء بنی إِسْرَائِیل قَالَ التِّرْمِذِیّ، والدمیری، وَابْن حجر: لَا أصل لَهُ، وَکَذَا قَالَ الزَّرْکَشِیّ ذکره فِی مُخْتَصر الْمَقَاصِد.

(اللؤلؤ المرصوع فیما لا أصل له أو بأصله موضوع: محمد بن خلیل بن إبراہیم، أبوالمحاسن القاوقجی الطرابلسی الحنفی: ۱۲۱)

اس روایت پر مرزا غلام قادیانی کذاب دجال نے پنجہ ڈالا ہے۔ جس پر ائمہ کے حوالے سے تبصرہ بیان کیا ہے، اس تبصرہ سے معلوم ہوا کہ کاذبین کا کام صدق سے پورا نہیں ہوتا وہ مدعا براری کے لئے مفتریات کا ذخیرہ ہر گوشہ سے جمع کر لیتے ہیں۔

یاد رہے کہ نبوّت ایک ایسا مقام عالی ہے جس سے کسی دوسرے طبقے کے حامل فرد کو، خواہ وہ کتنا ہی معزز و مکرم کیوں نہ ہو، تشبیہ نہیں دی جا سکتی۔ ایک شخص براہِ راست مخاطبِ الٰہی ہے اور دوسرا اس شرف سے محروم۔ تو کیا یہ قرینِ عقل و قیاس ہو سکتا ہے کہ دونوں کو باعتبارِ علم و معرفت یکساں قرار دیا جائے یا ان میں من کل الوجوہ تشبیہ ہی دی جائے۔ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ خاتم النبیّین ہیں اب ناممکن ہے کہ کوئی فرستادہ الٰہی از سرِ نو کسی پیامِ نبوت کو لے کر آئے۔ اس قسم کی موضوع روایتوں ہی سے دجالِ قادیاں اور اس کے ہمنواؤں کو اثباتِ نبوت کے لیے دلائل ملتے ہیں۔ لیکن چونکہ روایت ہی موضوع ہے اس لیے مسلمانوں پر ان کی ایسی دلیلیں حجت نہیں۔

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اور انبیائے سابقہ کی نبوّت میں بالخصوص جو فرق ہے اسے سمجھنے کے لیے چند نکات سمجھ لینے ضروری ہیں:

(۱)......حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی شریعت کسی لاحق و سابق شریعت کی محتاج نہیں۔

(۲)......حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی شریعت اپنی تکمیل کے لیے کسی نبیِ ملہم کی قطعاً محتاج نہیں جیسا کہ گزشتہ شریعتوں میں ہوا۔ مثلاً سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد مختلف انبیائے بنی اسرائیل کا مبعوث کیا جانا جس کے ذریعے شریعت موسوی علیہ السلام کی تکمیل ہوئی۔ جبکہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت ہی کو ختم کر دیا گیا۔

(۳)......حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے بعد اب کوئی بھی شخص مقام نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا۔

(۴)......اب کوئی شخص اس وقت تک مقام ولایت کی رفعتوں کو بھی نہیں پا سکتا جب تک کہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی نبوت شریفہ کا بہ دل وجاں اقرار نہ کرے۔

اس امت کو کسی محدث وملہم کی حاجت نہیں ہے:

و ليلة المعراج، رفع الله درجته فوق الأنبياء كلهم، فكان احقهم بقوله تعالى :(تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات)إلى غير ذلك من الدلائل، كل منهم يأتيه الوحى من الله، لا سيما محمد صلى الله عليه وسلم، لم يكن فى نبوته محتاجا إلى غيره، فلم تحتج شريعته إلى سابق، ولا إلى لاحق، بخلاف المسيح، احالهم فى أكثر الشريعة على التوراة، وجاء المسيح فكملها، ولهذا كان النصارى محتاجين إلى النبوات المتقدمة على المسيح، كالتوراة والزبور، وتمام الأربع وعشرين نبوة، وكان الأمم قبلنا محتاجين إلى محدثين، بخلاف أمة محمد صلى الله عليه وسلم، فإن الله أغناهم به، فلم يحتاجوا معه إلى نبى، ولا إلى محدث، بل جمع له من الفضائل والمعارف والأعمال الصالحة ما فرقه فى غيره من الأنبياء، فكان ما فضله الله بما به أنزله إليه، وأرسله إليه، لا بتوسط بشر وهذا بخلاف الأولياء، فإن كل من بلغه رسالة محمد صلى الله عليه وسلم، لا يكون وليا لله إلا باتباع محمد صلى الله عليه وسلم، وكل ما حصل له من الهدى ودين الحق، هو بتوسط محمد صلى الله عليه وسلم، وكذلك من بلغه رسالة رسول إليه، لا يكون وليا لله إلا إذا اتبع ذلك الرسول الذى أرسل إليه.هل للولى طريق لا يحتاج فيه إلى محمد صلى الله عليه وسلم ومن ادعى أن من الأولياء بالذين بلغتهم رسالة محمد صلى الله عليه وسلم، من له طريق إلى الله لا يحتاج فيه إلى محمد، فهذا كافر ملحد۔

ترجمہ: الشیخ تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیۃ الحرانی الحنبلی الدمشقی المتوفی: ۷۲۸ھ) لکھتے ہیں کہ اس کے علاوہ اور بہت سے دلائل سے معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو اور خصوصاً حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ اپنی نبوت میں کسی اور کے محتاج نہیں ہو سکتے ۔ ان کی شریعت کسی سابق ولاحق کی محتاج نہیں ہوتی ۔ بخلاف مسیح علیہ السلام کے جنہوں نے اپنی شریعت

میں اکثر تورات کا حوالہ دیا ہے اور خود صرف شریعت موسوی کی تکمیل کے لیے آئے تھے۔ چنانچہ نصاریٰ مسیح علیہ السلام سے پہلے کی کتابوں تورات وزبور اور سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے محتاج تھے۔ ہم سے پہلی امتیں محدثین ملہمین کی محتاج ہوتی تھیں۔ لیکن حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی امت کو اللہ تعالیٰ نے اس سے مستغنی کر دیا۔ ان کو نہ کسی نبی کی ضرورت باقی ہے اور نہ کسی محدّث کی۔ بلکہ ان کی ذات میں اللہ تعالیٰ نے وہ تمام فضائل و معارف اور اعمالِ صالحہ جو کہ دیگر انبیاء کرام علیہم السلام میں متفرق طور پر موجود تھے جمع کر دیے ہیں۔ آپ ﷺ کو جو فضیلت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوئی ہے وہ اس سبب سے ہوئی ہے کہ آپ ﷺ کی طرف وحی بھیجی گئی ہے اور آپ ﷺ پر احکام و شرائع نازل ہوئی ہیں۔ اور تنزیل و تشریع میں کسی دوسرے بشر کی وساطت وقوع میں نہیں آئی بخلاف اولیاء کے جن کو اگر حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی رسالت پہنچ چکی ہو تو وہ صرف حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی اتباع سے ولی اللہ بن سکتے ہیں اور جب بھی ان کو ہدایت یا راہِ حق حاصل ہوگا رسول رحمت حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی وساطت سے ہوگا۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص کو کسی رسول کی رسالت بھی پہنچی ہو وہ اس رسول کی اتباع کے بغیر ولی نہیں بن سکتا اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ بعض اولیاء ایسے بھی ہیں جن کو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کی رسالت پہنچی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے بعض راستے ان کے پاس ایسے ہیں جن میں وہ حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے محتاج نہیں ہیں، وہ شخص کافر اور بے دین ہے۔

(الفرقان: تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن أبی القاسم بن محمد ابن تیمیۃ الحرانی :۹۴)

تیسری روایت

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ جَاءَ أَجَلُهُ وَهُوَ يَطْلُبُ الْعِلْمَ لَقِيَ اللهَ وَلَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّبِيِّينَ إِلَّا دَرَجَةُ النُّبُوَّةِ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو علم کو حاصل کرتا ہوا وفات پائے تو اس کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درمیان صرف درجہ نبوت کا فرق باقی رہے گا۔

(المعجم الاوسط: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (۹:۱۷۴))

یعنی باقی خصائل میں اور انبیاء کرام علیہم السلام کے ہم رنگ ہوگا لیکن نبوت اسے حاصل نہ ہوگی۔ طبرانی نے اوسط میں اس روایت کو بیان کیا ہے اور دارمی نے امام حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً یوں نقل کیا ہے کہ جو علم کا

جویاں ہوا اور محض اسلام کو زندہ کرنے کی خاطر تعلیم دینی کو حاصل کرے۔ اس کے اور نبیوں کے درمیان صرف ایک درجہ کا فرق رہ جائے گا۔ یعنی درجہ نبوت کا استحقاق کسی طرح حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ نبوت کسبی نہیں۔

امام ہیثمی رحمہ اللہ تعالی کا قول

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ، وَفِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَعْدِ، وَهُوَ مَتْرُوكٌ.

ترجمہ: الامام أبوالحسن نورالدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی المتوفی: ۸۰۷ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ اس روایت کو امام الطبرانی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب "المعجم الاوسط" میں نقل کیا ہے اور اس میں محمد بن الجعد ہے وہ متروک ہے۔ (مجمع الزوائد ومنبع الفوائد: أبوالحسن نورالدین علی بن أبی بکر بن سلیمان الہیثمی (۱: ۲۲۳)

چوتھی روایت

حَدِيث :أقرب النَّاس من دَرَجَة النُّبُوَّة أهل الْعلم وَ الْجِهَاد: أما أهل الْعلم فدلوا النَّاس عَلَى مَا جَاءَت بِهِ الرُّسُل، وَأما أهل الْجِهَاد فجاهدوا بِأَسْيَافِهِمْ عَلَى مَا جَاءَت بِهِ الرُّسُل۔

ترجمہ: لوگوں میں درجہ نبوت کے سب سے زیادہ قریب اہل علم واہل الجہاد ہیں، اہل علم تو اس لئے کہ وہ لوگوں کی اس چیز کی طرف رہنمائی کرتے ہیں جو رسل کرام علیہم السلام لے کر آئے ہیں، اور اہل الجہاد اس لئے کہ وہ اپنے تلواروں کے ساتھ جہاد کرتے ہوئے اس چیز کے دفاع کے لئے جو رسل کرام علیہم السلام لے کر آئے ہیں۔

(المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار: أبوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن بن أبی بکر العراقی: ۱۵۵)

اس روایت کا حکم

(۱)......امام العراقی رحمہ اللہ تعالی کا قول

أخرجه أَبُو نعيم فِي فضل الْعَالم الْعَفِيف من حَدِيث ابْن عَبَّاس بِإِسْنَاد ضَعِيف.

ترجمہ: امام أبوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن بن أبی بکر بن إبراہیم العراقی المتوفی: ۸۰۶ھ) رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں کہ امام ابونعیم رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب "فضل العالم العفیف" میں سند ضعیف کے ساتھ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔

(المغنی عن حمل الاسفار فی الاسفار: أبوالفضل زین الدین عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن بن أبی بکر العراقی: ۱۵۵)

(۲)......الامام محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی المتوفی:۹۸۶ھ) رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ:

وَرُوِیَ بِسَنَد ضَعِیف أَقْرَبُ النَّاسِ مِنْ دَرَجَةِ النُّبُوَّةِ أهل الْعلمِ وَالْجِهَاد۔

(تذکرۃ الموضوعات: محمد طاہر بن علی الصدیقی الہندی الفَتَّنِی:۲۰)

(۳)......حفص بن جمیع کے متعلق محدثین کی رائے

قلت:ضعیف أخرجه الذهبی فی السیر (۱۸:۵۲۴) من طریق حفص بن جمیع عن سماک، عن محمد بن المنکدر، قال:قال ابن عباس یرفعه فذکره.قلت:هذا سند ضعیف، فیه حفص بن جمیع.قال أبو زرعة:لیس بالقوی.وقال أبو حاتم:ضعیف الحدیث.وقال ابن حبان:کان یخطیء حتی خرج عن حد الإحتجاج به إذا انفرد.وقال الساجی:یحدث عن سماک بأحادیث مناکیر، وفیه ضعف. (أرشیف ملتقی أہل الحدیث (۲:۷۵)

مرزا قادیانی کذاب دجال نے بہت زور لگایا کہ اس کی جھوٹی نبوت کو ثابت کیا سکے اس کے لئے اس نے ضعیف اور موضوع روایات تک سے بھی سہارا لینے کی کوشش کی جیسا کہ مذکورہ روایت سے لیکن یہ مرزا قادیانی کے لیے مفید مدعا نہیں کیونکہ قرب سے دائرہ نبوت میں داخل ہونا نہیں سمجھا جاتا بلکہ اتصاف نبوت کی نفی مترشح ہوتی ہے۔قرب اور ہے اور نبوت اور چیز ہے۔

پانچویں حدیث

عَنْ عُتْبَةَ بْنِ عَبْدٍ السُّلَمِيِّ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْقَتْلَى ثَلَاثَةُ رِجَالٍ:مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى يُقْتَلَ فَذَلِكَ الشَّهِيدُ الْمُفْتَخِرُ فِي خَيْمَةِ اللهِ تَحْتَ عَرْشِهِ لَا يَفْضُلُهُ النَّبِيُّونَ إِلَّا بِدَرَجَةِ النُّبُوَّةِ، وَرَجُلٌ مُؤْمِنٌ قَرَفَ عَلَى نَفْسِهِ مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا جَاهَدَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ حَتَّى يُقْتَلَ فَتِلْكَ مَصْمَصَةٌ تَحْتَ ذُنُوبِهِ وَخَطَايَاهُ، إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا وَأُدْخِلَ مِنْ أَيِّ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَ، فَإِنَّ لَهَا ثَمَانِيَةَ أَبْوَابٍ بَعْضُهَا أَفْضَلُ مِنْ بَعْضٍ وَلِجَهَنَّمَ سَبْعَةَ أَبْوَابٍ، وَرَجُلٌ مُنَافِقٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتَّى يُقْتَلَ، فَذَلِكَ فِي النَّارِ إِنَّ السَّيْفَ لَا يَمْحُو النِّفَاقَ۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو کہ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدار ختم نبوت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص مقتول ہیں: پہلا شخص وہ مومن جو اپنے مال

اور جان سے رب تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے، جب وہ دشمنوں سے ملتا ہے تو اس سے جنگ کرتا ہے حتی کہ وہ شہید ہو جاتا ہے۔ وہ شہید رب تعالیٰ کے عرش کے نیچے اس کے خیمے میں مقام پا کر فخر کر رہا ہوگا۔ اس کے اور انبیاء کرام علیہم السلام کے درجے میں صرف درجۂ نبوت کا فرق ہوگا۔

دوسرا مقتول وہ مومن شخص ہے جس کی جان گناہوں میں لتھڑی ہوئی ہو اور وہ اپنے جان و مال سے راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ دشمنوں سے جنگ کرتے ہوئے شہید ہو جاتا ہے تو وہ شہادت اس کے گناہوں اور خطاؤں کو دھو دیتی ہے۔ بلاشبہ تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور وہ جس دروازے سے بھی چاہے اسے جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے، جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے بعض بعض سے افضل ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں۔

تیسرا مقتول وہ منافق شخص ہے جو اپنی جان و مال سے رب تبارک وتعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے جب وہ دشمن سے ملتا ہے تو جنگ کرتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو اس کو جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے کیوں کہ تلوار نفاق ہو نہیں مٹاتی ہے۔ (المعجم الکبیر: سلیمان بن أحمد بن أیوب بن مطیر اللخمی الشامی، أبو القاسم الطبرانی (۱۷: ۱۲۶)

حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ شہداء تین قسم کے ہیں ایک ایسا مومن جس نے تن من اور دھن سے خدا کی راہ میں جہاد کیا۔ سینہ سپر ہو کر راہ خدا میں مارا گیا یہ شہید خالص ہے جو زیر سایہ عرش خیمہ الٰہی میں ہوگا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو اس پر درجہ نبوت کی فضیلت ہوگی۔ اسلام کے لئے عرق ریزی اور جانفشانی بھی درجہ نبوت پر نہ پہنچا سکی پھر کس عمل اور کوشش پر سہارا کیا جا سکتا ہے کہ اس سے نبوت حاصل ہو جائے گی۔ اور ایک طرف مرزا قادیانی کذاب دجال ہے جس نے زندگی ساری جہاد اسلامی کے خلاف اور انگریز کی حمایت میں صرف کر دی اور دعوی نبوت کا۔ اس سے بڑا دجال بھی دنیا نے نہیں دیکھا ہوگا۔

شہید کون ہے؟

(۱)......حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شہداء کا مقام بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: شہید وہ ہے کہ اس کا دل مشاہدہ تجلیاتِ الٰہی میں مستغرق ہو اور جو کچھ انبیاء کرام علیہم السلام نے اُن کو پہنچایا ہے، اس کو اس کا دل اس طرح قبول کرے گویا یہ دیکھتا ہے، اس لیے دین کے معاملے میں جانی قربانی دینا اس کو آسان لگتا ہے، اگر چہ ظاہری اعتبار سے مقتول نہ بھی ہو اور قوتِ عملیہ قریب قریب انبیاء کرام علیہم السلام کے ہوتی ہے۔

(تفسیر عزیزی از الشاہ عبد العزیز محدث دہلوی (۱: ۱۳۳)

(۲)... الشُّهَدَاءِ وَهُمُ الَّذِينَ يَعْرِفُونَ الشَّيْءَ بِالْبَرَاهِينِ وَمَثَلُهُمْ كَمَنْ يَرَى الشَّيْءَ فِي الْمِرْآةِ مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ، كَحَالِ حَارِثَةَ حَيْثُ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي۔

ترجمہ: امام أبوحیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان أثیر الدین الاندلسی المتوفی: ۷۴۵ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ شہداء کرام وہ لوگ ہیں جو مقصود کو دلائل و براہین کے ذریعے جانتے ہیں، مشاہدہ نہیں ہے، ان کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی چیز کو آئینے میں قریب سے دیکھ رہا ہو، جیسے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے یہ محسوس ہوتا ہے کہ میں اپنے رب کریم کے عرش کو دیکھ رہا ہوں۔

(البحر المحیط فی التفسیر: أبوحیان محمد بن یوسف بن علی بن یوسف بن حیان أثیر الدین الاندلسی (۳:۷۰۱)

(۳)......قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

الشهداء الباذلون أنفسهم فی سبیل اللہ لیفاض علیهم نوعا من التجلیات الذاتیة بسبب بذلهم ذواتهم فی سبیل اللہ۔

ترجمہ: یہ گروہ راہِ خدا میں اپنی جانیں دے دیتا ہے، تاکہ جانی قربانی کے عوض اس کو تجلیاتِ ذاتیہ کا ایک مخصوص حصہ حاصل ہو، اور اس پر انوارِ ذاتیہ کی خصوصی شعاع پڑ جائیں، عمومی اور دوامی تجلیات ان پر فائز نہیں ہوتیں، بلکہ نورانیت کی ایک مخصوص شعاع ان پر پرتو انداز ہوتی ہے۔

(۴)......حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی المتوفی: ۱۳۸۱ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

شہداء کرام وہ جماعت ہے جو اپنی جان اور اپنا مال وحی کی حفاظت کے لیے قربان کر دیتے ہیں۔

(الیاقوت والمرجان از حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجوی:۱۱)

شہید تو وہ ہیں جو اللہ تعالی کی وحی کا دفاع کرتے ہوئے دنیا سے جائیں اور مرزا قادیانی کذاب دجال تو زندگی ساری وحی کے خلاف اپنے تمام حربے بروئے کار لاتا رہا اور اس میں تحریف وتبدل کا کام کرتا رہا۔ اور دوسری شہادت میدان جہاد میں میسر آتی ہے تو اس نے جہاد کی ساری زندگی مخالفت کی ہے۔

چھٹی حدیث

أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْبَغْدَادِيُّ، ثنا يَحْيَى بْنُ عُثْمَانَ بْنِ صَالِحٍ السَّهْمِيُّ، ثنا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ طَارِقٍ، ثنا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، ثنا خَالِدُ بْنُ أَبِي يَزِيدَ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَقَدِ اسْتَدْرَجَ النُّبُوَّةَ بَيْنَ جَنْبَيْهِ

غَيرَ أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيهِ، لَا يَنبَغِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ أَنْ يَحِدَّ مَعَ مَنْ حَدَّ، وَلَا يَجْهَلَ مَعَ مَنْ جَهِلَ وَفِي جَوْفِهِ كَلَامُ اللهِ تَعَالَى۔

ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور تاجدارختم نبوت ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے قرآن پاک حفظ کرلیا وہ ایسا ہے جیسے اس نے نبوت کے خزانوں کو اپنے دونوں پہلوؤں میں سمو لیے ہیں سوائے اس کے کہ اس پر وحی نہیں کی جاتی ہے۔ جب تک حافظِ قران کے سینے میں قرآن ہے اس کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ خود کو محدود فکر ونظر والے لوگوں کی فکر کے ساتھ محدود کرلے اور جاہل لوگوں کے ساتھ جاہل بن کر نہ رہے۔

(المستدرک علی الصحیحین: أبو عبداللہ الحاکم محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نُعیم النیسابوری (۱:۷۳۸)

یہ حدیث شریف موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح نقل کی گئی ہے، اور یہ مرفوعاً تو صحیح نہیں ہے، البتہ حسن موقوف ہے، اور یہ روایت جو مرفوعاً بیان کی گئی ہے اس کے دو طرق ہیں:

(۱)......مرفوع روایت میں ابوالکنود ثعلبۃ بن ابی یزید روایت کرتے ہیں حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے (جو ہم اوپر المستدرک سے نقل کرآئے ہیں)

امام الآجری رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب "اخلاق حملۃ القرآن" میں، من طریق عبداللہ بن وہب، عن یحیی بن أیوب {عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ، عَنْ ثَعْلَبَةَ بْنِ أَبِي الْكَنُودِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ به موقوفاً} نقل کی ہے۔ (وأخرجہ الآجری فی أخلاق حملۃ القرآن لامام الآجری: ۱۸)

اس طریق میں علت یہ ہے کہ ثعلبۃ بن ابی الکنود یا ابوالکنود ثعلبۃ مجہول الحال ہیں۔

امام أبو محمد عبدالرحمن بن محمد بن إدریس بن المنذر التمیمی، الحنظلی، الرازی ابن أبی حاتم المتوفی: ۳۲۷ھ) رحمہ اللہ تعالی نے کسی طرح کی کوئی جرح وتعدیل نہیں کی اور نہ ہی کسی نے ان پر جرح کی اور نہ ہی کسی نے توثیق کی۔

(الجرح والتعدیل: أبو محمد عبدالرحمن بن محمد بن إدریس بن المنذر التمیمی، الحنظلی ابن أبی حاتم (۲:۴۶۳)

اور امام أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی المتوفی: ۸۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالی نے "ثعلبۃ بن أبی الکنود" کے نام کی شخصیت کا ذکر تو کیا ہے لیکن "ثعلبۃ بن یزید" نام کے کسی بھی بندے کا ذکر نہیں کیا۔

(إتحاف المہرۃ بالفوائد المبتکرۃ من أطراف العشرۃ: أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۳:۱۱۳)

دوسرا طریق مرفوع کا

حدثنا محمَّد بن إسحاقَ بن راهُوْيَه، ثنا أبی، ثنا عيسى ابن يونُس، ويحيى بن أبی الحَجَّاج التَّميمی، عن إسماعيلَ بن رافع، عن إسماعيلَ بن عُبَيدالله بن المهاجِر، عن عبدالله بن عَمرو، عن رسول الله صلی الله عليه وسلم۔ (معجم الكبير: سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمی الشامی، أبوالقاسم الطبرانی (۱۳:۶۴۹))

اورامام محمد بن نصر رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب ''قیام اللیل'' میں من طریق عیسی بن یونس لائے ہیں۔

اورامام ابوالفضل الرازی رحمہ اللہ تعالی اپنی کتاب ''فضائل القرآن'' میں من طریق عمر بن ہارون لائے ہیں۔

یہ تینوں ائمہ { **عن إسماعيل بن رافع، عن إسماعيل بن عبيد الله بن أبی المهاجر، عن عبد الله بن عمرو مرفوعا به** } لائے ہیں

جبکہ حضرت سیدنا امام عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے اپنی کتاب ''الزہد'' میں ان کی مخالفت کی ہے کہ { **عن إسماعيل بن رافع، عن إسماعيل بن عبيد الله بن أبی المهاجر، عن عبد الله بن عمرو موقوفا عليه** } یعنی وہ تینوں ائمہ اسماعیل بن رافع، عن اسماعیل بن عبیداللہ بن ابی المہاجر عن عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مرفوعاً نقل کررہے ہیں جبکہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ انہیں سے موقوفاً نقل کررہے ہیں۔

اسماعیل بن رافع ائمہ کی نظر میں

(۱)......امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ تعالی نے انہیں منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

(الجرح والتعدیل: أبومحمد عبدالرحمن بن محمد بن إدریس بن المنذر التمیمی، الحنظلی ابن أبی حاتم (۲:۱۶۹))

(۲)......حضرت سیدنا امام النسائی رحمہ اللہ تعالی نے انہیں متروک قرار دیا ہے۔

(الضعفاء والمتروکون لامام الدارقطنی: ۳۲)

(۳)......حضرت سیدنا امام الذہبی رحمہ اللہ تعالی نے انہیں متروک قرار دیا ہے۔

(دیوان الضعفاء والمتروکین لامام الذہبی: ۳۹۸) لمکتبۃ الوقفیہ

(۴)......امام أحمد بن محمد بن أحمد بن غالب، أبوبکر المعروف بالبرقانی المتوفی: ۴۲۵ھ) رحمہ اللہ تعالی نے نے بھی متروک قرار دیا ہے۔

(سؤالات البرقانی للدارقطنی روایۃ الکرجی عنہ: أحمد بن محمد أبوبکر المعروف بالبرقانی: ۹)

(۵)......امام أبوجعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی المتوفی: ۳۲۲ھ) رحمہ اللہ تعالی نے { **ليس بشی** }

قرار دیا۔(الضعفاء الکبیر: أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی: ۸۳)

(۶)......امام محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی المتوفی: ۳۵۴ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

كَانَ رجلا صَالحا، إِلَّا أَنَّهُ يقلب الْأَخْبَار، حَتَّى صَار الْغَالِب عَلَى حَدِيثه الْمَنَاكِير الَّتِي تسبق إِلَى الْقلب أَنَّهُ كَانَ كالمتعمد لَهَا۔

(المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتروکین: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۱۲۴)

موقوف کے تین طرق ہیں

پہلا طریق

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ رَافِعٍ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَكَأَنَّمَا اسْتُدْرِجَتِ النُّبُوَّةُ بَيْنَ جَنْبَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ: أبو بکر بن أبی شیبۃ، عبداللہ بن محمد بن إبراہیم بن عثمان بن خواستی (۱۲۰:۶)

اسی طریق سے امام ابن الضریس رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب ''فضائل القرآن'' میں نقل کیا۔

اور اسی طریق سے امام الخطیب البغدادی رحمہ اللہ تعالی نے اپنی کتاب ''الفقیہ والمتفقہ'' میں نقل کیا ہے۔

اور اس کی اسناد میں تالف ہے کیونکہ اسماعیل بن رافع رحمہ اللہ تعالی اپنے شیخ کا نام ذکر نہیں کرتے ہیں۔

دوسرا طریق

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حدثنا مُحْرِزُ أَبُو رَجَاءٍ الشَّامِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عبيد اللهِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرٍو: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَكَأَنَّمَا اسْتُدْرِجَتِ النُّبُوَّةُ بَيْنَ جَنْبَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ، وَمَنْ أُعْطِيَ الْقُرْآنَ فَظَنَّ أَنَّ أَحَدًا أُعْطِيَ أَفْضَلَ مِمَّا أُعْطِيَ فَقَدْ حَقَّرَ مَا عَظَّمَ اللهُ، وَعَظَّمَ مَا حَقَّرَ اللهُ، وَلَيْسَ يَنْبَغِي لِحَامِلِ الْقُرْآنِ أَنْ يَحِدَّ فِيمَنْ يُحِدُّ وَلَا يَجْهَلَ فِيمَنْ يَجْهَلُ، وَلَكِنْ لِيَعْفُ وَلْيَصْفَحْ لِحَقِّ الْقُرْآنِ هَكَذَا جَاءَ مَوْقُوفًا۔

(شعب الایمان: أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (۱۷۷:۴)

امام البیہقی رحمہ اللہ تعالی نے {حدثنا مُحْرِزُ أَبُو رَجَاءٍ الشَّامِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عبيد اللهِ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ

بْنُ عَمْرٍو}نقل کیا ہے۔

الامام الشجری رحمہ اللہ تعالی کی روایت ملاحظہ ہو:

أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُجْلِدٍ الْفَرْقَدِيُّ الدَّارَكِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَمْرٍو الْبَجَلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُهَاجِرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فَكَأَنَّمَا اسْتُدْرِجَتِ النُّبُوَّةُ بَيْنَ جَنْبَيْهِ إِلَّا أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ.

(ترتیب الامالی الخمیسیۃ: یحیی (المرشد باللہ) بن الحسین (الموفق) بن إسماعیل الشجری الجرجانی (۱:۲۱۳)

امام الشجری رحمہ اللہ تعالی نے{إسماعيل بن عمرو البجلی، عن علی بن ھاشم} کے طریق سے نقل کیا ہے۔

ابومحرز اور علی بن ہاشم دونوں{ عن إسماعيل بن عبيد الله بن أبی المهاجر، عن عبد الله بن عمرو بن العاص موقوفا}یوں نقل کرتے ہیں اور دونوں ضعیف ہیں۔

ابومحرز کا حال

(۱)......امام أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی المتوفی: ۸۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

قال الآجری عن أبی داود لیس به بأس شامی یحدث عنه الکوفیون وذکره بن حبان فی الثقات وقال کان یدلس عن مکحول یعتبر بحدیثه ما بین فیه السماع عن مکحول وغیره قلت وقال الآجری عن أبی داود أیضا ثقة.

ترجمہ: امام الاجری رحمہ اللہ تعالی نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالی سے نقل کیا ہے کہ شامی کوفیوں سے حدیث شریف بیان کرتے ہیں اور ان کو امام ابن حبان رحمہ اللہ تعالی نے مدلس قرار دیا ہے کہ وہ مکحول سے بیان کرتے ہوئے تدلیس کرتے ہیں۔اور امام الآجری رحمہ اللہ تعالی نے امام ابوداؤد رحمہ اللہ تعالی سے ان کا ثقہ ہونا بھی بیان کیا ہے۔

(تہذیب التہذیب: أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۱۰:۵۶)

(۲)......امام أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی المتوفی: ۸۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالی ان کے بارے میں{ صدوق یدلس} کہتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب: أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۱۰:۵۶)

اسماعیل بن عمرو بن نجیح البجلی کا حال

(۱)......امام محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی المتوفی: ۳۵۴ھ)

رحمہ اللہ تعالی ان کوضعیف قرار دیتے ہیں۔

(الجرح والتعدیل: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۲:۱۹۰)

(۲)......حضرت سیدنا امام الدارقطنی رحمہ اللہ تعالی نے ان کا تعارف {یغرب کثیرا} کہہ کر کروایا ہے۔

(الضعفاء والمتر وکون لامام الدارقطنی:۸۵)

(۳)......امام أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی المتوفی: ۳۲۲ھ) رحمہ اللہ تعالی نے لکھا ہے کہ:

فی حدیثه مناکیر، ویحیل علی من لا یحتمل منها۔

(الضعفاء الکبیر: أبو جعفر محمد بن عمرو بن موسی بن حماد العقیلی المکی: ۸۳)

تیسرا طریق

حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: مَنْ جَمَعَ الْقُرْآنَ فَقَدْ حَمَلَ أَمْرًا عَظِيمًا، وَقَدِ اسْتُدْرِجَتِ النُّبُوَّةُ بَيْنَ جَنْبَيْهِ، إِلَّا أَنَّهُ لَا يُوحَى إِلَيْهِ، وَلَا يَنْبَغِي لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ أَنْ يَحِدَّ فِيمَنْ يَحِدُّ، وَلَا يَجْهَلَ فِيمَنْ يَجْهَلُ، وَفِي جَوْفِهِ كَلَامُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(فضائل القرآن للقاسم بن سلام: أبو عُبید القاسم بن سلّام بن عبد اللہ الہروی البغدادی: ۱۱۳)

امام قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے اس طریق {حَدَّثَنَا أَبُو عُبَيْدٍ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو} سے روایت بیان کی ہے۔

ابو یحیی کا حال

(۱)......امام محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی المتوفی: ۳۵۴ھ) رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ

كَانَ مِمَّن يُخَالف الْأَثْبَات فِي الروايات، وينفرد عَن الثِّقَات بِأَلْفَاظ الزِّيَادَات، مِمَّا يُوجب ترك مَا انْفَرد مِنْهَا، وَالِاعْتِبَار بِمَا وافقهم فِيهَا۔

(المجروحین من المحدثین والضعفاء والمتر وکین: محمد بن حبان بن أحمد بن حبان بن معاذ بن مَعْبدَ، التمیمی، أبو حاتم، الدارمی، البُستی (۳:۳۹)

(۲)......امام أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی المتوفی: ۸۵۲ھ) رحمہ اللہ تعالی ان کے بارے میں { صدوق} کہتے ہیں۔

(تہذیب التہذیب: أبوالفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (۱۰:۵۶)

اس روایت میں دوسرے راوی عبداللہ بن صالح ہیں ان کے متعلق محدثین کہتے ہیں کہ صدوق تھے مگر ان کے حافظہ میں ضعف تھا۔ امام الذہبی رحمہ اللہ تعالی ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ {صالح الحديث له مناكير فتجتنب مناكيره}

اس روایت کے بارے میں یہی کہہ سکتے ہیں کہ یہ اثر حسن موقوف ہے جو کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

الشیخ البانی نے اپنی کتاب "السلسلۃ الضعیفۃ" میں مرفوع کو ضعیف جبکہ موقوف کو حسن قرار دیا ہے۔

(السلسلۃ الضعیفۃ لشیخ الالبانی رقم الحدیث: ۵۱۱۸)

مذکورہ روایت سے معلوم ہوا کہ جس نے قرآن کریم پڑھ لیا گویا اس کے دل میں فیضان نبوت کا نور داخل ہو گیا نہ کہ وہ معصوم ہو گیا اور اس پر وحی آنا شروع ہو گئی جیسا کہ مرزا قادیانی کذاب دجال کہتا ہے کیونکہ اس نے تو نبوت کا دعوی کیا اور اپنے اوپر وحی کے آنے کا دعوی کیا ہے، اگر قرآن کریم پڑھنے سے ہی نبوت ملتی ہے تو حضور تاجدار ختم نبوت ﷺ کے زمانہ مبارک میں صرف آپ ﷺ ہی نبی کیوں؟ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کیوں نہیں بنے، اور اس دور میں مرزا قادیانی دجال ہی نبی کیوں اس کے علاوہ بڑے بڑے علماء موجود تھے وہ نبی کیوں نہیں؟۔ معلوم ہوا کہ نبوت کا فیضان ملنا، نبوت کا نور ملنا اور ہے جبکہ نبوت کا ملنا اور ہے۔

مفسرین کی آراء کی روشنی میں معنیٰ خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از قلم: پروفیسر بشیر احمد رضوی (پنڈی گھیپ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ جل شانہ نے قرآن مقدس میں مسئلہ ختم نبوت قطعی طور پر بیان فرما دیا ہے یہ بیان اس قدر وضاحت و صراحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ کوئی بھی قاری قرآن اس معاملے میں شک میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے میں امت میں کوئی اختلاف موجود نہیں باوجودیکہ بہت سارے اصولی و فروعی مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبین ہونا اتفاقی و اجماعی مسئلہ ہے۔ چودہ صدیوں کے معتبر مفسرین قرآن اس مسئلہ پر یک زبان ہیں۔ اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں مفسرین کی عبارت درج کرنے سے قبل سورۃ احزاب کی آیت ۴۰ کا معنی و مفہوم جو کہ مفسرین کرام کی آراء کا خلاصہ ہے، بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے اس سے قارئین کے لیے زیر بحث نکتہ کو سمجھنا آسان ہوجائے گا:۔

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین و کان اللّٰہ بکل شیء علیماً۔ (احزاب:۴۰)

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔

خاتَم (تا کے زبر کے ساتھ) بمعنی آخر خاتِم (تا کے زیر کے ساتھ) ختم کرنے والا۔ یعنی آخری نبی جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔ (تفسیر الطبری: امام ابن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)

خاتم النبین الذی ختم النبوۃ فطبع علیھا فلا تفتح لاحد بعدہ الی قیام الساعۃ۔

خاتم النبین وہ جس نے نبوت ختم کردی اور اس پر مہر لگادی جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد قیامت تک کسی کے لیے کھولی نہ جائے گی۔

واختلفت القراء فی قراءۃ قولہ خاتم النبین، فقرا ذلک قراء الامصار سوای الحسن و عاصم بکسر التا من خاتم النبین بمعنی انہ ختم النبین و قرا ذلک فیما یذکر الحسن و عاصم خاتم النبین بفتح التاء بمعنی انہ آخر النبین۔

خاتم کی قرات میں قراء میں اختلاف ہے سوائے حسن اور عاصم کے سب نے خاتم زیر کے ساتھ پڑھا ہے جس کا مطلب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔ اور حسن اور عاصم نے خاتَم زبر کے ساتھ پڑھا ہے جس کا مطلب ہے آخری نبی۔ (تفسیر طبری، احزاب:۴۰)

تفسیر ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)

زیر آیہ مذکورہ لکھتے ہیں: فهذ ہ الایة نص فی انه لا نبی بعده و بذ لک وردت الاحادیث المتواتره عن رسول اللّٰه ﷺ من حدیث جماعة من الصحابة۔

یہ آیت اس بارے میں نص ہے کہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ بات احادیث متواترہ سے ثابت ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کی ایک جماعت نے روایت فرمائی ہیں۔

تفسیر القرطبی (متوفی ۶۷۱ھ)

خاتم قرا عاصم وحده بفتح التاء بمعنی انهم به ختموا فهو کالخاتم والطابع لهم وقرا الجمهور بکسر التاء بمعنی انه ختم ای جاء آخرهم۔

اکیلے عاصم نے خاتَم پڑھا ہے جس کا معنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انبیاء کا سلسلہ ختم ہوا تو آپ گویا مہر ہیں جس سے نبوت کا باب بند ہو گیا ہے۔ جبکہ جمہور نے خاتِم (زیر کے ساتھ) پڑھا ہے جس کا ماحصل ہے کہ آپ نے نبوت کو ختم کر دیا ہے یعنی آپ ان کے آخر میں آئے ہیں۔

تفسیر بغوی (۵۱۶ھ)

ختم اللّٰه به النبوة وقرا عاصم خاتَم بفتح التاء علی الاسم ای آخرهم وقرا آخر الاخرون بکسر التاء علی الفاعل لانه ختم به النبین فهو خاتمهم۔

اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نبوت ختم کر دی اور عاصم نے خاتَم پڑھا جس کا معنی ہے آخری نبی اور دیگر قراء نے تا کے زیر سے پڑھا ہے جس کا معنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلہ نبوت کو ختم کرنے والے ہیں۔

تفسیر ابن الجوزی (متوفی ۵۹۷ھ)

من قرا خاتِم (بکسر التاء) فمعناه ختم النبین و من فتحها فالمعنی آخر النبین۔

جس نے خاتِم (زیر کے ساتھ) پڑھا معنی انبیاء کو ختم کرنے والے جس نے خاتَم (زبر سے پڑھا) معنی لیا

آخری نبی۔

تفسیر الماوردی (متوفی ۴۵۰ھ)

ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبین یعنی آخر ھم و ینزل عیسی فیکون حکماً عدلاً واماما مقسطا فیقتل الدجال و یکسر الصلیب و قد روی نعیم عن ابی ھریرہ رضی اللّٰہ عنہ قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تقوم الساعۃ حتی یخرج دجالون کذابون قریب میں ثلاثین کلھم یزعم انہ نبی ولا نبی بعدی

محمد رسول اللّٰہ ﷺ آخری نبی ہیں۔عیسی علیہ السلام اتریں گےتو عدل وانصاف کے ساتھ حکمرانی فرمائیں گے، دجال کوقتل کریں گےاور صلیب کوتوڑیں گےاور ابونعیم نے حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے پہلے تیس کے قریب دجال وکذاب ظاہر ہوں گے ہر ایک نبی ہونے کا دعوی کرے گا حالانکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

روح المعانی، علامہ آلوسی (۱۲۷۰ھ)

الخاتم اسم آلۃ لما یختم بہ کا لطابع لما یطبع بہ ممعنی خاتم النبین الذی ختم النبیون بہ و مالہ آخر النبین۔

خاتم ایسا آلہ جس سے مہر لگائی جاتی ہےتو خاتم النبین کا معنی ہوا وہ جس سے نبی ختم ہوئے مآل اس کا ہے آخری نبی۔

تفسیر بیضاوی (م ۶۸۵ھ)

خاتم النبین و آخرھم الذی ختم او ختموا بہ علی قراۃ عاصم بالفتح خاتم النبین کامعنی آخری نبی، جس نے انبیاء کا آنا ختم کردیا یا جس کے آنے سے انبیاء کا آنا ختم کردیا گیا۔

تفسیر جلالین

ما کان محمد ابا احد من رجالکم فلیس ابا زید ای والد فلا یحرم علیہ التزوج بزوجۃ زینب ولکن کان رسول اللّٰہ و خاتم النبین فلو یکون لہ ابن رجل بعدہ یکون نبیا و فی قراۃ بفتح التاء کآلۃ الختم ای بہ ختموا وکان اللّٰہ بکل شیء علیما بانہ لا نبی بعدہ و اذا نزل الیس عیسی یحکم بشریعتہ

محمد ﷺ تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، پس زید کے بھی باپ نہیں تو زید کی مطلقہ زینب رضی اللہ عنھا سے آپ ﷺ کا نکاح کیسے حرام ہوسکتا ہے، بلکہ آپ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اگر آپ کا کوئی بیٹا ہوتا اور حد مردانگی کو پہنچتا تو آپ کے بعد نبی ہوت، ایک قرات میں خاتم تا کے زبر سے ہے یعنی ختم کرنے کا آلہ (مہر) جس نے انبیاء کا آنا ختم کر دیا اور اللہ جانتا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، جب عیسی علیہ السلام اتریں گے تو آپ ﷺ کی شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے۔

التحریر والتنویر (ابن عاشور ۱۳۹۳ھ)

والایۃ نص فی ان محمد خاتم النبین وانہ لا نبی بعدہ وقد اجمع الصحابۃ ان محمدا خاتم الرسل والنبیاء عرف ذلک وتواتر بینھم وفی الجیال من بعدھم ولذلک لم یترددوا فی تکفیر المسیلمۃ والاسود العنسی فصار معلوما من الدین بالضرورۃ فمن انکرہ فھو کافر خارج عن الاسلام

یہ آیت اس پر نص ہے کہ محمد مصطفی ﷺ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کوئی بشر نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ النبین عام ہے تو خاتم النبین صفت نبوت میں ان کے لیے خاتم ہیں بمعنی مہر ہیں صحابہ کا اس پر اجماع ہے کہ محمد ﷺ آخری نبی اور آخری رسول ہیں یہ بات صحابہ میں جانی پہچانی تھی اور بعد کے زمانوں میں بھی تواتر کے ساتھ چلتی آرہی ہے اسی لیے صحابہ نے مسیلمہ اور اسود عنسی کو کافر کہنے میں کوئی تردد نہیں کیا تو یہ بات ضروریات دین میں سے ہوئی لہذا جو اس کا انکار کرے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

اس تحریر میں صرف چند معتبر و مشہور تفاسیر پر ہی اکتفا کیا ہے جبکہ اہل سنت کی تمام تفاسیر میں خاتم النبین کا یہی معنی بتایا گیا ہے قادیانیوں کا اس سے اختلاف اجماع امت کو توڑنے والا نہیں ہے کیونکہ ان کا اختلاف یہود و نصاری کے اسلام کے اختلاف کی مثل ہے۔

تیسرا باب

تحقیقات

مختار ثقفی کا دعویٰ نبوت (قسط 2)

از قلم: مفتی محمد داؤد رضوی

خادم التدریس والافتاء جامعہ غوثیہ رضویہ (فتح جنگ)

"احادیث مبارکہ کی تشریح میں مختار ثقفی کے دعویٰ نبوت کی بابت ائمہ اعلام وعلماء اسلام کی تصریحات"

قارئین کرام! **اولاً:** ذکر کردہ احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام کی تشریح وتوضیح میں بیان کردہ محدثین کرام کی تصریحات ذکر کی جائیں گی۔

(۱) محدث جلیل امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۹۷ھ حدیث اول وثانی کی شرح میں راقم ہیں:

"قال ابو عیسی یقال الکذاب المختار بن ابی عبید والمبیر الحجاج بن یوسف"

بیان کیا جاتا ہے کہ کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے اور ظالم اور مفسد سے مراد حجاج بن یوسف ہے۔

(سنن الترمذی، صفحہ ۵۳۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۲) امام اجل علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۴۴ھ ذکر کردہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

"یکون فی ثقیف کذاب ومبیر فرأوھما الحجاج والمختار"

یعنی علماء کی ان کے متعلق یہ رائے ہے کہ مبیر ظالم سے مراد حجاج بن یوسف ہے اور کذاب سے مراد مختار ثقفی ہے۔ (شفاء شریف مع نسیم الریاض، صفحہ ۱۶۹، جلد ۳، ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان)

دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

"تا ولو الکذاب المختار بن ابی عبید والمبیر الحجاج بن یوسف و بھذا فسر الحدیث ابو عیسی الترمذی وھو مفھوم الحدیث فی مسلم" (مشارق الانوار، فصل الاختلاف والوھم، صفحہ ۱۰۴، جلد ۱، دار التراث بیروت)

(۳) امام شیخ ابوالحسن علی بن محمد الماوردی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۵۰ھ حدیث اول کے تحت لکھتے ہیں:

"اما الکذاب فقد رایناہ تعنی المختار واما المبیر فانت"

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں بہر حال کذاب وہ تو ہم نے مختار ثقفی دیکھ لیا اور ظالم اے حجاج تو ہی ہے۔ (اعلام النبوۃ، الباب الثانی عشر، صفحہ ۱۰۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۴) امام المحدثین ابوبکر احمد بیہقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۵۸ھ حدیث اول، دوم چہارم پر تبصرہ کرتے ہوئے راقم ہیں:

"و قد شهد جماعة من اكابر التابعين على المختار بن ابى عبيد بما كان يستبطن و اخبر بعضهم بانه من جملة الكذابين الذين اخبر النبى صلى الله عليه وآله وسلم بخروجهم بعده"

اکابر تابعین کرام علیہم الرضوان کی ایک جماعت نے اس بات پر گواہی دی ہے کہ مختار بن ابی عبید اپنے دل میں دعوی (نبوت) چھپاتا تھا اور ان سے میں بعض نے خبر دی ہے کہ مختار ثقفی بھی ان کذابوں، مدعیان نبوت سے ایک ہے جن کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے مابعد نکلنے کی خبر دی تھی۔

(دلائل النبوۃ، صفحہ ۴۲۵، جلد ۶، دار الحدیث قاھرہ)

(۵) محی السنہ، امام حسین بن مسعود الفراء البغوی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۱۰ھ حدیث ثانی کے تحت رقمطراز ہیں

"ان فی ثقیف کذابا و مبیرا قیل الکذاب هو المختار بن ابی عبید و المبیر الحجاج بن یوسف"

(الانوار فی شمائل النبی المختار، باب اخر من علامات نبوتہ ﷺ فی ظھور راخ تحت رقم الحدیث ۹۸، صفحہ ۵۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

آپ دوسری جگہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"هذا الحديث صحيح اخرجه مسلم من رواية اسماء بنت ابى بكر قيل: الكذاب هو المختار بن ابى عبيد، والمبير: الحجاج بن يوسف" **(شرح السنہ، باب تحریم اللعب بالنرد رقم الحدیث ۳۴۲۸۷، صفحہ ۳۰۸، جلد ۱۳، المکتب الاسلامیہ دمشق بیروت)**

(۶) قدوۃ المحدثین امام ابوزکریا یحی بن شرف النووی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۶۷۶ھ حدیث اول کے تحت لکھتے ہیں

"(فرايناه) يعنى به المختار بن ابى عبيد الثقفى كان شديد الكذب و من اقبحه ادعى ان جبريل ياتيه و اتفق العلماء على ان المراد باالكذاب هنا المختار بن ابى عبيد و بالمبير الحجاج بن يوسف، والله اعلم"

حضرت اسماء فرماتی ہیں ہم نے کذاب کو دیکھ لیا اس سے آپ کی مراد مختار بن ابی عبید ثقفی تھا اس کی قباحتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے یہ دعوی کیا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں (دعوی نبوت کیا تھا) علماء کا

اس بات پر اتفاق ہے کہ کذاب سے مراد یہاں مختار بن ابی عبید ہے اور مبیر یعنی ظالم اور فسادی سے مراد حجاج بن یوسف ہے واللہ اعلم۔ (شرح مسلم کتاب فضائل صحابہ تحت رقم الحدیث ۲۵۴۵ صفحہ ۸۶ جلد ۱۵ دار الغد الجدید قاھرہ)

(۷) صاحب مشکوۃ المصابیح علامہ محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۱ھ حدیث ثانی کے تحت لکھتے ہیں:

"قال عبداللہ بن عصمہ یقال الکذاب ھو المختار بن ابی عبید و المبیر ھو الحجاج بن یوسف"

(مشکوۃ المصابیح، تحت رقم الحدیث ۵۷۳۸، صفحہ ۵۶۰، جلد ۲، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

(۸) شرف الدین امام حسین بن محمد الطیبی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۷۴۳ھ حدیث ثانی کے تحت لکھتے ہیں:

"کذاب و مبیر: اشار بالکذاب الی المختار بن ابی عبید بن مسعود الثقفی"

کذاب سے اشارہ مختار ثقفی کی طرف ہے۔ (شرح الطیبی، کتاب المناقب، برقم الحدیث ۵۹۹۳، صفحہ ۲۱۳، جلد ۷، ادارۃ القرآن کراچی)

(۹) امام محمد بن خلیفۃ الوشتانی الابی رحمہ اللہ متوفی ۸۲۸ھ حدیث اول کے تحت لکھتے ہیں:

"فرأیناہ" تعنی بالکذاب المختار بن ابی عبید الثقفی فانہ تنبأ و تبعہ ناس حتی اھلکہ اللہ تعالی۔

یعنی ہم نے اسے دیکھ لیے ہے کذاب سے آپ کی مراد مختار بن ابی عبید ثقفی ہے کیونکہ یقینا اس نے نبوت کا دعوی کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہوئے حتی کہ اللہ تعالی نے اس کو ہلاک کر دیا۔

(اکمال اکمال المعلم صفحہ ۴۷۹ جلد ۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۱۰) امام محمد بن محمد بن یوسف السنوسی قدس سرہ القوی ۸۹۵ھ لکھتے ہیں:

تعنی بالکذاب المختار بن عبید الثقفی فانہ تنبأ و تبعہ ناس حتی اھلکہ اللہ تعالی۔

(مکمل اکمال الاکمال صفحہ ۴۷۹ جلد ۸ دار الکتب العلمیہ)

(۱۱) جلال الملۃ و الدین، حضرت امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ حدیث ثانی کے تحت لکھتے ہیں

"اشار بالکذاب الی المختار بن ابی عبید الثقفی الذی ادعی النبوۃ" قوت المغتزی۔

(ابواب المناقب، صفحہ ۱۰۵۱، جلد ۲، مطبوعہ سعودیہ)

(۱۲) علامہ محمد بن ابوبکر المعروف بابن الاشجر المغیمی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۹۱ھ حدیث حضرت اسماء کی

شرح میں لکھتے ہیں:

"قال الترمذی فی السنن: الکذاب المختار بن ابی عبید والمبیر الحجاج بن یوسف۔۔۔قال النووی: اتفق العلماء علی ان المراد بالکذاب ھنا المختار بن ابی عبید وکان شدید الکذب ومن اقبحہ دعواہ ان جبریل کان یاتیہ، قال الشمنی: وکان المختار والیّا علی الکوفۃ وکان یلقب بکیسان والیہ تنسب الکیسانیۃ وکان خارجیا ثم صار شیعیا الخ"۔

(شرح بہجۃ المحافل، صفحہ ۶۴، جلد ۱، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ وایضاً فی المجلد الثانی فصل واما ما اخبر بہ من الغیوب، **صفحہ ۲۵۴، جلد ۲)**

(۱۳) شیخ حسین بن محمد الدیار بکری شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۶۶ھ حدیث اول کے تحت رقمطراز ہیں:

"قال ابو عمرو: والکذاب فیما یقولون المختار بن ابی عبید الثقفی"

ابوعمرو نے فرمایا کہ کذاب کے متعلق علماء فرماتے ہیں وہ مختار بن ابی عبید ثقفی ہے۔

(تاریخ خمیس، الفصل الثانی من الخاتمۃ، صفحہ ۳۷۷، جلد ۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"وکان المختار بن ابی عبید الثقفی الکذاب قد ظھر بالعراق والتفت علیہ الشیعۃ، وکان یدعی ان جبریل ینزل علیہ"

مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب نے عراق پر غلبہ پایا اور اسکی طرف شیعہ متوجہ ہوئے اور وہ دعوی کرتا تھا کہ اس پر حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوتے ہیں۔ **(تاریخ خمیس، صفحہ ۳۷۷، جلد ۳)**

(۱۴) فخر المحدثین امام ملا علی قاری رحمہ الباری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ مشکوۃ شریف میں ذکر کردہ (یقال، الکذاب ھو المختار بن ابی عبید) کے تحت لکھتے ہیں:

"بالتصغیر ھو ابن مسعود الثقفی۔۔۔۔وقیل کان یبغض علیاً وقیل کان یدعی النبوۃ بکوفۃ فسمی کذابا ومن جملۃ کذبہ دعواہ ان جبریل یاتیہ بالوحی ذکرہ الملک۔۔۔۔۔۔ وانما کانت امارتہ ستۃ عشر شھراً ویقال کان فی امرہ خارجیاً ثم صار زبیریا ثم صار رافضیا وکان یضمر بغض علی کرم اللہ تعالی وجھہ"

کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید جو کہ تصغیر کے ساتھ اور وہ یعنی ابوعبید مسعود ثقفی کا بیٹا ہے اور کہا گیا ہے کہ مختار ثقفی حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا اور کوفہ میں نبوت کا دعوی کرتا تھا اور اسی وجہ سے اس کا نام کذاب رکھا گیا اس

کےمن جملہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹ اس کا یہ دعوی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس کے پاس وحی لاتے تھے امام مالک نے اس کا ذکر کیا ہے۔۔۔۔اس کی حکومت سولہ مہینے تھی کہا جاتا ہے کہ وہ شروع شروع میں خارجی تھا پھر زبیری ہوا پھر رافضی ہو گیا اور وہ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے دل میں بغض رکھتا تھا۔
(مرقاۃ المفاتیح، کتاب المناقب، صفحہ ۱۴۰، ۱۴۱، جلد ۱۱، مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ)
آپ اپنی دوسری کتاب شفاء کی شرح میں لکھتے ہیں
"(فرأوهما الحجاج والمختار)ای فرأى السلف ان احدهما الحجاج وهو بفتح الحاء كليب بن يوسف والاخر المختار بن ابی عبيد وان الثانی هو الكذاب والاول هو المبير لف و نشر مشوش ۔۔۔وقال الترمذی فی جامعه و يقال الكذاب المختار والمبير الحجاج ۔۔۔واما المختار فهو الكذاب حيث زعم ان اتاه بوحی الكتاب۔۔۔قال النووی فی شرح مسلم واتفق العلماء على ان المراد بالكذاب المختار ابن ابی عبيد وبالمبير الحجاج بن يوسف انتهى و كان المختار واليا على الكوفة و لقبه كيسان واليه ينسب الكيسانية كان خارجيا ثم صار زبيريا ثم صار شيعيا"
(شرح شفاء، صفحہ ۶۹، جلد ۳، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)
(۱۵) سند المحدثین علامہ محمد عبد الرؤف المناوی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۳۱ھ حدیث اول کے تحت لکھتے ہیں:
"(كذابا) هو المختار بن ابی عبيد بن مسعود الثقفی۔۔۔۔ قال المصنف اتفقوا على ان المراد بالكذاب هنا المختار بن عبيد المدعی النبوة ان جبريل عليه السلام يا تيه قتله ابن زبير"
کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید بن مسعود ثقفی ہے۔۔۔مصنف (امام سیوطی) نے فرمایا کہ علماء نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ کذاب سے مراد یہاں مختار بن ابی عبید ہے جو کہ مدعی نبوت تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اسکے پاس آتے ہیں حضرت ابن زبیر نے اسے قتل کیا۔(فیض القدیر، حرف الالف، صفحہ ۲۴۹، ۲۵۰، جلد ۳، دار الحدیث قاھرہ)
آپ حدیث ثانی وثالث کے تحت لکھتے ہیں:
"(كذاب) قيل: هو المختار بن عبيد الذی زعم ان جبريل يا تيه بالوحی"
(فیض القدیر، حرف الفاء، صفحہ ۶۹، جلد ۶، دار الحدیث قاھرہ)
(۱۶) علامہ نور الدین علی حلبی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۴۴ھ حدیث اول کے تحت راقم ہیں:

”اما الکذاب فقد رایناہ تعنی المختار بن ابی عبید الثقفی والی العراق“

(السیرۃ الحلبیہ، باب بنیان الکعبۃ، صفحہ ۲۵۴، جلد ۱، دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۱۷) شیخ محقق، برکۃ المصطفی فی الھند شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ حدیث ثانی کے تحت صاحب مشکوۃ کی عبارت پر تبصرہ کرتے ہوئے راقم ہیں

”(قال عبداللّٰه بن عصمة) تابعی حجازی ست ثقه گفت در تعین کذاب و مبیر یقال الکذاب هوالمختار گفته میشود یعنی علماء میگویند که مراد بکذاب مختار بن ابی عبید بضم عین والمبیر هوالحجاج بن یوسف و مبیر حجاج ظالم مشهور است“

ثقہ حجازی تابعی عبداللہ بن عصمہ نے کذاب ومبیر کی تعیین میں فرمایا کہ کہا جاتا ہے کہ کذاب سے مراد مختار ہے یعنی علماء فرماتے ہیں کہ کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید (عبید ضمہ کے ساتھ ہے) اور مبیر سے مراد حجاج مشہور ظالم ہے۔(اشعۃ اللمعات، کتاب الفتن، صفحہ ۶۳۶، جلد ۴، المکتبۃ الرشیدیہ کوئٹہ)

حدیث اول کے ترجمہ میں بھی آپ نے یہی بات لکھی ہے

”واما الکذاب فرأیناہ اما کذاب پس دیدیم ما اولا اشارتست بمختار بن ابی عبید“

(اشعۃ اللمعات، صفحہ ۶۴۰، جلد ۴)

(۱۸) علامہ علی بن احمد العزیزی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۷۰ھ حدیث اول کے تحت راقم ہیں:

”(کذابا) هوالمختار بن ابی الثقفی کان شدیداً الکذب و من اقبح دعواہ ان جبریل یاتیه قال العلقمی و فی ایام ابن الزبیر کان خروج المختار الکذاب الذی ادعی النبوۃ فجهز ابن الزبیر لقتاله الی ان ظفر به فی سنة سبع و ستین و قتله“(السراج المنیر شرح جامع صغیر، صفحہ ۵۱۴، جلد ۱، دار النوادر لبنان)

دوسری اور تیسری حدیث کی شرح میں رقمطراز ہیں

”(کذابا) قال المناوی قیل هوالمختار ابن عبید الزاعم ان جبریل یاتیه“(السراج المنیر، صفحہ ۲۳، جلد ۳)

(۱۹) علامہ محمد بن سالم الحفنی متوفی ۱۰۸۱ھ شرح جامع صغیر میں حدیث اول کے تحت لکھتے ہیں:

”(قوله کذابا) هوالمختار ادعی النبوۃ و مبیراً ای مهلکاً۔(حاشیۃ الحفنی صفحہ ۵۱۴ جلد ۱ دار النوادر)

دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

(قولہ کذابا) اسمہ المختار ادعی النبوۃ "(حاشیۃ الحفنی، صفحہ ۲۳، جلد ۳)

(۲۰) علامہ قاضی شہاب الدین احمد خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۰۶۹ھ شرح شفاء حدیث اسماء کے تحت راقم ہیں:

"والکذاب ھو (المختار) بن ابی عبید الثقفی بن مسعود بن عمر بن عمر ففی عبارتہ لف و نشر مشوش وابوہ اسلم فی حیاۃ النبی ﷺ و لم یرہ فلم یعد من الصحابۃ والمختار ھذا کان یزعم ان جبریل یاتیہ ۔۔۔۔۔ و یزعم انہ یوحی الیہ ولہ کرسی یضاھی بہ تابوت بنی اسرائیل فھو ضال مضل واستمد علی ذالک مرۃ حتی قتلہ مصعب بن الزبیر وامر الحجاج اشھر من ان یذکر"

یعنی کذاب سے مراد وہ مختار بن ابی عبید ثقفی بن مسعود بن عمر بن عمر ہے شفاء کی عبارت میں لف ونشر غیر مرتب ہے مختار ثقفی کا والد حضور نبی پاک ﷺ کی ظاہری حیات طیبہ میں اسلام لے آیا تھا اس نے آپ ﷺ کی زیارت نہیں کی اس وجہ سے وہ صحابہ میں شمار نہیں ہوا۔ اور مختار ثقفی کا یہ (باطل) گمان تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس کے پاس آتے تھے ۔۔۔ اور یہ بھی گمان کرتا تھا کہ اسے وحی کی جاتی ہے اور اس کی ایک کرسی تھی جسے وہ تابوت بنی اسرائیل کے مشابہ قرار دیتا تھا۔ وہ گمراہ اور گمراہ گر تھا اور اسی حالت پر ایک مدت تک رہا یہاں تک کہ مصعب بن زبیر نے اسے قتل کر دیا اور حجاج کا معاملہ تو اس سے بھی زیادہ شہرت والا ہے کہ اسکا ذکر کیا جائے۔

(نسیم الریاض، صفحہ ۱۶۹، ۱۷۰، جلد ۳، ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان)

(۲۱) علامہ عبد الباقی زرقانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۲۲ھ حدیث رابع کے تحت راقم ہیں:

"ثم کان اول من خرج بعدھم المختار بن ابی عبید الثقفی، غلب علی الکوفۃ فی اول خلافۃ ابن الزبیر فاظھر محبۃ اھل البیت و دعاء الناس الی طلب قتلۃ الحسین فتبعھم فقتل کثیرا ممن باشر ذالک او اعان علیہ فاحبہ الناس ثم زین لہ الشیطان فادعی النبوۃ و زعم ان جبریل یاتیہ"

یعنی پھر ان مدعیان نبوت میں سے مسیلمہ وغیرہ کے بعد سب سے پہلے مختار بن ابی عبید ثقفی ظاہر ہوا اس نے ابن زبیر کی خلافت کے شروع شروع میں کوفہ پر غلبہ پایا اور محبت اہلبیت کرام ظاہر کی اور لوگوں کو قاتلین امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بلایا لوگوں نے اسکی پیروی کی اور کثیر قاتلوں کو قتل کر ڈالا یا اس پر اس کی مدد کی اور لوگ اس سے محبت کرنے لگے تو پھر شیطان نے اس کے لیے مزین کیا تو اس نے دعوی نبوت کر ڈالا اور گمان کیا کہ (معاذ اللہ) اس کے پاس حضرت جبریل آتے ہیں۔ (شرح زرقانی، صفحہ ۱۷۳، جلد ۱۰، لاہور)

"مختار ثقفی کے کذاب ہونے پر سادات کرام کی تصریحات"

(۲۲) علامہ سید محمد بن عبد الرسول برزنجی حسینی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۱۰۳ھ رقمطراز ہیں:

"وخرج المختار فی زمن ابن الزبیر و عبد الملک فان کان یدعی انه یوحی الیه ویکتب فی مکاتبه (من المختار رسول اللہ) وحکایاته ووقائعه وفتنته کثیرة شهیرة۔۔۔وعن اسماء رضی اللہ عنہا یخرج من ثقیف ثلاثه :الذیال ، والکذاب والمبیر رواه نعیم بن حماد و فی روایة یخرج من ثقیف کذاب و مبیر قالوا الکذاب هو مختار بن ابی عبید والمبیر هو الحجاج بن یوسف الثقیفان"

اور مختار (ثقفی) ابن زبیر اور عبد الملک کے زمانہ میں نکلا بیشک وہ دعوی کرتا تھا کہ اسے وحی کی جاتی ہے اور اپنے خطوط میں لکھتا" من المختار رسول اللہ "اللہ کے رسول مختار کی طرف سے (معاذ اللہ) اسکی حکایات، واقعات کثیر ہیں اور مشہور ہیں۔۔۔حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ثقیف سے تین شخص نکلیں گے متکبرہ کذاب، اور ظالم فسادی اسے نعیم بن حماد نے روایت کیا، اور ایک روایت میں ثقیف سے کذاب اور ظالم ہوگا۔علماء نے فرمایا کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید ہے اور مبیر سے مراد حجاج بن یوسف ہے یہ دونوں ثقفی ہیں۔

(الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، صفحہ ۱۰۰، ۱۰۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

(۲۳) علامہ سید احمد بن زینی دخلان مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۰۴ھ لکھتے ہیں:

"وروی مسلم والبیهقی انه قال یکون فی ثقیف کذاب و مبیر ای مهلک یکثر القتل. قال العلماء ان المراد بهما الحجاج والمختار بن ابی عبید. قال النووی !اجمع العلماء علی ان المبیر هو الحجاج: والکذاب هو المختار بن ابی عبید الثقفی، کان یزعم ان جبریل یاتیه و کان یتکهن و یزعم انه یوحی الیه و کان له کرسی یضاهی به تابوت بنی اسرائیل فهو ضال و کان فی اول امره یظهر الصلاح والتنسک و یزعم انه یاخذ بثار الحسین حتی استحوذ علی الکوفة و قتل خلقا کثیرا واستمر علی ذالک حتی قتله مصعب بن الزبیر واما الحجاج فامره اشهر من ان یذکر" (ترجمہ گزر چکا ہے) **(السیرۃ النبویۃ، من معجزاتہ، صفحہ ۳۰۱، جلد ۲، مکتبہ اسامہ بن زید، سوریۃ)**

(۲۴) علامہ سید یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ شافعی متوفی ۱۳۵۰ھ راقم ہیں:

"اخباره بالحجاج بن یوسف والمختار بن عبید الثقفیین اخرج مسلم عن اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا انها قالت الحجاج سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان فی ثقیف کذابا و مبیراً فاما الکذاب فقد رایناه واما

المبیر فلا اخالک الا ایاہ، الکذاب ھو المختار بن عبید"

(حجۃ اللہ علی العالمین، صفحہ ۳۹۹، قدیمی کتب خانہ کراچی)

تنبیہ نبیہ:

قارئین کرام! گزشتہ عبارات سے اگرچہ یہ حقیقت واضح ہو رہی ہے کہ کذاب سے مراد دعوی نبوت ہے محض جھوٹ ہی مراد نہیں ہے۔ چنانچہ علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ ثلاثون کذاباً کی تشریح میں راقم ہیں:

"والمراد بالکذب فیھم کذب مخصوص وھو ادعاء النبوۃ وقد وقع ھذا بعدہ من الرجال"

یعنی کذب (جھوٹ) سے مراد مخصوص کذب ہے اور وہ دعوی نبوت ہے اور یہ حضور ﷺ کے بعد کئی لوگوں سے واقع ہو چکا ہے۔ (نسیم الریاض، صفحہ ۱۷۴، جلد ۳، ادارۃ تالیفات اشرفیہ ملتان)

"احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کی تشریحات میں ذکر کردہ علماء کرام کی تصریحات کا خلاصہ"

بیان کردہ احادیث نبویہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام کی تشریح میں مختار ثقفی کے دعویٰ نبوت کے متعلق ذکر کردہ عبارات علماء کرام کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

(۱) احادیث مبارکہ میں جس ثقفی کذاب کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد بالاتفاق مختار بن ابی عبید ثقفی ہی ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ ان عبارات سے عیاں ہو رہا ہے۔

" واتفق العلماء علی ان المراد بالکذاب ھھنا المختار بن ابی عبید "شرح مسلم، شرح بھجۃ المحافل، شرح شفاء وغیرہ۔ "اتفقوا علی ان المراد بالکذاب ھھنا المختار بن ابی عبید" وغیرہ

(۲) اجلہ علماء اسلام نے کذاب کی تشریح میں اس بات کی بھی تصریح فرمائی ہے ہے کہ مختار ثقفی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا جس پر ذکر کردہ عباراتِ علماء واضح طور پر دلالت کر رہی ہیں۔ مثلاً:

"ومن اقبحہ ادعی ان جبریل علیہ السلام یاتیہ، الذی ادعی النبوۃ، کان یدعی النبوۃ، المدعی النبوۃ، فادعی النبوۃ وزعم ان جبریل یاتیہ، کان یدعی انہ یوحی الیہ" وغیرہ

(۳) اکابر تابعین کرام میں سے جناب عبداللہ بن عصمہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جن کذابوں کے خروج کے متعلق حضور نبی کریم ﷺ نے خبر دی تھی ان کذابوں (یعنی مدعیانِ نبوت) میں سے ایک مختار ثقفی بھی

ہے۔

(۴) جلیل القدر علماء اسلام نے مختار ثقفی کو رافضی (کٹر شیعہ) اور اس کے دعوی نبوت کی وجہ سے ضال مضل گمراہ، گمراہ گر قرار دیا اور اس بات کی تصریح فرمائی اس کذاب کو ۶۷ ہجری میں حضرت مصعب بن زبیر نے واصل بجہنم کیا۔ **والحمدللہ علی ذالک**۔

"مختار ثقفی کے کذاب مدعیٔ نبوت ہونے کے متعلق صحابہ وتابعین کرام کے ارشادات"

صحابہ کرام حضرات تابعین علیہم الرضوان نے مختار ثقفی کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ یہ دعوی کرتا تھا کہ اسے وحی آتی تھی اور اس کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام وحی لاتے تھے وغیرہ ذالک من خرفاته الباطله۔ جس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے وہ نبوت کا دعوی کرتا تھا

(۱) "وعن ابی اسحاق قال: قلت لعبداللّٰہ بن عمر: ان المختار یزعم انه یوحی الیه قال صدق وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم "رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجاله رجال الصحیح۔

ابواسحاق سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ مختار یہ گمان کرتا ہے کہ اسے وحی کی جاتی ہے تو آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا کیوں کہ شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔

(المعجم الاوسط رقم الاثر ۹۲۴، صفحہ ۲۸۳، جلد ا، دار الحرمین قاھرہ۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، رقم الاثر ۱۲۴۸۸، صفحہ ۴۵۴، جلد ۷، دار الکتب العلمیہ بیروت۔ الدرالمنثور، سورۃ الانعام، رقم الایۃ ۱۲۱، صفحہ ۷۵، جلد ۳، مکتبۃ الرحاب قاھرہ۔ تفسیر ابن کثیر سورۃ الانعام، تحت الایۃ ۱۱۲، صفحہ ۷۵، جلد ۳، المکتبہ الحقانیہ پشاور)

"عن عبداللّٰہ بن عمر انه کان عنده رجل من اهل الکوفة فجعل یحدثه عن المختار فقال ابن عمر ان کان کما تقول فانی سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول ان بین یدی الساعة ثلاثین دجالا کذابا"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی اہلِ کوفہ میں سے حاضر تھا تو وہ مختار ثقفی کے متعلق کچھ باتیں بتانے لگا تو آپ نے فرمایا جس طرح تو کہتا ہے اگر وہ ایسے ہی ہے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے بے شک قیامت کے درمیان تیس جھوٹے دجال ہوں گے۔ **(مسند امام احمد، صفحہ ۱۱۸، جلد ۲، دار الفکر بیروت۔ مجمع الزوائد، کتاب الفتن، رقم الاثر ۱۲۴۸۴، صفحہ ۴۵۳، جلد ۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)**

(۲) "واخرج ابن ابی حاتم عن ابی زمیل قال کنت قاعداً عند ابن عباس وحج المختار بن ابی عبید فجاء رجل فقال: یا ابا عباس زعم ابو اسحاق انه اوحی الیه اللیلة فقال ابن عباس: صدق

فنفرت و قلت یقول ابن عباس صدق۔۔۔!فقال ابن عباس هما وحیان وحی اللہ ووحی الشیطان فوحی اللہ الی محمد ووحی الشیطان الی اولیائہ ثم قرأ (وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم"

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوزمیل سے روایت کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور مختار بن ابی عبید نے حج کیا ایک آدمی آیا تو اس نے کہا کہ اے ابن عباس! ابواسحاق نے گمان کیا ہے کہ رات کے وقت اسے وحی کی جاتی ہے تو یہ بات سن کر حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا تو میں وہاں سے بھاگ پڑا اور کہنے لگا کہ ابن عباس کہتے ہیں کہ اس نے سچ کہا۔۔تو حضرت ابن عباس نے فرمایا وحی دو قسم کی ہے۔ایک منجانب اللہ وحی اور دوسری من جانب الشیطان وحی ہے پس اللہ تعالی کی وحی تو حضرت محمد ﷺ کی طرف تھی اور شیطان کی وحی اپنے دوستوں کی طرف ہوتی ہے اور پھر آپ نے یہ آیت پڑھی"وان الشیطین لیوحون الی اولیئهم۔

(تفسیر درمنثور سورۃ الانعام، صفحہ ۸۵، جلد ۳، قاھرہ۔تفسیر ابن کثیر، سورۃ الانعام، صفحہ ۸۱، جلد ۳، پشاور)

(۳) عن سعید بن وھب قال کنت عند عبداللہ بن الزبیر فقیل له: ان المختار یزعم انه یوحی الیہ فقال: صدق ثم تلی، (هل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تنزل علی کل افاک اثیم)

حضرت سعید بن وھب سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس تھا تو آپ سے عرض کیا گیا کہ مختار ثقفی گمان کرتا ہے کہ اسے وحی کی جاتی ہے تو آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر یہ آیت تلاوت کی۔"کیا میں تمہیں بتادوں کہ اس پر شیطان اترتے ہیں ہر بڑے بہتان والے گناہ گار پر"۔ **(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الامراء، رقم الاثر ۳۱، صفحہ ۲۵۳، جلد ۷، مکتبہ امدادیہ ملتان۔تفسیر درمنثور، سورۃ الشعراء تحت الایہ ۲۲۱، صفحہ ۱۹۱، جلد ۵، قاھرہ)**

"وروی عن عبداللہ بن الزبیر انه قیل له: ان المختار یقول: یوحی الیّ فقال: صدق ان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم" **(تفسیر الجامع لاحکام القرآن للقرطبی، سورۃ الانعام، صفحہ ۷۰، جلد ۴، دارالحدیث قاھرہ۔بحر العلوم، سورۃ الانعام، صفحہ ۵۱۰، جلد ۱، المکتبہ الحقانیہ پشاور)**

(۴) عن انیسة بنت زید ابن ارقم ان زید بن ارقم دخل علی المختار فقال یا ابا عامر، لو سبقت رأیت جبریل و میکائیل قال: حقرت و نقرت انت اهون علی اللہ من ذالک کذاب مفتر علی اللہ و رسوله"

حضرت انیسہ بنت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ مختار پر داخل ہوئے تو اس نے کہا اے ابو عامر اگر آپ جلدی آتے تو حضرت جبریل ومیکائیل کو دیکھتے تو آپ نے فرمایا تو ذلیل ہو چکا ہے تو نے عیب اور تہمت

لگائی تو اللہ تعالی کے نزدیک انتہائی زیادہ ذلیل ہے جھوٹا اور اللہ و رسول پر افتراء گھڑنے والا ہے۔(المعجم الکبیر، رقم الاثر ۵۱۲۷، صفحہ ۲۱۲، جلد ۵، مکتبہ ابن تیمیہ قاهرہ۔مجمع الزوائد، کتاب الفتن، رقم الاثر ۱۲۴۸۷، صفحہ ۴۵۴، جلد ۷، دارالکتب العلمیہ بیروت۔البدایۃ والنہایۃ، ترجمۃ المختار، صفحہ ۶۹۴، جلد ۴، المکتبۃ الحقانیہ پشاور)

(۵) وروی ابن ابی حاتم، عن عکرمة قال قدمت علی المختار فاکرمنی وانزلنی حتی کاد یتعاهد بیتی باللیل قال: فقال لی: اخرج الی الناس فحدث الناس قال: فخرجت فجاء رجل فقال ما تقول فی الوحی؟ فقلت: الوحی وحیان، قال اللہ تعالی (بما اوحینا الیک هذا القرآن) وقال تعالی (شیطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا) قال (فهموا ان یاخذونی) فقلت مالکم ذاک انی مفتیکم وضیفکم فترکونی وانما عرض عکرمة بالمختار وهوا ابن ابی عبید قبحه اللہ وکان یزعم انه یاتیه الوحی وقد کانت اخته صفیة تحت عبداللہ بن عمر وکانت من الصالحات ولما اخبر عبداللہ بن عمر ان المختار یزعم انه یوحی الیه، قال صدق اللہ تعالی (وان الشیطین لیوحون الی اولیائهم) وقوله تعالی (یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا)"

ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عکرمہ نے کہا کہ میں مختار (ثقفی) کے پاس گیا اور اس نے میری مہمان نوازی کی اور رات میں مجھے اپنے ہاں ٹھہرایا آپ فرماتے ہیں پھر اس نے مجھ سے کہا لوگوں کی طرف جاؤ اور انہیں حدیث سناؤ تو میں لوگوں کی طرف گیا تو ایک آدمی آیا اس نے (مجھ سے) کہا تم وحی کے بارے کیا کہتے ہو میں نے کہا وحی کی دو قسمیں ہیں اللہ تعالی نے فرمایا (بما اوحینا الیک هذا القرآن) یعنی یہ قرآن ہم نے تمہاری طرف وحی کی ہے اور یہ بھی اللہ تعالی نے فرمایا "شیطین الانس والجن یوحی بعضهم الی بعض زخرف القول غرورا" آدمیوں اور جنوں میں کے شیطان کہ ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے بناوٹ کی بات دھوکے کو۔(اتنی بات کرنی تھی) کہ انہوں نے مجھ پر حملہ کر دیا اور مجھے مارنے کا ارادہ کیا تو میں نے کہا تمہیں یہ کیا ہو گیا ہے میں تو تمہیں مسئلہ بتا رہا ہوں اور تمہارا مہمان ہوں تو انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔حضرت عکرمہ نے یہی چیز مختار پر پیش کی تھی اور وہ ابن ابی عبید ہے خدا اس کا برا کرے وہ یہ گمان کرتا ہے اس کے پاس وحی آتی ہے اسکی بہن صفیہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور نیک عورت تھی جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو خبر دی گئی کہ مختار یہ گمان کرتا ہے کہ اسے وحی کی جاتی ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سچ فرمایا ہے۔"وان الشیاطین لیوحون الی اؤلیائهم" بے شک شیطان اپنے دوستوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں اور ارشاد باری تعالی ہے "یوحی

بعضھم الی بعض زخرف القول غرورا "(شیطان) کے ان میں ایک دوسرے پر خفیہ ڈالتا ہے۔(تفسیر ابن کثیر، سورۃ الانعام، صفحہ ۷۵، جلد ۳، المکتبۃ الحقانیہ پشاور۔ البدایۃ والنھایۃ، ترجمۃ المختار بن ابی عبید، صفحہ ۶۹۳، جلد ۴، المکتبۃ الحقانیہ پشاور)

(۶) "فروی ابو داؤد الطیالسی باسناد صحیح عن رفاعۃ بن شداد قال کنت ابطن شی بالمختار فدخلت علیہ یوماً فقال دخلت وقد قام جبریل قبل من ھذا الکرسی، وروی یعقوب بن سفیان باسناد حسن عن الشعبی ان الاخنف بن قیس اراہ کتاب المختار الیہ یذکر انہ نبی، وروی ابو داؤد فی السنن من طریق ابراھیم النخعی قال قلت بعبیدۃ بن عمرو : اتری المختار منھم؟ قال اما انہ من الرؤس"

امام ابوداؤد طیالسی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت رفاعۃ بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا میں مختار ثقفی کے بارے میں اپنے دل میں ایک چیز مخفی رکھتا تھا تو ایک دن میں اس کے پاس گیا تو اس نے کہا تو آیا ہے کہ ابھی تھوڑی دیر پہلے اس کرسی سے حضرت جبریل علیہ السلام اٹھ کر گئے ہیں، اور یعقوب بن سفیان نے سند حسن کے ساتھ حضرت امام شعبی سے روایت کی ہے کہ حضرت احنف بن قیس نے انہیں وہ خط دکھایا جو مختار نے ان کی طرف بھیجا تھا جس میں اس نے ذکر کیا ہے کہ وہ نبی ہے (معاذ اللہ) اور امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں حضرت ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا میں نے حضرت عبیدہ بن عمرو سے کہا آپ کی کیا رائے مختار کے متعلق (تو آپ نے فرمایا یہ بھی ان تیس کذابوں میں سے ایک ہے بلکہ) یہ تو ان کا سردار ہے۔(فتح الباری، کتاب المناقب، تحت رقم الحدیث ۳۶۰۹، واللفظ لہ، صفحہ ۲۸۳، جلد ۸، دار طیبہ سعودیہ۔ شرح زرقانی علی المواھب، صفحہ ۱۷۳، جلد ۱۰، النوریۃ الرضویۃ لاہور)

"عن رفاعۃ بن شداد قال کنت ابطن شی بالمختار یعنی الکذاب قال : فدخلت علیہ ذات یوم فقال : دخلت وقد قام جبریل قبل من ھذا الکرسی قال فاھدیت الی قائم السیف فقلت ما انتظر ان امشی بین راس ھذا و جسدہ؟ حتی ذکرت حدیثا حدثنیہ عمرو ابن الحمق الخراعی ان النبی ﷺ قال اذا امن الرجل الرجل علی دمہ ثم قتلہ رفع لہ لواء الغدر یوم القیمۃ فکففت عنہ"

حضرت رفاعۃ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں مختار یعنی کذاب کے متعلق دل میں ایک چیز مخفی رکھتا تھا ایک دن میں اس پر داخل ہوا تو اس نے کہا حالانکہ ابھی اس کرسی سے حضرت جبریل اٹھ کر گئے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں لٹکی ہوئی تلوار کی طرف جھکا تو میں نے (دل) میں کہا کہ مجھے اس کے سر اور جسم کے درمیان سے گزرنے میں کس چیز کا انتظار ہے؟ حتی کہ حضرت عمرو بن الحمق الخراعی رضی اللہ عنہ نے جو حدیث مجھے بیان کی تھی وہ یاد آ گئی کہ حضور نبی

کریم ﷺ نے فرمایا جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کے خون پر پناہ دے دے پھر اسے قتل کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے غدر دھوکے کا جھنڈا اٹھا دیا جائے گا تو میں اسے قتل کرنے سے رک گیا۔(سنن کبری للبیھقی، کتاب السیر، جماع ابواب السیر، باب الاسیر یوخذ علیہ العھد ان لایھرب، رقم الاثر ۱۸۴۲۳، صفحہ ۲۶۹، جلد ۹، کتب خانہ رشیدیہ پشاور)

اجلہ صحابہ وتابعین کرام رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین کے ذکر کردہ آثار طیبہ نے یہ حقیقت عیاں کر دی کہ مختار ثقفی واقعتاً مدعیٔ نبوت اور کذاب ودجال تھا ان ارشادات کا مطالعہ کرنے کے بعد کسی بھی حق بین، مؤمن کو ثقفی کے مدعیٔ نبوت ہونے کی بابت کسی قسم کا شک اور تردد باقی نہ رہے گا۔

"مختار ثقفی کے دعوی نبوت کے متعلق محدثین کرام وائمۂ جرح وتعدیل کی تصریحات"

جلیل القدر ائمہ اعلام، محدثین کرام، ائمہ جرح وتعدیل نے مختار بن ابی عبید ثقفی کے مدعی نبوت، کذاب، مدعی وحی اور رافضی ہونے کی تصریحات کی ہیں جن کے بعد کسی بھی ذی علم، صاحب فہم وفراست کو اسکے مدعی نبوت ہونے کے انکار کی قطعاً گنجائش نہ ہوگی اور اسکو دجال کذاب مرتد سمجھنے میں کوئی پریشانی نہ ہوگی یہاں پر ہم سب سے پہلے مجتہد مطلق، حضرت سیدنا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی نقل کرتے ہیں جس میں آپ نے ذکر کیا ہے کہ مختار ثقفی کہتا تھا کہ اسکے پاس دو فرشتے وحی لاتے ہیں یہ اس کے جھوٹا، کذاب مدعیٔ نبوت ہونے کی واضح دلیل ہے۔

(۱) "حدثنا محمد بن ابرہیم، حدثنا احمد بن عبداللہ النسائی السراج، حدثنا محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم، اخبرنا الشافعی قال دخل رجل علی المختار بن ابی عبید فوجد عندہ وسادتین واحدۃ عن یمینہ واخری عن شمالہ فلما راہ دعی لہ بوسادۃ فقال: الیس ھاتان الوسادتان موضوعتین؟ فقال ان ھذہ قام عنھا جبریل والاخری قام عنھا میکائیل، فقال: الشافعی الصادقون انما کان یاتیھم واحد والمختار کذاب یزعم انہ یاتیہ اثنان"

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم فرماتے ہیں ہمیں امام شافعی رضی اللہ عنہ نے خبر دی ہے کہ آپ نے فرمایا ایک شخص مختار بن ابی عبید سے ملاقات کرنے گیا تو اس نے مختار کے پاس دو تکیے پائے ایک اس کی دائیں جانب اور دوسرا بائیں جانب تو جب مختار نے اس شخص کو دیکھا تو اس کے لیے تکیہ منگوایا تو اس شخص نے کہا کہ یہ دو تکیے نہیں پڑے ہوئے ہیں؟ تو مختار نے کہا اس تکیہ سے حضرت جبریل علیہ السلام اٹھ کر گئے ہیں اور اس سے حضرت میکائیل، حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے

فرمایا سچے نبیوں کے پاس تو ایک فرشتہ آتا تھا اور مختار کذاب جھوٹا (مدعیٔ نبوت) ہے یہ گمان کرتا ہے کہ اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، الامام الشافعی، صفحہ ۱۱۱، جلد ۹، مکتبۃ الایمان قاھرہ)

(۲) امام ابوعمر یوسف بن عبداللہ المعروف امام ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۶۳ھ، حدیث پاک "یخرج فی ثقیف کذاب و مبیرا ما الکذاب فقد رایناہ والمبیر فانت المبیر" کے تحت فرماتے ہیں:

"قال ابو عمرو: الکذاب فیما یقولون المختار بن ابی عبید الثقفی"

امام ابوعمرو نے فرمایا کہ کذاب کے متعلق علماء فرماتے ہیں مختار بن ابی عبید الثقفی ہے۔ (الاستیعاب تحت ترجمۃ عبداللہ بن الزبیر، صفحہ ۱۴۷، جلد ۲، مکتبہ مصر)

آپ دوسری جگہ مختار ثقفی کے متعلق لکھتے ہیں:

"کان اول امرہ خارجیا ثم صار زبیریا ثم صار رافضیا فاللہ اعلم"

شروع شروع میں مختار ثقفی خارجی تھا پھر زبیری ہوا اور پھر رافضی ہو گیا فاللہ اعلم۔ (الاستیعاب، حرف المیم المختار، صفحہ ۲۳۰، جلد ۳)

(۳) ابوالفداء حافظ ابن کثیر دمشقی نے البدایۃ والنھایۃ وغیرہ میں بہت تفصیل کے ساتھ مختار ثقفی کے کذاب و مدعی نبوت ہونے کے متعلق لکھا ایک جگہ لکھتے ہیں:

"ثم زالت دولۃ المختار کان لم تکن ولذالک سائر الدول و فرح المسلمون بزوالھا و ذالک لان الرجل لم یکن فی نفسہ صادقا بل کان کاذبا یزعم ان الوحی یاتیہ علی ید جبریل، انتھی بلفظہ"

پھر مختار کی حکومت ختم ہو گئی گویا کہ تھی ہی نہیں یونہی تمام حکومتیں اور مسلمان اس کے زوال سے خوش ہوئے اور یہ اس لیے کہ یہ آدمی یعنی مختار فی نفسہ کوئی سچا آدمی نہیں تھا بلکہ جھوٹا یہ گمان کرتا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کی وساطت سے اسے وحی آتی ہے اسکے علاوہ حوالاجات ابن کثیر نے گزشتہ احادیث و آثار میں نقل کیے ہیں۔
(البدایۃ والنھایۃ وھذہ ترجمۃ المختار، صفحہ ۲۹۳، جلد ۴، المکتبہ الحقانیہ پشاور)

آپ دوسری جگہ لکھتے ہیں:

مختار ثقفی نے قاتلین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بدلہ لے کر بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا لیکن وہ اپنے اوپر وحی کا دعوی کر کے کافر ہو گیا۔ "ولکن انما قدرہ اللہ علی ید المختار الکذاب الذی صار بدعواہ اتیان الوحی الیہ کافراً" یعنی لیکن اللہ تعالی کا لکھا ہوا فیصلہ مختار کذاب کے لیے یوں ظاہر ہوا کہ وہ اپنے اوپر وحی

کے نازل ہونے کا دعوی کر کے کافر ہو گیا۔ (البدایۃ والنھایۃ، مقتل عمر بن سعد، صفحہ ۶۷۵، جلد ۴، پشاور)

مزید ایک جگہ اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"ولا شک انہ کان ضالاً مضلاً" اس میں کوئی شک ہی نہیں مختار ثقفی یقیناً گمراہ، گمراہ گر تھا۔

(البدایۃ والنھایۃ، صفحہ ۶۹۳)

آپ اپنی دوسری کتاب میں اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"وتقدم الحدیث فی ذکر الکذاب والمبیر من ثقیف والکذاب ھو المختار بن ابی عبید الذی ظھر بالکوفۃ ایام عبداللہ بن زبیر وکان رافضا خبیثا بل کان ینسب الی الزندقۃ وادعی انہ یوحی الیہ"۔

ثقیف کے کذاب ومبیر کے بارے میں حدیث گزر چکی ہے اور کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید ہے جو کوفہ میں حضرت عبداللہ بن زبیر کے زمانے میں ظاہر ہوا وہ رافضی خبیث تھا بلکہ زندیقی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور اس نے دعوی کیا تھا کہ اسے وحی کی جاتی ہے۔ (النھایۃ فی الفتن والملاحم، الجزء الاول، صفحہ ۱۲، المکتبۃ التوفیقیہ قاھرہ)

(۴) سند المحدثین علامہ احمد ابن حجر عسقلانی شافعی رضی اللہ عنہ متوفی ۸۵۲ھ مختار ثقفی کے دعویٰ نبوت کی بابت رقمطراز ہیں:

"ثم کان اول من خرج منھم المختار بن ابی عبید الثقفی غلب علی الکوفۃ فی اول خلافۃ ابن الزبیر فاظھر محبۃ اھل البیت ودعا الناس الی طلب قتلۃ الحسین فتبعھم فقتل کثیرا من الناس فمن باشر ذالک او اعان علیہ فاحبہ الناس ثم انہ زین لہ الشیطان ان ادعی النبوۃ وزعم ان جبریل یاتیہ"

یعنی پھر ان جھوٹے مدعیان نبوت مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، وغیرہ کے بعد سب سے پہلے مختار بن ابی عبید ثقفی نکلا حضرت ابن زبیر کی خلافت کے شروع میں کوفہ پر غلبہ حاصل کیا اور اہل بیت کی محبت ظاہر کی اور لوگوں کو قاتلین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف بلایا تو لوگوں نے اس کی پیروی کی تو اس نے بہت سے قاتلوں کو کہ جنھوں نے قتل امام عالی مقام میں معاونت کی تھی انہیں قتل کیا تو لوگ اس سے محبت کرنے لگ گئے پھر شیطان نے اس کیلئے مزین و آراستہ کیا تو اس نے نبوت کا دعوی کر ڈالا اور یہ گمان کرنے لگا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس کے پاس آتے ہیں (معاذ اللہ)۔ (فتح الباری، کتاب المناقب، صفحہ ۲۸۲، جلد ۸، سعودیہ)

آپ اپنی دوسری کتاب میں مختار بن ابی عبید کے ترجمہ میں اس کے متعلق لکھتے ہیں

"انہ کان فی اول امرہ خارجیا ثم صار زبیریا ثم صار رافضیاً" (الاصابۃ، باب المیم بعدھا الخاء، صفحہ ۱۹۵۳، جلد ۲،

المکتبۃ المعروفیہ کوئٹہ)

مزید لکھتے ہیں:

''وقد شهد عليه بدعوى النبوة والكذب الصريح جماعة من اهل البيت''

حالانکہ اہل بیت پاک کی ایک جماعت نے (مختار ثقفی کے) دعوی نبوت، کذب صریح کی گواہی دی ہے۔

(الاصابۃ، صفحہ ۱۹۵۳، جلد ۲)

آگے لکھتے ہیں:

''وقال ابن حبان في ترجمة صفية بنت ابي عبيد في الثقات هي اخت المختار المتنبي بالعراق واقول ما ورد في ذمه ما اخرجه مسلم في صحيحه عن اسماء بنت ابي بكر ان رسول الله قال يكون في ثقيف كذاب ومبير فشهدت اسماء ان الكذاب هو المختار المذكور۔

امام ابن حبان نے صفیۃ بنت ابی عبید کو ثقات میں ذکر فرمایا ہے یہ مختار کی بہن ہے جس نے عراق میں نبوت کا دعوی کیا تھا۔ (بقیہ ترجمہ گزر چکا) (الاصابۃ، صفحہ ۱۹۵۴، جلد ۲، کوئٹہ)

آپ ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

''المختار بن ابي عبيد الثقفي الكذاب لا ينبغي ان يروى عنه شي لانه ضال مضل ما كان يزعم ان يزعم ان جبريل علیہ السلام ينزل عليه وهو شر من الحجاج او مثله، انتهى ------ وقال ايضا وكان قتل المختار سنة سبع وستين، ويقال انه الكذاب الذي اشار اليه النبي ﷺ بقوله يخرج من ثقيف كذاب ومبير''

خلاصہ: مختار ثقفی حدیث نبوی کی روشنی میں کذاب ہے اس کا گمان تھا کہ اس پر حضرت جبریل نازل ہوتے ہیں اور یہ گمراہ گر حجاج سے بھی برا تھا۔

(لسان المیزان، رقم ۷۶۱۶، صفحہ ۱۲، جلد ۸، المکتبۃ الوحیدیہ پشاور)

(۵) قدوۃ المحدثین علامہ بدر الدین محمود عینی حنفی رضی اللہ عنہ متوفی ۸۵۵ھ لکھتے ہیں:

''والمختار بن عبد الله الثقفي غلب على الكوفة في اول خلافة ابن الزبير ثم ادعى النبوة وزعم ان جبريل علیہ السلام ياتيه'' (ترجمہ گزر چکا) (عمدۃ القاری، کتاب المناقب، صفحہ ۱۹۶، جلد ۱۶، المکتبۃ الحقانیہ پشاور)

(۶) امام اجل امام جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی رضی اللہ عنہ متوفی ۹۱۱ھ لکھتے ہیں:

''وفي ايام ابن الزبير كان خروج المختار الكذاب الذي ادعى النبوة، فجهز ابن الزبير لقتاله، الى ان

ظفر به فی سنة سبع و ستین، و قتله، لعنه اللہ"

حضرت ابن زبیر کے زمانہ حکومت میں مختار کذاب نکلا جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا تو حضرت ابن زبیر نے اسکو قتل کرنے کی تیاری کی یہاں تک کہ ۶۷ھ میں آپ کامیاب ہوگئے اور اسے قتل کر دیا، اللہ تعالی مختار پر لعنت نازل کرے۔ (تاریخ الخلفاء ترجمۃ عبداللہ بن زبیر، صفحہ ۲۱۴، میر محمد کتب خانہ کراچی)

(۷) حضرت امام شمس الدین محمد ذھبی رضی اللہ عنہ متوفی ۷۴۸ھ رقمطراز ہیں:

"المختار بن ابی عبید الثقفی الکذاب لا ینبغی ان یروی عنه شیء لانه ضال مضل کان یزعم ان جبریل ینزل علیه وهو اشر من الحجاج او مثله"

مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب ہے اس سے کسی چیز کی روایت کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ ضال و مضل ہے وہ گمان کرتا تھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس پر نازل ہوتے ہیں وہ حجاج یا اس جیسوں سے بھی برا تھا۔ (میزان الاعتدال، حرف المیم، صفحہ ۳۸۵، جلد ۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

آپ دوسری جگہ راقم ہیں:

"المختار بن ابی عبید الثقفی الکذاب ------- وقد قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکون فی ثقیف کذاب و مبیر فکان الکذاب هذا ادعی ان الوحی یاتیه و انه یعلم الغیب و کان المبیر الحجاج قبحهما اللہ ----- وروی مجالد عن الشعبی قال اقرانی الاحنف کتاب المختار الیه یزعم انه نبی ------ وقال ان جبریل ینزل علی بالوحی"۔

مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب تھا ---- اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثقیف میں کذاب و مبیر ہونگے پس کذاب تو یہی مختار تھا کہ اس نے دعوی کیا کہ اسے وحی آتی ہے اور (بذریعہ وحی) غیب جانتا ہے اور مبیر سے مراد حجاج ہے اللہ انہیں بھلائی سے دور کرے ---- اور مجالد نے حضرت امام شعبی سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا مجھے احنف نے مختار کا خط پڑھایا (جس میں لکھا تھا) وہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبی ہے (معاذ اللہ) ----- اور مختار نے کہا کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس پر وحی لے کر نازل ہوتے ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء، تحت ترجمۃ الکذاب المذکور، صفحہ ۳۲۱ تا ۳۲۳، جلد ۵، المکتبۃ الوحیدیہ پشاور)

(۸) محدث جلیل حضرت امام احمد قسطلانی شافعی رضی اللہ عنہ متوفی ۹۲۳ھ مختار ثقفی کے دعوی نبوت کی بابت لکھتے ہیں:

"وفی اول خلافة ابن الزبیر خرج المختار بن ابی عبید الثقفی و تغلب الکوفة ثم ادعی النبوة وزعم ان

جبریل یاتیہ" (ترجمہ گزر چکا ہے) (ارشاد الساری، کتاب المناقب، صفحہ ۵۷، جلد ۶، المطبعۃ الکبری الامیریہ مصر)

جلیل القدر محدثین کرام نے مختار ثقفی کے متعلق کھلے لفظوں میں اپنا فیصلہ صادر فرما کر اُس کو مدعیٔ نبوت ہونے کی وجہ ضال مضل، ملحد بے دین، زندیق اور لعنتی تک قرار دیا۔

"مختار ثقفی کے کذاب و مدعی نبوت ہونے پر علماء عقائد کی تصریحات"

جلیل القدر علماء عقائد نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ مختار بن ابی عبید ثقفی نے نبوت کا دعوی کیا تھا۔

(۱) چنانچہ امام عبدالقاہر بن طاہر بن محمد بغدادی متوفی ۴۲۹ھ لکھتے ہیں:

"ثم ان المختار خدعته السبئية الغلاة من الرافضة فقالوا له انت حجة هذا الزمان، وحملوه على دعوة النبوة، فادعاها عند خواصه وزعم ان الوحی ینزل علیه"۔

پھر یقیناً مختار کو رافضیوں میں سے غالی سبائیوں نے دھوکہ دیا اور اس سے کہا کہ تو اس زمانے کی "حجت" ہے اور اسے دعویٔ نبوت پر پر اںگیختہ کیا تو اس نے اپنے خواص کے سامنے نبوت کا دعوی کر دیا اور یہ گمان کر بیٹھا کہ اس پر وحی اترتی ہے۔ (الفرق بین الفرق، ذکر الکیسانیۃ من الرافضۃ، صفحہ ۳۲، مکتبہ اعزازیہ پشاور)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

"فلما تمت للمختار ولاية الكوفة والجزيرة والعراقين الى حدود ارمينية تكهن بها ذالک و سجع كاسجاع الكهنة وحكى ايضاً انه ادعى الوحی علیه، فمن اسجاعة قوله اما والذی انزل القرآن، وبین الفرقان، وشرع الادیان، وكده العصیان لاقتلن البغاة ازد عمان و مذحج و همدان"۔

جب مختار کیلئے کوفہ جزیرۃ عراق سے ارمینیہ تک کی حکومت پوری ہوگئی تو اس کے بعد وہ کاہن ہوگیا اور کاہنوں جیسے سجع کہنے لگا اور یہ بھی مروی ہے اس نے اپنے اوپر وحی کے نزول کا دعوی کر دیا تھا۔ (الفرق بین الفرق، صفحہ ۳۱)

روافض نے کفریہ عقیدہ "**بدأ**" یعنی اللہ تعالی کو مغالطہ لاحق ہوجانا یا یہ کہ اللہ تعالی کیلئے ایک چیز پہلے ظاہر نہ تھی پھر ظاہر ہوگئی یعنی اس کا بعد میں علم ہوگیا (معاذ اللہ) کا معتقد بھی مختار ثقفی اور روافض کے مشہور فرقہ "کیسانیہ" کا بانی و مبانی بھی مختار ثقفی ہی ہے۔ امام عبدالقاہر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وكان اول من قام بدعوة الكيسانية الى امامة محمد بن الحنفية المختار بن ابی عبید الثقفی"۔

(الفرق بین الفرق، صفحہ ۲۹)

(۲) سند المتکلمین امام ابوالمظفر الاسفرائنی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۴۷۱ھ لکھتے ہیں

"واما الکیسانیۃ فھم اتباع مختار بن ابی عبید الثقفی الذی کان قام یطلب ثار الحسین بن علی بن ابی طالب وکان یقتل من یظفر بہ ممن کان قاتلہ بکربلاء وھولاء الکیسانیۃ فرق یجمعھم القول بنوعین من البدعۃ، احدھما تجویز البداء علی اللہ تعالی، تعالی اللہ عن قولھم علوا کبیراً، الثانی قولھم بامامۃ محمد بن حنفیۃ"

یعنی بہرحال کیسانیہ تو وہ مختار بن ابی عبید ثقفی کے متبعین ہیں جو قاتلین حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے بدلہ لینے کیلئے کھڑا ہوا اور مقام کربلاء کے قاتلین میں سے جس پر کامیاب ہوتا اسے قتل کردیتا تھا، کیسانیہ کے کئی فرقے ہیں دو قسم کی بدعت میں یہ سب جمع ہیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ پر بداء (مغالطہ وجہالت) کو جائز قرار دینا (حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کے اس باطل عقیدہ سے کہیں بلند و بالا ہے)

(۲) حضرت محمد بن حنفیہ کی امامت کا قول کرنا۔ **(التبصیر فی الدین، الباب الثالث، صفحہ ۲۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)**

مزید لکھتے ہیں:

"واول من قام ببدعۃ الکیسانیۃ ودعا الی امامۃ محمد بن الحنفیۃ المختار بن ابی عبید اخذ فی طلب ثأر الحسین بن علی وظفر باعدائہ۔۔۔۔ ثم ان السبائیۃ خدعوا المختار وقالوا لہ انت حجۃ الزمان و حملوہ علی دعوی النبوۃ فادعاھا وزعم ان اسجاعہ وحی یوحی الیہ"

سب سے پہلے کیسانیہ کی بدعت کے ساتھ جو کھڑا ہوا اور لوگوں کو حضرت محمد بن حنفیہ رضی اللہ عنہ کی امامت کی طرف دعوت دی وہ مختار بن ابی عبید ہے اور اس نے امام حسین رضی اللہ عنہ کا بدلہ لیا اور وہ آپ کے دشمنوں پر کامیاب ہوا۔۔۔۔ پھر بے شک سبائیہ نے مختار کو دھوکہ دیا اور اس سے کہا کہ تو اس زمانے کی حجت ہے اور اسے دعویٰ نبوت پر ابھارا تو اس نے نبوت کا دعوی کردیا اور اپنے سجعوں (قافیہ بند کلام) کو وحی گمان کیا کہ اسے وحی کی جاتی ہے۔ **(التبصیر، صفحہ ۳۱)**

علامہ عبدالقاہر بغدادی اور امام اسفرائینی رحمۃ اللہ علیہم ہر دو حضرات مختار ثقفی کے دعوی وحی اور عقیدہ بداٗ کے قائل ہونے کی بابت لکھتے ہیں کہ: مختار ثقفی نے حضرت مصعب بن زبیر کے ساتھ جنگ کرنے کیلئے احمد بن شمیط کے ساتھ تین ہزار کا قوی لشکر بھیجا۔ "وقال لھم :اوحی الیّ ان الظفر یکون لکم (کما فی التبصیر ۳۲) واخبرھم بان الظفر یکون لھم، وزعم ان الوحی نزل علیہ بذالک" اور ان سے کہا میری طرف وحی کی گئی ہے کہ کامیابی تمہارے لیے ہوگی لیکن جب مدائن میں دونوں لشکروں کی جنگ ہوئی تو "انھزم اصحاب المختار و قتل

امیرھم ابن شمیط "مختار کا لشکر شکست خوردہ ہوا اور ان کا امیر قتل کر دیا گیا تو بقیہ لشکر والے جب مختار کے پاس لوٹ کر آئے تو انہوں نے کہا: "این الظفر الذی وعدتنا ؟لماذا تعدنا بالنصر علی عدونا ؟"
وہ مدد کدھر گئی ؟ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا؟" فقال: ان اللہ تعالی کان قد وعدلی ذالک، لکنہ بدأ لہ واستدل علی ذالک بقول اللہ جل جلالہ (یمحو اللہ ما یشاء و یثبت) فھذا کان سبب قول الکیسانیۃ بالبداء "تو اس نے کہا یقیناً اللہ نے مجھ سے اس (مدد) کا وعدہ کیا تھا لیکن اللہ تعالی کو مغالطہ لاحق ہو گیا ہے (معاذ اللہ) اور اس پر اللہ تعالی کے اس فرمان (یمحو اللہ ما یشاء و یثبت) سے استدلال کیا کیسانیہ کے "بدأ" کے قول کرنے کا یہی سبب ہے۔ **(الفرق بین الفرق، صفحہ ۳۴)، (التبصیر فی الدین، صفحہ ۳۲)**
ذکر کردہ واقعہ سے مختار ثقفی وفرقہ کیسانیہ رافضیہ کے درج ذیل گمراہ کن عقائد واضح ہو رہے ہیں۔

(۱) مختار ثقفی نے یہ دعوی کیا تھا کہ اس پر وحی اُترتی ہے

(۲) اللہ تعالی کیلئے (معاذ اللہ) بدأ کو ثابت مانتے ہیں جس سے اللہ تعالی کے علم ازلی وابدی کی نفی لازم آ رہی ہے جو کہ ایک کفریہ عقیدہ ہے۔

عبد الکریم شہرستانی نے بھی مختار ثقفی کے مذکورہ عقائد ذکر کرنے کے بعد عقیدہ بدأ مختار ثقفی کا مذھب قرار دیا۔ "فمن مذھب المختار: انہ یجوز البداء علی اللہ تعالی، والبداء لہ معان: والبداء فی العلم، وھو ان یظھر خلاف ما علم، والا اظن عاقلا یعتقد ھذا الاعتقاد، والبداء فی الاراۃ، وھو ان یظھر لہ صواب علی خلاف ما اراد وحکم، والبداء فی الامر: وھو ان یامر بشیئ ثم یامر بشیی آخر بعدہ بخلاف ذالک ومن لم یجز النسخ ظن ان الاوامر المختلفۃ فی الاوقات المختلفۃ متناسخۃ، وانما صار المختار الی اختیار القول بالبداء، لانہ کان یدعی علم ما یحدث من الاحوال، اما بوحی یوحی الیہ، واما برسالۃ من قبل الامام فکان اذا وعدہ اصحابہ بکون شیء وحدوث حادثۃ، فان وافق کونہ قولہ جعلہ ذلیلا علی دعواہ وان لم یوافق قال من قد بدأ لربکم"

یعنی مختار کے مذھب سے ہے کہ بے شک وہ بدأ کو اللہ تعالی پر جائز قرار دیتا تھا اور بدأ کے کئی معانی ہیں۔

(۱) بدأ فی العلم: وہ یہ ہے کہ (اپنے) علم کے خلاف جو چیز ظاہر ہو جائے (عبد الکریم شہرستانی کہتے ہیں کہ) میں یہ خیال نہیں کرتا کہ کوئی عقل مند اللہ تعالی کے متعلق یہ عقیدہ رکھے۔

(۲) بداء فی الارادۃ: وہ یہ ہے کہ جو ارادہ اور فیصلہ کیا تھا اس کے برعکس اس کے لیے کوئی چیز ظاہر ہو جائے۔

(۳) البداء فی الامر: وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم دے پھر اس کے بعد دوسری چیز کا حکم دے اور وہ پہلے کے برخلاف ہو۔ اور جس نے نسخ کو جائز نہیں قرار دیا اس کے خیال میں مختلف اوقات میں اوامر متناسخ ہیں اور مختار بداً کا قول اختیار کرنے کی طرف گیا کیونکہ نو پیدا احوال کے علم کا دعوی کرنا یا وحی کی وجہ جو اسے کی جاتی تھی (اسکے دعوی کی وجہ سے) یا امام کی طرف سے رسالت کی وجہ سے تو جب وہ اپنے ساتھیوں سے کسی چیز کے ہونے اور کسی حادثہ کے پیش آنے کا وعدہ کرتا تھا تو اگر وہ چیز اسکے قول کے مطابق ہوجاتی تو اسے اپنے دعوی کی سچائی کی دلیل قرار دیتا تھا اور اگر اسکے دعوی کے مطابق نہ ہوتی تو کہتا کہ یقیناً تمہارے رب کو بداً ہو گیا ہے۔ (معاذ اللہ)

(الملل والنحل، المختاریۃ، صفحہ ۱۳۲، جلد ۱، مکتبۃ الانجلو المصریۃ قاہرہ)

اس تصریح سے واضح ہوتا ہے مختار ثقفی دعوی نبوت و وحی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کے لیے بداً (یعنی جہالت) کا بھی عقیدہ رکھتا تھا اور یہ اس کا مذھب تھا۔ (کما مر)

قارئین کرام! مختار ثقفی کی اللہ تعالیٰ کی شان میں اس سے بڑھ کر اور کونسی گستاخی ہوگی وہ معاذ اللہ اللہ رب العزت کے متعلق بداً (یعنی جاہل) ہونے کا عقیدہ رکھتا اور اپنے لیے نبوت و وحی کا دعوی کرتا تھا جو کہ اس کے ارتداد و زندقہ کی واضح دلیل ہے ہمیں تو ان لوگوں پر تعجب ہے جو اس کے گمراہانہ عقائد و نظریات پر مطلع ہو کر محض تاریخ کا سہارا لے کر اس کے قصیدہ خواں نظر آتے ہیں اور اہل ایمان کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللھم احفظنا منھم

(۴) علامہ نجم الغنی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۹۵۹ھ لکھتے ہیں، جلد دوم عقد الفرید مطبوعہ مصر کے صفحہ ۳۱۹، میں مرقوم ہے کہ: مختار جس وقت قاتلین حسین اور شرفا کو نیست و نابود کر چکا تو اس نے صلحائے امت کے استیصال کی فکر کی تو لوگوں پر اسکا قصد اور خبث نفس ظاہر ہو گیا کہ اس نے نبوت کا بھی دعوی کیا تھا کہتا تھا کہ میرے پاس جبریل امین وحی لے کر آتے ہیں۔ اور طبقات دول اسلام میں ذہبی کہتے ہیں کہ مختار کہتا تھا مجھے علم غیب ہے اور اللہ پاک کے لیے دو ہاتھ ثابت کرتا تھا۔ اور "نزل الابرار" میں لکھا ہے کہ مختار کہتا تھا اللہ نے مجھ میں حلول کیا ہے (حاشیہ میں ہے) نزل الابرار کی عبارت ہے "قیل انہ کان یقول ان جبریل نزل علیہ قیل کان یقول ان اللہ تعالی حل فیہ" ۱۲ منہ،

مزید لکھتے ہیں اور اول مختار اہل بیت سے نہایت دشمنی رکھتا تھا یہاں تک کہ ان کی عداوت میں مشہور تھا اور بعد از شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ اظہار محبت کیا اور یہ سب واسطے طلب دنیا اور طلب امارت کے تھا الخ۔ **(مذاہب الاسلام صفحہ**

۲۳۴ مطبوعہ ضیاء القرآن لاہور)

(۴) مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

خیال رہے کہ بنی ثقیف میں مختار ابن عبید ابن مسعود ثقفی ہوا ہے جو واقعہ کربلا کے بعد شہداء کربلا کا بدلہ لینے کے بہانہ اٹھا لشکر عظیم اس کے ساتھ ہو گیا، اس نے عبداللہ ابن زیاد کو قتل کیا پھر دعویٰ نبوت کیا اور عبدالملک ابن مروان کے زمانہ میں مارا گیا اسی مختار کی قبر کوفہ میں ہے شیعہ لوگ اس قبر کا بڑا احترام کرتے ہیں مگر یہ مرا ہے مرتد ہو کر۔ مختار کا باپ صحابی تھا، مختار ہجرت کے سال پیدا ہوا، ۶۷ھ میں اسے مصعب ابن عمیر نے قتل کیا سولہ مہینے حکومت کی۔ (مرقات) مرآۃ المناجیح صفحہ ۲۷۲ جلد ۸ مطبوعہ قادری پبلیشرز

(۵) فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

مختار کا دعویٰ نبوت، مختار نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلین کے بارے میں بڑا شاندار کارنامہ انجام دیا لیکن آخر میں وہ دعویٰ نبوت کر کے مرتد ہو گیا (العیاذ باللہ تعالی) کہنے لگا کہ میرے پاس جبریل امین آتا ہے اور مجھ پر خدائے تعالی کی طرف سے وحی لاتا ہے میں بطور نبی مبعوث ہوا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو جب اس کے دعویٰ نبوت کی خبر ملی تو آپ نے اسکی سرکوبی کے لئے لشکر روانہ فرمایا جو مختار پر غالب ہوا اور ماہ رمضان ۶۷ھ میں اس بدبخت کو قتل کیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۴۶) خطبات محرم صفحہ ۳۳۰، مطبوعہ نشان منزل لاہور)

"مختار ثقفی کے کذاب ہونے پر کتبِ روافض کی تصریحات"

قارئین کرام! آپ دلائل شرعیہ، اجماع واتفاق علماء اہلسنت، اور سلف وخلف سے "مختار ثقفی" کے کذاب ومدعیٔ نبوت ہونے کی تصریحات پڑھ چکے ہیں جن کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی لیکن ہم پھر بھی احقاق حق وابطالِ باطل اور مختار ثقفی کی شان میں قصیدے پڑھنے والوں اور اس سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھنے والوں کو حق کا آئینہ دکھانے کیلئے کتب روافض سے حضرات ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم میں سے حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے صرف دو ارشاد ذکر کر رہے ہیں جن میں آپ رضی اللہ عنہ نے مختار ثقفی کو کذاب یعنی مدعیٔ نبوت قرار دیا ہے اور معتبر روافض نے اسکو تسلیم کیا ہے لہذا ان کے بعد کسی بھی مؤمن کو اسکے کذاب ہونے میں شک نہیں رہے گا۔

(۱) چنانچہ مشہور رافضی عالم ابوجعفر محمد بن الحسن بن علی الطوسی متوفی ۴۶۰ھ نے لکھا ہے:

عن ابی جعفر قال کتب المختار بن ابی عبید الی علی بن الحسین وبعث الیہ بھدایا من العراق، فلما وقفوا علی باب علی بن الحسین دخل الآذان یستأذن لھم، فخرج الیھم رسولہ فقال! امیطوا عن بابی

فانی لا اقبل هدایا الکذابین ولا اقرأ کتبهم ،حضرت امام ابوجعفر باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مختار بن ابی عبید (ثقفی) نے حضرت امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی طرف خط لکھا اور عراق سے تحفے بھیجے، جب قاصد حضرت امام زین العابدین کے دروازے پاس کھڑے ہوئے اجازت دینے والا داخل ہوکر ان کے لئے اجازت مانگنے لگا تو آپ کا قاصد ان کی طرف آپ کا پیغام لے کر نکلا اور کہا کہ میرے دروازے سے ہٹ جاؤ بے شک میں نہ کذابوں کے تحفے قبول کرتا ہوں نہ ہی ان کے خطوط پڑھتا ہوں۔ (رجال کشی، المختار بن ابی عبید رقم ۲۰۰ صفحہ ۲۰۹ کتب خان ملی ایران)

(۲) ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے:

در بعضی از کتب معتبره روایت کرده اند که مختار برای امام زین العابدین رضی اللہ عنہ صد ہزار درهم فرستاد وآن جناب نمی خواست که آن را قبول کند، وترسید از مختار که رد کند واز او متضرد گردد، پس آن حضرت آن مال را در خانه ضبط کرد . چوں مختار کشته شد، حقیقت حال را به عبد الملک نوشت که: آں مال تعلق به تو دارد وبر تو گوارا است، وآں جناب مختار را لعنت کرد ومی فرمود: دورغ می بندد بر خدا وبر ما، مختار دعویٰ می کرد که وحی خدا براو نازل می شود۔ (۲ بحار الانوار جلد ۲۵ ص ۳۳۹)

یعنی بعض معتبر کتابوں میں روایت کی ہے مختار ثقفی نے امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کیلئے ایک لاکھ درہم بھیجے اور آپ انکو قبول نہیں کرنا چاہتے تھے اور خوف بھی تھا کہ رد کیے تو مختار انہیں نقصان پہنچائے گا، سو آپ نے اس مال کو اپنے گھر میں محفوظ رکھا، جب مختار قتل ہوگیا تو آپ نے حقیقت حال عبد الملک کو لکھی کہ یہ مال تیرا حق ہے اور تجھے روا ہے اور امام زین العابدین نے مختار پر لعنت کی اور فرمایا کہ خدا تعالی پر جھوٹ باندھتا تھا اور ہم پر، اور دعوی کرتا تھا کہ خدا تعالی کی وحی اس پر نازل ہوتی تھی۔ (جلاء العیون، باب پنجم، فصل بیست ویکم ص ۸۰۶، مطبوعہ انتشارات سرور قم ایران)

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے ذکر کردہ ہر دو ارشادات پڑھنے کے بعد اہلبیت اطہار سے سچی محبت رکھنے والے مؤمن مسلمان کو مختار ثقفی کے کذاب، مفتری، مدعیٔ نبوت ہونے میں قطعاً شک نہیں رہے گا۔

حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ مختار بن ابی عبید ثقفی پر لعنت کیا کرتے تھے

چنانچہ امام ابوعبداللہ محمد بن اسحٰق بن المکی الفاکہی (المتوفی 272ھ) روایت کرتے ہیں: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ: ثنا أَبُو الْمُنْذِرِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: ثنا عِيسَى بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: إِنَّ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ قَامَ عِنْدَ بَابِ الْكَعْبَةِ يَلْعَنُ الْمُخْتَارَ بْنَ أَبِي عُبَيْدٍ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: يَا أَبَا

الْحَسَنِ لِمَ تَسُبَّهُ وَإِنَّمَا ذُبِحَ فِيكُمْ؟ فَقَالَ: "إِنَّهُ كَذَّابٌ عَلَى اللهِ تَعَالَى وَعَلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
سیدنا امام محمد بن علی الباقر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی بن الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہم (ایک دن) کعبہ کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر مختار بن ابی عبید پر لعنت کر رہے تھے تو آپ (رضی اللہ عنہ) سے ایک مرد نے کہا: اے ابوالحسن (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی کنیت) آپ اس پر کیوں سب کرتے ہیں جب کہ وہ آپ لوگوں کے لیے ہی تو ذبح (قتل) ہوا ہے؟ تو اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بہت زیادہ جھوٹ بولتا تھا۔ (أخبار مكة، قام عند الكعبة يلعن المختار رقم الاثر ۴۲۶ جلد نمبر ۱ صفحہ نمبر ۲۳۲ مطبوعہ دار خضر بیروت)

امام محمد بن سعد رضی اللہ عنہ متوفی ۲۳۰ھ لکھتے ہیں: قال اخبرنا الفضل بن دكين قال اخبرنا عيس بن دينار المؤذن قال: سألت ابا جعفر عن المختار فقال ان عليّ بن حسين قام على باب الكعبة فلعن المختار فقال له رجل: جعلني الله فداك تلعنه وانما ذبح فيكم؟ فقال ان كان كذابا يكذب على الله وعلى رسوله۔
جناب عیسی بن دینار نے امام ابوجعفر محمد باقر رضی اللہ عنہ سے مختار ثقفی کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ امام زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کے دوازہ کے پاس کھڑے تھے تو آپ نے مختار ثقفی پر لعنت فرمائی تو ایک مرد نے کہ اللہ تعالی مجھے آپ پر فدا ہونے کی توفیق عطا فرمائے عرض کیا کہ آپ تو مختار پر لعنت کر رہے ہیں حالاں کہ وہ تو آپ کی خاطر قتل کیا گیا تو آپ نے جواباً فرمایا یقیناً وہ کذاب تھا، اللہ جل جلالہ و رسولِ خدا ﷺ پر جھوٹ بولتا تھا۔ (الطبقات الکبریٰ الطبقۃ الثانیہ من اهل المدینۃ صفحہ ۱۰۹ جلد ۳، مطبوعہ مکتبہ عمریہ کوئٹہ)

قارئین کرام! مقالہ ھذا میں مختار ثقفی کے کذاب و مدعیٔ نبوت ہونے پر اہلسنت و جماعت کا مؤقف احادیث صحیحہ صریحہ، صحابہ و تابعین عظام کے آثار قویہ، اہلبیت اطہار و سادات کرام کے ارشادات وضیئہ، آئمہ جرح و تعدیل، محدثین اسلام اور آئمہ کلام کے اقوال جلیہ اور اتفاقِ علمائے ملتِ اسلامیہ سے پیش کیا گیا ہے لہذا ان نا قابلِ تردید دلائل و براہین کے معارض و مخالف نظریہ باطل و واجب الرد ہوگا۔

شیخ ابن عبدالوہاب اور دعوئ نبوت

از قلم: مفتی محمد داؤد رضوی

خادم التدریس والافتاء جامعہ غوثیہ مہریہ رضویہ (فتح جنگ)

عقیدہ ختمِ نبوت ضروریاتِ دین میں سے اہم ترین ضرورتِ دینی ہے جس پر مسلمانانِ عالم کا بفضلہ تعالی ایقان وایمان ہے جس کا منکر تصریحاً، تلبیساً یا تلویحاً، بہرحال عندالامۃ المحمدیۃ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام، زندیق، کافر وملحد، ملعون اور بے دین ہے۔

حضرات اہلسنت وجماعت حنفی بریلوی کثرھم اللہ تعالی وایدھم کا جس طرح قادیانیہ ورافضۃ ودیگر فرقہائے باطلہ کے ساتھ ایمانی، اصولی ونظریاتی اختلاف ہے اسی طرح وہابیۂ دیابنہ، اور وہابیۂ غیر مقلدہ سے بھی بنیادی اصولی واعتقادی اختلاف ہے، کما لا یخفی علی اھل العلم والفضل۔

مؤخر الذکر ہر دو فرقہائے طاغیہ کے بانی ومبانی، مسلّم متفق علیہ، محمد بن عبدالوہاب تمیمی نجدی (متوفی ۱۲۰۶ھ) نے چھ سو سال سے مسلمانانِ عالم کو کفر وشرک کا مرتکب بتایا، اور صرف اپنے ماننے والوں کو ہی مسلمان سمجھا، وہیں اس شقی القلب نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شانِ اقدس میں کھلم کھلا گستاخیاں کیں، حتی کے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب سیدنا آدم علیہ السلام پہ (معاذ اللہ) شرک تک کا فتوی جڑ دیا، صرف اسی پر بس نہ کی بلکہ "نبوت کے دعوی" (جو کہ بعد میں ظاہر ہوا) کے پیشِ نظر مسلمانانِ عالم کے ایک عظیم بنیادی، عقیدہ، عقیدۂ ختمِ نبوت پر حملہ کیا قبلِ ازیں کہ وہ دعوئ نبوت کا اعلانیہ اظہار کرتا برملا زبانِ قال سے پرچار کرتا کہ وہ اپنے منطقی انجام کو پہنچ گیا۔ والحمدللہ علی ذالک۔

قارئین کرام! ہماری دانست کے مطابق، ابن عبدالوہاب نجدی کے دعوئ نبوت کو عرب عجم میں مذاہبِ اربعہ کے ساتھ تعلق رکھنے والے کئی جلیل القدر علماء اسلام نے ذکر کیا ہے، سب سے پہلے ہم ایک وہابی، نجدی مذہب نامہذب کے بڑے سپوت کی تصریح نقل کر رہے ہیں ہمارا مدعا تو اِس سے ہی واضح ہوجاتا ہے کہ نجدی مطرود اپنے ماننے والوں کو اپنے مرتبۂ نبوت پر فائز ہونے کی تعلیم دیتا رہا، جیسا کہ عبداللہ بن جاراللہ بن ابراھیم نجدی نے ابن عبدالوہاب نجدی کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا:

"فاقام اللہ ھذا الامام فی اھل نجد مقام نبی، یعنی پس اللہ تعالیٰ نے اِس (نجدی) عظیم امام کو اہلِ نجد میں نبی کے مرتبہ پر لا کھڑا کیا (معاذ اللہ)

الجامع الفرید للاسئلۃ والاجوبۃ علی کتاب التوحید، عربی صفحہ ۵ مطبوعہ موسسۃ قرطبہ

ناظرین کرام! منقولہ بالا عبارت کا غلط ترجمہ اور غلط مفہوم بیان کر کے ناخواندہ وہابی طبقے کو نجدی کی محبت میں گرفتار رکھنے کی غرض سراپاء مرض سے دھوکہ میں رکھا جا سکتا ہے لیکن جن خوش نصیبوں کو رب ذوالجلال نے اپنے فضل وکرم سے نورِ ایمان کے ساتھ ساتھ نورِ علم وعرفان سے بھی نواز رکھا ہوان کو اوران کے متبعین کو دامِ تزویر میں نہیں جکڑا جا سکتا۔

ناظرین کرام! آپ اس سے خود اندازہ لگالیں کہ وہابی حضرات ابن عبدالوہاب کو نبیوں کے مقام پر سمجھتے ہیں والعیاذ باللہ رب العالمین۔ لہٰذا بالعموم امتِ مسلمہ اور بالخصوص اہلِ علم پر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کی خاطر نجدی کے دعویٰ نبوت کو بیخ کنی اور اسکی دیگر اعتقادی ضلالتوں کے بخیے ادھیڑنے کی مؤثر تدابیر اختیار کرنا لازم وضروری ہیں تاکہ عامۃ المسلمین اسکے فتنہائے شنیعہ سے اپنا دین وایمان محفوظ رکھ سکیں۔

قارئین کرام! نجدی کے دعویٰ نبوت پر علماء اسلام کی چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں جن سے آپ پر عیاں ہوگا کہ ابن عبدالوہاب کے کس قدر عظیم مذموم مقاصد تھے

(۱):۔ سب پہلے ابن عبدالوہاب نجدی کے ہم عصر عالم شیخ عبداللہ بن داؤد الزبیری الحنبلی متوفی ۱۲۲۵ھ کی ردوہابیہ میں لکھی گئی مشہور کتاب "الصواعق والرعود" سے چند عبارات اپنے مدعا کے اثبات پر ان شاء اللہ تعالیٰ نقل کریں گے۔ اِس کتاب کی اہمیت کا اندازہ ڈاکٹر عبداللہ بن راشد المضری کے اس کتاب پر لکھے گئے مقدمہ سے لگایا جا سکتا ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ:

''علامہ عبداللہ بن داؤد حنبلی نے اس کتاب میں ابن عبدالوہاب کے متعلق وہی باتیں لکھیں ہیں جن کا علامہ نے خود مشاہدہ کیا ہے یا خود نجدی اور اس کے متبعین سے سنی ہیں لہٰذا کے اس کتاب میں ذکر کردہ نجدی کے عقائد نظریات کو الزام کا نام نہیں دیا جا سکتا چنانچہ وہ لکھتے ہیں'' ولا یخفی علیک ان کلامنا ھنا اصالۃ ھو عن نقل امور شاھدا المؤلف او سمعھا منھم بنفسہ وکذا عن امور نقلھا ثقات وان کانت ھذہ الاخیرۃ ممکن ردھا لجھالۃ المخبرین لکن الاولی لا یتطرق الیھا ھذا۔ (مقدمہ الصواعق والرعود صفحہ نمبر ۱۹)

معاصرۃ المؤلف لھذہ وسماعہ باذُنِہٖ من ائمتھا ورعیلھا الاول حیث قصد المؤلفُ ابنَ عبد الوھابِ

فی بلدھما حتی یسمعَہ منھما سماعِ اُذُنٍ کما قال ھو عن نفسہ فقلت فی نفسی لیس الخبر کالعیان ولیس الشک کالیقین۔ صفحہ ۱۰

قارئین کرام! ہم اس کتاب سے محمد بن عبد الوہاب نجدی کے دعویٰ نبوت کے متعلق علامہ عبد اللہ بن داؤد کے استاذِ گرامی حضرت علامہ شیخ محمد بن فیروز حنبلی رحمہ اللہ کا ارشاد ذکر کر رہے ہیں جس میں آپ نے نجدی دعویٰ نبوت کا ذکر کیا ہے۔

چنانچہ علامہ فیروز حنبلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے ابن عبد الوہاب نجدی کے متعلق یہ فرماتے ہوئے سنا:

وکان مشتغلا بکتب الحکایات واحوال الخارجین من ارباب الفتن، وکثیرا ما یلھج باخبار من تزعمون ،(زعمواکذا فی الحاشیہ)ان النبوۃ صناعۃ وحرفۃ من الحرف، وعندنا اذ ذاک انہ حبل فیہ، ثم ظھر لی (وفی الحاشیۃ انہ) اضمر ذالک فی نفسہ، وتحیر فی کیفیۃ ابرازہ، انتھی بلفظہ۔ ابن عبد الوہاب حکایات کی کتابیں (پڑھنے) اور اربابِ فتن جو نکلنے والے تھے ان کے حالات (پڑھنے) میں مشغول تھا اور اکثر طور پہ وہ مائل ہوتا ان لوگوں کی خبریں پڑھنے میں کہ جنہوں نے یہ گمان کیا کہ نبوت ایک ہنر، فن ہے اور پیشوں میں سے ایک پیشہ، (یعنی نجدی کے نزدیک ہنر اور پیشہ جیسے اسے ہر کوئی کر سکتا ہے ایسے ہی نبی بھی ہر کوئی بن سکتا ہے معاذ اللہ) اور ہمارے نزدیک معاملہ کچھ اس طرح ہے کہ وہ اس (دعویٰ نبوت میں) باندھ دیا گیا تھا، پھر مجھے یہ بات ظاہر ہوئی کہ یقیناً اس نے نبوت کا دعوی دل میں پوشیدہ رکھا، اور اسکے ظاہر کرنے کی کیفیت میں متحیر رہا۔ **(الصواعق والرعود، صفحہ ۲۸)**

علامہ ابن فیروز حنبلی نے واضح کر دیا کہ نجدی نے خفیہ طور نبوت کا دعوی معاذ اللہ کر دیا تھا صرف کھلم کھلا اظہار نہ کر سکا۔

(۲):۔ ناظرین کرام! طوالت سے بچنے کیلئے اربابِ علم کے ذوقِ طبع کے مطابق مکمل عربی عبارات اور عوام الناس کے استفادہ کیلئے ماحصل کا ترجمۃ ذکر کیا جا رہا ہے۔

علامہ عبد اللہ بن داؤد حنبلی نے متعدد مقامات میں نجدی کے دعوی نبوت کی بابت لکھا صرف چند تصریحات ملاحظہ فرمائیں آپ ابن سعود خذلہ المعبود کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

اقول:لیس لنا حاجة فی تقسیم الکفار الذین ارسل الیھم رسول اللہ ﷺ ،بل الحاجة داعیة الی تقسیم اھل نجد الذین خرج علیھم ابن عبد الوھاب یدّعی بالحال لا بالمقال انه نبی ارسل الیھم انتھی بلفظه۔ *اہل نجد پر ابن عبد الوہاب نے غلبہ پایا کہ وہ پوشیدہ طور پر نبوت کا دعوے دار ہے نہ کہ ظاہری طور پر جو کہ ان کی طرف مبعوث کیا گیا۔* **(الصواعق والرعود صفحہ ۳۸۸)**

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

واشنع منه وادھی وامرّ نسبته الشرک الی جناب الرسول المطھر واستنقاصه المقام الانور فمن ذالک قول الفیحصی :النبی اخذ اربعین سنة دینه دین قریش.وقال قائد الفجار،وامامھم ان شاء اللہ الی النار،المبتدع الجبار،محمد بن عبد الوھاب،فی رسالة ارسلھا الی البصرة وشرحھا القانی،قال ابن عبد الوھاب:واذا عرفت دین اللہ،وقال ھذا بعد ذلک:بین معرفة من اول.فقد اذ کان اصحابه لم یعرفوا ھذا الا بعد التعلم،ومن انواع الشرک اشیاء عرفوھا الا بعد سنین،فان عرفت ھذا الا بعد ان عرفھم اللہ قال تعالی لا علم الخلق محمد ﷺ (فاعلم انه لآ اله الا اللہ)[محمد ۱۹] وقال (ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک) [الزمر ۶۵] انتھی کلام عدو اللہ.فانظروا رحمکم اللہ کیف قال:(فان عرفت بلا تعلیم فانت اعلم منھم)،فذکرھم ونسی نفسه،الا ان یقال:انه ادعی النبوة کما ھو ظاھر تصرفاته.وظاھر کلامک ھذا :ان النبی ﷺ لم یعرف التوحید ولا الشرک الا بعد نزول ھا تین الآیتین۔ *یعنی نجدی نے رسول پاک ﷺ کی طرف شرک کی نسبت کی اور آپ ﷺ کے مقام انور کی تنقیص کی ۔۔۔اور نجدی کے متعلق یہی کہا جائے گا کہ یقیناً اس نے نبوت کا دعوی کیا جیسا کہ اس کے کاموں سے ظاہر ہے۔* **(صفحہ نمبر ۵۰۳،۵۰۴)**

ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

ومن العجب منکم:انکم ترون غلو النصاری فی عیسی،والیھود فی موسی،والروافض فی علی،ولا ترون غلوکم فی ابن عبد الوھاب وھو یسومکم ھو وابن سعود سوء العذاب وانتم تعتقدون فیه العصمة ولا یجوزون علیه الخطأ والفتنة،وتوجبون طاعته علی جمیع العباد، وتزعمون ان دینه الحدیث یشرق فی جمیع البلاد !فھذه واللہ دعوی نبوة

فقبحھا اللہ من دعوی وسحقا لک من مدع۔ قسم بخدا یہ (تمہارا نجدیو! نجدی کے متعلق) نبوت کا دعوی ہے۔ (الصواعق والرعود صفحہ ۵۲۴)

(۳):۔ حضرت علامہ سید حبیب علوی بن احمد الحداد متوفی ۱۲۳۲ھ بھی ابن عبد الوہاب نجدی کے ہم عصر عالم ہیں آپ نے اس کے عقائد باطلہ، وصریح ضلالتوں کے رد و ابطال میں دو مشہور کتابیں (1، السیف الباتر لعنق المنکر علی الاکابر، (2، اور مصباح الانام وجلاء الظلام) تصنیف فرمائیں مؤخر الذکر کتاب نجدی کی موت سے چند سال بعد (۱۲۱۵ھ، کما ذکرہ المؤلف فی صفحۃ ۱۴۹) کو تصنیف فرمائی جس میں آپ نے کئی جگہ نجدی کے دعویٰ نبوت کا ذکر کیا چنانچہ آپ اسی کتاب کے شروع میں لکھتے ہیں:

فنسرد لک الآن ھنا بعضا منھا لتنظر اولا ھفواتہ عن حقیقۃ ویقین وخبرۃ فمن ذالک انہ یضمر دعوی النبوۃ وتظھر علیہ قرائنھا بلسان الحال لا بلسان المقال لئلا تنفر عنہ الناس ویشھد بذالک ما ذکرہ العلماء من ان ابن عبد الوھاب کان فی اول امرہ مولعا بمطالعۃ اخبار من ادعی النبوۃ کاذبا کمسیلمۃ وسجاح والاسود العنسی وطلیحۃ الاسدی واضرابھم انتھی بلفظہ۔

اب ہم یہاں اے مخاطب تیرے لیے (الصواعق والرعود) سے نجدی کے بارے میں کچھ بیان کررہے ہیں تاکہ تو شروع ہی میں اس کی غلطیوں کو حقیقت، یقین، اور واقفیت سے دیکھ لے تو اسکی غلطیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ نبوت کا دعوی مخفی رکھتا تھا اور اے مخاطب تیرے سامنے اسکے دعویٰ نبوت کے قرائن زبانِ حال نہ کہ زبانِ قال کے ساتھ ظاہر ہیں (وہ دعویٰ نبوت مخفی اسلئے رکھتا تھا کہ کہیں) لوگ اس سے متنفر نہ ہو جائیں (اور اسکے دعویٰ نبوت پر یہ چیز) شہادت (یعنی دلیل) ہے جو علماء کرام نے ذکر فرمائی کہ یقیناً ابن عبد الوھاب نجدی شروع شروع میں ان لوگوں کی خبروں کے مطالعہ کا دلدادہ تھا جنہوں نے جھوٹا نبوت کا دعوی کیا تھا جیسے مسیلمہ کذاب، سجاح، اسود عنسی، طلیحہ اسدی اور ان جیسوں (کی خبروں کا)۔ (مصباح الانام صفحہ نمبر ۶ مطبوعہ مکتبہ حقیقہ استنبول ترکی)

آپ گمراہ گر نجدی کے گمراہ کن عقائد نظریات کا تذکرہ کرتے ہیں دوسری جگہ رقمطراز ہیں:

من منکراتہ فی تالیفہ وتکفیرہ للامۃ من ستمائۃ سنۃ وتعریضہ لغوغائہ الطغام فی خرافاتہ التی ھی من زیف الکلام بدعوی النبوۃ لنفسہ عاملہ اللہ بعدلہ وخلافہ للمذاھب

الاربعۃ انتھی بلفظہ۔ یعنی نجدی کی برائیاں اسکی کتاب میں اور اس کا چھ سو سال سے امتِ مسلمہ کو کافر قرار دینا، اور اس کا تعریض کرنا اپنے بے باطل نظریات کی طرف اپنی ان خرافات میں کہ جن میں سے چرب زبانی کے ذریعے اپنے لئے دعوئے نبوت کرنا اللہ تعالیٰ اس سے اپنے عدل کا معاملہ فرمائے اور اس کا مذاہبِ اربعہ کی مخالفت کرنا۔ (مصباح الانام الفصل، الرابع عشر صفحہ ۱۲۲)

(۴):۔ آپ عرب شریف کے علاقہ احساء کے اکابر علماء میں سے علامہ سید عبدالرحمن شاہ صاحب کے اشعار نقل کرتے ہیں جن میں سید صاحب نے نجدی کے قبیح نظریات اور دعویٰ نبوت کا ذکر کر کے ردّ کیا ہے۔

یقولون نحن المسلمون وغیرنا

علی الشرک احقابا مضت تعبد الخلقا فست مئین فترۃ الدین قد مضت

فلست تری من یعبد اللہ او تلقا وفی ذاک دعوی للنبوۃ ظاھر

فیا فریۃ حطت واوھت عن المرقا۔

یعنی نجدی کہتے ہیں ہم ہی مسلمان ہیں اور ہمارے غیروں (مسلمانان عالم کو) مخلوق کی عبادت کرتے شرک پر کئی سال گزر گئے دین کو کمزور (ختم) ہوئے چھ سو سال گزر گئے ہیں، تو تُو اللہ کی عبادت کرتے کسی کو نہیں دیکھے گا یا تو اس سے نہیں ملے گا (نجدی کے اس قول بدتر از بول) میں واضح نبوت کا دعوی ہے، یعنی یہ خارجی کی گھڑی ہوئی کمزور گری ہوئی بے تکی بات ہے۔ (مصباح الانام، خاتمہ صفحہ ۱۰۱)

(۵):۔ علامہ، شیخ محسن بن ناصر بن صالح اُبی حربۃ الیمنی مصباح الانام پہ تقریظ میں نجدی کے دعویٰ نبوت، کا ذکر کرتے ہوئے، نجدی اور اسکے حواریوں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومنھم من یسب الاولیاء والصالحین بعبارات یأباھا ھذا الدین فلا یردھم زجر زاجر ولا یردعھم سحر ساحر الا ان تنزل علیھم من السماء صواعق محرقۃ او تبلعھم فی الارض بحور مغرقۃ ھذا وقد ظھر خلیفۃ مسیلمۃ الکذاب المسمی فی بلاد نجد بعبدالوھاب وقد تباھی بکثرۃ عشیرتہ فبئست العشیرۃ عشیرتہ فالکثرۃ محققۃ فی اولاد الشیطان کما یشھد ذلک جمیع الانسان والجان فقد اکثر من الخرافات النجدیۃ والافتراء علی رسول اللہ ونبیہ ویرشح نفسہ لدعوی النبوۃ لما یظنہ فی نفسہ من الکمال والفتوۃ، انتھی بلفظہ۔ (مصباح الانام صفحہ ۱۶۸)

(۶) خاتمۃ المحققین، شیخ الاسلام والمسلمین، حضرت علامہ سید احمد زینی دحلان مکی شافعی قدس سرہ الملکی متوفی ۱۳۰۴ھ

نے اپنی کتاب مستطاب "الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ" وغیرہ میں ابن عبد الوہاب نجدی کے نبوت کا دعوی کرنے کا ذکر کیا ہے ناظرین کرام الدرر السنیہ کو عرب وعجم کے علماء حق اھلسنت و جماعت رحمہم اللہ تعالی نے قبولیت تامہ سے نوازا، اور پسند فرمایا ہے حضور سیدی امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس کتاب کی بابت فرمایا کہ علمائے حرمین طیبین نے جتنے فتاوے ورسائل مثل الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ وغیرہا ردوہابیہ میں تالیف فرمائے سب حق وہدایت ہیں اوران کا خلاف باطل وضلالت ۔(الفتاوی الرضویہ صفحہ ۴۰۵،جلد ۱۱،مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

یونہی علامہ سید یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہ النورانی متوفی ۱۳۵۰ھ نے اس کتاب کی تعریف فرمائی ہے دیکھئے شواھد الحق صفحہ ۲۸،۵۲ کتب خانہ نعمانیہ پشاور۔

علامہ سید احمد دحلان مفتی مکہ وامام حرم رحمہ اللہ تعالی لکھتے ہیں:

والظاهر من حال محمد بن عبد الوهاب انه يدعي النبوة الا انه ما قدر على اظهار التصريح بذلک وكان في اول امره مولعا بمطالعة اخبار من ادعى النبوة كاذبا كمسيلمة الكذاب وسجاح والاسود العنسي وطليحة الاسدي واضرابهم فكأنه يضمر في نفسه دعوى النبوة ولو امكنه اظهار هذه الدعوة لاظهرها وكان يقول لاتباعه اني اتيتكم بدين جديد ويظهر ذالک من اقواله وافعاله۔

ترجمہ،محمد بن عبد الوہاب کے حال سے ظاہر ہے کہ وہ نبوت کا دعوی کرتا مگر صراحتاً اِس کے اظہار پر قادر نہ ہوا۔ابتدا میں اُن لوگوں کی خبریں دیکھنے کا بہت حریص تھا جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔جیسے مسیلمہ کذاب اور سجاح اور اسود عنسی اور طلیحہ وغیرہ گویا کہ وہ دل میں دعویٰ نبوت چھپاتا تھا اور اگر وہ دعوی نبوت کے اظہار پر قادر ہوتا تو ضرور اِس کا اظہار کر دیتا اور (اسی وجہ سے) وہ اپنے متبعین سے کہتا کہ میں تمہارے پاس نیا دین لایا ہوں اور یہ باتیں اسکے اقوال وافعال سے ظاہر ہیں۔(الدرر السنیہ صفحہ ۵۰،مطبوعہ مکتبۃ الحقیقۃ استنبول،وایضاً فی خلاصۃ الکلام فی بیان امراء البلد الحرام،الجزء الثانی،صفحہ ۹ مطبوعہ مکتبۃ الحقیقۃ استنبول)

(۷) علامہ شیخ ابراھیم السمنودی المصری رحمہ اللہ متوفی ۱۳۲۶، الدررِ السنیہ کے حوالے سے نجدی کے دعوی نبوت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والظاهر من حال محمد بن عبد الوهاب انه يدعي النبوة الا انه ما قدر على اظهار التصريح بذلک وكان في اول امره مولعا بمطالعة اخبار من ادعى النبوة كاذبا كمسيلمة الكذاب وسجاح والاسود العنسي وطليحة الاسدي واضرابهم فكأنه يضمر في نفسه دعوى النبوة ولو امكنه اظهار هذه الدعوة

لاظهرها (ترجمہ گزر چکا) (سعادۃ الدارین فی الرد علی الفرقتین الوہابیۃ ومقلدۃ الظاہرۃ، صفحہ ۷۵ مطبوعہ دارالخلو دللتراث القاہرہ)

آپ علیہ الرحمۃ دوسری جگہ علامہ علوی کی مذکورہ کتاب سے نجدی کے عقائد ونظریات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وكان يعرض الغوغاء الطغام بدعواه النبوة ويفهم ذلك من فحوى كلامه۔ (سعادۃ الدارین صفحہ ۸۶)

(۸) علامۃ العراق شیخ جمیل افندی رحمہ اللہ متوفی ۱۹۰۰ء، شیخ نجدی کے دعوئ نبوت کے متعلق لکھتے ہیں:

وكان محمد بادئ بدئه كما ذكره بعض كبار المؤلفين مولعا بمطالعة اخبار من ادعى النبوة كاذبا كمسيلمة الكذاب وسجاح والاسود العنسى وطليحة الاسدى واضرابهم فكأنه يضمر فى نفسه دعوى النبوة الا انه لم يتمكن من اظهارها وكان يسمى جماعته من اهل بلده الانصار ويسمى متابعيه من الخارج المهاجرين۔ الفجر الصادق فى الرد على منكرى التوسل والكرامات والخوارق۔ (صفحہ ۱۶)

آپ دوسری جگہ راقم ہیں:

وحيث ان مبتدع ضلالتها ابن عبد الوهاب كان كثير الميل الى الاطلاع على اخبار من ادعى النبوة كميسلمة وابى الاسود وغيرهما من الكذابين. وانه كان يضمر فى نفسه ان يؤسس دينا يحذو به حذو اولئك الكذابين. ولكنه خاف ان يظهر للناس كذبه كما ظهر كذبهم۔ (الفجر الصادق، صفحہ ۳۲۔ سنِ تالیف ۱۳۲۲ء، انظر صفحہ ۵۹ مطبوعہ مکتبۃ الحقیقہ استنبول)

(۹) عارف کھڑی میاں محمد بخش قادری نے وہابیہ غیر مقلدہ ووھابیہ دیابنہ کے رد میں نظم کی صورت میں مِنْ حیثُ المجموعہ بہترین کتاب بنام "ھدایت المسلمین" تصنیف فرمائی اور وہابیہ کے باطل نظریات اور بدعات پُر از ضلالات کا دلائل قاھرہ، باہرہ کے ذریعے تفصیلی ردّ فرما کر مسلمانانِ اہلسنت پر احسان عظیم فرمایا فجزاه الله احسن الجزاء وافاض فيوضه علينا۔

آپ علیہ الرحمۃ اپنی اس کتاب مستطاب کے شروع میں عنوان قائم کر کے ابنِ عبد الوہاب کو دجّال اور دینِ جدید کا مدعی قرار دیتے ہیں۔ ظہور وخروجِ دجال محمد بن عبدالوہاب نجدی، تغلب وتحکم پسرش بعد مردنش وقتل وغارت، فرستادن رسالہ در دینِ جدید خود را بعلماء مکہ وردّ نوشتن علماء آئمہ اربعہ براُو وبعدش مقتول ومنہزم شدن بحکم سلطانِ روم۔ (ھدایت المسلمین ۱۲، مطبوعہ چوہدری برابر، دینہ)

۱۰) حضرت علامہ حیدراللہ خان نقشبندی حنفی درانی نجدی کے دعوئ نبوت اور اسکے معتقداتِ باطلہ کی بابت لکھتے ہیں:

اور اسی کے لگ بھگ محمد بن عبد الوہاب نجدی کا فطرتی جذبہ تھا کہ وہ ایک مجدد دین، ماحی کفر، اور مرسل من اللہ ہے کہ جس کے اتباع کے سوا جملہ مشرک ہیں۔ (درۃ الدرانی، مشمولہ عقیدہ ختم نبوت صفحہ ۲۸ تا ۲۷، جلد ۳ مطبوعہ الادارۃ لتحفظ العقائد الاسلامیۃ کراچی)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فرقۂ قادیانی اور فرقہ نیچریہ کا خروج اور انہیں وہابیہ کی ایک صنف فرقہ نیچریہ اور فرقۂ قادیانی ہے۔ (درۃ الدرانی صفحہ ۱۱۰)

مزید لکھتے ہیں:

پس اگر اس پیشن گوئی کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبد الوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب (ساب) ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی ہونا کہا۔ (درۃ صفحہ ۱۱۲)

ایک جگہ اور لکھتے ہیں:

عرب میں محمد بن عبد الوہاب نجدی نے فتنہ برپا کیا اور ہندوستان میں انہیں وہابیوں نے جو عبد الوہاب کے قدم بر قدم ہیں اور انہیں میں سے قادیانی صاحب ہیں۔ (دِرّۃ الدرانی صفحہ ۳۳۲)

(۱۱) تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی چشتی حنفی قدس سرہ متوفی ۱۳۵۶ھ لکھتے ہیں:

پس اگر ان پیشن گویوں کو بھی خارج میں مطابق کر کے دیکھا جائے تو مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی اور حمدان بن قرمط اور محمد بن عبد الوہاب کے بعد یہی قادیانی صاحب (ساب) ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو نبی سمجھا۔
(سیف چشتیائی صفحہ ۹۸ طبع قدیم، مطبوعہ روز بازار امرتسر انڈیا)

اسی عبارت کے حاشیہ مولانا محمد غازی صاحب لکھتے ہیں:

اور دیگر علمائے اہل السنۃ والجماعت نے بھی وقتاً فوقتاً عقائد وہابیہ کی تردید میں رسائل شائع کیے (الدرر السنیہ فی الرد علی الوہابیہ للعلامہ زینی دحلان مفتی بیت حرام وغیرہ) جن میں اس فرقہ کو بوجہ حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت تحقیر و گستاخی کرنے کے کافر کہا ہے۔ مرزائے قادیانی کے سلسلۂ ابحاث میں محمد بن عبد الوہاب اور اسکے ہم خیال مطلق العنان لامذہب افراد کا ذکر بھی ضروری تھا کیونکہ یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ (سیفِ چشتیائی صفحہ ۹۸)

(۱۲) حضرت علامہ قاضی کرم الدین دبیر علیہ رحمۃ القدیر "ھدایت المسلمین" میں تقریظ کے اندر نجدی اور اُس کے ہمنواؤں کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کرے حرمین میں جو ظلم ایسے
بتاؤ اس میں پھر ایماں کہاں ہے
میاں نجدی کے ادنی تھے یہ کرتوت
جو اس فرقہ کا اک پیر مغاں ہے
ہے نکلی نجد سے اول یہ آفت
پھر آپہنچی یہ در ہندوستاں ہے
بنی شاخیں بہت ہیں یارو
گُرو سب کا نجدی میاں ہے
کوئی مرزائی کوئی نیچری ہے
کوئی چکڑالوی اہل القرآں ہے

(ھدایت المسلمین صفحہ ۱۳۹۔۱۴۰، مطبوعہ دینہ)

جلیل القدر علماء اسلام نے اس بات کی تصریح کر دی ہے کہ ابن عبد الوہاب نجدی علیہ ماعلیہ نے خُفیہ طریقے سے نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا اور منکرینِ ختمِ نبوت قادیانیہ علیھم ما یستحقون نجدی فتنہ ہی کی پیداوار ہیں۔لہٰذا تحفظِ ختمِ نبوت کے پیشِ نظر اِنکی سرکوبی مسلمانانِ عالم، علماءِ حق پر واجب ہے اور اِن کے شرور وفتن ہائے شنیعہ سے بچنا اور اپنے کو بچانا از حد ضروری ہے۔اللھم احفظنا منھم ومن ذریاتھم۔آمین بجاہِ طٰہٰ ویسین

صدیوں کی زبانی خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کہانی

ازقلم: محمد ساجد رضا قادری رضوی (بہار۔انڈیا)

نقطۂ آغاز

ابتدا، انتہا، یہ قدرت کا اصول ہے، جب کسی چیز کا آغاز ہوتا ہے، تو اس کا انجام کو پہنچنا بھی لازمی ہے، کائنات کی ابتدا کب اور کیسے ہوئی؟ اس بابت اسلام کا ایک خاص نقطہ نظر ہے، جو غیر مبدل ہے، سائنسی نظریات کی طرح ردوبدل سے پاک وصاف ہے، اللہ تعالی نے اس کائنات کی تخلیق سے قبل سب سے پہلے جس چیز کو پیدا فرمایا، وہ مصنف عبدالرزاق میں مرقوم ہے،، **عبدالرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال: سالت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم عن اول شئی خلقه اللہ تعالی ؟فقال ھو نور نبیک یاجابر خلقه اللہ۔۔۔،،** میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے پوچھا کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالی نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا، پھر اس میں ہر خیر کو پیدا کیا اور ہر شئی کو اس کے بعد پیدا کیا۔[جزءالمفقود ص98]

خدائے تعالی کی سب سے پہلی مخلوق آپ ہی کی ذات اقدس تھی، یہی نقطہ آغاز تھا، اور اسی نقطہ سے پھیل کر ساری کائنات بنی، اور یہ نظریہ کوئی آج کا نہیں ہے، بلکہ نہایت قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اس کا ثبوت تورات وانجیل میں بھی موجود ہے۔

''اسی لئے جبکہ اللہ نے ہر چیز کے پہلے اپنے رسول کو پیدا کیا اسے ہر چیز کے قبل ایمان دیا جو کہ بمنزلہ اللہ کی صورت اور اس کی کل مصنوعات اور اس کے فرمان کے ہے''۔[انجیل برنباس کے فصل نمبر90/آیت3/4]

اسی طرح اللہ عزوجل نے سلسلہ نبوت کا آغاز فرمایا، تو اس سلسلہ کا اختتام بھی رکھا ہے، ہم دیکھتے ہیں کہ جس ذات بابرکات سے اللہ تعالی نے اس کائنات اور سلسلہ نبوت کا آغاز فرمایا تھا، اسی ذات مبارکہ پر سلسلہ نبوت کا خاتمہ بھی فرمایا ہے، ختم نبوت کا دعوی ایسا نہیں ہے کہ جو چاہے کھڑا ہو کر ٹھوک دے، اور اس کے مریدین اس پر آمنا صدقنا کہہ دے، تو وہ حق پر ہو جائے گا، نہیں بلکہ اس کے لئے جب تک اپنے دعوی کے ساتھ الٰہی دلیل کی تائید نہ ہو، دعوی بلا دلیل ہی رہے گی، اور کوئی اپنے دعوے میں سچا نہیں ہو سکتا، خود سے دعوی کرنا اور اس کی تصدیق دو چار

کیا ہزاروں لاکھوں افراد بلکہ پوری کی پوری قوم بھی کریں تو بھی برحق نہیں ہوسکتا، جب تک ان دو اصولوں پر کھرا نہ اترے، کیونکہ یہ وہ آخری منصب جلیلہ ہے، جسے صرف ایک ہی فرد کے حصے میں آنا تھا۔

یہی وجہ ہے کہ جب ہم تاریخ اقوام عالم کا مطالعہ کرتے ہیں تو ختم نبوت کے دعوے داروں کی فہرست میں سوائے ایک کے کسی کا نام نہیں ملتا ہے، اور وہ ہے حضرت محمد بن عبداللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم، جن کا دعویٰ بھی کامل اور اس پر الٰہی حمایت وتصدیق بھی شامل ہے، البتہ دو قوم ایسی ہے جو نبی آخر الزمان کی بعثت کے صدیوں بعد الٰہی دلیل کے بغیر دو نبی کو ختم نبوت کا حامل ٹھہراتے ہیں۔ ایک اہل یہود ملاکی نبی کو دوم نصاری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس منصب کا حامل بتلاتے ہیں، مگر یہاں پر نہ تو ان انبیاء نے کوئی دعویٰ کیا اور نہ ہی اس دعویٰ کی تصدیق میں کوئی الٰہی دلیل اتری، البتہ ان کی قوم نے مسلمانوں کے مقابلے میں انہیں اس منصب جلیلہ پر بزور قلم فائز کرنے کی کوشش ضرور کی ہے، اس بابت ان کے پاس روایتاً اور درایتاً کوئی ثبوت نہیں ہے، بلکہ بائبل کی آیات کو اس کے اصلی منشا وحدف سے دور ہٹا کر کے اور توڑ مروڑ کر ضرور دلیل بنانے کی کوشش کی ہے۔ مگر یہی ایک بات یہود و نصاری کے تاج محل کو زمین بوس کر دیتی ہے کہ خود ان انبیاء کرام نے اپنے بعد اس وعدے کے نبی یعنی نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بابت بشارت دی ہے، اب اگر وہ حضرات نبی آخر الزمان ہوتے تو اپنے بعد کسی بھی نبی کی بشارت نہیں دیتے، اور نہ ہی یہود ان کے بعد بھی تین تین نبیوں کی آمد کے منتظر رہتے، جن کی تفصیل خود بائبل سے ملاحظہ فرمائیں گے۔ لیکن اس سے قبل نبی موعود آخر الزمان صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوت ورسالت کا جائزہ لے لیجئے۔

تیسرا اجلاس۔۔۔نبوت محمدی کا میثاق:

اللہ عز وجل نے اپنی معرفت کے لئے عالم امر میں تین ایسے عظیم الشان اجلاس قائم فرمائے، پہلی مجلس جسے عام طور پر مجلس ''توحید'' کا عنوان دیا گیا، اس میں ہر ایک انسانی ارواح پشت آدم سے نکل کر شریک ہوئی تھی، قرآن کریم کے سورہ اعراف آیت 172 میں اس عظیم الشان اجلاس کا تذکرہ موجود ہے۔ اور دوسرے اجلاس کا ذکر سورہ احزاب آیت 7 / 8 میں مذکور ہے، اس میں خاص انبیا علیہم السلام کی شرکت ہوئی تھی۔ تیسرا اجلاس ''میثاق نبوت محمدی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم'' کا ہے، اس نورانی محفل میں خواص انبیاء اللہ تعالیٰ کی ارواح مقدسہ شریک ہوئی تھیں، جیسا کہ اس مجلس کا ذکر سورہ آل عمران آیت نمبر 81 / 82 میں آیا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا

وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ۔ فَمَنْ تَوَلّٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔
اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے ،تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا ،اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ ،اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں ۔تو جو کوئی اس [عہد] کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں ۔[کنز الایمان]

عہد کا رسول:

اس آیت کریمہ میں قابل غور چند نکات ہیں ،مگر یہاں پر صرف دو نکات پر توجہ دلانا چاہتا ہوں ،اول ''عہد کا رسول'' کون ہے؟ دوم ؛تمہاری حیات میں جب وہ نبی یعنی عہد کا رسول تشریف لائے تو ان پر ایمان لانا اور ان کی نصرت کرنا۔

اول الذکر نکتہ یعنی''عہد کے رسول'' جو آیت کریمہ میں بغایت بطون ہے ،جنکی بابت تمام انبیا علیہم السلام سے وعدہ لیا گیا تھا ،جن پر خود ایمان لانے اور دوسروں کو ترغیب دینے کی تاکید کی گئی ہے ،اور اس پر ایمان نہ لانے والوں کو فاسق کہا گیا ہے ۔یقیناً قطعاً یہ وہی ذات عالی حبیب متعالی ہوسکتی ہے جو اول الخلقت ہو ،اور حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نسبت ہم ابتدا میں ثابت کر آئے ہیں ،کہ اللہ عزوجل کی پہلی مخلوق آپ ہی ہیں ۔اور اسی کی نسبت یہ عہد و پیماں ہوا تھا ،جس طرح کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان سے روشن ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا ،کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم ﷺ مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ کی نصرت کریں ۔[تفسیر خزائن العرفان ص ۱۲۲]

معلوم ہوا کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اسی عہد و پیماں کے نبی تھے ،جو عرب کی سرزمین پر آج سے چودہ صدی قبل پیدا ہو گئے تھے ۔

آخر الذکر نکتہ سے ایک شک یہ گزرتا ہے کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء علیہم السلام سے آپ کی متوقع آمد کا اعلان فرمایا تھا ،اور اس سے مفسرین کرام نے حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی اہمیت وعظمت اور فضیلت کا اظہار مراد لیا ہے ،لیکن متوقع آمد کے شوشہ کو دیکھ کر شیاطین واشرار کی باچھیں کھل اٹھیں ،باب نبوت کے بند

دروازے کو وا کرنے کا مبہم راستہ سجھائی دیا، یعنی وہ کبھی بھی آسکتے تھے، بہر حال ان کی خاتمیت باقی رہتی، اور اس خاتمیت سے مراد "خاتمی المرتبی" ہے "خاتم آخر زمانی" نہیں، اسی لئے فضیلت کے پردے میں مولوی قاسم نانوتوی نے ناجائز فائدہ اٹھا کر خاتم زمانی کا انکار کر دیا، اور خاتمی المرتبی کو اصل الاصول قرار دیا، اور لکھا کہ "تقدم یا تاخر زمانی میں کچھ فضیلت نہیں" اس صورت میں سلسلہ نبوت کا قیامت تک جاری رہنا جائز ہوگا، اور اسی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا قادیانی نے دعویٰ ٹھوک دیا، اور امت کی ایک جماعت کو گمراہ کر دیا۔

لیکن آخر زمانی کے الٰہی اعتقاد نے مدعیان نبوت کے چور دروازہ کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا، اللہ عز وجل نے فرمایا۔ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیا کے آخر میں ہے، لہذا آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم قصر نبوت کے وہ آخری اینٹ تھے، جس کے بعد کسی اور اینٹ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی، اسی الٰہی عقیدہ کی بنیاد پر صحابہ کرام نے مسیلمہ کذاب اسود عنسی وغیرہ مدعیان سے جنگیں کیں، اور ان فتنوں کو نہ صرف ناکام بنایا بلکہ انہیں بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکا۔

آپ خاتمی المرتبی ہو یا خاتم آخر الزمانی ہر دو لحاظ سے آپ خاتم النبین ہیں، آپ کی خاتمیت پر الٰہی دلیل کی تائید بھی ہے، اور سابقہ انبیا و مرسلین کی بشارت صادقہ بھی، اور حضرات انبیاء علیہم السلام اس بات سے بخوبی واقف تھے، کہ آپ اول الخلقت بھی ہیں اور بعثت کے اعتبار سے آخر الانبیا بھی، نہ صرف خاتمی المرتبی ہیں، بلکہ خاتم ظہور زمانی بھی، آپ کا خاتم النبین ہونے کا پہلا ثبوت اسی آیت کریمہ میں موجود ہے، یعنی آپ کو "رسول مصدق" بھی قرار دیا ہے، جس کا مطلب ہے سابقہ رسول و نبی اور ان کی کتب کی تصدیق کرنے والے، اور کامل و اکمل مصدق آخری گواہ ہوتے ہیں، اور جب کسی مقدمہ میں آخری شہادت گزر جائے اور فیصلہ سر بمہر ہو جاتا ہے، تو اس کے بعد نہ کسی گواہ کی ضرورت پڑتی ہے اور نہ ہی مقدمہ میں کچھ اضافہ کیا جاسکتا ہے، لیکن بایں صورت ممکن ہوگا کہ سر بمہر فیصلہ منسوخ کر دیا جائے، اور یہ کسی بندے کو اختیار نہیں کہ حضور ختم النبین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نبوت کو منسوخ کر دے، اور نہ ہی ایسی کوئی دلیل اللہ عز وجل نے اتاری کہ آپ کے بعد بھی سلسلہ نبوت جاری رہے، بلکہ آپ کا خاتم النبین ہونا باعتبار خاتمی المرتبی و خاتم زمانی لاتعداد آیات واحادیث کریمہ سے ثابت ہے، اور اہل سنت کا متفقہ اجماعی عقیدہ ہے، لہذا اس موضوع پر علمائے اہلسنت کی بہت ساری کتب دستیاب ہیں۔ تفصیل وہیں پر ملاحظہ فرمالیں۔ یہاں پر ہم کتب سابقہ سے آپ کی ختم نبوت پر روشن دلیل پیش کریں گے۔

عالم ازل سے آپ خاتم النبیین ہیں:

جی یہ تیسرا اجلاس تھا، عالم ازل کا، کم وبیش دو لاکھ چوبیس ہزار حاضرین وسامعین کا مجمع رہا ہوگا، سب کے سب خاص الخواص تھے، عام ارواح کا یہاں پر گزر نہ تھا، جو بھی تھے سب نبوت ورسالت کے فیضان سے معمور تھے، اس نورانی جلسے کی عظمت انسانی سوچ وفکر سے ماوریٰ ہے، خود خداوند صانع عالم تھا، موضوع سخن آمد مصطفیٰ تھا، عہد ومیثاق کی پختگی اور مضبوطی نے عظمت مصطفے میں چار چاند لگادئے، تمام حاضرین مجلس انبیاعلیہم السلام کی نگاہیں رشک آگیں رخ مصطفے پر ٹکی ہوئیں تھیں، دیدار مصطفے کی لذت سے بہریاب ہورہے تھے، جی یہ کون تھے؟ یہی تو مصطفے جان رحمت، شمع بزم ہدایت، نوشہ بزم جنت، سید کونین سلطان دارین خاتم پیغمبراں حضرت محمد رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم تھے، جن کی ختم نبوت کے مہر سے تمام انبیاعلیہم السلام اپنے اپنے ایمان ویقین کومزین کررہے تھے، جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے فرمایا:

ایمان ایک مہر ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ اپنے پسندیدہ بندوں پر مہر لگاتا ہے، اور یہ وہی انگشتری ہے جو اللہ نے اپنے رسول [محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم] کوعطا کی ہے ایسا رسول کہ ہر ایک برگزیدہ نے ایمان کواسی کے ہاتھوں سے لیا ہے، پس ایمان ایک ہی ہے، جیسا کہ اللہ ایک ہی ہے''۔

[انجیل برنباس کے فصل نمبر 90/آیت 3/4]

تاریخ انبیاء کی کتب میں ایسے کوئی نبی نہیں گزرے، جس نے انگشتری کوبطور مہر کے استعمال کئے ہوں، سوائے آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے، لہذا آپ کی چاندی کی انگشتری پر مُحَمَّدُ رَسُوْلُ اللّٰہ کندہ تھا جو خطوط پر مہر لگوانے کے لئے بنوائی تھی۔ دیکھئے بخاری [3ج] کتاب العلم باب 7؛ مسلم [ح53] کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ باب5؛ ترمذی [ح25] کتاب اللباس باب 16؛ کنزالعمال جلد 7 ص125 وجلد 9 ص515]

لہذا ثابت ہوا کہ جملہ انبیاء علیہم السلام کوآپ کا آخری نبی ہونا عالم ازل کے اس جلسہ، ،عہد میثاق نبوت محمدی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم، ، کے دن ہی سے معلوم تھا، کیونکہ آپ کا ذکر بطور پیش گوئی کے تمام انبیاعلیہم السلام کوعطا فرمایا گیا تھا، جیسا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا۔

[28] تم مجھے سچا مانو ہر آئینہ میں اس کو دیکھا اور اس کے سامنے عزت وحرمت کو پیش کیا [اس کی تعظیم کی] ہے۔ جیسا کہ اس کو ہر ایک نبی نے دیکھا ہے۔

[29] کیونکہ اللہ ان [نبیوں] کو اس [رسول] کی روح بطور پیشگوئی کے عطا کرتا ہے۔

[30] اور جبکہ میں نے اس کو دیکھا میں تسلی سے بھر کر کہنے لگا:،،اے محمد اللہ تیرے ساتھ ہو۔اور مجھ کو اس قابل بنائے کہ میں تیری جوتی کا تسمہ کھولوں۔

[31] کیونکہ اگر میں یہ [شرف] حاصل کرلوں تو بڑا نبی اور اللہ کا قدوس ہو جاؤں گا۔

[انجیل برناس فصل نمبر42]

عالم ازل سے آپ کا خاتم النبیین ہونا قرآن کریم اور سابقہ کتاب انجیل کی آیتوں سے مصرح ہو گیا، اب ذرا احادیث رسول سے بھی آپ کا اول الخلقت اور خاتم الانبیاء ہونا معلوم فرمالیں۔''ابو هريرة : كنت اول النبيين فی الخلق و آخرهم فی البعث''[الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی جزء ثالث ص282]''میں خلقت کے اعتبار سے انبیاء کرام میں پہلا ہوں اور بعثت کے اعتبار سے آخری ہوں''۔''قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنِّی عَبدُاللّٰہِ لَخَاتَمُ النَّبِیِّنَ وَاِنَّ آدَمَ عَلَیہِ السَّلَام لَمُنجَدِلہ فِی طِینَتِہٖ''رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا میں اس وقت بھی اللہ کا بندہ اور خاتم النبیین تھا جب کہ حضرت آدم علیہ السلام ابھی گارے میں ہی لتھڑے ہوئے تھے۔[مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث العرباض بن ساریہ، جلد7 /ص127، الحدیث:17280 /مسند الفردوس بماثور الخطاب للدیلمی جلد اول ص76 حدیث230]

بشارات انبیاء میں خاتم النبیین کی جلوہ سامانی:

لہٰذا جب اللہ عزوجل نے اس کارخانہ آب وگل کو انسانی وجود سے زینت بخشی، تمام انسانوں کا باپ ایک تھا، حضرت آدم، یہیں سے نسل انسانی کی افزائش اور توسیع ہوئی، اور اقطاع زمین پر پھیل گئی، ابتدا میں ان کا دین صرف ایک تھا، اسلام۔ملت صرف ایک تھی، مسلمان۔اسلام اور مسلمانوں کا سب سے پہلا نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے، پھر جیسے جیسے نسلوں کی آبیاری اور توسیع ہوتی گئیں، رسولوں کے بعثت کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا، لیکن کچھ ہی مدت میں ان کی تعلیمات کو ان کی امتوں نے پس پشت ڈال دیا، اپنے اپنے نبیوں کے دین، اسلام، سے منحرف ہو گئے، جن میں سے کچھ نابود ہو گئے اور کچھ کے باقیات آج بھی موجود ہیں، پس جو مذہب بھی آسمانی ہونے کے مدعی ہیں، اس پر توحید اور آخر الانبیاء کی بشارت کا عنصر پایا جانا ایک لازمی امر ہے، کیوں کہ اللہ تعالی نے تمام انبیاء علیہم السلام کو سید عالم وعالمیان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد کی بشارت وخوشخبری سنانے کی ذمہ داری سونپی تھی، جیسا کہ آیات قرآنیہ اور سابقہ کتب کے حوالے سے مذکور ہوا، لہٰذا اسی وعدہ کے تحت سابقہ تمام انبیا علیہم السلام نہ صرف آپ پر ایمان لائے، بلکہ آپ کی آمد کی خوشخبری اپنی اپنی امتوں کو سنائی، آپ کی آمد کی بشارت

دی، ان میں بھی آپ کا آخرالانبیا ہونے کا جلوہ نمایاں دیکھا جاسکتا ہے۔

سیدالمرسلین محبوب رب العالمین حضرت محمد صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم کی آمد کی پیش گوئی اور بشارت کی خشت اول تو ابوالبشر حضرت سیدنا آدم علیہ السلام نے ڈال دی تھی، سرکار سیدی اعلی حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ظاہر میں میرے پھول حقیقت میں میرے نخل

اس گل کی یاد میں صدا ابوالبشر کی ہے

اس مقام پر حضرت ادریس علیہ السلام جو حضرت آدم کی ساتوی پشت میں ہوئے، اور حضرت نوح علیہ السلام کے دادا یا پردادا تھے، ان کی پیش گوئی کا یہ حصہ بطور حوالہ پیش کیا جاسکتا ہے، جو کہ خود ان کی کتاب ''کتاب حنوک'' کے نام سے موسوم ہے، باب اول کی آیت 2 میں ہے۔

اور حنوک نے اپنی مثل شروع کی اور کہا، ایک راست باز شخص تھا جس کی آنکھیں خداوند کی طرف سے کھولی گئیں اور اس نے آسمان میں ایک مقدس رویا دیکھی جو مجھے فرشتوں نے دکھائی اور میں نے ان سے سب کچھ سنا اور میں نے وہ سب سمجھا جو میں نے دیکھا تھا، مگر اس پیڑھی کے لئے نہیں بلکہ اگلی پیڑھی کے لئے جو آنے والی ہے۔

اس میں صریح طور پر وارد ہے کہ یہ بشارت دوسری پیڑھی کے لئے ہے، اس میں اگر چہ درمیان میں حضرت موسی علیہ السلام کی بھی بشارت ہے، مگر آخری آیت میں جسے دس ہزار قدسیوں سمیت آنے کی پیش گوئی فرمائی ہے، وہ آخرالانبیا کی بشارت ہی ہے، ملاحظہ کیجئے۔

(9) اور دیکھو وہ دس ہزار قدسیوں کے ساتھ آتا ہے تاکہ ان کی عدالت کرے اور بدکاروں کو تباہ کرے اور ہر اس بشر سے لڑے جنہوں نے اس کے برخلاف گناہ اور بدکاری کی۔[کتاب حنوک]

محققین اس بشارت کا مصداق رسول کائنات صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم کے علاوہ کسی اور کو نہیں سمجھتے، چونکہ رسول اکرم صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم کے واقعہ مبارکہ فتح مکہ مکرمہ میں دس ہزار صحابہ کرام کی تعداد بتائی ہے، جیسا کہ رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن ابن خلدون نے اپنی کتاب تاریخ ابن خلدون جلد 2 ص 130 میں لکھا ہے:

''دس رمضان 8ھ کو دس ہزار کی جمعیت سے رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّم مدینہ سے بقصد فتح مکہ روانہ ہوئے''۔

اورابی جعفر محمد بن جریر الطبری نے اپنی کتاب تاریخ طبری حصہ اول ص 391 میں حضرت ابن عباس کے حوالے سے ان کی تعداد دس ہزار ہی لکھی ہیں۔اسی لئے بلا کسی تردد کے محققین اس پیش گوئی کا مصداق آپ کو قرار دیتے ہیں۔

نیز پیش گوئی کی ترتیب سے بھی واضح ہے کہ یہ آخری نبی کی بشارت ہے،لہذا اسی پیش گوئی کی تصدیق تمام انبیاءعلیہم السلام نے فرمائی،اوران پر نازل شدہ کتب میں بھی مرقوم ہوئی، چاہے وہ کتب تورات ہوں یا انجیل، اوراہل ہند کی نیم دینی کتب ویدو پران ہو، یا بدھ کی گتھا،پس خاتم النبین صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے تیئں حضرت ادریس کی اسی بشارت کی تفصیل سابقہ تمام آسمانی کتابوں میں آج بھی پائی جاتی ہے اوراس بات کی تصدیق خدائے تعالی کی آخری کتاب قرآن کریم بھی کرتی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا فِي التَّوْرٰاةِ وَ الْاِنْجِيْلِ [اعراف رکوع 19]

وہ جوغلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی، جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اورانجیل میں۔

بنی اسرائیل کے زمانہ کو چار حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں،ایک حضرت موسی سے لیکر ملاکی تک،دوسرے ملاکی سے لیکر حضرت عیسی تک۔تیسرے حضرت عیسی سے لیکر ظہور خاتم النبین تک۔اور چوتھا؛حضرت خاتم النبین کی پیدائش سے ایں دم تک۔

پہلا دور: حضرت موسی سے لیکر ملاکی تک:

موجودہ چند بڑے بڑے سابقہ ادیان جو اپنی فرسودگی کے باوجود آج بھی زندہ ہے،ان کی کتب سے ان پیش گوئیوں پر روشنی ڈالنا جو خاتم النبیین صَلَّی اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی بشارت پر مشتمل ہیں،انہیں نقل کرنا نہایت طول طلب مرحلہ ہے، یہ مختصر مضمون اس کا متحمل نہیں ہے،البتہ یہاں پر صرف موضوع کی مناسبت سے چند اقتباسات کشید کرتے ہیں۔

تورات وانجیل بے شک آسمانی کتابیں ہیں،اول الذکر کتاب حضرت موسی علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی،جبکہ آخرالذکر کتاب قوم بنی اسرائیل کے آخری نبی حضرت عیسی علیہ السلام پر نازل ہوئی،مگر آج یہ سب کتابیں اپنی اصلی حالت پر نہیں ہے،اس کا زیادہ تر حصہ انسانی تصرفات سے مزین ہے،لیکن ان دونوں کتابوں میں حضرت

ادریس علیہ السلام کی اس بشارت کی تائید اوراس نبی موعود صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیش گوئی ہزار تحریفات وتصرفات کے باوجود آج بھی موجود ہے، ملاحظہ کیجئے۔

خداوندسینا سے آیا۔اورشعیر سے ان پر آشکارا ہوا۔وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوا،اور لاکھوں قدسیوں میں سے آیا اس کے دہنے ہاتھ پران کے لئے آتشی شریعت تھی،وہ بے شک قوموں سے محبت رکھتا ہے،اس کے سب مقدس لوگ تیرے ہاتھ میں ہیں،اوروہ تیرے قدموں میں بیٹھے۔[کتاب استثنا باب33 ایت1/تا3]

خدا یتمان سے آیا،اورقدوس کوہ فاران سے،سلاہ،اس کا جلال آسمان پر چھا گیا،اورزمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی،اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی،اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں،اوراس میں اسکی قدرت نہاں تھی،وبا اس کے آگے آگے چلتی تھی،اورآتشی تیراس کے قدموں سے نکلتے تھے،وہ کھڑا ہوااورزمین تھرا گئی،اس نے نگاہ کی اورقومیں پراگندہ ہوگئیں۔[حبقوق باب3 آیت3 تا6]

امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

طور پہ جو شمع تھا، چاند تھا ساعیر کا

نیر فاراں ہوا تم پہ کروڑوں درود

کوہ سینا جسے عرف عام میں "کوہ طور" کہتے ہیں،وہیں پر خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا،اور شریعت عنایت فرمائی۔اورشعیر یا ساعیر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدائش کی خوشخبری دی گئی ہے۔جبکہ فاران سے پیغمبر آخرالزامان صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پیدا ہونے کی بشارت دی گئی ہے،غرض یہاں بھی پیش گوئی کی ترتیب دیکھئے،آخر میں کوہ فاران کا ذکر ہے،لہذا فاران کی وادی سے نبی آخرالزاماں صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے علاوہ اورکس کی بعثت ہوئی،جوکہ اورکسی کو مصداق ٹھہرایا جائے۔توریت میں آپ سے متعلق دوسری بشارات ملاحظہ فرمالیجئے۔

خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے یعنی تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا،تم اس کی سننا۔

لہذا پورا قدیم عہدنامہ [بائبل] پڑھ جایئے،پیدائش کے باب سے لیکر ملاکی نبی کی کتاب تک دیکھ لیجئے،حضرت موسیٰ سے لیکر ملاکی تک گیارہ سو برس کا جائزہ لے لیجئے،اس درمیانی عرصہ میں کہیں بھی اس پیش گوئی

کے مصداق مانند موسی پیدا نہیں ہوئے،اور نہ خود اہل یہود نے ملا کی کو مانند موسی کہا،اگر چہ کہ بنی اسرائیل کا طبقہ یہود شریعت موسوی کے آخری نبی ملا کی کو سمجھتے ہیں،لیکن خود ملا کی اس وعدہ کے نبی یعنی خاتم النبین کی بابت پیش گوئی فرمائی،ملاحظہ کیجئے۔

دیکھومیں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا اور خداوند جس کے تم طالب ہو ناگہاں اپنی ہیکل میں آموجود ہوگا،ہاں عہد کا رسول جس کے تم آرزومند ہو آئے گا رب الافواج فرماتا ہے۔

[ملاکی باب3/آیت/1 تا3]

قرآن کے حوالے سے اس وعدے کے رسول کی نسبت معلوم کر آئے ہیں،یہاں نشان زدہ کلمات ''عہد کا رسول'' کا موازنہ کر لیجئے،لہذا اگر ملا کی آخری نبی اور وعدے کا رسول ہوتے تو وہ خود اس وعدے کے رسول کی بشارت کیوں دیتے،بلکہ جدید عہد نامہ میں یہ بات بھی درج ہے کہ بنی اسرائیل تین نبی کے منتظر تھے،جیسا کہ اس کا بیان آرہا ہے۔

دوسرا دور: حضرت ملا کی سے عیسی مسیح تک:

لہذا حضرت موسی سے لیکر ملا کی تک عہد کا وہ نبی یعنی وعدے کا رسول جو مانند موسی ہے،نہیں اٹھا،یہاں تک کہ صدیوں بعد حضرت یحیی علیہ السلام مبعوث ہوئے،تو قوم یہود اور فریسیوں کا ایک وفد ان کی بارگاہ میں پہنچ گئے،ان کے درمیان جو مکالمہ ہوا،اس کا یہ حصہ آپ بھی جدید عہد نامہ انجیل یوحنا کے حوالے سے ملاحظہ فرمالیجئے۔

اور یوحنا[یحیٰ] کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے!؟تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں،انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے؟ کیا تو ایلیاہ ہے،اس نے کہا میں نہیں ہوں،کیا تو وہ نبی ہے؟اس نے جواب دیا کہ نہیں۔پس انہوں نے اس سے کہا پھر تو کون ہے؟ تا کہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا میں جیسا یسعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ سیدھا کرو۔یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے،انہوں نے اس سے سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیاہ نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟ یوحنا نے جواب میں ان سے کہا کہ میں پانی سے بپتسمہ دیتا ہوں تمہارے درمیان ایک شخص کھڑا ہے جسے تم نہیں جانتے،یعنی میرے بعد کا آنے والا جس کی جوتی کا تسمہ میں کھولنے کے لائق نہیں۔[یوحنا باب1 آیت19 تا27]

انجیل یوحنا کے بیان سے معلوم ہوا کہ اہل یہود اور فریسی ملاکی کو بنی اسرائیل کا آخری نبی سمجھنے کے باوجود اس کے بعد بھی صدیوں تک تین نبی کے منتظر تھے "ایلیاہ"،"مسیح"،اور"وہ نبی" ایلیاہ کی نسبت انجیل میں حضرت عیسی نے کہا کہ یوحنا ہی ایلیاہ تھے،مگر اسے کسی نے پہچانا نہیں،اور حضرت عیسی مسیح کے بھی منتظر تھے،جس کی بابت یوحنا نے اشارہ بھی فرمادیا کہ وہ تمہارے درمیان ہی کھڑے ہیں،وہ میرے بعد نبوت کرے گا،اس مقام پر ایلیاہ اور مسیح کی شخصیت کا مسئلہ تو حل ہوگیا،اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ وہ برگذیدہ شخصیت،آرزوؤں کا رسول،تمناؤں کا نبی،جسے یوحنا نے"وہ نبی" کے لقب سے یاد کیا ہے۔ملاکی سے لیکر یوحنا اور عیسی تک کے عرصہ میں بھی ظہور پذیر نہیں ہوئے۔

تیسرا دور: حضرت عیسی سے ظہور خاتم النبین تک:

حضرت یوحنا اور حضرت عیسی علیہم السلام دونوں ہم زمان تھے،مگر حضرت عیسی نے اپنی نبوت کا اعلان یوحنا کے بعد کیا،حضرت عیسی کے تقریباً پانچ سو برس بعد خاتم النبین صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا ظہور ہوا،اس درمیانی مدت میں کوئی نبی پیدا نہیں ہوا،لہذا حضرت عیسی علیہ السلام نے"وہ نبی" یعنی خاتم النبین کی بشارت نام لیکر بھی فرمائی، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے،اور انجیل برنباس میں ہے۔

لیکن اے یعقوب تیرا دل یہیں نہ جم جائے۔اس لئے کہ جس وقت اللہ نبی [محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم] کو بھیجے گا تجھ پر حتماً یہ مترتب ہوگا کہ تو اپنے [اس] حکم [انجیل] کو بدل دے اور نبی کی پیروی کرے۔نہ یہ کہ تو کہے "وہ کیوں ایسا کہتا ہے؟ وہ کیوں امرونہی کرتا ہے؟ بلکہ تو کہہ کہ" اللہ ایسا ہی چاہتا ہے اور اللہ ایسا ہی حکم دیتا ہے۔

[انجیل برنباس فصل نمبر ۰۸ آیت نمبر ۹/۱۰]

انجیل یوحنا میں ہے۔

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں،لیکن مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا،میں اطمنان تمہیں دیتا ہوں،جس طرح دنیا دیتی ہے،میں تمہیں اس طرح نہیں دیتا،تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے۔تم سن چکے ہو کہ میں نے تم سے کہا ہے کہ جاتا ہوں اور تمہارے پاس پھر آتا ہوں۔اگر تم مجھ سے محبت رکھتے تو اس بات سے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں خوش ہوتے کیونکہ باپ مجھ سے بڑا ہے۔اور اب میں نے تم سے اس کے ہونے سے پہلے کہہ دیا ہے تاکہ جب ہوجائے تو تم یقین کرو۔اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔لیکن یہ اس لئے ہوتا ہے کہ دنیا جانے کہ میں باپ سے محبت رکھتا ہوں

اور جس طرح باپ نے مجھے حکم دیا میں ویسا ہی کرتا ہوں۔[یوحنا باب ۱۴/ ۲۵ تا ۳۱]

اگر تم مجھ سے محبت رکھتے ہو تو میرے حکموں پر عمل کرو گے۔ اور میں باپ [خدا] سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔[یوحنا باب 14 آیت15/ 16]

شریعت محمدی اسلام کا آخری مذہب قیامت تک باقی رہنے والا ہے، اور حضور جان نور قلب سرور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم آخرالانبیاء ہے، جو ابد الآباد تک اسی دھرتی پر مدفون رہیں گے، اسی سبب سے اب دنیا میں اللہ تعالی کا بھاری عذاب نازل نہیں ہوگا، اور یہ سب آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہی کی بدولت ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (۳۳ سورہ محمد)

ترجمہ: اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔[کنزالایمان]

معلوم ہوا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے جو قوم بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر تھے، انھوں نے بھی اپنے بعد آنے والے ایک نبی کی بشارت دی ہے، اور زمانہ جانتا ہے کہ حضرت عیسی اور حضرت محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درمیان کوئی ایک بھی نبی نہیں گزرے ہیں، زمانی مدت اس کی تقریبا پانچ سو برس تھی، بعد ازیں موعود نبی حضرت محمد صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیدائش کوہ فاران کی وادی میں ہوئی، جس نے سابقہ تمام انبیاء اور ان کی کتابوں کی تصدیق فرمائی، اور آپ سے متعلق جو بشارات کتب سابقہ میں مندرج تھی، ان کی تجدید کاری بھی قرآن نے فرمائی۔

بشارات صحف آسمانی بر تصدیقات قرآنی:

لہٰذا تورات وانجیل میں نہ صرف آپ کے پیدائش کی پیشین گوئیاں کی گئی تھیں، بلکہ اس نبی کے اوصاف حمیدہ وخصائل محمودہ، شریعت کی سختی، اور اقوام سے محبت کا ذکر، انداز تکلم، طرز تخاطب حتی کہ ان کے لاکھوں صحبت نشینوں کو بھی مقدس اولیاء اللہ کا خطاب دیا ہے اور ہاں مصیبتوں میں جس موعود رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وسیلے سے دعائیں کرتے رہے، جنگوں میں فتحیاب ہوتے رہے، قرآن کریم کے سورہ بقرہ آیت میں ہے "**ویستفتحون علی الذین کفرو**" غرض ان کے ہر ایک جز سے بائبل کے پیشین گوئیوں کی تصدیق ہوتی ہے۔

اور خود بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر حضرت عیسی علیہ السلام نے بھی اپنے بعد جس پیغمبر کی بشارت بحیثیت "مددگار" دی ہے، جس کا نام اس نے قرآن کی زبانی "احمد" بتایا تھا، جیسا کہ ارشاد رب العالمین ہے۔

وَاِذْقَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ ؕ [سورہ صف آیت نمبر 6]

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے، ان کا نام احمد ہے۔[کنزالایمان]

لہٰذا موعود رسول، پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو انہیں علامات کی بنیاد پر یہود و نصاریٰ اپنے بیٹے کی طرح پہچانتے تھے، جیسا کہ قرآن کریم نے اس بات کی خبر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

الذین اٰتینٰھم الکتٰب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم ط وان فریقاً منھم لیکتنون الحق وھم یعلمون۔

[سورہ بقرہ آیت 146]

جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی، وہ اس نبی کو ایسا پہچانتے ہیں جیسے آدمی اپنے بیٹوں کو پہچانتا ہے، اور بے شک ان میں ایک گروہ جان بوجھ کر حق چھپاتے ہیں۔

علمائے یہود و نصاریٰ کی تصدیقات:

جب اس وعدے کے رسول اور "وہ نبی" یعنی نبی آخر الزمان صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیدائش ہوئی، تو علمائے یہود و نصاریٰ نے پہچان لیا، لیکن اس پر ایمان لانے سے متعلق دو فریق میں بٹ گئے، ایک گروہ وہ جو قسمت کے دھنی تھے، آپ پر ایمان لے آئے، ان کی صحیح تعداد کا حال تو اللہ ہی کو معلوم ہے، لیکن یہود و نصاریٰ کے قبائلی سرداروں اور علماء کے حالات تاریخ و سیر اور رجال کی کتب میں سینکڑوں تک پائے جاتے ہیں، لیکن ان میں عوام کی بھی اکثریت علاوہ تھی، جن کے نام سے تاریخ کا دامن خالی ہے، اہل اثر علماء جنہوں نے اسلام کو قبول کیا تھا، ان میں سے چند کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سلام، ابن یامین، حضرت اسید بن سعید، حضرت اسید بن عبید، حضرت اسد بن کعب قرظی، حضرت اسید بن کعب قرظی، وغیرھم اہل یہود میں سے تھے، اور حضرت ادریس، حضرت اشرف حبشی، حضرت بحیرہ الحبشی، حضرت بشیر بن معاویہ، حضرت تمیم الحبشی، وغیرھم نصاریٰ میں سے تھے۔ پس انہیں کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لیسو اسواء من اھل الکتاب امۃ قآئمۃ یتلون اٰیات اللہ اناء الیل وھم یسجدون۔ [آل عمران، آیت، 113]

سب ایک سے نہیں کتابیوں میں وہ ہیں کہ حق پر قائم ہیں، اللہ کی آیتیں پڑھتے ہیں، رات کی گھڑیوں میں اور سجدہ کرتے ہیں۔ (کنزالایمان)

آیت مذکورہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ زمانہ ہذا کے عیسائی حق پر قائم ہیں، جیسا کہ پادریان زمانہ دلیل پکڑتے ہیں۔ کہ جب ہم حق پر ہیں تو ہمیں مسلمان ہونے کی ضرورت ہی کیا ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عیسائی جنہوں نے نبی آخرالزمان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم پر ایمان لایا، وہ اللہ کی آیتوں کو تلاوت کرتے ہیں اور رات کو سجدہ کرتے ہیں۔

چوتھا دور: خاتم النبین کی پیدائش سے ایں دم تک:

یہود و نصاری کے ایمان نہ لانے کی ایک وجہ یہ تھی جو آیت کریمہ میں گزر چکی ہے، جس نے ان کے دلی کیفیت بغض وحسد کو کھول کر رکھ دیا ہے، لہٰذا جو نے ایمان نہیں لائے تھے، انہیں بھی حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی نسبت معلوم تھا کہ یہ سچے نبی وہی نبی موعود ہے، جس کی آمد کی پیشگوئیوں اور بشارتوں سے تورات اور انجیل کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ لیکن محض اس وجہ سے ایمان نہیں لائے کہ غیر قبائل یہود میں آپ کا ظہور ہوا، اور قومی تعصب اس قوم کے روم روم اور رگ وریشہ میں پیوست ہے، یہی وہ جذبہ ہے جو آج بھی موروثی طور پر زمانہ حال کے یہود و نصاریٰ تک آیا ہے، جیسا کہ پادری بوٹامل نے بھی اعتراف کیا ہے، لکھتے ہیں:

اور اس حقیقت کا برملا اظہار کیا گیا ہے کہ سلسلہ نبوت کا منصب اور حق حضرت ابراہیم خلیل اللہ سے حضرت اسحاق اور حضرت یعقوب کی نسل کو ہی بخشا گیا ہے۔ اور وحی آسمانی کی امانت کے لئے صرف بنی اسرائیل ہی مخصوص ہیں۔ اور خاتم النبین کا ظہور بھی اسی موعود نسل سے ہونے والا تھا۔ اور وہ آخری نبی سیدنا عیسی مسیح ہے۔ [خاتم النبین ص4 مطبوعہ 1948]

یہی وہ بغض اور کینہ کا سفینہ تھا جو آج تک ان کے سینوں میں تلاطم خیز ہے، سلسلہ نبوت اور امانت وحی اپنی جاگیر سمجھ بیٹھے ہیں، حالانکہ اللہ عزوجل اپنا فضل جس پر چاہے لٹادے، اس میں کون دم مار سکتا ہے۔ نبی موعود آخر الزمان صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے زمانہ ظہور میں بنی اسرائیل کے بیشتر قبائل کے اہل علم واثر نے اپنی کتابوں کی بشارت اور نبی موعود کی علامات سے حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو پہچان لیا، اور ایمان لے آئے، مگر جو پہچاننے کے باوجود محض قبائلی تعصب کی بنیاد پر ایمان لانے سے محروم رہے، ان کی نسلیں آج تک اپنے آباء کی روش پر قائم ہیں، اور نبی موعود آخرالزمان کے منتظر ہیں۔ بعینہ حال عیسائیوں کا بھی ہے، مگر اٹھارہویں صدی عیسوی کے بعد

ہندو پاک کے عیسائیوں کے درمیان ایک نیا رجحان پیدا ہوا، آخر انتظار کی گھڑیاں لمبی ہوگئیں، اور کب تک سراپا منتظر رہتے، حضرت عیسی سے آج تک ڈھائی ہزار برس کا عرصہ کم نہیں ہوتا، ابھی تک ان کے زعم میں اس نبی موعود کا ظہور نہیں ہوا، تو ناچار انجیلوں میں طرح طرح کی تاویلیں من گھڑت تفسیریں کرنا شروع کر دیں، تحاریف وتبادلہ عبارت والفاظ میں ہیرا پھیری سے کام لینا شروع کر دیا، تاکہ جس طرح بھی ہو حضرت عیسی علیہ السلام کو ''خاتم النبین'' ثابت کیا جائے۔

ان کی ہر کوشش ناکام ونامراد ہی ثابت ہوئی، اگر ''وہ نبی'' یعنی وعدے کا نبی [خاتم النبیین] اور حضرت عیسی علیہ السلام ایک ہی شخص ہوتے، جیسا کہ پادریان زمانہ کا فاسد زعم ہے تو پھر اپنے بعد آئندہ آنے والے ''مددگار'' اور وہ موعود رسول کون ہے، جن کی بشارت خود حضرت عیسی علیہ السلام نے دی تھی، دو ہزار سال کا عرصہ بیت گیا، اس نبی کی آمد اب تک کیوں نہیں ہوئی؟ ان سب سوالوں کا جواب ان کے پاس نہیں ہے، اس لئے عیسائیوں کو آسان محسوس ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم النبین بنا کر پیش کر دیا جائے، یوں بھی آپ قوم بنی اسرائیل کے آخری پیغمبر مشہور ہیں، اور ان کا حضرت عیسی علیہ السلام کو خاتم النبین بنا کر پیش کرنے کا رجحان کوئی پرانا نہیں ہے بلکہ ایک جدید خیال ہے۔ اور یہ خیال اس لئے رائج کیا تاکہ نبی موعود کی آمد کے سوال سے بچا جا سکے، یہ تو بچ جائیں گے مگر جدید عہد نامہ میں جو چھپا ہوا ہے، اور خود حضرت عیسی نے اپنے بعد آنے والے مددگار کی بشارت دی ہے، اسے تو چھپا نہیں سکتے۔

حورب کی داستان وجہ فضیلت یا محرومی:

جیسا کہ پادری بوٹامل نے لکھا ہے کہ خاتم النبین کا ظہور قوم بنی اسرائیل میں ہونے والا تھا اور توریت کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خاتم النبیین حضرت سیدنا محمد صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّم کی تشریف آوری قوم بنی اسرائیل ہی میں ہونے والی تھی، پھر کیا وجہ ہے کہ بنی اسرائیل میں اس نبی موعود کا ظہور نہیں ہوا؟ اور ظہور پذیر نہ ہونے کی وجہ بائبل کی کتاب استثناء میں جو مذکور ہے، اسے ملاحظہ کیجئے۔

یہ تیری اس درخواست کے مطابق ہوگا جو تو نے خداوند اپنے خدا سے مجمع کے دن حورب میں کی تھی، کہ مجھ کو تو نہ خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سننی پڑے اور نہ ایسی بڑی آگ ہی کا نظارہ ہو تا کہ میں مر نہ جاؤں۔ اور خداوند نے مجھ سے کہا کہ وہ جو کچھ کہتے ہیں سو ٹھیک کہتے ہیں، میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا، اور جو کوئی

میری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔[استثنا باب 18 آیت 15 تا 22]

یعنی جب اللہ تعالی نے کوہ طور پر آگ کی شکل میں اپنا جلوہ ظہور فرمایا تو پوری قوم بنی اسرائیل خوفزدہ ہوگئی، اور جب اللہ عزوجل کی دید سے انکار کر دیا تو اللہ تعالی نے بھی اپنے آخری نبی کے ظہور کا فیصلہ بدل دیا، بنی اسرائیل کی بجائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلوٹھے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل میں مقدر فرما دیا۔

دراصل خاتم پیغمبراں کے عظمت کی بلندی کے پیش نظر بنی اسرائیل کا یہ خام خیال تھا جس کا اظہار اس نے کیا ہے، اور یہ خیال آج کل کے دور کا نہیں ہے، بلکہ صدیوں کا پالا پوسا ہے، ہر چند کہ اس خیال کی پرورش صدیوں تک کی، مگر اسے خدائے بزرگ و برتر کے نزدیک کوئی اہمیت حاصل نہ ہوسکی، حورب کی کہانی کہاں تک درست ہے، اس میں بنی اسرائیل کے فضیلت کی کون سی وجہ پوشیدہ ہے، سوائے بنی اسرائیل کی بدنصیبی کے نہیں معلوم، کہ اسی بدنصیبی نے اللہ تعالی کو اپنا فیصلہ بدلنا پڑا، مگر جو بھی ہو اس داستان کو اسلامی نظریہ قبول نہیں کرتا، اور نہ ہی تورات وانجیل۔

لہٰذا خاتم النبین صَلَّی اللهُ عَلَیہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا "کہ میں دعائے خلیل ہوں، اور بشارت مسیح اور اپنی والدہ کا خواب ہوں" اور یہ بات ہر تاریخ کے طالب علم کو معلوم ہے، کہ آپ بنی اسماعیل میں مبعوث ہوئے، جس کی تائید تورات وانجیل کی دیگر آیات سے ہوتی ہے، ملاحظہ کیجئے۔

پہلا ثبوت: داؤد علیہ السلام کی پیش گوئی:

صداقت کے پھاٹکوں کو میرے لئے کھول دو، میں ان سے داخل ہوکر خداوند کا شکر کروں گا۔ خداوند کا پھاٹک یہی ہے، صادق اس سے داخل ہوں گے۔ میں تیرا شکر کروں گا کیونکہ تو نے مجھے جواب دیا، اور خود میری نجات بنا ہے۔ جس پتھر کو معماروں نے رد کیا، وہی کونے کے سرے کا پتھر ہوگیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا، اور ہماری نظر میں عجیب ہے، یہ وہی دن ہے جسے خداوند نے مقرر کیا، ہم اس میں شادماں ہوں گے اور خوشی منائیں گے۔ آہ! اے خداوند! بچالے۔ آہ اے خداوند! خوش حالی بخش۔ مبارک ہے وہ جو خداوند کے نام سے آتا ہے۔ ہم نے تم کو خداوند کے گھر سے دعا دی ہے۔ یہوواہ ہی خدا ہے اور اسی نے ہم کو نور بخشا ہے۔ قربانی کو مذبح کے سینگوں سے رسیّوں سے باندھو۔ تو میرا خدا ہے میں تیرا شکر کروں گا۔[زبور باب 118 آیت 19 تا 28]

زبور کے اس اقتباس میں،، خداوند کا پھاٹک،، سے مراد کعبہ شریف ہے، اور یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت داؤد علیہ السلام ابھی بادشاہ بنے نہیں تھے، اس گھر کا حج ادا فرمایا تھا، اور اس وقت بیت المقدس بحیثیت قبلہ

متعین نہیں ہوا تھا، اور نہ ہی تعمیر ہوئی تھی، بلکہ قبلہ کی حیثیت اسے ان کے بیٹے سلیمان کے دور بادشاہت میں ملی تھی، دیکھئے سلمان کی کتاب، لہذا حضرت داؤد علیہ السلام نے حج کعبہ کیا، انہیں تعمیر کعبہ اور حضرت ابراہیم کی دعا یاد آئی، اور وہی پر یہ پیش گوئی فرمائی تھی، اس پیش گوئی میں صادق سے مراد قطعی طور پر نبی آخرالزمان صادق الامین صَلَّی اللّٰہ عَلَیۡہِ وَسَلَّم ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی آخرالزمان کی ولادت باسعادت حضرت ابراہیم کی اولاد حضرت اسماعیل کی نسل سے ہونی تھی، اور جیسا کہ میری اس بات کی تائید انجیل متی بھی کرتی ہے۔، اور خود حضرت عیسی علیہ السلام جن کو کہ پادری بوٹامل نے ''نبی آخرالزمان'' کہا ہے، پادری کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

دوسرا ثبوت:

پس یسوع نے کہا کیا تم نے کتاب مقدس میں کبھی نہیں پڑھا کہ جس پتھر کو مزدوروں نے رد کیا۔ وہی کونے کے سرے کا پتھر ہو گیا۔ یہ خداوند کی طرف سے ہوا اور ہماری نظر میں عجیب ہے۔ اس لئے میں تم سے کہتا ہوں کہ خدا کی بادشاہی تم سے لے لی جائے گی اور اس قوم کو جو اس کے پھل لائے دے دی جائے گی۔ اور جو اس پتھر پر گرے گا ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا لیکن جس پر وہ گرے گا اسے پیس ڈالے گا،۔ [متی باب 21 آیت 42 تا 44]

تیسرا ثبوت:

کیونکہ اللہ نے ابراہیم سے ایسا ہی وعدہ کیا ہے اور کہا ہے: ''تو دیکھ کہ میں تیری نسل سے تمام زمین کے قبیلوں کو برکت دوں گا اور جس طرح کہ تو نے اے ابراہیم بتوں کو توڑ کر پارہ پارہ کر دیا ہے ویسے ہی تیری نسل کرے گی۔،، ۲۰۔ یعقوب نے جواب دیا:،، اے استاد! ہم کو یہ بتا کہ یہ عہد کس سے کیا گیا ہے؟،، ۲۱۔ اس لئے کہ یہود کہتے ہیں کہ [یہ عہد] اسحٰق سے ہوا ہے۔ ۲۲۔ اور اسماعیلی کہتے ہیں کہ اسماعیل سے،، ۲۳ یسوع نے جواب دیا: داؤد کس کا بیٹا تھا اور کس کی نسل سے؟ ۲۴۔،، یعقوب نے کہا: اسحٰق کی اولاد سے کیونکہ اسحٰق یعقوب کا باپ تھا اور یعقوب یہود کا باپ جس کی نسل سے داؤد ہے۔،، ۲۵۔ تب اس وقت یسوع نے کہا اور جب رسول اللہ آئے گا تو وہ کس کی نسل سے ہوگا؟،، ۲۶۔ شاگردوں نے جواب دیا:،، داؤد کی نسل سے۔،، ۲۷۔ تب یسوع نے جواب دیا،، تم اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو۔،، ۲۸۔ کیونکہ داؤد اس کو روح میں یہ کہتے ہوئے،، رب،، کے نام سے پکارتا ہے،، اللہ نے میرے رب نے کہا کہ تو میرے داہنے جانب بیٹھ تا کہ میں تیرے دشمنوں کو تیرے پامال کرنے کی جگہ بناؤں۔ ۲۹۔ تیرا رب تیرے نیزے کو بھیجے گا جو کہ تیرے دشمنوں کے وسط میں غلبہ والا ہوگا۔ ۳۰۔ پس جبکہ رسول اللہ جس کو تم مسیّا داؤد کا بیٹا کہتے ہو۔ یہی ہوگا تو پھر داؤد اس کو رب کیونکر کہتا۔ ۳۱۔ تم مجھے سچا مانو کیونکہ میں تم

سے کہتا ہوں کہ، تحقیق عہد اسماعیل کے ساتھ کیا گیا ہے، نہ کہ اسحاق کے ساتھ۔[انجیل برناباس فصل نمبر 43 آیت 19]

چوتھا ثبوت: متی کی انجیل سے:

اور جب فریسی جمع ہوئے تو یسوع نے ان سے یہ پوچھا، کہ تم مسیح کے حق میں کیا سمجھتے ہو؟ وہ کس کا بیٹا ہے؟ انہوں نے اس سے کہا داؤد کا، اس نے ان سے کہا پس داؤد روح کی ہدایت سے کیونکر اسے خداوند کہتا ہے کہ۔ خداوند نے میرے خدا سے کہا میری دہنی طرف بیٹھ جب تک میں تیرے دشمنوں کو تیرے پاؤں کے نیچے نہ کردوں پس جب داؤد اس کو خداوند کہتا ہے تو وہ اس کا بیٹا کیونکر ٹھہرا اور کوئی اس کے جواب میں ایک حرف نہ کہہ سکا اور نہ اس دن سے پھر کسی نے اس سے سوال کرنے کی جرأت کی۔[متی باب ۲۲ آیت ۴۱ تا ۴۶]

جو لوگ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو خاتم النبین کا منصب دلانے پر تلے ہوئے ہیں، وہ گوش وہوش سے انجیل برناباس کی نہ سہی متی ہی کی عبارت میں بصیرت کی ناک گھسیٹے، اور دیکھیں کہ آخری نبی کی بعثت کا عہد کس سے لیا تھا، حضرت داؤد سے یا ابراہیم واسماعیل سے کیا حضرت عیسی علیہ السلام نے اسماعیل کی تائید کر کے پادری بوٹا مل اور اس جیسے لوگوں کو کرارا تمانچہ رسید نہیں کیا، اس کے باوجود کہ ایک طرف حضرت عیسی کا نسب نامہ حضرت داؤد سے جوڑتے ہیں، اور دوسری طرف اسے خاتم النبین کے منصب جلیلہ پر بھی بٹھاتے ہیں، معلوم ہوا کہ عیسائیوں کا یہ عقیدہ خودساختہ ہے، اور حضرت عیسی کی اصلی تعلیمات کے خلاف بھی ہے، اس کے باوجود بھی عیسائی کہے جائیں، کیا عیسی علیہ السلام کی تعلیمات سے منحرف لوگوں کو عیسائی کہا جاتا ہے؟ یا ان کی تعلیمات کے فالو کرنے والوں کو؟ اللہ تعالی ہدایت نصیب فرمائے۔

خاتم النبین کی بابت بنی اسرائیل سے قول وقرار ہوا تھا، تو اس وعدے کی عبارت کو بائبل کی کسی بھی کتاب میں دکھادے؟ نہیں دکھا سکتے، تو وہ وعدہ کی اتنی اہم تحریر آخر کہاں گئی، کہیں ایسا تو نہیں کہ اس چیپٹر ہی کو اڑا دیا گیا جس میں حضرت ابراہیم واسماعیل کے تعمیر کعبہ اور آخری نبی کی ولادت کے تئیں دعائے ابراہیم واسماعیل تھی، جو کعبہ کی نیویں اٹھاتے ہوئے دعا فرمائی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔

ترجمہ: اے رب ہمارے اور کر ہمیں تیرے حضور گردن رکھنے والے اور ہماری اولاد میں سے ایک امت تیری فرمانبردار اور ہمیں ہماری عبادت کے قاعدے بتا اور ہم پر اپنی رحمت کے ساتھ رجوع فرما بے شک تو ہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔اے ہمارے رب اور بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے بے شک تو ہی ہے غالب

حکمت والا۔[سورہ بقرہ آیت ۱۲۸/ ۱۲۹ ترجمہ کنزالایمان]

تمام یہود ونصاری یہ بتائیں کہ کیا اس قول وقرار کی تحریر کو حذف کر کے حورب کی داستان ایجاد نہیں کی گئی، اگر نہیں کی گئی ہے تو وہ قول وقرار کی تحریر ضرور پیش کرے، اور ہرگز نہیں دکھا سکتے تو نبوت کو اپنی جاگیر سمجھنا بند کریں۔

آخری بات:

مذکورہ بالا ان تمام بشارات سے معلوم ہوا کہ بائبل میں جس نبی ورسول کو " وہ نبی" اللہ کے عہد ومیثاق کا رسول، اور جس کی بعثت کی آرزومند تو میں تھیں، لکھا ہے، ان کا ظہور مبارک تو ہو گیا ہے، اور یہود ونصاری کے ان قسمت کے سکندروں نے جو صحیح معنی میں حضرات انبیاء بنی اسرائیل موسی وعیسی علیہم السلام کے تابع وفرمابردار تھے، وہ مشرف باسلام ہو گئے، مگر جو قبائلی وقومی تعصب وانقباض کا شکار تھے، اور آج بھی ہیں، انہوں نے موسی وعیسی کو تسلیم کرنے کا فقط زبانی دعوی کیا، ان کی ذات کو تو مان لیا مگر ان کی باتیں آج تک نہیں مانیں۔

لہٰذا ان کے لئے غور وفکر کا ایک زاویہ یہ ہے کہ اب انتظار کی گھڑیاں گننا بند کیجئے، اور ذرا طویل زمانے پر ایک نظر بدیہی طور پر ڈال لیجئے کہ حضرت موسی علیہ السلام کے بعد یوحنا تک تقریباً دو ہزار برس اور یوحنا سے لیکر آج 2022 تک تقریباً دو ہزار سال سے زیادہ عرصہ بیت گیا، ان کل چار ہزار برسوں میں اب تک کوئی مانند موسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے، اور نہ ہوں گے، کیونکہ زمانے کی درازی نے بھی اس بات کو بخوبی تسلیم کر لیا ہے کہ حضرت محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم ہی وہ وعدے کا رسول ہے، جو مانند موسی ہے، جو فاران کی وادی مکہ مکرمہ میں آج سے چودہ سو سال پہلے پیدا ہو چکے تھے۔ پھر دیر کس بات کی، نجات کی فکر کرتے ہوئے حضرت موسیٰ وعیسی علیہم السلام کے حکم پر عمل کر کے صحیح معنی میں تابع وفرمانبردار بنیں۔

ختمِ نبوت کے عقلی دلائل

از قلم: علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ! بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا○

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

مقصدِ حیات: میری زندگی کا مقصد مقامِ مصطفی کا تحفظ اور ساری دنیا میں نظامِ مصطفی کا نفاذ ہے اور اس کے لیے میں نے مصطفوی بن کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے تحریک نظامِ مصطفی کا ساتھ دینا ہے۔ اِنْ شَاءَاللّٰہُ تَعَالٰی

مسئلۂ ختمِ نبوت عقائد کے باب میں انتہائی حساس اور بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا قرآن و حدیث کی صریح نصوص سے ثابت ہے۔ اِس میں ذرّہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ ختمِ نبوت اساسِ اسلام و مدارِ ایمان ہے، اس پر ایمان لانا ضروریاتِ دین میں سے ہے۔

یہ وہ بنیادی پتھر ہے جس پر اسلام کی عظیم الشان عمارت قائم ہے، اگر اسے ہٹا دیا جائے تو وہ دھڑام سے نیچے آ گرے گی۔ یہ وہ اہم ترین عقیدہ ہے جو اسلام کا قلب وجگر اور دین کا مرکز ومحور ہے۔ یہ وہ پختہ اور اٹل نظریہ ہے جس میں معمولی سی کمزوری، لچک یا نرمی انسان کو ایمان کے قصرِ رفیع سے کفر کے قعرِ مذلت میں پٹخ دیتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہر دور میں امت کا سوادِ اعظم تحفظِ ختمِ نبوت کو اپنے ایمان کا مسئلہ سمجھتا چلا آیا ہے۔ کوئی بھی مسلمان، خواہ اس کا تعلق کسی بھی مسلک و مشرب سے ہو، اس حوالے سے مصلحت و اغماض کا راستہ اختیار نہیں کر سکتا اور نہ ہی منکرینِ ختمِ نبوت کی طرف سے کھڑی کی گئی کسی بھی قسم کی دیوار کو گرا دینے میں کوتاہی کا تصور کر سکتا ہے، اگرچہ اِس کے لیے اُسے کوئی بڑی سے بڑی حتیٰ کہ اپنی جان تک کی بھی قربانی کیوں نہ دینی پڑے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں عقیدۂ ختمِ نبوت کی قطعیت:

عقیدۂ ختمِ نبوت کا اثبات ایک سو سے زائد قطعی الدلالۃ آیاتِ کریمہ اور سینکڑوں احادیثِ مبارکہ سے ہوتا ہے۔ یہ عقیدہ اس قدر قطعیت کا حامل ہے کہ اس کے بارے میں ذرہ برابر بھی شک کرنے والا دائرۂ اسلام سے

خارج ہوجاتا ہے۔ کسی مسئلے پر قرآنِ حکیم کی صرف ایک ہی قطعی الدلالت آیتِ کریمہ موجود ہوتو اس کے بارے میں مزید کسی ثبوت کی ضرورت باقی نہیں رہتی، جبکہ یہاں تو ایک سو سے زائد آیاتِ کریمہ موجود ہیں، سینکڑوں کی تعداد میں احادیثِ متواترہ اس کے علاوہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دورِ صحابہ سے لے کر آج تک ساری امت کا اس عقیدے پر بلانزاع وخلاف اجماع چلا آرہا ہے۔

تاریخِ اسلام شاہد ہے کہ عہدِ نبوی سے لے کر آج تک امتِ مسلمہ نے کبھی بھی کسی جھوٹے مدعیِ نبوت کو برداشت نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بذاتِ خود دو جھوٹے مدعیانِ نبوت اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے خلاف جہاد کا آغاز فرمایا۔ خلیفہ اوّل حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اوائل دورِ حکومت میں مدعیِ نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف ہونے والی جنگِ یمامہ میں دیگر صحابۂ کرام کے علاوہ سات سو حفاظ اور بہت سے بدری صحابۂ کرام نے اپنی قیمتی جانوں کا نذرانہ پیش کر کے عقیدۂ ختمِ نبوت کا دفاع کیا۔ یہ ان کی طرف سے آنے والی ساری مسلمان نسلوں کے لیے پیغام تھا کہ کسی بھی نبوت کے دعوے دار کے خلاف کسی بھی انتہائی اقدام سے گریز نہ کیا جائے۔ امت نے اس سبق کو یاد رکھا اور کبھی بھی کسی جھوٹے مدعیِ نبوت کو چین کی نیند نہیں سونے دیا۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کی توضیح:

نبوت کا سلسلہ جو حضرت سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہوا وہ حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر اختتام پذیر ہوگیا۔ اب آپ ﷺ کے بعد کسی کو بھی نبوت نہیں ملے گی، اس کی وضاحت کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا بریلوی لکھتے ہیں:

''مسلمانوں پر جس طرح لا الٰہ الا اللہ کو ماننا اور اللہ تعالیٰ کو لاشریک جاننا فرضِ اولیں ہے، اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین ماننا بایں طور کہ نہ تو آپ کے زمانے میں کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ ہی آپ کے بعد، یہ بھی اہم ترین فرض ہے۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ قرآنِ حکیم کی نصِ قطعی ہے۔ اس کا نہ صرف منکر کافر ہے بلکہ شک کرنے والا بھی کافر ہے، بلکہ وہ شخص بھی کافر ہے جو انکار یا شک کرنے والے کے ملعون عقیدے پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ سمجھے، بلکہ وہ شخص بھی کافر ہے جو انکار یا شک کرنے والے کے کافر ہونے میں صرف شک کرے۔ ''مجمع الانہر'' میں ہے، اگر حضور ﷺ کے رسول ہونے پر ایمان لایا اور خاتم الانبیاء ہونے پر ایمان نہ لایا تو بھی مسلمان نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:15، ص:630، ملخصًا)

مذکورہ تمہیدی کلمات کے بعد اب ہم اپنے اصل موضوع یعنی ختمِ نبوت کے عقلی دلائل کی طرف آتے ہیں۔اس موضوع پر بہت کم لوگوں نے تحقیق کی ہے۔کثیر کتب ومضامین کے مطالعہ کے بعد ہم نے 23 عقلی دلائل یک جا کیے ہیں،امید ہے کہ اہلِ علم انہیں پسندیدگی کی نظر سے دیکھیں گے۔

دلیل نمبر 1:

اگر آپ اپنے گردوپیش پر گہری نظر ڈالیں تو آپ کو ہر پیکرِ وجود کی تین حالتیں ملیں گی۔ابتداء۔ارتقاء۔اختتام۔کیا انسان،کیا حیوان،کیا نباتات،کیا جمادات،ہر شے ان ہی تین حالتوں میں محصور نظر آئے گی۔

انسان پیدا ہوتا ہے،جوان ہوتا ہے،مرجاتا ہے۔کلی مسکراتی ہے،پھول بنتی ہے،مرجھاجاتی ہے۔چاند ہلال کی شکل میں طلوع ہوتا ہے،بڑھتے بڑھتے ماہِ کامل بنتا ہے،پھر اس کے بعد غائب ہوجاتا ہے۔غرض کائنات کی جس جس شے کو بھی دیکھیں ابتداء،ارتقاء اور اختتام کے مرحلوں سے گزرتی نظر آتی ہے۔یہاں تک کہ ایک دن ایسا بھی آنے والا ہے جب کہ یہ دنیا ہی اپنی بے شمار رنگینیوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوجائے گی۔

پھر جب صورتِ حال یہ ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نبوت جو ایک بار آ گئی تو اس کا سلسلہ کبھی بھی ختم نہیں ہوگا؟۔جس طرح ہر چیز اپنے نقطۂ ارتقاء پر پہنچ کر ختم ہوجاتی ہے،اسی طرح اگر سلسلۂ نبوت بھی اپنے نقطۂ ارتقاء پر پہنچ کر ختم ہوجائے تو اس میں کون سا امر مانع ہے؟

اب رہا یہ سوال کہ نبوت اپنے نقطۂ ارتقاء کو پہنچی یا نہیں؟۔اگر پہنچ گئی تو سمجھ لیجیے کہ اختتام واقع ہوگیا،کیونکہ قانونِ فطرت کے مطابق ارتقاء کی آخری منزل اختتام ہی ہے۔اور اگر نہیں پہنچی تو نئی نبوت کا انتظار کرنے والے بے شک انتظار کریں،لیکن پہلے اتنا بتا دیں کہ کسی بھی متفقہ نبوت سے لے کر آج تک جس پر مُسلم عقیدے کے مطابق چودہ سو سال،مسیحی عقیدے کے مطابق دو ہزار برس اور یہودی عقیدے کے مطابق اسی کی قریب یا اس سے زیادہ کی جو مدت گزر چکی ہے تو اس میں کوئی نیا نبی کیوں نہیں آیا،کیا اس کا کھلا ہوا مطلب یہ نہیں کہ بھیجنے والے نے اس کا دروازہ ہی بند کردیا۔

متفقہ نبوت سے مراد ایسا نبی ہے جو اپنے ملک وقوم کے علاوہ اپنی پیغمبرانہ عظمت کی تصدیق دیگر اہلِ مذاہب کے افراد سے بھی کرا چکا ہو۔جیسے ہمارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کہ جہاں مسلمانوں کے سب فرقے آپ کی رسالت کی گواہی دیتے ہیں،وہاں دوسری اقوام کے لوگ بھی آپ کی پیغمبرانہ زندگی کی عظمتِ اعجاز کے قائل ہیں۔جیسا کہ اقوامِ عالم کی تاریخ جاننے والوں پر یہ بات مخفی نہیں۔

اس سلسلے میں ایک اور قابلِ غور سوال یہ ہے کہ نبوت کا اختتام کس نبی پر ہوا یا ہوگا؟ نیز اس کے جاننے کا ہمارے پاس کیا ذریعہ ہے؟۔ جواباً عرض ہے کہ جو نبوت کا مدعی ہے، یہ بتانا اسی کا کام ہے کہ وہ آخری نبی ہے یا اس کے بعد کوئی اور نبی آ رہا ہے۔ جیسا کہ انبیائے ماسبق کی تاریخ میں ہمیں ملتا ہے کہ ہر نبی نے دنیا سے رخصت ہوتے وقت اِس امر کی نشان دہی فرمائی کہ اُس کے بعد ایک نبی آ رہا ہے۔ یہ بتانا اس لیے ضروری ہے کہ نبوت کا تعلق ایمانیات سے ہے، لہذا اس اہم اور بنیادی سوال کو تشنہ نہیں چھوڑا جا سکتا۔

پس صفِ انبیاء میں اگر کوئی نبی یہ کہتا ہوا مل جائے کہ وہ آخری نبی ہے تو سمجھ لیجیے کہ نبوت کا سلسلہ اس پر اختتام پذیر ہو گیا۔ اُس کے اِس اعلان میں اب کسی تاویل یا حجت کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ کسی کے قول میں تاویل کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب وہ اصولِ فطرت اور مسلماتِ عقل کے خلاف ہو، لیکن اگر وہ بات خود تقاضائے قانونِ قدرت کے مطابق ہو تو اس میں زحمتِ تاویل کی ضرورت ہی کیا ہے؟ اس لیے وہ بات ٹھیک اسی طور پر سمجھی جائے جیسے وہ اپنے الفاظ و عبارت سے ظاہر ہے۔

کتبِ حدیث میں ایسی کثیر احادیث آفتاب و ماہتاب کی طرح چمک رہی ہیں جن میں نہایت صراحت کے ساتھ چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کے پیغمبر سرورِ کونین، نبی عربی محمد رسول اللہ ﷺ نے اس امر کا اعلان فرما دیا کہ وہ آخری نبی ہیں اور اُن کے بعد کوئی نبی نہیں۔ اس اعلان کے بعد اب کسی بھی تاویل وغیرہ کے ذریعے نئی نبوت کی تمام راہیں مسدود ہو جاتی ہیں۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ جب ایک جامع الصفات اور کامل دین کے علم بردار سچے نبی نے اپنے آخری نبی ہونے کی صراحت فرما دی تو اس پر چوں چرا کرنا اس کی کھلی تکذیب اور واضح انکار ہے۔

دلیل نمبر2:

اللہ تعالی کی یہ سنت رہی ہے کہ وہ اپنے نبی کو جو بھی معجزات عطا کرتا ہے ان میں زمانے کے تقاضوں کو بھی پیش نظر رکھتا ہے۔۔ مثلاً حضرت موسی علیہ السلام کے زمانے میں ہر طرف جادو کی فرماں روائی تھی، ادنی و اعلی، حاکم و محکوم سب ہی جادو کی بالا دستی کے سامنے سر افگندہ تھے، اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا اور یدِ بیضا جیسے معجزات عطا فرمائے جنہوں نے جادو کی برتری کے غبارے سے ہمیشہ کے لیے ہوا نکال دی۔ اسی طرح حضرت عیسی علیہ السلام کے زمانے میں طب و حکمت کا ہر سو ڈنکا بج رہا تھا، اس دور کے طبیب بڑی بڑی لاعلاج بیماریوں کا علاج کرنے میں ماہر سمجھے جاتے تھے، لہذا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسی علیہ السلام کو ایسے معجزات عطا فرمائے جن کے سامنے بڑے بڑے اطباء اور حکماء دم بخود رہ گئے۔ وہ تو زندوں کا علاج کیا کرتے تھے مگر آپ نے مردوں کو زندہ کر کے دکھا دیا، وہ

تو آشوبِ چشم کے زود اثر نسخے استعمال میں لایا کرتے تھے مگر آپ نے مادر زاد اندھوں کو بینا کر دیا، وہ تو مہلک زخموں کا کامیاب علاج کیا کرتے تھے مگر آپ نے کوڑھ کے مریضوں کو بھلا چنگا کر دیا۔

ہمارے نبی خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا زمانہ تا قیامِ قیامت فصاحت و بلاغت، علم وحکمت، تدبر وتفکر، تحقیق و تدقیق اور سائنس وٹیکنالوجی کے عروج کا زمانہ تھا، لہذا آپ کو قرآنِ حکیم جیسے عظیم اور تغیر وتبدل سے محفوظ معجزہ سے سرفراز کیا گیا۔ آپ کا یہ دائمی معجزہ آج چودہ سو سال بعد بھی علم وحکمت کے بڑے بڑے علم برداروں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انھیں للکار رہا ہے مگر وہ سب مل کر بھی اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہیں۔ ایک تو کیا ایک لاکھ مدعیانِ نبوت بھی اکٹھے ہو جائیں تو وہ اس کا سامنا کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

پس معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اللہ تعالی کے آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نئے نبی کی نبوت کا چراغ کسی بھی صورت نہیں جل سکتا۔

دلیل نمبر3:

حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ آپ کی عظیم تر، بے مثل اور آسمانی وحی' ثانوی درجہ پر آ جائے اور نئے نبی کی ناقص، نامعقول اور خود ساختہ وحی اوّلیں درجہ پر۔ آپ کی وحی پر عمل درآمد نئے نبی کی صوابدید پر موقوف ہوگا۔ وہ چاہے تو آپ کی وحی میں ترمیم کرے اور چاہے تو اضافہ۔

دوسرے لفظوں میں قرآن مجید نئے نبی کے رحم وکرم پر ہوگا، اس میں حذف واضافہ کی مشق شروع ہو جائے گی، حلال وحرام اور جائز وناجائز کی نئی فہرست مرتب ہوگی۔ اور اس طرح دینِ محمدی نہ صرف یہ کہ "مقامِ کمال" سے محروم ہو جائے گا بلکہ اس کا سارے کا سارا حلیہ ہی بگڑ کر رہ جائے گا۔ نیز حضور ﷺ خاتم النبیین نہیں رہیں گے بلکہ نیا نبی ہی سب کچھ ہوگا۔ یقیناً یہ سب کچھ امتِ مسلمہ کے لیے ایک ناقابلِ برداشت امر ہے۔

دلیل نمبر4:

عقیدۂ ختمِ نبوت اسلام کے ان بنیادی عقائد میں سے ہے جن کے ماننے یا نہ ماننے پر آدمی کے کفر وایمان کا انحصار ہے۔ ایک شخص نبی ہو اور آدمی اس کو نہ مانے تو بھی کافر، اور نبی نہ ہو اور آدمی اس کو مان لے تو بھی کافر۔ ایسے نازک ایمانی معاملے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی مبہم انداز کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔

اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ خود قرآنِ حکیم میں صاف صاف اس کی تصریح فرما دیتا اور رسول اللہ ﷺ کے ذریعے اس کا کھلم کھلا اعلان کراتا۔ حضور ﷺ دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے

جاتے جب تک اپنی امت کو اس بات سے اچھی طرح خبردار نہ کر دیتے کہ میرے بعد بھی انبیاء آئیں گے اور تمہیں ان کو ماننا ہوگا۔

آخر اللہ اور اس کے رسول کو ہمارے دین وایمان سے کوئی دشمنی تو نہ تھی کہ حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بھی کھلا ہوتا اور کوئی نیا نبی بھی آنے والا ہوتا (جس پر ایمان لائے بغیر ہم مسلمان نہ ہو سکتے) مگر ہمیں نہ صرف یہ کہ اس سے بے خبر رکھا گیا بلکہ اس کے برعکس انہوں نے ایسی باتیں ارشاد فرما دیں جن سے آج تک ہم یہی سمجھتے چلے آ رہے ہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آنے والا نہیں ہے۔

لیکن اگر نبوت کا دروازہ فی الواقع بند ہے اور کوئی نبی آنے والا نہیں، مگر اس کے باوجود کوئی شخص کسی مدعی کی نبوت پر ایمان لاتا ہے تو اسے ہزار بار سوچنا چاہیے کہ اِس کفر کی پاداش سے بچنے کے لیے اس کے پاس وہ کون سا ریکارڈ ہے جسے وہ خدا کی عدالت میں پیش کرے گا۔ خدائی عدالت میں پیش ہونے سے پہلے اسے اپنی صفائی کے مواد کا یہیں جائزہ لے لینا چاہیے اور قرآن وسنت کے پیش کردہ مواد سے مقابلہ کر کے خود ہی دیکھ لینا چاہیے کہ جن دلائل کی بنیاد پر وہ کسی شخص کو نبی مان رہا ہے کیا ایک عقل مند آدمی ان پر اعتماد کر کے کفر کی سزا کا خطرہ مول لے سکتا ہے؟''

ہم پوری ذمہ داری سے عرض کرتے ہیں کہ اس جائزے کے بعد ہر سمجھ دار آدمی کسی بھی نئے مدعِیِ نبوت کو ماننے کے بجائے ختمِ نبوت پر ایمان لانے کو ترجیح دے گا۔

دلیل نمبر5:

قرآنِ مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ انبیاء کے تقرر کی ضرورت کِن حالات میں پیش آتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء مبعوث ہوتے ہیں:

اوّل یہ کہ کسی قوم میں پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو، نیز کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکا ہو۔

دوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف ہو گئی ہو، جس کی وجہ سے اس کے نقشِ قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ مل سکی ہو اور تکمیلِ دین کے لیے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

چہارم یہ کہ کسی نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اگر آپ ان چاروں وجوہات کا جائزہ لیں تو ان میں سے کوئی ایک بھی ایسی نہیں ہے جس کی وجہ سے حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت محسوس ہو۔ چاروں وجوہات کا بالترتیب جائزہ حسب ذیل ہے:

(۱) پہلی وجہ یہ تھی کہ کسی قوم میں پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو، نیز کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکا ہو۔

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ ایک تو قرآن خود کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ کو قیامت تک آنے والی ساری مخلوق کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دوسرا یہ بھی واضح ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت کے وقت سے اب تک مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں (بالخصوص تیز ترین ذرائع مواصلات کے اس دور میں) کہ آپ کی دعوت ساری دنیا تک بآسانی پہنچ سکتی ہے۔۔لہذا اب الگ الگ قوموں میں مزید انبیاء کے آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

(۲) دوسری وجہ یہ تھی کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلا دی گئی ہو یا اس میں تحریف ہوگئی ہو، جس کی وجہ سے اس کے نقشِ قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ خود قرآن بھی اس پر گواہ ہے اور حدیث وسیرت کا پورا ذخیرہ بھی اس امر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور ﷺ کی لائی ہوئی تعلیم بغیر کسی مسخ وتحریف کے بالکل اصلی اور صحیح حالت میں محفوظ ہے۔قرآنِ حکیم میں ایک لفظ کی بھی کمی بیشی نہ آج تک ہوئی اور نہ قیامت تک ہوسکتی ہے۔اسی طرح آپ ﷺ کی حدیث وسیرت بھی ہمارے درمیان اس طرح صاف وشفاف حالت میں جلوہ گر ہے کہ گویا ہم آپ ﷺ کے زمانے میں ہی موجود ہیں؛ لہٰذا مزید انبیاء کے آنے کی دوسری ضرورت بھی ختم ہوگئی۔

(۳) تیسری وجہ یہ تھی کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعے مکمل تعلیم وہدایت لوگوں کو نہ مل سکی ہو اور تکمیلِ دین کے لیے مزید انبیاء کی ضرورت ہو۔

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ قرآن مجید نے یہ بات بھی صاف صاف بتادی کہ حضور ﷺ کے ذریعے دین کی تکمیل کردی گئی۔۔لہٰذا مزید انبیاء کے آنے کی تیسری ضرورت بھی ختم ہوگئی۔

(۴) چوتھی وجہ یہ تھی کہ کسی نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لیے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ کی مدد کے لیے کوئی نبی درکار ہوتا تو آپ کے مقدس زمانے

میں ہوتا۔اب جبکہ آپ پردہ فرما گئے تو اس کی کوئی حاجت نہ رہی۔۔لہذا مزید انبیاء کے آنے کی چوتھی ضرورت بھی ختم ہوگئی۔

یہ تو تھیں چار قرآنی وجوہات اور ان کی وضاحت،اب ہم نئے مدعیانِ نبوت اور ان کے پیروکاروں سے پوچھنا چاہتے ہیں کہ وہ پانچویں وجہ کون سی ہے جس کے لیے آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت ہے؟۔اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے،اس لیے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لیے پوری تاریخ میں کون سا نبی آیا؟۔ نبی تو اس لیے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت۔ یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لیے۔۔ یا پچھلے پیغام کی تکمیل کے لیے۔ یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لیے ہوتی ہے۔

قرآن اور سنتِ نبوی کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکنہ ضرورتیں ختم ہو چکیں ،تو اب اصلاح کے لیے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کی۔

دلیل نمبر6:

نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا۔ جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہیں مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت قرار پائیں گے۔اُن دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی نہ ہوگا بلکہ ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک مجتمع و متحد نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ چھوڑ نہ دے۔ پھر ان کے لیے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے مآخذ الگ الگ ہوں گے کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔اس بنا پر ان کا ایک مشترک معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ''ختمِ نبوت'' امتِ مسلمہ کے لیے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اِس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا ہے۔اس چیز نے مسلمانوں کو ہر ایسے بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔اب جو شخص بھی حضرت محمد ﷺ کو اپنا ہادی و رہبر مانے اور ان کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ مسلم برادری کا فرد ہے۔ یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیونکہ ہر نئے نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

دلیل نمبر7:

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہے گی کہ۔ جب تمام دنیا کے لیے ایک نبی بھیج دیا جائے۔ جب اس کے ذریعے دین کی تکمیل بھی کردی جائے۔ اور جب اس کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کردیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہوجانا چاہیے تاکہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہوکر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لیے اہلِ ایمان ایک امت بن سکیں اور بلاضرورت نئے نبیوں کی آمد سے بار بار تفرقہ برپا نہ ہو۔

نبی خواہ ظلّی ہو یا بُروزی، امتی ہو یا صاحبِ شریعت وکتاب، بہرحال جو شخص خدا کی طرف سے بھیجا ہوا نبی ہوگا، اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہی ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اُس حالت میں تو ناگزیر ہے جبکہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ اور جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت ہی نہ ہو تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی طور پر بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر وایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔

لہٰذا ختمِ نبوت کا جو عقیدہ قرآن، سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہیے۔

دلیل نمبر8:

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ آفتابِ نبوتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طلوع ہونے کے بعد سے لے کر اب تک اسلام کے زیرِ تربیت ایسی ایسی نابغۂ روزگار ہستیاں وجود میں آئیں جن کی عظمتوں کو دیکھ کر آدمی کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ صحابۂ کرام، اہلِ بیتِ اطہار، ائمۂ فقہ وحدیث، ائمۂ تصوف، مفسرین ومحدثین اور حکماء وفقہاء میں ایسے ایسے عبقری جلوہ گر ہوئے کہ جن کی دانش وبینش سے ایک کائنات جگمگا اٹھی۔

عام آدمی بھی یہ بات بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ اگر بالفرض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہوتے بھی تو یہی عظیم لوگ ہوتے، اگر اِن میں سے کسی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا دم بھرتے رہے تو پھر کوئی نادان، نامعقول اور نااہل شخص کیسے نبی ہوسکتا ہے؟ ایسے جھوٹے مدعیانِ نبوت تو کسی عام مسلمان جیسے بھی نہیں ہو سکتے، چہ جائیکہ انہیں نبوت کا حق دار قرار دیا جائے۔

دلیل نمبر9:

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی سچے انبیائے کرام بھیجے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے بعد ان میں سے بھی کسی کی نبوت کا چراغ نہیں جل سکتا، بایں طور کہ نہ تو ان کی شریعت نافذ کی جاسکتی ہے اور نہ ہی ان کی اطاعت واتباع کی جاسکتی ہے۔ ہاں! البتہ ان کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہے۔

پس جب حضور ﷺ کے بعد سابقہ سچے انبیاء میں سے بھی کسی نبی کی نبوت نہیں چل سکتی تو پھر کسی نئے نبی کی نبوت کیسے چل سکتی ہے۔

بجھ گئیں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کر آیا ہمارا نبی

باقی جہاں تک حضرت سیدُ ناعیسی علیہ السلام کی دنیا میں دوبارہ تشریف آوری کا عقیدہ ہے تو وہ بالکل برحق ہے مگر اس سلسلے میں دو بنیادی باتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہییں۔ایک تو یہ کہ حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کوئی نئے نبی نہیں ہیں بلکہ حضور ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔اور دوسرا یہ کہ آپ بحیثیتِ نبی تشریف نہیں لائیں گے بلکہ سرکار دوعالم ﷺ کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔آپ دنیا میں اپنی نہیں بلکہ حضور ﷺ کی شریعت نافذ کریں گے۔

دلیل نمبر10:

آخری نبی اور اس کی کامل تعلیمات کے آجانے کے بعد بھی اگر نبوت کا دروازہ کھلا رہے تو یہ چیز انسان میں مایوسی پیدا کرتی ہے۔انسان بے کار اور بے حوصلہ ہو کر نئے نبی کی آمد کا انتظار کرتا رہتا ہے، کہ کب نیا نبی آئے اور تائیدِ ایزدی سے دین کو غلبہ حاصل ہو۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد یہودی قوم کی تاریخ اس مایوسی پر گواہ ہے۔

لیکن جب صورتِ حال یہ ہو کہ کسی نئے نبی کی آمد کی کوئی توقع نہ ہو اور انسان نے اپنے آخری نبی کی تعلیمات کو ہی لے کر چلنا ہو تو پھر اس کے لیے واحد راستہ یہی ہوتا ہے کہ وہ پورے یقین، ہمت اور حوصلے کے ساتھ انہیں کے لائے ہوئے دین کی دعوت وتبلیغ، اشاعت وترویج اور غلبہ وتنفیذ کے لیے سرگرمِ عمل ہو جائے۔

یہی وجہ ہے کہ امتِ محمدی کو قرآن وسنت کی صورت میں جو تعلیمات دی گئی ہیں وہ سب کی سب عملی، حرکت پذیر، امید افزا اور انقلابی روح کی حامل ہیں۔انہی تعلیمات کی وجہ سے مسلمانوں نے پورے جوش وجذبے کے ساتھ قیصر وکسریٰ جیسی عظیم طاقتوں سے ٹکر لی اور ان کی ساری شان وشوکت کو خاک میں ملا دیا۔

ختمِ نبوت کی وجہ سے مسلمانوں کا جذبۂ جہاد، شوقِ شہادت، ذوقِ عمل اور جوشِ تبلیغ ہمیشہ امید، جرأت،

قوت اور طاقت کا مظہر رہا ہے۔ اب انہیں نئے نبیوں کے انتظار کی راہ پہ ڈالنا ایک تو انہیں نبی آخر الزماں کی تعلیمات سے دور لے جانا ہے اور دوسرا ان میں مایوسی اور ناامیدی پھیلانا ہے۔ لہٰذا مسلمان رسول اللہ کی واضح تعلیمات، صریح ارشادات اور کامل ہدایات کو چھوڑ کر کسی نئے نبی کے انتظار میں اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتے۔

دلیل نمبر11:

قرآنِ حکیم میں حضور ﷺ اور آپ کی نبوت و رسالت کو رحمۃ للعٰلمین کے عظیم وصف کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ یہ وصف اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اب قیامت تک حضور ﷺ کے دینِ مبین کی رحمتیں ہی چھما چھم برستی رہیں گی، آپ ﷺ کی نبوت و رسالت رہتی دنیا تک کے ہر ہر فرد کے لیے پوری طرح کفایت کرے گی۔

لیکن اگر مسلمانوں کو ظلی و بروزی قسم کی جھوٹی نبوتوں کے چکروں میں ڈال دیا جائے تو یہ ایک ایسا بھنور ہوگا جو رحمۃ للعالمینی کی شان کو عین وسط دریا میں غرق کر دینے کے مترادف ہوگا۔ لہٰذا امت کے حق میں یہی بہتر ہے کہ وہ کسی نئے نبی کی جھوٹی نبوت کی زحمت اٹھانے کے بجائے رحمۃ للعٰلمین کے وسیع و عریض سائبان کے نیچے پناہ لے۔

دلیل نمبر12:

اگر سابقہ کتبِ سماویہ اٹھا کر دیکھی جائیں تو ان میں خاتم الانبیاء ﷺ کی آمد کی بشارتیں دی گئی ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ پچھلے انبیاء اپنے بعد آنے والے انبیاء کے تذکرے ضرور فرمایا کرتے تھے، مگر پورا قرآن پڑھ جایئے اور سارا ذخیرۂ حدیث کھنگال لیجیے آپ کو کسی ایک مقام پر اشارۃً بھی یہ بات نہیں ملے گی کہ حضور ﷺ کے بعد آپ کی امت کو فلاں فلاں نبی کی زحمت سے دوچار کیا جائے گا، بلکہ اس کے برعکس آپ کے بعد کسی بھی نبی کے نہ آنے کے واضح ارشادات و اشارات ملتے ہیں۔

یہاں تبرکاً صرف ایک مثال پیش کرنے پر اکتفاء کیا جاتا ہے۔ سورۂ بقرہ کے آغاز میں ہی اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ کے الفاظ ارشاد فرما کر امت کو بتادیا کہ وحی یا تو آپ ﷺ پر نازل ہو رہی ہے یا آپ ﷺ سے پہلے انبیاء پر نازل کی گئی تھی، آپ کے بعد نزولِ وحی کا کوئی سلسلہ نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو مِنْ قَبْلِکَ کے بعد مِنْ بَعْدِکَ کے الفاظ ضرور ضرور آتے۔ پس واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی اور بندۂ بشر کا منصبِ نبوت پر فائز ہونا محال ہے۔

دلیل نمبر13:

اہلِ اسلام اور یہود و نصاریٰ کے درمیان جو سب سے اہم اور بنیادی فرق ہے وہ ''نبوتِ محمدی'' کا ہے۔ آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ایمان اہلِ اسلام کو ایک علیحدہ متحد امت بناتا ہے، اب اگر آپ ﷺ کے بعد بھی مسلمانوں میں نبوت کا سلسلہ جاری رہے تو یہ بنیادی فرق فنا ہو کے رہ جائے گا اور اہلِ اسلام سینکڑوں منتشر امتوں میں تبدیل ہو جائیں گے۔ کیونکہ اگر حضور ﷺ کے بعد کسی ایک نبی کی نبوت کی گنجائش بھی نکل آئے تو پھر دو چار ہزار بلکہ دو چار لاکھ بلکہ دو چار کروڑ نبیوں کی نبوت کی گنجائش بھی آسانی سے نکل سکتی ہے۔

ذرا غور فرمایئے کہ جب ہم مسلمان یہود و نصاریٰ تک کے لیے بھی درست نہیں سمجھتے کہ وہ حضور ﷺ کو چھوڑ کر حضرت موسیٰ و عیسیٰ علیہما السلام کی اتباع کریں (حالانکہ وہ سچے نبی تھے) تو پھر ہم خود مسلمانوں کو اس بات کی اجازت کیسے دے سکتے ہیں کہ وہ حضور ﷺ کے علاوہ مدعیانِ نبوت کے جھنڈے اٹھائیں۔

حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ کھلا رہنے کا واضح مطلب ایک بہت بڑے اعتقادی و عملی انتشار اور ظاہری و باطنی فساد کو ہوا دینا ہے جس سے نہ صرف یہ کہ اسلام کی چولیں ہل کے رہ جائیں گی بلکہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ناپید ہو جائے گا۔

دلیل نمبر14:

یہ بھی اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ نہ صرف امام الانبیاء ہیں بلکہ تمام انبیاء کی خوبیوں کے جامع ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثل بنایا اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر کے بلند ترین مقام پر فائز کیا۔ اب اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہو تو شان اور فضیلت کے لحاظ سے اس کے لیے تین صورتیں ممکن ہیں:

(۱) یا تو وہ آپ سے بڑھ کر ہوگا۔ (۲) یا آپ کے برابر ہوگا۔ (۳) یا آپ سے کم تر ہوگا۔

اگر وہ آپ سے بڑھ کر ہے تو یہ اہلِ اسلام کے قرآن و سنت سے ثابت اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے۔ اگر وہ آپ کے برابر ہے تو یہ آپ کے بے مثل ہونے کے خلاف ہے۔ اور اگر وہ آپ سے کم تر ہے تو ہمیں ایسے کم تر نبی کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں، ہمارے لیے تمام انبیاء سے افضل اور بے مثل نبی ہی کافی ہے۔ جب محمدِ عربی کے ادنیٰ غلام ساری کائنات کے امام ہیں تو ایسے کم تر نبی کا کیا فائدہ جو یہود و نصاری کا غلام ہو۔

دلیل نمبر15:

قرآنِ کریم کی کثیر آیات شاہدِ عادل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تمام بندوں کو صرف اور صرف رسول اللہ

ﷺ کا در دِکھایا ہے اور اسی کو تا حیات تھامے رکھنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے، مثلاً: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ ... قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ... مَن يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ... وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ... يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ...وَاِذْ اَخَذَ اللهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَا اٰتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ... وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ وغیرہ۔

ان آیات میں اللہ تعالی نے ہمیں صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کے دامنِ رحمت کے ساتھ وابستہ رہنے کی تاکید فرمائی ہے، اور پورے قرآنِ حکیم میں کہیں بھی کسی اور کا درنہیں دکھایا تو پھر ہمارے لیے کیسے ممکن ہے کہ ہم آپ کے علاوہ کسی دوسرے مدعیِ نبوت کے پیروکار بن جائیں۔

دلیل نمبر16:

قرآنِ حکیم میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ذکر کو جس طرح اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے اور جس طرح آپ کے مقام ومرتبے کے اظہار میں کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑی اس کا لازمی نتیجہ بھی ختمِ نبوت ہی ہے۔

اگر آپ کے بعد کسی اور نبی نے بھی آنا ہوتا تو محبت وعقیدت کے وہ نگینے، ادب واحترام کے وہ قرینے، اطاعت واتباع کے وہ پیرائے اور عظمت ورفعت کے وہ زاویے جو صرف آپ ﷺ کے ذکرِ جمیل کے لیے مخصوص کیے گئے ان میں سے کچھ بعد میں آنے والے کے لیے بھی مختص کر دیے جاتے، مگر اللہ رب العزت نے ختمِ نبوت کا تاج آپ کے سرِ اقدس پہ سجا کر وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ کی ساری شانیں آپ کے دامن میں رکھ دیں۔

دلیل نمبر17:

یہ ایک زندہ حقیقت ہے کہ امت کو جو کچھ بھی ملتا ہے اس کے نبی کے تصدق سے ملتا ہے۔ چونکہ حضور ﷺ کے بعد کسی بھی نبی نے نہیں آنا، لہٰذا اللہ تعالیٰ کی عطا سے آپ کا فیضِ نبوت آج بھی جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

اسی نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حَيَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ وَفَاتِيْ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ (میری حیات بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میرا وصال بھی تمہارے لیے بہتر ہے) پس حضور ﷺ نے امت کو خوب کھول کر بتا دیا کہ میرے فیضانِ رشد وہدایت کو کبھی بھی منقطع تصور نہ کرنا، یہ وصال کے بعد بھی اسی طرح جاری

رہے گا جس طرح ظاہری حیات میں جاری تھا، میری عطاء وبخشش کے پتے کبھی بھی خشک نہ ہوں گے، میرا چشمۂ فیض میرے وصال کے بعد بھی چمنستانِ امت کی آبیاری کرتا رہے گا، میرا نورِ نبوت مزار میں منتقل ہونے کے بعد بھی متلاشیانِ رحمت پرضیا پاشیاں کرتا رہے گا۔

اہلِ نظر جانتے ہیں کہ حضور ﷺ کا یہ فرمان بھی آپ کے جملہ فرامین کی طرح بالکل برحق ہے، آپ کا سائبانِ لطف وعطا آج بھی گناہ گاروں کو سایۂ رحمت عطا کر رہا ہے، آپ کی نگاہِ عنایت آج بھی غم کے ماروں کا دامن ہر طرح کی خیر وبرکت سے لبالب بھر رہی ہے، آپ کا دستِ جود وعطا آج بھی امت کی دستگیری فرما رہا ہے۔

پس جب حضور ﷺ کے فیض کا دروازہ آج بھی کھلا ہوا ہے اور وہاں سے ہر ہر منگتے کی جھولی بھی خوب خوب بھری جارہی ہے تو پھر امت کو کسی نئے نبی کی کاسہ لیسی پہ آمادہ کرنا اس کی عزت وغیرت کے لیے قطعاً نا قابلِ برداشت ہے۔ اب جو بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ سراسر دجل وفریب ہوگا اور اس سے لوگوں کو رشد وہدایت کے اجالوں کے بجائے کفر وضلالت کے شرارے ہی ملیں گے۔

دلیل نمبر18:

صریح احادیث کے مطابق قیامت کے دن ساری انسانیت شفاعتِ کبریٰ کے لیے گزشتہ انبیائے کرام کے دروازوں سے ہوتی ہوئی بالآخر درِ مصطفی پہ آکر ٹھہرے گی اور آپ ﷺ "اَنَا لَهَا" ارشاد فرما کر اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ پس معلوم ہوا کہ قیامت کے دن بھی حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی انسانیت کی آخری منزل ہوگی۔

کہیں گے اور نبی اِذْهَبُوْا اِلٰی غَیْرِیْ میرے حضور کے لب پر اَنَا لَهَا ہوگا

خود سوچیے! اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی اور نبی ہوتا تو آپ لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرانے کی بجائے انہیں اُس کی راہ دکھاتے۔ تمام لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرانا اور آگے نہ بڑھانا آپ کے آخری نبی ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

لہٰذا اب اگر کوئی شخص آپ کے بعد کسی اور فرد کو نبی مانتا ہے تو وہ دراصل آپ کو چھوڑ کر آگے بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے، حالانکہ آگے جہنم کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ۔

دلیل نمبر19:

حضور ﷺ سے پہلے جو انبیائے کرام تشریف لائے ان کی نبوت کا دائرۂ کار محدود ہوتا تھا، وہ کسی خاص علاقے یا خطے کے لیے مبعوث ہوتے تھے۔ ان پر ایمان لانا بھی صرف اسی علاقے کے لوگوں کے لیے ضروری ہوتا تھا اور ان کی شریعت کو بھی اسی علاقے کے لوگوں تک محدود رکھا جاتا تھا، دیگر علاقوں کے لیے دیگر انبیائے کرام بھیجے

جاتے تھے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ایک ہی وقت میں اللہ تعالی کی زمین پر کئی کئی نبی بھی موجود رہے ہیں۔

مگر قرآن وحدیث کی صریح نصوص سے یہ بات خوب اچھی طرح ثابت ہے کہ حضور ﷺ کو کسی خاص علاقے یا خطے کے لیے نہیں بلکہ بلاتفریق ساری روئے زمین اور قیامت تک آنے والی ساری دنیائے انسانیت کے لیے رسول بنا کر بھیجا گیا۔ آپ کو جو دین عطا فرمایا گیا وہ بھی ہر لحاظ سے جامع، کامل، مکمل اور اکمل ہے، اس میں ہر مسئلے کا کافی وشافی حل موجود ہے۔ اسلامی اصولِ اجتہاد سے واقفیت رکھنے والے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کی شریعت ایسے زریں اصول وضوابط سے مالا مال ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا مسئلہ بھی پیش آجائے تو اسے ان کی روشنی میں بہترین طریقے سے حل کیا جاسکتا ہے، پس جب صورتِ حال یہ ہے تو پھر دنیا کے لیے کسی نئے نبی کی قطعا کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔ اس کی آمد سے مسائل حل نہیں ہوں گے بلکہ پیدا ہوں گے۔

دلیل نمبر20:

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ پہلی قوموں میں انبیائے کرام پر لوگ اپنی بدبختی کی وجہ سے کم تعداد میں ایمان لاتے تھے، مگر حضور نبی اکرم ﷺ پر آپ کی امت قلیل تعداد میں نہیں بلکہ فوج در فوج ایمان لے آئی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ ہی ہو رہا ہے کمی بالکل نہیں آرہی۔ قرائن بتاتے ہیں کہ یہ اضافہ قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ آج بھی اللہ تعالی کے فضل وکرم سے غیر مسلم جوق درجوق دائرۂ اسلام میں داخل ہو رہے ہیں۔ چونکہ سابقہ اقوام بار بار پیغامِ توحید کو بھلا دیا کرتی تھیں لہٰذا ان میں یکے بعد دیگرے انبیاء کرام کو بھیجنے کی ضرورت پیش آتی تھی، مگر حضور ﷺ کے ذریعے اللہ تعالی نے عقیدۂ توحید کو آپ کی امت میں اس حد تک راسخ کر دیا کہ وہ آج تک سو فیصد درست طور پر اس میں موجود ہے، اور صرف اسی میں موجود ہے۔ پس جب نہ صرف عقیدۂ توحید بلکہ دیگر جملہ عقائد وعبادات وغیرہ بھی بالکل صحیح طور پر امت میں موجود ہیں تو اب کسی اور نبی کو بھیجنے کی قطعا کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

دلیل نمبر21:

اگر ہم قرآنِ حکیم میں حضور ﷺ اور سابقہ انبیاء کے حسین تذکروں سے حاصل ہونے والے درج ذیل اہم نکات کو سمجھنے کی کوشش کریں تو عقیدۂ ختمِ نبوت کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے قرآنِ حکیم میں صرف گزشتہ انبیاء کرام کے حالات، واقعات اور نشانات کا ذکر کیا، بعد کے کسی ایک بھی نبی کے متعلق ذرہ برابر نشان دہی نہیں کی۔

(۲) صرف حضور ﷺ سے پہلی امتوں کی طرف انبیاء کو بھیجنے کی بات کی، آپ کے بعد کسی امت کی طرف کسی بھی

نبی یا رسول کو بھیجنے کی بات نہیں کی۔

(۳) حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کی تکذیب اوران کے تمسخر اڑائے جانے کا ذکر ہے، مگر بعد کے کسی بھی نبی کی کسی بھی شکل کی کوئی خبر نہیں۔

(۴) حضور نبی اکرم ﷺ سے پہلے انبیاء کی طرف وحی بھیجنے کا بیان موجود ہے مگر بعد میں وحی بھیجے جانے کا کوئی بھی بیان موجود نہیں۔

(۵) جگہ جگہ ''مِنْ قَبْلُ، مَنْ قَبْلِی، مِنْ قَبْلِکَ'' کے الفاظ لا کر گزشتہ انبیاء کے اوصاف کو تو بیان کیا گیا ہے مگر کسی ایک جگہ بھی ''مِن بَعْدِکَ'' کے لفظ سے کسی نئے نبی کا کوئی وصف بیان نہیں کیا گیا۔

مذکورہ قرآنی نکات اس حقیقت کو سمجھنے کے لیے کافی وشافی ہیں کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی آمد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دلیل نمبر22:

روحانیت سے شغف رکھنے والے حضرات اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ دنیا بھر میں اللہ تعالیٰ کے قائم کیے ہوئے روحانی نظام کے قائد اور مرکز ومحور ہیں، تمام روحانیین اپنی تمام تر ذمہ داریوں میں مقررہ طریقۂ کار کے مطابق آپ ہی کی ذاتِ والاصفات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب صورتِ حال یہ ہے تو کسی نئے نبی کی بعثت کا مطلب آپ ﷺ کے مدِ مقابل ایک نیا روحانی مرکز وجود میں لانا ہے، اور یہ قطعاً ممکن نہیں۔ کیونکہ اس طرح ایک زندہ وجاوید روحانی نظام میں بلاوجہ ایک بہت بڑا خلل رونما ہوجائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اس روحانی نظام کی غیبی قوتوں نے گزشتہ چودہ صدیوں میں کسی بھی ادعائے نبوت کو نہیں چلنے دیا اور نہ ہی آئندہ چلنے دیا جائے گا۔

دلیل نمبر23:

اللہ تعالیٰ نے نبوت کا نظام اتنا مضبوط بنایا ہے کہ ہر جھوٹے مدعیِ نبوت کے جھوٹ کی قلعی فوراً کھل جاتی ہے، شرعی طور پر ہر نبی میں درج ذیل چار شرائط کا پایا جانا از حد ضروری ہے:

(۱) معصوم عن الخطاء ہو (۲) کسی کا شاگرد نہ ہو

(۳) سرکاری ملازم نہ ہو (۴) جہاں وفات ہو وہیں دفن ہو

اگر آپ ان چار شرائط کو سامنے رکھ کر آج تک کے جتنے بھی جھوٹے مدعیانِ نبوت آئے ہیں ان کے

حالات کا جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ ان میں یہ شرائط معدوم نظر آتی ہیں۔ مثلاً عصرِ حاضر کے جھوٹے مدعیِ نبوت مرزا قادیانی میں تو یہ چاروں نہیں پائی جاتیں۔

(۱) پہلی خصوصیت یہ کہ نبی معصوم عن الخطاء ہو، مگر مرزا غلام احمد قادیانی کی سوانح اٹھا کر دیکھیں تو وہ پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ وہ معصوم عن الخطاء ہونے کی بجائے خطاؤں کا پتلا تھا۔ بچپن سے لے کر مرتے دم تک اس سے اتنی خطائیں سرزد ہوئیں کہ آدمی کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اتنی خطائیں تو کوئی عام متقی آدمی بھی نہیں کرسکتا جتنی اس نبوت کے دعویدار نے کیں۔

(۲) دوسری خصوصیت یہ کہ وہ کسی انسان کا شاگرد نہ ہو، مگر مرزا غلام احمد قادیانی اس کے برعکس باقاعدہ سکول میں پڑھتا تھا اور اپنی نالائقیوں کی وجہ سے استادوں سے مار بھی کھاتا تھا۔

(۳) تیسری خصوصیت یہ کہ وہ سرکاری ملازم نہ ہو، مگر مرزا قادیانی سیالکوٹ میں سرکاری ملازمت کرتا رہا۔ ایک مرتبہ تو ایسا ہوا کہ اس نے ایک ملازمت کے لیے امتحان دیا تو اس میں فیل ہوگیا۔

(۴) چوتھی خصوصیت یہ کہ جہاں وفات ہو وہیں دفن ہو، مگر مرزا قادیانی فوت تو لاہور میں بوجہ عارضۂ اسہال بوقتِ قضاءِ حاجت ہوا جبکہ اس کو دفن قادیان میں لے جا کر کیا گیا۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کے 23 سالہ دورِ نبوت کی نسبت سے یہ 23 مضبوط دلیلیں آپ کی خدمت میں پیش کی گئی ہیں، جن کے مطالعہ سے آپ یقیناً اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ آپ ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا آنا تو درکنار اس کے آنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

نوٹ: یہ مقالہ متعدد کتب سے استفادہ کر کے ترمیم و اضافہ کے ساتھ لکھا گیا ہے، اپنی ذاتی تحقیق اور فکر و نظر بھی اس میں شامل ہے۔

تحفظ ختم نبوت منزل بہ منزل

ازقلم: بدیع الزمان بھٹی (ایڈووکیٹ لاہور ہائی کوٹ)

عقیدۂ ختم نبوت

جس طرح عقیدۂ توحید اسلام کا بنیادی اور انتہائی ضروری عقیدہ ہے بالکل اسی طرح عقیدۂ ختم نبوۃ بھی اسلام کا بنیادی اور انتہائی ضروری عقیدہ ہے۔عقیدۂ ختم نبوت ضروریات دین میں شامل ایسا نازک اور حساس عقیدہ ہے کہ اس کا انکار تو دور کی بات ہے اس میں ذرا سا شک کرنے والا بھی ایمان سے ہاتھ دھو کر اسلام سے خارج اور کافر ہو جاتا ہے۔یوں تو پورا قرآن کریم عقیدۂ ختمِ نبوت پر دال ہے۔تاہم 100 سے زیادہ آیاتِ بینات ایسی ہیں جو بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ اس عقیدہ کو ثابت کرتی ہیں جبکہ ذخیرۂ احادیث میں موجود دوسو سے زائد احادیثِ مبارکہ سے عقیدۂ ختم نبوت بڑی صراحت کے ساتھ ثابت ہو رہا ہے۔تمام صحابہ کرامؓ، آئمہ عظامؒ اور اکابرینِ اُمت عقیدۂ ختم نبوت پر بغیر کسی تشکیک کے کاربند رہے۔روزِ اول سے آج تک پوری امتِ محمدیہ کا اس عقیدہ پر اس مفہوم کے ساتھ اجماع ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کسی بھی رنگ یا مفہوم کے ساتھ کوئی نیا نبی یا رسول پیدا نہیں ہو سکتا۔ نبی اکرم ﷺ کے گنبدِ خضریٰ میں تشریف لے جانے کے بعد وحیء نبوت ختم ہو چکی ہے لہذا اب جو کوئی بھی کسی بھی مفہوم یا تاویل کے ساتھ دعویٰ نبوت یا رسالت کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج، صریح جھوٹا، کافر اور جہنمی ہے۔اور جو کوئی ایسے کسی کذّاب کے دعویٰ نبوت و رسالت کو تسلیم کرے یا اس کو سچا مانے یا کسی بھی مفہوم میں اس کی پیروی کرے، وہ پیروکار بھی صریح جھوٹا، کافر اور جہنمی ہے۔

فتنہ انکار ختم نبوت

پیارے آقا ﷺ کی حیات ظاہری میں ہی فتنہ انکار ختم نبوت پیدا ہو چکا تھا۔اور ہوا وحوس کے پجاری متعدد جھوٹے مدعیان، نبوت کے جھوٹے دعویدار بن بیٹھے۔یمن میں اَسود عنسی کذّاب نے دعویٰ نبوت کیا تو آقا ﷺ نے اپنے غلام اور معروف صحابی سیدنا حضرت فیروز دیلمیؓ کو اس کے قتل کے لئے بھیجا۔ یمامہ میں مسیلمہ نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تو پیارے غیور آقا ﷺ نے اس کے نام خط میں اس کو کذّاب (سب سے بڑا جھوٹا) لکھ بھیجا اور اس کی سرکوبی کے لئے حضرت اسامہ بن زیدؓ کی سربراہی میں ایک لشکر روانہ فرمانے کا حکم فرمایا۔انہی ایام

میں آپ ﷺ کے اس دنیا سے ظاہری طور پر پردہ فرما لینے کے بعد خلیفۂ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے انتہائی نامساعد حالات کے باوجود اس کے خلاف لشکر کشی کی ۔ اور یمامہ کے میدان میں اسے واصلِ جہنم کرا دیا۔ گردش لیل و نہار چلتی رہی۔ کئی جھوٹے مدعیانِ نبوت ظاہر ہوتے رہے اور اپنے انجامِ بد کو پہنچتے رہے تا آنکہ برِّصغیر میں مرزا قادیانی جہنم مکانی جھوٹے دعوئ نبوت کے ساتھ ظاہر ہوا تو غلامانِ محمد ﷺ نے ہر محاذ پر اس کذّاب کا محاسبہ بھی کیا اور اسے عبرتناک انجام تک بھی پہنچایا۔

فتنہ قادیانیت

بانئ فتنۂ قادیانیت مرزا غلام احمد قادیانی کذّاب 1839/40ء میں قادیان (تحصیل بٹالہ، ضلع گورداسپور، مشرقی پنجاب، بھارت) میں ایک غدّارِ دین وملت گھرانے میں پیدا ہوا۔ اور 1908ء میں برانڈرتھ روڈ لاہور کے بیت الخلاء میں جہنم واصل ہو۔ اپنی ناپاک زندگی میں اس ملعون نے اشارۂ فرنگی پر اُمتِ مسلمہ کے اندر انتشار وافتراق پیدا کرنے کا بیڑہ اُٹھایا۔ اپنے مذموم مقاصد کی انجام دہی کے لئے اس نے جہاد کو حرام قرار دے کر انگریز کی حمایت واطاعت کو فرض قرار دیا۔ اور بتدریج ملہم، مجدد، محدث، ظلی و بروزی نبی، رسول، صاحبِ شریعت کامل واکمل نبی ورسول، خاتم النبیین، خدا، خدا کا بیٹا، خدا کا باپ، اور خدا کی بیوی ہونے کے جھوٹے اور انتہائی توہین آمیز دعوے کئے (نعوذ باللہ من ذالک الھفوات)۔

اسلام اور پیغمبرِ اسلام ﷺ کے خلاف مرزا قادیانی کی دریدہ دہنی کو بھانپ کر اس کی مذموم سازشوں کے آغاز ہی سے علمائے حق اہلسنت وجماعت نے اس کو للکارا۔ اور تقریر وتحریر، مناظرہ ومباہلہ، مباحثہ ومجادلہ غرضیکہ ہر میدان میں نہ صرف اس کا مقابلہ کیا بلکہ ہر محاذ وہر مقام پر اس کا ناطقہ بند کر کے اس کو شکست فاش دی۔ اور عزتِ اِسلام کا پرچم سربلند کیا۔ کذّاب مرزا قادیانی کسی مرحلہ پر بھی علمائے اہلسنت کے مقابلے میں سامنے نہ آسکا۔ بلکہ علمائے اہلسنت کی طرف سے بلند کی گئی حق کی للکار کی تاب نہ لاتے ہوئے خود تو 26 مئی 1908ء کو بروز منگل صبح ساڑھے دس بجے ہیضہ کی بیماری میں منہ اور مقعد سے غلاظت بہاتا ہوا بیت الخلاء میں مرکر واصل جہنم ہو گیا۔ اس کی عبرت ناک موت پر ہر کسی کے منہ پر تھا:

''مرض ہیضے تھیں ہولا چار مرزا مویا منگل وار'' اور ''دو لکڑیاں دو کانے مرزا مویا ٹٹی خانے''

ٹٹی خانے میں مرنے والا یہ کذاب اپنے پیچھے مرتدوں اور اسلام دشمن قوتوں کے حرام کے ٹکڑوں پر پلنے والے سامراجی پٹھوؤں کی ایک ٹیم چھوڑ گیا جو اس کے مکروہ فتنہ کی اشاعت کے لئے اپنے آقاؤں کے ساتھ مل کر ایڑی چوٹی

کا زور لگا رہی ہے۔ جبکہ امت محمد یہ کے غیور علماء کرام، مشائخ عظام اور عوام بھی محافظان ناموسِ اسلام و ناموسِ رسالت بن کر ان مکاروں کے محاسبے کے لئے بھر پور کردار ادا کر رہے ہیں۔ مرزا قادیانی کذّاب کے جھوٹے دعوی سے لیکر اب تک جتنی بار بھی مرزا قادیانی کذّاب یا اس کے چیلوں چانٹوں نے کسی بھی مقام پر مباحثے، مناظرے یا مباہلے کا چیلنج کیا اتنی بار ہی شیران اہلسنت خم ٹھونک کر میدان میں آئے مگر مرزا کذّاب خود ہی چیلنج کرنے کے باوجود کبھی بھی روبرو مقابلے میں نہ آ سکا۔ آئندہ سطور میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ تاریخ میں جب مرزا قادیانی کذّاب یا اس کے پیروکاروں کے خلاف علماء و مشائخ اہلسنت اور مجاہدین ختم نبوت کو فتوحات نصیب ہوئیں ان تاریخی ایام کا مختصر اًذکر کیا گیا ہے کہ کیسے تحفظ ختم نبوت کا سفر منزل بہ منزل طے ہوا۔ تاکہ موجودہ اور آنے والی نسلوں کو قادیانیت کے خلاف اپنے اکابر کی فتوحات اور تابندہ و روشن کردار کا بخوبی علم ہو سکے۔ اُمید ہے اِس مختصر سی کاوش سے نسلِ نَو کو تاریخی ایّامِ فتح منانے میں مدد ملے گی جس سے اکابرینِ اہلسنت کی حسین یاد اور اُن کی لازوال خدمات ہمیشہ تازہ رہیں گی۔ اور نئی نسل کو تحفظ ختم نبوت منزل بہ منزل سے آگاہی رہے گی۔

؎ گر قبول اُفتد زَہے عز و شرف۔

فتنہ قادیانیت کا اوّلین اوّلین محاسبہ کرنے والے علماء کرام

فتنہ قادیانیت کا محاسبہ کرنے کے لئے یوں تو ہر دور میں لاتعداد علماء کرام، مشائخ عظام اور دانشورانِ ملّت نے اپنا اپنا بھر پور کردار ادا کیا۔ اُن شیرانِ اِسلام کی ایک طویل ترین فہرست ہے۔ لیکن یہاں صرف اُن علمائے کرام و مشائخ عظام اور مجاہدینِ ختم نبوت کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اوّل دن سے ہی اِس مکروہ فتنہ کے محاسبہ کے لئے جدوجہد کی۔ جنہوں نے زبانی، تحریری، تحریکی اور قانونی محاذ پر اس گمراہ کُن فتنہ کا راستہ روکنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی۔ اور ہر میدان میں اسے عبرتناک شکست دے کر بھگایا۔ اُن میں سب سے پہلا اور بلند نام **فاتح قادیانیت حضرت خواجہ غلام دستگیر نقشبندی حنفی قصوریؒ** کا ہے۔ اور اس بابرکت و بلند نام کے ساتھ ہی ملے ہوئے ہیں **حضرت مفتی غلام قادر چشتی حنفی بھیرویؒ، حضرت مولانا فیض الحسن چشتی سہارنپوریؒ، حضرت مولانا غلام رسول نقشبندی امرتسریؒ، حضرت علامہ قاضی فضل احمد نقشبندی لدھیانویؒ، اعلیٰ حضرت مفتی احمد رضا خان فاضل بریلیؒ، حضرت امیرِ ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ، تاجدارِ گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ، بلند آہنگ قلمکار علامہ محمد حسن فیضیؒ، علامہ اصغر علی روحی حنفی لاہوریؒ، مولانا نواب الدین رمداسی ثم ستکوہی حنفیؒ، صحافی اسلام حضرت علامہ فقیر محمد جہلمیؒ، شیرِ**

اسلام مولانا کرم الدین دبیر چشتی حنفی جہلمیؒ، علامہ مولانا محمد حیدر اللہ خان نقشبندیؒ، شیرِ اسلام علامہ مولانا انوار اللہ خاں فاروقی نقشبندیؒ (حیدر آباد دکن)، حجۃ الاسلام علامہ مفتی حامد رضا خان قادری حنفی بریلویؒ، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفی رضا خان قادری حنفی بریلویؒ، مبلغِ اسلام حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قادری میرٹھیؒ (رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے اسمائے مبارکہ جنہوں نے فتنۂ قادیانیت کے محاسبے وانسداد کے لئے اولین اولین اقدام اُٹھائے۔ بعد ازاں انہی بزرگوں کے نقوشِ قدم پر چلتے ہوئے اُمّتِ مسلمہ کے جملہ دیگر لا تعداد مشائخ عظام، دانشورانِ ملت صاحبانِ حل وعقد اور مجاہدین ختم نبوت نے اپنا اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔

فتنۂ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلا خط

خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ نے ۱۳۰۲ھ بمطابق 1883ء میں مرزا قادیانی کو پہلا تنبیہی خط لکھا۔

فتنۂ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلا اشتہار

خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ نے ۱۳۰۲ھ بمطابق 1883ء میں مرزا قادیانی کے خلاف سب سے پہلا اشتہار شائع کیا۔

فتنۂ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلا تحریری فتویٰ کفر

خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ نے ۱۳۰۲ھ بمطابق 1883ء میں فتنۂ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلا فتویٰ کفر تحریر کیا۔ جس کی تائید کے لئے علمائے عرب نے بھی فتویٰ تحریر کیا۔

خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ کے فتویٰ کفر کے بارے مرزا قادیانی کذّاب کا اعتراف اس کی کتاب میں یوں ہے۔

''مولوی غلام دستگیر قصوری وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ معظّمہ سے کفر کے فتوے منگوائے تھے۔'' (حقیقۃ الوحی ص259 روحانی خزائن جلد22 ص259)

کمال کی بات ہے! خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ کی خدماتِ ختم نبوت کا کیا کہنا! دشمن خود اعتراف کر رہا ہے کہ یہ وہ بزرگ تھے جنہوں نے میرے کفر کے لئے مکہ سے بھی فتوے منگوائے تھے۔

فتنۂ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلی کتاب

خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ نے ۱۳۰۲ھ بمطابق 1883ء میں فتنۂ قادیانیت کے خلاف پہلی کتاب "تحقیقاتِ دستگیریہ فی ردِّ ہفواتِ براہینیہ" تحریر کی۔

۱۲ جمادی الاول فتنۂ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلا فتح مناظرہ

بانی فتنۂ قادیانیت آنجہانی مرزا قادیانی کذّاب دعویٰ مسیحیت کرنے کے بعد ماہ ربیع الثانی ۱۳۱۱ھ بمطابق

1893ء میں اپنے نئے سسرال کے ہاں فیروز پور چھاؤنی میں آیا تو کئی مسلمانوں نے اس سے دعویٰ مسیحیت کا ثبوت طلب کیا۔ مرزا قادیانی کذّاب نے جان چھڑاتے ہوئے کہا کہ کسی عالم کو میرے پاس لے آؤ میں اس کی تسلی کرادوں گا۔ لیکن خود جلد ہی واپس قادیان چلا گیا۔ دوسری مرتبہ ۱۲ جمادی الاول کو مرزا قادیانی کذّاب جب اپنے سسرال آیا تو حضرت خواجہ غلام دستگیر نقشبندی حنفی قصوریؒ علمائے کرام کی قیادت کرتے ہوئے چھاؤنی فیروز پور میں مرزا قادیانی کے سسرالی گھر پہنچ گئے۔ علمائے اہلسنت کی موجودگی میں مرزا قادیانی کو للکارا کہ اگر تیرے پاس دعویٰ مسیحیت کی کوئی دلیل ہے تو بیان کرتا کہ ہم اس کا جائزہ لیں۔ ہم مباحثہ اور مناظرہ جو بھی ہو، کے لئے آ گئے ہیں۔ مسلمانوں کے بڑے اصرار اور تکرار کے باوجود مرزا قادیانی کذّاب اپنے سسرالی گھر سے باہر نہ آیا تو اس کے حواریوں میں سے کسی نے کہا کہ پہلے آپ نے خود ہی تو عالم کو بلانے کو کہا تھا اور اب خود ہی عالم سے ملنے سے گریز کر رہے ہو، کیا وجہ ہے؟ جواب میں مرزا قادیانی نے کہا: ابھی ابھی الہام ہوا ہے کہ اس مولوی غلام دستگیر قصوری سے مباحثہ نہیں کرنا ہے۔ بڑی بحث وتکرار کے باوجود مرزا قادیانی نہ بذاتِ خود مقابلہ پر آیا اور نہ ہی اپنے چیلوں حکیم نورالدین و محمد احسن امروہی کو مناظرہ، مباحثہ میں آنے دیا بلکہ صاف انکار کر کے گھر سے باہر ہی نہ نکلا۔ جس پر اہل اسلام نے 12 جمادی الاول ۱۳۱۱ھ بمطابق 1893ء کو جشن فتح مناظرہ منایا اور پچیس 25 معتبر اہلِ اسلام کی شہادت سے مطبع صدیقی فیروز پور میں اشتہار شائع ہوا کہ مرزا قادیانی کذّاب نے علمائے حق یعنی خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ سے مناظرہ کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

ایک اور چیلنج پھر میدان سے فرار

اسی سال چند ماہ بعد مرزا قادیانی کے شاطر چیلوں نے مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایک اور چال چلی۔ مرزا قادیانی کذّاب کے شاگرد محمد احسن امروہی نے اشتہار شائع کیا دسمبر 1893ء کی چھٹیوں میں مرزا قادیانی لاہور آ کر خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ سے مناظرہ کرے گا۔ جب خواجہ صاحبؒ کو اس شاطرانہ چال کا علم ہوا تو آپ نے یہ چیلنج بھی قبول کر لیا اور تاریخ مقررہ سے دو دن قبل ہی لاہور میں تشریف لے آئے۔ آپ چھٹیوں کے دس دن مسلسل لاہور میں مقیم رہے اور مرزا قادیانی کا انتظار کرتے رہے لیکن حسب سابق اب کی بار بھی کذّاب مرزا قادیانی سامنے نہ آیا۔ خواجہ صاحبؒ کی طرف سے بار بار کی یاددہانیوں کے بعد اس کے شاگرد حکیم نورالدین و برھان الدین خواجہ صاحبؒ کے پاس آ گئے آپؒ نے ان سے کہا کہ اگر تم مرزا قادیانی کے نمائندے بن کر آئے ہو تو اس کا مختار نامہ لے آؤ تاکہ تمہاری شکست کے بعد وہ تمہیں اپنا نمائندہ تسلیم کرنے سے ہی انکاری نہ ہو جائے۔ اگر تم

مختارنامہ لے آؤ تو فقیر مناظرہ کے لئے حاضر ہے۔نورالدین وغیرہ اس دن سے گئے آج کے دن تک مختارنامہ لے کر واپس نہیں آئے (بھگوڑے کہیں کے) (تحقیقات دستگیریہ فی ردہفوات براہینیہ)

15 شعبان ۱۳۱۴ھ فتنہ قادیانیت کے خلاف سب سے پہلا فتح مباہلہ

رجب ۱۳۱۴ھ بمطابق 1896ء کو مرزا قادیانی کذاب نے رسائل واشتہار کے ذریعے علمائے اسلام بالخصوص خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ کو قسمیں دے دے کر مباہلہ کا چیلنج کیا۔اور لکھا کہ مباہلہ نہ کرنے والا ملعون ہوگا۔ جس کے جواب میں خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ نے مباہلہ کا چیلنج قبول کرتے ہوئے 15 شعبان بمقام جامع مسجد ملا مجید لاہور تاریخ و مقام مقرر کر کے اشتہار شائع کروا کے مرزا قادیانی کو پیغام بھجوا دیا اور خود دو شعبان کو اپنے دونوں فرزندوں کے ساتھ جامع مسجد ملا مجید لاہور میں تشریف لے آئے۔15 شعبان کو مرزا قادیانی کذّاب کی طرف سے حکیم فضل الدین لاہور آیا۔لوگوں کی کثیر تعداد کے روبرو جامع مسجد ملا مجید میں حضرت خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ پر اعتراض کرنے لگا کہ ہمارے مرزا نے آپ کی ایک بہت بڑی غلطی نکالی ہے۔اس لئے آپ سے مباہلہ نہیں ہوسکتا۔ خواجہ صاحب نے فرمایا کونسی ایسی غلطی نکالی ہے جس کی وجہ سے مباہلہ نہیں ہوسکتا۔تو حکیم فضل دین نے کہا کہ آیت مباہلہ قرآنی میں صیغہ جمع استعمال ہوا ہے تو آپ تن تنہا کیونکر مباہلہ کر سکتے ہیں؟اس کے جواب میں خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ نے مجمع عام میں کھڑے ہو کر اپنے دائیں اور بائیں اپنے دونوں صاحبزادوں کو کھڑا کر کے دکھایا اور فرمایا کہ میں اکیلا کب آیا ہوں۔اپنے ساتھ اپنے دونوں بیٹے لایا ہوں۔آپ بھی مرزا قادیانی سے کہیں کہ وہ اپنے ساتھ اپنے بیٹے لے کر آجائے۔مباہلہ،قرآنی آیتِ مباہلہ کی شرائط کے مطابق ہی ہوگا۔اس پر حکیم فضل دین مرزائی کے طوطے اُڑ گئے۔اور اُس کو حواس باختہ دیکھ کر پورا مجمع عام میں نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اُٹھا۔حکیم فضل دین حواس باختہ ہو کر وہاں سے بھاگا۔آج تک نہ مرزا قادیانی آیا اور نہ حکیم فضل دین واپس آیا۔لاہوری مسلمانوں نے خوب جشنِ فتحِ مباہلہ منایا۔پھر خواجہ غلام دستگیر قصوریؒ نے 16 شعبان کو اشتہار شائع کیا کہ مباہلہ کی تاریخ 15 سے بڑھا کر 25 شعبان کر دی ہے اور ہم 25 شعبان تک مرزا قادیانی کے انتظار میں لاہور میں بیٹھے ہیں۔مگر مرزا قادیانی کو نہ آنا تھا اور نہ ہی لاہور آیا۔26 شعبان کو خواجہ صاحب امرتسر چلے گئے اور وہاں مرزا قادیانی کو پیغام بھجوایا کہ تم لاہور تو نہ آسکے،ہم امرتسر آ گئے ہیں،اگر مباہلہ کرنا ہے تو ادھر ہی آجاؤ۔ہم انتظار کرتے ہیں۔29 شعبان تک خواجہ صاحبؒ نے علماء کرام کے ساتھ امرتسر میں مرزا قادیانی کا انتظار کیا مگر مرزا قادیانی کذاب نہ آیا۔یکم رمضان کو خواجہ صاحبؒ قصور واپس تشریف لے آئے۔ (فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی)

13 فروری 1899ء میں مرزا قادیانی مجمع عام میں لاجواب ورسوا ہو گیا

13 فروری 1899ء کو مرزا قادیانی کذاب سیالکوٹ آیا تو اہلسنت کے جید عالم دین علامہ محمد حسن فیضیؒ بھی سیالکوٹ پہنچ گئے اور مرزا قادیانی سے کہا تم بڑے بڑے دعوے کررہے ہو، یہ میرا لکھا ہوا عربی زبان میں بے نقط قصیدہ ہے۔تم کہتے ہو کہ مجھے الہام ہوتا ہے۔تم اس قصیدہ کو صرف پڑھ کر حاضرین کو سنا دو۔مرزا قادیانی نے کچھ دیر دیکھنے کے بعد یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ ہمیں تو اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔آپ اس کا ترجمہ کر دیں۔علامہ محمد حسن فیضیؒ نے فرمایا کہ مرزا تجھ کو میرا لکھا ہوا بے نقط قصیدہ پڑھنا نہیں آیا تو نام نہاد الہام تجھے کیسے سمجھ میں آتا ہے۔علامہ فیضیؒ نے 9 مئی 1899ء کو یہ تمام واقعہ سراج الاخبار جہلم میں چھپوا دیا اور مرزا قادیانی کو چیلنج کر دیا کہ "صدر جہلم میں کسی بھی مقام پر مجھ سے مباحثہ کرلیں، میں حاضر ہوں۔تحریری کریں یا تقریری اگر تحریر ہو تو نثر میں کریں یا نظم میں عربی میں ہو یا فارسی میں یا اردو میں۔آیئے سنیئے اور سنایئے۔مگر جب تک علامہ محمد حسن فیضیؒ حیات رہے مرزا قادیانی کو یہ چیلنج قبول کرنے کی جرات نہ ہوسکی (تازیانہ عبرت)

24 فروری 1899 مرزا قادیانی نے عدالت میں معافی مانگی:

مرزا قادیانی کذاب نے جب اپنے الہامات کے شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا تو مسلمانوں نے بالخصوص علامہ محمد کرم الدین دبیرؒ نے انگریزی عدالت سے رجوع کیا کہ یہ شخص مسلمانوں کے جذبات کو اشتعال دے رہا ہے تو انگریزی عدالت کے مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپور نے عدالت میں طلب کیا جہاں مرزا قادیانی نے باقاعدہ تحریری معافی نامہ پیش کیا کہ آئندہ کوئی ایسا الہام نہیں شائع کروں گا جس سے مسلمانوں کی تحقیر یا تذلیل ہو۔ (تفصیل کے لئے پڑھیں تازیانہ عبرت)

5 اگست 1900ء کو علامہ محمد حسن فیضیؒ نے مرزا قادیانی کو پھر چیلنج کر دیا:

5 اگست 1900ء کو علامہ محمد حسن فیضیؒ نے مرزا قادیانی کو پھر چیلنج کیا کہ تو نے پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کو 22 جولائی کے اشتہار میں چیلنج کیا ہے اے مرزا کذاب تو میرے ساتھ جہاں جی چاہتا ہے نظم میں نثر میں فارسی، عربی یا اردو زبان مناظرہ ومباحثہ کرلے مگر تادم حیات فیضی مرزا کذاب نے یہ چیلنج قبول نہ کیا۔(تازیانہ عبرت)

25 اگست 1900ء فتح مناظرہ شاہی مسجد لاہور:

مرزا قادیانی نے 22 جولائی کے اشتہار سے حضرت پیر مہر علی شاہؒ کو خود ہی مناظرہ کا چیلنج کیا جس کے جواب میں علامہ فیضیؒ نے چیلنج کیا مگر نہ علامہ فیضیؒ کا جواب دیا اور نہ ہی 25 اگست 1900ء کو شاہی مسجد لاہور میں آیا

بلکہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ نے مناظرہ ومباہلہ کا کھلا چیلنج کیا فرمایا کہ مرزا کو کہو کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہیں تو میدان میں آجاؤ مہر علی حاضر ہے مگر مرزا کذاب کو نہ آنا تھا اور نہ آیا اس مناظرہ کے صدر مناظر حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوریؒ تھے اس مناظرے کو بڑی شہرت نصیب ہوئی۔ (تفصیل کے لئے پڑھیں "مہر منیر")

26 اگست 1902ء کو جہلم میں جشن فتح مناظرہ:

26 اگست 1902ء کو بمقام جہلم علامہ محمد کرم الدین دبیر اور مرزا قادیانی مع اسکے چیلے حکیم فضل دین کے ساتھ مناظرہ ہوا جس میں مرزائیوں کو ذلت آمیز شکست کا سامنا ہوا اس واقعے کو لالہ آتمارام مہتہ بی اے مجسٹریٹ درجہ اول ضلع گورداسپور نے اپنے ایک فیصلے میں بھی بطور حوالہ کے درج کیا (تازیانہ عبرت)

12 فروری 1904ء کو مرزا قادیانی کو عدالتی شکست:

شیر اہلسنت علامہ محمد کرم الدین دبیرؒ نے مرزا قادیانی کے خلاف استغاثہ ازالہ حیثیت عرفی دائر کیا جسکے تبدیل کروانے کے لئے مرزا قادیانی نے درخواست دائر کی جو 12 فروری کو عدالت سے نامنظور ہوئی جس سے مرزا قادیانی کا الہام دھرے کا دھرا رہ گیا۔ (تازیانہ عبرت)

10 مارچ 1904ء کو مرزا قادیانی پر فرد جرم لگی:

اسی مقدمہ عنوان بالا میں مرزا قادیانی پر فرد جرم لگی کہ اس نے علامہ محمد کرم الدین دبیرؒ کی توہین کی ہے اور زیر دفعہ 500، 501، 502 تعزیرات ہند اسے مجرم قرار دیا گیا۔ (تازیانہ عبرت)

8 اکتوبر 1904ء مرزا قادیانی کے خلاف عدالتی فیصلہ ہوگیا: (دمادم مست قلندر)

اسی مقدمہ عنوان بالا کا 8 اکتوبر کو لالہ آتمارام مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے مرزا قادیانی کو اپنے فیصلے میں 500 روپے جرمانہ یا 6 ماہ قید اور اسکے ساتھیوں کو 200 روپے جرمانہ یا 5 ماہ قید سنائی۔ (تازیانہ عبرت)

15 مئی 1908ء جشن فتح مناظرہ:

بمقام مولوی ابراہیم بر مکان واقع کشمیری بازار لاہور

اسلامی مناظر: مفتی غلام مرتضی (مدرس جامعہ نعمانیہ لاہور)

مرزائی مناظر: حکیم نور الدین بھیروی

حکیم نور الدین کو اتنی زبردست شکست ہوئی کہ جاتے ہوئے کہہ گیا کہ مفتی غلام مرتضی نے مناظرہ کا نیا ڈھنگ نکالا ہے پھر مفتی صاحب نے مرزا محمود کو بھی مناظرہ کا چیلنج دیا جسکا جواب نہ آیا۔ (مزید تفصیل کے لئے۔ الظفر الرحمانی فی

کسف القادیانی)

26 مئی 1908 یوم مرگ مرزا اور صدق پیش گوئی:

25 مئی 1980ء رات لاہور میں ایک جلسے سے خطاب کرتے ہوئے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے فرمایا پیش گوئی کرنا میرا کام نہیں لیکن میں آپ کو کہتا ہوں کہ مرزا کذاب کی تنابیں کھینچ لی گئی ہیں یہ مردود آئیندہ 24 گھنٹوں میں واصل جہنم ہو جائے گا جو بالکل حرف بہ حرف سچی ثابت ہوئی 26 مئی صبح 10:30 پر مرزا قادیانی ڈبل ہیضہ میں منہ اور مقعد سے غلاظت بہاتا ہوا ٹٹی خانے میں واصل جہنم ہو گیا۔

(الکاویہ علی الغاویہ حصہ دوئم)

13 جیٹھ 1908 یوم مرگ مرزا اور صدق پیش گوئی:

مرزا قادیانی نے حسب عادت شیطانی وحی گھڑی اور کہا کہ جیٹھ کے مہینہ میں پیر مہر علی شاہؒ فوت ہو جائیں گے کسی سادہ لوح مرید نے سنا اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ سے عرض کی کہ مرزا یوں کہتا ہے آپ نے جواباً فرمایا" الجیٹھ بالجیٹھ " (مہر منیر) جیٹھ کو جیٹھ سے بدل دیا ہے 1908 جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا قادیانی واصل جہنم ہو گیا جبکہ پیر صاحب نے 29 بیسا کھ 1937 کو وصال فرمایا۔

18 اکتوبر 1924 جشن فتح مناظرہ:

اسلامی مناظر: علامہ مفتی غلام مرتضیٰ صدر مناظر: علامہ غلام محمد گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور

مرزائی مناظر: جلال الدین شمس مرزائی صدر مناظر: کرم داد مرزائی

بمقام موضع ہریا تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

نتیجہ: مرزائیوں کو انتہائی ذلت آمیز شکست ہوئی تفصیل کے لئے پڑھیں الظفر الرحمانی فی کسف القادیانی)

اہل اسلام کو ضلع شاہ پور میں مسلسل مناظروں میں فتح نصیب ہوئی:

ضلع شاہ پور کے ان تمام مناظروں کی تفصیل علامہ ظہور احمد بگویؒ کی کتاب" برق آسمانی برخرمن قادیانی " جلد 1 میں پڑھیں یہاں صرف تاریخیں اور مناظرہ کے نام دیئے جاتے ہیں

☆ پہلا جشن فتح مناظرہ 2,1 ستمبر 1932 بمقام میانی (بھیرہ) میں ہوا۔

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ اور علامہ محمد حسین کولوتارڑ ویؒ

مرزائی مناظر: عبداللہ، احمد خان مرزائی

☆ دوسرا جشن فتح مناظرہ 5,6 ستمبر 1932 بھیرہ میں ہوا۔

اسلامی صدر مناظر (علامہ ظہور احمد بگویؒ) مناظر: علامہ محمد حسین کولوتارڑوی/مرزائی مناظر: مربی مبارک احمد مرزائی

☆ تیسرا جشن فتح مناظرہ 11 ستمبر 1932 خوشاب میں ہوا۔

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولانا محمد شفیعؒ اور مولانا عبدالرحمن میانویؒ

مرزائی مناظر: مربی احمد خاں، مربی عبداللہ اور ملک عبدالرحمن خادم گجراتی

☆ چوتھا جشن فتح مناظرہ 15 ستمبر 1932 قصبہ مجوکہ (خوشاب) میں ہوا

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولانا محمد شفیع خوشابیؒ

مرزائی مناظر: مربی سلیم قادیانی، رمضان مرزائی ودیگر

☆ پانچواں جشن فتح مناظرہ 20 ستمبر 1932ء سلانوالی ضلع شاہ پور میں ہوا

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ

مرزائی مناظر: مربی سلیم قادیانی، ملک عبدالرحمن قادیانی گجراتی مرزائی

☆ چھٹا جشن فتح مناظرہ 25 ستمبر 1932ء کمپنی باغ سرگودھا میں ہوا

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ / مرزائی مناظر: نقص امن کا خدشہ ظاہر کرتے ہوئے میدان میں ہی نہ آئے جس سے سینکڑوں متذبذب مرزائی راہ راست پر آئے۔

☆ ساتواں جشن فتح مناظرہ 27 ستمبر 1932 چک نمبر 37 جنوبی سرگودھا میں ہوا

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ، مولانا محمد حسین کولوتارڑویؒ، مولوی لال حسین اخترؒ (سابق قادیانی)

مرزائی مناظر: مربی سلیم قادیانی، مربی نذیر ملتانی

☆ آٹھواں جشن فتح مناظرہ 1 اکتوبر 1932 مڈھ رانجھا میں ہوا

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ، مولانا محمد حسینؒ، مولانا محمد شفیع خوشابیؒ اور مولانا عبدالرحمن میانویؒ

مرزائی مناظر: مربی سلیم قادیانی، مربی نذیر ملتانی (میدان میں ہی نہ آئے بھاگ گئے)

☆ نواں جشن فتح مناظرہ 4 اکتوبر 1932 کوٹ مومن میں ہوا

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ

مرزائی مناظر: مربی نذیر ملتانی (وقت طے کر کے میدان سے بھاگ گیا)

☆ دسواں جشن فتح مناظرہ 8 اکتوبر 1932 چک 9 شمالی بھیرہ میں ہوا

اسلامی مناظرین کے پہنچتے ہی مرزائی مناظر گاؤں چھوڑ کر چلا گیا

24 مارچ 1933 جشن فتح مناظرہ کلکتہ:

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ مرزائی مناظر: مولوی فضل کریم مبلغ بنگال

بمقام: البرٹ ہال کلکتہ (برق آسمانی برخرمن قادیانی)

9,10 اپریل 1933 جشن فتح مناظرہ ممبو (ملک برما):

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ مرزائی مناظر: سید عبداللطیف مبلغ جماعت مرزائیہ ممبو اہل اسلام کو دوروزہ مناظرہ میں شاندار فتح نصیب ہوئی (برق آسمانی)

15 اپریل 1933 جشن فتح مناظرہ بمقام اولا ہال ایناجاؤں (برما)

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ مرزائی مناظر: مربی سید عبداللطیف (مبلغ جماعت ممبو) (برق آسمانی)

13,14 اپریل جشن فتح مناظرہ لکھانوالی ضلع سیالکوٹ

اسلامی مناظر: مولانا نصیرالدین بگویؒ، مولانا عبدالرحمن میانویؒ ، مولانا مسعود احمدؒ

مرزائی مناظر: مربی علی محمد قادیانی ودیگر (برق آسمانی)

15 مئی 1933 جشن فتح مناظرہ (میعادی تحصیل نارووال)

اسلامی مناظر: علامہ ظہور احمد بگویؒ ، علامہ محمد شفیع خوشابیؒ

مرزائی مناظر: مربی ظہور الحسن، مربی عبدالغفور، مربی دل محمد، مربی غلام رسول راجیکے (برق آسمانی بر خرمن)

7 فروری 1935 میں قادیانیوں کے کفر پر پہلا عدالتی فیصلہ:

معروف زمانہ مقدمہ (مقدمہ بہاولپور) جس میں اکبر خان ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے قادیانیوں کو باقاعدہ کافر غیر مسلم قرار دیا۔

ماہ مارچ1953 تحریک ختم نبوۃ وشہداء ختم نبوت:

اس تحریک میں مسلمانان پاکستان کے 10 ہزار جوانوں نے اپنا خون پیش کر کے ختم نبوت کا تحفظ کیا اور لاکھوں مسلمان پابند سلاسل ہوکر نعرہ ختم نبوت لگاتے رہے مختلف کتابوں میں اس کے واقعات تفصیل سے ملتے ہیں اس تحریک کی قیادت علامہ سید ابوالحسنات شاہؒ صاحب نے فرمائی اور دیگر علمائے کرام نے بڑی قربانیاں دیں جن میں بطور خاص علامہ عبدالستار خان نیازیؒ اور سید خلیل احمد قادریؒ اس تحریک کی وجہ سے سزائے موت کی کال کوٹھری تک پہنچے۔

3 جون 1955 کو جناب شیخ محمد اکبر ASJ راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کی توثیق کی۔

22 مارچ 1969 شیخ محمد رفیق سول جج نے مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے کی توثیق کی۔

29 اپریل 1973 کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے اکثریت رائے سے مرزائیوں کو کافر قرار دیا۔ محرک قرارداد میجر محمد ایوب

7 ستمبر 1974ء یوم فتح کو قائد اہلسنت الشاہ احمد نورانیؒ کی قرارداد پر نیشنل اسمبلی آف پاکستان نے متفقہ طور پر مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا

15 دسمبر 1979 جشن فتح مناظرہ (بمقام قادیانی عبادت گاہ کشمیر محلہ سیالکوٹ)

اسلامی مناظر: پروفیسر شجاعت علی مجاہد صاحب (امیر مرکزیہ ورلڈ تحفظ ختم نبوۃ کونسل)

قادیانی مناظر: مربی چودھری عنائیت اللہ مرزائی (30 سال افریقہ میں مبلغ رہا)

موضوع: کفریات مرزا قادیانی

نتیجہ: 15 مرزائیوں اور 12 مسلمانوں کی موجودگی میں مرزائی مناظر نے شکست کھائی۔

5 فروری 1981ء جشن فتح مناظرہ (جامع مسجد صدیق حاجی پورہ سیالکوٹ)

اسلامی مناظر: پروفیسر شجاعت علی مجاہد صاحب (امیر مرکزیہ ورلڈ تحفظ ختم نبوۃ کونسل)

قادیانی مناظر: مرزا غلام محمد لاہوری مرزائی (مربی 80 سالہ)

موضوع: کذبات مرزا قادیانی

نتیجہ: بحث کے 20 منٹ بعد مرزائی مناظر یہ کہ کر گھر چلا گیا کہ اس نوجوان سے مناظرہ نہیں کرنا۔

2 دسمبر 1981 لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ

کوئی قادیانی مسلم اکثریت والے گاؤں کا نمبردار نہیں ہوسکتا۔ چیف جسٹس میاں محبوب احمد (. CLC . 1982 (P357

12 فروری 1984ء یوم تاسیس ورلڈ ختم نبوت یوتھ فورس پاکستان

پروفیسر شجاعت علی مجاہد نے قائد اہلسنت الشاہ احمد نورانیؒ، مجاہد ملت علامہ عبدالستار خان نیازیؒ، علامہ مختار احمد نعیمیؒ، حافظ علامہ محمد عالم سیالکوٹیؒ، پروفیسر محمد حسین آسیؒ کی قیادت وسرپرستی میں نوجوانوں پر مشتمل ورلڈ ختم نبوت یوتھ فورس کی بنیاد رکھی اور اکابرین نے متفقہ طور پر پروفیسر شجاعت علی مجاہد صاحب کو پہلا مرکزی صدر منتخب فرمایا اور وہ تنظیم تا حال سرگرم عمل ہے۔

26 اپریل 1984ء صدارتی امتناع قادیانیت آرڈیننس

ورلڈ ختم نبوت یوتھ فورس کے بانی پروفیسر شجاعت علی مجاہد اور انکی پوری ٹیم کی شبانہ روز جدوجہد کے نتیجہ میں 26 اپریل 1984 کو صدر ضیاء الحق نے امتناع قادیانت آرڈیننس جاری کیا۔

28 اکتوبر 1984 وفاقی شرعی عدالت کا فیصلہ

کوئی قادیانی شعائر اسلامی استعمال نہیں کرسکتا (چیف جسٹس فخر عالم)

(PLD . 1985 . FSC-8)

15 مارچ 1985 جشن فتح مناظرہ (بمقام رہائش گاہ خواجہ جمیل بٹ قادیانی مجاہد روڈ سیالکوٹ)

اسلامی مناظر: پروفیسر شجاعت علی مجاہد صاحب (امیر مرکزیہ ورلڈ تحفظ ختم نبوت کونسل)

معاون مناظر علامہ عبدالرحمن بھڈالی، جناب پا محمد اقبال

مرزائی مناظر: مرزائی مناظر وقت اور شرائط طے کر کے بھاگ گیا۔

<u>28 جون 1987 لاہور ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ</u> (PLD . 1987 . Lahore 458)

کلمہ طیبہ کی توہین کرنے پر قادیانیوں کے کفریات واضح ہوئے۔ (جسٹس محمد رفیق تارڑ صاحب)

<u>11 جنوری 1988 سپریم کورٹ شریعت اپیل بینچ کا فیصلہ</u> (PLD . 1988. SC 167)

قادیانیت اسلام اور عالم اسلام کے خلاف ایک تخریبی تحریک ہے۔ (جسٹس محمد افضل ظلہ صاحب)

<u>30 اکتوبر 1990 فیڈرل شریعت کورٹ آف پاکستان کا فیصلہ</u>

گستاخ رسول کی سزا قتل۔ (جسٹس گل محمد خان صاحب) (PLD . 1991. FSC 10)

2 اگست 1992 لاہور ہائیکورٹ کا فیصلہ

قادیانیوں کی توہین رسالت ، توہین اہلبیت ؓ، توہین صحابہ ؓ پر ہائیکورٹ کا تاریخی فیصلہ جسے پڑھ کر حقیقت مرزا واضح ہوجاتی ہے (جسٹس میاں نذیر اختر صاحب) (1992 . Pcr . LJ . 2351)

24 جولائی 1997ء جشن فتح مناظرہ بمقام جامع مسجد داتا زید کا تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ

اسلامی مناظر: علامہ قاری محمد افضل باجوہ مرزائی مناظر: مختار احمد مربی (مبلغ مرزائی)

موضوع: حیات مسیح ؑ

نتیجہ: بحث کے 3 گھنٹے کے بعد مرزائی مناظر یہ کہہ کر چلا گیا کہ میری تیاری نہیں پھر آؤں گا جو آج تک نہیں آیا۔

17 نومبر 1998 کو پنجاب اسمبلی نے ربوہ کا نام چناب نگر رکھا (کاروائی پنجاب اسمبلی 17 نومبر 1998)

18 دسمبر 1999 جشن فتح مناظرہ بمقام دارالضیافت چناب نگر (ربوہ)

اسلامی مناظر: پروفیسر شجاعت علی مجاہد (امیر مرکزیہ)

مرزائی مناظر: مربی افتخار احمد (جنوبی افریقہ میں 17 سال بطور مبلغ کام کرنے والا)، منور جاوید جماعت مرزائیہ ربوہ کا مرکزی سیکرٹری

نتیجہ: مرزائی مناظر مزید تحقیق کا بہانہ بنا کر پھر وقت لیا اس موقع پر شکست کھائی

27 اپریل 2000ء جشن فتح مناظرہ بمقام سابق قادیانی عرفان محمود برق کے آبائی گھر پاک نگر لاہور

اسلامی مناظر: عرفان محمود برق (زندگی کا پہلا مناظرہ جو قبول اسلام کے فوراً بعد ہوا)

مرزائی مناظر: بشیر الدین (جاذب ناصری) مرکزی مبلغ لاہور مرکزی مربی بیت الذکر گڑھی شاہو لاہور

موضوع: مرزا قادیانی کا کردار

نتیجہ: مرزائی مناظر یہ کہہ کر بھاگ گیا کہ یہ لڑکا بہت بگڑ گیا ہے مرزائی لاجواب ہوگیا جس کے نتیجہ میں پردے میں بیٹھی خواتین میں سے عرفان محمود برق کی والدہ نے اسلام قبول کرلیا۔

2003ء میں پیر محمد عتیق الرحمن مجددی وزیر اوقاف نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کی تائیدی قرارداد پیش کی جو متفقہ طور پر منظور ہوئی۔

15 رمضان المبارک 2006ء جشن فتح مباہلہ بمقام محلہ اقبال پورہ سانگلہ ہل

علامہ قاری محمد عمر اعوان نے اپنی کتاب حیات عیسیٰ ؑ اور قرآنی شکنجہ جات میں مرزائیوں کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جس کا تا حال جواب نہیں آیا

15 جنوری 2010ء جشن فتح مناظرہ بمقام پلاسٹک فیکٹری بند روڈ لاہور

اسلامی مناظر: سابق قادیانی نومسلم عرفان محمود برق معاون مناظر: خاکسار محمد بدیع الزمان

مسلم معاونین: عاطف ندیم سندھو، محمد امجد کمبوہ، ملک محمد کاشف، عمر حیات

میزبان: محمد لیاقت علی مرزائی مناظر: مربی رفیع لاہور

موضوع: مرزا قادیانی کا کردار اور کفریہ عقائد

نتیجہ: 3 مسلمان جو گمراہ ہو چکے تھے اور بیعت فارم پر کرنے والے تھے کہ مناظرے کے بعد مرزائیت پر لعنت بھیج کر رجوع کر لیا۔ اور مرزائی مربی حقیقتاً اپنے جوتے چھوڑ کے بھاگ گیا۔ یہ وہی معروف مناظرہ ہے جس میں مرزائی مناظر نے مرزا قادیانی کو کنجر مانا تھا۔ اور مرزے کا نام لے کر لعنت ڈالی۔

18 اکتوبر 2011ء جشن فتح مناظرہ بمقام سیال موڑ ضلع سرگودھا

اسلامی مناظر: علامہ قاری محمد ریاض احمد فاروقی (خطیب جامع مسجد خاتم النبیین ﷺ بند روڈ لاہور)

مرزائی مناظر: اسحاق احمد مربی (صدر جماعت مرزائیہ سیال موڑ)

موضوع: عقیدہ ختم نبوۃ اور مرزا کذاب کی حقیقت

نتیجہ: اس مناظرے کے فوراً بعد رات کو قاری ریاض احمد فاروقی صاحب کو پیارے آقا ﷺ کی اور دیگر انبیاء کرامؑ کی زیارت نصیب ہوئی اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ اعزاز تم کو ختم نبوت کی خدمت کی وجہ سے نصیب ہوا ہے اور یہ کام کرتے رہنا اور اسکے علاوہ علاقہ بھر میں مرزائیت کی تبلیغ رک گئی اور مسلمانوں میں شعور پیدا ہوا

3 دسمبر 2011ء جشن فتح مناظرہ بمقام اگوکی سیالکوٹ

صدارت: علامہ مفتی خالد محمود کیلانی اور مفتی محمد اکرام اللہ کیلانی

اسلامی مناظر: پروفیسر شجاعت علی مجاہد (امیر مرکزیہ) مرزائی مناظر: لاہور سے 2 مربی افراد آئے

نتیجہ: ذلت ناک شکست ہوئی اور پھر تحقیق کا بہانہ کر کے چلے گئے

3 فروری 2012ء جشن فتح مناظرہ بمقام مرغی خانہ سٹاپ کینٹ لاہور

میزبان: علامہ مفتی محمد ہاشم (مفتی جامعہ نعیمیہ لاہور کی رہائش گاہ)

اسلامی مناظر: علامہ قاری ریاض احمد فاروقی ، معاون مناظر: عرفان محمود برق

مرزائی مناظر: مبشر احمد مربی ، معاون مناظر بشارت احمد مرزائی

نتیجہ: حاضرین میں موجود 10 افراد جو کہ مرزائیت کی طرف مائل تھے انہوں نے مرزائیت پر لعنت بھیج کر اسلام کی طرف رجوع کر لیا۔

11 فروری 2012ء جشن فتح مناظرہ بمقام پیلووینس تحصیل نور پر تھل ضلع خوشاب

میزبان: لیاقت علی پٹواری ناظم مالیات جماعت مرزائیت کے ڈیرہ پر

اسلامی مناظر: جناب عرفان محمود برق صاحب ، معاون: عبدالرزاق

مرزائی مناظر: ظہور احمد مربی ، معاون: سرفراز احمد مربی

موضوع: مرزا قادیانی کی قرآن دشمنی

نتیجہ: مناظرہ میں مرزائی مناظر کو انتہائی ذلت آمیز شکست ہوئی جس کے نتیجہ میں ظہر علی کبا صدر جماعت مرزائیہ پیلووینس اپنے خاندان سمیت مرزائیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گیا اور ایک ماہ بعد میزبان لیاقت علی پٹواری ناظم مالیات جماعت مرزائیہ بھی خاندان سمیت مسلمان ہو گیا اور پھر اسی مناظرہ کے نتیجہ میں چند ماہ بعد تک 67 افراد مسلمان ہو چکے ہیں اور مرزائیت کے قلعے میں بہت بڑی دراڑ پڑ چکی ہے۔

2 جون 2012ء جشن فتح مناظرہ بمقام رہائش گاہ ڈاکٹر وقار احمد جڑانوالہ

میزبان: ڈاکٹر وقار احمد ، وحید ملک ایڈووکیٹ ، مولانا ندیم قادری اور عمران صفدر

اسلامی مناظر: خاکسار محمد بدیع الزمان بھٹی مرزائی مناظر: خواجہ اعجاز مرزائی (خواجہ سپورٹس والے)

موضوع: حقیقت مرزا قادیانی اور کفریہ عقائد

نتیجہ: 6 گھنٹے کی طویل بحث کے بعد مرزائی مناظر ہر بات پر لاجواب ہونے پر مزید تحقیق اور پھر ملاقات کا وعدہ کر کے چلا گیا مگر چند دنوں بعد اپنا قیمتی گھر اور دکان انتہائی سستے داموں بیچ کر شہر چھوڑ کر بیرون ملک فرار ہو گیا۔

18 دسمبر 2012ء جشن فتح مناظرہ بمقام منصور آباد فیصل آباد

میزبان: محمد یسین (عنبر کولا والے)

اسلامی مناظر: علامہ قاری محمد ریاض احمد فاروقی ، معاون: عرفان محمود برق صاحب

مرزائی مناظر: شبیر عثمانی (مرزائی مبلغ) فیصل آباد

موضوع: قادیانی کفریات اور مرزا قادیانی کا کردار

نتیجہ: مرزائی مناظر جو اسلام چھوڑ کر مرتد ہوا تھا مناظرے میں اس کا خاندان مرزائیت سے باخبر ہو کر مرزائیت سے تائب ہو گیا تھا اور مناظر نے کہا دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہدایت دے۔

8 اپریل 2014ء جشن فتح مناظرہ ومباہلہ بمقام منڈے کی گورائیہ سیالکوٹ

میزبان: مولانا محمد الیاس صاحب ، چوہدری عبدالغفور عطاری

صدر اسلامی مناظر: پروفیسر شجاعت علی مجاہد صاحب (امیر مرکزیہ) اسلامی مناظر: جناب عرفان محمود برق صاحب

معاون مناظر: مفتی ریاض احمد فاروقی ۔ خاکسار (محمد بدیع الزمان بھٹی)

مرزائی مناظر: مشہود احمد (صدر جماعت مرزائیہ منڈے کی گورائیہ)

موضوع: قادیانی کلمہ طیبہ میں لفظ محمد ﷺ سے مراد مرزا قادیانی لیتے ہیں

نتیجہ: بحث کے دوران مرزائی مناظر لاجواب ہونے کی وجہ سے ہٹ دھرمی سے کام لیتا رہا تو اسلامی صدر مناظر پروفیسر شجاعت علی مجاہد صاحب نے اسے مباہلہ کا چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ گاؤں کے قریب ہی نہر ہے چلو تم اور میں نہر میں چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہو گا بچ جائے گا جو جھوٹا ہو گا مر جائے گا اس پر حاضرین نے کہا یہ بالکل صحیح ہے چلو اٹھو مگر (زمین جنبد نہ جنبد گل محمد) محاورہ کے مصداق مرزائی مناظر مشہود کا رنگ فق ہو گیا اور چھلانگ لگانے سے صاف انکار کر دیا جس کے نتیجہ میں 2 قادیانی مرزائیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہو گئے اور 25 افراد جو مرزائیت کی طرف مائل تھے انہوں نے توبہ کر لی۔

19 نومبر 2015ء جشن فتح مناظرہ بمقام چناب نگر (ربوہ)

میزبان: چوہدری ناصر کھرل مرزائی اسلامی مناظر: علامہ قاری محمد ریاض احمد فاروقی صاحب

مرزائی مناظر: مسعود سلیمان) مرکزی مربی جناب نگر) معاون مناظر: امجد سلونی) مرکزی نمائندہ چناب نگر)

موضوع: مرزا قادیانی کے کفریات

نتیجہ: چوہدری ناصر مرزائی انتہائی متاثر ہوا اور بھرے اجتماع میں اس نے کہا کہ ہمارے مربی لاجواب ہو گئے ہیں اجتماع میں موجود 6 افراد جو مرزائیت کا فارم پر کرنے والے تھے تائب ہو کر مسلمان ہو گئے اور

چوہدری ناصر نے کہا مجھے سوچنے کا موقعہ دیں۔

12 دسمبر 2015ء جشن فتح مناظرہ بمقام قیام پورورکاں سادوکی گوجرانوالہ

میزبان: محمد اشفاق احمد ، محمد وقاص ورک اور جہانزیب ورک (مسلمان)

اسلامی مناظر: جناب عرفان محمود برق صاحب مرزائی مناظر: جری احمد مربی

(صدر جماعت مرزائیہ قیام پورورکاں)

موضوع: قادیانیوں کے کفریہ عقائد

نتیجہ: جری احمد کی بیٹی جو پردے میں مناظرہ سن رہی تھی مسلمان ہوگئی

16 اپریل 2015ء جشن فتح مناظرہ بمقام چک نمبر 245 ای بی اڈا جھوک نواز بورے والا

میزبان: مولانا ظفر اللہ فریدی ،قاری اللہ داد صاحب اسلامی مناظر: جناب عرفان محمود برق صاحب

مرزائی مناظر: مربی ابراہیم موضوع: قادیانی کو کافر کیوں قرار دیا گیا ہے

نتیجہ: اسلامی مناظر سابق قادیانی عرفان محمود برق کے والد نذیر احمد مرزائی جو اس مناظرے میں موجود تھے مناظرے کے بعد مرزائیت پر لعنت بھیج کر مسلمان ہوگئے اور علاقے میں مسلمانوں میں انتہائی شعور بیدار ہوا۔ اور مرزائی مناظر راہ فرار اختیار کر گیا۔

"خاتم النبیین" صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے معنی ومفہوم میں تحریفات کی جسارت

ازقلم: علامہ مولانا مفتی اظہر محمود اظہری

شیخ الحدیث جامعہ مفتاح العلوم بن گئی ضلع اٹک تحصیل حضرو

محترم المقام فضیلۃ الشیخ خانوادہ آل رسول پیر سید صابر حسین شاہ صاحب بخاری قادری بریلوی زید شرفہ نے مجلہ "خاتم النبیین" کا اجراء فرمایا۔ اس کارخیر میں شمولیت کی دعوت دی۔ عدیم الفرصتی کے باعث لیت ولعل کر رہا تھا۔ اب تھوڑا سخت پیغام دیا ڈر کے مارے بہانے چھوڑنے پڑے اس عظیم المرتبت مقصد میں شمولیت کا قصد کیا عقیدہ ختم نبوت پر علمی بساط کے تحت سوچنا شروع کیا جو کچھ عقل وشرع کے موافق ملتا گیا حوالہ قرطاس کرتا گیا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس نیک مقصد میں کامیاب کرے اور دارین کی فلاح عطا فرمائے اور انجان لوگوں کی ہدایت کا سامان بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

نحمده و نصلی ونسلم علی رسوله الكريم اما بعد!

جملہ "خاتم النبیین" کی وصفیت خاصہ کا ثبوت منصوص قطعی ہے بقولہ تعالیٰ:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ آلایۃ (سورۃ الاحزاب آیت 40)

ترجمہ: نہیں تھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فی علم الازل) باپ تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے اور لیکن (علم ازلی) میں "رسول اللہ" تھے اور "خاتم النبیین" تھے۔

آیت مبارکہ میں تین محل قابل غور ہیں۔

ایک۔ "نفی ابوت بقید رجال"

دوسرا۔ "لکن سے استدراک صفت اول" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ

تیسرا۔ صفت ثانیہ

خاتم النبیین" کے ساتھ اولاً اس پر بحث کہ ابوت کی نفی قید رجال کے ساتھ کیوں ضروری ہوئی؟ اس لیے کہ زید بن حارثہ صحابی رسول رضی اللہ عنہ کی ابنیت حقیقی نسبی تھی نہ مجازی نسبی محض منہ بولے بیٹے تھے اور رجولیت کامل تھی۔ فرمایا

کامل رجل بیٹے کے باپ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہیں اور نابالغ بیٹوں کے باپ ہیں۔ اس نفی سے دو چیزوں کا رد مقصود تھا ایک یہ کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی منہ بولے باپ پر حرام نہیں بلکہ نکاح حلال ہے دوسرا یہ کہ نبوت ورسالت خاصہ رجولیت تھی کما فی قولہ تعالیٰ " وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم الآیۃ (سورۃ یوسف آیت 109)

ترجمہ: ہم نے آپ سے پہلے رسول و نبی کو مرد ہی بنا کر بھیجا ہے جن کی طرف وحی (شرعی) کرتے رہے۔

سابقہ انبیاء ورسل میں ان کے کسی نہ کسی حقیقی نسبی بیٹے کو منصبِ نبوت ورسالت سے نوازا گیا جب بھی ان کی عمر بلوغت کاملہ کو پہنچی تو قوی احتمال تھا کہ کوئی زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی ابنیت کے ساتھ نبوت کو جوڑ دے تو اس کی ابنیت حقیقیہ کی نفی کو نفی نبوت بقید رجال سے کر دیا گیا تا کہ اس کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کا وارث نہ سمجھا جائے چونکہ وراثت انبیاء میں نبوت کے وارث ان کے بیٹے بنائے گئے کما فی قولہ تعالیٰ: وورث سلیمان داؤد آلایۃ (سورۃ النمل آیت 16)

اسی طرح زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی "فھب لی من لدنک ولیا یرثنی ویرث من آل یعقوب" الآیۃ (سورۃ مریم آیت 6-5)

وارث بنے سلیمان علیہ السلام اپنے والد داؤد علیہ السلام کی نبوت کے۔

زکریا علیہ السلام نے کہا! یا اللہ اپنی طرف سے بیٹا عطا کر جو میرا اور آل یعقوب علیہم السلام کی نبوت کا وارث بنے۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے قید رجال کے ساتھ ابوت کی نفی کر دی جس سے طفل وصبی کی ابوت کا ثبوت ہو گیا۔

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نابالغ صبی وطفل کے باپ ہیں بالغ رجل بیٹا کوئی نہیں ہوا جو نبوت ورسالت کا وارث بنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹوں کا نابالغی میں فوت ہو جانا مشیت ایزدی کے تحت ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نبوت ورسالت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص رکھنا چاہتے تھے اور سلسلہ نبوت ورسالت کو ختم کر دینا چاہتے تھے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ شہزادے حسنین کریمین بالغ بھی ہوئے اور اولاد رسول بھی مانے گئے نیز ان کا ابن ہونا بھی منصوص ہوا کما فی قولہ تعالیٰ "ندع ابناءنا" کتب تفسیر میں "ابناءنا" کی تفسیر حسنین کریمین علیھما السلام سے ہی کی گئی ہے۔ لہٰذا طفولیت سے رجولیت کا درجہ بھی پایا تو ان کا استحقاق بنتا تھا کہ ان کو نبوت ورسالت ملے؟ بالکل جب آپ کی ابنیت نسبی منصوص ہوئی تو ابوت حقیقی لازم آئے گی۔ مگر ان شہزادوں کی ابنیت حقیقی نہ تھی مجازی تھی اس لئے کہ ابنیت بواسطہ ام تھی اور ابوت حقیقی مولا علی رضی اللہ عنہ تھی اور ابوت مجازی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

تھی۔ بایں وجہ نبوت ورسالت محمد یہ خاصہ کی وراثت کے وارث نہ بنے البتہ ولایت محمد یہ حقیقیہ کے من جانب الام والاب وارث بنے۔ اولا دنرینہ محمد یہ حقیقیہ اگر حیات دنیویہ بوصف رجولیت پا لیتے تو ضرور نبی ورسول ہوتے کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما "یرید اللہ لو لم یکن اختم بہ النبیین لجعلت ابنہ نبیا" آیت "ما کان محمد ابا احد من رجالکم الآیۃ میں اللہ تعالیٰ مراد ظاہر فرما رہے ہیں کہ اگر ازل میں نبوت کے خاتمے کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص نہ کیا ہوتا تو ان کے بیٹے کو بھی نبی بنا دیتا۔

پھر نبی علیہ السلام نے خود اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے متعلق ان کی وفات کے وقت فرمایا "لو عاش لکان نبیا"، "تفسیر مظہری تحت ھذہ الآیۃ"۔ اگر ابراہیم زندہ رہ جاتا تو ضرور نبی ہوتا"

مرزا غلام قادیانی ان احادیث ظنیہ کے پیش نظر جریان نبوت کے امکان کا قائل ہوا یعنی اس نے نبوت کے جاری رہنے کو ممکن قرار دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے "لکن" استدراک سے نبوت ورسالت کا ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اختصاص بیان فرمایا۔ اسی اختصاص کو دوسری آیت "وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" الآیۃ میں صریحاً بیان فرمایا کہ رسالت ونبوت کا ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قصر وحصر ہے بس ان سے پہلے جو نبی و رسول آنے تھے آ کر گزر گئے اب کوئی نبی ورسول نہ آئے گا قیامت تک نبوت ورسالت دائما قائم بذات محمد یہ رہے گی۔

مزید جریان نبوت کے امکان واحتمال کے سامنے "خاتم النبیین" کی سیسہ پلائی دیوار کھڑی کر دی جسے توڑنا کسی بھی دعویدار نبوت کے لیے ناممکن کر دیا۔ مگر ختم نبوت کے چور ڈاکو ہر دور میں پیدا ہوئے اور اس دیوار میں نقب زنی کی کوشش کی۔ قریب زمانہ میں مرزا قادیانی نے ختم نبوت کی رکاوٹ ہٹانے میں کوشش کرتے ہوئے لکھا "قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ جاری ہے اور اس امر کا امکان موجود ہے کہ آپ کے بعد ایسے نبی آتے رہیں گے جو آپ کے امتی ہوں الخ۔

مزید کہتا ہے: عقیدوں کی رو سے جو خدا تم سے چاہتا ہے وہ یہی ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا نبی ہے اور خاتم الانبیاء ہے اور سب سے بڑھ کر ہے اب بعد اس کے کوئی نبی نہیں مگر وہی جس پر بروزی (طفیلی) طور پر محمدیت کی چادر پہنائی گئی۔ (کشتی نوح ص15 کتاب دینی معلومات ص67)

ان عبارات میں نبوت جاری رہنے کو مرزا نے خدا، رسول اور قرآن کی طرف منسوب کر کے چکمہ دیا حالانکہ مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبوت ورسالت کو خصوصیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرار دے کر امکان

کو ردفرما دیا ہے۔ جب جریان نبوت کے آگے ”خاتم النبیین“ صفت مؤکدہ کو سب سے بڑی رکاوٹ سمجھا تو اس میں تاویل کی راہ کھولی اور کتاب ”پیغام احمدیت ص10“ پر لکھا:

”قرآن کریم پر ایمان رکھنے والا آدمی اس آیت (ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین) کا انکار کس طرح کر سکتا ہے۔ احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ ”خاتم النبیین“ کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ قرآن کریم کی مذکورہ آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور شان اس طرح ظاہر ہوتی ہے جس عزت و شان کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔

رسالہ دینی معلومات کا بنیادی نصاب صفحہ 70 پر لکھا:

”عرب محاورہ کے مطابق ”خاتم النبیین“ کے ایک معنی یہ ہوئے کہ تمام انبیاء سے افضل یا ایسا وجود جس پر کمالات نبوت ختم ہو گئے اور وہ اپنے کمال میں بے مثال ٹھہرا“ مزید ص 71 پر لکھا“ جو چیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سب سے ممتاز کرتی ہے وہ آپ کا خاتم ہونا ہے یعنی آپ تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے بلحاظ مقام و مرتبہ افضل واعلیٰ ہیں۔ دوسرے آپ کی قوت قدسیہ اور روحانی توجہ نبی تراش ہے یعنی آپ کی تعلیم پر عمل کرنے سے اور آپ کی کامل پیروی سے انسان نبوت کے مقام تک پہنچ سکتا ہے یہ خوبی آپ سے پہلے کسی نبی کو حاصل نہیں تھی۔

مزید ص 91 پر کنز العمال کے حوالے سے لکھا:

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا ”انک خاتم المهاجرة فی الهجرة کما انا خاتم النبیین فی النبوة۔ آپ خاتم المھاجرین ہو جیسے میں خاتم النبیین ہوں۔

ظاہر ہے ہجرت کا سلسلہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ پر ختم نہیں ہوا تھا اسی طرح خاتم النبیین کہنے سے نبوت کا سلسلہ بھی ختم نہ ہوا۔ اس قول کا صرف یہی مفہوم ہے کہ آئندہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی شان کا کوئی مہاجر نہ ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان جیسا کوئی نبی نہ ہوگا۔

اسی کتاب ”دینی معلومات“ کے ص 73 پر لکھا:

”خاتم النبیین والی آیت اور لا نبی بعدی والی حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو آنحضرت کی شریعت کو منسوخ کرے“۔

گویا ربوی احمدی مرزا کی نبوت کو ظلی، بروزی، مانتے ہیں اور لاہوری مرزائی، مرزا قادیانی کی خود ساختہ نبوت کو

تجدیدی مانتے ہیں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی دوبارہ تجدید مرزا غلام قادیانی نے کی ہے۔ متحدہ ہندوستان کے جید علماء کرام نے ہم عصر ہونے کے ناطے ان دونوں گروہوں کے کافر مرتد ہونے کا فتوی دیا ہے۔ ان تمام علماء ومشائخ کے سربراہ وصدر حضرت اعلی سیدی پیر مہر علی شاہ گیلانی رضی اللہ عنہ باتفاق العلماء ٹھہرے۔ اور مرزے کی تحریرات وتصنیفات کا تحریری جواب بھی دیا اور مرزے کے چیلنج مباہلہ کو قبول کر کے میدان مباہلہ لگانے کی دعوت دی۔ لاہور محل مباہلہ ومناظرہ ٹھہرا مگر وہ کذاب نہ آیا۔ آخر باتھ روم میں مر گیا۔ مرزا قادیانی نے نبی بننے کے شوق میں آیات قرآنی سے تغیر وتبدل کا کھلواڑ کیا ترمیمات وتاویلات کو شیوہ بنایا۔ بایں وجہ کفر وارتداد کے گڑھے میں گرا۔ اکیلا نہیں بلکہ پوری جماعت احمدیہ ولاہوریہ کو لے ڈوبا۔ افسوس یہ بھی ہے کہ یہی کام مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی قاسم نانوتوی نے بھی کیا۔ تحذیر الناس کتاب لکھی جس میں آیت قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ "ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" کے ساتھ وہی سلوک کیا جو مرزا غلام قادیانی نبی بننے کے شوق میں کر گیا۔ اب قادیانی اس کتاب کو بطور ثبوت ہر میدان میں پاس رکھتے ہیں۔ اس کتاب کے چند اقتباسات ملاحظہ کریں:

1: عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابقہ (گزشتہ) کے زمانے کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم وتاخر زمانی (زمانے کے لحاظ سے آگے پیچھے ہونا) میں بذاتِ خود کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔ (تحذیر الناس ص 3)

مرزائی بھی بعینہ اسی طرح لکھتا ہے:

"جو کچھ قادیانی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں رائج ہیں نہ قرآن کریم کی مذکورہ آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ان سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وشان ظاہر ہوتی ہے جس عزت وشان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔ (پیغام احمدیت مطبوعہ ربوہ ص 10)

اب ان دونوں عبارات میں الفاظ اور جملے بدلے ہوئے ہیں باقی مضمون ومفہوم ایک ہی ہے۔

2: بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتم محمدیت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ چہ جائیکہ آپ کے معاصر (زمانہ) میں کسی اور زمین میں یا فرض کیجئے اسی زمین میں کوئی اور نبی تجویز کیا جائے۔ (تحذیر الناس ص 24)

اب مرزائی لکھتا ہے:

"قرآن کریم سے یہ بات ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا سلسلہ بند نہیں ہوا بلکہ جاری ہے اور اس امر کا امکان موجود ہے کہ آپ کے بعد ایسے نبی آتے رہیں جو آپ کے امتی ہوں الخ۔

کتاب تحذیر الناس پر قاسم نانوتوی صاحب کے ہم عصر دیوبندی عالم دین مولانا عبدالعزیز امروہی نے اعتراضات کیے جن کے جوابات کو قاسم نانوتوی نے "مناظرہ عجیبہ" کے نام سے چھپوایا۔ اس کے صفحہ نمبر 89 پر جواباً لکھتے ہیں۔

3: سنیے بعد لحاظ خاتمیت زمانی بھی نظیر خاتم النبیین ممکن ہے اور اگر اب بھی ممتنع ہے تو یوں کہو خدا تعالیٰ ایسا عالم اور کوئی نہیں بنا سکتا تو ہمارا ایسے خدا کو سلام۔

ایک اور جواب "مناظرہ عجیبہ" کے صفحہ نمبر 146 سے ملاحظہ ہو:

4: اگر ہزار دو ہزار اور مستفیض ہوں (یعنی آپ کا فیض لے کر نبی بن جائیں) تو آپ کی فضیلت میں کچھ کمی نہ آ جائے گی بلکہ رفعت و منزلت بڑھ جائے گی ہرگز واجبات سے نہیں الخ جب ادنی مستفیض کی زیادتی سے افتخار متصور ہو تو انبیاء یا خاتم مراتب اضافیہ کے امتی ہو جانے سے کیونکر ترقی متصور نہ ہو گی اس صورت میں اگر کمترین (قاسم نانوتوی) آپ کے لیے یہ آرزو کرے گو حیز وصول میں آنا معلوم مگر دلیل نیازمندی و عقیدہ ہو گا۔ نہ دلیل توہین اگر ہے تو آپ کا قول اور موہم انکار قدرت ہے تو آپ کا قول ہے۔

اگر قاسم نانوتوی کی ان باتوں کو کفریہ نہ کہیں تو یہ عبارات قادیانیوں کا ہتھیار ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ پر کروڑوں رحمتیں ہوں کہ انہوں نے ان باتوں پر کفر کا فتویٰ دے کر امت کو قادیانیوں کے مکر و فریب سے محفوظ فرما لیا۔

مزید یہ کہ قاسم نانوتوی صاحب کا تحذیر الناس میں بار بار لکھنا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و خاتمیت ذاتی غیر مکتسب من الغیر ہے اور باقی انبیاء علیہم السلام کی نبوتیں عرضی مکتسب من الغیر ہیں۔ بعض سطحی علماء اس قول کو حسن اعتقاد خیال کرتے ہیں اور قاسم نانوتوی کی واہ واہ کرتے ہیں مگر تحقیقی نظر سے یہ قول درست نہیں ہے کیونکہ وجود دو ہیں ایک وجود واجبی جو ذات باری تعالیٰ سے خاص ہے اسی طرح ذات واجب الوجود کے تمام اوصاف بھی واجبی قدیم ذاتی غیر مکتسب من الغیر ہیں۔

دوسرا وجود امکانی ہے جو مخلوق ہے اور مخلوق کا وجود اور سب اوصاف عرضی مکتسب من الغیر ہیں۔ یعنی

مخلوق کا قیام ذات واجب تعالیٰ کے ساتھ ہے اور ذات واجب تعالیٰ کا قیام مستقل بالذات غیر محتاج ہے۔

ظاہر ہے تمام انبیاء کرام علیہم السلام بشمول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوق ہیں اور مخلوق کا وجود واجبی قدیم ذاتی نہیں عرضی ہے تو تمام اوصاف بشمول نبوت ورسالت عرضی ہی ہوں گے۔ عرض کا قیام عرض کے ساتھ عند المتکلمین قیام المعنی بالمعنی کا مرادف ہے کیونکہ قیام عرض بالعرض محال ہے اور ذاتی کا مطلب قائم بالذات یعنی مستقل بالذات غیر محتاج الی الغیر ہے۔ اگر نبوت کی ذات مستقل بالذات فرض کریں تو وصف نبوت کو غیر مستقل بالذات فرض کریں گے اور عرض غیر مستقل بالذات کی بقاء بغیر ذات کے محال ہے۔ جب ذات بھی عرض اور وصف بھی عرض تو بقائے عرض بالعرض کیسے مستقل بالذات ممکن ہوگا۔ تو اس طرح تو تمام کھیل تماشہ ہوگا حقیقت کچھ نہ ہوگی۔

یہ ساری بحث شرح عقائد نسفیہ کے ص 37 پر دیکھ لیں۔ لہٰذا قاسم نانوتوی کی اصطلاح نبوت ذاتی وعرضی صحیح ودرست نہیں البتہ یوں درست ہوسکتا ہے کہ ذات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب ذات کا اولی حقیقی مظہر وجلوہ ہوں اور باقی مخلوق جلوہ حق کی فرع تو ذات واجب کا جلوہ حقیقی ذات مصطفی اصلی حقیقی ہوگا اور اس کے تمام اوصاف اضافیہ بھی حقیقی اور اصلی ہوں گے باقی ذوات جیسے فرعی ہوں گی تو ان کے اوصاف اضافیہ بھی فرعی ہوں گے اس کا بیان "واذ اخذ اللہ میثاق النبیین" الآیۃ آیت قطعی سے واضح ہے۔ فرع کا قیام بالاصل الحقیقی بقائے دوامی کے لیے کافی ہے اور ذات مصطفی کریم فی خلق اللہ اصل ہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام کی ذوات اور اوصافِ نبوت عین نبی کی ذات سے متعلق ہوکر باقی قرار پائیں گے ورنہ اصطلاح قاسمی کے تحت ہر نبی مابعد الدنیا خالی از نبوت تصور کیا جائے گا اور یہ قطعاً مفاد شرع کا نہیں ہے جیسے مکتوب قاسم العلوم ص 56 پر قاسم نانوتوی نے لکھا ہے کہ:

"اگر مجھ سے پوچھتے ہو تو اس کا معنی یہ ہیں کہ دوسروں کی نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیض یاب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت دنیا میں دوسروں کی نبوت سے فیضیاب نہیں۔

هذا ما عندی واللہ ورسولہ اعلم بالصوا ب

محمد اظہر محمود اظہری 25 جمادی الاولی 1444ھ

لاہوری قادیانی اور فتنہ انکار ختم نبوت

ازقلم: مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی (اٹک)

ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیوں سے نوازا گیا اور ہر خوبی علی وجہ الکمال آپ میں موجود ہے۔ان کمالات میں سے ایک کمال آپ کا خاتم ہونا بھی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ کوئی نیا عقیدہ نہیں بلکہ سلف وخلف کی تعلیمات سے ثابت شدہ اجماعی عقیدہ ہے۔اس عقیدہ پر ہم جزماً حتماً اور قطعاً یقین و اعتقاد رکھتے ہیں۔اگر کوئی شخص عقیدۂ ختم نبوت کی غلط تشریح کرتا ہے تو اس شخص کے اس عمل سے عقیدہ نبوت و رسالت غلط ثابت ہوگا اور اگر عقیدہ نبوت ورسالت میں لچک آ گئی تو پھر عقیدہ توحید بھی باقی نہ رہے گا لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی وجزمی آخری نبی ماننا لازم وضروری ہے۔

ذات کا اپنی آئینہ بے مثل ونظیر وبے ہمتا

خَلق کیا قبل از اَشیا

اور نبوت کردی عطا

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کی ذات وصفات کا مظہر اتم ہیں اور ہر کمال وفضل کا جامع ہیں۔

ہر رتبہ کہ بودکہ درامکاں بروست ختم

ہر نعمتے کہ داشت خداشد بروتمام

غزالی زماں ,رازی دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ "رسالت محمدی" کے متعلق لکھتے ہیں:

"رسالت توحید کی دلیل ہے اوراس میں شک نہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے اور محمد رسول اللہ اس کی دلیل ہے اوراس دلیل کو دعویٰ سے اتنا قرب ہے کہ دونوں کے درمیان واوٗ عاطفہ تک کی گنجائش نہیں معلوم ہوا کہ قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف قربِ مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔"

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است (اقبال)

(ماہنامہ السعید ملتان مئی، جون ۱۹۶۴ء)

امت مسلمہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہوگیا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ نے سلسلہ نبوت کو منقطع فرما دیا ہے۔

فتح باب نبوت پے بے حد درود

ختم دور رسالت پے لاکھوں سلام

اس عقیدہ پر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ واضح دلالت کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنۡ رِّجَالِکُمۡ وَ لٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمًا ()

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ (پارہ 22، سورہ احزاب، آیت نمبر 40)

حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ترجمہ! میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر 2219)

اس عقیدے پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا لازم ہے۔ اس عقیدے کا منکر از روئے شرع قطعی کافر ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت، الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

> اللہ عَزَّ وَجَلَّ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللہ ماننا، اللہ سُبْحٰنَہٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَا شَرِیْکَ لَہ (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل ومَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبیٔ جدید کی بعثت کو یقیناً رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرِ جَلِیُّ الْکُفْرَان (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ، ۱۵ / ۶۳۰)

ثابت ہوا کہ اس عقیدہ پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا لازم ہے اور اس عقیدہ کا منکر از روئے شرع قطعی کافر ہے۔ آقا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ، وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ، وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي

ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

ترجمہ! قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکین سے مل جائیں، اور بتوں کی عبادت کریں، اور عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے نکلیں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا"۔(سنن ترمذی، کتاب الفتن، حدیث نمبر: 2219)

نبوت کا جھوٹا دعوی کرنے والوں میں سے ایک جھوٹا، مکار اور رسوائے زمانہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے۔اس کذاب نے مرحلہ وار متعدد جھوٹے دعوے کیے اور پھر صراحتاً نبوت کا دعوی بھی کیا۔خود لکھتا ہے:

میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔(ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، 211:18)

مرزا کی زندگی تک تو اسکے پیروکار تقریباً مجتمع رہے مگر اس کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد ہی اس کے متبعین دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔

(1) قادیانی گروپ (2) لاہوری گروپ

لاہوری گروپ کا سرپرست و کرتا دھرتا محمد علی لاہوری تھا۔ 1914 میں اس جماعت کی بنیاد رکھی گئ۔ابتداًان دونوں گروہوں میں اقتدار و گدی کا چکر تھا پھر کچھ مسائل میں اختلاف بھی ہوا۔البتہ لاہوری مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی نہیں مانتے فقط دین کا مجدد تسلیم کرتے ہیں۔مرزا ایسا کافر ہے کہ اسکے کفر میں شک کرنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے یہ تو اسے مجدد بنائے بیٹھے ہیں۔یہ لوگ منافقانہ رویہ اپنائے ہوئے ہیں (انکے مکروفریب کو واضح کرنے کے لیے حضرت مولانا محمد کرم الدین دَبیر رحمۃُ اللہ علیہ نے ایک کتاب بنام "مرزائیت کا جال" لاہوری مرزائیوں کی چال" تصنیف کی ہے) کہ ایک طرف تو کہتے ہیں کہ ہم غلام احمد قادیانی کو نبی تسلیم نہیں کرتے اور دوسری طرف اسے اپنے تمام دعووں میں سچا مانتے ہیں اور حال یہ ہے کہ مرزا کے باطل دعووں میں ایک دعوی نبی ہونے کا بھی ہے۔

تو ثابت ہو گیا کہ یہ لوگ فقط ڈھونگ رچاتے ہیں کہ یہ ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہیں۔ان کے کئی عقائد کفریہ ہیں۔

(1) مرزا غلام احمد قادیانی کے واضح کفریہ دعووں کی فاسد تاویلیں کر کے اسے مسلمان و مجدد تسلیم کرنا۔

(2) مسیح موعود کی نبوت کا انکار کرنا۔

(3) مرزا پر نزول وحی کو تسلیم کرنا اور اسے قطعی جاننا۔

(4) مسیح موعود سے مراد عیسیٰ علیہ السلام کی بجائے مرزا غلام احمد کو سمجھنا۔

ان لوگوں کا پینترا انتہائی خطرناک ہے بایں معنی کہ ایک طرف تو یہ لوگوں کو باور کرواتے ہیں کہ ہم حضرت محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ختم نبوت کو تسلیم کرتے ہیں اور دوسری طرف مرزا کذاب کو سچا ومجدد کہتے ہیں۔

علامہ نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی انتھک محنتوں سے جب دیگر قادیانیوں کو سرکاری سطح پر کافر قرار دیا جا رہا تھا تو انہوں نے وہاں بھی رنگ بازی دکھانے کی کوشش کی تھی کہ ہم مرزا کو نبی نہیں کہتے لہٰذا ہمارے لیے تخفیف ہونی چاہیے اور ہمیں قادیانی کافر نہیں بلکہ احمدی مسلمان کہنا چاہیے۔اس جماعت کا نظریہ وعقیدہ خوب واضح کر رہا ہے کہ اندرون خانہ مسلمانان عالم کو ورغلانے اور انہیں اپنی جماعت میں شامل کر کے احمدی بنانے کی بھرپور سازش ہے۔ پاکستان میں باوجود اس قانون کے کہ یہ لوگ اپنے عقائد کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔

بالفرض اگر دھوکہ دہی سے اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کر کے لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنا چاہیں تو اس پر ردعمل کے لیے اور انکی سزا کے لیے باقاعدہ قانون موجود ہے کہ انہیں پابند سلاسل کر دیا جائے۔لیکن پھر یہ لوگ اپنے غلیظ عزائم میں کہیں نہ کہیں کامیاب ہوتے نظر آرہے ہیں۔سادہ لوح مسلمان ان لوگوں کی بناوٹی باتوں میں آ بھی جاتے ہیں۔ہمیں ان مکاروں کا تعاقب کرنے کی زیادہ ضرورت وحاجت ہے۔ان لوگوں کی وجہ سے آقا حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خاتمیت کا انکار بظاہر ڈھکے چھپے انداز میں کر دیا جاتا ہے۔عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ پر تحریری کام اہلسنت کے ہاں دیگر کئی کاموں سے مؤخر ہے۔اس بڑھتے فتنے کی روک تھام کے لیے تحریری کام بھی ضروری ہے کہ عامی مسلمان کے اشکالات کو رفع کیا جا سکے اور مخالفین کو مدلل جواب دیا جا سکے اور ساتھ ساتھ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے عملی اقدام اٹھانے کی بھی اشد احتیاج ہے تاکہ مسلمانوں کو ان کے دھوکہ سے بچایا جا سکے۔

کلمہ طیبہ اور قادیانیت کا فریب

از قلم: علامہ مفتی تصدق حسین رضوی
ناظم تعلیمات المرکز الاسلامی والٹن لاہور

نحمده ونصلی علی رسولہ الکریم

اگر کوئی کافر وغیر مسلم اسلام قبول کرنا چاہتا اسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ واحد و یکتا ہے، بے مثل امثال ہے، والدین و اولاد سے پاک ہے، ہر عیب و نقص اور برائی سے منزہ ہے ہر خوبی، تعریف اور مدح اس کے لائق ہے وہی معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اس کے مسلمان ہونے کے لئے حبیب رب العالمین، امام الانبیاء والمرسلین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا بھی ضروری ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے پہلے نبوت سے نوازے گئے اور اعلان و بعثت کے حوالے سے سب سے آخر میں تشریف فرما ہوئے آپ آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی کو نبوت عطا نہیں کی جائے گی اس عقیدے کا اظہار کرتے ہوئے جب وہ زبان سے اقرار کرتا ہے" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو وہ شخص مسلمان کہلاتا ہے۔

کلمہ طیبہ قرآن وحدیث میں

کلمہ طیبہ قرآن مجید میں اکٹھا لکھا ہوا کہیں نہیں ملتا بلکہ یہ کلمہ قرآن کریم کی دو مختلف آیات سے ماخوذ ہے۔ ''لا الہ الا اللہ'' یہ کلمہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر موجود ہے اور ''محمد رسول اللہ'' سورہ فتح آیت 29 میں ہے۔ قرآن کریم میں مذکور یہ دو اجزاء اکٹھے کریں تو پورا کلمہ طیبہ" لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" بنتا ہے جب کوئی غیر مسلم اسلام کے دامن رحمت میں آنا چاہے تو دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار کرتے ہوئے یہ کلمہ طیبہ پڑھے تو وہ شخص مسلمان کہلائے گا حدیث شریف میں ہے:

ان ابا هريره اخبره عن النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم قال: انزل الله تعالیٰ فی کتابه فذکر قوما استکبروا فقال: انهم کانوا اذا قیل لهم لا اله الا الله انه یستکبرون قال تعالیٰ: اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الحمیة حمیة الجاهلیة فانزل الله سکینته علی رسوله وعلی المومنین والزمهم کلمة التقوی

وکانوا احق بھا واھلھا ــ وھی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ استکبر عنھا المشرکون یوم الحدیبیہ یوم کا تبھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قضیت المدتی (الاسماء والصفات جلد 1 صفحہ 263)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کو نازل فرمایا تو تکبر کرنے والی ایک قوم کا ذکر فرمایا: یقیناً جب انہیں لا الہ الا اللہ کہا جاتا ہے تو تکبر کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کہ کافروں نے اپنے دلوں میں آڑ رکھی وہی زمانہ جاہلیت کی کی آڑ تو اللہ نے اپنا اطمینان اپنے رسول اور ایمان والوں پر اتارا اور پرہیزگاری کا کلمہ ان پر لازم فرمایا وہ اسکے زیادہ سزاوار اور اہل تھے اور وہ کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" ہے حدیبیہ والے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدت مقرر کرنے والے فیصلے میں مشرکین سے معاہدہ کیا تھا تو مشرکین نے اس کلمہ سے تکبر کیا تھا۔

کلمہ طیبہ ہی اسلام میں داخل ہونے کی پہلی شرط ہے کلمہ طیبہ نعمت عظمیٰ اور جنت کی کنجی ہے، کلمہ طیبہ ہی تمام اذکار میں سے افضل ذکر اور مسلمان کی پہچان اور شان ہے، سلطان العارفین حضرت سلطان باہو اپنی کتاب "اورنگ شاہی" میں لکھتے ہیں۔

جان لے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام سے شیطان اس طرح بھاگتا ہے جیسے کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" سے کافر بھاگتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی اس روایت سے کلمہ طیبہ کی فضیلت واہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

مکتوب علی العرش لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لا اعذب من ھا (کنز العمال جلد 1 صفحہ 57)

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ عرش پر لکھا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے کہے والے کو میں عذاب نہ دوں گا۔

برصغیر میں انگریز کی کوکھ سے جنم لینے والے فتنہ مرزائیت کی گھٹی میں اسلام دشمنی شامل ہے اور ان کی ساری دکان داری جھوٹ پر مبنی ہے قادیانی بھی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور بظاہر اسلامی اعمال بھی بجالاتے ہیں، جہاں کہیں مسلمانوں سے گفتگو ہو تو کلمہ طیبہ پڑھ کر سناتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں اور مسلمانوں والا کلمہ پڑھتے ہیں لیکن حقیقت میں قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، قادیانیت کے چنگل میں پھنسے بہت سے افراد بھی اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ جو کلمہ ہم مسلسل پڑھ رہے ہیں قادیانی پیشوا اس سے کیا مراد لیتے تھا اور کچھ کو خبر تو ہے لیکن وہ نجی وخانگی معاملات کے خوف سے خاموش ہیں اور دنیاوی مفادات بھی کچھ لوگوں کے پاؤں کی بیڑیاں ہیں مرزا غلام قادیانی کی ذریت بظاہر مرزا کے مہدی اور مسیح موعود ہونے کے دعویدار ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے مرزا کا اصل

دعویٰ یہ ہے کہ نعوذ باللہ وہ "محمد رسول اللہ" ہے اور یہی وہ دلخراش حقیقت ہے جس سے قادیانیت کے چنگل میں پھنسے سادہ عوام بے خبر ہیں بلکہ ان کے کئی مربیوں پر بھی جب مرزا کی یہ حقیقت طشت از بام ہوتی ہے تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جاتی ہیں، قادیانیوں کا یہ عقیدہ مرزا، اس کے بیٹوں اور خاص چیلوں کی کتب میں موجود ہے چند حقائق ملاحظہ فرمائیں۔

پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ" محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207)

خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا اور آنحضرت کا بروز مجھے قرار دیا (حقیقت الوحی صفحہ 67 روحانی خزائن جلد 23)

اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنی بہرحال محمد ہی نبی رہے نہ اور کوئی، جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوسکا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 8 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212)

مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان میں نہیں ہے بلکہ محض مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا، پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس رہی (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 12 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 216)

مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ بموجب آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت کا وجود ہی قرار دیا ہے، پس اس طور سے آنحضرت کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ (ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 10 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 212)

بروز کیا ہوتا ہے اس کے متعلق مرزا غلام قادیانی لکھتا ہے۔

صوفیوں کا مقرر شدہ مسئلہ ہے کہ بعض کاملین اسی طرح پر دوبارہ دنیا میں آجاتے ہیں کہ ان کی روحانیت کسی اور پر تجلی کرتی ہے اور اس وجہ سے وہ دوسرا شخص گویا پہلا شخص ہی ہوجاتا ہے ہندوؤں میں بھی ایسا ہی اصول ہے اور ایسے آدمی کا نام وہ "**اوتار**" رکھتے ہیں (روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 291)

مرزا غلام قادیانی کی ان عبارات سے یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ وہ نہ صرف مدعی نبوت ہے بلکہ نعوذ باللہ "محمد رسول اللہ" ہونے کا دعویدار ہے اور کلمہ طیبہ میں لفظ "محمد" سے قادیانیوں کی مراد مرزا ملعون ہوتا ہے۔

مرزائی اپنا الگ کلمہ کیوں نہیں پڑھتے اس کے متعلق مرزا غلام قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر لکھتا ہے:

ہم کو نئے کلمہ ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے صار وجودی وجودی نیز من فرق بینی وبین المصطفی فما عرفنی سنا رای اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت وآخرین منھم سے ظاہر ہے پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں، ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔ (کلمہ الفصل صفحہ 158)

قادیانیوں کا کلمہ۔

لاہوری گروپ کے ایک شخص نے احمدی گروپ کے خلاف "عقائد محمودیہ" کے نام سے ایک کتاب لکھی اس میں وہ مرزائیوں کو یہ سمجھا رہا ہے کہ تم مرزا کو نبی مانتے ہو اور امت مسلمہ کو کافر جانتے ہو اپنا کلمہ بھی الگ پڑھو جو تم عقیدہ رکھتے ہو۔ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ جو لوگ اس زمانہ میں دوسرے مذاھب سے اسلام میں داخل ہونا چاہیں تو ان کو میرزا صاحب کا کلمہ پڑھوانا چاہیے کیونکہ جب مسلمان اس کلمہ کو پڑھنے کے باوجود مسلمان نہیں تو پھر کوئی کافر اس کلمہ کو پڑھ کر کس طرح مسلمان ہوسکتا ہے تیرہ سو سال تک یہی کلمہ مسلمان بناتا رہا مگر اب چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں اسکو پڑھ کر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا اور نہ رہ سکتا ہے بلکہ الٹا کافر بن جاتا ہے معلوم نہیں کہ اب حضرت میرزا صاحب کے کلمہ کے جاری کرنے میں کیوں دیر کی جاتی ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا آپکا اعتقاد اس بات پر ہے یا نہیں، اور آیا آپ زبان سے یہ اقرار کرتے ہیں یا نہیں کہ اللہ واحد ہے سوائے اس کے کوئی معبود نہیں اور میرزا غلام احمد صاحب رسول اللہ ہے، اگر اس پر اعتقاد ہے تو پھر اس میں کیا حرج ہے کہ عربی زبان میں اس کا

ترجمہ کر کے یہ کہہ دیا جائے کہ۔

لا الہ الا اللہ میرزا غلام احمد رسول اللہ (معاذ اللہ)

کیونکہ جب آپ پنجابی اور اردو زبان میں کلمہ پڑھ سکتے ہیں تو پھر عربی زبان نے کیا قصور کیا ہے کہ اس میں آپ نہیں پڑھ سکتے، کوئی وجہ تو ہونی چاہئے کہ پنجابی میں تو کلمہ پڑھنا جائز ہے مگر عربی میں جائز نہیں شاید یہ وجہ ہو کہ پنجابی رسول کے لئے پنجابی میں کلمہ پڑھنا چاہیے اور عربی رسول کے لئے عربی کلمہ پڑھنا چاہیے آپ مہربانی کر کے معقولیت سے نہ گالی سے اس سوال کا جواب دیں اور اگر آپ کا عقیدہ نہیں تو پھر بحث ختم ہے۔ (عقائد محمودیہ)

لاہوری گروپ مرزا غلام قادیانی کو نبی نہیں مانتے اس لئے اس نے دوسرے گروپ پر چوٹ کرتے ہوئے یہ بات لکھی لیکن علماء امت کے نزدیک دونوں کافر ہیں لاہوری گروپ اس لئے کہ وہ مرزا کذاب کو مسلمان سمجھ کر اسے مصلح، مجدد اور مسیح موعود مانتے ہیں امت مسلمہ کا متفقہ فیصلہ ہے کہ کافر و مرتد کو مسلمان جاننے والا بھی کافر و مرتد ہے "من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر" جس نے مرزا کے کفر وعذاب میں شک کیا وہ بھی کافر ہے۔

تاریخی فیصلہ

1993ء میں سپریم کورٹ آف پاکستان نے قادیانیت کے اس مکر وفریب کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے ایک تاریخی فیصلہ میں لکھا۔

کلمہ ایک اقرار نامہ ہے جسے پڑھ کر غیر مسلم اسلام کے دائرہ میں داخل ہوتا ہے یہ عربی زبان میں ہے اور مسلمانوں کے لئے خاص ہے، جو اسے نہ صرف اپنے عقیدے کے اظہار کے لئے پڑھتے ہیں بلکہ روحانی ترقی کے لئے بھی اکثر اس کا ورد کرتے ہیں کلمہ طیبہ کے معنی ہیں" خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے رسول ہیں" اس کے برعکس قادیانیوں کا عقیدہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی نعوذ باللہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بروز ہے۔ جب کوئی قادیانی کلمہ پڑھتا ہے یا اس بات کا اظہار کرتا ہے تو وہ اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ مرزا قادیانی ایسا نبی ہے جس کی اطاعت واجب ہے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ بے دین ہے، بصورت دیگر وہ خود کو مسلمان کے طور پر پیش کر کے لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں، آخری بات یہ ہے کہ یا تو وہ مسلمانوں کی تضحیک کرتے ہیں یا اس بات سے انکار کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات صورتحال کی رہنمائی نہیں کرتیں اس لئے جیسی بھی صورتحال ہو، ارتکاب جرم کو ایک نہ ایک طریقہ سے ثابت کیا جاسکتا ہے۔

مرزا قادیانی نے نہ صرف یہ کہ اپنی تحریروں میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت وشان کو

گھٹانے کی کوشش کی بلکہ بعض مواقع پر ان کا مذاق بھی اڑایا۔

جہاں تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی کا تعلق ہے مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے۔ ہر مسلمان کے لئے جس کا ایمان پختہ ہو، لازم ہے کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنے بچوں، خاندان، والدین اور دنیا کی ہر محبوب ترین شے سے بڑھ کر پیار کرے (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان)

کیا ایسی صورت میں کوئی کسی مسلمان کو مورد الزام ٹھہرا سکتا ہے اگر وہی ایسا توہین آمیز مواد جیسا کہ مرزا صاحب نے تخلیق کیا ہے، سننے پڑھنے یا دیکھنے کے بعد اپنے آپ پر قابو رکھ سکے؟

ہمیں اس پس منظر میں قادیانیوں کے صد سالہ جشن کی تقریبات کے موقع پر قادیانیوں کے اعلانیہ رویہ کا تصور کرنا چاہیے اور اس ردعمل کے بارے میں سوچنا چاہیے جس کا اظہار مسلمانوں کی طرف سے ہوسکتا ہے اس لئے اگر کسی قادیانی کو انتظامیہ کی طرف سے قانوناً شعائر اسلام (کلمہ طیبہ) کا اعلانیہ اظہار کرنے یا یا انہیں پڑھنے کی اجازت دے دی جائے تو یہ اقدام اس کی شکل میں ایک اور رشدی تخلیق کرنے کے مترادف ہوگا۔ کیا اس صورت میں انتظامیہ اس کی جان، مال اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دے سکتی ہے اور اگر دے سکتی ہے تو کس قیمت پر؟ مزید برآں اگر قادیانیوں کو گلیوں یا جائے عام پر جلوس نکالنے یا جلوہ کرنے کی اجازت دی جائے تو یہ خانہ جنگی کی اجازت دینے کے برابر ہے یہ محض قیاس آرائی نہیں حقیقتاً ماضی میں بارہا ایسا ہو چکا ہے اور بھاری جانی و مالی نقصان کے بعد اس پر قابو پایا گیا۔

ردعمل یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی قادیانی سر عام بلے کارڈ، بیجیا پوسٹر پر کلمہ کی نمائش کرتا ہے، دیوار یا دروازوں یا جھنڈیوں پر لکھتا ہے یا دوسرے شعائر اسلامی کا استعمال کرتا ہے یا انہیں پڑھتا ہے تو یہ اعلانیہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی کی بے حرمتی اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء گرامی کی توہین کے ساتھ ساتھ مرزا کا مرتبہ اونچا کرنے کے مترادف ہے جس سے مسلمانوں کا مشتعل ہونا اور طیش میں آنا ایک فطری بات ہے اور یہ چیز امن عامہ کو خراب کرنے کا موجب بن سکتی ہے جس کے نتیجہ میں جان و مال کا نقصان ہوسکتا ہے (1993 scmr ظہیر الدین بنام سرکار 1718)

کلمہ گو کو کافر کہنا۔

قادیانی کافر ہیں جب کوئی مسلمان انہیں کافر کہتا ہے تو قادیانی فریب اور دھوکہ دہی کے لئے کلمہ پڑھ کر

سناتے ہیں اور یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جو شخص کلمہ پڑھتا ہو اسے کافر نہیں کہا جا سکتا، یہ بات درست ہے کہ کسی مسلمان کی تکفیر نہیں کی جا سکتی لیکن اگر کوئی شخص دعویٰ اسلام کے بعد واضح کفر کرے، ضروریات دین میں سے کسی امر ونہی کا انکار کرے تو وہ شخص دائرہ اسلام سے خارج ہے اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے۔ جس کا ترجمہ یوں ہے۔

اور اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

آگے چل کر مزید ارشاد ہوتا ہے۔

اللہ کی قسم کھاتے ہیں کہ انہوں نے نہ کہا اور بے شک ضرور انہوں نے کفر کی بات کی اور اسلام میں آ کر کافر ہو گئے۔

یہ آیات منافقین کے بارے میں نازل ہوئیں وہ بظاہر کلمہ گو تھے نماز روزی کے بھی پابند تھے لیکن بارگاہ الٰہی میں ان کے ظاہری کلمہ کا اعتبار اس لیے نہ کیا کہ ان کے دل محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خالی تھے، بعینہ یہی حال قادیانیوں کا ہے کہ وہ بظاہر کلمہ اسلام اور مسلمانوں کا پڑھتے ہیں لیکن ان کے دل میں مرزا قادیانی کی محبت ہوتی ہے اور اس کلمہ میں "رسول" سے مرزا کذاب ہی مراد لیتے ہیں اور یہ صریح کفر وارتداد ہے۔

قادیانی باقی کاموں کی طرح کلمہ پڑھتے وقت بھی مسلمانوں کو دھوکہ دے کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرتے ہیں، مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ نوجوان نسل کو فتنہ مرزائیت اور اس کے دھوکہ وفریب سے آگاہ رکھیں تاکہ انہیں قادیانیت کے زہریلے جال سے بچایا جا سکے اور اس فتنہ کو پھلنے پھولنے کا موقع میسر نہ ہو سکے۔

هل القاديانية طائفة كافرة؟

رشحاتِ قلم: خلیفہ حضور ارشد ملّت سماحۃ الشیخ جلالۃ العلم فقیہ العصر
الشیخ الدکتور حضرت علامہ ڈاکٹر مُفتی
حافظ محمد طیّب کفیل الازہری الارشدی مدظلہ العالی

سپیشلائزیشن: اسلامک شریعہ اور قانون الأزہر یونیورسٹی القاہرہ مصر - چیئرمین: پیور سولز ویلفیئر آرگنائزیشن انٹرنیشنل الأزہری اکیڈمی آف اسلامک سائنس

تأسست الطائفة القاديانية عام 1889 على يد ميرزا غلام أحمد القادياني (1835-1908)، نسبة إلى قرية "قاديان" في مقاطعة البنجاب التي كانت آنذاك جزءا من الهند، قبل أن تصبح ضمن دولة باكستان بعد انفصالها عن الهند عام 1947. بدأ غلام أحمد القادياني نشاطه كداعية إسلامي حتى يلتف حوله الأنصار ثم ادعى أنه مجدد وملهم من الله ثم تدرج خطوة أخرى فادعى أنه المهدي المنتظر والمسيح الموعود ثم ادعى النبوة وزعم أن نبوته أعلى وأرقى من نبوة سيدنا محمد صلى الله عليه وسلم. الأفكار والمعتقدات:

1: يعتقد القاديانيون أن الله يصوم ويصلي وينام ويصحو ويكتب ويخطئ ويجامع - تعالى الله عما يقولون علواً كبيراً -

2: عقيدته في الله تعالى: إن الله ذو طول وعرض وله أرجل وأيد ولا تحصى وأيضاً له أعصاب وأوتار كالسلك البرقي ممتد في الجهات.

3: إن الله بعد أن كشف لي الغطاء كان يمازحني مراراً.

4: يعتقد القادياني بأن إلهه إنجليزي لأنه يخاطبه بالإنجليزية!!!.

5: عقيدته في الملائكة: لا تتنزّل الملائكة ولا ملك الموت إلى الأرض أبداً، وما الملائكة إلا اسم لحرارة الروح.

6: عقيدته في القيامة: القيامة ليست آتية والتقدير ليس بشيء.

7: عقيدته في الأنبياء عامة : أعطي كل الأنبياء حياة بمجيئي ،وكل واحد من الرسل مستور تحت قميصي.

8: عقائده في سيدنا عيسى وأمه عليهما السلام : كان يشرب الخمر وكان عدو الصدق متكبراً أكّالاً يدعي الألوهية مجتنباً العبادة و الزهد غاية الاجتناب وقال : كانت ثلاث من جداته لأبية كذا و ثلاث من جداته لأمه بغايا وزانيات...!

9: عقيدته في القرآن الكريم: القرآن كلمات الله و كلمات لساني.

10: يعتقدون أن كتابهم منزل واسمه الكتاب المبين وهو غير القرآن الكريم.

11: عقيدته في الأحاديث النبوية: الأحاديث التي تخالف إلهامي تستحق أن نلقيها مع الأوراق الرديئة في سلة المهملات.

12: يعتقدون أنهم أصحاب دين جديد مستقل، وشريعة مستقلة، وأن رفاق الغلام كالصحابة كما جاء في صحيفتهم "الفضل، عدد 92": "لم يكن فرق بين أصحاب النبي -صلى الله عليه وسلم - وتلاميذ الميرزا غلام أحمد، إن أولئك رجال البعثة الأولى، وهؤلاء رجال البعثة الثانية".

13: يعتقدون أن قاديان كالمدينة المنورة ومكة المكرمة بل وأفضل منهما وأرضها حرم وهي قبلتهم وإليها حجهم. و أن الحج الأكبر هو الحج إلى قاديان وزيارة قبر القادياني، ونصوا على أن الأماكن المقدسة ثلاثة: مكة، والمدينة، وقاديان، فقد جاء في صحيفتهم: "أن الحج إلى مكة بغير الحج إلى قاديان حج جاف خشيب، لأن الحج إلى مكة لا يؤدي رسالته، ولا يفي بغرضه".

14: نادوا بإلغاء عقيدة الجهاد كما طالبوا بالطاعة العمياء للحكومة الإنجليزية لأنها حسب زعمهم ولي الأمر بنص القرآن!!!.

15: كل مسلم عندهم كافر حتى يدخل القاديانية: كما أن من تزوج أو زوج من غير القاديانيين فهو كافر.

16: يبيحون الخمر والأفيون والمخدرات والمسكرات.

17: يعتقدون أن جبريل عليه السلام كان ينزل على غلام أحمد وأنه كان يوحى إليه،

وأن إلهاماته كالقرآن.

18: يقولون لا قرآن إلا الذي قدمه المسيح الموعود (الغلام)، ولا حديث إلا ما يكون في ضوء تعليماته، ولا نبي إلا تحت سيادة غلام أحمد.

19: يعتقد القاديانية بتناسخ الأرواح: حيث زعم ميرزا أن إبراهيم عليه السلام ولد بعد ألفين وخمسين سنة في بيت عبد الله بن عبد المطلب متجسداً بالنبي محمد -صلى الله عليه وسلم، ثم بُعث النبي صلى الله عليه وسلم مرتين أخريين أحدهما عندما حلت الحقيقة المحمدية في المتبع الكامل يعني نفسه.

20: يعتقدون أن النبوة لم تختم بمحمد صلى الله عليه وسلم بل هي جارية، وأن الله يرسل الرسول حسب الضرورة، وأن غلام أحمد هو أفضل الأنبياء جميعاً . فنحن نرفض هذه المعتقدات الباطلة ونذكر هنا معنى ختم النبوة .ولختم النبوة ثلاثة معان: معنى حقيقي، ومعنيان لازمان له، ونبينا صلى الله عليه وسلم ختمت به النبوة في معانيها الثلاثة.أما المعنى الحقيقي فإن الله تعالى اختار محمدا صلى الله عليه وسلم للرسالة الأخيرة، والنبوة المنتهية به، فلن يأتي بعده أحد من الرجال أو النساء يأتيه جبريل عليه السلام برسالة، أو ينزل عليه كتاب، أو يوحى إليه لشيء يقظة أو مناما، ومن ادعى شيئا من ذلك فقد افترى عليه الكذب، ولن يطالب على دعواه بدليل، بل يعامل معاملة الدجّالين الأفّاكين.وأما المعنيان اللازمان لذلك المعنى الحقيقي فأولهما أن كتابه ناسخ للكتب كلها، وأن سنته قاضية على السنن كلها، والمقصود من ذلك أن الكتب السماوية السابقة وسنن الأنبياء الماضية يرجع إليها حيث تعضد القرآن وتؤيد سنة النبي صلى الله عليه وسلم، ولن يرجع إليها حيث خالفت القرآن الكريم أو السنة النبوية، أي إن رسالته مهيمنة على الرسالات، وإن نبوته حجة على النبوات، لا بالعكس، فلن يهتدي الناس بعد بعثته إلا إذا آمنوا به، قال الله تعالى: "وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ "آل عمران 85.

وقال سبحانه: "اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ ؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ

الَّذِيٓ أُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ "الأعراف: 157.

والثاني أن كل ما ثبت من النبي صلى الله عليه وسلم فهو حجة على الناس إلى يوم القيامة، لا تحتاج أقواله وأفعاله إلى دليل، وأما من جاء بعده من العلماء والصالحين، فلن تكون أقوالهم وأفعالهم حجة إلا إذا استندت إلى أثر من آثاره

قال تعالى: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنكُمْ ۖ فَإِن تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللهِ وَالرَّسُولِ إِن كُنتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا"، النساء 59.

وقال تعالى: "وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ ۖ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"الحشر: 7.

وقال تعالى: "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا"النساء: 65.

والأدلة على ختم النبوة به صلى الله متضافرة بالنقل والعقل، وأجمع عليه الصحابة رضي الله عنهم ومن بعدهم، وقد قامت حجة الله على خلقه بتلك الأدلة.

لا نبي بعده والأدلة من القرآنكانت رسالة محمد صلى الله عليه وسلم هي الخاتمة، فهو خاتم النبيين والمرسلين، وقد ختمت به النبوة، لأنه شرع له صلى الله عليه وسلم ما ينطبق على مصالح الناس في كل زمان ومكان، فالقرآن ما ترك مصلحة من المصالح إلا جلاها، ولا مكرمة من أصول الفضائل إلا أحياها، فتمت الرسالات برسالته إلى الناس أجمعين، وذكر القرآن الكريم أن رسول الله هو خاتم الأنبياء، قال تعالى: " مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا" سورة الأحزاب: الآية 40

أي آخرهم، فخاتم كل شيء أي عاقبته وآخره. وعلى قراءة: خاتم بكسر التاء فهذا وصف له، صلى الله عليه وسلم، بأنه ختم الأنبياء، وأنه ليس بعده نبي، وكذا بفتح التاء، فإن كلاً منهما يُستعمل بمعنى الآخر. ويؤكد هذا المعنى حديث رسول الله، صلى الله عليه وسلم، في صحيح البخاري، فعن أبي هريرة، رضي الله عنه، أن النبي، صلى الله عليه وسلم، قال: "إن مثلي ومثل الأنبياء من قبلي كمثل

رجل بنى بيتاً فأحسنه وأجمله إلا موضع لبنة من زاوية، فجعل الناس يطوفون به، ويعجبون له، ويقولون: هلا وضعت هذه اللبنة، قال: فأنا اللبنة، وأنا خاتم النبيين" وهذا الأمر أجمع عليه أهل الإسلام، قال الإمام ابن عطية في تفسير قوله تعالى: " أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ " [الأحزاب:40] هذه الألفاظ عند جماعة علماء الأمة متعلقة على العموم التام، مقتضية نصاً: أن لا نبي بعده، صلى الله عليه وسلم۔ وقال ابن حيان في تفسيره البحر المحيط: "قرأ الجمهور وخاتم النبيين بكسر التاء بمعنى أنه ختمهم أي جاء آخرهم" وقال القاسمي في تفسيره محاسن التأويل: "تمت الرسالات برسالته إلى الناس أجمعين، وظهر مصداق ذلك بخيبة من ادعى النبوة بعده إلى أن يرث الله الأرض ومن عليها" ويقول ابن الجوزي: "ومن قرأ "خاتم" بكسر التاء فمعناه وختم النبيين، ومن فتحها فالمعنى آخر النبيين" ويقول العلامة ابن كثير: "فهذه الآية نص في أنه لا نبي بعده، وإذا كان لا نبي بعده فلا رسول بعده بالطريق الأولى والأحرى، لأن مقام الرسالة أخص من مقام النبوة، فإن كل رسول نبي ولا ينعكس" ولأن الله سبحانه وتعالى جعل نبيه محمداً، صلى الله عليه وسلم، خاتم الأنبياء والرسل أجمعين فقد جعل رسالته عامة للبشر جميعاً يقول تعالى: "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا " [الأعراف:158]

يقول الإمام الطبري في تفسيره: "قل يا محمد للناس كلهم إني رسول الله إليكم جميعاً لا إلى بعضكم دون بعض، كما كان من قبلي من الرسل مرسلاً إلى بعض الناس دون بعض" وتأكيداً لهذا المعنى فقد امتلأ كتاب الله تعالى بآيات كثيرة تبين للناس أن صاحب الرسالة الخاتمة، صلى الله عليه وسلم، رسالته عامة للبشر جميعاً يقول تعالى: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ " [سبأ:28]

وقال تعالى: "وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ " [الأنبياء:107]

وقال تعالى: "قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا " [الأعراف:158]

كما أخبر القرآن الكريم أن النبي هو خاتم المرسلين حين قال: "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِ الرُّسُلُ " »سورة آل عمران: الآية« 144

كما نحن ذكرنا عن ابن كثير قال: نصّ في أنه لا نبي، ولا رسول بعده ومقام الرسالة أخص من مقام النبوة ولأن الله سبحانه وتعالى جعل الإسلام الدين الخاتم، ورسوله الرسول الخاتم، لذا فقد

كمل الدين بالنبوة الخاتمة التي لا نبوة بعدها، يقول تعالى: "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الإِسْلاَمَ دِينًا" [المائدة:3]

وأخرج الإمام الطبري عن ابن عباس، رضي الله عنه، قال: "الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ" وهو الإسلام. قال أخبر الله نبيه، صلى الله عليه وسلم، والمؤمنين أنه قد أكمل لهم الإيمان، فلا يحتاجون إلى زيادة أبداً، وقد أتمه الله عز وجل فلا ينقصه أبداً، وقد رضيه الله فلا يسخطه أبداً" ولأن رسالة محمد، صلى الله عليه وسلم، الرسالة الخاتمة، ولأن دينه خاتم الأديان، لذا كانت معجزته عقلية خالدة، باقية ما بقي الزمان، فقد كانت الرسالات السابقة على الإسلام معجزاتها حسية لا تتجاوز فترة حياة النبي صاحب المعجزة, أما معجزة محمد، صلى الله عليه وسلم، فهي باقية، لأنها تخاطب العقل في كل زمان ومكان. ولقد تحدى القرآن الكريم أن يأتي العرب وغير العرب بمثل سورة منه فعجزوا عن ذلك منذ نزل القرآن الكريم وإلى أن يرث الله الأرض ومن عليها، يقول تعالى في عظمة وقوة: "قُل لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الإِنسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَن يَأْتُواْ بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْآنِ لاَ يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا" [الإسراء:88]

ويقول الشيخ محمد عبده في رسالة التوحيد: "فهذا القضاء الحاتم منه تعالى بأنهم لن يستطيعوا أن يأتوا بشيء من مثل ما تحداهم به ليس قضاء بشرياً، ومن الصعب بل ومن المتعذر أن يصدر عن عاقل التزام كالذي التزمه، وشرط كالذي شرطه على نفسه، لغلبة الظن عند من له شيء من العقل أن الأرض لا تخلو من صاحب قوة مثل قوته، وإنما ذلك هو الله المتكلم، والعليم الخبير، و الناطق على لسانه، صلى الله عليه وسلم، وقد أحاط علمه بقصور جميع القوى عن تناول ما استنهضم له وبلوغ ما حثهم عليه"

لا نبي بعده والأدلة من الحديثين رسول الله، صلى الله عليه وسلم، في سنته المتواترة أنه لا نبي بعده: الباب الأول: كانت بنو إسرائل تسوسهم الأنبياء

1- عن أبي هريرة عَنْ النَّبِيِّ قَالَ: "كَانَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمْ الْأَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَإِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ فُوا بِبَيْعَةِ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ أَعْطُوهُمْ حَقَّهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ سَائِلُهُمْ عَمَّا اسْتَرْعَاهُمْ" رواه البخاري (3455) مسلم (1842).

الباب الثاني: من الخصائص ختم النبوة 2-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ" رواه مسلم(523).

الباب الثالث: التصريح بختم النبوة في حديث الشفاعة

3-عن أبي هريرة في حديث الشفاعة العظمى: "...فَيَقُولُ عِيسَى إِنَّ رَبِّي قَدْ غَضِبَ الْيَوْمَ غَضَبًا لَمْ يَغْضَبْ قَبْلَهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَلَنْ يَغْضَبَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ذَنْبًا نَفْسِي نَفْسِي نَفْسِي اذْهَبُوا إِلَى غَيْرِي اذْهَبُوا إِلَى مُحَمَّدٍ فَيَأْتُونَ مُحَمَّدًا فَيَقُولُونَ يَا مُحَمَّدُ أَنْتَ رَسُولُ اللّٰهِ وَخَاتِمُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ أَلَا تَرَى إِلَى مَا نَحْنُ فِيهِ" رواه البخاري (4712) ومسلم (194) الحديث الثاني:

4-عن أنس في حديث الشفاعة: "...فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ ائْتُوا مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ فَإِنَّهُ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ فَيَقُولُ عِيسَى أَرَأَيْتُمْ لَوْ كَانَ مَتَاعٌ فِي وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَيْهِ هَلْ كَانَ يُقْدَرُ عَلَى مَا فِي الْوِعَاءِ حَتَّى يُفَضَّ الْخَاتَمُ فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ" رواه أحمد (248/3) بإسناد صحيح على شرط مسلم

الحديث الثالث:

5-عن ابن عباس في حديث الشفاعة: "...فَيَأْتُونَ عِيسَى فَيَقُولُونَ يَا عِيسَى أَنْتَ رُوحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهُ فَاشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَلْيَقْضِ بَيْنَنَا فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ قَدْ اتُّخِذْتُ إِلَهًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَإِنَّهُ لَا يُهِمُّنِي الْيَوْمَ إِلَّا نَفْسِي ثُمَّ قَالَ أَرَأَيْتُمْ لَوْ كَانَ مَتَاعٌ فِي وِعَاءٍ قَدْ خُتِمَ عَلَيْهِ أَكَانَ يُقْدَرُ عَلَى مَا فِي الْوِعَاءِ حَتَّى يُفَضَّ الْخَاتَمُ فَيَقُولُونَ لَا فَيَقُولُ إِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ قَدْ حَضَرَ الْيَوْمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ". رواه أحمد (196/1). الباب الرابع: لم يبق من النبوة إلا المبشرات

الحديث الأول:

6-عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "لَمْ يَبْقَ مِنْ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رواه البخاري (6990) ومسلم (479).

الحديث الثاني:

7-عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: "كَشَفَ رَسُولُ اللَّهِ السِّتْرَ وَرَأْسُهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ قَدْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْعَبْدُ أَوْ تُرَى لَهُ أَلَا وَإِنِّي قَدْ نُهِيتُ عَنْ الْقِرَاءَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ فَإِذَا رَكَعْتُمْ فَعَظِّمُوا رَبَّكُمْ وَإِذَا سَجَدْتُمْ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَإِنَّهُ قَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ لَكُمْ" رواه مسلم (479) والنسائي (1120) وأبو داود (876) وابن ماجة (3899)

الحديث الثالث:

8-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ: "كَانَ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلَاةِ الْغَدَاةِ يَقُولُ هَلْ رَأَى أَحَدٌ مِنْكُمْ اللَّيْلَةَ رُؤْيَا وَيَقُولُ إِنَّهُ لَيْسَ يَبْقَى بَعْدِي مِنْ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رواه مالك في الموطأ (1714) وأحمد (325/2) وأبو داود (5017) وصححه ابن حبان (6049)

الحديث الرابع:

9-عن أَنَسِ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ قَالَ فَشَقَّ ذَلِكَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لَكِنْ الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ وَهِيَ جُزْءٌ مِنْ أَجْزَاءِ النُّبُوَّةِ" رواه أحمد (267/3) الترمذي (2272) وصححه

الحديث الخامس:

10 -عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ قَالَ: "لَا يَبْقَى بَعْدِي مِنْ النُّبُوَّةِ شَيْءٌ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الرَّجُلُ أَوْ تُرَى لَهُ" رواه أحمد (129/6) بإسناد حسن

الحديث السادس:

11-عن أبي الطُّفَيْلِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي إِلَّا الْمُبَشِّرَاتِ قَالَ قِيلَ وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ أَوْ قَالَ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ" رواه أحمد (454/5) بإسناد حسن فيه عثمان بن عبيد الراسبي قال أبو حاتم: "ما أرى به بأسا". رواه الطبراني (179/3) عن أبي الطفيل عن حذيفة بن أسيد قال رسول الله: "ذهبت النبوة فلا نبوة بعدي إلا المبشرات قيل: وما المبشرات؟ قال: الرؤيا الصالحة يراها الرجل أو ترى له"

الحديث السابع:

12-عَنْ أُمِّ كُرْزٍ الْكَعْبِيَّةِ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ يَقُولُ: "ذَهَبَتُ النُّبُوَّةُ وَبَقِيَتُ الْمُبَشِّرَاتُ" رواه أحمد (381/6) وابن ماجة (3896) وصححه ابن حبان (6047) الباب الخامس: قول النبي لعلي: "غير أنه لا نبي بعدي"

الحديث الأول:

13-عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ: "خَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" رواه البخاري (4416) ومسلم (2404).

الحديث الثاني:

14-عن أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ: "أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ" رواه أحمد (369/6، 438) النسائي في السنن الكبرى (8143) والطبراني في الكبير (146/24، 147).

الحديث الثالث:

15-عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ: "أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي" أحمد (338/3) والترمذي (3730).

الحديث الرابع:

16-عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ: "قَالَ رَسُولُ اللَّهِ لِعَلِيٍّ: أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ لِمُوسَى، إِلا أَنَّهُ لا نَبِيَّ بَعْدِي" رواه أحمد (32/3) وابن أبي عاصم (1382). الباب السادس: طرق حديث مثل البناء واللبنة

الحديث الأول

17-عَنْ جَابِرٍ عَنْ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا وَأَكْمَلَهَا إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَدْخُلُونَهَا وَيَتَعَجَّبُونَ مِنْهَا وَيَقُولُونَ لَوْلَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنَا مَوْضِعُ اللَّبِنَةِ جِئْتُ فَخَتَمْتُ الْأَنْبِيَاءَ" رواه البخاري (3534) ومسلم

(2278) واللفظ له.

الحديث الثاني:

18-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: "إِنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَأَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ "رواه البخاري (3535) واللفظ له، ومسلم (2286)

الحديث الثالث:

19-عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ "مَثَلِي وَمَثَلُ النَّبِيِّينَ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَتَمَّهَا إِلَّا لَبِنَةً وَاحِدَةً فَجِئْتُ أَنَا فَأَتْمَمْتُ تِلْكَ اللَّبِنَةَ" رواه مسلم (2286)

الحديث الرابع:

20-عن أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ النَّبِيِّ قَالَ: "مَثَلِي فِي النَّبِيِّينَ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى دَارًا فَأَحْسَنَهَا وَأَكْمَلَهَا وَتَرَكَ فِيهَا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ لَمْ يَضَعْهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِالْبُنْيَانِ وَيَعْجَبُونَ مِنْهُ وَيَقُولُونَ لَوْ تَمَّ مَوْضِعُ هَذِهِ اللَّبِنَةِ فَأَنَا فِي النَّبِيِّينَ مَوْضِعُ تِلْكَ اللَّبِنَةِ "رواه أحمد (137/5) وفي إسناده عبد الله بن محمد بن عقيل والحديث صحيح لغيره. الباب السابع: من أسمائه العاقب والمقفي والحاشر الحديث الأول:

21-عن جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لِي خَمْسَةُ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ "أخرجه البخاري (3532) وفي رواية لمسلم (2354): "إِنَّ لِي أَسْمَاءً أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللَّهُ بِيَ الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدِي نَبِيٌّ ". الحديث الثاني:

22-عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ يُسَمِّي لَنَا نَفْسَهُ أَسْمَاءً فَقَالَ: "أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَحْمَدُ وَالْمُقَفِّي وَالْحَاشِرُ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ" رواه مسلم (2355)

الحديث الثاني:

23-عن عوف بن مالك الأشجعي في قصة طويلة مع اليهود قال: " فَوَاللَّهِ إِنِّي لَأَنَا الْحَاشِرُ وَأَنَا

الْعَاقِبُ وَأَنَا النَّبِيُّ الْمُصْطَفَى آمَنْتُمْ أَوْ كَذَّبْتُمْ" رواه أحمد (26/6) وصححه ابن حبان (7162)

الحديث الثالث:

24-عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ: "بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي فِي طَرِيقِ الْمَدِينَةِ قَالَ إِذَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ أَنَا مُحَمَّدٌ وَأَنَا أَحْمَدُ وَنَبِيُّ الرَّحْمَةِ وَنَبِيُّ التَّوْبَةِ وَالْحَاشِرُ وَالْمُقَفَّى وَنَبِيُّ الْمَلَاحِمِ "رواه أحمد (405/5) وصححه ابن حبان (6315) الباب الثامن: التحذير من مدعي النبوة بعده دون استثناء

الحديث الأول:

25-عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي "رواه أبو داود (4252) الترمذي (2219) وصححه.

الحديث الثاني:

26-عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللَّهِ "رواه البخاري (3609) ومسلم (157) واللفظ له.

الحديث الثالث:

27-عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ كَذَّابِينَ وفي رواية: "فَاحْذَرُوهُمْ" رواه مسلم (2923) الحديث الرابع:

28-عن أبي سعيد الخدري قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ ثَلَاثُونَ كَذَّابًا رِجَالًا كُلُّهُمْ يَكْذِبُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "رواه أحمد (450/5) وإسناده حسن

الحديث الخامس:

29-عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ قَالَ: "فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ وَدَجَّالُونَ سَبْعَةٌ وَعِشْرُونَ مِنْهُمْ أَرْبَعُ نِسْوَةٍ وَإِنِّي خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي". رواه أحمد (396/5) والطبراني في الكبير (169/3).

الحديث السادس:

30 -عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ أَكْثَرَ النَّاسُ فِي مُسَيْلِمَةَ قَبْلَ أَنْ يَقُولَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْئًا

فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَقَالَ : "أَمَّا بَعْدُ فَفِي شَأْنِ هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي قَدْ أَكْثَرْتُمْ فِيهِ وَإِنَّهُ كَذَّابٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كَذَّابًا يَخْرُجُونَ بَيْنَ يَدَيْ السَّاعَةِ . . . "رواه عبد الرزاق (392/11) وأحمد (41/5، 46، 47) وفي سنده اختلاف كما في علل الدارقطني (1279) الباب التاسع: آخر الأنبياء وآخر المساجد وآخر الأمم

الحديث الأول:

31-عن أبي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَإِنِّي آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَإِنَّ مَسْجِدِي آخِرُ الْمَسَاجِدِ "رواه مسلم (1394).

الحديث الثاني:

32-عن أبي أمامة الباهلي سمعت رسول الله يقول: "أيها الناس إنه لا نبي بعدي ولا أمة بعدكم ألا فاعبدوا ربكم وصلوا خمسكم وصوموا شهركم وأدوا زكاة أموالكم طيبة بها أنفسكم وأطيعوا ولاة أمركم تدخلوا جنة ربكم "الطبراني في المعجم الكبير (115/8، 136، 138) وابن أبي عاصم (1061).

الحديث الثالث:

33-عن أبي قتيلة أن رسول الله قام في الناس في حجه الوداع فقال: "لا نبي بعدي ولا أمة بعدكم فاعبدوا ربكم وأقيموا خمسكم وصوموا شهركم وأطيعوا ولاة أمركم تدخلوا جنة بكم "الطبراني في المعجم الكبير (316/22).

الحديث الثاني:

34-عن أبي أمامة الباهلي في حديث طويل فيه خبر الدجال: "وَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيكُمْ لَا مَحَالَةَ" ثم قال: "إِنَّهُ يَبْدَأُ فَيَقُولُ أَنَا نَبِيٌّ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي "رواه ابن ماجة (4077) وابن أبي عاصم (391).

الحديث الخامس:

35-عن فاطمة بنت قيس صعد رسول الله المنبر فحمد الله وأثنى عليه ثم قال: "أنذركم الدجال فإنه لم يكن نبي قبلي إلا وقد أنذره أمته وهو كائن فيكم أيتها الأمة إنه لا نبي بعدي ولا أمة بعدكم "صحيح

ابن حبان (6788). الباب العاشر: لو كان بعده نبي

الحديث الأول:

36-قَالَ ابن أبي أوفى وقد سئل عن إبراهيم ابن النبي: "مَاتَ صَغِيرًا وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُونَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ" رواه البخاري (6194) قال ابن حجر ومثل هذا لا يقال بالرأي.

الحديث الثاني:

37-عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَكَانَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ" رواه الترمذي (3686). الباب الحادي عشر: أنا حظكم من الأنبياء

الحديث الأول:

38-عن أبي الدرداء قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أنا حظكم من الأنبياء وأنتم حظي من الأمم" رواه البزار (12/2) ابن حبان (7214).

الحديث الثاني:

39-عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ: جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي مَرَرْتُ بِأَخٍ لِي مِنْ بَنِي قُرَيْظَةَ فَكَتَبَ لِي جَوَامِعَ مِنَ التَّوْرَاةِ أَلَا أَعْرِضُهَا عَلَيْكَ قَالَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ ثَابِتٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا تَرَى مَا بِوَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِينَا بِاللَّهِ تَعَالَى رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَسُولًا قَالَ فَسُرِّيَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ أَصْبَحَ فِيكُمْ مُوسَى ثُمَّ اتَّبَعْتُمُوهُ وَتَرَكْتُمُونِي لَضَلَلْتُمْ إِنَّكُمْ حَظِّي مِنَ الْأُمَمِ وَأَنَا حَظُّكُمْ مِنَ النَّبِيِّينَ" أحمد (256/4). الباب الأخير: أحاديث أخرى صالحة في الشواهد

الحديث الأول:

40-عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ السُّلَمِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُ: "إِنِّي عَبْدُ اللَّهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَام لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِأَوَّلِ ذَلِكَ دَعْوَةُ أَبِي إِبْرَاهِيمَ وَبِشَارَةُ عِيسَى بِي وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ وَكَذَلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّينَ تَرَيْنَ" رواه أحمد (127/4 و128) وصححه ابن حبان (6404)

الحديث الثاني:

41-عن أبي سعيد قال رَسُولُ اللهِ: "إِنِّي خَاتَمُ أَلْفِ نَبِيٍّ وَأَكْثَرُ مَا بُعِثَ نَبِيٌّ يُتَّبَعُ إِلَّا قَدْ حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَإِنِّي قَدْ بُيِّنَ لِي مِنْ أَمْرِهِ مَا لَمْ يُبَيَّنْ لِأَحَدٍ وَإِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَعَيْنُهُ الْيُمْنَى عَوْرَاءُ جَاحِظَةٌ وَلَا تَخْفَى كَأَنَّهَا نُخَامَةٌ فِي حَائِطٍ مُجَصَّصٍ وَعَيْنُهُ الْيُسْرَى كَأَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ مَعَهُ مِنْ كُلِّ لِسَانٍ وَمَعَهُ صُورَةُ الْجَنَّةِ خَضْرَاءُ يَجْرِي فِيهَا الْمَاءُ وَصُورَةُ النَّارِ سَوْدَاءُ تَدَّاخَنُ" رواه أحمد (79/3) والحاكم (597/2).

الحديث الثالث:

42-عن عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو يَقُولُ: خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ يَوْمًا كَالْمُوَدِّعِ فَقَالَ: "أَنَا مُحَمَّدٌ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ قَالَهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِي" رواه أحمد (172/2، 212) في إسناده ابن لهيعة. فهذه الروايات الصحيحة والقريبة من الصحة حسب ما ظهر لي وغيرها مما تركته كثير، ونحن نعلم قطعا أن النبي صلى الله عليه وسلم قال هذا الكلام. وإن هذه النصوص وغيرها تبين لكل ذي عينين وعقل صريح وقلب سليم، أنه لا نبي بعد رسول الله، صلى الله عليه وسلم، وأن سلسلة الأنبياء قد انتهت به، وأن كل من ادعى النبوة في حياته أو بعد مماته إنما هو كذاب ضال مضل.. فهذه النصوص النبوية تجزم بما لا يدع مجالاً للشك أن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، هو النبي الخاتم، وقد انقطع الوحي بوفاته، صلى الله عليه وسلم. يقول الإمام أبو حامد الغزالي رحمه الله: "إن الأمة فهمت بالإجماع من هذا اللفظ أي " لا نبي بعدي "ومن قرائن أحواله أنه أفهم عدم نبي بعده أبداً، وإنه ليس فيه تأويل ولا تخصيص، فمنكر هذا لا يكون إلا منكر الإجماع. وإن المسلم يجب أن يكون معتقداً اعتقاداً جازماً بأن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، هو خاتم الأنبياء، وإن عدم الإيمان بختم النبوة بمحمد، صلى الله عليه وسلم، فهذا جزم بأن صاحب هذا الاعتقاد كافر وليس بمسلم على الإطلاق، فالإيمان بختم النبوة من المسلمات ومن الأمور المعروفة في الدين بالضرورة، وقد ادعى رجل في عصر الإمام الأعظم أبي حنيفة النبوة وقال أنه عنده دليل على صحة نبوته فقال الإمام الأعظم رضي الله عنه: من طلب منه الدليل فقد كفر، لأن رسول الله، صلى الله عليه وسلم، قال في الحديث الصحيح: "لا نبي بعدي" وقال القاضي عياض في الشفاء: "من ادعى نبوة أحد مع نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده كالعيسوية من

اليهود القائلين بتخصيص رسالته إلى العرب وكالحزمية القائلين بتواتر الرسل فهؤلاء كلهم كفار مكذبون النبي، لأنه أخبر أنه خاتم النبيين لا نبي بعده، وأخبر الله أنه خاتم النبيين وأنه أرسل كافة للناس وأجمعت الأمة على حمل الكلام على ظاهره، وأن مفهومه المراد دون تأويل ولا تخصيص فلا شك في كفر هؤلاء قطعا وإجماعا وسمعا "وفي الختام :فإن علماء المسلمين كفروا القاديانية بضوء هذه الآيات القرآنية والأحاديث النبوية. القرارات والفتاوى عن القاديانية :يقول إمام أحمد رضا خان الحنفي: الحمد لله وحده والصلاة والسلام على من لا نبي بعده وعلى آله وصحبه المكرمين عنده رب أعوذ بك من همزات الشياطين وأعوذ بك رب أن يحضرون ثبتنا الله عز وجل على دين الحق ووقانا كل ضلال ووبال ونكال.وبعد: فإن مرزا القادياني مدع أنه المسيح ومثل المسيح وقد اشتهرت هذه الدعوى من مرزا اشتهار الشمس في رابعة النهار وبحكم المثل السائر: إن كنت قد عددت عيوب الخمر فلا تغفل عن محاسنها إن العبد الفقير موافق مع مرزا في دعوى المثلية ولا شك البتة في أن مرزا هو المسيح ومثيله! غير أنه ليس كمثل المسيح كلمة الله عليه صلاة الله، ولكنه كالمسيح الدجال عليه اللعن والنكال! لقد ورد الاستفسار عن هذا الافتراء الكاذب قبل هذا من مدينة "سهارن فور" فأعد الولد الأعز الشاب الفاضل المولوي حامد رضا خان محمد حفظه الله جوابا شافيا، وسماه بالاسم التاريخي "الصارم الرباني على إسراف القادياني" وحرّم مفتي مصر الدكتور علي جمعة زواج المسلمة من شخص تحول الى العقيدة الأحمدية، التي تعرف أيضاً باسم »القاديانية«، لأنها ارتداد عن الاسلام وخروج واضح عليه. وفي عام 1953م قامت ثورة شعبية في باكستان طالبت بإقالة ظفر الله خان وزير الخارجية حينئذ واعتبار الطائفة القاديانية أقلية غير مسلمة، وقد استشهد فيها حوالي العشرة آلاف من المسلمين ونجحوا في إقالة الوزير القادياني. والجدير بالذكر أن محكمة باكستانية موقرة أصدرت حكماً شرعياً بشأن هذه الفئة الشريرة من القاديانيين وبكل حزم وشجاعة، وقد ظهر في الأسواق في شكل كتاب، وقد صدر الكتاب مترجماً من الأردية إلى العربية باسم (المحكمة الشرعية الفيدرالية بجمهورية باكستان الإسلامية تقرر: القاديانية فئة كافرة).وقد قرر مجمع البحوث الإسلامية أن القاديانيين مرتدون عن الدين الإسلامي ولا يحق لهم دخول مساجد المسلمين.فيما اعتبرها مجمع الفقه الإسلامي العالمي من

الفرق الزائفة المنحرفة، وقد أدخلت دولة باكستان تعديلا في دستورها، قررت فيه أن هذه الطائفة من الأقليات غير المسلمة، وذلك في العام 1974، ثم اتبعته في العام الماضي بقانون يمنعهم من استعمال المصطلحات الإسلامية كالمساجد والآذان والخلفاء الراشدين والصحابة وأمهات المؤمنين ،كما قررت رابطة العالم الإسلامي أنها فرقة كافرة منحرفة. موت الملعون: قد مات غلام أحمد القادياني؛شَرَّ ميتة، وهي إصابته بالكوليرا، إلى أن وصل به الحد أنه تم وضع حمام له بجانب سريره الذي ينام عليه من شدة ما به من المرض، وشدة حاجته إلى الذهاب إلى الحمام مع ذهاب قواه وضعفه الواضح. عبرة لأولي الألباب :وقد ربط الله على لسانه فلم يتكلم بكلمة واحدة قبل وفاته بفترة. فجعل الله موته علامة على أنه دجال، وكذّاب.

مہرِ صداقت المعروف بہ احکامِ شریعت

تصنیفِ لطیف

ابوالذکاء سراج الدین

علامہ مفتی شاہ محمد سلامت اللہ حنفی مجددی رام پوری رحمۃ اللہ علیہ

طبع اول: مطبع دبدبہ سکندری رام پور

سن اشاعت: ۱۳۳۵ھ/ ۱۹۱۷ء

تحقیق وتخریج: خرم محمود سرسالوی

ابوالذکاء حضرت علامہ مفتی محمد سلامت اللہ صاحب مجددی رام پوری علیہ الرحمۃ تیرہویں صدی ہجری کے ممتاز عالم دین، مفسر ومحدث، فقیہ ومناظر، مصنف ومؤلف، جامع شریعت وطریقت، عارف کامل اور سچے عاشق رسول تھے۔ تکمیل علوم ظاہری وباطنی عارف کامل، بحر العلوم، جامع شریعت وطریقت، ماہر علوم عقلیہ ونقلیہ علامہ مفتی ارشاد حسین مجددی رام پوری علیہ الرحمۃ (متوفی 1311ھ) سے کی۔ بعد ازاں اجازت وخلافت سے سرفراز کیے گئے، اور ایک مدت تک اپنے شیخ کی خدمت میں رہے، حتی کہ وصالِ شیخ کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد سلامت اللہ علیہ الرحمۃ کو عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں پر کامل عبور حاصل تھا، اسی لیے آپ نے مذکورہ تینوں زبانوں میں تقریباً ایک سو 100 کتابیں علمی اثاثے کے طور پر چھوڑی ہیں۔ ۸ جمادی الاول 1338ھ کو رام پور میں آپ کا وصال ہوا اور اپنے استاذ ومرشد حضرت علامہ مولانا مفتی شاہ محمد ارشاد حسین مجددی رام پوری علیہ الرحمۃ کی درگاہ میں مدفون ہوئے۔ اللہ تعالی ان کی مرقدِ انور پر کروڑ ہا کروڑ رحمتیں نازل فرمائے۔(۱)

رسالۂ ہذا "**مہرِ صداقت المعروف بہ احکامِ شریعت**" ردِ قادیانیت سے متعلق ایک نایاب رسالہ ہے جس میں مصنف نے قرآن، حدیث اور اقوال سلف سے مرزا قادیانی اور قادیانیوں کا کافر ہونا

---

(۱)۔ حالات وخدمات کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

تذکرۂ علمائے اہل سنت: از محمود احمد قادری صاحب۔ تبشیر الوریٰ (عرض حال): از مفتی حنیف خاں رضوی صاحب۔ اعلام الاذکیا (شاہ سلامت اللہ رام پوری): از مفتی اکرام المحسن فیضی۔ کلیات مکاتیب رضا (جلد اول): از ڈاکٹر غلام جابر شمس مصباحی۔ مولانا ارشاد حسین مجددی رام پوری حیات، خدمات، نظریات، تعلیمات: از مولانا سید شاہد علی رضوی رام پوری۔ تذکرہ کاملانِ رام پور: از حافظ احمد علی خان شوق رام پوری۔

ثابت کیا ہے اوران سے میل جول وغیرہ معاملات کو ناجائز قرار دیا ہے جس پر اُس وقت کے کئی اکابر علما و مشائخ نے تقریظ وتصدیق ثبت فرمائی ہے جن میں

علامہ مولانا نظیر الدین مدرس چہارم مدرسہ عالیہ رام پور

علامہ مولانا غلام رسول مدرس مدرسہ عالیہ رام پور

علامہ مولانا محمد معز الدین خان مدرس مدرسہ عالیہ ریاست رام پور

علامہ مولانا ابوالنعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی رام پوری

علامہ مولانا ابوالوقت محمد ہدایۃ الرسول حنفی قادری رام پوری

علامہ مولانا محمد شفاعۃ الرسول حنفی قادری

علامہ مولانا عبدالغفار خان رام پوری

علامہ مولانا محمد معوان حسین رام پوری

علامہ مولانا محمد ریحان حسین

علامہ مولانا محمد منور علی

علامہ مولانا محمد طیب شامل ہیں۔

خرم محمود سرسالوی

(30 دسمبر 2022ء/ ٦ جمادی الثانی ۱۴۴۴ھ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اب دیکھیے کیا فرماتے ہیں علماے دین خاتم النبیین وسعی کنندگان شرع متین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔ مرزا غلام احمد ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے چند اقوال بطور مشت نمونہ از خروارے پیش کر کے یہ خادم العلماء محمد اسماعیل خان صبرؔ رام پوری (۱) دریافت کرنا چاہتا ہے کہ ایسے خیال والے شخص یا اُس کے معتقدین کے ساتھ معاملات منفصلہ تحت درست ہیں یا نہیں؟

۱۔غم وشادی میں شرکت کرنا۔

---

(۱)۔فتویٰ ہٰذا کے مستفتی جناب محمد اسماعیل خان صبرؔ رام پوری پر گو، نکتہ سنج، کامل الفن ادیب وشاعر اور صاحبِ دیوان وتصنیف ہیں۔آپ حضرت منشی محمد امیر اللہ تسلیمؔ لکھنوی کے جانشین وشاگردِ رشید ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ بلبلِ تسلیمؔ کے لقب سے ملقب ومشہور ہیں۔آپ نے نظم ونثر ہر دو میں کئی کتب لکھی ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں: احکامِ رب العالمین (دو حصے، پہلا حصہ مفید المسلمین، دوسرا حصہ تنبیہ الغافلین)، چراغِ محفل، فغانِ صبرؔ، سرتاج مسرت وآرائشِ بلاغت (دیوان)، تصویرِ خیال (دیوان)، بت خانۂ شباب، اوراقِ ماتمِ تسلیم المعروف بہ یادگارِ تسلیم آفتابِ تعشق، خورشید صبح وصال، مثنوی خون حسرت وغیرہ۔

۲۔اُن کی مجالس میں جانا۔

۳۔اپنی محفل میں بلانا۔

۴۔مسلمانوں کی مسجدوں میں اُن کا داخل ہونا۔

۵۔اُن سے رسمِ ازدواج کا جاری رکھنا۔

۶۔اُن کے جنازہ کی نماز پڑھنا۔

۷۔اُن کو اپنے قبرستانوں میں دفن کرنے کی اجازت دینا۔

۸۔اُن کے یہاں کی یا اُن کے ہاتھ کی تیار کی ہوئی کوئی شے کھانا پینا۔

۹۔اُن کو مسلمان جان کر یا کسی اور سبب سے اُن کی مدد کرنا جائز ہے یا ناجائز؟ فقط۔

اقوالِ مرزا کادیانی

حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۳۶، نمبر۱: میں صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ معجزات دکھلا سکتا ہوں، بلکہ خدائے تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اُس نے میرا دعوی ثابت کرنے کے لیے اس قدر معجزات دکھائے ہوں، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اُس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنا نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے۔

حقیقۃ الوحی، صفحہ ۲۱۱، نمبر۲: میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں، اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے اوپر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۵۵، نمبر۳: جب کہ خدا نے اور اُس کے رسول نے اور تمام نبیوں نے آخری زمانہ کے مسیح کو اُس کے کارناموں کی وجہ سے افضل قرار دیا ہے تو پھر شیطانی وسوسہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ کیوں تم مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں افضل قرار دیا ہے۔

حقیقۃ الوحی، صفحہ ۱۵۳، نمبر۴: کیا شک ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو وہ فطرتی طاقتیں نہیں دی گئیں جو مجھے دی گئیں: کیوں کہ وہ ایک خاص قوم کے لیے آئے تھے اور اگر وہ میری جگہ ہوتے تو اپنی اس فطرت کی وجہ سے وہ کام انجام نہ دے سکتے جو خدا کی عنایت نے مجھے انجام دینے کی قوت دی۔

دافع البلاء، صفحہ ۱۳، نمبر۵: خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام

شان میں بہت بڑھ کر ہے، اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد ہے۔

دافع البلاء، صفحہ ۲۰، نمبر ۶:

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلام احمد ہے

درِثمین، صفحہ ۱۱۲، نمبر ۷:

اینک منم کہ حسب بشارات آمدم — عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم

درِثمین، صفحہ ۱۸۲، نمبر ۸:

انچہ داداست ہر نبی را جام — داد آن جام را مرا بتمام

درِثمین، صفحہ ۱۸۳، نمبر ۹:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے — من بعرفان نہ کمترم ز کسے

نمبر ۱۰: مرزا کا ایک رسالہ ہے جس کا نام "ایک غلطی کا ازالہ" ہے اُس کے ص ۶۷۳ پر لکھتا ہے کہ میں احمد ہوں جو آیت "مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ یَّاتِی مِنۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ" میں مراد ہے۔

نمبر ۱۱: دافع البلاء مطبوعہ ریاض ہند کے ص ۹ پر لکھتا ہے: سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

الجواب: واللّٰہ سبحانہ الموفق للصواب

ان اقوالِ مردودہ سے قائل کا کفر صریح اور بہتان وافتراء سے قبیح آفتاب سے زیادہ روشن ہے، اس واسطے کہ اُس نے اوّلاً خدا تعالیٰ پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور تمام انبیا علیہم السلام پر جھوٹ باندھا کہ سب نے اُسے افضل قرار دیا اور خدا نے اس کے لیے معجزات کے دریا بہائے اور مجھے مبشر اور قادیان کا رسول کیا۔ اس کے کافر ہونے پر دلیلیں قرآن شریف کی بہت سی آیتیں:۔

پہلی آیت:

"اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ"۔(۱)

نہیں جھوٹ گڑھتے ہیں مگر بے ایمان۔

---

(۱)۔پ: ۱۴، سورۃ النحل، آیت ۱۰۵

دوسری آیت:

"اِنَّ الَّذِینَ یَفۡتَرُونَ عَلَی اللّٰہِ الۡکَذِبَ لَا یُفۡلِحُونَ"۔(۱)

بے شک خدا پر جھوٹ باندھنے والے نامراد ہیں۔

تیسری آیت:

"اِنَّ الَّذِینَ یُؤۡذُونَ اللّٰہَ وَرَسُولَہٗ لَعَنَہُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَہُمۡ عَذَابًا مُّہِینًا"۔(۲)

بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لیے ذلّت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

چوتھی آیت:

"فَوَیۡلٌ لِّلَّذِیۡنَ یَکۡتُبُوۡنَ الۡکِتٰبَ بِاَیۡدِیۡہِمۡ ۔ ثُمَّ یَقُوۡلُوۡنَ ھٰذَا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰہِ لِیَشۡتَرُوۡا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیۡلًا فَوَیۡلٌ لَّھُمۡ مِّمَّا کَتَبَتۡ اَیۡدِیۡہِمۡ وَوَیۡلٌ لَّھُمۡ مِّمَّا یَکۡسِبُوۡنَ"۔(۳)

تو خرابی ہے ان کے لیے جو کتاب اپنے ہاتھ سے لکھیں پھر کہہ دیں یہ خدا کے پاس سے ہے کہ اس کے عوض تھوڑے دام حاصل کریں تو خرابی ہے ان کے لیے ان کے ہاتھوں کے لکھے سے اور خرابی ان کے لیے اس کمائی سے۔

ثانیاً: اُس نے دعوئے نبوت کیا اور معجزات کی کثرت کا مدعی ہوا، بلکہ تمام انبیا علیہم السلام سے کثرتِ معجزات میں اپنی فضیلت بیان کی۔اس سے بھی کفر اُس کا متعین ہے اور اس دعوی سے یقیناً کافر ہو گیا۔

ثالثاً: تمام انبیا علیہم السلام سے اپنی ہمسری کا دعوی، بلکہ اُس نے اپنی ترجیح اور افضلیت خصوصاً حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام پر، اس سے بھی اس کا کفر یقینی ہے۔

رابعاً: انبیا علیہم السلام خصوصاً حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کی تحقیر وتعییب اور اُن پر طعن و سب جس سے بالاجماع کفر عائد۔

خامسًا: جب اس نے نبوت کا دعوی کیا نصِ قطعی قرآن شریف کا منکر ہوا۔حضرت ختم رسل صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہ مانا نہ جانا۔اس سے بھی اس کا کفر باتفاق امت ثابت اور ایسا کفر کہ جو

---

(۱)۔پ:۱۱،سورہ یونس،آیت ۶۹

(۲)۔پ:۲۲،سورۃ الاحزاب،آیت ۱۵۷

(۳)۔پ:۱،سورۃ البقرۃ،آیت ۷۹

اُسے کافر نہ جانے نہ کہے وہ بھی کافر اور جو اُسے نبی مانے یا اُس کا معتقد ہو اور اچھا جانے وہ سب کافر اور امورِ مذکورہ فی السوال ان سب کے ساتھ حرام قطعی نصوص قطعیہ سے۔

ازاں جملہ "فَلَا تَقۡعُدۡ بَعۡدَ الذِّكۡرٰى مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ"(۱)۔

ازاں جملہ "لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَ الۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوۡلَهٗ وَ لَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ اُولٰٓئِكَ كَتَبَ فِىۡ قُلُوۡبِهِمُ الۡاِيۡمَانَ"۔(۲)

بلکہ اگر حکومت وسلطنتِ اسلام ہو تو یہ سب کے سب قابلِ ضرب وحبسِ دائمی وقتل خاص وعام۔

اب روایات کتب معتبرہ سے مضامینِ مسطورہ پر ملاحظہ فرمائیے:۔

تفسیر روح البیان میں ہے:

وقد أخبر الله فی کتابه ورسوله صلی الله تعالی علیه وآله وسلم فی السنة المتواترة عن أنه لا نبی بعده...وقال أهل السنة والجماعة: لا نبی بعد نبینا لقوله تعالی: (وَلٰكِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ) ومن قال بعد نبینا نبی یکفر لأنه ینکر النص وکذلك لو شك فیه وتنبأ رجل فی زمن أبی حنیفة وقال أمهلوني حتی أجيء بالعلامات فقال أبو حنیفة من طلب منه علامة فقد کفر۔(۳)

قال(۴) فی ہدیة المہدیین:

أما الایمان بسیدنا محمد صلی الله علیه وآله وسلم فانه یجب(۵) بأنه رسولنا وخاتم الأنبیاء والرسل فاذا أمن بأنه رسول ولم یؤمن بأنه خاتم الرسل لا یکون مؤمناً۔(۶)

وقال في الْأَشْبَاه في كِتَاب السِّيَرِ:

---

(۱)۔تو یاد آئے پر ظالموں کے پاس نہ بیٹھ۔(پ:۷،سورۃ الانعام،آیت ۶۸)

(۲)۔تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا۔(پ:۲۸،سورۃ المجادلہ،آیت ۲۲)

(۳)۔(روح البیان: سورۃ الآحزاب، زیرِ آیت ۴۰۔ 7/187-188، دار الفکر بیروت)

(۴)۔أی لقوله علیهم السلام: لا نبی بعدی ولقوله تعالی: خاتم النبیین۔۱۲

(۵)۔أی یفترض۔۱۲

(۶)۔(ہدیۃ المہدیین: القسم الثانی، النوع الثالث، الفصل الثانی، الصنف الثانی، ص18-19، مکتبۃ الحقیقہ، استنبول، ترکی)،(یوسف بن جنید التوقادی المدرس الرومی الحنفی الشہیر باخی زادہ (متوفی:۹۰۲ھ)

إذَا لَمْ يَعْرِفْ أَنَّ مُحَمَّدًا عليه السلام آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ، لِأَنَّهُ مِنْ الضَّرُورِيَّاتِ. انتهي (۱)

علامہ حموی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: إذَا لَمْ يَعْرِفْ أَنَّ مُحَمَّدًا آخِرَ الْأَنْبِيَاءِ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ؛ لِأَنَّهُ مِنْ الضَّرُورِيَّاتِ يَعْنِي وَالْجَهل بِالضَّرُورِيَّاتِ فِي بَابِ الْمُكَفِّرَاتِ لَا يَكُونُ عُذْرًا (۲) بِخِلَافِ غيرها فانه يكون عُذْرًا عَلَى الْمُفْتَى بِهِ كَمَا تَقَدَّمَ۔ (۳)

ردالمحتار میں ہے:

قَدْ صَرَّحَ فِي التَّحْرِيرِ... بِأَنَّ مَا كَانَ مِنْ ضَرُورِيَّاتِ الدِّينِ... يَكْفُرُ مُنْكِرُهُ۔ (۴)

أيضاً فيه:

لَا خِلَافَ فِي كُفْرِ الْمُخَالِفِ فِي ضَرُورِيَّاتِ الْإِسْلَامِ... وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْقِبْلَةِ الْمُوَاظِبِ طُولَ عُمْرِهِ عَلَى الطَّاعَاتِ۔ (۵)

نیز اسی ردالمحتار حاشیہ درمختار میں ہے:

وَالْبِدْعَةُ لَوْ كَانَتْ كُفْرًا يُبَاحُ قَتْلُ أَصْحَابِهَا عَامًا، وَلَوْ لَمْ تَكُنْ كُفْرًا يُقْتَلُ مُعَلِّمُهُمْ وَرَئِيسُهُمْ۔ انتہی (۶)

شفا شریف میں ہے:

وقع الإجماع عَلَى تَكْفِير كُلّ مِن دافع نص الكتاب أو خص حديثا مجمعا عَلَى نَقْلِه۔ (۷)

---

(۱)۔(الْأَشْبَاهُ وَالنَّظَائِرُ عَلَى مَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانِ لابن نجيم المصری (المتوفی: 970): كتاب السير، باب الردة، ص161، دار الکتب العلمیہ، بیروت لبنان)

(۲)۔أی مسموعاً مقبولاً فی الشرع۔۱۲

(۳)۔غمز عیون البصائر فی شرح الأشباه والنظائر لأبی العباس شهاب الدین أحمد بن محمد الحسینی الحموی الحنفی (المتوفی:1098)، کتاب السیر، باب الردۃ، 207/2)

(۴)۔رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الصلاۃ، باب ما یفسد الصلاۃ وما یکرہ فیها، باب الوتر والنوافل، 5/2، دار الفکر بیروت)

(۵)۔رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الصلاۃ، باب الإمامة، 561/1)

(۶)۔رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الجهاد، مطلب توبة اليأس مقبولة دون إيمان اليأس، 243/4)

(۷)۔الشفا بتعريف حقوق المصطفى: الْقسم الرابع، الْباب الثالث، فصل فِي بيان مَا هُو مِن المقالات كفر، 286/2، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع)

أیضاً: الْإِجْمَاعِ عَلَی کُفْرِ مَنْ لَمْ یُکَفِّرْ کُلَّ مَنْ فَارَقَ دِینَ الْمُسْلِمِینَ۔ (۱)

شروحِ شفا میں ہے:

لأنه صلی الله علیه وآله وسلم أخبر أنه خاتم النبیین، وأخبر أنه لا نبي بعده وأخبر اللهُ تعالی عنه أنه خاتم النبیین، وأنه أرسل کافة للناس. وأجمعت الأمة علی أن هذا الکلام علی ظاهره، وأن مفهومه المراد منه دون تأویل وتخصیص، فلا شك في کفر هؤلاء الطوائف کلها قطعاً إجماعاً۔

اس سے واضح ہوا کہ جو کوئی بعد ہمارے نبی برحق خاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نفسِ نبوت کا دعوی کرے تو یقیناً بالاجماع کافر ہے، چہ جائیکہ نبیوں سے افضلیت کا مدعی ہو اُس کے کفر قطعی میں کیا تردد، بلکہ جو اُسے کافر نہ جانے وہ بھی قطعی کافر، بلکہ قادیانی تو کادیانی ہے، اگر کوئی شخص کسی غوث یا قطب یا کسی ولی کو کسی نبی سے افضل کہے تو وہ کافر ہے یقیناً بلا ریب وشک، اس لیے کہ مطلقاً نبی کی افضلیت ہر ولی سے شرع میں جملہ ضروریاتِ معلومہ سے ہے۔

النبي أفضل من الوليّ وهو أمر مقطوع به، والقائل بخلافه کافر لأنه معلوم من الشرع بالضرورة، کما في شروح البخاري وغیرها۔ (۲)

اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

واضح تکفیر مدعي النبوة ویظهر کفرُ مَنْ طلب منه معجزة؛ لأنه بطلبه لها منه مجوز لصدقه مع استحالته المعلومة من الدین بالضرورة۔ (۳)

ترجمہ: مدعی نبوت کی تکفیر تو خود واضح وروشن ہے اور جو اُس سے معجزہ مانگے اُس کا کفر ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس مانگنے میں اُس مدعی جھوٹے کا صدق محتمل مان رہا ہے حالاں کہ اُس کا محال ہونا ضروریاتِ دینیہ یقینیہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرا نبی ممکن نہیں ہے۔

فتاویٰ تاتارخانیہ اور عالمگیریہ میں ہے:

---

(۱)۔ الشفا بتعریف حقوق المصطفی: القسم الرابع، الباب الثالث، فصل في تحقیق القول في إکفار المتأولین، 2/281)

(۲)۔ إرشاد الساري لشرح صحیح البخاري للقسطلاني: کتاب العلم، باب ما یستحب للعالم إذا سئل أي الناس أعلم فیکل العلم إلی الله، تحت الرقم 122-1/214)

(۳)۔ الإعلام بقواطع الإسلام لابن حجر الهیتمي: ص 159، دار التقوی - سوریا)

رَجُلٌ قَالَ لِآخَرَ مِنْ فرشته تَوَ أُمُّ فِي مَوْضِعِ كَذَا أُعِينُكَ عَلَى أَمْرِكَ فَقَدْ قِيلَ أَنَّهُ لَا يَكْفُرُ، وَكَذَا إِذَا قَالَ مُطْلَقًا أَنَا مَلَكٌ بِخِلَافِ مَا إِذَا قَالَ أَنَا نَبِيٌّ۔ (۱)

نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض میں بنے ہوئے نبیوں اور مدعیانِ نبوت اور اُن کے معتقدین جو اُن کے ہاں میں ہاں ملانے والے ہیں اُن سب کی نسبت لکھا ہے:

ہم أكفر من النصاری وأشد ضرراً منه لأنہم بحسب الصورة مسلمون ويلتبس أمرہم علی العوام ہؤلاء كلہم كفار يكذبون للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لأنہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أخبر أنہ خاتم النبیین وأنہ لانبی بعدہ۔ (۲)

ترجمہ: ان لوگوں کا کفر نصاری سے بڑھ کر ہے اور اُن سے زائد ان کا ضرر کہ یہ صورت میں مسلمان ہیں۔ ع

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

ان سے عوام دھوکہ میں پڑ جاتے ہیں سو یہ سب کے سب کفار ہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی کہ آپ آخر الانبیا ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوا۔

امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد بن محمد غزالی کتاب "الاقتصاد" میں فرماتے ہیں:

أن الأمة فهمت من هذا اللفظ أنه أفهم عدم نبي بعده أبداً وعدم رسول الله أبداً وأنه ليس فيه تأويل ولا تخصيص.ومن أدلة تخصيص فكلامه من أنواع الهذيان لا يمنع الحكم بتكفيره لأنه مكذب (۳)

لہذا النص الذي اجمعت الأمة على أنه غير مأول ولا مخصوص۔ انتهى (۴)

"مواہب لدنیہ" میں ہے:

من ذهب إلى أن النبوة مكتسبة لا تنقطع، أو إلى أن الولی أفضل من النبی فهو زندیق۔ (۵)

---

(۱)۔الفتاوی الهندية: كتاب السير، الباب التاسع في أحكام المرتدين، مطلب في موجبات الكفر أنواع منها ما يتعلق بالإيمان والإسلام، 266/2، دار الفكر)

(۲)۔نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض

(۳)۔أی خاتم النبیین۔۱۲

(۴)۔الاقتصاد في الاعتقاد للغزالي: القطب الرابع، الباب الرابع، ص 137، مفهومًا، دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان)

(۵)۔المواهب اللدنية بالمنح المحمدية: المقصد السادس، النوع الثالث، 542/2، المكتبة التوفيقية، القاهرة - مصر)

علامہ زرقانی اس کی شرح میں اس کی دلیل اس طرح لکھتے ہیں:

لتكذيب القرآن، وخاتم النبيين۔(۱)

تمہید ابی شکور سالمی میں ہے:

من ادعى النبوة فى زماننا فانه يصير كافراً ومن طلب منه المعجزات فانه يصير كافراً؛ لأنه شك فى النص۔(۲)

مولانا بحر العلوم عبد العلی شرح سلم میں فرماتے ہیں:

محمد رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم خاتم النبيين، وأبو بكر رضى الله تعالى عنه أفضل الأصحاب والأولياء، وهاتان القضيتان مما يطلب بالبرهان فى علم الكلام، واليقين المتعلق بهما يقين ثابت ضرورى باق الى الأبد، وليس الحكم فيهما على أمر كلى، بحيث يجوّز العقل تناول هذا الحكم لغير هذين الشخصين، وانكار هذا مكابرة وكفر۔ انتهى (۳)

نیز اعلام بقواطع الاسلام میں ہے:

ومن ذلك(أي المكفرات) أيضاً تكذيب نبي أو نسبة تعمد كذب إليه أو محاربته أو سبه أو الاستخفاف به، ومثل ذلك ما لو تمنى في وقت نبي من الأنبياء أنه هو النبي دون ذلك النبي، أو في زمن نبينا صلى الله عليه وسلم أو بعده أن لو كان نبياً أو أنه صلى الله عليه وسلم لم تكن النبوة به فيكفر في جميع ذلك، والظاهر أنه لا فرق بين تمني ذلك باللسان أو القلب. انتهي ملخصاً (۴)

خلاصہ ترجمہ: انھیں باتوں سے جو آدمی کو کافر بناتی ہیں کسی نبی کو جھٹلانا ہے یا کسی نبی کی طرف قصداً جھوٹ بولنے کی

---

(۱)۔شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية:المقصد السادس،النوع الثالث، 8/ 399،دار الكتب العلمية)

(۲)۔التمهيد للعلامة أبى شكور محمد بن عبدالسعيد السالمى الكشبى:آٹھواں باب، چوتھا قول،ص ۲۵۵،فريد بک سٹال)

(۳)۔شرح بحر العلوم على سلم العلوم في علم المنطق لبحر العلوم ملك العلماء عبد العلي اللكهنوي المدراسي الحنفي(المتوفي:۱۲۲۵ھ):الصناعات الخمس، ص۵۷۶، دار الضياء للطباعة والنش،الكويت)

(۴)۔الإعلام بقواطع الإسلام لابن حجر الهيتمي:ص85، دار التقوى-سوريا)

نسبت کرنا یا کسی نبی سے لڑنا یا کسی نبی کو بُرا کہنا گالی دینا اُن کی شان میں گستاخی کا کلمہ بولنا یا ہمارے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یا بعد اُس زمانہ کے کسی شخص کا یہ آرزو کرنا کہ نبی ہوتا زبان سے یا دل سے ان سب صورتوں میں کافر ہو جائے گا۔

غور کرنا چاہیے کہ جب آدمی نبوت کی آرزو کرنے سے کافر بن جاتا ہے تو نبی کے دعوے کرنے سے یا معاذ اللہ اپنے آپ کو نبیوں سے افضل کہنے سے کس درجہ کا خبیث کافر اکفر ہوگا!۔

شفا شریف میں ہے:

أَجْمَعَتِ الْأُمَّةُ عَلَى قَتْلِ مُتَنَقِّصِهِ علیه الصلاة والسلام وَسَابِّهِ. قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيا وَالْآخِرَةِ۔ (۱)

اور جس نے نبوت کا دعوی کیا (۲) اُس نے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تنقیص میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم نہ مانا اور جب خاتم نہ مانا تو آپ کو نبی نہ جانا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی نہ جانا کسی نبی کو نہ مانا۔ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ (۳)۔ اور جب نبیوں کو نہ مانا تو خدا کو نہ مانا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا () اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا (۴)۔ اس سے بڑھ کر خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا اور کیا ہوگا اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والا یقیناً ملعون کافر دنیا وآخرت میں، اور اُس کے لیے عذاب مہین ہمیشہ کا ہے۔

اقول: تفصیلِ ماسبق سے خوب ظاہر ہو گیا کہ گورداسی لال قادیانی کے ہم خیال اور ایسوں کے معتقدین ذی خیال سب کے سب کافر کفر یہود و نصاری سے بڑھ کر دینی شر میں سب کافروں سے بدتر۔ اُن کے ساتھ کسی قسم کا اختلاط ہو یا کسی نوع کی مصاحبت ومجالست مؤدت یا برتاؤ سب حرام بالکل ناجائز جملہ امور مسئولہ ناروا سخت موجب ضرر باعثِ شر بلکہ اشر کا اثر۔

---

(۱)۔الشفا بتعریف حقوق المصطفی: القسم الرابع، 211/2)

(۲)۔جیسے قادیانی۔۱۲

(۳)۔پ:۳، سورۃ البقرہ، آیت ۲۵۸

(۴)۔پ:۶، سورۃ النساء، آیت ۱۵۰-۱۵۱

اس کے علاوہ ایک بات یہاں ضروری اور یاد رکھنے کے قابل ہے۔وہ یہ کہ جب عقیدت فرقہ کادیانی سببِ کفروالحادوزندقہ وارتداد ہواتو بمجرداس عقیدت مندی کے اُن کی بیبیاں اُن کے نکاحوں سے باہر ہوگئیں۔اب جب تک وہ توبۂ نصوح نہ کریں تب تک اُن کی اولادیں سب حرامی ہوں گی اور اُن کے اعمال نیک سب برباد و اکارت ہوگئے۔موافق فرمان واجب الاذعان حق تعالی: وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمٰنِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔(۱)

درمختار میں ہے:

مَا يَكُونُ كُفْرًا اتِّفَاقًا يُبْطِلُ الْعَمَلَ وَالنِّكَاحَ وَأَوْلَادُهُ أَوْلَادُ زِنًا. انتهي (۲)

حضرت غوث اعظم قطب عالم قدسنا اللہ تعالی سبحانہ بسرہ الاقدس الاکرم "غنیۃ الطالبین" میں لکھتے ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اہلِ بدعات منقصینِ شانِ عالی حضرات صحابۂ کرام کی نسبت فرماتے ہیں:

لَا تُجَالِسُوهُمْ، وَلَا تَنَاكَحُوا هُمْ، وَلَا تُوَاكِلُوهُمْ، وَلَا تُشَارِبُوهُمْ، وَلَا تُسَلِّمُوا عَلَيْهِمْ، وَلَا تَعُودُوهُمْ، وَلَا تُصَلُّوا مَعَهُمْ، وَلَا تُصَلُّوا عَلَيْهِمْ، حَلَّتْ عَلَيْهِمُ اللَّعْنَةُ۔(۳)

ترجمہ: نہ اُن کے ساتھ بیٹھو، نہ اُن کے ساتھ رشتہ جوڑو، نہ اُن سے ہم نوالہ وہم پیالہ ہو، نہ اُن پر سلام علیک کرو، نہ اُن کی عیادت کرو، نہ اُن کے ساتھ نماز پڑھو، نہ اُن کے جنازہ کی نماز پڑھو، اُن پر خدا کی لعنت ہوچکی۔

جب منقصین ومبغضینِ صحابہ کی نسبت یہ حکم ہے تو منکرینِ انبیا علیہم السلام اور اُن کے محقّرین کی نسبت یہ حکم بدرجۂ اولی وبطریقِ اعلیٰ واسنی ہے۔وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ واٰلہ قدر حسنہ وجمالہ وکمالہ۔

العبد المجیب محمد سلامت اللہ عفی عنہ

(۱) الجواب صحیح

(۲) بے شک فرقہ قادیانی اوران کا اتباع کافر وضال ومضل، بلکہ ان سب سے بدتر ہیں۔

---

(۱)۔پ:۶،سورۃ المائدہ۔آیت ۵

(۲)۔الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار: كتاب الجهاد، باب المرتد، ص348، دار الكتب العلمية)

(۳)۔الغنية لطالبي طريق الحق عز وجل للشيخ أبي محمد محيي الدين عبد القادر الحسني الجيلاني (المتوفى: 561هـ) القسم الثاني في العقائد، باب في معرفة الصانع عز وجل، فصل ويعتقد أهل السنة أن أمة نبينا...، 163/1 (بالفاظ مختلفة)، دار الكتب العلمية، بيروت-لبنان

العبد محمد معوان حسین عفی عنہ، مہتمم مدرسہ ارشاد العلوم

(۳) نعم الجواب وھذا التحقیق، احقر العباد محمد ریحان حسین عفی عنہ

(۴) اجماع امت سے ثابت ہے کہ نبوت علیٰ نبینا علیہ السلام پر ختم ہوگئی اور شریعتِ مصطفویہ تا قیامت باقی رہے گی، دوسرا نبی پیدا نہیں ہوسکتا اور آیات واحادیث اس بارہ میں محمول علی الظواہر ہیں۔ پس کسی شخص (کا) مدعی نبوت ورسالت ہونا یا تصدیق کرنا کفر وضلال ہے۔

نظیر الدین عفی عنہ مدرس چہارم مدرسہ عالیہ

(۵) ذالک کذالک

العبد غلام رسول عفی عنہ مدرس مدرسہ عالیہ

(۶) عزاھو الذی یعض علیہ بالنواجذ

العبد محمد معز الدین خان مدرس مدرسہ عالیہ ریاست رام پور

(۷) اقوال مسیح کادیانی کا جو مندرج سوالِ ہذا ہیں ملاحظہ کیا گیا۔ اس قسم کے کلمات یہود اور نصاریٰ کی تحریرات اور تقریر سے کسی وقت اور کسی ملک میں- جو اکثر بلاد میں رہنے اور سفر کرنے کا اتفاق پڑا- گوش زد راقم الحروف کے نہیں ہوئے۔ یہ عجیب معجون سقوطری ہے جس نے اس کی طرف توجہ بھی اگر کی استعمال تو شے دیگر ہے توسوائے تلخ کلامی اور کوئی کیفیت حاصل نہ ہوگی۔ ایسے الفاظ زبان سے خواہ قلم سے نکلنا دو حال خالی نہیں: یا حالت جنون اور سکر میں۔ جو شخص اپنے ہوش میں درست نہ ہو اُس سے اور اس کے کلام سے بحث کرنا بے فائدہ اور اگر عمداً اس قسم کے کلمات بولے یا اپنی تصنیفات میں اُن پر یقین اور وثوق اپنا جما کر اُن کلمات مذکور فی السوال کو کسی نے بولا تو اُس کے کفر اور کافری میں شک نہیں ہے۔ وہ شخص قطعی کافر ہے۔ آٹھ/ ۸ سوال متعلق مذہب کادیانی کے میرے پاس مرسلہ ملک پنجاب کسی ولایتی طالب علم کے ذریعہ سے پہنچے ہیں وہ قریب قریب اُنھیں عقائد باطلہ کے ہیں جو سوالاتِ مذکورہ بالا میں مذکورہ ہیں جن کا جواب شافی لکھا گیا ہے اور اکثر بلاد کے علمائے حنفیہ نے اُن اقوال پر قائل اُس کے پر تکفیر کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ عامہ وخاصہ مومنین کو اُن سے فتنہ خیز شر انگیز مذہب سے محفوظ رکھے۔

جوابِ سوالات نہایت صحیح ہے اور مجیب مصیب فللہ درہ۔

العبد ابو النعمان محی الدین محمد اعجاز حسین مجددی عفی عنہ

(۸) ابلیسِ زمانی، دجالِ لاثانی، موردِ قہر وغضبِ یزدانی، کرشنا اوتار، نمرود وقار، لائقِ کروڑہا کروڑ لعنت و

پھٹکار، جناب کفر وارتداد، مآب مرزا غلام بد انجام قادیانی ھاویہ مکانی کی نسبت حضرت مجیب مصیب مدظلہ العالی مادامت الایام واللیالی نے جو کچھ تحقیق وتصدیق فرمایا سب حق وبجا ہے۔ بلکہ اس دجالِ اوّل وابلیسِ ثانی غلام کفر انجام قادیانی کا کفر وارتداد تمام کفار واشرارِ عالم سے خبث وغلاظت میں بدر جہا سوا ہے۔ ڈھٹائی، بے حیائی، سخن پروری، حیلہ گستری، عیاری، مکاری، جعل سازی، چال بازی، حق پوشی، کفر فروشی، بدزبانی، بے ایمانی میں اس سید الکفرہ کا مثل ونظیر عنقا ہے۔ حقیقت میں اس نمبر کے اکفر اس امت میں تو نظر نہیں آتے۔ سوائے اشقی الناس بل خناس جونپوری ابلیس معنوی وصوری کے اور کہیں دیکھے سنے نہیں جاتے۔ یہ ملعون ترین موجودات اُن کفار اشرار میں سے ہے کہ جو شخص اس مرتد لعین کو کافر نہ جانے، اُس کے کافر کہنے میں ذرا بھی توقف کرے، وہ خود کٹّا کافر پکا مرتد سچا ابلیس ہے۔ حتی کہ جو اُس کافر کو مسلمان سمجھے، وہ بھی کافر۔ پھر جو اُس کو کافر نہ کہے، وہ خود کافر۔ لہٰذا ہر سنی مسلمان پر فرض ہے کہ ہر مرزائی کافر سے دور رہے اور اُن کو اپنے سے دور کرے اور بضرورت شدیدہ اُن سے ویسا ہی معاملہ کرے جیسا کہ دوسرے کفار ومرتدین سے کرتا ہے۔ واللہ سبحانہ موفق والمعین، وصلی اللہ تعالیٰ علی حبیبہ سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

فقیر ابوالوقت محمد ہدایۃ الرسول سنی حنفی قادری برکاتی نوری رضائی رام پوری عفی عنہ

(۹) أصاب من أجاب

فقیر محمد شفاعۃ الرسول حنفی قادری

(۱۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ختم النبوۃ بمحمد صلی اللہ وسلم علیہ وآلہ۔

أما بعد! فان غلام أحمد القادیانی قد ادعی النبوۃ والرسالۃ بعد محمد صلی اللہ وسلم علیہ وآلہ فھو کافر؛ لأنہ أنکر أمراً مجمعاً علیہ بین فرق الاسلام۔ ثم انہ مصرح بہ في کتاب اللہ وکما انہ کافر فمتبعہ کافر۔ وأما تسترہم باتباع السنۃ فھو لا یفید فانھم یبغضون آل محمد صلی اللہ وسلم علیہ وآلہ وحیث کانوا یفتنون الناس والعوام فینبغي عدم مجالستھم ومناکحتھم ولا سیما والقوم فی حکم المرتدین فکیف یجوز مناکحتھم۔ والحاصل ان ہؤلاء الناس یجب اجتنابھم واللہ لا یحب الخائنین۔ قال اللہ تعالی: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ ۔ ولا شك ان اجتناب أہل الضلال أمر حسن ألا تری أن عاصم بن ثابت الأنصاری

رضی اللہ تعالی عنہ أقسم أن لا یمسہ مشرک و لا یمس ھو مشرکا فلم یمنعہ صلی اللہ وسلم علیہ وآلہ۔

محمد طیب

(۱۱) فقیر کو قادیانی تالیفات دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا ہے لیکن اقوال مذکورہ فی السوال دو حال سے خالی نہیں: یا قائل ان کا مجنون ودیوانہ ہے، تو خطاب وجواب کے قابل نہیں۔

یا عاقل مکلف ہے، تو اقوالِ مذکورہ کے اعتقاد سے کفر لازم آنے میں کیا کلام ہے۔ بالخصوص دعوئے نبوت ورسالت (جو بحوالہ رسائلِ قائل سوال میں مذکور ہے) نص ظاہر غیر موول مجمع علیہ کے انکار کو مستلزم ہے اور ایک نص کے انکار سے بھی کفر لازم آنا سلف وخلف کا مجمع علیہ ہے چناں چہ خلافتِ اولی میں بعض اعراب نے حکمِ زکوۃ سے انکار کیا تو خلیفۂ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے بحضور مجمع صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم اُن سے جہاد کیا اور باتفاق صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم اُن پر اسم وقلم غیر مسلم کا جاری کیا گیا۔ ہذا ما سنح فی البال واللہ سبحانہ وتعالی أعلم الحقیقۃ الحال

العبد خادم الطلبہ محمد منور العلی

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا حبیب اللہ

چوتھا باب

مہربان
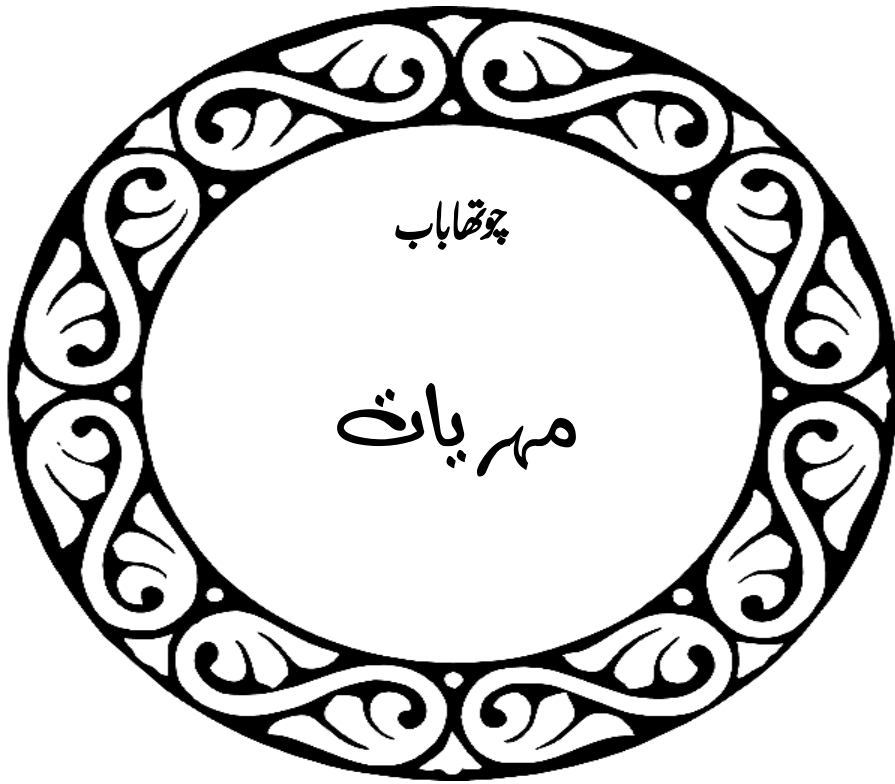
ختم نبوت کے تحفظ میں تاجدارِ گولڑہ قبلۂ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا نمایاں کردار

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (مدیر اعلیٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

سبحان اللہ ما اجملک ما احسنک ما اکملک

کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا

گستاخ اکھیں کتھے جا اڑیاں

برصغیر پاک وہند کے علماء ومشائخ میں قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1356ھ/ 1937ء) کسی تعارف کے محتاج نہیں، آپ گلستان سادات کے ایک ایسے مہکتے ہوئے پھول ہیں جن کی علمی و روحانی خوشبو سے ایک جہان معطر ہے۔ آپ کے والد گرامی حضرت سید نذر دین شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ آپ کے اساتذہ کرام میں مولانا لطف اللہ علی گڑھی، مولانا احمد علی سہارنپوری اور استاذ العلماء علامہ مولانا محمد شفیع (بھوئی، اٹک) رحمۃ اللہ علیہم کے نام نمایاں ہیں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ نظامیہ میں شمس العارفین خواجہ شمس الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کو اجازت وخلافت حاصل تھی۔ آپ دنیائے تصوف کے بے تاج بادشاہ ہیں۔ آپ ایک مرد کامل، عالم فاضل، فقیہ اور قادر الکلام شاعر کے وصف سے متصف ہیں۔ آپ وحدت الوجود پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہاں آپ کی تمام علمی وروحانی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا البتہ برصغیر میں جب خطۂ قادیان سے ایک ایسا شیطان سامنے آیا جس نے انبیاء واولیاء، صحابہ واہل بیت کی شان اقدس میں نہایت نازیبا کلمات کتابوں میں باضابطہ لکھ کر شائع کئے۔ کبھی مجدد بنا کبھی مہدی موعود کا دعویٰ کیا اور بالآخر اس خبیث نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

اگر چہ برصغیر کے علماء ومشائخ کی کثیر تعداد نے اس کا ہر طرح تعاقب کیا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قسام ازل نے اس کے رد بلیغ کے لئے آپ کو خصوصی طور پر اس کے سامنے لایا تھا۔ آپ نے اس فتنۂ قادیانیت کا ایسا علمی وعملی تعاقب فرمایا کہ جس کی مثال ملنا محال ہے۔

1307ھ/ 1890ء میں آپ نے حرمین شریفین کا سفر کیا، حج بیت اللہ اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے اور جب آپ نے حجاز مقدس ہی میں مستقل سکونت اختیار کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"پنجاب میں عنقریب ایک فتنہ نمودار ہوگا جس کا سد باب صرف آپ کی ذات سے متعلق ہے اگر اس وقت آپ محض اپنے گھر میں خاموش ہی بیٹھے رہے تو بھی علماء عصر کے عقائد محفوظ رہیں گے اور وہ فتنہ زور نہ پکڑ سکے گا"۔

اسی طرح پیغمبر آخر الزماں حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود بھی آپ کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لئے تاکید فرمائی۔ اس سلسلے میں کئی بشارات ہیں موضوع کی مناسبت سے یہاں ایک بشارت قارئین کی نذر کی جاتی ہے۔

ملفوظات مہریہ میں قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول یوں لکھا ہوا ہے:

"عالم رویا میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے مرزا قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی مقراض سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو"۔

یہ وہ حقیقی پس منظر ہے جس کی بنا پر آپ نے ساری زندگی مرزا قادیانی آنجہانی کی جھوٹی نبوت کا رد بلیغ جاری وساری رکھا۔

1317ھ/ 1899ء میں آپ نے مرزا آنجہانی کی مشہور کتاب "ایام الصلح" اور دیگر رسائل کے رد میں قلم اٹھایا اور فارسی زبان میں "ہدیۃ الرسول" جیسا عظیم شاہکار سامنے آیا۔ مرزا آنجہانی نے چونکہ "ایام الصلح" کو کابل وغیرہ کے مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے کے لئے فارسی زبان کا سہارا لیا تھا اسی لئے اس کا مؤثر رد فارسی زبان ہی میں ممکن تھا۔ مقام افسوس ہے کہ قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی رد قادیانیت میں اولین تصنیف پچانوے (95) سال بعد 1415ھ/ 1994ء میں شائع ہو کر سامنے آئی۔ بعد میں مولانا سید عزیز الرحمن شاہ گردیزی صاحب زید مجدہ نے اس کا اردو ترجمہ کیا اور اس کی تخریج وحواشی لکھ کر شائع کروایا۔ اللھم زد فزد۔

قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے رد قادیانیت میں اپنی اس اولین تصنیف میں طریقۂ تحریر یہ اختیار فرمایا کہ پہلے لفظ "قال"۔یعنی اس نے کہا" لکھ کر مرزا قادیانی کی کتب سے اقتباس پیش فرماتے ہیں اور پھر لفظ "اقول"۔یعنی "میں کہتا ہوں" لکھ کر اس کے قول کا رد فرماتے ہیں۔واللہ! کیسا حسین طریق کار ہے۔قاری کے سامنے دونوں نقطہ نظر آ جاتے ہیں اور پھر اسے حق و باطل میں فرق کرنے میں کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی۔

1317ھ/ 1899ء،1900ء میں آپ نے مرزا قادیانی آنجہانی کے رد میں دوسری کتاب "شمس الھدایہ فی اثبات حیاۃ المسیح" لکھی جس میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے بارے میں مرزا آنجہانی کے اٹھائے گئے سوالات کا ایسا مسکت جواب دیا کہ قادیانیت کے ایوان لرز کر رہ گئے۔

1319ھ/ 1902ء میں آپ کے قلم فیض رقم سے فتنۂ قادیانیت کے رد میں تیسری کتاب "سیف چشتیائی" منصۂ شہود پر آئی جس میں مرزا آنجہانی کی کتاب "اعجاز المسیح" اور اس کے حمایتی مولوی احسن امروہی کی "شمس بازغہ" کا ایسا رد بلیغ فرمایا کہ ان دونوں کتابوں کی قلعی کھول کر رکھ دی۔آپ کی اس کتاب کو رد فتنۂ قادیانیت میں شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہے۔آپ کے چند دستیاب فتاویٰ کو "فتاویٰ مہریہ" کے نام سے نہایت آب و تاب سے شائع کیا گیا ہے ان میں بھی ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے رد میں کئی فتاویٰ نمایاں ہیں۔یہ تو تھیں قادیانیت کے رد میں آپ کی قلمی معرکہ آرائیوں کی ایک جھلک،اب عملی طور پر مرزا آنجہانی سے پنجہ آزمائی کا ایک منظر بھی ملاحظہ فرمالیں۔

20/ جولائی 1900ء کو مرزا آنجہانی نے ایک اشتہار عام کے ذریعے قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو عربی میں تفسیر قرآن لکھنے کا مقابلہ کرنے کے لئے للکارا۔اس نے شرائط بھی خود طے کیں۔جوں ہی یہ اشتہار گولڑہ شریف پہنچا۔آپ نے اسی دن اخبار چودھویں صدی میں جوابی اشتہار شائع کروایا اور مرزا کی تمام شرائط کے ساتھ اس کا چیلنج قبول فرمالیا اور مناظرے کے لئے 25/ اگست 1900ء کی تاریخ مقرر ہوئی۔آپ پچاس علمائے کرام کی جماعت کے ساتھ لاہور پہنچ گئے۔دور ونزدیک سے عقیدۂ ختم نبوت کے سینکڑوں محافظین علماء ومشائخ اور ہزاروں مجاہدین ختم نبوت جوق در جوق لاہور پہنچ گئے۔آپ اپنے رفقاء کے ساتھ برکت علی ہال بیرون موچی دروازہ لاہور میں قیام فرمایا۔مرزا کا انتظار کیا تاکہ وہ آئے اور دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہوجائے۔مگر مرزا قادیانی کو قادیان ہی سے باہر آنے کی ہمت نہ ہوسکی۔25/ اگست کا دن گزر گیا۔26 اگست بھی چلا گیا لیکن مرزا نے نہ آنا تھا اور وہ نہ آیا۔چاہئے تو یہ تھا کہ مرزا نے جس طرح بلند بانگ دعوؤں کے ساتھ چیلنج

کیا تھا وہ مرد میدان بنتا اور آپ کے سامنے آتا۔لیکن منظر عام سے ایسا غیب ہوا جس طرح گدھے کے سر سے سینگ غائب ہوتے ہیں۔قادیانی ذریت اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود مرزا آنجہانی کو لاہور لانے میں بری طرح ناکام ہوگئی۔یوں فتنۂ قادیانیت کو شکست فاش ہوئی اور عالم اسلام کو فتح مبین حاصل ہوئی۔۔الحمدللہ۔

اسی دوران قادیانی جماعت کے ایک وفد نے قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کی کہ آپ مرزا صاحب کے ساتھ مباہلہ کریں یعنی ایک اندھے اور اپاہج شخص کے حق میں مرزا صاحب دعا کریں اور اسی طرح آپ بھی اندھے اور اپاہج کے حق میں دعا کریں،جس کی دعا سے اندھا اور اپاہج شفا یاب ہو جائے اسی کو برحق مان لیا جائے۔اس پر قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے دوٹوک الفاظ میں فرمایا کہ مرزا صاحب سے کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جائیں،میں حاضر ہوں۔تفسیر نویسی کے معاملے میں بھی آپ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ ہاتھ میں قلم پکڑ کر تفسیر لکھنا تو عام سی بات ہے ہمارے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود تفسیر قرآن لکھنے لگے۔سبحان اللہ۔

المختصر 27/اگست 1900ء کو بادشاہی مسجد لاہور میں فتح مبین کے طور پر علماء و مشائخ کا عظیم الشان اجتماع ہوا اور آخر میں آپ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع وعریض تھا۔آپ کے خلفاء و تلامذہ،اور مریدین عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں ہمیشہ نمایاں طور پر سامنے رہے۔ان سب کی خدمات بھی آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔آپ کی وفات حسرت آیات کے بعد آپ کے اکلوتے صاحب زادے اور جانشین حضرت علامہ پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م1394ھ/1974ھ) نے بھی عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کی تردید میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔راقم نے ایک الگ مقالے میں ان کی خدمات کا ایک طائرانہ جائزہ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازے اور انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آستانہ عالیہ گولڑہ شریف کو حسب سابق ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں بھرپور کردار ادا کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود — ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

حضرت علامہ مولانا محمد غازی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

کارِ ردِقادیانیت میں کردار

مولانا محمد سعید قادری (شکر درہ۔اٹک)

استاذ الاولیاء والعلماء حضرت علامہ مولوی حافظ محمد غازی گولڑوی چھب تحصیل جنڈ ضلع اٹک کے موضع موچی کرڑی پٹھان قبیلہ میں 1854ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اور قرآن مجید حفظ و ناظرہ مقامی علماء کرام سے پڑھا کچھ بڑے ہوئے تو اعلیٰ تعلیم کے لیے کانپور کے معروف عالم، محقق، مفسر و محدث حضرت علامہ مولانا احمد حسن محدث کانپوری کے پاس حاضر ہوئے [۱]۔ علوم متداولہ سیکھنے کے بعد فنِ حدیث سیکھنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف رخت سفر باندھا۔

مکہ مکرمہ کی معروف درسگاہ جامعہ صولتیہ میں پہنچے جہاں مجاہد اسلام مولانا رحمت اللہ کیرانوی کا فیض عام جاری تھا۔ [۲] آپ سے فن حدیث میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے بعد جامعہ صولتیہ ہی میں مولانا رحمت اللہ کیرانوی کے نائب مدرس مقرر ہوئے تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے قرأت وتجوید کا فن بھی سیکھنا شروع کیا۔

جب ۱۳۰۷ھ بمطابق ۱۸۹۰ء کو حضرت قطب العالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی حج کے ارادہ سے مکہ مکرمہ پہنچے تو دوران سفر بحری جہاز میں مولانا کیرانوی کے ایک تلمیذ سے ندائے غائبانہ پر بحث ہوئی اس تلمیذ نے جامعہ صولتیہ پہنچ کر ساری تفصیل مولانا کیرانوی کو بتائی مولوی حافظ محمد غازی چونکہ مولانا کیرانوی کے نائب تھے جوش میں آگئے چند علمی سوالات تیار کیے اور ساتھ ایک بنگالی مولوی کو لیکر حرمِ پاک میں حضرت اعلیٰ گولڑوی سے مناظرہ کرنے چل پڑے جب حرمِ بیت اللہ میں پہنچے تو آپ مراقبہ کی حالت میں تھے۔ آپ نے مولوی حافظ محمد غازی کو بیٹھنے کا اشارہ فرمایا مولوی محمد غازی فرماتے ہیں اس وقت آپ پر انوار وتجلیات کی ایسی کیفیت طاری تھی کہ جونہی آپ پر ہماری نظر پڑی تو ہمارے اوپر رقت طاری ہوگئی بلکہ میں مارے شرم کے اپنے ساتھی بنگالی مولوی سے منہ چھپانے لگا کہ وہ کہے گا کس جوش وجذبے سے آیا تھا اور اب آنسو بہا رہا ہے۔ مگر جب میں نے اسے دیکھا تو وہ بھی اسی کیفیت میں آنسو بہا رہا تھا۔

کچھ دیر کے بعد آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور حال احوال دریافت فرمایا مگر ہماری یہ کیفیت ہو چکی

ہے کہ منہ سے بات تک نہیں نکلتی آخر میں عرض کی حضرت آپ جامعہ صولتیہ میں ہماری رہائش گاہ پر تشریف لائیں اور وہیں قیام فرمائیں بار بار اصرار پر آپ نے فرمایا اچھا آپ کے پاس ہی قیام کرونگا۔۳؎

مولوی حافظ محمد غازی کی حضرت اعلیٰ گولڑوی سے یہ پہلی ملاقات جو مکہ مکرمہ میں ہوئی آپکی شخصیت علمی وروحانی کمالات سے اس قدر متاثر ہوئے کہ جب حضرت اعلیٰ گولڑوی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ بھی حضرت اعلیٰ کے ساتھ چل پڑے۔حرمین شریفین کی زیارات کے بعد حضرت اعلیٰ گولڑوی نے اپنے وطن کی طرف واپسی کا ارادہ فرمایا تو آپ کے حکم پر مولوی محمد غازی بھی آپکی معیت میں جامعہ صولتیہ کو خیرآباد کہہ کر آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں آ گئے۔

آستانہ عالیہ پر آنے کے بعد آپ نے مستقل یہیں پر قیام فرمایا مسند تدریس پر متمکن ہوکر اپنے تبحر علمی سے امتِ محمدیہ کو سیراب کرنا شروع کیا علوم ظاہرہ میں کمال رکھنے کے باوجود علوم باطنہ میں تشنگی باقی تھی اس لیے حضرت اعلیٰ سے فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ کا درس لینا شروع کیا ملفوظات مہریہ میں کئی مقامات پر آپ کا تذکرہ موجود ہے۔۴؎

آپ سے سینکڑوں افراد نے اکتساب فیض کیا آستانہ عالیہ پر تدریس امامت، افتاء، تصنیف وتالیف کی خدمات سرانجام دیں۔آخرکار 1938ء میں وفات پائی۔۵؎

جب اٹھارہوں صدی کے اواخر میں فتنہ قادیانیت ومرزائیت نے سر اٹھایا آستانہ عالیہ گولڑہ شریف میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کی قیادت میں تمام علماء کرام نے اس فتنہ کی سرکوبی اور اسکو قلع قمع کرنے کے لیے سر توڑ کوشش کی وہاں پر اسی آستانہ عالیہ کے عظیم مدرس ومولوی حافظ محمد غازی کی اس فتنہ کے خلاف خدمات کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔

جب فتنہ قادیانیت ومرزائیت نے قرآن واحادیث کی غلط تاویلات کرنا شروع کیں علماء اہل سنت نے اسکی بھرپور تردید کی۔مولوی حافظ محمد غازی صاحب نے اور آپ کے چند احباب نے بھی حضرت اعلیٰ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس فتنہ کی تردید اور غلط تاویلات کا مفصل جواب تحریر کرنے کے لیے عرض کی، جس کا اظہار ''سیف چشتیائی'' کے شروع میں حضرت اعلیٰ نے اس طرح فرمایا:

''چند احباب کے اصرار پر رسالہ شمس الہدایہ لکھا گیا تھا۔جس سے مراد نہ تو طلب شہرت اور نہ حصول دولت تھی بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلائے کلمۃ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں باز پرس سے بچ جاؤں''۔۶؎

اوراسی طرح شمس الہدایہ کے آخر میں مولوی حافظ محمد غازی صاحب نے خود تحریر فرمایا:

''آیت کریمہ ''وَ مَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا () بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ()اور ایسے ہی بعض دیگر مقامات کی پورے طور پر مفصل کسی صاحب نے تشریح نہیں فرمائی تھی جس کے لیے میں نے اور میرے چند احباب نے عالی جناب مولانا ومرشدنا جناب سید حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب دام فیوضھم کی خدمت بابرکت میں اس پر کچھ لکھنے کے واسطے عرض کی چنانچہ حضرت موصوف نے نہایت مہربانی سے بنظر فائدہ اسلام قبول فرما کر اردو میں مطابق قرآن کریم وحدیث رسول مقبول ﷺ یہ رسالہ تحریر فرمایا جسکا نام شمس الہدایہ فی اثبات حیات المسیح رکھا گیا۔''ے

اس تمام واقعہ کو حضرت علامہ مولوی امام الدین ساکن موضع کندوال تحصیل پنڈ دادنخان ضلع جہلم نے اپنی پنجابی منظوم کتاب تحفہ اسلامیہ میں یوں بیان فرمایا:

مولوی غازی صاحب آہا علم ہنر وچہ ماہر
ویکھ کتاب جواب سناوے نال شتابی ظاہر
ایہہ فرعون ہویا پھر پیدا توں موسیٰ دی جائی
کریو رد کتاب اُسدیدا ویکھو کھیل خدائی
قل جاء الحق پڑھ کر پکڑو قلم نورانی
باطل جلدی باطل ہوسی ویکھ کلام ربانی
جتھے حق آوے پھر اوتھوں جلدی باطل جاندا
جاء الحق وزھق الباطل رب سچا فرماندا
ویکھو شمس ہووے جد ظاہر ہر تھیوے دور اندھیرا
کی طاقت پھر رہے سیاہی دینہ کرے جاں پھیرا
توں ہیں شمس شرعدے اندر نور کریں ہنڑ ظاہر
کفر شرک نوں مڈھوں پٹکے کریں جہانوں باہر
ہک کتاب بنا کے جلد مرزے طرف پہنچاؤ
نام اس شمس ہدایت ہووے چھاپے ترت لواؤ

ہووے جلوہ شمسی اس وچ ویکھے عام لوکائی
آوَں راہ ہدایت اُتے جو ٹولی مرزائی
جاں ایہہ مولوی غازی صاحب عرض پیش گزاری
ہو متوجہ پیر صاحب پھر کر دے جلد تیاری
جوجو حق شرع دا آہا سارا حال لکھیونے
غیر شرع جو راہوں بھُلے سارے رد کیتونے
شمس ہدایت چھاپے لگی ویکھن عالم سارے
شمس شرع دا روشن ہویا ہوئے مدہم ستارے
جس نوں رب ہدایت کردا ویکھ اس نوں خوش ہووے
بے ہدایت سمجھے ناہیں بیٹھا چھم چھم رووے ۸؎

☆☆☆

بعد میں مرزا کذاب کے حمایتی علماء کی طرف سے حضرت اعلیٰ گولڑوی کی تصنیف لاثانی شمس الهدایہ پر چند اعتراضات کیے گئےتو مولوی حافظ محمد غازی صاحب نے قادیانی علماء کوایسے دندان شکن جواب دیئے کہ انکا ناطقہ بند کر دیا۔ذیل میں وہ اعتراض اوران کے مولوی غازی علیہ الرحمہ کی طرف سے جوابات پیش کیے جاتے ہیں۔مرزائی مولوی محمد یمین از داتہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ کے اعتراضات۔

جناب پیر صاحب رسالہ مذکور (شمس الہدایہ) کے صفحہ 8 میں بجواب سوال یوں لکھتے ہیں (کافہ اہل اسلام مسیح بن مریم کومرفوع الی السماء بجسدہ العنصری مانتے ہیں الا بعضے اہل تحقیق کہ جسم برزخی کے قائل ہیں مگر نزول مسیح پرسب ہی اتفاق رکھتے ہیں) پیر صاحب کا پہلا قول کہ کافہ اہل اسلام مسیح کے رفع جسمانی کے قائل ہیں یہ سچ ہے عوام بھی خیال کرتے ہیں اسی واسطے بعض مفسرین نے اہل کتاب کی کتابوں سے نقل کیا ہے کہ **رفع عیسیٰ وعمرہ ثلث و ثلثون سنة** اور یہی عقیدہ ہے نصاریٰ کا۔

دیکھوتواریخ المسیح مؤلفہ پادری عمادالدین اگر چہ یہ روایت محض غلط ہے اور علماء محققین نے لکھا ہے کہ لا اصل لہ دیکھو زادالمعاد صفحہ 19 مطبوعہ مطبع نظامی کانپور۔اور کتاب حجج الکرامہ میں لکھا ہے۔''ایں زعم نصاریٰ است'' اور دوسرا یہ قول کہ بعض اہل تحقیق رفع روحانی کے قائل ہیں جیسا کہ شرح الصدور کے صفحہ 174 میں لکھا ہے۔

وقد رفع قوم من امته محمد نبینا ﷺ کما رفع عیسیٰ امت محمدیہ میں سے اولیاءکرام وشہداء وغیرہ کاملین کا رفع روحانی ہوا اور جسمانی کسی کا بھی نہیں ہوا اور پیر صاحب کا تیسرا قول مگر نزول مسیح پر سب ہی اتفاق رکھتے ہیں اس جگہ پیر صاحب کے علم یا دیانت کا خوب پتہ ملتا ہے کیسی دبی ہوئی زبان سے حق اور باطل کو خلط کر دیا ہے۔صاف کیوں نہیں کہتے کہ جو لوگ رفع جسمانی کے قائل ہیں جیسے کہ بعض تفاسیر و کتب اہل کتاب میں لکھا ہے کہ مسیح دمشقی منارہ پر یا بیت المقدس میں یا جبل افیق پر نازل ہونگے۔

یا لشکر اہل اسلام میں جہاں ہوگا۔ باختلاف روایات اور عوام میں سے بعضے جو اہل تحقیق ہیں وہ نزول روحانی کے قائل ہیں۔جیسا کہ اقتباس الانوار کے صفحہ 52 میں لکھا ہے بعضے (عوام میں سے جو اہل تحقیق ہیں) برآنند کہ روح عیسیٰ درمہدی بروز کند ونزول (ینزل فیکم ابن مریم) عبارت ازیں بروز است مطابق ایں حدیث لامھدی الاعیسیٰ بن مریم ایسا ہی کتاب تذکرہ الابرار والا اشرار وغیرہ اور جن کو پیر صاحب اہل تحقیق لکھ رہے ہیں یہ صوفیائے کرام ہی ہیں۔اور یہ سب کو معلوم ہے کہ صوفیائے کرام کا علم اور عوام کا علم برابر نہیں ہے اسی واسطے سید محمد حنفی اپنی کتاب خزینۃ الاسرار میں لکھتے ہیں:

من یا خدالعلم من شیخ مشافھۃ یکن عن الذیغ و التصحف فی حر مہ من یکن اخذا خذ للعلم من صحف فعلمہ عند اھل العلم کا لعدم زیادہ تفصیل کے لیے دیکھو مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی صفحہ 30 جلد دوم مزید برآں مولانا روم صاحب فرماتے ہیں:

من ز قرآن مغز اور برداشتم
استخواں پیشِ سگاں انداختم

مگر معلوم نہیں کہ پیر صاحب مشرب تو صوفیانہ رکھتے ہیں مگر عقیدہ صوفیانہ کیوں پسند نہیں اگر اہل تحقیق قرآن اور حدیث کے برخلاف کہتے ہیں تو پھر پیر صاحب نے ان کو اہل تحقیق کیوں لکھا۔

اب چند سوالات جواب طلب عرض ہیں ان کا جواب پیر صاحب کے مرید پیر صاحب سے دریافت کر کے قلمی فرمادیں۔

سوال نمبر1۔ پیر صاحب عیسائیوں کے اس قول کی تائید کرتے ہیں۔کہ مسیح 33 سال کی عمر میں آسمان پر چلے گئے ہیں مگر اپنے نانا سید الاولین والآخرین کے اس قول کو کیوں نہیں مانتے جو مستدرک اور طبرانی میں موجود ہے

و اخبرنی ان عیسیٰ ان مریم عاش عشرین و مائۃ سنۃ الخ۔

سوال نمبر 2۔ اگر مسیح زندہ بلا ایذاء یہود آسمان پر چلا گیا تو وہ مسیح کا ہم شکل جو مصلوب ہوا تھا اسکی نعش کدھر گئی جس قبر میں وہ نعش رکھی گئی تھی وہ تیسرے روز اس قبر میں نہ تھی بلکہ آج تک وہ قبر خالی پڑی ہے۔

اور یہودی اس روز سے آج تک یہی الزام حواریوں پر کیوں لگاتے ہیں کہ انہوں نے مسیح کی نعش کو چرایا ہے۔ اگر وہ مصلوب کوئی اور تھا تو حواریوں کو اسکے چرانے کی کیا ضرورت تھی حالانکہ بحکم توریت مصلوب کی نعش کو قبر سے نکالنا ہی منع تھا۔

سوال نمبر 3۔ اگر مسیح بلا ایذاء یہود آسمان پر چلے گئے تھے پھر مریم عیسیٰ جو آج تک تمام حکماء اپنی کتابوں میں لکھتے آئے کہ یہ مرہم حواریوں نے مسیح کے صلیبی زخموں کے لیے تیار کی تھی دیکھو علاج الامراض صفحہ 508 مطبوعہ اکمل المطابع دہلی:

مرھم رسل کہ مسمٰی اس بمرھم سلیحہ و مریم عیسیٰ و اجزائے ایں نسخہ دو از عدد است کہ حوارین جھت عیسیٰ نبینا علیہ السلام ترکیب کردہ اند برائے اورام صلیبیہ الخ۔ یہ کون عیسیٰ تھا جسکے لیے یہ مرہم تیار ہوئی۔

سوال نمبر 4۔ ملک کشمیر سری نگر محلہ خانہ یار میں جو ایک الوالعزم نبی کا مزار ہے اسکو عیسیٰ اور یوز آسف نبی اور یسوع کیوں کہتے ہیں؟

سوال نمبر 5۔ ملک تبت علاقہ باشا میں بمقام تیسر ایک مسجد آستانہ عیسیٰ نبی کے نام سے کیوں مشہور ہے؟

سوال نمبر 6۔ اس مسجد کے قریب ایک چشمہ جسکا پانی بیمار لوگ بامید شفاء استعمال کرتے ہیں عوام میں مشہور ہے کہ یہ چشمہ عیسیٰ نبی کے ہاتھ سے نکلا ہے کون عیسیٰ تھا؟

سوال نمبر 7۔ حضرت اقدس مرزا صاحب نے جناب پیر صاحب کو رسالہ دعوت قوم صفحہ 71 میں خاص مباہلہ کے لیے مخاطب کیا ہے۔ پیر صاحب مباہلہ کیوں نہیں کرتے؟

بالآخر یہ عرض ہے جو صاحب شمس الہدایہ کی روایات کو صحیح تعین کرتا ہو تو براہ مہربانی قلمی فرمادیں کہ یہ عاجز انکی صحت کی نسبت کچھ دریافت کریگا۔

نوٹ: جب تک ان سوالات کا جواب کافی نہ دیا جائے گا اور کسی تحریر کا جواب خاکسار کی طرف سے نہ دیا جائیگا۔

الراقم محمد یمین از داتہ تحصیل مانسہرہ ضلع ہزارہ

مولوی حافظ محمد غازی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

میاں محمد یمین صاحب عبارت ہذا (کافہ اہل اسلام الخ کا مطلب یہ ہے کہ رفع جسمی اور نزول جسمی پر سب اہل اسلام متفق ہیں مگر بعض صوفیہ مثل شیخ اکبر شاہ ولی اللہ تبدیل جسم خاکی مع جسم نوری کے قائل ہیں۔ میں آپ کے اس طباعی اور ذکاء پر نہایت ہی تعجب کرتا ہوں کہ آپ نے اسی عبارت سے رفع روحانی کیسے سمجھ لیا مزید برآں شرح الصدور کی عبارت رفع روحانی کی سند میں کسی تدبیر اور فکر کے ساتھ پیش کی ہے۔ سبحان اللہ لیجیے میں آپ کے لیے شرح الصدور کی عبارت نقل کرتا ہوں جس سے آپکی سمجھ و دانش کا پورا موازنہ ہو جائے گا اور عبارت شرح الصدور (وقد رفع قول من امة محمد نبینا علیه افضل الصلوات و اکمل التحیات کمار فع عیسیٰ و ذلک اعجب) کا معنی یعنی امت محمد یہ میں سے اولیاء کرام و شہداء وغیرہ الخ، جو آپ نے لکھا ہے ہرگز نہیں بلکہ یہ جواب ہے اس سوال کا جو در بارہ موازنہ معجزات محمد اور معجزات باقی انبیاء کے واقع ہوا ہے۔ جیسا کہ ماقبل کی عبارت سے واضح ہے عبارت ہذا (فان قلیل فان عیسیٰ رفع الی السماء) یعنی اگر اعتراض کیا جائے کہ معجزہ عیسوی یعنی بجسدہ مرفوع الی السما ہوتا بہ نسبت اور معجزات کے زیادہ وقعت اور عظمت رکھتا ہے تو ہم جواب دیں گے (وقد رفع قول من امة محمد الخ) یعنی امت مرحومہ محمدیہ میں سے بھی کئی ایک اہل اللہ بجسدہ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔ جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ اٹھائے گئے اور بعض امت مرحومہ کا مرفوع بالجسم ہونا عیسیٰ علیہ السلام کے اٹھانے جانے سے زیادہ تر موجب تعجب ہے۔ ہر ایک عاقل سمجھ سکتا ہے کہ معجزات میں رفع جسمی ہے بالخصوص شمار کیا گیا ہے بخلاف رفع روحانی کے کہ غیر انبیاء کرام کو بھی شامل ہے۔ ناظرین برائے خدا ذرہ صفحہ 174 شرح الصدور میں عبارت مذکور کے ماقبل اور مابعد میں بھی خیال فرمائیں۔ جس سے صراحتہً یہ ثابت ہوتا ہے کہ امت مرحومہ میں سے بھی کئی اہل اللہ مثل عیسیٰ کے بالجسم اٹھائے گئے ہیں۔ تشبیہ فقط بالجسم اٹھائے جانے میں ہے۔

جسم مع الروح یا بلا روح سے بحث نہیں۔ ہاں بالجسم کی قید بالضرور لفظ حدیث یعنی فلم توجد جثتہ الخ سے لینی پڑے گی۔ بعد ازاں اگر رفع جسمی عیسیٰ بعد الوفات لیویں تو آپکے مذہب کے برخلاف ہے اُسی صفحہ کے ماقبل اور مابعد عامر بن فہیرہ اور خبیب بن عدی اور اویس قرنی وغیرہ وغیرہ کا بجسدہ مرفوع ہونا مذکور ہے۔ اور بخاری کی جلد ثانی

صفحہ 587 میں بھی قصہ عامر بن فہیرہ کا مذکور ہے۔ اگر بخاری میں ثم وُضع مذکور ہے جس سے اٹھانے جانے کے بعد زمین پر رکھ دینا مفہوم ہوتا ہے مگر عروہ بن الزبیر سے مغازی موسیٰ بن عقبیٰ میں رفع ثم وضع ثم فقد بعد ذلک مروی ہے۔ جس سے دوبارہ اٹھایا جانا ثابت ہوتا ہے عبارت بتامہ خوفاللطویل نہیں لکھتا ہوں شرح الصدور ملاحظہ فرمائیں۔ اور نیز اگر عبارت مذکور سے رفع روحانی مراد ہو تو مشبہ بہ میں جو کسی نوع کا امتیاز ہونا چاہیے تھا وہ تقدیر مذکور پر نہیں ہوسکتا کیونکہ رفع روحانی میں سب برابر ہیں اور اسے اگر رفع روحانی لیں تو تخصیص قوم کے ساتھ شہداء اور نبیاء اور اولیاء ہرگز صحیح نہیں اس لیے کہ رفع روحانی ہر مومن کے لیے ثابت ہے آپ نے (الابعض اہل تحقیق الخ) سے بحوالہ اقتباس الانوار، وہ بعض مراد لیے ہیں جو باستشہاد لا مہدی الاعیسیٰ کے روح عیسویٰ کا بروز مہدی میں مانتے ہیں اور نزول کو عبارت اسی بروز سے ٹھہراتے ہیں۔ سبحان اللہ اس بعض کو کسی اہل تحقیق سے لکھا ہے؟ خدا سے ڈریئے صاحب اقتباس الانوار تو صفحہ 52 کی تیسری سطر میں اس قول کے بارے میں یوں فرماتے ہیں "وایں مقدمہ بغایت ضعف است" اور لا مہدی الاعیسیٰ کا سیاق سباق ابن ماجہ میں کسی محدث سے پڑھیے تاکہ اس بعض کے استشہاد اور جناب مرزا صاحب کے استشہاد کا پورا حال معلوم ہوجائے۔ بروز کا مسئلہ بھی کسی اہل تصوف سے سمجھ کر بعد ازاں دعویٰ مسیحیت موعودہ کے ساتھ مطابق کریں علاوہ ازیں نزول کو بمعنی بروز لینے میں ینزل فیکم کا معنی یہ ہوا کہ تم سب میں روح عیسوی بروز کرے گی تو سب اہل اسلام امام الزمان ہوئے۔ پھر مقتدی کون رہا اور نجات اس اشکال سے بدوں تاویل در تاویل مشکل ہے آپ کو شمس الہدایہ میں الابعض اہل تحقیق کے مشرح کرنے کے لیے بھی قول مردود عند الصوفیہ ملا۔ ذرا فتوحات یا نصوص یا مولانا قطب الدین کی مصنفات کو ملاحظہ فرما لیتے یا کسی عالم ہی سے پوچھ لیتے۔ الغرض آپ نے جلدی فرمائی مگر گفتہ خویش آمدہ پیش یعنی وہی بیت:

چو در بستہ باشد چہ داند کسے

جواب سوال اول:

امام جلیل کبیر حافظ عماد الدین بن کثیر نے منجملہ روایات رفع کے 33 سال کی روایت کو بمطابق حدیث صحیح کے ترجیح دی ہے۔ **کما قال فانہ رفع و ثلث و ثلثون سنۃ فی الصحیح و قد ورد ذلک فی حدیث صفۃ اھل الجنتہ انھم علی صورۃ آدم و میلاد عیسیٰ ثلث ثلثین سنتہ و اما ما حکاہ ابن عساکر عن بعضھم انہ رفع و لہ مائۃ و خمسون سنۃ فث و غریب بعید۔** ابن کثیر صفحہ 245 اور طبرانی نے باسناد جید انس سے روایت 33 سال کو ذکر کیا ہے۔

واخرج الطبرانی بسند جید عن انس قال قال رسول اللہ ید خل اھل الجنتہ علی طول آدم ستین ذراعا بذراع الملک علی حسن یوسف وعلی میلاد عیسیٰ ثلث وثلثین سنتہ الخ بدور السافرہ صفحہ 272 اور خازن اور ابن سعد اور احمد اور حاکم نے اس روایت کو صحابہ کرام کی طرف منسوب کیا ہے۔ قال ابن عباس ارسل اللہ عیسیٰ علیہ السلام وھو ابن ثلثین سنۃ فمکث فی رسالۃ ثلاثین شھرا ثم رفعہ اللہ الیہ، تفسیر خازن صفحہ 504 واخرج ابن سعد واحمد فی الزھد والحاکم عن سعید بن المسیب قال رفع عیسیٰ ابن ثلاث وثلاثین سنتہ۔ درمنشور جلد ثانی صفحہ 36 اب فرمایئے یہ عیسائیوں کا قول ہے یا سیدنا ابوالقاسم ﷺ کا اور آپ نے جو حوالہ طبرانی کا دیا ہے سچ ہے یا جھوٹ اور روایت 33 سال کی روایت 150 اور 120 سال سے صحیح ہے یا نہیں، بالغرض اگر روایت دوسری یا تیسری صحیح ہی ہو تو عقیدہ اجماعیہ کو کیا مفسر اور آپکے مدعی کو ان سے کیا فائدہ کیا ناظرین علماء کرام اس اعتراض کو مناقضہ یا معارضہ یا منع کسی مقدمہ کا مقدمات مطلوب میں سے ٹھہرا سکتے ہیں۔

جواب سوال دوم:

ناظرین خدارا انصاف مسیح کا مصلوب اور مدفون ہوکر بعد تیسرے روز کے قبر سے اٹھایا جانا یہ عیسائیوں کا قول نہیں؟ پہلے سوال میں جو معترض نے الزام مرشدنا پر لگایا تھا اسکے ملزم آپ ہی ٹھہرے۔ کچھ دیر بھی نہ ہوئی اور کیسے ہو مثل مشہور ہے دروغ گورا حافظہ نباشد۔ مسیح کی نعش کو اب عیسائیوں سے پوچھیئے جن کو آپ نے امام بنا کر صریح قرآن اور اجماع اہل اسلام کو چھوڑ دیا ہے۔ مگر یہود اور انکے اتباع چونکہ خود ہی دھوکے میں آرہے ہیں، تو تم کو کیا پتہ دے گا۔ آخرکار قرآن مجید اور فرقان حمید ہی فیصلہ فرمادے گا۔

یہ سوال (کہ مسیح کی نعش کدھر گئی) بے جا ہے۔ کیونکہ جب ہم شکل مسیح کو انہوں نے مسیح ہی سمجھ کر مصلوب اور مدفون قرار دیا تو پھر اپنی زعم کے مطابق نعش کو جبرا لینے میں کیا تھا۔ و ماقتلوہ و ماصلبوہ و لکن شبہ لھم کو پڑھو، مسیح کا بلا ایذاء آسمان پر چڑھایا جانا آپکو حیرت انگیز معلوم ہوتا ہے تو اس آیت کو سوچو۔ و اذ کففت بنی اسرائیل عنک اللہ جلا شانہ فرماتا ہے: اے مسیح منجملہ ہمارے انعامات کے جو تمہارے پر کئے ہیں۔ ایک یہ بھی ہے کہ ہم نے بنی اسرائیل یعنی یہود کو تمہارے سے روک دیا جبکہ انہوں نے تیری ایذا اور قتل کا ارادہ کیا تھا دیکھو سب تفاسیر اہل السلام کو اگر کہو تو تین سو تفاسیر سے زائد کا پتہ خاکسار دے سکتا ہے۔ اب فرمایئے پہلے سوال میں جو مرشدنا پر الزام لگایا گیا وہاں تو 120 یا 150 کی روایت قرآن کریم میں یا حدیث صحیح میں بھی بطریق قطعیت مذکور نہ تھی اور ہمارے

مدعی یعنی عقیدہ اسلامیہ کو کسی طرح اس سے ضرر بھی نہ تھا بخلاف اس الزام کے جو دوسرے سوال میں آ چکے اوپر عائد ہوا ہے کیونکہ یہ مخالف ہے قرآن کریم اور اجماع امت مرحومہ سے علاوہ اسکے تمہارے مدعی کو بھی ناقص ہے۔ تیسرا سوال اور چوتھا، پانچواں، چھٹا اس قابل نہیں کہ کوئی اہل اسلام قرآن مجید اور احادیث صحیحہ متواترہ المعنیٰ کو العیاذ باللہ چھوڑ کر محض افترائے خانہ زاد باتوں کے درپے ہو۔ اہل کشمیر تمہارے پر ہنسی کر رہے ہیں کہ یہ کیا مالیخولیا ہے کہ ہم کو روپیہ دے کر ایک بزرگ کی قبر کو قبرِ مسیح کہلانا چاہتے ہیں۔ یہ حکایت عزیز جی سوداگر ہمارے پاس بیان کر گیا ہے اور جو کشمیر سے آتا ہے اس امر کی تکذیب بیان کرتا ہے اگرچہ ہم لوگ ایسی باتوں پر یقین نہیں کرتے بلکہ قرآن اور احادیث صحیحہ اور اجماع امت مرحومہ ہمارے واسطے سند کافی ہے۔ مگر محض تمہارے بہتان وافتراء ظاہر کرنے کے لیے جو کشمیر سے آتا ہے اس سے پوچھا جاتا ہے۔ معہذا سوال 5، 6 سے تمہارے مدعی یعنی وفات مسیح کا اثبات اور ہمارے مدعی کی نفی کیونکر ہو سکتی ہے۔ جواب سوال ساتواں، مباہلہ تو آپ لوگوں نے اپنا بچاؤ بنا رکھا ہے جب فریقین ماجاء بہ الرسول علیہ السلام کے ساتھ ایمان رکھتے ہیں اور امر متنازعہ فیہ کا ذکر بھی صراحتاً قرآن اور حدیث میں موجود ہے تو پھر مباہلہ کا کیا معنی۔ ہاں البتہ اس کے پیش کرنے سے فائدہ آپکو ہے کہ کون اپنے اوقات عزیزہ کو ضائع کر کے ہمارے تک پہنچے گا تو پھر ہم ہی غالب رہیں گے۔ مگر یاد رکھیں محض نصیحۃً للہ عرض کرتا ہوں کہ قرآن اور سنت کے سمجھنے کے لیے علوم خادمہ کا ہونا بھی ضروری ہے کچھ حاصل کریں ورنہ کون ہر روز آپکو سمجھانے کے لیے اشتہار بنا کر چھپواتا رہے گا۔

میاں محمد یمین صاحب اب ذرا اپنے گریبان میں منہ ڈالیئے اور انصافانہ فرمایئے یہ کس کی دیانت اور علمیت کی خانہ خرابی ہے مشرب صوفیاء کرام اور مذہب علماء عظام سے روگردانی ہے؟ وہ کون ہے جس نے حق و باطل کو خلط کیا دیدہ و دانستہ راہ راست کو چھوڑا۔ کس نے سلف و خلف کے عقیدہ حقہ کی تخریب کی۔ کس کے ہاتھوں قرآن و حدیث کی تحریف ہوئی؟ خدارا انصاف۔ اسی فہم و دانش پر اتنا زور و شور ہے اتنی ہی سمجھ بوجھ پر یہ مایۂ غرور ہے؟ شرح الصدور کی عبارت دانی میں تو ماشاءاللہ آپ نمبر اول پاس ہوئے ہیں۔ اب زاد المعاد اور حجج الکرامہ کے مطلب فہمی سے ڈبل نمبر لینا باقی رہ گیا ہے۔ مہربان من اتنے ہی پر صبر کیجیے زیادہ اپنی پردہ دری نہ کرایئے۔ جب آپکو شمس الہدایہ کی اردو عبارت سمجھنے میں اتنی دقت واقع ہوئی ہے۔ تو قرآن و حدیث کے مضامین عالیہ و مطالب اقوال صوفیاء کرام خدا ہی سمجھائے گا۔ معہذا بڑے بڑوں پر بیباکانہ ہاتھ ڈالنے کا حوصلہ ہے، ہاں سچ ہے۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد

میلش اندر طعنہ پاکاں زند

اب میں آپ لوگوں کو نصیحتاً لکھتا ہوں کہ اگر تمہیں ان مسائل متنازعہ میں شک وشبہ ہے اور واقعی تحقیق حق بھی منظور ہے تو دوبدو رفع کیجیے۔ محمد یمین صاحب جیسے آپ شرح الصدور کی عبارت ہذا (و کالاختلاف) میں دھوکہ ہوا ہے اور رفع سے رفع روحانی سمجھ لیا ہے۔ اسی طرح فاضل امروہی نے امیر المومنین عمر ابن الخطاب کے اسی قول سے (رفع محمد الی السماء کما رفع عیسیٰ) رفع روحانی سمجھا ہے میں پوری عبارت شرح مواقف کی نقل کر دیتا ہوں تا کہ ناظرین سیاق و سباق سے مراد حضرت عمر کی سمجھ کر محاکمہ فرما دیں عبارت شرح المواقف هکذا (و کا ختلاف هم بعدذلک فی موته حتی قال عمر من قال ان محمدًا قدمات علوته بسفی و انما رفع الی السماء کما رفع عیسیٰ بن مریم و قال ابو بکر من کان یعبد محمدًا فان محمدًا قدمات و من کان یعبد اله محمد فانه حیٌ لایموت الخ) یہ شرح مواقف کی خاتمہ میں دیکھو جہاں پر بیان مختلفہ کا ہے نیز مرزا صاحب و مولوی نورالدین کی خدمت میں یہ ضروری التماس ہے کہ اس سلسلہ اشتہاری بلامحل سے بجز تضیع اوقات آپکو کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اور نہ یہ فضول گوئی آپ کی جماعت کا فرداً افرداً آپکو کچھ فائدہ دے گی ہاں اگر کوئی تحریر آپ اپنے نام سے عمل میں لاتے تو مضائقہ نہ تھا۔

پس ہم آئندہ آپکی ایسی فضول تحریروں کی ہرگز پرواہ نہ کریں گے اور نہ ہی انکا جواب دیا جائے گا۔ البتہ اختلاف مسائل کی تصدیق کے واسطے ہم تیار ہیں۔ اگر منشاء ہو تو بذریعہ جناب میر احمد شاہ صاحب وکیل راولپنڈی آپ مقام اور وقت وغیرہ کا تصفیہ فرما دیں۔

وما علینا الا البلاغ

المشتہر

مولوی حافظ محمد غازی عفی عنہ ۹؁

اس طرح جب مولوی نورالدین بھیروی قادیانی مرزائی نے حضرت اعلیٰ گولڑوی کی تصنیف لاثانی شمس الہدایۃ پر ایک خط میں چند سوالات کیے تو حضرت اعلیٰ گولڑوی نے اسکو شافی و کافی جوابات دے کر اس کذاب کا ناطقہ بند کیا تو ساتھ ہی مولوی حافظ محمد غازی صاحب نے بھی مولوی نورالدین کے سوالات کو رد کرتے ہوئے ایک علمی سوال کر ڈالا جسکا آج تک اور ان شاء اللہ قیامت تک کوئی قادیانی جواب نہیں دے سکے گا آپ کا سوال مع تحریر درج ذیل ہے۔

فن مناظرہ سے مولوی نورالدین صاحب بالکل بے بہرہ ہیں اعتراض اول میں تو یوں کہنا تھا کہ تفسیر ابن جریر کو میں نے اول سے آخر تک مطالعہ کیا مگر حوالہ دیا ہوا کسی جگہ نہ ملا۔

مع ہذا یہ اعتراض بے موقع ہے کیونکہ یہ اس جگہ پر مناسب تھا جہاں ابن جریر کا حوالہ دیا ہوا ہے علی ہذا القیاس دوسرے اعتراض میں تعداد تفسیر سوال بے جا ہے عبارت ہذا (مثل ابن جریر الخ) کا مطلب یہ کہ معتبر تفسیر کی سند منظور ہوگی خواہ متعدد ہوں یا ایک ہی ہو اگر غرض اعتراض کی نہیں تو اخبار میں شائع کرنے کی کوئی وجہ نہیں ۔مولانا گستاخی معاف فرمادیں ایک سوال کے جواب سے ممنون فرمادیں۔

بلاغت اور فصاحت احبار اور قصص قرآنیہ کی کیفیت بیان فرمادیں مثلاً حکایت از کلام فرعون جو کہ مؤکد یا غیر مؤکد بالحصر یا غیر الحصر وغیرہ وغیرہ آیا یہ سب امور کلام ربانی ہی میں ہیں اور کلام فرعون ان سے معرا تھی تو کلام ربانی میں کذب لازم آیا۔العیاذ باللہ اور اگر کلام فرعون میں بھی یہ امور موجود تھے تو بلیغ اور فصیح فرعون ہوا خداوند کریم تو فقط مترجم ہوا اور یہ کچھ مشکل نہیں ہے اور نہ بلاغت اور فصاحت اسکا نام ہے۔فقط

نوٹ: مولوی عبدالکریم کی بے تہذیبی (جو اخبار الحکم 24 اپریل میں درج ہے) کو جواب ہم کچھ نہیں دے سکتے ۔کیونکہ یہ تو جھوٹے مسیح کے حواریان کی علامات میں سے ایک علامت ہے۔سب پر روشن ہوگیا ہے کہ کتاب کا جواب تو ہرگز نہیں دے سکتے۔

المشتہر

خاکسار حافظ غازی عفی عنہ

مطبوعہ مصطفائی پریس لاہور ۱۰۔

جب اس فتنہ کو پاش پاش کرنے اور اسکے تابوت میں آخری کیل لگاتے ہوئے حضرت اعلیٰ گولڑوی نے مرزا قادیانی کی دعوت مناظرہ لاہور کو منظور کرتے ہوئے 25 اگست 1900ء بمقام لاہو کو مقرر کیا تو اس تحریر پر اسوقت کے جید علماء کرام و مشائخ عظام کے بطور گواہ اسماء گرامی تحریر فرمائے۔تو اسمیں پہلے نمبر پر مولوی محمد غازی صاحب کا اسم گرامی تحریر ہے۔۱۱۔

جب حضرت اعلیٰ گولڑوی نے دعوت مناظرہ لاہور کو قبول کرتے ہوئے 25 اگست 1900 کی تاریخ مقرر کی تو ساتھ ہی حضرت مولوی حافظ محمد غازی صاحب نے مرزا قادیانی کے لیے چند تجاویز و شرائط کی پابندی بھی عائد فرمائی جو درج ذیل ہیں۔

قبل از بحث تحریری مذکورہ مجوزہ مرزا صاحب ایک بحث تقریری (دعویٰ مسیحیت ومہدیت وغیرہ عقائد مرزا صاحب پر جو تعداد میں تخمیناً 136 کے قریب ہیں اور ان کی الہامی کتب میں مندرج ہیں بپابندی امور ذیل ہو جائے۔

(الف):

تعیین وتقریر سوالات حضرت پیر صاحب کا منصب ہوگا۔ کیونکہ ہم لوگ آپ کے دعاوی سے منکر ہیں اور آپ مدعی اور ان دعاوی کا اثبات کتاب اللہ وسنت رسول اللہ سے مرزا صاحب کریں گے مگر واضح رہے کہ اناجیل اربعہ مخالف مضامین قرآن شریف ہونگے بحث میں بقبول نہ ہوں گے۔

(ب):

یہ بحث تقریری اس بحث تحریری سے اول ہوگی اگر ایک روز میں ختم نہ ہوگی تو دوسرے اور تیسرے روز تک جاری رہے گی زیادہ تکلیف آپ کو نہ دی جائی گی۔

(ج):

جو شخص بحث میں مغلوب ہوگا اسکو بیعت توبہ کرنا لازمی ہوگا وہ بیعت بحاضری جمیع علماء کرنی ہوگی اور اس بحث کے حکم خواہ تو وہ ہر سہ مولوی صاحبان جن کو مرزا صاحب منظور کرتے ہیں اور جن کو مرزا صاحب مقرر کریں گے مگر رعایت یہ ہوگی کہ وہ مولوی صاحبان جن کو مرزا صاحب بعد میں مقرر کریں گے نہ تو ان کے معتقدین میں سے ہوں اور نہ پیر صاحب کے ملنے والوں سے مرزا صاحب کو اختیار ہے ان کو جس طرح سے اور جو جو حلف قبل از اظہار رائے دینا مناسب سمجھیں دے دیں وہ رائے قطع ہوگی۔

(د):

چونکہ احتمال ہے کہ ایک شخص مغلوب بھی ہو جائے اور پھر بھی توبہ نہ کرے اس لیے فریقین ایک ایک معتبر ضمانت پانچ پانچ ہزار روپیہ کی دے دیں تا کہ وہ روپیہ ان علماء کے اظہار رائے پر فریق غالب کا حق ہوگا۔

(ہ):

مرزا صاحب یہ بھی لکھ دیں کہ اس بحث کے وقت یا دوران بحث میں اگر کوئی الہام اس قسم کا ان کو ہو جائے جو مبدل یا ناسخ شرائط بحث ومباحثہ ہو یا مرزا صاحب کو کوئی تار اس مضمون کا آجائے کہ گھر میں کوئی بیمار ہے یا اور کوئی ہیچو قسم خط پیام وغیرہ آجائے تو مرزا صاحب بحث ومباحثہ کو حسب شرائط مقررحال پورا کر دیں گے اور اس

الہام، تار، خط پیام وغیرہ پر کار بند نہ ہونگے۔ پہلے سوچ سمجھ لو یا اور الہام کے ذریعہ ان تمام امور کی احتیاط کر لو بعد میں کوئی عذر مسموع نہ ہوگا۔

اگر مرزا صاحب اب میدان میں تشریف نہ لائے اور اس مباحثہ سے منہ پھیر کر اسمیں کوئی حجت وحیلہ کریں گے یا اب شرائط میں کسی قسم کی کوئی دقت یا پیچیدگی پیدا کر دیں گے جس سے اس معاملہ کا وقوع غیر اغلب ہو جائے تو پھر سمجھا جائے گا اور اس کا نتیجہ فطرتی طور پر یہ ہوگا کہ مرزا صاحب کی الہٰی طاقت (وہی خدائی عاجی والی) مغلوب ہوگئی اور خدائے رب العلمین کی الہٰی طاقت نے ان کو غرور اور انکی مشیخت کو توڑ کر کچل ڈالا اور انکے تمام دعاوی بیہودہ پر خاک پڑ گئی ہم تو خدا سے دعا کرتے ہیں کہ آپ میدان میں آئیں بلکہ آپ نے ان شرائط کو منظور کیا تو لوگ گھی کے چراغ جلائیں گے۔ مگر پھر کہے دیتے ہیں کہ آپ کبھی میدان میں نہیں آئیں گے ہم الہام سے نہیں کہتے مگر سابقہ تجارب اس خیال کے موید ہیں۔

به بینم تاکرد گارِ جہاں

دریں آشکار ا چه دارد نہاں

العارض

محمد غازی

25 جولائی 1900ء۔ ۱۲ھ

ان تمام شرائط اور مقررہ تاریخ کو مولوی امام الدین نے پنجابی منظوم میں ایسے بیان فرمایا:

آکھن مولوی غازی صاحب لکھو نال شتابی

نصر من اللہ وفتح قریب ہووے دور خرابی

اٹھا وی (28) ماہ ربیع الثانی شنبہ روز پچھانی

تیراں سو اٹھاراں ہجری (1318ء) ذرہ شک نہ آنی

پنجی (25) ماہ اگست مہینہ شہر لاہور ٹھہراؤ

اُنی سو عیسوی (1900ء) اندر ذرہ دیر نہ لاؤ

کرو تاکیداں مرزے تائیں جو ہووے انکاری

پنج ہزار روپیہ ہر جے پوسی چٹی بھاری

شرطاں دہ منظور اسانوں آویں دیرنہ لاویں

پر اک شرط اساڈی منڑ کر تقریر سناویں

مرزے طرف روانہ کیتا جاں ایہہ مولوی غازی

بجھی ہوئی بھڑک لگی پھر اگ مرزے نوں تازی ۱۳؎

مولوی محمد غازی صاحب حضرت اعلیٰ کی کتب کی کتابت اوران کی اشاعت خودکرواتے اسکے لیے کئی دن کا سفراور مشکلات برداشت کرنا قادیانیوں کے اعتراضات پر حضرت اعلیٰ کے جوابات کو بصورت اشتہار چھپوا کر اہل علم تک پہنچانا آپ ہی کا خاصہ تھا۔

حضرت اعلیٰ کی ان تحریروں اور مکاتیب میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔

سیف چشتیائی میں حضرت اعلیٰ تحریر فرماتے ہیں:

''یہ چند اوراق لکھ کر مولوی محمد غازی صاحب کے حوالہ بغرض طبع کر دیئے ہیں کہ وہ اسے کتاب کی صورت میں چھپوا کر میرے پاس لائیں''۔ ۱۴؎

محمد چراغ کو ایک خط میں تحریر فرمایا:

''کتاب تیار ہوگئی ہے جناب مولوی غازی صاحب چھپوانے کے لیے پشاور کو گئے ہیں''

محمد چراغ ہی کو ایک دوسرے خط میں لکھا:

''مولوی غازی صاحب برائے مطبوع کنانیدن رسالہ درلاہور فردا بتاریخ 20 ربیع الثانی فرستادہ خواہند شد۔ ۱۵؎

اور مولوی محمد غازی صاحب کی اپنی تحریر میں بھی اسکا تذکرہ موجود ہے جو سیف چشتیائی میں ''اعلان طبع اول'' کے نام سے مذکور ہے۔

ایک مرتبہ حضرت علامہ قاضی عبدالمجید واہ کینٹ ضلع راولپنڈی کی کسی قادیانی سے دوستی کی وجہ سے وہ قادیانیت سے متاثر ہوگئے کچھ عرصہ کے بعد آستانہ عالیہ گولڑہ شریف جب حاضری ہوئی تو حضرت اعلیٰ گولڑوی نے دیکھتے ہی فرمایا:

''او قاضی قادیانی کے قریب کیوں ہوگئے''

قاضی صاحب نے صورت حال عرض کی تو آپ نے فرمایا مولوی غازی صاحب کے پاس جاؤ اور ان سے

اپنے اشکال بیان کرو وہ تمہاری تشفی کردیں گے قاضی صاحب نے فرمایا مسئلہ تو حضرت اعلیٰ کی نگاہ سے ہی حل ہوگیا تھا مگر حسب حکم مولانا غازی کی خدمت میں حاضری سے رہی سہی کسر بھی نکل گئی۔۱۶

حضرت مولوی محمد غازی صاحب نے بزبان فارسی اشعار میں بھی مرزا قادیان کو اپنے عقائد باطلہ سے توبہ کرنے کی دعوت دی آپ کا طویل کلام بزبان فارسی نذر قائیں کررہا ہوں:

بالمقابل دعوت

ازمولوی محمد غازی صاحب بخدمت مرزا غلام احمد قادیانی

الااے میرزاتاکے تو حال ایں وآں بینی

دمے چشمِ دلت واکن کہ نورِ عین جان بینی

بایں حال و روش ہرگز نہ اصلِ حق عیاں بینی

بچشمِ دل نگر تاکہ رموزِ دو جہاں بینی

دریں عالم کسے رانے بقائے جاوداں بینی

نہ گل خنداں نہ بُلبل را ہمیشہ نغمہ خواں بینی

تو تا کے اندریں عالم بہارِ گل فشاں بینی

پشیماں مے شوی آخر اجل را بیگماں بینی

نہ محبوبے نہ معشوقے نہ ایں شیریں دہاں بینی

نہ مداحِ خودت راہر زمان رطب اللساں بینی

تفکر کن بحالِ خود نہ غافل شونہ غافل شو

نہ غمخوارے بکار آید نہ مونس امدراں بینی

اجل وقتیکہ مے آید کند پامال حال تو

شو ی مانند بیچارہ نہ کس راآں زماں بینی

اگر روزے بانصافے بہ بینی دروجودِ خود

نہ آثارِ مسیحی را درو ہر گز نشاں بینی

نمے زیبد تفاخر بر خودوبر قادیانِ تو

نہ ایں ماندنہ تو مانی نہ ہر گز عزوشاں بینی
نہ نورالدین بکار آید نہ امروہی نہ کشمیری
نہ تیمور دہد لکچر نہ خود را پیش شاں بینی
نہ خندد صبح اُمیدت نہ بر آرو نہال تو
نہ دائم گلشنت را ایں لباسِ زعفراں بینی
چرا شائع کنی ایں دین باطل را دریں عالم
چو آمادہ بتکذیبش زمین وآسمان بینی
چرا بستی کمر از بہرِ ترویج عقاید خود
چو آیاتِ خدا از بہر تردیدش عیاں بینی
بتکذیبِ امامت تو ندا از آسمان آمد
بزودی پیشِ حق شاداں گروہ دِشمنان بینی
زمین نفرت کند از تو فلک گرید براحوالت
ملک لعنت کنان نزدِ خدا برآسمان بینی
الااے احمق وجاہل حذر کن زیںعقائد ہا
وگرنہ ذلت و خواری بہ نزدِعاقلاں بینی
ازیں مذہب کنارہ کن وزیں دیں توبہ مے باید
چواورا کاذب و باطل بوقتِ امتحاں بینی
ز شمسِ بازعہ مردود شد خود دین مرزائی
مسیحِ قادیانی راسیہ روئے ازاں بینی
شدہ مردود تصنیفات امر وہی ہمہ یکدم
چو شمس بارغہ مردود پیش مردماں بینی
خدارا بیں چہ ثابت شد بہ تصنیفاتِ امروہی
بجز جہل مرکب نے دراں دیگر نشاں بینی

نہ مہدیت مسیحیت از و ثابت شدہ ہر گز
نہ گاہے ابن مریم را تواندر قادیان بینی
حذر کن از مکاید ایں تدبر کن بہ امروہی
کہ اقوالش ہمہ یکدم بطرزِ جاہلاں بینی
نصیحت گوش کن ازمن بدر کن ایں مسیحت ر ا
بیا اینجا باخلاصے کہ نورِحق عیاں بینی
نظر کن سوئے شاہِ من کہ مہرش چوں درخشانست
فلک مرہوں نثارِ او نجومِ آسماں بینی
بیک جلوہ جہانے را کند محوِ تماشائے
عجب شاہے وطرارے بطرزِ دلستاں بینی
بصحرا گروزد بادے زلطف و مہربانی اش
دراں وادی ہمہ شاخِ غزالاں درفشاں بینی
شوی آگاہ اگر از علم واز فضل و کمالاتش
بلا شکش تو دین مصطفیٰ را بس ضماں بینی
ز آثارِ کمالش آیتے ہست ایں کتابِ او
اگر بینی بہ نیکوئی برا ہینش عیاں بینی
ہزاراں آفریں برہمتِ مردانہ اش بادا
کہ از لطف وعنایاتش رہ حق راعیاں بینی
چوہست از آل پاکِ مصطفیٰ ذاتِ معلاتش
سرایم مدحش کہ اورادرفشاں بینی
شہنشاہ جہاں بینی امامِ عارفاں بینی
اگر از عین جاں بینی حبیبِ دو جہاں بینی
کمالِ اوشود روشن چوذاتش راعیاں بینی

نہ چوں و ایں چرا ماندنہ آنجا ایں وآں بینی
شکوکت رفع مے گردو تسلی مے شود حاصل
چو او را دُرفشاں و نکتہ رادرامتحان بینی
اگر روزے کند ایزد برائے تو ملاقاتش
وجود ِ ذات عالی رانہ چوں اہلِ جہاں بینی
براو بالددمے زیبد ہر آں وصفی کہ میگوئی
چہ آل مصطفیٰ را پیش حق باعزوشاں بینی
گلستانِ جہاں تا سبز بار آور بود غازیؔ
چو بُلبُل برگلِ نعتش مراتسبیح خواں بینی

ایضاً

الاامے میرزائے قادیانی
بقائے ایں جہاں تاکئے بدانی
چرا در بند نفس آشفتہ جانی
بیا بشنو حدیثِ کامرانی
زگلبانگِ حدیثِ شادمانی
شگفتہ شد دلِ اہلِ معانی
بخنداے بُلبلِ خنداں کہ اِیندم
تروتازہ است باغِ زندگانی
بحمداللہ خوشی آمد الم رفت
بشادی وخوشی شد کامرانی
نحوست باسعادت شد مبدل
الم رفتہ فروشد سرگرانی
مہیا شدہمہ اسبابِ راحت

بامدادِ فیوضِ آسمانی
کجائی اے مسیحِ قادیانی
بیا بنگر تو ایں باغِ معانی
شگفتہ شد گلِ اُمید عالم
تروتازہ شدہ عہدِ جوانی
بطورِ دعوے مے گوئم کہ ایندم
تجلی کردہ فیضِ آسمانی
بدانش ہر یکے تصنیف کردہ
کتابے نو برَدِ قادیانی
کسے تا ایں زماں نادر کتابے
نکرد ایجاد با ایں خوش بیانی
کتابے نو عجب ایجاد فرمود
بشرح و بسط باحلِ معانی
امامِ پیشوا مہرِ علی شاہ
حبیبِ کبریا محبوب ثانی
سہے سروِ ریاضِ مصطفائی
دلِ مشکلشا شاہِ جہانی
کلیدِ قفلِ گنجِ علم و دانش
در یکتائے دریائے معانی
جنابِ او بنورِ حق منور
دلش را مظہرِ حق ہم بدانی
نہ پندارم چو او شخصے بعالم
بعلم و دانش و بانکتہ رانی

کمالاتش بحدِ حصر ناید
کند واصف اگرچہ جانفشانی
عدیلش نیست پیدا در زمانہ
مثیلش گم شدہ در دارِ فانی
دریں تصنیف و تالیفِ مضامین
سبق بردہ بر اربابِ معانی
بہ علمش
کے رسد علمیتِ تو
زِ فیاضِ ازل علمش بدانی
ازومہدیتت مردود گردد
شدہ مکسوف شمسِ قادیانی
چاں شد منہدم حصن حصینت
بچشمِ خویش بنگر گرتودانی
شکستہ شد کمانِ اختراعت
زِزورِ بازوئے مردِ جیلانی
شدہ باطل عقائد میرزائی
خجل گشتہ گروہِ قادیانی
کجائی اے غلام احمد کجائی
بیا گویم بتو رازِ نہانی
اگر بینی مضامینش بانصاف
شوی فائز بعمرِ جاودانی
بچشمِ غور بنگر ایں صحیفہ
اگر خواہی حیاتِ جاودانی

اشارہ کن بہ ذریات خویشت
کہ ایں رامے کنند از بر زبانی
تنبہ کن تنبہ کن تنبہ
کہ آخر نیست دایم زندگانی
نہ امروہی بکار آید نہ دیگر
خیالِ خویش کن کر میتوانی
خدا پرسد زتو ایں ماجرائے
چہا گردی بگو اے قادیانی
جوابے چہ دہی آنوقت آخر
تو ساکت مے شوی حیراں بمانی
نصیحت گوش کن گر عقل داری
ترا گویم زروئے مہربانی
پشیماں شو بگو کردم گنا ہے
خدایا عفوکن از مہربانی
سخنِ کو تاہ کن اے غازی زبان بند
ندارد فائدہ طولِ بیانی
دعا کن بہر شاہِ خود کہ او را
خدادارد بحفظ و مہربانی
مراہ قیست ایں عزت خدایا
کہ در سلکِ غلامانش بخوانی
کنی یارب بحشر لطف برمن
بحقِ حرمتِ آں جان جانی۱۷ے

☆☆☆

مآخذ

۱۔ تجلیات مہر انور، شاہ حسین گردیزی، مکتبہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد 1992ء

۲۔ تذکرہ علمائے اہلسنت ضلع اٹک، حافظ محمد اسلم رضوی، اسلامک میڈیا سنٹر لاہور 2019ء

۳۔ مہر منیر، مولانا فیض احمد فیض، گولڑہ شریف۔

۴۔ ملفوظات مہریہ، مفتی فیض احمد فیض، گولڑہ شریف۔

۵۔ مسافر چندروزہ

۶۔ سیف چشتیائی ،ص3، سن اشاعت 1963ء

۷۔ شمس الہدایۃ، ص104 سن اشاعت 1963ء

۸۔ تحفہ اسلامیہ، مولوی امام الدین، کندوال جہلم، ۱۳۱۹ھ، ایلبین پریس لاہور

۹۔ سیف چشتیائی، ص275 تا 384، سن اشاعت 1963ء

۱۰۔ سیف چشتیائی، ص360، سن اشاعت 1963ء

۱۱۔ سیف چشتیائی، ص364، سن اشاعت 1963ء

۱۲۔ سیف چشتیائی، ص370، سن اشاعت 1963ء

۱۳۔ تحفہ اسلامیہ، مولوی امام الدین، کندوال جہلم، ۱۳۱۹ھ، ایلبین پریس لاہور

۱۴۔ سیف چشتیائی، ص4، سن اشاعت 1963ء

۱۵۔ مکتوبات طیبات

۱۶۔ تجلیات مہر انور، شاہ حسین گردیزی، ص575، مکتبہ مہریہ گولڑہ شریف اسلام آباد 1992ء

۱۷۔ سیف چشتیائی، ص۔402- 405 سن اشاعت 1963

محمد سعید قادری

جامعہ غوثیہ حنفیہ مہریہ تعلیم القرآن

محلہ گلزارِ مدینہ، داخلی سروالہ، اٹک

5127405-0302

پانچواں باب

رضویات

ختم نبوت کے تحفظ میں رئیس الاتقیا مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری (مدیر اعلیٰ)

پٹھانوں کا ایک قبیلہ بڑھیچ ہے، رئیس الاتقیاء علامہ مفتی نقی علی خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (پ: ١٢٤٦ھ/ ١٨٣٠ء....م: ١٢٩٧ھ/ ١٨٨٠ء) اسی قبیلہ کے فرد فرید ہیں۔ آپ اپنے عہد کے ممتاز عالم دین، شیخ طریقت، فقیہ العصر، صاحب طرز ادیب اور انشا پرداز تھے۔ آپ نے زبان وقلم سے احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ سرانجام دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ نے چالیس سے زائد کتابیں لکھیں آپ کی مطبوعہ تصانیف میں:

الکلام اوضع فی تفسیر سورۃ الم نشرح	سرور القلوب فی ذکر المحجوب
جواھر البیان فی اسرار الارکان	اصول الرشاد لقمع خبائی الفساد
ھدایۃ البریہ الی شریعت الاحمدیہ	ازاقہ الانام لمانفی عمل المولد والقیام
فضل العلم والعلماء اور	احسن الوعا لآداب الدعا

کے نام شامل ہیں۔

٢٦ /شوال المکرم ١٢٩٥ھ کو آپ نے حرمین شریفین سفر اختیار کیا اور حج وزیارت کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔ ١٢٤٦ھ/١٨٣١ء میں آپ نے سرزمین بریلی شریف پر مسند افتاء کی بنیاد رکھی۔ الحمد للہ آج تک بریلی شریف میں یہ مسند افتاء جاری وساری ہے۔ آپ نہایت متقی و پرہیز گار تھے۔ بدعات ومنکرات کے خلاف ہمیشہ کمر بستہ رہے۔ آپ اپنے صاحبزادے مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد القادر بدایونی کے ہمراہ خانوادہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ حاضر ہوئے اور عارف باللہ سیدنا شاہ آل رسول احمد قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ اسی مجلس میں آپ دونوں باپ بیٹے کو شرف خلافت اور اجازت سے بھی نوازا گیا۔ آپ نے بریلی شریف میں "مدرسہ اہلسنت" کا قیام عمل میں لایا اور علم وعرفان کو خوب پھیلایا۔

آپ کے تینوں صاحبزادگان اعلی حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م: ١٣٤٠ھ/ ١٩٢١ء) مولانا حسن رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م: ١٣٢٦ھ/ ١٩٠٨ء) اور مولانا محمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ

علیہ (م: ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء) عالم، فاضل، مصنف، محقق، اور آسمان رشد وہدایت کے روشن ستارے تھے۔ امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں جب "مسئلہ امتناع وامکان نظیر" اور "اثر ابن عباس" سامنے آیا تو آپ نے بریلی شریف سے ختم نبوت اور ناموس رسالت کے تحفظ کا پرچم بلند فرمایا۔ الحمد للہ آج تک یہ پرچم بلندیوں پر ہے۔ اس پر آپ اور آپ کی اولاد امجاد کی کئی تصانیف اور حیات وخدمات شاھد وناطق ہیں۔

۱۸۷۱ء میں شیخو پور ضلع بدایوں میں "مسئلہ امتناع وامکان نظیر" پر مولانا عبدالقادر بدایونی رحمۃ اللہ علیہ (م: ۱۹۰۱ء) اور مولوی امیر احمد سہوانی کے مابین مناظرہ ہوا۔ مولانا نذیر احمد سہوانی (م: ۱۸۸۱ء) نے اس مناظرہ کی روداد "مناظرہ احمدیہ" کے نام سے طبع کرادی۔ اس مناظرہ میں اثر ابن عباس کا موضوع بھی زیر بحث آیا۔ اس میں ایک عبارت یہ تھی "بیشک اللہ نے سات زمینیں پیدا کیں، ہر زمین پر آدم ہے، تمہارے آدم کی طرح اور نوح ہے۔ تمہارے نوح کی طرح اور ابراھیم ہے۔ تمہارے ابراھیم کی طرح اور موسی ہے۔ تمہارے موسی کی طرح اور نبی ہیں۔ تمہارے نبی (حضور اکرم) کی طرح"۔ مولانا نذیر احمد سہوانی نے "مناظرہ احمدیہ" کے آخر میں یہ بھی لکھا:

"مولوی احسن نانوتوی بھی اسی (صحت اثر ابن عباسی) کے معتقد ہیں اور اس مضمون پر ان کی مہر ثبت ہے اور اسی کے اور علماء دین بھی قائل ومعتقد ہیں"۔ مولانا احسن نانوتوی ان دنوں بریلی کالج، بریلی میں استاد تھے اور ایک مدت سے بریلی عیدگاہ میں عیدین کی امامت کرتے تھے۔ امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے تحفظ کا علم اٹھایا اور میدان عمل میں کود پڑے۔ اس حقیقت کا اظہار پروفیسر ایوب قادری نے" سوانح مولانا احسن نانوتوی" میں یوں کیا ہے:

"اثر ابن عباس کے مسئلہ میں علماء بریلی اور بدایوں نے مولانا محمد احسن کی بڑی شدومد سے مخالفت کی۔ بریلی میں اس محاذ کی قیادت مولانا نقی علی خان کررہے تھے اور بدایوں میں مولوی عبدالقادر سرخیل جماعت تھے"۔

۱۲۹۰ھ/ ۱۸۷۳ء میں نماز عیدالفطر کے موقع پر امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے عیدگاہ میں مولوی احسن نانوتوی کے نماز پڑھانے کو پسند نہ کیا، چنانچہ تنازع طول پکڑ گیا۔ بگڑتی صورت حال دیکھ کر مولوی احسن نانوتوی کو امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کی امامت میں نماز پڑھانے کا فیصلہ کرنا پڑا، طرفہ تماشہ یہ ہوا کہ جب مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کے عیدگاہ کے قریب پہنچنے کی خبر آئی تو مولانا احسن نانوتوی فوراً مصلے پر پہنچ گئے اور نماز پڑھادی۔ امام المتکلمین رحمۃ اللہ علیہ نے عیدگاہ کے قریب حسین باغ میں بڑی تعداد میں موجود مسلمانوں کی عید کی نماز کی امامت کی۔ دراصل مولوی احسن نانوتوی اثر ابن عباس کو صحیح اور معتبر جانتے تھے جبکہ

امام المتکلمین مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اور عقیدہ یہ تھا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالی صاف فرماتا ہے: "ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین" اللہ تعالی کے اس ارشاد کے بعد اثر ابن عباس پر عمل نہیں کیا جائیگا۔ چنانچہ آپ اثر ابن عباس کے مطابق عقیدہ رکھنے والے کو اہلسنت کے خلاف جانتے تھے۔علماء کرام کی اکثریت بھی آپ کی حمایت میں اٹھ کھڑی ہوئی۔

آپ نے اس حوالے سے ایک استفتاء علماء رامپور کو بھیجا جس کا جواب علامہ مفتی نور النبی رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے دیا اور آپ کے موقف کی تائید وحمایت کی۔اس فتوی پر مولانا سدید الدین خان خلف مولانا رشید الدین خان،مولانا مفتی ولی النبی رامپوری،مولانا سید حسین شاہ محدث رامپوری،مولانا محمد حیدر علی رامپوری،مولانا شیخ محمد علی درویش مطوف رامپوری،مولانا عبد الحق خیر آبادی بن علامہ فضل حق خیر آبادی،مولانا عبد العلی رامپوری،مولانا محمد یعقوب علی خان رامپوری اور مولانا محمد اظہر الدین احمد رامپوری (رحمۃ اللہ علیہم) نے بھی تصدیقات فرمائی ہیں۔

اسی طرح آپ نے ایک استفتاء ممتاز عالم دین علامہ مفتی ارشاد حسین مجددی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی بھیجا۔آپ نے بھی قرآن وحدیث،محدثین اور فقہاء عظام کے ارشادات کی روشنی اس حقیقت کو ظاہر و باہر فرمایا کہ:

"اس پر عقیدہ رکھنا اہلسنت و جماعت کے خلاف ہے،خاتم النبیین حضور ﷺ ہیں اور حدیث شاذ ہے"۔

دوسری طرف مولوی احسن نانوتوی نے بھی اپنے موقف وعقیدہ کی حمایت حاصل کرنے کیلئے ایک سوالیہ اشتہار چھپوا کر مختلف اضلاع کے علماء کو بھیجا لیکن انہیں صرف دو جواب ملے۔ پہلا جواب ان کے رشتہ دار مولوی قاسم نانوتوی نے" تحذیر الناس" لکھ کر دیا اور اس سے صورت حال مزید پیچیدگی ہوگئی۔دوسرا جواب مولانا عبد الحی فرنگی نے تین رسالہ لکھ کر دیا۔امام المتکلمین علامہ مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اور عقیدہ حق پر مبنی تھا۔اسی لئے آپ کی حمایت میں علماء کرام نے کئی کتب ورسائل لکھے۔جن میں مولانا فضل مجید بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کا "تحقیقات احمدیہ"،مولانا ھدایت علی کا" الکلام الاحسن"،مفتی حافظ بخش آنولوی رحمۃ اللہ علیہ کا" تنبیہ الجہال"،شیخ محمد احمد تھانوی صاحب کا" قسطاس فی موازنہ اثر ابن عباس"اور بدایوں اور بریلی کے علماء کے فتاوی "فتاوی بے نظیر" نمایاں طور پر شامل ہیں۔

الحمد للہ آج بھی علامہ مفتی نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ کا موقف وعقیدہ قائم ودائم ہے لیکن مولوی احسن نانوتوی کا عقیدہ وموقف ختم ہو کر رہ گیا ہے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود   ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برصغیر میں تحفظِ عقیدۂ ختم نبوت کے اولین داعی

ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری

(معاون مدیر، ماہ نامہ معارف رضا، کراچی)

تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار مشرکین سازشیں کرتے رہے ہیں تا کہ عقائد اسلام کو مسخ کیا جا سکے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مسلمانوں کے دلوں سے نکال کر ان کی قوت اور سلطنت کو پارہ پارہ کیا جا سکے۔ دور جدید میں فتنۂ قادیانیت یا مرزائیت مسلمانان عالم کے خلاف ایک بہت ہی گھناؤنی سازش ہے جو جسد ملت اسلامیہ کے لیے ایک کینسر سے کم نہیں۔ ہمیشہ کی طرح اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے بھی علماء و مشائخ نے شروع سے ہی بہت عالی شان کردار ادا کیا ہے۔ ردِ قادیانیت کے حوالے سے بہت سی شخصیات نے کام کیا ان میں امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ کی ذات نمایاں ہے۔

امام احمد رضا چودھویں صدی ہجری کے جید عالم دین اور عہد کے معروف مرجع فتاویٰ تھے ان کے پاس بلادِ عرب و عجم، افریقہ، امریکہ اور یورپ سے بیک وقت پانچ پانچ سو استفتاء مسائل دینیہ و جدیدہ کی دریافت کے لیے آتے تھے۔ انہوں نے منصب و مقام نبوت اور مہمات مسائل دینیہ کے بیان میں ایک ہزار کے قریب چھوٹے بڑے رسائل و کتب تصنیف کیے جو مختلف علوم و فنون پر ان کی حیرت انگیز دسترس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں امام احمد رضا کا وہ پہلا خانوادہ ہے جہاں منکرین ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کا سب سے پہلے رد کیا گیا۔ امام احمد رضا کے والد ماجد علامہ نقی علی خاں نے منکرین ختم نبوت کی سخت گرفت کی اور اس عقیدہ کو مسلمانوں کے متفقہ عقیدۂ ختم نبوت کے منافی قرار دیتے ہوئے ایسا عقیدہ رکھنے والے کو گمراہ اور خارج از اسلام قرار دیا۔ پھر برصغیر پاک و ہند کے علماء میں امام احمد رضا وہ پہلی ہستی ہیں جنہوں نے ۱۳۲۴ھ/ ۱۹۰۵ء میں حرمین شریفین کے تقریباً ۳۵ مشاہیر فقہاء اور علماء سے مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کی بنیاد فراہم کرنے والے بعض نادان علماء اور ان کے دیگر ہم عقیدہ علماء کے بارگاہ الٰہی اور بارگاہ رسالت پناہ میں گستاخانہ عبارات کے خلاف شخصی طور پر اسلام سے اخراج اور کافر قرار دیئے جانے کا واضح فتویٰ حاصل کیا جسے عرب و عجم میں پذیرائی حاصل ہوئی۔ یہ فتویٰ "حسام الحرمین علیٰ

منحر الکفر والمین'' کے نام سے متعدد بار شائع ہو چکا ہے جو کہ آگے چل کر عالمی سطح پر قادیانیوں اور قادیانی نوازوں کے غیر مسلم قرار دیئے جانے کی تمہید بنا۔

امام احمد رضا نے مرزا قادیانی کو صرف کافر ہی نہیں قرار دیا بلکہ اس کو ''مرتد منافق'' بھی کہا اور اپنے فتاویٰ میں اس کو اس کے اصلی نام کے بجائے غلام قادیانی کے نام سے یاد کیا۔ یاد رہے کہ ''مرتد منافق'' وہ شخص ہے جو کلمۂ اسلام بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے، اس کے باوجود اللہ و رسول یا کسی نبی یا رسول کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہے اس کے احکام کافر سے بھی سخت تر ہوتے ہیں۔ امام احمد رضا نے مرزا غلام قادیانی اور منکرین ختم نبوت کے رد و ابطال میں متعدد فتاویٰ کے علاوہ الگ سے یہ چھے رسائل بھی تصنیف کیے ہیں:

(۱) ''جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ''

(۲) ''السوء والعقاب علی المسیح الکذاب''

(۳) ''قہر الدیان علیٰ مرتد بقادیان''

(۴) ''المبین ختم النبیین''

(۵) ''الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی''

(۶) ''المعتقد المنتقد''

امام احمد رضا کے فرزند اکبر حجۃ الاسلام مفتی حامد رضا خاں نے بھی قادیانیت کے رد میں رسالہ لکھا تھا جو ہندوستان میں رد قادیانیت پر سب سے پہلا رسالہ تھا جو شائع ہوا۔ اس کا تاریخی نام ۱۳۱۵ھ/ ۱۸۹۶ء ''الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی'' تھا، جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور غلام قادیانی کذاب کے مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا گیا ہے۔ امام احمد رضا نے خود اس رسالے کو سراہا ہے۔

منکرین ختم نبوت اور قادیانیوں کے رد و ابطال میں امام احمد رضا اس قدر سرگرم، مستعد، متحرک اور فعال تھے کہ وہ اس فتنہ کے ظہور پذیر ہوتے ہی اس کی سرکوبی کے درپے تھے۔ ابھی جب کہ علماء سوچ ہی رہے تھے امام احمد رضا اور ان کے صاحبزادہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا مسند افتاء بریلی سے مرزا غلام قادیانی کے خلاف کفر اور ارتداد کا فتویٰ صادر فرما کر مسلمانانِ ہند کے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کا سامان بہم پہنچا رہے تھے۔ اس کے علاوہ امام احمد رضا کی تقریباً چھے کتب اور ان کا مرتب کردہ فتاویٰ حرمین شریفین ''حسام الحرمین'' اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا کی کتاب ''الصارم الربانی علیٰ اسراف القادیانی'' کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے تھے۔

فتنہ قادیانیت کے رد میں امام احمد رضا کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہیں کہ ہر موافق و مخالف نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ امام احمد رضا سے مسلکی اختلاف کے باوجود پروفیسر خالد شبیر احمد فیصل آبادی نے اپنی تالیف ''تاریخ محاسبۂ قادیانیت'' میں ردِ مرزائیت پر امام احمد رضا کا فتویٰ بڑے اہتمام سے اس نوٹ کے ساتھ شائع کیا کہ:

''ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش و بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاویٰ کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، (امام احمد رضا کا) یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے''۔

امام احمد رضا کے وصال کے بعد ان کے صاحبزادگان، خلفاء، مریدین اور متوسلین علماء نے غیر منقسم ہندوستان اور پھر پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف قلمی جہاد جاری رکھا، سینکڑوں فتاویٰ جاری کیے اور بیسوں رسائل لکھ کر تحفظ عقیدہ ختم نبوت کا فریضہ ادا کیا۔ قیام پاکستان کے بعد ۱۴/ مارچ ۱۹۴۹ء کو قانون ساز اسمبلی میں قراردادِ مقاصد پاس ہونے کے بعد قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کی باقاعدہ تحریک شروع ہوئی جنوری ۱۹۵۱ء میں کراچی میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے علماء نے متفقہ طور پر ۲۲ نکات پر مشتمل اسلامی دستور کے لیے بنیادی اصول تیار کیے جس میں امام احمد رضا کے خلیفہ مولانا نعیم الدین مرادآبادی کے مرتبہ اسلامی دستور کی اہم شقوں کو بھی ۲۲ نکاتی قراردادِ مقاصد میں شامل کیا گیا۔

۱۹۷۳ء/ ۱۹۷۴ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قومی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی تحریک چلی تو امام احمد رضا کے خلیفہ مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی کے فرزند علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی کی قیادت میں پارلیمانی پارٹی کے ارکان نے سب سے زیادہ سرگرم ہونے کا ثبوت دیا اس سلسلے میں مفتی محمود صاحب دیوبندی نے بھی ان حضرات کا ساتھ دیا، اور قومی اسمبلی کے اراکین نے بھی اسمبلی میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے والی قرارداد کی بھرپور حمایت کی۔ جس سے اس وقت کے وزیر اعظم پاکستان اس مشترکہ مطالبے کو ماننے پر مجبور ہو گئے اور بالآخر قومی اسمبلی اور بعد میں سینیٹ میں بھی اس قانون کی منظوری دے کر ایک ایسا عظیم کارنامہ انجام دیا جو صبح قیامت تک سنہری حرفوں سے لکھا جاتا رہے گا۔ دنیا کے سارے اسلامی ملکوں میں یہ قابل فخر اعزاز صرف پاکستان کو حاصل ہوا کہ اس کی پارلیمنٹ نے انکارِ نبوت کی بنیاد پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر قانونی اور

سیاسی طور پر دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ نظر انصاف سے دیکھا جائے تو پاکستان کی پارلیمنٹ کے اس فیصلے میں امام احمد رضا کے فتاویٰ کو کلیدی حیثیت حاصل رہی اور اس کو قانونی شکل دینے میں امام احمد رضا کے متوسلین علماء کی جدوجہد کا خصوصی حصہ رہا۔ یہ عقیدۂ ختم نبوت کی حقانیت اور امام احمد رضا کے جاری کردہ فتاویٰ کی تائید و صداقت ہی ہے کہ بغیر کسی تحریک وجدوجہد کے سارے عالم اسلام نے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اس دینی فیصلے اور اس تاریخی قرارداد کے سامنے سر جھکا دیا۔

مہر چرخ نبوت پہ روشن درود
گل باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

عقیدۂ ختم نبوت اور امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

ازقلم: ڈاکٹر فیض احمد چشتی (لاہور)

برصغیر پاک و ہند میں مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہ صرف خود بلکہ آپ کے خانوادے نے بھی منکرین ختم نبوت اور قادیانیت کا ردبلیغ کیا۔ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو صرف کافر ہی نہیں قرار دیا بلکہ اس کو مزید منافق بھی کہا ہے اور اپنے فتووں میں اس کو اس کے اصلی نام کے غلام قادیانی کے نام سے تعبیر کیا ہے۔

مرتد و منافق وہ شخص ہے جو کلمہ اسلام پڑھتا ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ یا نبی کریم ﷺ یا کسی نبی یا رسول کی توہین کرتا ہے یا ضروریات دین سے کسی شے کا منکر ہے۔ اس کے احکام کافر سے بھی سخت تر ہیں۔

امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا غلام قادیانی اور منکرین ختم نبوت کو رد ابطال میں متعدد فتویٰ کے علاوہ جو مستقل رسائل تصنیف کیے ہیں ان کے نام یہ ہیں:

1۔ جزاء اللہ عدو بآباہ ختم النبوۃ: یہ رسالہ 1317ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں عقیدہ ختم نبوت پر 120 حدیثیں اور منکرین کی تکفیر پر جلیل القدر ائمہ کرام کی تیس تصریحات پیش کی گئی ہیں۔

2۔ السوء والعقاب علی المسیح الکذاب: یہ رسالہ 1320ھ میں اس سوال کے جواب میں تحریر ہوا کہ اگر ایک مسلمان مرزائی ہو جائے تو کیا اس کی بیوی اس کے نکاح سے نکل جائے گی؟ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے دس وجوہات سے مرزا غلام قادیانی کا کفر ثابت کر کے احادیث کے نصوص اور دلائل شرعیہ سے ثابت کیا کہ سنی مسلمہ عورت کا نکاح باطل ہو گیا۔ وہ اپنے کافر مرتد شوہر سے فوراً علیحدہ ہو جائے۔

3۔ قہر الدیان علی فرقہ بقادیان: یہ رسالہ 1323ھ میں تصنیف ہوا۔ اس میں جھوٹے مسیح قادیان کے شیطانی الہاموں اس کی کتابوں کے کفریہ اقوال سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اور ان کی والدہ ماجدہ سیدہ مریم رضی اللہ عنہا کی پاک وطہارت اور ان کی عظمت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

4۔ المبین ختم النبین: یہ رسالہ 1326ھ میں اس سوال کے جواب میں تصنیف ہوا کہ "خاتم النبین میں لفظ النبین پر جو الف لام ہے وہ مستغرق کا ہے۔ یہ عہد خارجی کا ہے۔ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ

علیہ نے دلائل کثیرہ واضح سے ثابت کیا ہے کہ اس پر الف لام استغراق کا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

5۔الجزار الدیانی علی المرتد القادیانی: یہ رسالہ 3 محرم الحرام 1340ھ کو ایک استفتاء کے جواب میں لکھا گیا اور اس سال 25 صفر المظفر 1340ھ کو آپ کا وصال ہوا۔

6۔المعتقد: امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مستند افتاء سے ہندوستان میں جو سب سے پہلا رسالہ قادیانیت کی رد میں شامل ہوا' وہ ان کے صاحبزادے مولانا مفتی حامد رضا خان نے 1315ھ/1896ء الصارم الربانی علی اسراف القادیانی کی نام سے تحریر کیا تھا جس میں مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور غلام قادیانی کذاب کی مثیل مسیح ہونے کا زبردست رد کیا گیا ہے۔امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے خود اس رسالے کو سراہا ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ منکرین نبوت اور قادیانیوں کی رد میں امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کس قدر سرگرم' مستعد متحرک اور فعال تھے۔وہ اس فتنے کے ظہور ہوتے ہی اس کی سرکوبی کے در پے تھے۔اس فتنے کی رد میں امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ اس قدر قابل ستائش اور قابل توجہ ہیں کہ ہر موافق و مخالف نے انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔اللہ عزوجل نے سرزمین ہند کو دیگر بے شمار انعامات کے ساتھ علم وفن کی دولت سے بھی نوازا ہے، یہاں سے ہزاروں جَلیل القدْر اولیا وصوفیا اور علما نے دین اسلام کا پرچم بلند کیا، ان ہی دین کے خدمت گاروں میں ایک نام امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی ہے، آپ نے اپنی زبان وقلم کے ذریعے نہ صرف دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت کی بلکہ دینِ اسلام پر ہونے والے اعتراضات اور اسلام کے تَشَخُّص کو داغدار کرنے والے باطل نظریات کا مُدَلَّل رَدّ بھی فرمایا، ہر دور کی طرح آپ کے دور میں بھی دشمنانِ اسلام کے زرخرید مولویوں نے مسلمانوں کے دلوں سے خوفِ خدا، عشقِ مصطفٰے ﷺ، ادبِ صحابہ اور مقامِ اہلبیت رضی اللہ عنہم کو گھٹانے کے لیے کئی ہتھکنڈے آزمائے، کبھی قرآن پاک کے غلط ترجمے کر کے، کبھی مسلمانوں کے عقیدوں کو شرک وبدعت کہہ کر تو کبھی اولیاء کی فیض گاہوں سے دور کر کے، مگر قربان جایئے امام اہلسنت پر جنہوں نے بَفضلِ خداوندی قرآن وحدیث اور آثارِ اسلاف کے جامع دلائل سے ان باطل نظریات کا رَدّ فرما کر امتِ مُسلمہ کو ان کے چنگل میں پھنسنے اور گمراہ ہونے سے بچایا۔امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مخالفین بھی اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں کہ آپ مرزائیوں اور اسلام کے نام پر بدمذہبی پھیلانے والے تمام فرقوں کے لیے شمشیر بے نیام تھے۔ فتنۂ قادیانیت کے رد میں آپ کے شہرہ آفاق رسالہ"الجراز الدیانی علی المرتد القادیانی"کو حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ

امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر مقدمہ کے ساتھ مرکزی مجلسِ رضا، لاہور کے زیر اہتمام نہایت آب وتاب سے شائع کر کے عام فرمایا تھا۔

ان رسائل کے علاوہ احکامِ شریعت، المعتمد المستند اور فتاویٰ رضویہ میں ردّ مرزائیت میں آپ کے فتاویٰ دیکھے جا سکتے ہیں۔ پروفیسر خالد شبیر احمد، فیصل آباد، دیوبندی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں، اس کے باوجود انہوں نے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ سے قبل ان تاثرات کا اظہار کیا ہے:

> ''اس فتویٰ سے جہاں مولانا کے کمالِ علم کا احساس ہوتا ہے، وہاں مرزا غلام احمد کے کفر کے بارے میں ایسے دلائل بھی سامنے آتے ہیں کہ جس کے بعد کوئی ذی شعور مرزا صاحب کے اسلام اور اس کے مسلمان ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتا''۔ (خالد شبیر احمد: تاریخ محاسبہ قادیانیت قرطاس، فیصل آباد ص ۴۵۵)

مزید لکھتے ہیں:

> ''ذیل کا فتویٰ بھی آپ کی علمی استطاعت، فقہی دانش وبصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے۔ جس میں آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر کو خود ان کے دعاوی کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے، یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی وتحقیقی خزینہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں، کم ہے''۔ (خالد شبیر احمد: تاریخ محاسبہ قادیانیت (قرطاس فیصل آباد ص ۴۶۰)

یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کی نظریاتی حدود کی حفاظت کی ہے۔ اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر اپنی رحمت ورضوان کی بارش نازل فرمائے۔ اور ہمارے ایمان وعقیدہ کی حفاظت فرمائے آمین

عقیدۂ ختم نبوت تصانیفِ رضا کی روشنی میں

ازقلم: علامہ مفتی سید اولاد رسول قدسی مصباحی

سرورِ عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا بمعنی آخرالانبیا ہونا ایسا قطعی ہے کہ نہ صرف یہ کہ اس پر نصِ قرآنی دال ہے بلکہ صحاح کی بکثرت احادیث جو حدِّ تواتر تک پہنچی ہیں باضابطہ وضاحت وصراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں۔اس سلسلے میں امام احمد رضا قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں ''مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا اللہ سبحانہ کو احد صمد لا شریك لہ جاننا فرض اول ومناطِ ایمان ہے یونہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبیٔ جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا فرض اجل وجزئ ایقان ہے ولکن رسول اللہ وخاتم النبین نص قطعی قرآن ہے۔اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمالِ خفیف سے تو ہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلد فی النیران ہے نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر ہے۔''(ختم النبوۃ ص ۴)

قرآن مقدس کے بائیسویں پارہ کے سورۂ احزاب کی چالیسویں آیت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت یوں بیان کرتی ہے۔

ما کان محمد ابآ احد من رجالکم ولکن رسول اللہ خاتم النبین وکان اللہ بکل شئی علیمًا۔

یعنی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

مذکورہ آیت صراحتاً یہ بتاتی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخرالانبیا ہیں۔آپ پر نبوت ختم ہوگئی اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں ملے گی۔اس آیت کے تناظر میں یہ نہ کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو قیامت سے پہلے آسمان سے روئے زمین پر نزول فرمائیں گے وہ بھی تو نبی ہیں پھر رسول گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا کیوں کر ثابت ہوگا۔اس ضمن میں یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں رہے کہ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ

السلام اللہ کے نبی ہیں مگر نزول کے بعد وہ اپنی شریعتِ سابقہ پر نہیں بلکہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت مطہرہ کی روشنی میں احکام نافذ کریں گے اور تبلیغی امور انجام دیں گے۔ اس پر مستزاد یہ کہ رسول دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے قبلہ کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرے نمازیں ادا فرمائیں گے۔

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا اس قدر مسلم ہے کہ ربِّ کائنات نے لوحِ محفوظ پر جہاں مخلوقات کی تقدیر لکھی وہیں یہ بھی تحریر فرمائی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین یعنی سب نبیوں میں آخر ہیں۔ جیسا کہ صحیحین شریفین میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ عز وجل کتب مقادیر الخلق قبل ان یخلق السموت والارض بخمسین الف سنة وکان عرشه علی الماء ومن جملة ما کتب فی الذکر وهو ام الکتاب ان محمدا خاتم النبیین"۔

یعنی اللہ عزوجل نے زمین وآسمان کی آفرینش سے پچاس ہزار برس پہلے خلق کی تقدیر لکھی اور اس کا عرش پانی پر تھا منجملہ ان تحریرات کے لوح محفوظ میں لکھا بیشک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں تک روایت ہے کہ پہلے انسان اور اللہ کے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو دونوں شانوں کے درمیان قلم قدرت سے لکھا ہوا تھا "محمد رسول اللہ خاتم النبین"، یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔

بیہقی شریف کے اندر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ ایسی حدیث جلوہ ریز ہے کہ جس میں حضرت آدم علیہ السلام کی قبولیت توبہ کے وقت ربِ کائنات نے جہاں اپنے نبی حضرت آدم علیہ السلام سے یہ فرمایا:

لولا محمد ما خلقتك"

یعنی اگر محمد صلی اللہ وسلم نہ ہوتے تو آدم میں تیری بھی تخلیق نہیں کرتا

وہیں یہ بھی فرمایا:

"وهو آخر الانبیا من ذریتك"

یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیری اولاد میں سب سے پچھلے نبی ہیں۔

آیئے حدیث وتفسیر کی روشنی میں پورا واقعہ اختصار کے ساتھ ملاحظہ کریں اور اپنے ایمان کو جلا بخشیں۔

حضرت آدم علیہ السلام نے جب جنت میں رہائش کے زمانے میں شجر ممنوعہ کا پھل تناول فرمالیا تو رب کے حکم سے آپ زمین پر تشریف لے آئے۔ یہاں آنے کے بعد اپنی لغزش پر متواتر تین سو سال تک اشک بار رہے اور رب قدیر کی بارگاہ میں توبہ کرتے رہے مگر ان کی توبہ شرفِ قبولیت سے ہمکنار نہ ہوئی۔ تین سو سال کے بعد آپ کو اللہ کے حبیب مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آیا اور ان کے وسیلۂ جلیلہ سے بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض گذار ہوئے "یارب اسئلك بحق محمد ان غفرت لی" یعنی اے میرے رب تجھے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ تو میری مغفرت فرمادے۔ ایسے موقع پر خداوند قدوس نے فرمایا اے آدم! تمھیں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معرفت کیسے حاصل ہوئی جب کہ وہ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ! میں تو انھیں جانتا نہیں تھا لیکن جب تو نے میرے جسم میں روح پھونک کر تخلیق مکمل فرمائی تو میں نے عرش کی جانب سر اٹھا کر دیکھا تو اس کے پایوں پر لکھا ہوا تھا "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" تو پھر مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کے جس ذاتِ بابرکات کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ ملایا یقیناً وہ تیرا سب سے زیادہ محبوب ہے۔ ربِّ قدیر نے فرمایا "صدقت یا آدم انه لا حب الخلق الی واذ سالتنی بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك وهوا آخر الانبیا من ذریتك" یعنی اے آدم! تو نے سچ کہا بلاشبہ وہ میرے لیے احب الخلق یعنی تمام جہان سے زیادہ محبوب ہے اب چونکہ تو نے میرے محبوب کا واسطہ دیا ہے تو میں نے تیری توبہ قبول کی اور تجھے مغفرت کا پروانہ عطا کیا۔ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا اور یہ محمد تیری اولاد میں سب سے پچھلے نبی ہیں۔

رسول گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا اس قدر واضح ومشہور ہے نہ صرف یہ کہ قرآن مقدس، لوحِ محفوظ اور حضرت آدم علیہ السلام کے شانوں کے درمیان مکتوب ومرقوم ہے بلکہ دیگر آسمانی کتب وصحائف کے اندر بھی جلی حروف کے ساتھ یہ مندرج ہے کہ آپ خاتم الانبیا ہیں اور آپ پر نبوت کا اتمام واختتام ہو چکا۔ میرے اس دعوے کی پشت پناہ سیدی اعلیٰ حضرت کی نقل کردہ ابن عساکر کی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی مروی حدیث ہے۔ "قال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یُسَمّٰی فی الکتب

القديمة احمد و محمد و الماحی و المقفی و نبی الملاحم و حمطایا و فار قلیطا و ماذ ماذ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگلی کتابوں میں میرے یہ نام مکتوب تھے احمد، محمد، الماحی، المقفی، نبی الملاحم، حمطایا، فارقلیطا، ماذ ماذ۔

اب آپ ان ناموں کے ترجمے ملاحظہ فرمائیں

احمد۔ بہت تعریف کرنے والا: محمد۔ جس کی خوب خوب تعریف کی جائے۔ ماحی۔ کفر وشرک کو مٹانے والا، نبی الملاحم: جہادوں کے پیغمبر، حمطایا: حرمِ الٰہی کے حمایتی، فارقلیطا: حق کو باطل سے جدا کرنے والا، ماذ ماذ: ستھرا پاکیزہ، المقفی کا معنی ہے سب پیغمبروں کے پیچھے تشریف لانے والے۔

کتب سماویہ کے اندر رسول ہاشمی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب اسم گرامی مقفی اس بات کی روشن دلیل ہے کہ مسئلہ ختم نبوت کوئی نوزائیدہ مسئلہ نہیں بلکہ یہ ایک ایسی ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جسے کتب سماویہ نے بھی اپنے سینے میں محفوظ کر رکھا ہے۔

یہ تو کتب سماویہ کی بات تھی اب آیئے صحائف کے بھی زریں اوراق پر نظر ڈالیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب عامر شعبی سے روایت فرماتے ہیں کہ ابوالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مقدس صحیفے میں رسول دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیا ہونا درج تھا جیسا کہ صحیفۂ سیدنا ابراہیم علیہ السلام میں یوں مرقوم تھا کہ ربِّ کائنات نے اپنے خلیل علیہ السلام سے فرمایا

انه كان من ولدك شعوب حتى يأتى النبى الامى خاتم الانبيا"

یعنی بے شک تیری اولاد میں قبائل در قبائل ہوں گے۔ یہاں تک کہ نبی امی خاتم الانبیا جلوہ فرما ہوں گے۔ علاوہ ازیں محمد بن کعب قرظی روایت فرماتے ہیں:

اوحى الله تعالىٰ الى يعقوب انى ابعث من ذريتك ملوكا وانبيا حتى ابعث النبى الحرمى الذى تبنى امته هيكل بيت المقدس وهو خاتم الانبيا واسمه احمد۔

یعنی نبیرۂ ابوالانبیا حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام کی طرف اللہ تبارک وتعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے یعقوب! میں تیری اولاد میں سلاطین و انبیا بھیجتا رہوں گا یہاں تک کہ مبعوث فرماؤں اس حرم محترم والے نبی کو جس کی امت بیت المقدس کی بلند تعمیر بنائے گی وہ سب پیغمبروں کا خاتم ہے اور اس کا نام احمد ہے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مایۂ ناز صحابی ہیں وہ جہاں پہلے نہ صرف یہ کہ یہودی تھے بلکہ خود یہودیوں کے بہت بڑے عالم تھے وہیں ان کے والد اپنے زمانے میں اعلم علماء توراۃ یعنی توریت کے جاننے والوں میں سب سے بڑے جاننے والے گردانے جاتے تھے۔حضرت کعب احبار نے حلقہ بگوشِ اسلام ہونے کے بعد جو بیان فرمایا وہ روح پرور اور ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ اس بات پر غماز ہے کہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے بھی علما توراۃ و انجیل و زبور بھی جانتے تھے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس خاکدان گیتی میں آخری نبی بن کر جلوہ افروز ہوں گے۔حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد علما توراۃ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ان کا سینہ علم و معرفت کا گنجینہ تھا۔وہ مجھ سے بے پناہ محبت و شفقت فرماتے تھے اور اپنے علم سے کوئی شے مجھ سے کبھی چھپایا نہیں کرتے تھے گو وہ چاہتے تھے کہ میں بھی علم و فضل میں یکتائے روزگار بنوں۔میری حیرت کی اس وقت کوئی انتہا نہ رہی جب ان کا آخری وقت آن پہنچا۔ہوا یوں کہ موت سے پہلے انھوں نے مجھے بڑے پیار سے قریب بلایا اور فرمانے لگے کہ اے میرے پیارے بیٹے! تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے اپنی معلومات میں سے کوئی شے ذرہ برابر بھی تجھ سے مخفی نہیں رکھی۔ربِّ قدیر نے جس قدر علوم و فنون سے مجھ کو نوازا تھا وہ سب تیرے سینے میں انڈیلتا چلا گیا۔بفضلہٖ تعالیٰ اب تیرا سینہ علوم و معارف کا ایک بہتا دریا بن چکا ہے۔میں نے تا زندگی اشاعتِ علم میں کسی قسم کی بخالت سے کام نہیں لیا۔اس کی واحد اور بڑی اہم وجہ یہ رہی کہ میں چاہتا تھا کہ میرا بیٹا بھی اپنے وقت کا ایک جید اور لائق و فائق ماہر علوم و فنون ہو۔لیکن دو ورق تجھ سے روک رکھا۔اس کے بارے میں اس کے قبل میں نے کبھی تجھے کچھ نہ بتایا۔نہ بتانے کی وجہ بخل یا اخفا نہیں بلکہ قبل از وقت اور اندیشہ و خدشہ مانع رہے۔اب چونکہ میں بستر مرگ پر ہوں۔جانے کب آ جائے پیکِ اجل کس کو ہے خبر۔اگر میں نے موت سے پہلے تجھے یہ بات نہ بتائی تو پھر میں خود کو بھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔مزید برآں تو ایک ایسی عظیم نعمت سے محروم ہو جائے گا۔جس کے دامن میں اخروی فلاح اور بہارِ جنت مضمر ہے۔

لہٰذا اب میرے بیٹے! میری بات غور سے سن اور میری موت کے بعد میرے کہا پر عمل کرنے میں ذرہ برابر بھی کمی نہ کرنا۔دراصل بات یہ ہے کہ میرے پاس دو بڑے ہی اہم ورق ہیں جن میں ایک نبی سے متعلق بہت ہی کارآمد اور نفع بخش ایسی باتیں مندرج ہیں جو تیری دنیا و آخرت کی بہبودی کی ضامن ہیں۔سچ تو یہ ہے کہ میں نے کئی بار چاہا میرا ضمیر مجھے پیہم اصرار کرتا رہا، میری خواہش مجھے بار بار برانگیختہ کرتی رہی کہ میں اس راز کی اہمیت و افادیت سے متعلق تمھیں باور کرادوں اور فوراً سے پیشتر اسے منکشف کر دوں لیکن جب جب میں نے انکشاف کی

ہمت کی میرے سامنے یہ اندیشہ مانع رہا کہ مبادا، کوئی کذّاب مدعی نکل کھڑا ہو اور تو اس متنبی کو سچا جان کر اس کی پیروی کر لے، اسے نبیٔ آخر الزماں مان کر اپنے ایمان وعقیدے کا سودا کر لے، اپنے دین ودنیا کو تو ہلاک کے دہانے تک پہنچا دے، ربِّ کائنات کے قہر وغضب کا سودا کر لے۔ اپنے دین ودنیا کو ہلاکت کے دہانے تک پہنچا دے، ہاتھ کی کلہاڑی تو اپنے پاؤں پر مار لے لہٰذا اب چونکہ دنیا کو دائمی خیر باد کہنے کا میرا وقت آ پہنچا ہے، میری زندگی کا چراغ ہمیشہ کے لیے گل ہونے والا ہے، میری روح قفسِ عنصری سے پرواز کرنے کے لیے اپنے پر تول رہی ہے اس لیے میں تجھے بتا رہا ہوں کہ یہ دیکھ تیرے سامنے جو طاق ہے اس میں وہ اوراق رکھ کر میں نے ان کے اوپر مٹی لگا دی ہے۔ ابھی اسے چھیڑنا نہیں جب نبیٔ آخر الزماں اس منصۂ شہود میں جلوہ افروز ہو جائیں تو ان اوراق کو پڑھ کر خاتم الانبیا کی بارگاہ میں پہنچ کر ان پر ایمان لے آنا اور تا حیات چاہے حالات کتنے ہی کشیدہ کیوں نہ ہوں ان کا بہر صورت پیروکار بن کر رہنا۔

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد کے انتقال کے بعد جب میں نے طاق سے وہ اوراق نکالے تو میں نے دیکھا کہ ان میں بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ لکھا ہوا تھا۔

"محمد رسول الله خاتم النبين لا نبي بعده مولده بمكة ومهاجره بطيبه۔

یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خاتم النبین ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں ان کی جائے پیدائش مکہ ہے اور ہجرت گاہ مدینہ۔

رسول گرامی قدر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخر الانبیا ہیں، آپ پر نبوت تمام ہو چکی اور آپ کے بعد قیامت تک کسی دوسرے نبی (خواہ مستقل ہو یا ظلّی) کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث جو ابو داؤد اور ترمذی کے اندر موجود ہے اس میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ صرف خود کو خاتم النبین بلکہ علی وجہ بصیرت مزید صراحتاً لائے نفئ جنس کے ساتھ لا نبی بعدی بھی فرمایا۔ حدیث کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔ قال رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم "انا خاتم النبين لا نبي بعدي" یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نبیوں میں خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس طرح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "ختم بی الرسل" یعنی مجھ پر رسولوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

اس سے پہلے راقم الحروف نے وہ حدیث بھی پیش کی جس میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں شانوں کے درمیان مکتوب تھا محمد رسول اللہ خاتم النبین ۔ لگے ہاتھ مشکوۃ شریف میں مندرج حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث بھی ملاحظہ فرمائیں جس میں حضرت عرباض رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں "انہ قال انی عنداللہ مکتوب خاتم النبین وان آدم لمنجدل فی طین" یعنی حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عنداللہ اس وقت خاتم النبین لکھا گیا جب حضرت آدم علیہ السلام اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے۔ بلفظِ دیگر ان کی تخلیق مکمل بھی نہیں ہوئی تھی۔

مذکورہ بالا دلائل وشواہد کے باوجود ختمی مرتبت سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ختم نبوت کا وہی انکار کرے گا جو قرآن وحدیث سے نابلد ہو یا پھر ہٹ دھرمی کا شکار ہو۔ اس سے پہلے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز کا قول پیش کیا جاچکا ہے کہ مسئلہ ختم نبوت اس قدر اہم ہے کہ سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبین ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل جاننا ایک مسلمان کے لیے ایسے ہی فرض ہے جیسے لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھنا۔

اس سلسلے میں آیئے خطیب بغدادی کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ مندرجہ ذیل حدیث بطور اختصار ملاحظہ کریں جس کا تعلق واقعۂ معراج سے ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے واقعۂ معراج کے ضمن میں ارشاد فرمایا:

لما اسری بی قربنی ربی حتی کان بینی وبینہ کقاب قوسین او ادنیٰ و قال لی یا محمد ھل غمّك ان جعلتك آخر النبین قلت لا قال فھل غم امتك ان جعلتھم اخر الامم قلت لا ۔

یعنی جب ربِّ کائنات نے شب معراج مجھے اتنا قریب کیا کہ مجھ میں اوراس میں دوکمان بلکہ اس سے بھی کم کا فاصلہ رہ گیا تو ایسے روح پرور موقع پر میرے رب نے مجھ سے فرمایا کیا تمھیں اس بات کا غم ہے کہ میں نے آخرالنبین یعنی سارے نبیوں میں آخری نبی بنایا، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ربِّ قدیر کی بارگاہ میں عرض کی الہ العالمین! نہیں مجھے اس بات کا کوئی غم نہیں ہے۔ پھر ربِّ کائنات نے آپ سے فرمایا کیا تمھاری امت کو اس بات کا رنج وملال ہے کہ میں نے اسے ساری سابق امتوں کے بعد آخری امت بنایا۔ آپ نے عرض کی بارالہٰ! نہیں میری امت کو بھی اس

بات کا کوئی رنج وملال نہیں۔

اتنا بیان کرنے کے بعد رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو باتیں ارشاد فرمائیں وہ انتہائی کیف آگیں ہونے کے پہلو بہ پہلو بے حد ایمان افروز بھی ہیں۔آپ فرماتے ہیں کہ جب میں نے خداوند قدوس کے سوال پر نفی میں جواب دیا کہ نہ مجھے اس بات کا غم ہے کہ تو نے مجھے آخر الانبیا بنا کر خاکدان گیتی میں مبعوث فرمایا اور نہ میری امت کو اس بات پر کسی قسم کا رنج وقلق ہے کہ اسے تو نے آخری امت بنایا تو ربِ قدیر نے اس کی وجہ خود یوں بیان فرمائی

"انی جعلتهم اٰخر الامم لا فضح الامم عندہ ولا افضحهم عند الامم"

یعنی میرے حبیب! میں نے تمھاری امت کو اس لیے آخری امت بنایا کہ سابق امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور اسے اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔

مذکورہ بالا حدیثِ پاک سے جہاں یہ بات اظہر من الشّمس ہوگئی کہ رسولِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور آپ کی امت آخری امت ہے وہیں یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ ربِّ کائنات کو اپنے حبیب لبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی امت سے کس قدر محبت ہے۔ ربِّ کائنات نے یہ نہ چاہا کہ اس کے حبیب کی امت کسی کے سامنے رسوا ہو اور اس کے عیب سے کوئی اور واقف ہو۔ خدائے لم یزل و بے نیاز کے اس کرم کو دیکھتے ہوئے امیدِ واثق رکھی جاسکتی ہے کہ جب ربِّ قدیر کو یہ نہ گوارا ہوا کہ اُس کے حبیب کی امت کے عیوب کو کوئی جانے اور اسے دنیا میں رسوائی کا سامنا کرنا پڑے تو پھر قیامت کے دن بھی ارحم الراحمین جو ستار العیوب اور غفار الذنوب ہے ہمارے عیوب کی پردہ پوشی فرمائے گا اور اہلِ محشر کے سامنے ہمیں ندامت سے محفوظ رکھے گا۔ اس امید واثق کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم اپنے رحیم وکریم خدا اور اس کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے احکامات پر سر بہ خم رہیں اور ہم خود کو عملی میدان کا شہسوار بنائیں۔

ختم نبوت سے متعلق ایک بین دلیل حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث سے بھی ملتی ہے جس میں رسول الملائکہ حضرت سیدنا جبریل علیہ السلام کا وہ بیان مذکور ہے جس میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ربِّ قدیر کے ارشادات موجود ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے رسول ہاشمی وقار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سب سے پہلے خلاقِ کائنات کا یہ ارشاد پیش کیا یا رسول اللہ! ان ربك يقول قد ختمت بك

الانبیا"۔ یعنی آپ کا رب فرماتا ہے کہ میں نے تم پر انبیا کو ختم کیا یعنی آپ خاتم الانبیا ہیں۔ اس ارشاد کے بعد آپ نے خداوندِ قدوس کے دیگر ارشادات جو پیش کیے ان کے حرف حرف سے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے مثال عظمت شان ظاہر ہوتی ہے۔ رب کریم نے مزید فرمایا

"وما خلقت خلقا اکرم علی منك و قرنت اسمك مع اسمی فلا اذکر فی موضع حتی تذکر معی ولقد خلقت الدنیا واهلها لاعرفهم کرامتك و منزلتك عندی ولولاك ما خلقت السموت والارض"

یعنی میں نے کوئی بھی ایسی مخلوق نہیں بنائی جو میرے حبیب سے زیادہ میری بارگاہ میں صاحبِ عزت ہو۔ میں نے اپنے حبیب کا نام اپنے نام سے ملایا تاکہ جہاں میرا ذکر ہو وہیں ان کا بھی ذکر ہو۔ میں نے دنیا اور اہلِ دنیا سب کچھ اس لیے بنایا کہ میرے حبیب کا مرتبہ ان سب پر ظاہر کروں۔ اگر میرے حبیب نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو بھی پیدا نہ کرتا۔

علاوہ ازیں حدیثِ شفاعت جو بہت ہی طویل ہے اس کے اندر بھی روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول مرقوم ہے کہ کل بروز قیامت جب اہل محشر قیامت کی ہولنا کی سے مضطرب و بے قرار ہوں گے اور پچاس ہزار سالوں کے برابر طویل ترین دن سے ہراساں ہوں گے، سوا نیزے سر کے اوپر سورج کی پُرحدّت ناقابل برداشت تمازت کی تاب نہ لاکر اہل محشر نہ صرف یہ کہ پسینے سے شرابور ہوں گے بلکہ پسینوں کی ندی میں نہا رہے ہوں گے تو ایسے جانکاہ اور جاں گسل موقع پر سارے اہل محشر ان میں وہ سب بھی شامل ہوں گے جو دنیا میں شفاعت اور وسیلے کے منکر رہے ہوں گے یکجا ہوکر ہر نبی کی بارگاہ بافیض میں شفاعت کی درخواست پیش کریں گے اور یہ کہتے ہوئے گڑگڑائیں گے کہ خدارا ہماری شفاعت فرما کر ان کٹھنائیوں سے ہمیں راحت دلا دیں تو ہر نبی "اذهبوا الی غیری"۔ یعنی میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ کہہ کر دوسرے نبی کے پاس بھیج دیں گے بالآخر مایوس ہوکر جب اہلِ محشر حضرت عیسی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوکر شفاعت کے خواستگار ہوں گے تو آپ برملا فرمائیں گے میں اس منصب کا نہیں "انی اتخذت الها من دون الله و انه لا یهمنی الیوم الا نفسی"۔ یعنی مجھے لوگوں نے اللہ کے سوا خدا بنایا تھا مجھے آج اپنی ہی فکر ہے۔ لہٰذا محشر والو! اگر شفاعت چاہتے ہو تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جاؤ جو خاتم النبین ہیں۔ یہ سنتے ہی محشر والوں کی خوشیوں کا ٹھکانہ نہ رہے گا۔ مسرت و شادمانی سے سب کے دلوں کی باچھیں کھل اٹھیں گی۔

سارے کے سارے شاداں وفرحاں دوڑے ہوئے بڑی تیزی کے ساتھ جب خاتم النبین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حضور حاضر ہوں گے تو آپ فرمائیں گے "انا لھا" یعنی میں تمھاری شفاعت کے لیے ہوں۔ آج میری شفاعت سے تمھیں محشر کی جانکاہی سے نجات کا پروانہ ملے گا۔

فقط حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی بروز قیامت نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے خاتم النبین نہیں فرمائیں گے بلکہ اسی حدیث شفاعت میں بڑی وضاحت وصراحت کے ساتھ مندرج ہے "**فیاتون محمداً فیقولون یا محمد انت رسول اللہ و خاتم النبین**" یعنی سارے اولین وآخرین سرورِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ پر بہار میں آکر یوں عرض کریں گے کہ حضور! آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیا کے خاتم ہیں ہماری شفاعت فرمائیے۔ ان احادیث سے یہ بات مترشح ہی نہیں بلکہ متحقق ہوجاتی ہے کہ اولین وآخرین سب رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبین کہتے اور مانتے رہے۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا اس قدر مسلم ہے کہ دراز گوش نے بھی برملا اظہار کیا کہ انبیا میں آپ کے سوا کوئی اور نبی باقی نہیں۔ اس سلسلے میں سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی طویل حدیث کو فتاویٰ رضویہ میں پیش فرمایا ہے۔ اختصار کے ساتھ اس حدیث کا تتمہ ملاحظہ کریں:

جنگِ خیبر کی عظیم الشان فتح وکامرانی کے بعد حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ واپس ہورہے تھے اثنائے راہ یک بیک ایک سیاہ رنگ کے دراز گوش کو آپ نے دیکھ کر اس کا نام پوچھا تو اس نے جواباً عرض کیا کہ میرا نام یزید بن شہاب ہے اور خلّاقِ کائنات نے میرے دادا کی نسل میں اس قدر برکتیں فرمائیں کہ اس میں ساٹھ دراز گوش پیدا کیے اور ہر ایک کو شرف اعزاز بخشا کہ وہ کسی نہ کسی نبی کے سواری کے کام آیا۔ پھر وہ کہنے لگا "**وقد کنت اتوقعك ان ترکبنی لو یبق من نسل جدی غیری ولا من الانبیاء غیرك**" یعنی مجھے یقینی توقع تھی کہ حضور مجھے اپنی سواری سے مشرف فرمائیں گے کہ اب اس نسل میں سوائے میرے اور انبیاء میں سوائے حضور کے کوئی باقی نہیں۔ مزید برآں یہ بھی کہنے لگا کہ میں پہلے ایک یہودی کے پاس تھا جو بڑا ہی ظالم وسفاک انسان تھا۔ وہ مجھے بھوکا رکھنے کے ساتھ ساتھ مجھ کو زدوکوب بھی کرتا تھا۔

سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دراز گوش کا نام "**یعفور**" رکھا تھا۔ یہاں تک روایتیں ملتی ہیں کہ

جب آپ کسی کو بلانا چاہتے تو یعفور کو بطور قاصد بھیج دیتے اور وہ اس شخص کے مکان کی چوکھٹ پر سر مارتا۔ جب صاحبِ خانہ باہر آتا تو اسے اشارے سے بتاتا کہ تجھے اللہ کے رسول ﷺ نے یاد فرمایا ہے۔ یعفور کے عشقِ رسول پر قربان جائیے جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس دنیائے فانی کو خیر باد کہا تو یعفور آپ کی رحلت کو برداشت نہ کرسکا یہاں تک کہ آپ کی جدائی کے صدمے سے نڈھال ہو کر حضرت ابوالہیثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کنوئیں میں گر کر موت کی آغوش میں چلا گیا۔

صرف یعفور دراز گوش کی تخصیص کیا بلکہ سیدی اعلیٰ حضرت نے طبرانی، معجم اوسط، معجم صغیر، دلائل النبوۃ، تاریخ ابن عساکر وغیرہ کئی مستند کتابوں کے حوالے سے تحریر فرمایا ہے کہ ایک سوسمار (گوہ) نے مجمع عام میں فصیح عربی زبان میں واضح انداز میں کہا کہ یا رسول اللہ آپ خاتم النبین ہیں۔ واضح رہے کہ یہ حدیث مولائے کائنات ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی روایت میں جلوہ ریز ہے جیسا کہ خصائص کبری اور جامع کبیر میں مندرج ہے۔

واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ قبیلۂ بنی سلیم کا ایک بادیہ نشیں ایک سوسمار کا شکار کر کے حضور ختمی مرتبت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آیا اور آپ کے سامنے سوسمار کو ڈال کر کہنے لگا کہ لات وعزی کی قسم میں اس وقت تک آپ پر ایمان نہیں لاؤں گا جب تک کہ یہ سوسمار آپ پر ایمان نہ لے آئے۔

سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سوسمار کو جوں ہی آواز دی اس نے فوراً جواباً عرض کیا **لبیك و سعديك يازين من وافى يوم القيامة** یعنی اے تمام حاضرین مجمع محشر کی زینت میں آپ کی خدمت و بندگی میں حاضر ہوں۔ سوسمار کے جواب کو اس وقت وہاں سارے موجودین نے سنا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا من تعبد؟ یعنی تو کس کی عبادت کرتا ہے؟ اس نے عرض کیا **الذی فی السماء عرشه وفی الارض سلطانه وفی البحر سبيله وفی الجنة رحمته وفی النار عذابه** "یعنی میں اس ذات کی عبادت کرتا ہوں جس کا عرش آسمان میں، سلطنت زمین میں، راستہ سمندر میں، رحمت جنت میں اور عذاب جہنم میں ہے۔ پھر آپ نے پوچھا "من انا" یعنی بھلا میں کون ہوں؟ اس نے عرض کی "**انت رسول رب العالمين وخاتم النبين قد افلح من صدقك وقد خاب من كذبك**" یعنی آپ پروردگارِ عالم کے رسول اور رسولوں کے خاتم ہیں۔ جس نے آپ کی تصدیق کی وہ مراد کو پہنچا اور جس نے آپ کی تکذیب کی وہ نامراد ہوا۔

رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب سوسمار کو اس طرح کلام کرتے ہوئے بادیہ نشیں نے دیکھا تو اس

سے رہا نہ گیا وہ برملا کہنے لگا کہ خدا کی قسم جس وقت میں آپ کے پاس حاضر ہوا تھا اس وقت میری نظر میں آپ سے زیادہ کوئی شخص دشمن نہیں تھا اور اب آپ مجھے میرے والدین ہی نہیں بلکہ میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اتنا کہہ کر وہ فوراً کفر کی زنجیر توڑ کر کلمہ طیبہ پڑھ کر حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

مذکورہ بالا روایتوں سے یہ بات مہرِ نیم روز کی طرح روشن ہو جاتی ہے کہ سرکار ابدقرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبین نہ صرف انسانوں نے تسلیم کیا بلکہ جانوروں نے بھی زبانِ حال سے نہیں بلکہ زبانِ قال سے بہ بانگ دہل اعلان کیا کہ بلا شبہ آپ پر نبوت تمام ہو گئی اب قیامت تک آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو سرکارِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبین نہیں مانتا وہ جانور سے بھی گیا گذرا بلکہ بلفظِ دیگر یوں کہہ لیں کہ مگر منکرِ ختم نبوت سے جانور صدہا بہتر ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان تمام اشخاص سے ہمیں محفوظ و مامون رکھے جو ایمان پر قدغن لگانے میں ذرہ برابر بھی عار محسوس نہیں کرتے۔

تحفظ ختم نبوت اور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (مدیر اعلیٰ)

مجدد دین وملت الشاہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلف اصغر اور خلیفہ علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (پ: 1310ھ/ 1892ء ۔۔۔م: 1402ھ/ 1981ء) کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کا اصل نام "محمد" عرفی نام "مصطفیٰ رضا" اور تخلص "نوری" ہے۔

ابتدائی تعلیم برادر اکبر حجۃ الاسلام علامہ محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی۔ اپنے والد بزرگوار سے علوم اسلامیہ میں دسترس حاصل کی۔ آپ کو فقاہت میں ایسا کمال حاصل ہوا کہ مفتی اعظم ہند کا لقب آپ کی پہچان بن گیا۔ آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع تھا۔ حضرت مخدوم شاہ ابوالحسین احمد نوری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آپ کو خلافت واجازت سے سرفراز فرمایا تھا۔ احقاق حق اور ابطال باطل کا جذبہ آپ کو ورثہ میں ملا تھا۔ آپ نے اسلام اور سنیت کی تبلیغ واشاعت میں نہایت نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ کلمۂ حق کہنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ آپ کے رہوار قلم سے مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں سامنے آئی ہیں۔

آپ کے فتاویٰ کا ایک ضخیم مجموعہ "فتاویٰ مصطفویہ" کے نام سے پاک وہند سے شائع ہو کر سامنے آچکا ہے۔ ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کا کردار نہایت نمایاں ہے۔ اسلام اور مسلمین کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کا نہایت مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کی ہوئی جماعت "انصار الاسلام" کے آپ عالم شباب میں رکن رہے۔ اس کے تحت آپ نے حفاظت مقامات مقدسہ اور مظلومین ترک کی امداد واعانت فرمائی۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کی ہوئی دوسری جماعت "رضائے مصطفیٰ" کے بھی آپ رکن رکین رہے۔ اس جماعت کا اولیں مقصد "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وعظمت کا تحفظ" تھا۔ اس جماعت کے تحت آپ نے ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے تحفظ میں اہم کردار ادا کیا ہے اس پر جماعت کے زیر اہتمام شائع ہونے والی کتابیں اور ملک بھر میں علماء ومشائخ کی تبلیغی خدمات شاہد وناطق ہیں۔ جماعت رضائے مصطفیٰ کے جن علماء ومشائخ نے فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کی ان میں آپ کا کردار قائدانہ رہا۔ جماعت کے مناظرین کے سامنے قادیانی جھٹے دم دبا کر بھاگے۔ اپریل 1926ء میں جب سنی علماء ومشائخ نے "آل انڈیا سنی کانفرنس" کا قیام عمل میں لایا تو اس کے

بھی آپ اہم رکن مقرر ہوئے۔ کانفرنس کے تحت مختلف اجلاسوں میں آپ نے اسلامی تشخص کے حوالے سے نہایت جاندار خطبات ارشاد فرمائے۔ علماء ومشائخ نے قادیانیت کا ردبلیغ فرما کر عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ فرمایا۔ آپ کے فتاویٰ میں بھی ناموسِ رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کے حوالے سے کئی فتاویٰ نمایاں ہیں۔

آپ اپنے رسالے" الرح الدیانی علی رأس الوسواس الشیطانی (1331ھ) میں فریق مخالف کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"نیچری بھی بجہنم اس نے اس عبارت میں مرزائیوں کو بھی مسلمان بتایا اور مسلمانوں سے ان کے وہ ملعون اختلافات کہ خاتم النبیین کا انکار کرنا مرزا دجال کو نبی ماننا، اسے اگلے بہت انبیاء سے افضل جاننا، اگلے چار سو پیغمبروں کی پیشین گوئی جھوٹی ٹھہرانا، سیدنا مسیح رسول اللہ کو سڑی سڑی گالیاں دینا، ان کے معجزات کو مسمیر یزم بتانا، ان کی نبوت کو باطل و بے دلیل بلکہ خلاف دلیل و ناممکن الثبوت کہنا ان پر اور ان کی والدہ ماجدہ مریم صدیقہ پر یہود ملاعنہ کے طعنوں کو لاجواب قرار دینا وغیرہ وغیرہ سب فروعی ٹھہرائے تو قطعاً یہ بھی انہی کی طرح ان تمام ضروریات دین کا منکر اور قطعاً اجماعاً مرتد کافر ہے۔(**مجموعہ رسائل، امام المشائخ تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم قدس سرہ۔ جلد دوم۔ ترتیب: مولانا محمد حنیف خاں رضوی بریلوی، مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف۔ 1436ھ/2015ء ص98**)

اس کے بعد آپ نے اپنے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ کی نظریاتی اور اعتقادی دنیا میں شہرہ آفاق کتاب"حسام الحرمین" سے مرزا قادیانی آنجہانی کے خلاف فتویٰ تکفیر پیش فرمایا ہے۔ آپ نے اپنے رسالہ"تصحیح یقین بر ختم نبیین" میں قرآن واحادیث سے لفظ" خاتم النبیین" کے معنی ومفہوم کی نہایت احسن انداز میں وضاحت فرمائی ہے۔ اور معترضین کے لغو اعتراضات کا نہایت مسکت اور مدلل جواب دیا ہے۔ موضوع کی مناسبت سے اس رسالہ سے ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے اور جانئے کہ برصغیر میں انکار ختم نبوت کا فتنہ کیسے پروان چڑھا::

پہلے اس کی تمہید اٹھاؤ یعنی ختم نبوت کا انکار اور قرآن عظیم میں جو"خاتم النبیین" صاف فرمایا گیا ہے اس کی تاویلیں کرو سب میں پہلے اس کی کوشش اسماعیل دہلوی نے کی کہ کہا:"خدا تو قادر ہے کہ ایک آن میں محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے"۔ مگر اسے ادعائے نبوت کا وقت نہ ملا، پھر اس کی اس ناپاک کوشش سے قاسم نانوتوی نے فائدہ اٹھانا چاہا اور تحذیر الناس اسی بارے میں تصنیف کی مگر وقت کی بات کہ وہ بھی اس کا وقت نہ پاسکا اور قبل اس کے کہ وہ دعویٰ نبوت کرے دنیا سے اُٹھ گیا، پھر ان دونوں کے کئے سے قادیانی نے فائدہ اٹھایا اور بڑے شد ومد سے دعویٰ نبوت ومسیحیت کیا اور ایک قادیانی ہی کیا اکثر کو ان بے ہودہ کوششوں سے اپنے ناپاک مقصد میں مدد ملی، گھر گھر نبوت کے دعوے ہونے لگے، مسموع ہوا

کہ اب بھی کوئی احمد الزماں نامی مدعی نبوت ہے، آج ہمدم 28 / اکتوبر ہمارے سامنے ہے، اس کے مراسلات میں ایک حیدر آبادی صاحب نے ایک اور مجہول منکر ختم نبوت کا بے سروپا مضمون شائع کرایا ہے اور اس کے رد کی استدعا کی ہے، اول ہم تحقیق مسئلہ کریں پھر مجہول صاحب کے جنون کا علاج (ایضاً ص193)

رسالہ کی آخری سطور بھی ملاحظہ فرمالیں:

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے صاف ارشاد فرمایا "وخاتم النبیین"۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اب تک سب یہی سمجھے کہ حضور سب میں آخری نبی ہیں اور حضور کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا، آج کل چند ملحد، بے دین اگر کچھ خرافات، ہزلیات بکیں کیا قابلِ التفات ہوں" (ایضا۔۔۔ص216)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک منظوم کتاب "الاستمداد علی اجیال الارتداد (1337ھ) لکھی جس میں پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں ہدیہ نعت پیش کیا ہے اور پھر برصغیر میں اٹھنے والے تمام فتنوں کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استمداد طلب کی ہے۔ شہزادہ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح اور حواشی "کشف ضلال دیوبند" (1337ھ) کے عنوان سے لکھے جنہیں بے حد شہرت حاصل ہوئی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ایک شعر میں فرماتے ہیں: ؎

اسرار و یت ختم نبوت، سب کو عدم میں لاتے یہ ہیں

اس کی شرح لکھتے ہوئے مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مولیٰ عزوجل نے ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لاکھوں فضائل عالیہ خاصہ عطا فرمائے کہ کسی نبی ورسول نے نہ پائے، ازاں جملہ فوق سماوات معراج ہونا، اس زندگی میں دیدار الٰہی ہوا، خاتم النبیین ہونا، ظاہر ہے کہ یہ فضائل فقط رسول کہنے میں نہیں آسکتے۔ ورنہ رسول تو سب ہیں، سبھی میں ہوتے لیکن امام الوھابیہ کے نزدیک حضور کی جتنی خوبیاں، جتنے کمال ہیں سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں تو صاف کہہ دیا کہ حضور میں کوئی خوبی، کوئی کمال ایسا نہیں جو سب رسولوں میں نہ ہو، یہ معراج و دیدار و ختم نبوت و شفاعت کبری وافضلیت مطلقہ وغیرہا تمام خصائص حضور سے صریح انکار اور کھلا کفر ہوا۔ (ایضا۔ جلد اول۔ ص50)

آپ کے نعتیہ مجموعہ "سامان بخشش" میں بھی عقیدہ ختم نبوت کے لئے سامان موجود ہے۔ چند مثالیں دیکھیئے:

تم ہو فتح باب نبوت تم سے ختم دور رسالت

ان کی پچھلی فضیلت والے صلی اللہ علیک وسلم

صلی اللہ، صلی اللہ

تمھیں سے فتح فرمائی تمھیں پر ختم فرمائی!

رسل کی ابتدا تم ہو نبی کی انتہا تم ہو

تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن

نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو

المختصر حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی ناموسِ رسالت اور ختم نبوت کے محافظ بن کر رہے۔ آپ کی خدمات جلیلہ کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ختم نبوت کے اس محافظ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور ان کے درجات بلند سے بلند تر فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ میں حضور مفتی اعظم ہند کا کردار

تحریر: محمد شفاء المصطفیٰ شفا مصباحی

مدیر سہ ماہی پیامِ بصیرت سیتامڑھی

"ختمِ نبوت" اسلام کا ایک قطعی یقینی و اجماعی عقیدہ:

پوری امتِ مسلمہ کا سلفاً، خلفاً اس امر پر اتفاق و اجماع ہے کہ حضور اقدس ﷺ "خاتم النبیین" ہیں، یعنی تمام انبیا و مرسلین میں سب سے آخری اور پچھلے نبی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا آخری نبی ہونا قطعی ہے اور یہ قطعیّت قرآن و حدیث و اِجماعِ امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی صریح آیت موجود ہے، اَحادیثِ مبارکہ تَواتُر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور امت کا اِجماعِ قطعی بھی ہے، ان سب سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ حضور کے ساتھ، یا حضور کے بعد قیامت تک کسی کو نبوت ملنی ناممکن و محال ہے۔ اسلام کے اس بنیادی عقیدے کے ثبوت میں قرآن کریم، احادیثِ مبارکہ اور اجماعِ امت کی بکثرت شہادتیں موجود ہیں۔ اس باب میں سب سے قوی دلیل اللہ رب العزت کا یہ ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط (۱)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم اور پچھلے ہیں۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آج تک ساری امت مسلمہ نے اس آیت کریمہ کا معنیٰ یہی سمجھا کہ آپ تمام نبیوں اور رسولوں میں سب سے آخری اور پچھلے نبی و رسول ہیں۔ کیوں کہ "خاتم النبیین" سے یہی معنی ظاہر و متبادر ہے۔ بلکہ خود حضور خاتم النبیین رسولِ عربی ﷺ نے بھی یہی معنی سمجھا اور اپنی احادیث شریفہ میں یہی معنی بیان فرمائے۔ چنانچہ سنن ترمذی، سنن ابوداؤد، مسند احمد، شرح مشکل الاثار، صحیح ابن حبان اور المعجم الاوسط وغیرہ کثیر کتبِ حدیث میں یہ حدیث پاک مروی ہے کہ آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا، والنظم للترمذی:

أنا خاتم النبيين لا نبي بعدي.

ترجمہ: میں خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (۲)

---

(۱)۔ سورۃ الآحزاب: ۳۳، الآیۃ: ۴۰

(۲)۔ سنن ترمذی، ابواب الفتن، ج: ۴، ص: ۴۹۹ مطبوعہ مصر

نیز لفظِ" خاتم النبیین " کے اسی معنیٰ ظاہر پر ساری امت کا اتفاق واجماع ہے اور یہ ضروریاتِ دین سے بھی ہے، جس میں کوئی تاویل یا تخصیص مسموع نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی آپ کے آخری نبی ہونے کا انکار کرے، یا اس میں شک کرے، یا آپ کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی کو نبوت ملنی ممکن جانے، یا تاویل وغیرہ کے ذریعے اس آیت کا مطلب آخری نبی کے علاوہ کچھ اور بیان کرے تو وہ ختمِ نبوت کا منکر اور اسلام سے خارج و کافر ہو جائے گا۔

چنانچہ امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی اپنی کتاب "الاقتصاد" میں، عارف باللہ علامہ عبد الغنی نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی "شرح الفرائد" میں اور علامہ ابو الفضل قاضی عیاض بن موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہور کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ" میں فرماتے ہیں:

والنظم للاول: "إن الأمة فهمت بالإجماع من هذا اللفظ ومن قرائن أحواله انه أفهم عدم نبي بعده أبدا، و عدم رسول بعده أبدا، و أنه ليس فيه تأويل و لا تخصيص فمنكر هذا لا يكون إلا منكر الإجماع، إهـ. فمن أوّله بتخصيص فكلامه من أنواع الهذيان، لا يمنع الحكم بتكفيره، لأنه مُكذّب لهذا النص الذي أجمعت الأمة على أنه غير موّول ولا مخصوص"۔(۱)

ترجمہ: تمام امت مرحومہ نے لفظ "خاتم النبیین" کا معنی بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ بتا رہا ہے کہ اس کے رسول محمد ﷺ کے بعد کبھی کوئی نبی ہوگا، نہ کبھی کوئی رسول۔ ساتھ ہی ساری امت نے یہ تسلیم کیا ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں تو اس کا منکر، اجماع کا منکر ہوگا۔ تو جو شخص لفظ "خاتم النبیین" کو عموم و استغراق سے پھیر کر اس میں کوئی تخصیص کرے تو اس کا یہ کلام ہذیان اور بکواس ہوگا، اور ایسی تاویل یا تخصیص اس کی تکفیر سے مانع نہ ہوگی، کیوں کہ وہ اس نصِ قرآنی کو جھٹلا رہا ہے جس کے بارے میں اجماعِ امت ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں۔

محافظِ ختمِ نبوت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قدس سرہ رقم طراز ہیں:

"اللہ عزوجل سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ماننا، اللہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَا شَرِیْکَ لَهٗ جاننا فرضِ اوّل ومَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خَاتَم

(۱)۔الاقتصاد فی الاعتقاد، ج:۱، ص:۱۳۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت

النَّبِیّن ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقینا محال و باطل جاننا فرضِ اَجل وجزءِ ایقان ہے۔ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ" نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیْرَان ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہوکر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرْ جَلِیُّ الْکُفْرَان ہے۔۔۔ یہ جو میں کہہ رہا ہوں میرا فتوٰی نہیں اللہ واحد قہار کا فتوی ہے، خاتم الانبیاء الاخیار کا فتوی ہے، علی مرتضی و بتول زہرا و حسن مجتبٰی و شہید کربلا تمام ائمہ اطہار کا فتوی ہے صلی اللہ تعالیٰ علی سیدھم و مولاھم و علیھم وسلّم۔" (۱)

مزید تفصیلی دلائل جاننے کے لیے، عقیدۂ ختم نبوت پر امام اہل سنت اعلی حضرت علیہ الرحمہ کے مندرجہ ذیل دو گراں قدر تحقیقی ومعرکۃ الآرا رسائل کا مطالعہ کریں:

۱۔ "اَلْمُبِیْن خَتْمُ النَّبِیّٖن" ۲۔ "جَزَاءُ اللّٰهِ عَدُوَّهٗ بِاِبَائِهٖ خَتْمَ النُّبُوَّةِ"

فتنہ انکارِ ختم نبوت: افسوس کہ انکارِ ختم نبوت کا فتنہ، عہدِ رسالت مآب ﷺ ہی میں سر ابھار چکا تھا اور حضور خاتم النبیین ﷺ کی حیاتِ طیبہ ہی میں کچھ ایسے بدبخت سامنے آ گئے تھے جنہوں نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ان کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور حضور کے جاں نثار صحابہ کرام نے ان بدبختوں کو کیفرِ کردار تک پہنچایا۔ مختلف اَدوار میں جھوٹے مُدعیانِ نبوت کا یہ سلسلہ چلتا رہا اور ان کی سرکوبی بھی کی جاتی رہی یہاں تک کہ انیسویں صدی کے اخیر میں قادیان، (ضلع: گورداس پور، ہند) کا رہنے والا ایک کذّاب مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیا، اپنی نبوت ثابت کرنے کے لیے خَاتَمُ النَّبِیّن کے معنی وتشریح اپنی مرضی کے مطابق کیے اور اپنے امتی نبی، ظلی نبی، بروزی نبی، مَثِیلِ مسیح، مسیح موعود اور پھر رسول ہونے کے دعوے کیے۔ واضح رہے کہ مرزا قادیانی سے پہلے فرقۂ وہابیہ و دیابنہ نے یہاں انکارِ ختم نبوت کی بنیاد ڈالی اور اسی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کی دکان کھولی۔ سب سے پہلے شاہ اسماعیل دہلوی نے عقیدۂ ختم نبوت کے انکار کی کوشش کی اور مسلمانوں کے اس اجماعی عقیدے کے خلاف اپنے ایک نئے عقیدے کا یوں اعلان

(۱)۔ فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ، ج:۱۵، ص:۶۳۰، رضا فاؤنڈیشن لاہور

کیا:

"اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم "کن" سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن و فرشتے، "جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم" کی برابر پیدا کر ڈالے۔"(۱)

پھر اس کے بعد جماعتِ دیوبند کے سرخیل مولانا قاسم نانوتوی نے انکارِ ختم نبوت کے موضوع پر"تحذیر الناس" نامی کتاب لکھی، جس میں اس نے "خاتم النبیین" کے اس معنی کا صریح انکار کیا جو دورِ صحابہ سے آج تک چلا آرہا ہے اور اس میں صاف صاف لکھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں اور کوئی نبی پیدا ہو تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہے گا، خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا۔

ان دونوں کے کیے سے مرزا قادیانی نے بھرپور فائدہ اٹھایا اور بڑی شدومد سے دعویٔ نبوّت و مسیحیت کر بیٹھا۔ اور اس طرح عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف ایک نیا فرقہ وجود میں آیا جو آج"قادیانیت و مرزائیت" کے نام سے مشہور ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والے ان تمام فتنوں کی علمائے حق نے بھرپور سرکوبی کی اور ان کے ناپاک عزائم، خاک آلود کر دیے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر جن علمائے حق نے ہمیشہ پہرا دیا ہے، ان میں ایک نمایاں نام شہزادۂ اعلی حضرت تاجدارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خان بریلوی قدس سرہ [ولادت: ۲۲/ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۷/ جولائی ۱۸۹۳ء/ - وفات: ۱۴/ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ مطابق ۱۲/ نومبر ۱۹۸۱ء] کا بھی ہے۔ آپ نے عقیدۂ ختم نبوت کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنوں کا بھرپور رد و تعاقب فرمایا ہے اور تحریراً، تقریراً ہر طرح سے تحفظِ ختم نبوت میں کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ ہم ذیلی سطور میں تحفظِ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت کے حوالے سے حضور مفتی اعظم ہند کی مساعی جمیلہ پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تحفظِ ختمِ نبوت کے لیے حضور مفتی اعظم ہند کی مساعیِ جمیلہ: تاجدارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے تحریر و تقریر، رد و مناظرہ اور نثر و نظم ہر طرح سے عقیدۂ ختم نبوت پر پہرا دیا اور منکرین ختم نبوّت کا پرزور رد و تعاقب فرمایا ہے۔ اس موضوع پر آپ نے مستقل کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کے تحقیقی فتاوی، دیگر کتب و رسائل اور نعتیہ اشعار میں بھی جا بجا عقیدۂ ختم نبوت کی ضیا باریاں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ ذیل میں ان کی کچھ تفصیلات پیش کی جاتی ہیں۔

---

(۱)۔ تقویۃ الایمان، ص:۲۶، الفصل الثالث في ذكر رد الإشراك في التصرف، راشد کمپنی، دیوبند

۱۔ **"تصحیح یقین بر ختمِ نبیین"**:

عقیدۂ ختم نبوت اور ردِ قادیانیت میں حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہ کا یہ مستقل رسالہ ہے، جس میں آپ نے قرآن وسنت، اجماعِ اُمت اور اقوالِ اساطینِ ملت سے عقیدۂ ختم نبوت پر دلائلِ قاہرہ پیش فرمائے ہیں اور ایک مجہول منکرِ ختمِ نبوت کے ہذیانات و ہفوات کے مدلل و مسکت جوابات دیے ہیں۔ حضور سید ابو الحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہ کے عرسِ صد سالہ کے موقع پر "رضا اکیڈمی ممبئی" سے یہ رسالہ شائع ہوا ہے۔ نیز "فتاوی مفتی اعظم ہند جلد دوم" کے "کتاب العقائد والکلام" میں بھی یہ رسالہ شامل ہے۔ راقم الحروف کے سامنے یہی نسخہ پیشِ نظر ہے، جو ص: ۸۰ تا ۱۰۱، کل ۲۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے، انکارِ ختم نبوت پر کسی مجہول شخص کے ایک بے سر و پا مضمون کے رد میں یہ رسالہ تصنیف فرمایا ہے۔ رسالہ کی وجہِ تصنیف سے متعلق آپ خود رقم طراز ہیں:

> "آج ہمدم ۲۸ اکتوبر ۱۹۰۰ء ہمارے سامنے ہے، اس کے مراسلات میں ایک حیدرآبادی صاحب نے ایک مجہول منکرِ ختمِ نبوت کا بے سر و پا مضمون شائع کرایا ہے اور اس کے رد کی استدعا کی ہے، اول ہم تحقیق مسئلہ کریں پھر مجہول صاحب کے جنوں کا علاج۔" (۱)

رسالہ کے ابتدائی چار صفحات، تمہیدی کلام پر مشتمل ہیں، جس میں اولاً دریافتِ مسائل کے لیے قرآن کریم کی روشنی میں ایک نفیس ترتیب کا ذکر کیا گیا ہے کہ عامۃ المسلمین کو علماء سے دریافت کا حکم ہے، اور علماء کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کی احادیث طیبہ سے اور خود حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو قرآن کریم سے۔ پھر فتنۂ انکارِ ختم نبوّت اور فتنۂ قادیانیت کی تاریخ پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور مفتی اعظم ہند رقم طراز ہیں:

> "سب میں پہلے اس (ختم نبوت کے انکار کی) کوشش اسماعیل دہلوی نے کی کہ کہا: "خدا تو قادر ہے کہ ایک آن میں محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے" مگر اسے ادعائے نبوت کا وقت نہ ملا۔ پھر اس کی اس ناپاک کوشش سے قاسم علی نانوتوی نے فائدہ اٹھانا چاہا اور "تحذیر الناس" خاص اسی بارے میں تصنیف کی، مگر وقت کی بات کہ وہ بھی اس کا وقت نہ پاسکا اور قبل اس کے کہ وہ دعویٰ نبوت کرے دنیا سے اٹھ گیا۔ پھر ان دونوں کے کیے سے قادیانی نے فائدہ اٹھایا اور بڑے شدومد سے دعوی نبوت و

(۱)۔ فتاوی مفتی اعظم، رسالہ: تصحیح یقین بر ختم نبیین، ج:۲، ص: ۸۳ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف

مسیحیت کیا۔ اور ایک قادیانی ہی نے کیا اکثر کو ان کی ان بے ہودہ کوششوں سے اپنے ناپاک مقصد میں مدد ملی، گھر گھر نبوت کے دعوے ہونے لگے، مسموع ہوا ہے کہ اب بھی کوئی احمد الزماں نامی مدعی نبوت ہے۔“(۱)

مسئلۂ ختم نبوت پر اصل گفتگو صفحہ: ۸۴ سے شروع ہوئی ہے۔ عقیدۂ ختم نبوت کے ثبوت میں اولاً قرآن کریم کی مشہور آیت کریمہ (مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ) (سورۃ الاحزاب: ۳۳، الآیۃ: ۴۰) پیش کی گئی ہے۔ آیت کریمہ کا پس منظر، اس کے لطائف ونکات اور پھر تفاسیرِ معتبرہ کی روشنی میں اس سے ختمِ نبوت پر جو شان دار استدلال ہے وہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مکمل بحث کل چار صفحات کو محیط ہے۔ پھر انبیاے سابقین کے صحف وکتب سے ختمِ نبوت پر دلائل لائے گئے ہیں۔ بعدہ حضور اکرم ﷺ کی سات احادیث مبارکہ پیش کی گئیں ہیں جن میں حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے صراحۃً فرمایا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ بعض کتب احادیث وتاریخ میں ذکر ہے کہ کچھ یہود ونصاریٰ نے بھی حضور کے خاتم النبیین ہونے کی شہادت دی ہے، ان شہادتوں کو ذکر کرنے کے بعد حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

”اللہ اللہ یہ شان ہے کہ اعداء بھی گواہی دے رہے ہیں کہ ہاں یہی وہ عظیم الشان اللہ کا محبوب نبی ہے کہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں، والفضل ما شهدت به الأعداء، یہاں سے مخالف سبق لے کہ یہود و نصاریٰ تو حضور پرنور کے آخر الانبیاء اور خاتم النبیین ہونے کی گواہی دیں اور یہ نام کے مسلمان یہ کچھ بکیں۔“(۲)

آیات واحادیث ذکر کرنے کے بعد، عقیدۂ ختم نبوت پر اقوالِ علما وائمہ سے دلائل دیے گئے ہیں۔ اس ضمن میں علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتاب ”شرحِ مقاصد“ امام فقیہ شیخ زادہ کی ”مجمع الانہر“ امام ابو یوسف شافعی کی ”الانوار“ حجۃ الاسلام امام غزالی کی ”الاقتصاد“ امام ابو البرکات نسفی کی ”تفسیر مدارک“ اور ”تفسیرِ خازن“ ”تفسیر ارشاد العقل السلیم“ کی واضح اور صریح عبارتیں پیش کی گئیں ہیں۔ رسالہ کے اخیر پانچ صفحات میں اُس مجہول منکرِ ختمِ نبوت کے مضمون کا ردبلیغ ہے۔ حضور مفتی اعظم ہند نے مجہول صاحب کی زبردست خبر گیری فرمائی ہے اور اس کی علمی لیاقت وقابلیت کی قلعی کھول کر رکھ دی ہے۔

(۱)۔ فتاوی مفتی اعظم، رسالہ: تصحیح یقین بر ختم نبیین، ج:۲، ص: ۸۳ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف

(۲)۔ فتاوی مفتی اعظم، رسالہ: تصحیح یقین بر ختم نبیین، ج:۲، ص: ۹۳ مطبوعہ امام احمد رضا اکیڈمی بریلی شریف

۲۔أشد الباس علی عابد الخناس (۱۳۲۸ھ)

دیوبندی جماعت کے پیشوا مولانا قاسم نانوتوی نے "تحذیر الناس" نامی کتاب لکھی، جس میں اس نے "خاتم النبیین" کا معنیٰ اپنی طرف سے گڑھ کر بتایا اور امت مسلمہ کے قطعی و اجماعی عقیدۂ ختم نبوت کا صاف لفظوں میں انکار کیا۔ حضور مفتی اعظم ہند کے اس رسالہ میں اسی بدنام زمانہ کتاب کا ردبلیغ ہے۔ تلاشِ بسیار کے باوجود ہمیں یہ رسالہ نہ مل سکا۔ غالباً اب تک یہ رسالہ مفقود یا موجود غیر مطبوع ہے۔ البتہ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے اپنے رسالہ "وقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان ۱۳۳۰ھ" میں اس رسالہ کا یوں ذکر کیا ہے: "کتاب سراپا انتخاب" أشد الباس علی عابد الخناس" یعنی" ردتحذیر الناس"۔(۱)

نیز حضور فقیہ ملت مفتی جلال الدین احمد امجدی قدس سرہ نے بھی"فتاوی مفتی اعظم جلد اول" پر اپنے مقدمہ میں اس رسالہ کا ذکر کیا ہے، مگر یہاں کتابت یا پروف کی غلطی سے اس کا نام" أشد الباس علی عابد الخناس" کی بجائے "أشد العذاب علی عابد الخناس" ہو گیا ہے۔(۲)

۳۔وقعات السنان الی حلق المسماۃ بسط البنان (۱۳۳۰ھ)

یہ رسالہ، بموقع عرسِ رضوی وجشنِ صد سالہ جامعہ منظر اسلام بریلی ۱۴۲۲ھ میں "امام احمد لائبریری" درگاہ اعلی حضرت بریلی شریف سے شائع ہوا تھا۔ اس کا دوسرا ایڈیشن مطبع اعلی پرنٹنگ، بریلی شریف سے شائع ہوا ہے۔ نیز یہ رسالہ "فتاوی مفتی اعظم جلد ششم" کے "کتاب الردوالمناظرۃ" میں بھی شامل ہے، جو ص: ۲۶۳ تا ۳۳۲، کل ۷۰ صفحات پر مشتمل ہے اور یہی نسخہ ابھی پیش نظر ہے۔ یہ رسالہ، اشرف علی تھانوی کی "بسط البنان" اور قاسم نانوتوی کی "تحذیر الناس" کا ردِّ بلیغ ہے۔ اس میں ان دونوں کتابوں پر ایسی زبردست گرفتیں اور تنقیدات وایرادات ہیں کہ اگر مخالفین بھی بنظر انصاف دیکھیں تو یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ واقعی "تحذیر الناس، حفظ الایمان اور بسط البنان کے اقوال قطعاً کفریات ہیں۔ اس کے اندر تھانوی صاحب اور اس کے ہم خیال لوگوں سے، ان کے باطل عقائد و نظریات سے متعلق ایک سو بتیس (۱۳۲) سوالات کیے گئے ہیں۔ یہ سوالات بذریعہ رجسٹری تھانوی صاحب کے پاس بھیجے گئے، جن کے جوابات سے تاحیات عاجز رہے اور ان شاء اللہ تعالی ان کی پوری جماعت تا قیامت عاجز رہے گی۔ رسالہ کے ابتدائی صفحات میں مسئلہ ختم نبوت پر گفتگو ہے اور منکرِ ختم نبوت قاسم نانوتوی کی کتاب "تحذیر

---

(۱)۔رسالہ "وقعات السنان" مشمولہ فتاوی مفتی اعظم، کتاب الردوالمناظرہ، ج:۶، ص:۲۶۴، امام احمد رضا اکیڈمی

(۲)۔دیکھیں: فتاوی مفتی اعظم جلد اول، تقدیم از فقیہ ملت، ص: ۲۳

الناس"، پر زبردست گرفتیں کی گئیں ہیں۔

قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب میں" خاتم النبیین" کے معنی میں بے جا تاویلیں کیں اور اس کے معنی خود سے گڑھ کر بتائے۔ حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے، نانوتوی صاحب کے بتائے ہوئے ان معانی پر زبردست ایرادات قائم فرمائے ہیں اور نانوتوی صاحب کو لاجواب کر دیا ہے۔ ان ایرادات وسوالات کی ایک جھلک ملاحظہ ہو:

" سوال اول: محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا جو قرآن عظیم میں منصوص اور مسلمانوں کے ضروریات دین سے ہے، صرف یہ لفظ ضروریات سے ہے، معنی کچھ گڑھ لیجیے۔ یا اس کے کوئی معنی ضروریات سے ہیں۔ بر تقدیر ثانی وہ معنی کیا ہیں؟

سوال دوم: جو معنی کہ ایک شخص تیرہ سو برس کے بعد تراشے اور ان کے ایجاد بندہ ہونے کا خود بھی مقر ہو، اور وہ مقر نہ ہوتا تو سلف صالحین سے آج تک کسی سے ان کا منقول نہ ہونا خود ان کے حدث پر شاہد عدل ہو، کیا یہ ضروریات دین سے ٹھہریں گے۔ یا وہ معنی جو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین و ائمہ دین سے متواتر اور عام مسلمانوں میں دائر وسائر ہیں وہ ضروریات دین سے ہوں گے۔ ضروریات دین کے کیا معنی ہیں؟

سوال سوم: رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وائمہ دین نے خاتم النبیین کے یہی معنی بتائے کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں، بعثت اقدس کے بعد اب کوئی جدید نبی نہ ہوگا۔ یا یہ بتائے ہیں کہ حضور نبی بالذات ہیں اور انبیا نبی بالعرض ہیں، اور ما بالعرض کا قصہ ما بالذات پر ختم ہو جاتا ہے، یہ معنی خاتم النبین اگر بتائے ہوں تو ثبوت دیجیے، نہ بتائے ہوں تو اقرار کیجیے کہ واقعی یہ حدث محدث ہے، اور ضروریات دین سے وہی معنی اول ہیں۔

سوال چہارم: جو معنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصحابہ وتابعین وائمہ دین بتاتے آئے ان کو خیال عوام کہنے والا ضروریات دین کا منکر ہے یا نہیں، اس نے صحابہ وائمہ حتی کہ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو معاذ اللہ معنی قرآن مجید سے جاہل و نافہم ٹھہرایا یا نہیں، ایسا ٹھہرانے والا کافر ہے، یا مسلمان سنی ہے یا بد دین بندۂ شیطان؟"(۱)

(۱)۔ فتاوی مفتی اعظم، کتاب الردوالمناظرہ، رسالہ: وقعات السنان، ج:۶،ص: ۲۶۴، ۲۶۵، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف

ان چاروں سوالات وایرادات کے علاوہ مزید اسی نوعیت کے پانچ اور سوالات ہیں۔یعنی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے,نانوتوی صاحب کے خودساختہ معنی وتشریح پر کل نو(۹) ایرادات قائم فرما کر نانوتوی صاحب کا ناطقہ بند کر دیا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کو بالکل بے غبار اور روز روشن کی طرح واضح وآشکار فرما دیا ہے۔(۱)

۴۔**الموت الأحمر علی أنحس أکفر**"(۱۳۳۷ھ)

اس کا ایک ایڈیشن ۱۳۹۴ھ میں مکتبۃ الحبیب، الہ آباد سے شائع ہوا ہے۔نیز یہ رسالہ "فتاوی مفتی اعظم جلد ہفتم" کے "کتاب الردوالمناظرۃ" میں شامل اور ص:۲۶ تا ۹۰ کل ۶۵ صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔اس کتاب میں تکفیر کلامی وفقہی کے مباحث درج ہیں۔درحقیقت تھانوی صاحب نے ایک نوخیز طالب علم کے لباس میں تکفیر کے موضوع پر چند اعتراضات کیے تھے،اسی کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے،جس میں دیوبندی مذہب پر بھرپور تنقید اور مضبوط مواخذے ہیں۔اس میں کل اسّی(۸۰) سوالات ومواخذات ہیں،اسی لیے اس کا دوسرا تاریخی نام "ہشتاد بید وبند برمکاری دیوبند(۱۳۳۷ھ) بھی ہے۔اس رسالے میں بھی مسئلہ ختم نبوّت اور منکرِ ختمِ نبوت قاسم نانوتوی کی تکفیر پر نہایت تحقیقی اور ناقابل تردید بحثیں پیش کی گئیں ہیں۔تھانوی صاحب نے مولوی قاسم نانوتوی کی تکفیر پر شبہ ظاہر کیا اور لکھا کہ تحذیر الناس کی عبارت سے تکفیر لازم نہیں آتی۔اس پر حضور مفتی اعظم ہند نے نہایت تحقیقی کلام فرمایا ہے اور تھانوی صاحب پر سخت مواخذے کیے ہیں۔ایک مقام پر تھانوی صاحب کا مواخذہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تحذیر الناس شاید آپ نے دیکھی نہیں،صرف سنی سنائی کہہ دی کہ اس میں یہ مضمون نہیں۔اب دیکھیے شروع کلام اسی سے ہے کہ:"عوام کے خیال میں رسول اللہ صلعم(ﷺ) کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔"دیکھیے وہ معنی کہ ائمہ،علما،تابعین،صحابہ سب نے سمجھے اور خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائے،انھیں جاہلوں نافہموں کا خیال بتایا۔"

حضور مفتی اعظم ہند مزید آگے لکھتے ہیں:

"میں نے یہاں کفریات نانوتوی صاحب سے یہ بھی گنا تھا کہ:"حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر کوئی نیا نبی مانا جائے تو خاتمیت میں خلل نہیں"الحمد للہ کہ آپ نے تحذیر الناس میں اس کے وجود سے انکار نہ کیا،ملاحظہ ہو کہ یہ خاتم النبیین پر ایمان نانوتوی صاحب کا خاتمہ کر گیا،ختم زمانی کے اس

(۱)۔تفصیل کے لیے دیکھیں:فتاوی مفتی اعظم،کتاب الردوالمناظرہ،رسالہ:وقعات السنان،ج:۶،ص:۲۶۴ تا ۲۶۷

ریائی اقرار اور اس کے منکر کے تصنعی اکفار کا پردہ اتر گیا۔ یا یوں کہیے کہ اس صفحہ ۱۱ کے ظاہری اسلام کو جو خود با قرار نانوتوی صاحب برائے نام تھا۔ صفحہ ۳۴ کا یہ صریح کفر منسوخ کر گیا۔ پچھلے کفر کو گزشتہ اسلام کیا مٹا سکتا ہے، بلکہ یہ کفر ہی اسے منسوخ کر گیا۔ یہ تو بدیہی ہے کہ اس تقدیر پر کہ... "بعد زمانہ نبوی صلعم (ﷺ) بھی کوئی نبی پیدا ہو" ختم زمانی باطل ہو جائے گا کہ وہ تو یہی تھا کہ: "آپ سب میں آخر نبی ہیں (تحذیر صفحہ ۲)" اور جب حضور کے بعد اور نبی پیدا ہو تو سب میں آخر نبی کب رہیں گے کہ ان سے آخر اور ہوا۔ غرض اس سے ختمِ زمانی کا انتفا بدیہی، اور اس کے انتفا سے نانوتوی صاحب کا خود ساختہ ختم ذاتی بھی ختم، کہ اسے ختم زمانی لازم تھا۔ تحذیر صفحہ ۹: "ختم نبوت بمعنی معروض کو تاخر زمانی لازم ہے۔" اور لازم کے انتفا سے ملزوم کا انتفا لازم، تو نہ ختمِ زمانی رہا نہ ذاتی بچا، سب فنا اور خاتمیت بجا، اس میں کچھ خلل نہ آیا۔ یہ کیسا شدید کفر ہے، اور کتنی ڈھٹائی کے ساتھ دیوبندی تعصب وعناد کے مارے ہوئے ہیں۔ تھانوی صاحب! آپ تو اب طالب تحقیق ہیں، ضرور اس پر غور کریں گے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقابل ان کے بدگویوں کی حمایت نہ کریں گے۔" (۱)

اسی طرح تھانوی صاحب نے جو نبی کے امکان ذاتی ماننے پر تعدد خواتم کو لازم قرار دیا اور اس پر اعتراض کیا، اس کا جواب بھی حضور مفتی اعظم ہند نے نہایت تحقیقی انداز میں دیا ہے۔ تفصیل کے لیے رسالے کا مطالعہ فرمائیں۔

کلامِ نوری میں عقیدۂ ختمِ نبوت کی ضیا باریاں:

حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے نثر کے ساتھ ساتھ نظم میں بھی عقیدۂ ختم نبوت کا اظہار کیا ہے۔ آپ کے نعتیہ دیوان مسمی بنام تاریخی "سامانِ بخشش (۱۳۵۴ھ)" میں بہت سے ایسے اشعار ہیں، جن میں صراحتاً عقیدۂ ختمِ نبوت کی ضیا باریاں یا اشارہ و کنایہ میں ختمِ نبوت کے مضامین موجود ہیں۔ ذیل کے اشعار دیکھیں جن میں عقیدۂ ختم نبوت کی جلوہ گری موجود ہے:

تم ہو فتحِ بابِ نبوت تم سے ختمِ دورِ رسالت
ان کی پچھلی فضیلت والے
صلی اللہ صلی اللہ
صلی اللہ علیک وسلم

(۱)۔ فتاوی مفتی اعظم جلد ہفتم، رسالہ: الموت الآحمر، ص: ۵۷، ۵۸، مطبع سابق

صلی اللہ صلی اللہ

موجِ اولِ بحرِ رحمت جوشِ آخرِ بحرِ رافت

فیض و جود و سخاوت والے

صلی اللہ صلی اللہ

صلی اللہ علیک وسلم

صلی اللہ صلی اللہ(۱)

تم ہو اول تم ہو آخر، تم ہو باطن تم ہو ظاہر

حق نے بخشے ہیں یہ اسماء صلی اللہ علیک وسلم (۲)

تمہیں سے فتح فرمائی تمہیں پر ختم فرمائی

رسل کی ابتدا تم ہو، نبی کی انتہا تم ہو

تمہی باطن تمہی ظاہر تمہی اول تمہی آخر

نہاں بھی ہو عیاں بھی مبتدا و منتہا تم ہو

تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن

نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو(۳)

ان اشعار میں کھلے طور پر عقیدۂ ختم نبوّت کا اظہار موجود ہے۔ یہاں وصفِ خاتمیت کے بیان میں فتحِ بابِ نبوت، ختمِ دورِ رسالت، موجِ اول، جوشِ آخر، اول و آخر، رسل کی ابتدا و انتہا، ختم الانبیا جیسی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ یہ صرف ایک جھلک ہے، ورنہ اس دیوان میں اور بھی بہت سے ایسے اشعار ہیں، جن میں اس عقیدے کا اظہار و اعلان موجود ہے۔ اہل ذوق اصل دیوان کا مطالعہ کر کے اس مضمون کے دیگر اشعار جمع کر سکتے ہیں۔ نیز حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے احوال و آثار کا مجموعہ بنام ''جہانِ مفتی اعظم'' کے ''آٹھویں باب'' میں معروف قلم کار مولانا غلام مصطفی رضوی زید مجدہ کا ایک مضمون اسی موضوع پر شاملِ کتاب ہے، جس میں مذکورہ بالا اشعار کے علاوہ اس

(۱)۔سامان بخشش، ص:۱۰۲، ناشر: مکتبۃ المدینہ دہلی

(۲)۔سامان بخشش، ص:۱۱۰

(۳)۔سامان بخشش، ص:۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶

مضمون کے اور بھی اشعار جمع کیے گئے ہیں۔ اس کا مطالعہ بھی مفید ہوگا۔ سطورِ بالا میں تحفظِ ختم نبوت کے حوالے سے تاجدارِ اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کی مساعی جمیلہ کی کچھ جھلکیاں دکھائی گئی ہیں۔ اللہ رب العزت ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اور ہم سب کو عقیدۂ ختم نبوت پر ہمیشہ ثابت قدمی عطا فرمائے۔ آمین۔

کلام نوری میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضیاباریاں

علامہ غلام مصطفیٰ رضوی (نوری مشن، مالیگاؤں)

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے :

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۔

" محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے۔" (سورۂ احزاب: ۳۳/ ۴۰، ترجمہ: کنزالایمان)

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا یعنی خاتم الانبیاء ہونا اجماعی عقیدہ ہے، اور آفتاب نیم روز کی طرح روشن وظاہر۔ انبیائے کرام نے بشارتیں دیں اور نوید بھی کہ نبی آخرالزماں آتے ہیں۔ چنانچہ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی لاہور ۱۹۳۱ء کی شائع کردہ یوحنا کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالے سے مرقوم ہے:

" لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے کیوں کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔"

صدرالافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی (م ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) فرماتے ہیں:

" اس میں حضور ﷺ کی بشارت کے ساتھ اس کا بھی صاف اظہار ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ ہیں۔ آپ کا ظہور جب ہی ہوگا جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے جائیں۔ اس کی تیرہویں آیت ہے: " لیکن جب وہ یعنی سچائی کی روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمھیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" اس آیت میں بتایا گیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر دین الٰہی کی تکمیل ہوجائے گی اور آپ سچائی کی راہ یعنی دین حق کو مکمل کردیں گے۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ ان کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔" (خزائن العرفان، مشمولہ کنزالایمان، مطبوعہ رضا اکیڈمی ممبئی)

عقیدۂ ختم نبوت پر جب بھی شب خون مارنے کی کوشش ہوئی۔ علمائے اُمت، محدثین اور فقہائے کرام نے کسی بھی فتنے کا منہ توڑ جواب دیا۔ ابتدائے اسلام میں ہی بعض جھوٹے دعوے دار نمودار ہوئے جنھیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور صحابۂ کرام نے کیفر کردار تک پہنچایا۔

عہدِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (۱۲۷۲ھ/ ۱۸۵۶ء-۱۳۴۰ھ/ ۱۹۲۱ء) بڑا ہی پرآشوب تھا۔ بھانت

بھانت کی بولیاں بولی جارہی تھیں۔نت نئے فتنے جنم لے چکے تھے۔اسلامی عقائد وافکار کو متزلزل کرنے کے لیے مذہبی، تعلیمی، سائنسی، سیاسی، اقتصادی اور نظریاتی حملے وارد تھے۔ان دینی فتنوں میں سب سے خطرناک فتنہ''فتنۂ دیوبند'' تھا۔عناصرِ دیوبند، اہانتِ رسالت کا ارتکاب کرکے ایک عظیم فتنے کے لیے راہ استوار کرچکے تھے حتیٰ کہ جماعت دیوبند کے سرخیل مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کسی اور نبی کا پیدا ہونا جائز مان لیا تھا۔اس طرح دیوبند کی اس تھیوری پر چل کر قصبہ قادیان ضلع گورداس پور صوبہ پنجاب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۰ء میں دعویِ نبوت کیا،جس کی پشت پناہی حکومتِ برطانیہ نے کی اور ہنوز قادیانیت کے استحکام کے لیے انھیں مواصلاتی قوت اور سٹیلائٹ ٹیکنالوجی کی سہولت دے دی گئی ہے۔دنیا کے ان خطوں میں جہاں مسلمانوں پر ہر طرح کے جور وستم روا رکھے گئے ہیں، قادیانیوں کو تبلیغ کی کھلی آزادی حاصل ہے۔

اس فتنہ کے سد باب میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی نے تین رسائل تصنیف فرمائے نیز ختم نبوت کی تشریح میں دو کتابیں لکھیں۔جب کہ فتاویٰ رضویہ میں کثیر صفحات انھیں عناوین پر موجود ہیں۔یوں ہی فتاویٰ حسام الحرمین میں نو پید فرقوں بشمول فرقۂ قادیانی پر حکم شرع نافذ کیا گیا ہے۔امام احمد رضا کے تلامذہ، خلفا اور دونوں فرزندانِ گرامی حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خان قادری (م ۱۳۶۲ھ/ ۱۹۴۳ء) اور حضور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے اور فتنۂ قادیانیت کے سدِ باب کے لیے تحریری و تصنیفی خدمات انجام دیں۔اس مضمون میں اپنے موضوع کی رو سے حضور مفتی اعظم مولانا شاہ محمد مصطفیٰ رضا نوری علیہ الرحمۃ والرضوان کی نعتیہ شاعری میں عقیدۂ ختم نبوت کے بیان میں جو مضامین نظم ہوئے ہیں ان کا اجمالی جائزہ لیں گے۔

نعت کا موضوع بڑا وسیع ہے۔اربابِ ادب کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شمائل وخصائل، سیرت و شمائل کے مقدس اذکار نیز جمال جہاں آرا کی ضیاباریوں کے احوال پر نظم ہو یا نثر وہ نعت ہی ہے۔حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری نبی ہونا آپ کے فضائل سے ہے لہٰذا اس کے منکر کا احتساب یا تردید بھی نعت کے موضوعات میں ضرور شامل ہے۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے نعتیہ مجموعہ ''سامانِ بخشش ۱۳۵۴ھ'' میں نادر تشبیہات، دلچسپ استعارات، صنعات، عروضی خوبیوں نیز فنی خصوصیات کا استعمال بجاطور پر موجود ہے، تاہم یہاں عقیدۂ ختم نبوت کے مضامین پر

گفتگومقصود ہے۔ذیل کے اشعار دیکھیں جن میں اس عقیدے کی جلوہ گری بھی ہے اور اسلوب کی دل کشی بھی ؎

تم ہو فتح باب نبوت　　تم سے ختم دورِ رسالت
ان کی پچھلی فضیلت والے　　صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیک وسلم
صلی اللہ صلی اللہ

موج اول بحر رحمت　　جوش آخر بحر رأفت
فیض وجود و سخاوت والے　　صلی اللہ صلی اللہ صلی اللہ علیک وسلم
صلی اللہ صلی اللہ

تم ہو اول تم ہو آخر، تم ہو باطن تم ہو ظاہر　　حق نے بخشے ہیں یہ اسما صلی اللہ علیک وسلم
تمھیں سے فتح فرمائی تمھیں پر ختم فرمائی　　رسل کی ابتدا تم ہو، نبی کی انتہا تم ہو
تمھیں باطن تمھیں ظاہر تمھیں اول تمھیں آخر　　نہاں بھی ہو عیاں بھی مبتدا و منتہا تم ہو
تمہارے بعد پیدا ہو نبی کوئی نہیں ممکن　　نبوت ختم ہے تم پر کہ ختم الانبیاء تم ہو

ان اشعار میں کھلے لفظوں خاتمیتِ سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر عقیدے کی پختگی کا اظہار موجود ہے۔اور اس صفت خاتمیت کے بیان میں فتح باب نبوت، ختم دورِ رسالت، موجِ اول، جوش آخر، بحر رحمت، بحر رأفت، اول و آخر، رسل کی ابتدا و انتہا، ختم الانبیاء جیسی اصطلاحات برتی گئی ہیں۔ان کے توسط سے ختم نبوت کا مبارک مضمون باندھا گیا ہے۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے حمدیہ کلام "اذکار توحید ذات، اسماو صفات و بعض عقائد" میں عقیدۂ ختم نبوت کے جلوے آشکار ہوئے ہیں۔دو بند ملاحظہ فرمائیں ؎

اپنے مظہر اول کو　　اپنے حبیب اجمل کو
پہلے نبی افضل کو　　پچھلے مرسل اکمل کو
لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ

موج اول بحر قدم　　موج آخر بحر کرم
سب سے اعلیٰ اور اعظم　　سب سے اولیٰ اور اکرم
لا الہ الا اللہ آمنا برسول اللہ

بعض اشعار میں اشارے اور کنائے میں فضائل وشمائل نبوی کے ساتھ ساتھ ختم نبوت کا مضمون بھی نظم ہوا ہے ان اشعار کا مطالعہ فرمائیں۔

نور علم و حکمت والے نافذ جاری حکومت والے

رب کی اعلیٰ خلافت والے تم پر لاکھوں سلام

تم پر لاکھوں سلام

سارے رسولوں سے تم برتر تم سارے نبیوں کے سرور

سب سے بہتر اُمت والے صلی اللہ صلی اللہ علیک وسلم

صلی اللہ صلی اللہ

جتنے سلاطیں پہلے آئے سکّے ان کے ہو گئے کھوٹے

جاری رہے گا سکہ تیرا صلی اللہ علیک وسلم

پہلے بند میں یہ اشارہ ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت تا قیامت جاری رہے گی۔ ''ختم نبوت'' کے اعزاز کو ''رب کی اعلیٰ خلافت'' سے یاد کیا گیا ہے۔

دوسرے بند میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سروری کا ذکر ہے، نیز یہ بیان بھی نظم ہوا ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بہتر اُمت والے ہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مجھے پانچ چیزیں ایسی عطا فرمائی گئیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ دی گئیں۔ حدیث پاک میں پانچویں خصوصیت یہ بیان ہوئی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا۔

(خزائن العرفان: مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی)

اس میں ہمہ گیری و آفاقیت کا اظہار ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اکملیت وخاتمیت کے پیش نظر اُمت کو بھی بہتر اُمت قرار دیا گیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ اس کے تحت تفسیر ضیاء القرآن میں درج ہے:

''اگرچہ پہلی اُمتیں بھی امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ایمان باللہ سے مشرف تھیں۔ لیکن جو شان تمہارے امر بالمعروف کی ہے جو جلال تمہارے نہی عن المنکر میں ہے اور جو گہرائی، گیرائی اور کمال تمہارے ایمان باللہ میں ہے وہ تم سے پہلے کسی اُمت کو نصیب نہیں ہوا۔'' **(ضیاء القرآن، جلد اول، ص ۲۶۳،**

مطبوعہ دہلی)

المختصر اس اُمت کی فضیلت بھی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کا فیضان ہے لہٰذا شعر مذکور میں خاتمیت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے۔

آخری شعر کے مصرعۂ ثانی میں "سکہ جاری رہنا" محاورہ ہے، جس کے معنی ہیں حکم چلنا/نقش جمنا۔ لاریب!

ہمارے آقا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے سلسلے کا نقش آخر ہیں۔ اور آپ کی ملک میں سارا عالم ہے لہٰذا آپ کا سکہ پوری کائنات پر مرتسم ہے۔ آپ کے ہوتے کسی کا سکہ جاری ہونا ممکن ہی نہیں، محال ہے۔

مزید چند اشعار مطالعہ کریں اور باب ختم المرسلین ﷺ کے ذکرِ جمیل سے دل و دماغ کو مہکائیں۔

یوں ہی ہیں ماہ رسالت بھی سب نبیوں میں
کروڑ آنکھوں نہیں بے شمار آنکھوں میں

خدا کی سلطنت کا دو جہاں میں کون دولھا ہے
تم ہی تم ہو، تم ہی تم ہو، یہاں تم ہو وہاں تم ہو

نبیوں میں ہو ایسے نبی الانبیاء تم ہو
حسینوں میں تم ایسے ہو کہ محبوب خدا تم ہو

جو سب سے پچھلا ہو پھر اس کا پچھلا ہو نہیں سکتا
کہ وہ پچھلا نہیں اگلا ہوا اس سے ورا تم ہو

تو شمع رسالت ہے عالم ترا پروانہ
تو ماہِ نبوت ہے اے جلوۂ جانانہ

انبیاء کو رسائی ملی تم تک

بس تمہاری خدا تک رسائی ہے
شب معراج سے اے سید کل ہو گیا ظاہر
رسل ہیں مقتدی سارے، امام الانبیاء تم ہو

نہ ہوتے تم نہ ہوتے وہ کہ اصل جملہ تم ہی ہو
خبر تھے وہ تمہاری میرے مولیٰ مبتدا تم ہو

پہلے شعر میں "ماہ رسالت" کہہ کر تمام انبیا میں آپ کی افضلیت وعلوئے مرتبت کا روشن بیان ہے۔

دوسرے شعر میں یہ مضمون باندھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سلطنت کے دولھا رسول اللہ ﷺ ہیں۔ مالک کونین ہیں۔ مالکِ دوجہاں ہیں۔ یہاں بھی، وہاں بھی، بلکہ ان کی شان ایسی بلند وارفع ہے کہ "مختارِ کل" ہیں۔ تاج الشریعہ فرماتے ہیں ؎

جہاں بانی عطا کر دیں بھری جنت ہبہ کر دیں
نبی مختارِ کل ہیں جس کو جو چاہیں عطا کر دیں

تیسرے شعر میں دو باتیں ذکر ہوئی ہیں:

(۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبیوں کا نبی یعنی "نبی الانبیاء" کہہ کر "خاتم الانبیاء" کہا گیا ہے۔

(۲) حسنِ بے داغ کے حوالے سے مقام محبوبیت کا بیان ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں ؎

دل زغیر اللہ مسلمان بر کند
یوں دمکتے ہیں دمکنے والے

چوتھے اور پانچویں شعر میں جو مضمون صفحۂ قرطاس پر سجایا گیا ہے اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کو تمام انبیا سے ورا کہا گیا ہے۔ شانِ اولیت کا بھی ذکر جمیل ہے اور "ماہ نبوت" اور "شمع رسالت" سے معنون کیا گیا ہے اور یہ کہ انبیا کی بارگاہِ الٰہی عزوجل تک رسائی کا ذریعہ اور واسطہ حضور ﷺ ہیں۔

چھٹے، ساتویں اور آٹھویں شعر میں واقعۂ معراج کے فلسفے پر روشنی پڑتی ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیا کی امامت فرمائی۔ اور "امام الانبیاء" ٹھہرے، تمام انبیاے کرام مقتدی، تو کھل گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں اور یہ فضیلت تمام انبیا کی امامت سے ہی ظاہر ہو جاتی ہے، اور یہ کہ ہمارے آقا

صلی اللہ علیہ وسلم باعث تخلیق کونین ہیں۔ تمام انبیاے کرام نے اپنی اپنی اُمت کو خبر دی کہ آخری نبی آتے ہیں اور آپ کا ظہور آخر میں ہوا۔ حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کیا دل لگتی بات کہہ گئے ؎

رُسل انھیں کا تو مژدہ سنانے آئے ہیں

انھیں کے آنے کی خوشیاں منانے آئے ہیں

ختم نبوت کا تاج زریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس ہی سجتا ہے اور تمام انبیاے کرام کی نبوت فیض ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکت کا، نیز اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اولیت کا بھی ذکر ہے۔

حضور مفتی اعظم قدس سرہٗ کے کلام میں عقیدۂ ختم نبوت کے پیش نظر مختلف جہات سے مضامین نظم ہوئے ہیں۔ راقم نے صرف اجمالی جائزہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے اور ذہن پر نقش ہونے والے بعض خاکے قرطاس پر ثبت کیے ہیں۔ ضرورت ہے کہ حضور مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفیٰ رضا نوریؔ کے کلام کا ادبی وفنی خصوصیات کے ساتھ ہی اسلامی عقائد کے آئینے میں تجزیہ پیش کیا جائے۔

اشعار نوریؔ میں عقائد حقہ کے منور ومعتبر تذکرے حق شناسی کا جوہر عطا کرتے ہیں۔ کلامِ نوریؔ میں "عقیدۂ ختم نبوت" کی انفرادیت، افضلیت و اہمیت آشکار ہوتی ہے۔ اس باب میں نوع بہ نوع مضامین موجود ہیں۔ سیرتِ پاک کے ہمہ جہت پہلو بڑے عمدہ انداز میں نظم ہوئے ہیں جن پر پھر کبھی خامہ فرسائی کی جائے گی۔

ردّ قادیانیت پر حجۃ الاسلام کی معرکۃ الآرا کتاب

"الصارم الربانی" ایک مطالعہ

از قلم: خطیب ملت محب العلماء

علامہ مولانا مفتی محمد صابر رضا محب القادری نعیمی

تاریخ دانوں سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ برصغیر میں ایک صدی پہلے بنام مسلم صرف دو فرقے پائے جاتے تھے، اہل سنت و جماعت اور اہل تشیع لیکن یہاں کی تاریخ میں مسلمانوں کے زوال پذیر ہوتے ہوتے بہت سے فرقے معرض وجود میں آ گئے انگریز کی شاطرانہ ذہنیت کا شکار ہو کر بنام اہل سنت مسلمان بہتیرے فرقوں میں بٹ گئے، سرزمین نجد سے اٹھنے والی تحریک ابن عبدالوہاب نجدی کے باطل نظریات نے یہاں کے سازگار فضا کو مسموم اور پراگندہ کر کے رکھ دیا، مولوی اسماعیل دہلوی نے نجدی تحریک سے متاثر ہو کر "تقویت الایمان" نامی کتاب لکھی اور مسلمانوں میں افتراق وانتشار کی نہ پٹنے والی خلیج پیدا کر دی اور یہ کتاب "تقویۃ الایمان" تفویۃ الایمان ثابت ہوئی، کسی نے کذب باری تعالیٰ کا قول کیا تو کسی نے ختم نبوت کا انکار کیا کسی نے علم غیب رسالت ﷺ کی توہین کی تو کسی نے نبی پاک ﷺ کو مجبور محض لکھا اور کسی نے نئے نبی کے پیدا ہونے کی راہ ہموار کی، العیاذ باللہ اس طرح کے عقیدے پنپنے لگے کہ اور ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر ہو کر رہ گیا، محبت رسول ﷺ سے بہت قلوب عاری ہو گئے دلوں کی دنیا ویران ہونے لگی ضیائے ایمانی کا ضیاع ہونے لگا چیخ و پکار سے فضا کراہنے لگی علمائے حق میدان عمل میں آئے مناظرے ہوئے، مباحثے ہوئے، کتابیں لکھی گئیں، مجاہد حریت علامہ فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ابطال الطغوی، امتناع نظیر علامہ شاہ فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے المعتقد، سیف الجبار علامہ عبدالسمیع رامپوری رحمۃ اللہ علیہ نے انوار ساطعہ ان کے علاوہ بہت سے اکابر نے علمائے سو کو دنداں شکن جواب دیئے، لیکن یہ بدعقیدگی کا نہ تھمنے والا سیلاب زوروں پر تھا کہ اللہ رب العزت نے سرزمین بریلی میں فقیہ اسلام مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ کو علم وفضل کا نیر تاباں بنا کر جلوہ گر فرمایا انہوں نے اپنے عہد میں پائے جانے والے تمام فرقہائے ضالہ قادیانیت، نیچریت، نجدیت، وہابیت، دیوبندیت، مودودیت اور شیعیت کا خوب خوب رد بلیغ فرمایا، قارئین! اس وقت میرا موضوع قادنیت کے حوالے سے ہے امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ ہی کے عہد میں انگریزوں کی سرپرستی اور

ان کے تعاون سے قادیانیت کا فتنہ ظہور میں آیا، مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی پنجاب کے ضلع گرداس پور کے علاقہ قادیان میں ۱۸۳۹ء کو پیدا ہوا، مرزا قادیانی کی زندگی کے مختلف مرحلے ہیں ۱۸۸۰ء میں اس نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا ۱۸۸۲ء میں مسیح موعود بن بیٹھا ۱۸۹۱ء میں جب اس کے حواریوں کی تعداد بڑھ گئی تو اپنے نبی ہونے کا راگ الاپنے لگا ۱۹۰۱ء میں باضابطہ "شریعت" گڑھ بیٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ۱۹۰۸ء میں وہ واصل جہنم ہوا اس کے ردوابطال میں بھی علمائے حق نے کوئی کسر نہ چھوڑی علامہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحقیقات دستگیر یہ ردھفوات براہنیہ، رجم الشیاطین ردغلوطات البراھین، فتح رحمانی بدفع کید قادیانی، تصدیق المرام بتکذیب قادیانی ولیکھ رام، جیسی معرکۃ الآرا کتابیں تحریر فرمائیں، ان کے علاوہ بہت سے علمائے اہل سنت نے قادیانیت کی مخالفت میں بھرپور حصہ لیا اور ان کے گمراہ کن عقائد ونظریات کو قرآن وسنت کی روشنی میں واضح فرمایا امام احمد رضا قدس سرہ نے بھی اس کی تردید میں ناقابل فراموش خدمات انجام دیں، قادیانیوں کے رد میں آپ نے مندرجہ ذیل کتب ورسائل تحریر فرمایے ہیں:

(۱) السوء والعقاب علی المسیح الکذاب ۱۳۲۰ھ (۲) قہر الدیان علی مرتد بقادیان ۱۳۲۳ھ

(۳) الجزاء اللہ الدیانی علی المرتد القادیانی ۱۳۴۰ھ

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی حقیقت کو جاننے کے لیے علامہ قصوری اور امام احمد رضا قدس سرہما کے مندرجہ بالا کتب ورسائل کا مطالعہ بہت ضروری ہے اور حسام الحرمین میں امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ نے جن علمائے سو کی تکفیر کی ہے اور علماء حرمین شریفین نے تصدیقات فرمائی ہیں اس میں سب سے پہلا نام مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کا ہے۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے دو صاحبزادے تھے ایک حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مفتی اعظم ہند علامہ مصطفی رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، یہ دونوں بھی اپنے فضائل وکمالات اور گراں قدر کارناموں کے سبب اپنے والد گرامی کے سچے جانشیں ثابت ہوئے الولد سر لابیہ کے مصداق ٹھہرے اور فرقہائے ضالہ کے ردو ابطال اور احقاق حق میں ان دونوں نے بھی پوری زندگی صرف فرمائی۔

حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۸ء میں ہوئی ۱۳۱۱ھ ۱۸۹۴ء صرف ۱۹ سال کی عمر میں درس نظامی سے فارغ ہوئے، فراغت کے ایک سال بعد ۱۸۹۵ھ/ ۱۳۱۲ء میں مسند افتاء پر جلوہ گر ہوئے اور فتویٰ نویسی کی ذمہ داری سنبھالی ۱۳۳۲ھ بمطابق ۱۹۰۵ء میں زیارت حرمین شریفین سے فیض

یاب ہوئے، بیعت وارادات کا شرف حضرت شاہ ابوالحسین نوری قدس سرہ سے حاصل تھا اور والد گرامی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ۱۳ سلاسل طریقت کی خلافت واجازت سے نوازا، والد گرامی کے علاوہ نوری میاں رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ المشائخ سید شاہ علی حسین اشرفی میاں رحمۃ اللہ علیہ سے بھی آپ کو خلافت واجازت حاصل تھی۔

۱۳۲۶ھ بمطابق ۱۹۰۸ء میں جامعہ رضویہ منظر اسلام کے مہتمم ہوئے اور ۱۳۵۴ھ بمطابق ۱۹۳۶ء میں اسی دارالعلوم کے صدرالمدرسین ہوئے، ۱۳۶۲ھ بمطابق ۱۹۴۳ء میں آپ کا وصال پر ملال ہوا۔

حجۃ الاسلام نے اعلیٰ حضرت کے نقش قدم پر قائم رہ کر مختلف مذہبی سیاسی بادمخالف کا پرزور مقابلہ فرمایا، کتابیں تحریر فرمائیں، ملک اور بیرون ملک تبلیغی دورے فرمائے اعلیٰ حضرت کی کئی کتابوں کا ترجمہ فرمایا، مقدمات تحریر کیے، قادیانیت کے رد میں "**الصارم الربانی علی اسراف القادیانی**" حجۃ الاسلام کی سب سے پہلی تصنیف ہے جو آپ نے صرف ۲۳ سال کی عمر شریف میں تحریر فرمائی۔

"الصارم الربانی" دراصل ایک استفتاء کا جواب ہے جو سہارنپور سے مرزا قادیانی کے خلیفہ اور اس کے پھیلائے ہوئے ایمان شکن مفسد عقائد سے متعلق کیا گیا ہے، حجۃ الاسلام نے رد قادیانیت اور عقائد صحیحہ کے ثبوت میں دلائل وبراہین کے انبار لگا دیے ہیں "الصارم الربانی" کی اہمیت کا اندازہ امام احمد رضا کی اس ایک تحریر سے لگایا جا سکتا ہے جو انہوں نے اپنی کتاب "السوء العقاب" یوں رقم فرمائی ہے:

> "پہلے ادعائے کاذب کی نسبت سہارنپور سے ایک سوال آیا تھا جس کا مبسوط جواب ولد اعز فاضل نوجوان مولوی حامد رضا خان حفظہ اللہ تعالیٰ نے لکھا اور بنام تاریخی الصارم الربانی علی اسراف القادیانی ۱۳۱۵ھ مسمی کیا یہ رسالہ حامی سنن ماحی فتن ندوی فگن مکرمنا عبد الوحید صاحب فردوسی حین من الفتن نے اپنے رسالہ مبارکہ تحفہ حنیفہ میں کہ عظیم آباد سے ماہوار شائع ہوتا ہے میں طبع فرمایا"۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر نے الصارم الربانی کی اہمیت کو آشکارا کیا اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی اشاعت سب سے پہلے ماہنامہ تحفہ حنیفہ پٹنہ سے ہوئی، حجۃ الاسلام کے فتویٰ نویسی کی مدت نصف صدی پر محیط ہے، ۱۳۱۲ھ سے ۱۳۶۲ھ تک آپ کے نوک قلم سے سینکڑوں فتاوے صادر ہوئے، لاینحل مسائل کی عقدہ کشائی آپ نے فرمائی، آپ کے فتاویٰ کا مجموعہ کئی جلدوں میں ہونا چاہیے تھا لیکن یہ بھی بہت بڑا المیہ ہے کہ آج آپ کے سارے فتاوے دستیاب نہیں ہیں اس وقت حجۃ الاسلام کے چند فتاویٰ کا مجموعہ "فتاویٰ حامدیہ" راقم کے

سامنے ہے جس میں "الصارم الربانی" استفتاء مع جواب استفتاء صفحہ نمبر ۱۳۱ تا ۲۲۱ سو صفحات پر مشتمل ہے۔ استفتاء کا حاصل یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام بجسد عنصری ذی حیات جسمانی آسمان پر اٹھا لئے گیے ہیں جسے قطعی الدلالہ سے ثابت کریں ہم کو صرف قرآن وحدیث سے ثبوت چاہئے اور کس وقت وہ آسمان سے رجوع کریں گے، رجوع کے وقت وہ نبوت ورسالت سے متصف رہیں گے یا نبوت ورسالت سلب کر لی جائے گی، خود مستعفی ہو جائیں گے یا اس منصب سے معزول کر دیے جائیں گے اور وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں متوفیک فلما توفیتنی پیش کرتے ہیں ان دونوں کا ترجمہ رسول خدا ﷺ اور ابن عباس سے پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور اجتھاد بخاری موجود کرتے ہیں دونوں آیتوں کا ترجمہ رسول اکرم ﷺ یا کسی صحابی سے منقول ہو اور صحیح بخاری میں موجود ہو عنایت فرمائیں امام مہدی اور دجال کا نکلنا قرآن میں ہے یا نہیں؟

حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے جواب سے پیشتر اللہ عزوجل کی حمد وثنا اور بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں درود نذر کرتے ہوئے ایک جامع خطبہ تحریر فرمایا پھر اس کے بعد نہایت ہی ملی درد وکرب کا اظہار کرتے ہوئے امت مسلمہ کی توجہ آنے والے جواب اور حالات کی طرف ملتفت فرمائی اور قاری کو نفس مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہو اس کے لئے مقدمات خمسہ ترتیب دیئے اور ہر مقدمہ کے تحت حجۃ الاسلام نے ایسی اصولی بحث فرمائی ہے جو ورطہ حیرت میں ڈال دے اور قاری عش عش کرنے لگے اور حق وباطل کے درمیان واضح فرق ہو جائے، مقدمہ اولیٰ گمراہ فرقوں کی علامات اور صحیح شناخت کے بیان میں ہے مقدمہ ثانیہ تسلیم شدہ امور کے اقسام ضروریات دین ضروریات اہلِ سنت ثابتات محکمہ ظنیات محتملہ کے بیان میں ہے۔

مقدمہ ثالثہ اس بارے میں ہے کہ اپنے دعوے پر دلیل دینا مدعی کی ذمہ داری ہے۔

مقدمہ رابعہ۔ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ جو جس بات کا مدعی ہو اس سے اس دعوے کے متعلق بحث کی جائے گی خارج از بحثوں کا رد بلیغ ہوگا۔

مقدمہ خامسہ۔ کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا میں ان کی تشریف آوری کو محال نہیں کر سکتا یہ ممکنات میں سے ہے اور اس کا وقوع بھی ہو چکا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں حضرت عزیز علیہ السلام کا قصہ حجۃ الاسلام نے قرآن وسنت سے استدلال کرتے ہوئے مقدمات خمسہ کی تفصیل وتسہیل فرمائی ہے، اور نظریات حقہ کو ثابت اور عقائد فاسدہ کی تردید میں روشن خطوط تحریر فرمائے ہیں اس کے بعد جواب دیتے ہوئے حجۃ الاسلام رقم طراز ہیں کہ:

"حضرت عیسی علیہ السلام کے تعلق سے تین مسئلے ہیں پہلا مسئلہ یہ ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام

نہ قتل کیے گیے نہ سولی دیے گیے بلکہ آسمان پر اٹھا لیے گئے اور بجسد عنصری اور بقید حیات یہ عقیدہ ضروریات دین سے ہے اس کا منکر یقینا کافر ہے"۔

اس پر حجۃ الاسلام نے قطعیۃ الدلالہ ثبوت فراہم کیے اس کے بعد آپ نے مزید فرمایا:

"قرآن مجید سے اتنا ثابت اور مسلمان کا ایمان کہ سیدنا عیسی علیہ السلام یہود وہنود کے مکر وکیود سے بچ کر آسمان پر تشریف لے گئے آیا یہ کہ تشریف لے جانے سے پہلے ان کی روح زمین پر قبض کی گئی اور جسم یہیں چھوڑ کر صرف روح آسمان پر اٹھائی گئی اس کا آیت میں کوئی ذکر نہیں یہ دعویٰ زائد ہے جو مدعی ہو ثبوت پیش کرے ورنہ بے ثبوت محض مردود ہے"۔

دوسرا مسئلہ حضرت عیسی علیہ السلام کا قرب قیامت نزول فرمانا اور اس کے ضمن میں آپ کے زمانے میں واقع ہونے والے واقعات وآثار جیسے حضرت امام مہدی کی امامت دجال کا فتنہ یاجوج ماجوج کا خروج حضرت عیسی علیہ السلام کا دین محمدی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا تبلیغ کرنا اور آپ کی خوشبو سے دجال کا مثل نمک پگھلنا سوائے اسلام کے دنیا سے سارے مذاہب کا اٹھا لیا جانا دجال کا قتل کرنا چالیس سال تک حکومت کرنا شادی کرنا صاحب اولاد ہونا بعد وصال حضور ﷺ کے روضہ انور میں دفن ہونا وغیرہ آثار وعلامات کا حق ثابت ہونا حجۃ الاسلام نے تینتالیس احادیث کریمہ سے ثابت فرمایا ہے صحاح ستہ کے علاوہ درجنوں کتب احادیث کے حوالے آپ نے اس کے ثبوت میں جمع فرمادیے ہیں جو یقیناً آپ کی محدثانہ عظمت پر حجت ہے،

تیسرا مسئلہ سیدنا عیسی علیہ السلام کی حیات سے متعلق ہے اس سلسلے میں آپ فرماتے ہیں:

"اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ اب بھی وہ زندہ ہیں یہ مسائل قسم ثانی سے ہے جس میں خلاف نہ کریگا مگر گمراہ کہ اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم السلام بحیات حقیقی زندہ ہیں ان کی موت صرف تصدیق وعدہ الٰہی کے لیے ایک آن کو ہوتی ہے پھر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے ائمہ کرام نے اس مسئلہ کو محقق فرمادیا ہے"۔

آگے فرماتے ہیں:

"سیدنا الوالد المحقق دام ظلہ نے اپنی کتاب سلطنت المصطفی فی ملکوت کل الوری میں اس کی تفصیل فرمائی دوسرے یہ کہ اب تک ان پر یعنی حضرت عیسی علیہ السلام پر موت طاری نہ ہوئی زندہ ہی آسمان پر اٹھا لیے گئے بعد نزول دنیا میں سالہا سال تشریف رکھ کر اتمام نصرت اسلام وفات پائیں گے یہ مسائل قسم آخیرین میں سے ہیں اس کے ثبوت کو

اولاً اس قدر کافی ووافی ہے رب جل وعلا نے فرمایا: وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی کوئی کتابی ایسا نہیں جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے جس کی تفسیر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے گزری مخالف نے اپنی جہالت سے صرف صحیح بخاری کی تخصیص کی تھی اس کی تفسیر نہ صرف اس میں بلکہ صحیح بخاری ومسلم دونوں میں موجود ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وفات سے پہلے سارے کتابی ان کے ہاتھ پر اسلام کا کلمہ پڑھیں گے اور آپ کی تصدیق کریں گے اور ابھی یہ ہوا نہیں اس کا مطلب حضرت عیسی علیہ السلام کو موت بھی واقع نہیں ہوئی زندہ آسمان پر اٹھالیے گیے ان کا نزول ہوگا لوگ ان کے ہاتھ پر اسلام کا کلمہ پڑھیں گے پھر ان پر موت آئے گی اس امر کے ثبوت میں حجۃ الاسلام نے احادیث وتفاسیر کی جن کتابوں سے استدلال فرمایا ہے وہ یہ ہیں:

بخاری، مسلم شرح مشکوۃ للعلامہ طیبی، ترجمان القرآن، ارشاد الساری تفسیر جلالین تفسیر امام ابو البقاء عکبری تفسیر سمیں، فتوحات الہیہ، معالم التنزیل، تفسیر کبیر، تفسیر عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی، عمدۃ القاری تجرید الصحابہ کتاب القواعد اصابہ وغیرہ۔

پھر حجت الاسلام نے خلیفہ مسیح موعود کذاب کے افتراء کا جواب دیا ہے اور وفات کے صحیح معنی ومفہوم کی وضاحت فرمائی ہے قرآن میں ارشاد ہوا اذ قال اللہ یا عیسی انی متوفیک و رافعک الی و مطہرک من الذین کفروا۔ جب فرمایا اللہ تعالٰی نے اے عیسٰی میں تجھے وفات دینے والا اور اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں سے دور کردینے والا ہوں حجۃ الاسلام فرماتے ہیں:

''اولاً حرف واؤ ترتیب کیلئے نہیں جو پہلے مذکور ہوا اس کا پہلے ہی واقع ہونا ضرور ہو تو آیت سے صرف اتنا سمجھا گیا کہ وفات ورفع وتطہیر سب کچھ ہونے والا ہے اور یہ بلاشبہ حق ہے یہ کہاں سے مفہوم ہوا کہ رفع سے پہلے موت ہولے گی۔

اس پر حجۃ الاسلام نے تفسیر امام عکبری کی عبارت نقل فرمائی ہے، ترجمہ یہ ہے:

یعنی یہ دونوں کلمے مستقبل کے لیے ہیں اور رافعک الی و متوفیک مقدر یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھالوں گا اور تمہیں وفات دوں گا اس لیے کہ انہیں آسمان کی طرف اٹھالیا گیا پھر اس کے بعد ان کو وفات ہوگی۔

پھر اس کی تائید میں حجۃ الاسلام نے تفسیر سمیں، تفسیر جمل تفسیر مدارک تفسیر کشاف تفسیر بیضاوی تفسیر ارشاد سے استدلال فرمایا اور فرماتے ہیں:

ثانیاً توفی خواہ مخواہ معنی موت میں خاص نہیں توفی کہتے ہیں تسلیم وقبض پورا لے لینے کو اس پر دلائل

دینے کے بعد ایک تیسرا معنی توفی بمعنی استیفائے اجل یعنی تمہیں عمر کامل تک پہنچاؤں گا اور کافروں کے قتل سے بچاؤں گا ان کا ارادہ پورا نہ ہوگا تم اپنی عمر مقرر تک پہنچ کر اپنی موت انتقال کروگے۔

اس کی تائید اور توثیق میں بھی آپ نے کتب تفاسیر کی بہت ساری عبارتیں نقل فرمائی ہیں، اور پھر ایک چوتھے معنی کی جانب رہنمائی فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

''وفات بمعنی خواب ہے قرآن مجید میں موجود ہے'' وَهُوَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّيْلِ ''اور وہی اللہ ہے جو تمہیں وفات دیتا ہے رات میں سلاتا ہے۔

اس دعوی کے ثبوت میں حجۃ الاسلام نے ایک دوسری آیت کریمہ پیش فرمائی اور دلیل سے دعوی کو مزین فرمایا استفتاء میں ایک سوال یہ بھی درج تھا کہ حضرت عیسی علیہ السلام دوبارہ رجوع میں نبی رہیں گے یا نہیں نبوت و رسالت سے وہ خود مستعفی ہوں گے یا خدائے تعالیٰ انہیں اس عہدہ جلیلہ سے معزول کردے گا۔ حجۃ الاسلام فرماتے ہیں:

''حاشا للہ نہ وہ خود مستعفی ہوں گے اور نہ کوئی نبی نبوت سے استعفیٰ دیتا ہے نہ اللہ عزوجل انہیں معزول فرمائے گا وہ ضرور للہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور ہمیشہ نبی رہیں گے اور ضرور محمد رسول للہ ﷺ کے امتی ہیں اور ہمیشہ امتی رہیں گے''۔

اس پر بھی آپ نے دلائل مرتب فرمائے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرتے ہوئے قرآنی آیات واحادیث نقل کرنے کے بعد گمراہ بددین کفر و شرک بکنے والوں سے متعلق ارشاد فرمایا:

یہ ہر وقت طلب جاہ وشہرت میں مبتلا رہتے ہیں کہ کسی طرح وہ بات نکالتے جس آسمان تعلیٰ پر ٹوپی اچھالے دور دور نام مشہور ہو خاص وعام میں ذکر مذکور ہو اپنا گروہ الگ بنائے وہ ہمارا غلام ہم اس کے امام کہلائیں ان میں جن کی ہمت ترقی کرتی ہے وانا ربک الاعلی بولتے اور دعوی خدائی کی دکان کھولتے ہیں، جیسے گزرے ہوؤں میں فرعون نمرود وغیرہما مردود اور آنے والوں میں مسیح قادیانی کے ایک اور مسیح خرنیش یعنی دجال لعین اور جو ان سے کم ہمت رکھتے ہیں کذاب یمامہ کذاب ثقیف وغیرہما ادعائے نبوت ورسالت پر تھکتے ہیں اور او گھٹی ہمت والے کوئی مہدی موعود بنتا ہے کوئی غوث زمانہ کوئی مجتہد وقت چنین وچناں۔

حجۃ الاسلام نے جھوٹے مسیح موعود کو مضبوط دلائل وشواہد کے ذریعے جگہ جگہ للکارا ہے اور سوالات وارد فرمائے ہیں۔ اور ایک جگہ پہلے مقدمہ کی کامل وضاحت کے بعد فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق اس زمانے فساد میں ایک تو پیٹ بھرے بےفکرے نیچری حضرات تھے جنہوں نے حدیثوں کو یکسر ردی کر دیا اور زور زبان صرف قرآن عظیم پر دار و مدار رکھا حالانکہ واللہ وہ قرآن کے دشمن اور قرآن ان کا دشمن وہ قرآن کو بدلنا چاہتے ہیں اور مراد الٰہی کے خلاف اپنے ہوائے نفس کے موافق اس کا معنی گڑھنا اب دوسرے نئے فیشن کے مسیح اس انوکھی آن والے پیدا ہوئے کہ ہم صرف قرآن شریف سے ثبوت چاہیے جس کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں کچھ سطور کے بعد آگے فرماتے ہیں: "مسلمانو! تم ان گمراہوں کی ایک نہ سنو جب تمہیں قرآن میں شبہ ڈالیں تو تم حدیث کی پناہ لو اگر اس میں ایں وآں نکالیں تو تم ائمہ کا دامن پکڑ و اس تیسرے درجے میں آ کر حق و باطل صاف کھل جائے گا۔

مقدمہ ثانیہ کے تحت حجۃ الاسلام نے ایک اہم بات تحریر فرمائی، فرماتے ہیں:

"ضروریات دین میں بہت باتیں ایسی ہیں جن کا منکر یقیناً کافر ہے مگر بالتصریح ان کا ذکر آیات و احادیث میں نہیں، مثلاً باری تعالیٰ عزوجل کا جہل محال ہونا قرآن وحدیث میں ہے اللہ عزوجل کے علم احاطہ علم لاکھ جگہ ذکر مگر امکان و امتناع کی بحث کہیں نہیں پھر کیا جو شخص کہے کہ واقع میں تو بیشک للہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے عالم الغیب والشہادۃ ہے کوئی ذرہ اس کے علم سے چھپا نہیں مگر ممکن ہے کہ جاہل ہو جائے تو کیا وہ کافر نہ ہوگا کہ اس امکان کا سلب صریح قرآن میں مذکور نہیں حاشا للہ ضرور کافر ہے، اور جو اسے کافر نہ کہے خود کافر ہے تو جب ضروریات دین ہی کی ہر جزیہ کی تصریح صریح قرآن وحدیث میں موجود نہیں تو ان سے اتر کر اور کسی درجے کی بات پر چڑ چڑا پن کہ ہمیں تو قرآن ہی دکھاؤ ورنہ ہم نہیں مانیں گے نری جہالت ہے یا صریح ضلالت، اس کی نظیر یوں سمجھنا چاہیے کہ کوئی کہے کہ فلاں بیگ کا باپ قوم کا مرزا تھا زید کہے اس کا ثبوت کیا ہے ہمیں قرآن میں لکھا دکھاؤ کہ مرزا تھا ورنہ ہم نہ مانیں گے کہ قرآن کے تواتر کے برابر کوئی تواتر نہیں ہے ایسے سفیہ کو مجنون سے بہتر اور کیا لقب دیا جا سکتا ہے"۔

آخری سوال تھا امام مہدی اور دجال سے متعلق کہ قرآن شریف میں ہے یا نہیں؟ اس پر آپ فرماتے ہیں:

یہ اور بات تفصیل سے ہے ایک نہیں متعدد آیتیں دیکھو سورہ والنجم شریف آیت تیسری اور چوتھی سورہ فتح شریف آخری آیت کا صدر سورۂ قلب القرآن مبارک کی پہلی چار آیتیں وغیرہ ذلک مواقع کثیرہ۔

"الصارم الربانی" میں قادیانیوں سے حجۃ الاسلام کا ایک آخری اور اہم سوال جس نے قادیانیت کو مبہوت کر کے رکھ دیا آج تک کسی قادیانی سے جواب نہ بن سکا اور قیامت تک جواب نہیں بن پائے گا حجۃ الاسلام فرماتے ہیں:

قادیانی کا نکلنا اور اس کا عیسیٰ موعود ہونا قرآن شریف میں ہے یا نہیں اگر ہے تو اس کی آیت اگر نہیں تو اس کی وجہ؟

آج بھی حجۃ الاسلام کا یہ سوال قادیانیوں کی گردن پر لٹکتی تلوار بن کر عائد ہے کسی بھی قادیانی سے قیامت کی صبح تک جواب نہیں بن سکتا۔ الصارم الربانی اس وقت تحریر میں آئی جب مرزا کذاب زندہ تھا اور وہ کوئی جواب نہ دے سکا در اصل قادیانیت دجل وفریب کفر وارتداد قرآن وحدیث سے متصادم خبیث عقائد ونظریات کا مجموعہ ہے، اس پر مرزا کی کتابیں شاہد ہیں جیسے کشتی نوح، اعجاز احمدی، ضمیمہ دافع الوسواس، مواہب الرحمن، ازالۂ اوہام، التبلیغ، یہ ساری کتابیں کذب وافترا اور فاسد خیالات پر مشتمل ہیں، اللہ عزوجل کا شکر واحسان ہے کہ حجۃ الاسلام نے اس فتنہ کی ہرزہ سرائیوں کا جواب دیا اور مرزا قادیانی کی عیاری ومکاری کو طشت از بام فرمایا اور قادیانیوں کے کفریات سے عالم اسلام کو آشکارا کیا، بلاشبہ یہ معرکۃ الآراء کتاب الصارم الربانی ردقادیانیت میں بے نظیر ہے اور اپنی اہمیت و افادیت کے اعتبار سے گراں قدر حجت ہے اس کتاب نے قادیانیت کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی ہے، اس کتاب نے قادیانیت کے علاوہ دیگر فرق باطلہ کی شناخت بھی آسان کر دیا ہے اس کے ورق ورق سے حجۃ الاسلام کی محدثانہ عظمت فقیہانہ بصیرت مفسرانہ شان واضح ہے دلائل وبراہین کی کثرت اس کا روشن ثبوت ہے کہ آپ علم وفن کے کوہ ہمالہ تھے اور صحیح معنوں میں اپنے والد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کے علوم وفنون کے سچے وارث اور جانشین ہیں، اللہ تعالیٰ عزوجل آپ کے درجات کو بلند اور فیضان کو عام فرمائے اور امت مسلمہ کو تمام فرقہائے ضالہ سے محفوظ رکھے آمین یارب العالمین!

احقر صابر رضا محب القادری نعیمی غفرلہ

عقیدۂ ختمِ نبوت کے تحفظ میں خلیفہ اعلیٰ حضرت

پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا کردار

ڈاکٹر کامران مسعود رضوی (واہ کینٹ)

(ناظمِ مرکزی دفتر تنظیم المدارس اہلِ سنت پاکستان، لاہور)

رئیس المتکلمین پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ سرزمینِ ہندوستان پر چمکنے والا ایک نیرِ تاباں ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ رحمہ اللہ کو گوناگوں اوصاف سے نوازا تھا۔ آپ عالی نسب سادات گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ ظاہری حسن کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نورِ باطن اور علم وآگہی کے انوار سے مالا مال کر رکھا تھا۔ عالمِ اسلام کا یہ تابندہ ستارہ، 1878ء/1295ھ کو ہندوستان کے صوبہ بہار کے محلہ میرداد میں پیدا ہوئے۔(۱) آپ کے والدِ گرامی مولانا حکیم سید عبداللہ قادری پیشہ کے لحاظ سے طبیب تھے۔ آپ علماء کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے ابتدائی تعلیم گھر سے ہی شروع کی، پھر دیگر اساتذہ کے علاوہ، وقت کے مشہور ومعروف اصحابِ علم وعرفان سے اکتسابِ فیض کرنے کے بعد جامع المعقول والمنقول مولانا ہدایت اللہ خان جونپوری رحمہ اللہ سے تمام علوم مروجہ، عقلیہ ونقلیہ کی تحصیل فرمائی۔(۲) آپ کو امام اہلِ سنت مجددِ دین وملت الشاہ احمد رضا خان قادری رحمہ اللہ سے شرفِ خلافتِ طریقت حاصل تھی۔(۳) اعلحضرت فاضلِ بریلوی رحمہ سے محبت و موانست کا یہ عالم تھا کہ ظاہری وباطنی وضع قطع میں امامِ اہلِ سنت رحمہ اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔(۴)
بالآخر یہ روشن وتابندہ ستارہ اپنے علمی وروحانی انوار لٹاتا ہوا، 1939ء کو غروب ہوگیا۔ آپ رحمہ اللہ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ہندوستان کے قبرستان میں آسودۂ خاک ہیں۔

پرفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ اللہ کے نبی ﷺ کا نامِ اقدس

---

(۱)۔ رکن الدین، سید، اصدق: نگاہِ اولیں، مشمولہ، سید سلیمان اشرف بہاری حیات وکارنامے: محمد علی اعظم خاں قادری، رضوی کتاب گھر مہاراشٹر، 1992ء، ص:5

(۲)۔ رشید احمد، پروفیسر، صدیقی: گنج ہائے گراں مایہ، کتابی دنیا دہلی، جنوری 1947ء، ص:21

(۳)۔ سید سلیمان اشرف، پروفیسر: الخطاب، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، اکتوبر 2016ء، ص:73

(۴)۔ عابد احمد، سید علی، ڈاکٹر: مقالاتِ یوم رضا حصہ سوم، مطبوعہ لاہور، 1971ء، ص:9

لیتے وقت اکثر لکھتے: "حضرت خاتم النبیین ﷺ" (۱) اس سے مسئلہ ختمِ نبوت کی اہمیت کی طرف واضح اشارہ ہوتا ہے کہ محبوبِ کریم ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں اور آپ ﷺ کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے اور یہ بنیادی اسلامی عقیدہ ہے۔ظاہر بات ہے اس زمانے میں جب مسلمان سیاسی ابتری کا شکار تھے۔سلطنتِ عثمانیہ پوری دنیا کے مسلمانوں کے عقائد ونظریات کی محافظ تھی لیکن رفتہ رفتہ عثمانی سلطنت کمزوری کا شکار ہوگئی جس کی وجہ سے دنیا میں مسلمانوں کی وحدت پارہ پارہ ہوگئی۔ ہندوستان میں بھی مسلمانوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی، پھر برطانیہ کے تسلط کے بعد عزت وعظمت، شہرت ونیک نامی، ریاست وسیاست، عقائد ونظریات میں مسلمانانِ ہندوستان نے سخت صدمے اٹھائے۔ ہندوؤں نے برطانوی سامراج کے ساتھ ساز باز کر کے مسلمانوں کے ہر جائز حق پر ڈاکہ ڈالا۔ دینی علم و علماء سے بدگمان کرنے کی جسارتیں کی گئی۔ اسلامی لٹریچر پر پابندی اور اسلام مخالف لٹریچر کی اشاعت اور حوصلہ افزائی کی گئی۔ دیگر ہزاروں محرومیوں کا سامنا کرتے کرتے مسلمان فکری افتراق وانتشار کا شکار ہو گئے۔ اس فکری انتشار سے مزید ہندوؤں نے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوازم کا خوب پرچار کیا۔ کانگرس چونکہ ہندوستان میں واحد سیاسی جماعت تھی جو ہندوستانیوں کی نمائندہ جماعت تھی۔ مسلمانوں نے اپنی الگ سیاسی جماعت مسلم لیگ کے نام سے بنائی لیکن ہندوؤں سے سیاسی مرعوبیت کی وجہ سے بڑے بڑے جبہ ودستار کے مالک گاندھی کو اپنا لیڈر و رہنما اور نجات دہندہ سمجھ بیٹھے تھے۔ یہاں تک کے گاندھی کو معاذ اللہ نبی بنانے سے بھی نہ شرمائے۔

پروفیسر سید سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ جو کہ ہندوستانی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے اس خطرے کو بھانپ لیا اور اپنی تحریرات میں سیاسی کج روی کے ساتھ ساتھ مسئلہ ختم نبوت کو بھی واضح کرتے رہے اور مسلمانوں کو خبردار کیا اور سمجھایا کہ گاندھی تو ہے ہی کافر، مسلمانوں کے علماء ورہنما کہلانے والے اس قدر بے بس ولاچار ہو گئے ہیں کہ گاندھی کو اپنا پیشوا اور معاذ اللہ نبی تسلیم کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ اور اس کی محبت میں اس قدر کھو گئے ہیں کہ:

"کوئی یہ کہتا ہے کہ نبوت اگر ختم نہ ہوگئی ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا (معاذ اللہ)" (۲)

---

(۱)۔ دیکھیئے: سید سلیمان اشرف: الرشاد، مطبع انسٹیٹیوٹ علی گڑھ کالج، 1920ء طبع جدید، دار الاسلام، لاہور، جون 2011ء، ص: 51-69
نیز دیکھیئے: سید سلیمان اشرف: الانہار (مقدمہ مثنوی ہشت بہشت: حضرت امیر خسرو دہلوی)، نوریہ رضویہ پبلشنگ کمپنی، لاہور، ص: 182-184-189-259-260 وغیرہا

(۲)۔ سید سلیمان اشرف، پروفیسر: الخطاب، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، اکتوبر 2016ء، ص: 46

مفسرِ قرآن سید سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا (۱) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت کو بھی بیان فرمادیا لکھتے ہیں:

" حضرت رب العزت جل جلالہ نے اس آیہ کریمہ میں اپنی توحید والوہیت اور نبوت و رسالت کے دلائلِ قاہرہ بیان کرتے ہوئے اس دینِ الٰہی کے متعلق جس کی ابتداء حضرت آدم سے اور انتہا حضرت خاتم النبیین ﷺ سے ہوئی، حالت بیان فرماتا ہے" (۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ کو ہر وصف میں کامل فرمایا۔ اب جس میں جو وصف وخوبی پائی جاتی وہ اللہ کے رسول ﷺ کی خوبی و وصف کا پرتو ہے۔ سید صاحب حامیانِ علوم عقلیہ کے ایک مغالطہ کو بیان کر کے اس کا جواب کس خوبی سے دیتے ہیں کہ:

" الٰہیات کے باب میں حکما کی رائیں راستی کی طرف گئی ہیں وہ شمع نبوت کے نور ہی کا جلوہ ہے۔ نبیوں کے منہ کی نکلی ہوئی باتیں جب ان حکما تک پہنچیں تو اس کی مقاومت کی طاقت اپنے میں نہ پا کر انھیں باتوں کو اپنے الفاظ کے قالب میں ڈھال لیا۔ چند رعب دار مصطلح الفاظ کی ثقالت سے اسے پر پیچ بنا کر اپنا کہہ کر لوگوں کے سامنے لے آئے۔ اب جو کوئی اس کو پڑھتا ہے ان کے کمالِ عقل وفکر رسا ہونے کا قائل ہو کر ان کے قول کی عظمت کرنے لگتا ہے۔ اس طرح ان کی اختراعیات ہوتی ہیں اور ان کے مظنونات و قیاسات کا صرف ایک انبار ہوتے ہیں وہ سب کو صحیح جاننے لگتا ہے۔ یہ پہلا مغالطہ ہے جو حامیانِ علوم عقلیہ کو پیش آتا ہے۔ اور جب تک اس غلطی کا ازالہ نہیں ہوتا اور ان کے قدم اپنے دائرہ وحدود کے اندر نہیں کرتے اس وقت تک ہمیشہ ٹھوکریں کھاتے ہیں۔ جب معلوم کی اساس ہی غلطی پر ہو تو پھر صحتِ نتیجہ کی امید ہی عبث ہے" (۳)

یعنی قیامت تک کے لئے ہر سچی اور صحیح بات ختمِ نبوت کے انوار میں سے نور ہے۔ ہر فلسفی اپنی فکرِ صحیح کو اپنی جانب منسوب کرنے والا اس طرح کہ ختمِ نبوت کے انوار کا منکر ہو، احمق اور جھوٹا انسان ہے۔

---

(۱)۔الفتح 1/48

(۲)۔الخطاب؛ص:3

(۳)۔الخطاب؛ص:8

معیارِ صداقتِ نبوت کو بالتفصیل بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"اب فقیر کی تقریر کا صرف ایک حصہ باقی رہ گیا ہے جس کے پورا کرنے کے بعد میں اپنے ایفائے عہد سے سبکدوش ہو جاؤں گا اور وہ حصہ رسول اللہ ﷺ کے احوال میں ہوگا جس سے آپ کا خاتم النبین ہونا واضح واجل ہو جائیگا۔"(۱)

پھر رسول اللہ ﷺ کی جامع کمالات ذات کی تعلیمِ شریعت، تزکیہ نفس، ایک منتظمِ اعلیٰ، صبر و بردباری، عفو، تواضع، حیا، مروت، سخا، وقار، حفظِ مراتب، شجاعت، تمام اوصاف کا علی وجہ الکمال مرقع کو واقعات کے ذریعہ بیان فرمایا۔ آگے چل کر فرماتے ہیں:

"رتبہ ایسا جلیل الشان کہ خاتم النبیین اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔ آپ ﷺ کے بعد دوسرا نبی یا رسول ہونا محال و ممتنع بالذات۔ رسالت ایسی عامہ و تامہ کہ تمام دنیا کا رسول بنا کر اللہ نے بھیجا لیکن اس پر تواضع و انکساری کا یہ عالم کہ شکستہ حالوں میں مل کر بیٹھ جاتے"(۲)

سید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رسول اکرم ﷺ کے اخلاق و کردارِ مبارکہ اور آپ ﷺ کے صدقے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان کے اخلاق و کردار کو بیان فرماتے ہیں کہ جن کی مثال عالم میں نہیں پائی جاتی۔ فرماتے ہیں:

"یہ وہ باتیں ہیں کہ سننے میں جس قدر خوش آئند ہیں عمل میں اسی قدر معرکۃ الآرا ہیں۔ کوئی دوسری مثال تم کسی قوم کی پیش نہ کر سکو گے۔ سلطنت اور ہے اور نبوت و رسالت کچھ اور۔ یہ تجلیات ختم رسالت کی تھیں اس کا مقابلہ ملمع کاری و قلعی سازی کیا کرے گی"۔(۳)

سید صاحب نے ختم نبوت و رسالت کا ایسا خوبصورت مفہوم بیان فرمایا کہ جو تمام شعبہ ہائے زندگی کو شامل ہے۔ عقائد کو تباہی سے بچانا ہر مسلمان پر لازم ہے اور جو عقیدہ ختمِ نبوت سے جس قدر روشنی حاصل کرے گا اسی قدر وہ ہدایت کے قریب ہوگا۔ اس لیے کہ:

"ہدایت ایک امر اہم ہے جس کے لئے حق سبحانہ نے ایک خاص سلسلہ نبوت و رسالت کا جاری فرمایا جو ہمارے پیغمبر پر آ کر ختم ہو گیا۔ پیغمبر روحی فداہ کے بعد وہی سچی ہدایت کر سکتا

---

(۱)۔ الخطاب؛ص:32

(۲)۔ الخطاب؛ص:33

(۳)۔ الخطاب؛ص:37

ہے جس کا قدم منہاج نبوت پر ہو اور جس کی تعلیم و تلقین تحتِ وحی الٰہی و احادیث مصطفوی ہو"(۱)

عقیدۂ ختمِ نبوت پر کام کرنے والے کس قدر خوش بخت لوگ ہیں کہ وہ عقیدۂ ختمِ نبوت کو سمجھنے اور اس کی اشاعت و تبلیغ کرنے والے کو شیطان راہِ حق سے ہٹا نہیں سکتا کہ وہ صراطِ مستقیم پر ہوتا ہے اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی مدد فرماتے ہیں۔ آپ خود اندازہ لگایئے کہ جس کی تعلیم و تربیت میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور نصرت شامل ہو، اس کو کون ہرا سکتا ہے اس سے مناظرہ کون کر سکتا ہے؟ کہ سچی ہدایت والے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت سے روشنی پا کر وہ بھی ہدایت یافتہ ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے جو دین عطا فرمایا وہ دینِ اسلام کامل و مکمل ہے۔ اس دین کی کاملیت بھی اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ جب دین مکمل ہو گیا تو اب کسی اور نبی یا رسول کے آنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۔(۲)

ترجمہ: آج کے دن ہم نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کر لیا۔

"سیرۃ خاتم النبیین کا ایک صفحہ" عنوان باندھنے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغِ دین کو بیان فرماتے ہیں کہ اتنے بڑے منصب پر فائز ہونے کے باوجود اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کی تبلیغ کی خاطر سخت سے سخت مشکلات کو جھیلا ہر ایک کی دشمنی کا سامنا فرمایا لیکن اسلام کی دعوت پر کوئی سمجھوتہ نہ فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:

> "خاتم النبیین کا منصب جب تفویض ہوا اور اسی کے ساتھ یہ حکم ملا: يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ تو یہ کوئی راز نہیں کہ اس ہادی برحق نے جس وقت اس حکم کی تعمیل فرمائی اور دعوتِ توحید کی تبلیغ عرب کی سرزمین میں پیش کی ہے تو سارے ملک میں زلزلہ پڑ گیا۔ مخالفت کی اک آگ تھی جو تمام قبائل میں بھڑک اٹھی بغض و حسد کے شعلے ہر کافر و مشرک کے سینے سے

(۱)۔ سید سلیمان اشرف: النور، مطبع مسلم یونیورسٹی، انسٹیٹیوٹ، علی گڑھ، 1921ء، طبع جدید، ادارہ پاکستان شناسی، لاہور، اگست 2008ء ص:18

(۲)۔ المائدہ 5/4

بلند ہونے لگے"(۱)

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ اس امتِ مرحومہ کے لئے دعا بھی اس انداز سے فرماتے ہیں کہ عقیدۂ ختمِ نبوت کے انوار کی جھلک صاف دکھائی دیتی ہے۔دعا فرماتے ہیں:

"مولا تعالیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو ہدایت عطا فرمائے"

دیگر مواقع پر بھی جا بجا نبی رحمت، تاجدارِ ختمِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر القابات کے ساتھ لقب خاتم النبیین کو بھی اکثر نوکِ زباں رکھتے۔ایک موقع پر یوں لکھتے ہیں:

"حضور پرنور ہادی سبل خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

نعتیہ شاعری میں عقیدہ ختمِ نبوت کی جلوہ گری شاعر کے تخیل کو جلا بخشتی ہے، پڑھنے والا نعت کی چاشنی کے ساتھ اپنے عقیدہ وایمان کی حرارت بھی محسوس کرتا ہے اور یہ ایسا قیمتی نکتہ ہے کہ جو شاعر اس کو جان گیا اس پر نبی مہربان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کرم نوازی کی بارش کا تسلسل جاری ہوجاتا ہے۔سید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ رقم طراز ہیں:

"ایک نکتہ داں شاعر نعت میں ایسے مضامین رنگینی کے ساتھ بیان کرتا ہے جن سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوبیت، آپ کی شان کی عظمت وجلالت ظاہر ہوتی ہے نیز وہ کمالات جو پیغمبر روحی فداہ کے ساتھ مخصوص ہیں اوس کا بیان بھی جذبِ قلوب کے لئے نعت کا ایک عنصر قوی ہے۔اگر مضامینِ نعتیہ کی تحلیل کی جائے تو حسبِ ذیل اجزاء اس کے قرار پائیں گے:

1۔مرتبہ ایجاد میں ذاتِ مقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اصل واول ہونا۔

2۔رسالت ونبوت کا ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خاتمہ 3۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا عامہ وتامہ ہوتا۔"

حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ کے اشعار جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اولیت وختمِ نبوت کی نور سے منور ہیں:

نور او کز سپہر صد چندست

مہ شگاف وسپہر پیوندست

انبیاء پیش آں خجستہ چراغ

طفل گہوارہ در مقام بلاغ

---

(۱)۔النور،ص:57

ان اشعار کو بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"مولانا نے اول ماخلق اللہ نوری اور خاتم النبیین کے مضمون کو نہایت پسندیدہ طور پر بیان کیا ہے۔"(۱)

آگے چل کر لکھتے ہیں: "نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جل مجدہ نے خاتم النبیین (۲) کافۃ للناس (۳) رحمۃ للعالمین (۴) فرما کر آپ کے دامنِ رسالت کو ایسا وسیع فرما دیا کہ تمام عالم علوی و سفلی اس کے سایہ رحمت میں تا یومِ محشر آ گئے۔"(۵)

سبحان اللہ کیا بلیغ نکتہ بیان فرمادیا خلیفہ اعلیٰ حضرت پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ رحمت اس قدر وسعتیں اپنے دامن میں رکھتا ہے کہ کائنات کا کوئی ذرہ اس وسعت سے باہر نہیں ہے اور ختم نبوت کے سراجِ منیر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار کائنات کے ہر ہر ذرہ کو محیط ہیں کہ کسی اور چراغِ نبوت کی واللہ باللہ تاللہ کوئی جا باقی ہے نہ قیامت تک کوئی حاجت۔

جب سیاست کی آڑ میں گاندھی کے قصیدے گائے جا رہے تھے اور گاندھی کو معاذ اللہ نبی تسلیم کروانے کے لئے مسلمان عوام کو جہنم کی طرف خفیہ طریقے سے ہانکا جا رہا تھا پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ بیدار مغز طبیعت نے سب کچھ بھانپ لیا اور فرمایا:

"ایک عالم نے یہ کہا: "خدا نے ان کو (گاندھی) کو ہمارے واسطے مذکر بن کر بھیجا ہے قدرت نے ان کو سبق پڑھانے والا مدبر بنا کر بھیجا ہے (فتح دہلی 24/نومبر 1920ء) ایمان سے کہیے یہ جمعیۃ العلماء ہے یا امت گاندھی کا حلقہ، یہ اسلام اور شارع علیہ السلام کی طرف اللہ کے بندوں کو دعوت دے رہی ہے یا گاندھی کی نبوت تسلیم کرا رہی ہے۔ یہ حضرات اسلام کی دردمندی میں انگریزوں سے لڑنا چاہتے ہیں یا دینِ گاندھی کے حمایت میں پھر اگر کسی نے ان کی بات نہ سنی تو کافر، منافق، یزیدی، ملعون اور جہنمی کیوں کر ہوا۔ لیڈرانِ قوم آج اخبار و جرائد تمہارے ہاتھوں میں ہیں جسے چاہو گالیاں دو، کافر کہو،

---

(۱)۔الانحار:ص:259

(۲)۔مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب33/40)

(۳) ۔وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَنَذِيرًا (سبا34/28)

(۴) ۔وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ (الانبیاء21/107)

(۵) ۔الانحار:ص:261

حق کو باطل کہو اور چھاپ کر شائع کرو اس وقت تو تمہاری بات بن آئی ہے مخلوق اندھی ہوگئی ہے لیکن ایک وقت آئیگا اور ساری حقیقت عریاں ہو جائے گی"(۱)

مولانا شوکت علی، مولانا محمد علی جوہر اور ظفر الملک (مولوی محمد اسحاق) مدیر رسالہ الناظر جنہوں نے مسٹر گاندھی کے بارے میں کہا: اگر نبوت ختم نہ ہوگئی ہوتی تو مہاتما گاندھی نبی ہوتے اس پر مولانا پروفیسر سید محمد سلیمان اشرف بہاری رحمہ اللہ سخت سراپا احتجاج ہوئے اور فرمایا:

"حد یہ کہ گاندھی کو کہا گیا کہ اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندھی نبی ہوتا، علماء سیاسی اب بھی خاموش رہے اس خاموشی سے شیخ الہند بھی مستثنےٰ نہ ہو سکے اگر چہ خادمانِ اسلام تقریراً و تحریراً انھیں اعمالِ کفریہ پر بیدار بھی کرتے رہے"(۲)

ختم نبوت کے لئے اسی شخص کو سعی کی توفیق ہوتی ہے جس پر اللہ کریم جل جلالہ کا بے حد کرم و فضل ہوتا ہے اسی کا قلم عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت و صیانت کے لئے حرکت کرتا ہے جس پر خدا تعالیٰ اور اس کے حبیب تاجدارِ ختم نبوت ﷺ راضی ہوتے ہیں یوں اس شخص کو عقیدہ ختمِ نبوت کی حفاظت کے رستے میں آنے والی ہر پریشانی و مصیبت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اس کے مددگار ہوتے ہیں لہٰذا اس کو کوئی مصیبت، شکست نہیں دی سکتی۔ سید صاحب اور علماء اہلِ سنت کو عقیدہ ختمِ نبوت کی ترجمانی کرنے پر گاندھی کے ہمنواؤں نے منہ بھر بھر جلسوں جلوسوں، عوامی سٹیجوں، اخبارات و رسائل میں گالیاں بکی گئیں لیکن اس مردِ حُر، مردِ درویش، مجاہدِ ختم نبوت رحمہ للہ کے پائے استقلال کو ذرہ بھی جنبش نہ ہوئی اور مسلسل مخالفتوں کے باوجود عقیدہ ختم بنوت پر پہرہ داری کے فریضہ کو سرانجام دیتے رہے اسی ہمہ ہمی کو سید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ:

"اہلِ حق کو گالیاں دینے سے باز آؤ، ان کی تکلیف و اذیت رسانی سے اپنے ہاتھ اور زبان کو منع کرو، تمہاری دشنام دہی کی یہ ہمہ گیری ہے کہ جہاں تم نے ایک رکنِ دین حامی شرع متین امام اہلِ سنت مجددِ ماۂ حاضرہ مؤید ملۃ طاہرہ پر سب و شتم کیا، وہاں اس فقیر بے نوا کو بھی بار بار متعدد جرائد میں تم نے گالیاں سنائیں۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟ بے شک یہ قصور ہوا کہ جس وقت ساری زبانیں گنگ تھیں، مجھ گنہگار کی زبان کلمہ حق کہہ رہی تھی۔ جس وقت سارے اقلام خشک تھے مجھ بے بضاعت کا قلم

(۱)۔ النور، ص:227

(۲)۔ النور، ص:152

مصروفِ تحریر تھا، جس وقت سارے پاؤں مفلوج تھے مجھ ضعیف کا پاؤں منزل رساں راستہ پر تھا۔
انصاف کرو اس میں میری کیا خطا ہوئی یہ تو اللہ کا فضل تھا"۔

اللہ کریم آپ رحمہ اللہ کی قبرِ اطہر پر کروڑ ہا کروڑ رحمتوں کا نزول فرمائے اور تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ کی رحمتوں سے وافر حصہ عطا فرمائے۔آمین بجاہِ خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ

عقیدۂ ختم نبوت اور تاج الشریعہ

علامہ مفتی محمد اختر رضا خان الازہری رحمۃ اللہ علیہ

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (مدیر اعلیٰ)

علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری برکاتی بریلوی الازہری رحمۃ اللہ علیہ (م 1439ھ/ 2018ء) خانوادہ رضویہ کے ایک فرد فرید ہیں۔ آپ کا اصل نام [محمد]،عرفی نام [محمد اختر رضا خان قادری]، گھر میں "محمد اسماعیل رضا" کے نام سے پکارے جاتے تھے۔لیکن عالم اسلام میں "تاج الشریعہ" کے لقب سے ایسے ملقب ہوئے کہ یہ آپ کی پہچان بن گیا۔

25/فروری1942ء آپ کی تاریخ پیدائش ہے۔آپ کے والد گرامی مفسر قرآن مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ابتدائی تعلیم وتربیت گھر میں حاصل کی۔چار سال چار ماہ اور چار دن کی عمر میں آپ کے والد گرامی نے دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں آپ کو لے جا کر بسم اللہ خوانی کی نہایت خوب صورت تقریب منعقد فرمائی اور دعوت کا اہتمام فرمایا آپ کے نانا جان مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو بسم اللہ پڑھائی۔قرآن کریم ناظرہ اپنی والدہ ماجدہ سے پڑھا اور اردو کتب اپنے والد گرامی سے پڑھیں۔پھر آپ کو دارالعلوم منظر اسلام ہی داخل کرایا گیا یہاں آپ نے نحو میر، منشعب سے لے کر ہدایہ آخرین تک پڑھیں۔

1963ء میں آپ مصر گئے اور جامعۃ الازہر میں کلیہ اصول الدین میں داخلہ لیا اور وہاں آپ نے تین سال تک اکتساب علم کیا۔دوسرے سال امتحان میں آپ نے پہلی پوزیشن حاصل فرمائی۔1966ء میں جب فارغ ہوئے صدر جمال عبدالناصر نے خود آپ کو "جامعۃ الازہر ایوارڈ" اور سند عطا کی۔آپ کے اساتذہ کرام میں علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان نوری، مولانا مفتی سید افضل حسین مونگیری رضوی، مفسر اعظم ہند مولانا محمد ابراہیم رضا خان جیلانی، فضیلۃ الشیخ محمد سماحی (مصر) الشیخ محمود عبدالغفار (مصر) مولانا مفتی محمد احمد جہاں گیر خان رضوی اعظمی، اور ریحان ملت مولانا محمد ریحان رضا خان رحمانی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے اسمائے گرامی نہایت نمایاں ہیں۔

1967ء میں آپ نے اپنے مادر علمی دارالعلوم منظر اسلام میں تدریسی خدمات شروع کیں۔1978ء

میں ''صدرالمدرسین'' بنے، اور ساتھ ہی دارالافتاء کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔

3/نومبر 1968ء کو حکیم الاسلام مولانا حسنین رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دختر نیک اختر سے آپ کا عقد مسنون ہوا۔ آپ کی اولاد امجاد میں پانچ دختران اور فرزند ارجمند علامہ مولانا محمد عسجد رضا خان صاحب زید مجدہ ہیں جو ماشاءاللہ، آپ کے جانشین بھی ہیں۔ آپ نے تبلیغ واشاعت کی خاطر سیروا فی الارض کے تحت پاک وہند عرب امارات، افریقہ اور یورپ میں کئی تبلیغی دورے کئے۔ کئی اداروں کی نگرانی اور سرپرستی فرمائی۔ بریلی شریف سے ماہ نامہ ''سنی دنیا'' کا اجراءعمل میں لایا جو نہایت کامیابی سے جاری رہا۔ آپ نے 80 کے قریب مختلف موضوعات پر کتب ورسائل لکھے، تراجم کئے اور حواشی لکھے۔ آپ کے ''فتاویٰ''، ''فتاویٰ تاج الشریعہ'' کے نام سے پاک وہند سے نہایت آب وتاب سے شائع ہوئے ہیں جو فتاویٰ کی دنیا میں گراں قدر اضافہ ہے۔ آپ نے مختلف موضوعات پر نہایت عالمانہ اور عارفانہ انداز میں خطبات ارشاد فرمائے۔ ضرورت ہے کہ آپ کی تمام تقاریر اور خطبات کو بھی نہایت احسن انداز میں یکجا کر کے ''خطبات تاج الشریعہ'' کے نام سے شائع کیا جائے تاکہ آپ کی شان خطابت بھی دکھائی جائے۔ بچپن ہی میں آپ کو مفتی اعظم علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان نوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیعت فرمالیا تھا اور پھر 20 سال بعد آپ کو اجازت وخلافت سے سرفراز فرمادیا۔ آپ ایک بہترین نعت گو شاعر ہیں۔ آپ کی نعتیہ شاعری میں سوز وگداز اور عشق رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عناصر نمایاں ہیں۔ آپ کے کلام میں صاحب مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان شہر مدینہ سے محبت وعقیدت اک اک مصرع اور اک اک شعر سے مترشح ہے۔

تم چلو ہم چلیں سب مدینے چلیں
جانب طیبہ سب کے سفینے چلیں
خلد زار طیبہ کا اس طرح سفر ہوتا
پیچھے پیچھے سر جاتا آگے آگے دل جاتا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در اقدس پر بلا آپ کے دل کے ارمان پورے فرما دیئے۔

آپ نے چھے بار حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی۔ پہلا حج 1983ھ، دوسرا 1986ء، تیسرا 1987ء، چوتھا 2008ء، پانچواں 2009ء، اور چھٹا 2010ء میں کیا۔ بے شمار بار عمرہ اور بارگاہِ رسالت مآب صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے۔آپ کی ساری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل میں بسر ہوئی۔عقیدہ ختم نبوت اور ناموسِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تحفظ آپ کو ورثے میں ملا تھا۔

آپ کے پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م1340ھ/ 1921ء) کی اعتقادی اور نظریاتی خدمات جلیلہ سے عالم اسلام بخوبی آگاہ ہے۔آپ کے دادا جان حجۃ الاسلام علامہ مفتی محمد حامد رضا خان قادری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م1362ھ/ 1943ء)۔نے 1315ھ/ 1898ء میں "الصارم الربانی علی اسراف القادیانی" لکھ کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور ان کی دنیائے ارضی پر دوبارہ تشریف آوری قرآن وحدیث کی روشنی میں ثابت کر کے مرزا قادیانی آنجہانی کے مکروفریب کو طشت از بام فرما دیا۔آپ کے نانا مفتی اعظم ہند علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان قادری نوری بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م1402ھ/ 1981ء) نے "تصحیح یقین برختم نبیین" لکھ کر "خاتم النبیین" کی نہایت احسن انداز میں وضاحت فرمائی اور قادیانیت ذریت کے مکرو فریب کا پردہ چاک فرمایا۔

این خانہ ہمہ آفتاب است

1320ھ/1902ء میں سیف اللہ المسلول مولانا فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ کی عربی میں لکھی گئی شہرہ آفاق کتاب "المعتقد المنتقد" پر آپ کے پردادا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت عالمانہ اور عارفانہ انداز میں "المعتمد المستند بناءنجاۃ الابد" کے نام سے عربی میں حواشی لکھے ان کا اردو زبان میں ترجمہ کرنے کی سعادت تاج الشریعہ علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری برکاتی بریلوی الازہری رحمۃ اللہ علیہ کے حصے میں آئی۔آپ نے افادہ عام کے لیے اس کا رواں دواں ترجمہ فرمایا ہے۔ان حواشی میں بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے گمراہ فرقوں اور کے سرغنوں کا ذکر کرتے ہوئے مرزا قادیانی آنجہانی کی بھی خوب خبر لی ہے۔

آپ فرماتے ہیں:

"یہ مرزا ان جھوٹے دجالوں میں سے ہے جن کے خروج کی خبر صادق ومصدوق نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی، یہ دجال مرزا قادیانی اس زمانے میں موضع قادیان واقع پنجاب میں نکلا"۔

امریکا کے شہر ہوسٹن میں جب قادیانی ذریت نے سر اٹھانا شروع کیا تو علامہ مولانا محمد قمر الحسن قادری بستوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے وہاں "ختم نبوت کانفرنس" کا انعقاد کیا اور اس کی صدارت کے لیے تاج

الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کوخصوصی طور پر دعوت دی گئی۔20 / اگست 2000ء کو ہوسٹن شہر میں تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیر صدارت "ختم نبوت کانفرنس" کا آغاز ہوا۔ نظامت کے فرائض علامہ محمد قمرالحسن قادری بستوی صاحب زید مجدہ نے خود سنبھالے۔اس میں ایشیا، یورپ اور امریکا کے علماء ومشائخ نے بھر پور شرکت کی۔سب سے پہلے مقامی علماء کرام نے خطابات فرمائے۔مولانا بابر رحمانی ڈیلاس، مفتی احمد القادری ڈیلاس، مفتی حفیظ الرحمٰن شکاگو، علامہ بدر القادری ہالینڈ، پھر محدثِ کبیر علامہ ضیاء المصطفیٰ، اس کے بعد مفکر اسلام علامہ قمرالزماں اعظمی نے ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں دلائل و براہین کی روشنی میں شاندار خطبات ارشاد فرمائے۔مولانا مسعود رضا، مولانا غلام زرقانی اور مولانا عبدالرب مقامی علماء کرام بھی اس سٹیج کی زینت تھے۔

آخر میں تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا اور نہایت رقت آمیز دعا فرمائی۔اور قادیانیوں سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرمائی۔علامہ محمد قمرالحسن قادری بستوی صاحب دامت برکاتہم اس کانفرنس کے اثرات کے بارے میں فرماتے ہیں:

"اس کانفرنس کا اثر یہ ہوا کہ قادیانی کا اثر کم ہو گیا، جب کہ اس کے ساتھ ہی دیوبندیت پر بھی حرف گیری کی گئی اور تحذیر الناس کے نظریاتی کردار کو بھی واضح کیا گیا، لوگوں نے محسوس کیا کہ قادیانیت کا زہر کہاں سے پھیلا، علماء نے صراحت کے ساتھ تحذیر الناس کی عبارت پر بحث کی اور اس کے پرخچے اڑا دیئے"۔

ملک محمد محبوب الرسول قادری نے مارچ 2001ء میں آپ کا ایک مفصل انٹرویو لیا اور اسے اسی ماہ میں ماہ نامہ "سوئے حجاز" لاہور میں شائع کیا۔اس انٹرویو میں بھی تاج الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت دردمندانہ انداز میں قادیانیت کی ریشہ دوانیوں سے آگاہ فرمایا اور ان کا ناطقہ بند کرنے کی ضرورت پر بھرپور زور دیا۔آپ نے فرمایا:

"عقائد کے تحفظ کے لئے ٹھوس بنیادوں پر کام کی ضرورت ہے، قادیانی یورپ میں اسلام کے نام پر اپنا کام کئے جا رہے ہیں، ان کا ناطقہ بند کرنے کی ضرورت ہے، ہر سنی فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔" 7 / ذی القعدہ 1439ھ/ 20 / جولائی 2018ء بروز جمعہ المبارک کی اذان مغرب رضا مسجد میں گونجی، تاج الشریعہ اذان کے کلمات دہرا رہے ہیں، نماز کے لئے تیار ہیں، باوضو ہیں، آپ نے اللہ اکبر اللہ اکبر، اشھد ان محمد رسول اللہ، لا الہ الا اللہ کی دل آویز صدائیں بلند کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دیکھنے والو! جی بھر کے دیکھو ہمیں

کل نہ رونا کہ اختر میاں چل دیئے

آپ کی وفات حسرت آیات سے سارا عالم اسلام مغموم ہو کر رہ گیا۔ آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے دور دراز سے علماء ومشائخ، سادات کرام، ارباب علم وقلم پہنچے۔ بریلی شریف میں تل دھرنے کی جگہ نہ تھی۔ کوچہ و بازار میں بھی انسانوں کا ایک سمندر امنڈتا ہوا نظر آتا تھا۔ انڈیا میڈیا نے جنازے کے مناظر براہ راست دکھانے کا اہتمام کیا تھا۔ آپ کا جنازہ حق و باطل میں فیصلہ کر گیا۔ جنازے کے مناظر دیکھ کر آپ کے مخالفین اور حاسدین بھی انگلیاں دانتوں میں دبائے دم بخود رہ گئے۔ المختصر ختم نبوت کا ایک محافظ جب دنیا سے گیا تو سب دیکھتے ہی رہ گئے۔ اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ؎

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے اور ہم سب پر بھی اپنا فضل وکرم فرمائے آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

لبیک یا رسول اللہ

چھٹا باب

تحریکات

تحریک آزادی کشمیر اور قادیانی

ازقلم: سیّد زاہد حسین نعیمیؔ (راولاکوٹ کشمیر)

تمہید:

مسلمان ملت اسلامیہ کا حصہ ہیں۔ ابتداء اسلام سے آج تک امت مسلمہ کا بنیادی عقیدہ ایک ہی رہا ہے، وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ پر دین مکمل ہو گیا اور آپ ﷺ آخری نبی و رسول ہیں۔ جس نے اس عقیدہ سے انحراف کیا وہ امت مسلمہ اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو گیا۔ اکابرین امت نے دور صحابہ سے لے کر آج تک اس عقیدہ سے انحراف کرنے والوں اور جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کے خلاف جہاد کیا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ کی وہ واصل جہنم ہوا۔ مرزا غلام قادیانی کو برصغیر میں یہود و نصاریٰ نے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کیا۔ وہ مسیح موعود، مجدد اور پھر نبی ہونے کا اعلان کر کے ملت اسلامیہ سے خارج ہو گیا۔ چونکہ وہ انگریز سرکار کا تیار کردہ تھا، اس لئے اس نے اسلام کی اہم تعلیم جہاد کا انکار کیا۔ اکابرین امت نے اس کے عقائد بد کا رد کیا، اس نے اور اس کے پیروکاروں نے دینی، ملی، معاشرتی، معاشی اور سیاسی ہر لحاظ سے ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی، برصغیر پاک و ہند میں چلنے والی ہر تحریک میں اس ٹولے کا منفی کردار رہا ہے۔ تحریک پاکستان سے لے کر تحریک آزادی کشمیر تک اُنہوں نے ملت اسلامیہ کو نقصان پہنچانے کا ہر حربہ استعمال کیا۔ سطور ذیل میں ہم تحریک آزادی کشمیر کے حوالہ سے قادیانیوں کے کردار کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے۔

ا۔ قادیانی اور کشمیر:

قادیانی جماعت کی شروع سے کشمیر پر توجہ رہی ہے۔ اس کی خاص بات یہ تھی کہ بقول مرزا غلام قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کی قبر مبارک کشمیر میں ہے۔ چنانچہ مرزا شفیق نے مرزا قادیانی کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

''قادیانی حضرات نے بھی اپنے مخصوص عقائد کے پیش نظر کشمیر کی وجہ تسمیہ کے متعلق اپنی ایک الگ حکایت وضع کر لی ہے۔ مرزا غلام احمد کی تحقیق کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال کشمیر میں ہوا اور وہ سری نگر خانیار میں مدفون ہیں''۔ (تحفظ ختم نبوت نمبر جلد دوم، صفحہ ۸۶۱ بحوالہ لب التواریخ)

مرزا بشیر احمد کے حوالہ سے لکھا ہے:

"آخر کار مسیح کی قبر بھی سری نگر محلہ خانیار میں مل گئی"۔ (ایضاً صفحہ ۸۶۱)

مرزا غلام قادیانی اور اس کی ذریت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وفات یافتہ ثابت کر کے مرزا غلام قادیانی کی جھوٹی نبوت کے لئے راستہ ہموار کرنا چاہتے تھے اور پھر اسرائیل کی طرز پر کشمیر کو "قادیانی ریاست" بنانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اکابرین امت نے ان کے اس دعویٰ کا خوب رد کیا ہے۔ بیشمار کتب ان کے رد میں لکھی جا چکی ہیں۔

مرزا غلام قادیانی کے خلیفہ حکیم نورالدین بھیروی کا اس سلسلہ میں کردار کیا تھا۔ ذرا دیکھئے

"اگست ۱۹۳۲ء میں لارڈ لینسڈ ون وائسرائے ہند جموں آئے راجہ پرتاب سنگھ نے موقع تاڑ کر وائسرائے ہند سے خفیہ ملاقات کی اور اسے بتایا کہ اس کا بھائی راجہ امر سنگھ اور حکیم نورالدین ریاست میں کیا گل کھلا رہے ہیں اور حکیم نورالدین کس طرح کشمیر میں قادیانیوں کے اعلیٰ عہدوں پر فائز رہا ہے اور مسلمانوں، ہندوؤں اور سکھوں کے حقوق کس طرح پامال ہو رہے ہیں؟ راجہ پرتاب سنگھ نے انتہائی تشویش ناک لہجے میں وائسرائے کو یہ بتایا کہ حکیم نورالدین کشمیر میں اپنی ریاست قائم کرنے کے منصوبے کو کتنا عملی جامہ پہنا چکے ہیں اور کتنا باقی ہے"۔ (جہاد کشمیر اور ہمارے حکمران، صفحہ ۴۹)

قادیانیوں کی یہ کوشش تھی کہ وہ کشمیر کو قادیانی ریاست بنائیں لیکن پرتاب سنگھ کی بروقت گرفت سے ناکام ہوئے اور یوں "کشمیر میں قادیانی ریاست قائم کرنے کا منصوبہ کشمیر کی سرزمین میں ہی دفن ہو گیا اور حکیم نورالدین ۔۔۔۔۔۔ اپنے گھر بھیرہ پہنچا اور بعد ازاں اپنے گرو (غلام قادیانی) کے پاس قادیان چلا گیا"۔ (ایضاً صفحہ ۴۹)

۲۔ ڈوگرہ کے خلاف احتجاج اور قادیانی:

کشمیر میں ڈوگرہ حکمرانوں نے کشمیر پر عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا۔ کشمیری مسلمان ڈوگروں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ اُن کو ڈوگروں پر سخت غصہ تھا۔ چنانچہ ریاست بھر میں ڈوگروں کے خلاف جلسے، جلوس ہو رہے تھے۔ اس موقع کو قادیانیوں نے غنیمت سمجھا اور وہ بھی ڈوگرہ مظالم کے خلاف مسلمانوں کے ساتھ ہو گئے۔ اس سلسلہ میں قادیانیوں کو انگریزوں کی حمایت حاصل تھی۔

"قادیانی جو کشمیر کے مسئلہ میں انتہائی دلچسپی رکھتے تھے، چاروں طرف سے حالات کا جائزہ لے رہے تھے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ تحریک اپنے جوبن پر ہے، لہٰذا سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تحریک کی کمان اپنے

ہاتھ میں لینا چاہیے۔اس بات کا اشارہ ان کو انگریز کی طرف سے بھی مل چکا تھا۔انگریز جانتا تھا کہ قادیانی اپنے گھر کے آدمی ہیں، تحریک ان کے ہاتھ میں آ گئی تو اپنے ہی ہاتھ میں ہوگی اور جب ہم چاہیں تحریک کے غبارے سے ہوا نکال دیں گے۔قادیانی بھی اس تحریک میں اپنے مذہب کا اثر ورسوخ اور تبلیغ سے لوگوں کو قادیانی بنانا چاہتے تھے"۔ (ایضاً،صفحہ ۵۰)

۳۔ کشمیر کمیٹی اور قادیانی:

"قادیانیوں کے اس سارے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مشہور قادیانی نواز سر فضل حسین کی صدارت میں ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء کو شملہ میں پہلا اجلاس ہوا جس میں کشمیر کمیٹی کا صدر اور جنرل سیکرٹری ایک قادیانی مبلغ عبدالرحیم کو بنایا گیا، جبکہ علامہ اقبال کو رکن نامزد کیا گیا لیکن وہ بعد میں مستعفی ہو گئے......مرزا بشیر الدین محمود کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنا دیا گیا"۔(ایضاً،صفحہ ۵۱)

"قادیانیوں کے بنیادی عقیدے کے مطابق مسلمانانِ عالم، کافر، کتے، خنزیر، حرام زادے اور کنجریوں کی اولاد ہیں وہ جماعت کشمیر کے مسلمانوں کی محبت میں کیوں تڑپنے لگی؟ وہ جماعت کشمیری مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کے لئے اپنے وکلاء کشمیر بھیجنے لگی اور اپنے پلے سے پیسہ بھی خرچ کرنے لگی؟ یہ سب کچھ کشمیریوں کو قادیانی ریاست بنانے کی خواہش کروا رہی تھی"۔(ایضاً،صفحہ ۵۲)

چونکہ کشمیر کمیٹی کا صدر بشیر الدین محمود تھا۔اس نے قادیانی تربیت یافتہ مبلغین کشمیر میں بھیجے جو قادیانیوں کی تبلیغ کرنے لگے جس کے نتیجہ میں بہت سارے کشمیری قادیانی ہو گئے۔

"جب کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو زعماء بڑی تعداد میں وہاں بھیجے گئے۔اس دوران مبلغین ریاست میں پہنچے اور ریاست کے چپے چپے کا دورہ کر کے قادیانی عقائد کی تبلیغ کرنے لگے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک آزادی کے مبلغین کی امداد کے لئے اکثر رقوم شیخ محمد عبداللہ کی معرفت دی گئیں"۔(جہاد کشمیر اور ہمارے حکمران،صفحہ ۵۳ بحوالہ کچھ پریشان داستانیں)

شیخ عبداللہ پر اس بناء پر قادیانی ہونے کا شبہ ظاہر کیا گیا۔

محمد حنیف رضا لکھتے ہیں:

"پنجاب میں شیخ عبداللہ کے متعلق قادیانی ہونے کے چرچے ہونے لگے بعد میں انہیں بار بار اس کی تردید کرنا پڑی۔مرزائیوں کے ہاتھوں استعمال ہونے کے بعد شیخ عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا"۔(جہاد کشمیر

اور ہمارے حکمران، صفحہ ۵۳)

چنانچہ شیخ عبداللہ نے اپنی سوانح "آتش چنار" میں لکھا کہ

"بہت جلد ہم پر قادیانی حضرات کے اصل مقاصد بھی آشکار ہونے لگے۔ انہوں نے جب ہماری تحریک کی آڑ میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو عام کرنا شروع کیا تو میرے کچھ ساتھیوں نے اس غلط رجحان پر تشویش محسوس کی اور قادیانی حضرات بھی مجھ سے برگزشتہ ہو گئے"۔ (ایضاً صفحہ ۵۳، بحوالہ آتش چنار)

قدرت اللہ شہاب لکھتے ہیں:

"بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیر الدین محمود نے کرڈالی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بھی وہی بن بیٹھے۔ یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی۔ اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی بشیر الدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ اس شر انگیز پراپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تا کہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں۔ یہ مہم کافی کامیاب رہی کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر "شوپیاں" میں مسلمانوں کی ایک خاص تعداد قادیانی بن گئی۔ پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے قادیانی مذہب اختیار کر لیا۔ خبر سنتے ہی رئیس الحرار مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کی ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی ہو چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر از سر نو مشرف بہ اسلام ہو گئی"۔ (شہاب نامہ، صفحہ ۳۶۱، ۳۶۲)

مرزا بشیر الدین محمود انتہائی چالاک و مکار شخص تھا جس کے دور میں قادیانیوں نے کافی ترقی کی چنانچہ کنور انتظار محمد خان لکھتے ہیں:

"مرزا غلام احمد قادیانی کے بعد حکیم نور دین بھیروی اس کا خلیفہ اور قادیانی جماعت کا سربراہ بنا، وہ مرزا کا راز دان تھا اور اس مذہب کے پھیلانے میں اس کا بڑا ہاتھ تھا، بلکہ اُسے ماسٹر مائنڈ کہنا چاہیے۔ ۱۹۱۴ء میں اس کی وفات کے بعد مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ دوم اور جماعت کا سربراہ بنا...... مرزا بشیر الدین محمود کے دور میں قادیانیوں نے بڑی ترقی کی۔ اس کی وجہ چوہدری ظفر اللہ تھا جو مرکزی وزیر اور قائد اعظم کا بہت قریبی تھا۔ اس کی وجہ سے دنیا کے ملکوں میں احمدی مشن کھولے گئے۔ اعلیٰ سطح کا فیصلہ ہوا کہ احمدی فوج میں بھرتی ہوں اور اپنی

شناخت چھپائیں......مرزا بشیر الدین محمود کے دور میں مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد مرتد ہو کر قادیانی مذہب میں داخل ہوئی۔قادیانیوں نے تبلیغ کا جدید طریقہ اختیار کیا.....''(نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی عبرت آموز داستان،صفحہ ۲۰۹،۲۱۰)

کشمیر کمیٹی کا صدر بننے کے بعد جب مرزا بشیر الدین محمود نے تبلیغ کے اس جدید ترین طریقہ کو کشمیر میں جاری رکھا تو مسلم اکابرین نے اس کا سخت نوٹس لیا اور قادیانیوں کے خلاف سخت غم وغصہ ہوا۔ چنانچہ میر واعظ مولوی محمد یوسف شاہ نے اس کا اظہار ا تا ۳ دسمبر ۱۹۳۳ء کو جموں و کشمیر آزاد پارٹی مسلم کانفرنس کے پہلے اور آخری اجلاس میں یوں کیا ''انہیں اہل کشمیر کے سود وزیاں سے زیادہ اس خطہ میں اپنے عقائد کی تبلیغ وترویج سے دلچسپی ہے اور ان لوگوں نے منافقانہ ہمدردی کی اوٹ میں کشمیری رہنماؤں کو بزدل اور خوشامدی بنا دیا ہے.....فتنہ مرزائیت کا استقبال آزاد پارٹی کے پروگرام کا اہم جز ہے''۔

مسلم کانفرنس سے اختلاف کرتے ہوئے مزید کہا:

''اگر پتھر مسجد کی جماعت مرزائیوں کو سر آنکھوں پر بٹھانہ رکھتی تو ہمیں اظہار برات یا علیحدگی کی ضرورت کا احساس بھی نہ ہوتا۔آج اس پلیٹ فارم سے میں ایک بار پھر اعلان کر دیتا ہوں کہ اس جماعت کے رہنما اگر آج بھی مرزائیت کے جال سے باہر نکل آئیں تو میں تعاون کے لئے اس ہاتھ کو بڑھانے کے لئے تیار ہوں''۔(کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی،صفحہ ۲۱۹)

سیّد محمود آزاد لکھتے ہیں:

''شیخ صاحب کے علاوہ ان کے دوسرے ساتھی خواجہ غلام نبی گلگار،مولوی عبدالرحیم بخشی،غلام محمد اور جی ایم صادق وغیرہ بھی اپنے طور پر مرزا بشیر الدین محمود سے ہر طرح کی امداد حاصل کرتے تھے اور خواجہ غلام نبی گلگار اور مولوی عبدالرحیم صاحب معتمد خصوصی تھے۔یہی وجہ ہے کہ ان کے تمام خطوط با قاعدگی سے مرزا بشیر الدین محمود کے پاس پہنچا کرتے تھے اور جب کبھی روپے پیسے کی ضرورت ہوتی تھی تو یہ کشمیری کارکن قادیانی خلیفہ کو خط لکھا کرتے تھے۔گرفتاری کے دوران ان کارکنوں نے مرزا بشیر الدین محمود کو جو خط لکھا ہے اس سے تمام پس منظر سامنے آ جاتا ہے اور اندازہ ہوتا ہے کہ قادیانیوں نے شیخ صاحب کے گرد مکڑی کی طرح ایک جال بن رکھا تھا''۔(تاریخ کشمیر جلد دوم،صفحہ ۲۵۶)

''۳۰ جنوری ۱۹۳۳ء کو خانقاہ معلیٰ میں میر واعظ ایک مجمع سے خطاب کر رہے تھے......میر واعظ نے اس

جلسہ میں شیخ صاحب پر الزام لگاتے ہوئے کہا کہ وہ نہ صرف خود پکا مرزائی ہے بلکہ خلیفہ قادیان مرزا بشیرالدین محمود سے خطیر رقم بطور امداد لے کر ریاست میں قادیانیت کو فروغ دے رہا ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۲۵۶،۲۵۵)

سیّد محمود آزاد مزید لکھتے ہیں:

"ان شواہد سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود کشمیری لیڈروں کو الگ اور ان کے کارکنوں کو الگ مالی امداد پہنچاتے تھے اور مرزا بشیرالدین محمود نے بے پناہ دولت کے ذریعہ ان سب کو اپنے حلقہ میں رکھا تھا"۔ (تاریخ کشمیر جلد دوم، صفحہ ۲۵۶)

یوں مرزا بشیرالدین محمود کشمیر کمیٹی کے ذریعے تحریک آزادی کشمیر کو نہیں بلکہ قادیانی مذہب کو فروغ دے رہا تھا۔ اس کا اصل مقصد کشمیر کی آزادی نہ تھا بلکہ وہ مرزائیت و قادیانیت کے لئے کام کر رہا تھا۔ اپنی دولت اور اثر و رسوخ اس مقصد کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ اس کے اس جال میں بعض نادان کشمیری رہنما پھنس گئے تھے، جن میں شیخ محمد عبداللہ بھی شامل تھا۔ جسے بعد میں اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تھا اور اس کا اُنہوں نے "آتش چنار" میں اظہار کیا ہے۔ میر واعظ مولوی محمد یوسف اور دیگر کشمیری رہنماؤں نے مرزا بشیرالدین محمود کے کردار پر سخت ردعمل ظاہر کیا۔

۴۔ مسلمانوں کا ردعمل:

مرزائیوں کے عقائد کی ترویج کے لئے مرزا بشیرالدین قادیانی نے کشمیر کمیٹی کی آڑ میں جو کردار ادا کیا مسلمانان کشمیر اور پنجاب میں خاص ردعمل ظاہر ہوا جس کا کچھ ذکر ہم گزشتہ سطور میں کر چکے ہیں لیکن بطور خاص "ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن" مرزائیوں کے رہنما غلام نبی گلگار کی "انجمن اتحاد المسلمین" کے ردعمل کے طور پر وجود میں آئی تھی۔

چنانچہ مورخ کشمیر سیّد محمود آزاد نے لکھا ہے کہ:

"ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کے قیام کا واحد مقصد مرزائیت کا مقابلہ تھا اور ابتداء میں مولانا محمد سعید مسعودی نے مرزائیوں کی تبلیغی مشینری کے خلاف زبردست محاذ کھڑا کیا یہاں تک کہ اپنی شعلہ بیانی سے مرزائیوں کے عزائم کو خوب بے نقاب کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کشمیری مسلمان مرزائیوں کی پس پردہ کارروائیوں اور ظاہری ہمدردیوں سے آگاہ ہو گئے"۔ (تاریخ کشمیر جلد دوم، صفحہ ۲۶۱)

پروفیسر نذیر احمد تشنہ لکھتے ہیں:

''ستمبر ۱۹۳۱ء میں مجلس احرار اسلام کے ۲۵ ہزار رضا کار کشمیریوں پر مہاراجہ ہری سنگھ کے مظالم کے خلاف احتجاج کرنے اور مرزائیوں کی بڑھتی ہوئی تبلیغی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے ریاست جموں وکشمیر میں داخل ہوئے''۔(مسئلہ ریاست جموں وکشمیر صفحہ ۲۳۴)

پروفیسر محمد سرور عباسی لکھتے ہیں:

''پنجاب اور کشمیر میں جب یہ چرچا شدید تر ہوا کہ مرزا بشیر الدین محمود نے سیاسی خدمات کے پہلو بہ پہلو ریاست میں اپنے عقائد کی تبلیغ شروع کر دی ہے تو بعض لوگوں کو تشویش ہوئی کہ کہیں سیاست کی آڑ میں اہل کشمیر کے عقائد متاثر نہ ہو جائیں۔ اس پس منظر میں پنجاب کے احراری لیڈروں نے بھی اس بات پر اصرار شروع کر دیا تھا کہ فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے کشمیر کمیٹی کو قادیانیوں سے پاک کیا جائے''۔(کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی، صفحہ ۲۲۰،۲۱۹)

۵۔ **مرزا بشیر الدین محمود کا استعفیٰ:**

مسلمانوں کے شدید ردعمل کے بعد مرزا بشیر الدین محمود نے عافیت اسی میں سمجھی کہ ''کشمیر کمیٹی'' کی صدارت سے الگ ہو جائے، چنانچہ ''مرزا بشیر الدین محمود نے ۷ مئی (۱۹۳۳ء) کو لاہور کے سیسل ہوٹل میں ایک اجلاس بلایا......اور کمیٹی کو اپنا استعفیٰ پیش کر دیا''۔(کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی، صفحہ ۲۲۰)

۶۔ **مرزائی ارکان کی عدم دلچسپی:**

محمد عبداللہ قریشی لکھتے ہیں:

''کشمیر کمیٹی کے قادیانی ارکان نے مرزا بشیر الدین محمود کے استعفیٰ کے بعد کشمیر کے معاملات میں دلچسپی لینا کم کر دی اور کشمیر کمیٹی کا کام سست پڑ گیا۔ کیونکہ قادیانی کشمیر کمیٹی سے زیادہ اپنے امیر کے وفادار تھے اور امیر کے مشورے اور حکم کے بغیر کوئی کام سرانجام دینا نہ چاہتے تھے''۔(حیات اقبال کی گمشدہ کڑیاں، صفحہ ۲۲۰)

اس پر علامہ اقبال کو بھی یہ کہنا پڑا کہ

''بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں، جو اپنے مذہبی فرقے کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع سرے سے گناہ سمجھتے ہیں''۔(ایضاً، صفحہ ۲۲۱)

۷۔ **قادیانیوں کا اصل مقصد:**

تحریک آزادی کشمیر میں قادیانیوں کے منفی کردار سے عیاں ہوتا ہے کہ کشمیر کمیٹی سے الگ ہونے کے بعد

قادیانیوں نے عدم دلچسپی کا مظاہرہ کیا اور کھل کر کشمیری رہنماؤں کی مخالفت شروع کر دی، ان کا منفی کردار اور خفیہ منصوبہ جواب تک پوشیدہ تھا سب پر عیاں ہو گیا۔

پروفیسر سرور عباسی لکھتے ہیں:

"قادیانی وکلاء نے پیشہ ورضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کر کے یہ حقیقت واضح کر دی کہ وہ کمیٹی سے زیادہ اپنے پیشوا کے وفادار تھے۔ اس سے ان کی نیت کا اندازہ ہوا، ان کی نیت ان تمام قادیانی کارکنوں کی نیت تھی جو مرزا کے حکم سے کشمیر میں کام کر رہے تھے، ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۲ء میں لکھ دیا تھا کہ اتحاد سیاسی کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کوئی فرقہ اپنی تبلیغ بند کر دے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایک خط میں جو اکتوبر ۱۹۳۱ء کو انقلاب نے شائع کیا۔ مرزا صاحب نے اس بات کی پرزور تردید کی تھی کہ "آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے کام کو پیش کر کے تبلیغ احمدیت کی گئی ہو۔ میرے نزدیک ایسا فعل بددیانتی ہے، لیکن اللہ کے فضل سے ہم اس بددیانتی سے محفوظ ہیں"۔ مرزا صاحب کا یہ اندازہ تھا کہ تحریک کشمیر میں دلچسپی لینے کی وجہ سے کشمیریوں کے دل میں قادیانیت سے متعلق کسی شک وشبہ کے بغیر زیادہ سے زیادہ اس کی تبلیغ کی جا سکے گی۔ اس لحاظ سے بھی کہ کشمیری پسماندہ ہونے کی وجہ سے قادیانیت سے بآسانی متاثر کیے جا سکیں گے۔ لیکن ان کے اندازے غلط نکلے میرواعظ مولوی محمد یوسف شاہ نے اپنی کمزوریوں کے باوجود ان کی ایسی پرجوش مخالفت کی کہ شیخ محمد عبداللہ کو بھی جلد احساس ہو گیا کہ مرزا صاحب اور ان کے مقلدین کی تحریک کشمیر میں سرگرم شمولیت محض کشمیریوں کی ہمدردی کے سبب نہیں بلکہ ان کے پیش نظر ریاست میں احمدیت کی تبلیغ بھی تھی"۔

(کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی، صفحہ ۲۲۱)

اس سے ظاہر ہو گیا کہ قادیانیوں کا تحریک آزادی کشمیر میں شامل ہونے کا اصل مقصد کشمیر کی آزادی نہ تھی بلکہ وہ مرزائیت کی تبلیغ وترویج تھی۔ کشمیر کمیٹی کے ذریعے یہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی جس میں وہ ناکام ہوئے۔

۸۔ خلاصہ کلام:

قادیانیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور پھر ان کی قبر کشمیر میں ثابت کرنے سے لے کر غلام نبی گلگار کے آزاد کشمیر کے خودساختہ صدر بننے تک تمام کوششوں کا یہی مقصد تھا کہ قادیانی کشمیر کو قادیانی ریاست بنانا چاہتے تھے، جس کے لئے اُنہوں نے اپنے تمام وسائل اور حربے استعمال بھی کیے اور اختیار بھی کیے۔ چونکہ ان کے پیچھے انگریز کا ہاتھ تھا، اس لئے اُنہوں نے اپنے وسائل سے خوب کام لیا۔ لیکن جب وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوئے

تو وہ کشمیر کمیٹی سمیت تحریک آزادی کشمیر سے الگ ہو کر اس کی ناکامی کی سازشوں میں مصروف ہو گئے۔ اُنہوں نے اپنی تبلیغی سرگرمیاں اور تیز تر کر دیں۔ میر پور اور کوٹلی میں بالخصوص اپنے تبلیغی مراکز بنا کر مسلمانوں کو فلاحی کاموں کا جھانسہ دے کر مرزائی بنانے کے درپے ہوئے۔ مرزائیوں نے ہر شعبہ زندگی میں اپنے لوگوں کو پروان چڑھایا۔ محکمہ تعلیم میں بالخصوص اپنے لوگوں کو بھرتی کروایا۔ اسی طرح محکمہ پولیس، صحت، فوج اور دیگر اداروں میں اپنے لوگوں کو بھرتی کروایا۔ انگریزوں کی مدد سے امریکا، یورپ میں پسماندہ اور غریب لوگوں کو لے جا کر بسایا۔ یوں انہیں مرزائی بنا کر اپنا مشن پورا کیا۔ کشمیر کے علماء نے بالعموم اور بالخصوص کوٹلی اور میر پور کے علماء و مشائخ کے علاوہ ملت اسلامیہ کا درد رکھنے والے ہر طبقۂ فکر نے تحریری، تقریری اور تحریکی ان کا رد کیا۔ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو حکومت آزاد کشمیر نے ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء میں آزاد کشمیر قانون ساز اسمبلی سے غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کے عزائم پر پانی پھیر دیا، لیکن اس کے باوجود ان کی سرگرمیاں جاری ہیں۔ اُنہوں نے کوٹلی کو خاص نشانہ پر رکھا اور اُسے دوسرا "ربوہ" بنا ڈالا۔ ان کی سرگرمیاں آج بھی ملک پاکستان اور آزاد کشمیر کے خلاف ہیں۔

۱۹۹۰ء میں چلنے والی تحریک آزادی کشمیر میں ان کا کردار منفی رہا ہے، وہ ہنوز یورپ اور امریکا و مغربی ممالک میں تحریک آزادی کے خلاف پروپیگنڈہ میں مصروف ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ تحفظ ختم نبوت نمبر جلد دوم — از — سیّد صابر حسین بخاری

۲۔ جہادِ کشمیر اور ہمارے حکمران — از — صاحبزادہ محمد حنیف رضا

۳۔ شہاب نامہ — از — قدرت اللہ شہاب

۴۔ نبوت کے جھوٹے دعویداروں کی عبرت آموز داستان — از — کنور انتظار محمد خان

۵۔ کشمیری مسلمانوں کی جدوجہد آزادی — از — پروفیسر محمد سرور عباسی

۶۔ تاریخ کشمیر جلد دوم — از — سیّد محمود آزاد

۷۔ مسئلہ ریاست جموں و کشمیر — از — پروفیسر نذیر احمد تشنہ

۸۔ حیات اقبال کی گمشدہ کڑیاں — از — محمد عبداللہ قریشی

تحریک ختمِ نبوت 1974ء اور میرا لڑکپن

ازقلم: صاحبزادہ علامہ محمد ایاز محمود (امریکہ)

پڑھنے والو! آیئے چلتے ہیں اکٹھے ایک سفر پہ جو کہ جنوبی ایشیاء کے تاریخی اور جغرافیائی اعتبار سے نہایت اہم محل وقوع کے حامل قدرتی وسائل سے معمور اور مختلف النوع بوقلمونیوں اور رنگینیوں سے لبریز ملک پاکستان کے سب سے بڑے صوبہ پنجاب کے شمال مغربی علاقہ کی حسین وجمیل سرسبز شاداب اور تاریخی وادیِ چھچھ (ضلع اٹک) کا ہے اس سفر کا آغاز کرتے ہیں ہم شمالی پنجاب کے تاریخی شہر راولپنڈی سے اور اپنی گاڑی ڈالتے ہیں جی۔ٹی (Grand Truck Road) روڈ پہ (۱) ابھی ہم راولپنڈی کی حدود سے پوری طرح باہر نکلے بھی نہیں ہیں کہ اس بستی کے نام کی تختی نظر آئی جسے گولڑہ شریف ۲؎ کہتے ہیں اور جو ایک عرصہ سے روحانیت ومعرفت کا منبع چلی آ رہی ہے۔ تقریباً تیس کلومیٹر کی مسافت کے بعد ٹیکسلا ۳؎ واہ کینٹ ۴؎ حسن ابدال ۵؎ سے گزرتے ہوئے تین اطراف سے پہاڑوں اور ایک طرف سے دریا سے گھری ہوئی قدرتی اور تاریخی مناظر سے بھرپور دلفریب وادی چھچھ ۶؎ (ضلع اٹک) کی حدود میں داخل ہوتے ہیں اب ہم کامرہ ۷؎ کے دامن میں واقع چھوٹے سے قصبہ ہٹیاں سے جی۔ٹی روڈ کے دائیں جانب سے جاتا ہوا حضرو تربیلہ غازی روڈ پہ اپنا سفر جاری رکھتے ہوئے روحانی بستی دریا شریف ۸؎ سے گزر کر وادی کے مرکزی اور تاریخی شہر حضرو میں داخل ہوتے ہیں جو جس علاقہ میں ہے وہ اپنے اندر تاریخیں سمیٹے ہوئے ہیں یہ تہذیبوں کے پنپنے اور مٹنے کا علاقہ ہے۔ یہ درجنوں "اولیاءعظام" (رحمۃ اللہ علیھم اجمعین) اور بیسیوں علماء کرام (نوراللہ مرقدھم) کی سرزمین ہے۔ یہ مجاہدوں، غازیوں، شہیدوں اور مہمان نوازوں کی دھرتی ہے۔ یہ غیّور و باشعور اور اسلام کے شیدائین وفدائین کا علاقہ ہے یہی علاقہ ہمارے اس سفر کی آخری منزل ہے جو ہم نے راولپنڈی سے شروع کیا تھا۔

اب آیئے الٹتے ہیں تاریخ کے کچھ وہ اوراق جن کے نقوش احقر کی تختیِ دل پہ ثبت ہیں۔

یہ 1974ء ہے ناچیز کے لڑکپن کا زمانہ ہے گرمیاں اپنے جوبن پر ہیں، جمعۃ المبارک کا دن ہے جمعہ کی نماز ادا کی ہی ہے کہ والدِ محترم (۹) دامت برکاتہم القدسیہ کالے رنگ کا عمامہ زیبِ سر کئے ہوئے تشریف لاتے ہیں اور فرماتے ہیں چلو حضرو چلتے ہیں جہاں ختمِ نبوّت کے سلسلہ میں علماء کرام کا ایک اجتماع ہو رہا ہے پھر احقر کو اپنے

ساتھ موٹر سائیکل پر بٹھا کر حضرو شہر کی مشرقی سمت میں واقع جامع مسجد قصاباں لے آتے ہیں جہاں پہلے ہی سے علاقہ چھچھ کے چوٹی کے علماء کرام دور ونزدیک سے تشریف لا چکے ہوتے ہیں اور باقی کی آمد کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ موسمِ گرما کی اس چلچلاتی دھوپ میں عوام کا ایک تانتا بندھا ہوا ہے جو جامع مسجد قصاباں کی طرف رواں دواں ہے یہ سب اپنے آقا ﷺ کے محبّین وعاشقین اور دیوانے ومتوالے ہیں جو اپنے طور پر حقِ غلامی ونسبت ادا کرنے کے لیے یہاں جمع ہو رہے ہیں انہیں موسم کی سختی کی پرواہ ہے نہ سفر کے مصائب ان کی راہ میں حائل ہیں۔ میرے آقا کریم ﷺ کی اُمت کچھ ایسی ہی اپنی منفرد شان اور جداگانہ پہچان رکھتی ہے سچ ہے ۔

اپنی ملّت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی ﷺ

ان میں بوڑھے، جوان، لڑکے اور بچے ہیں بہت سے ایسے بھی ہیں جنہیں مسئلہ ختمِ نبوّت کے بارے میں زیادہ معلوم بھی نہیں ہے مگر انہیں تو فقط اس بات کا علم ہی کافی ہے کہ یہ ہمارے آقا ومربی رسول کالی کملی والے نبی اکرم ﷺ کی ناموس وشان اور تحفظِ عقیدۂ ختمِ نبوت کا جلسہ ہے، بس اس قدر ہی جاننا ان کے جذبات میں تلاطم برپا کرنے اور دور ونزدیک سے انہیں کشاں کشاں کھینچ لانے کے لئے کافی ہے ادھر موسم میں حدت ہے اِدھر جذبوں میں تپید گی ہے، اوپر جبینوں پر قطراتِ پسینہ چمک رہے ہیں اور اندر سینوں میں دل محبت وعشقِ رسول ﷺ کے تپیدہ نگینوں سے دمک رہے ہیں۔ (۱۰)

کیسے بھول سکتا ہوں میں اپنی زندگی کے ان یادگار لمحات کو جب جامع مسجد قصاباں علماء کبار کی وجہ سے بقعۂ نور بنی ہوئی تھی ایک نگاہ اٹھتی ہے تو سامنے نظر آتے ہیں استاذ الاساتذہ، شیخ الحدیث والتفسیر، مفتیِ اعظم علاقہ چھچھ، حضرت علامہ مفتی میاں عبدالحق (۱۱) صاحب جابری غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم علاقہ چھچھ جن کا اکھرا بدن سرو قد سراپا، ہلکا گندمی رنگ مگر نور سے جگ مگ جگ مگ کرتا چہرہ اور سر پر دستار ہے۔ اس وقت تقریباً ایک سو دس سال عمر ہے مگر اس پیرانہ سالی کے باوجود جسم چاک وچوبند ہے اور ضعف کے آثار کہیں نظر نہیں آرہے، نشست وبرخاست ایسے ہے جیسے کوئی جوان ہو، کلام فرماتے ہیں تو بجلیاں سی کڑک جاتی ہیں، لبوں پہ سدا بہار ودل آویز مسکراہٹ مچل رہی ہے۔

دوسری نگاہ اٹھتی ہے تو سامنے بیٹھے ہوئے سفید کپڑوں میں ملبوس سر پر بڑا سا عمامہ رکھے میانہ قد، دبلے بدن، نور سے معمور سفید چہرہ جو بیک وقت جمال کا مرقع اور جلال کا آئینہ دار ہے، سفید ریش بزرگ نظر آتے ہیں یہ

ہیں جامع المعقول والمنقول، استاذ العلماء، شیخ الحدیث والتفسیر، یادگارِ اسلاف استاذی المکرّم حضرت علامہ الحاج محمد عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ، سکنہ پیرزئی شریف (۱۲)

قصّہ مختصر ہر مکتبِ فکر کے نمائندہ علماء کا جلسہ تھا اور کثیر تعداد میں علماء کرام رونق افروز تھے اس لئے علماء کرام نے اختصار کو ملحوظِ خاطر رکھ کر آقا و مولیٰ ﷺ کی شانِ ختمِ نبوّت پر اپنے اپنے انداز میں اظہارِ خیال فرمایا، یوں ہی عصر کی اذان تک وادیِ چھچھ کے جیّد علماء کرام بحضور رسالتِ مآب ﷺ گلہائے عقیدت نچھاور کرتے رہے اور نمازِ عصر پڑھنے کے بعد علماء اور عوام اپنے اپنے گھروں کو سدھارے، یہ سلسلہ ہر جمعۃ المبارک کو جامع مسجد قصاباں میں جاری رہتا۔ حتّٰی کہ علماء کرام، مشائخ عظّام اور مسلم عوام کی مساعی اور قربانیاں رنگ لائیں اور 7 ستمبر 1974ء کا وہ تاریخی دن آ گیا جب عدالت نے آئینِ پاکستان میں ترمیم کا بل منظور کر کے قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

(نوٹ) تحریرِ بالا احقر کی زیرِ تدوین تالیف ''ایک سازش تاریخ کے جھروکوں سے'' کا ایک باب ہے

اثرِ خامہ!

صاحبزادہ محمد ایاز محمود عفا اللہ عنہ

بن پیرِ طریقت حضرت علامہ محمد عبدالسلام باچا صاحب مدظلہ

بن فنافی اللہ حضرت بابا جی صاحب قدس سرہ، سکنہ برہ زئی شریف، ضلع اٹک

مقیم! نورتھ کیرولینا، (امریکہ) 17 شوال 1443ھ/ 18 مئی 2022ء

حواشی

(۱)۔ مشہور اور تاریخی جی ٹی روڈ جس کی موجودہ لمبائی تقریباً اڑھائی ہزار کلومیٹر ہے اور جو بنگلہ دیش کے ضلع نارائن گنج کے شہر سنارگاؤں سے شروع ہو کر ہندوستان کے شہر کولکتہ، آسنسول، الہ آباد، کانپور، دہلی، لدھیانہ، جالندھر، امرتسر سے ہوتا ہوا واہگہ بارڈر سے پاکستان میں داخل ہو کر تاریخی شہر لاہور سے ہوتا ہوا گوجرانوالہ، گجرات، جہلم، راولپنڈی سے گذر کر ٹیکسلا، واہ کینٹ، کامرہ اور نوشہرہ سے گزرتا ہوا تاریخی شہر پشاور میں داخل ہو جاتا ہے یوں تو اس شاہراہ کی ابتدائی تاریخ قبل مسیح علیہ السلام سے ہے جب یہ موریا خاندان کے دورِ حکمرانی میں ہندوستان کے صوبہ بہار کے شہر پٹنہ سے لے کر پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر ٹیکسلا تک بنایا گیا تھا مگر اس کی موجودہ تعمیر شمالی ہند کے بیدار مغز، بہادر اور قابل پٹھان حکمران فرید خان سوری المعروف شیر شاہ سوری کے دورِ حکمرانی (1540-1545ء) میں عمل میں آئی دانشورانِ تاریخ کے بقول اگر شیر شاہ سوری کو صرف مزید پانچ سال ملتے تو تعمیراتی کاموں سے برصغیر کا نقشہ ہی تبدیل کر دیتا۔

(۲)۔ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد کے نزدیک مارگلہ کی پہاڑیوں کے دامن میں واقع گولڑہ شریف کی تاریخ ویسے تو دو ہزار سال پرانی

ہے جب اس علاقے میں بدھ مت کی حکمرانی تھی لیکن بعد میں باشرع اور جری افغان حکمران احمد شاہ ابدالی (1723-1773) نے اس علاقے کو اپنی قلمرو میں شامل کر لیا پھر رنجیت سنگھ کے دور میں سکھوں اور بعد ازاں انگریزوں کے غاصبانہ قبضہ میں چلا گیا حتیٰ کہ 1947ء میں پاکستان بن گیا۔ یہ تو تھا اس عظیم قصبے کی تاریخ کا ایک مختصر سا خاکہ۔ لیکن اس قصبے کو جس عظیم وجلیل روحانی، عرفانی شخصیت کی وجہ سے شہرت دوام نصیب ہوئی وہ ہیں زبدۃ الاتقیاء صوفی باصفا حضور قبلہ حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ خانوادۂ سادات کے چشم و چراغ اور صوری و معنوی صفات کے مرقّع تھے شیخ اکبر شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی ادق اور عمیق کتب "فصوص الحکم" اور "فتوحات مکیہ" کا درس دیا کرتے تھے، اس لئے شاعرِ مشرق، حکیم الامت ڈاکٹر سر محمد اقبال علیہ رحمۃ اللہ نے مسئلہ وحدت الوجود سمجھنے کے لئے آپ سے رجوع کیا۔ عالمِ بیداری میں رحمتِ عالمیان ﷺ کے شرفِ دیدار وملاقات سے بہرہ یاب ہوتے حتیٰ کہ آپ نے اس سعادت سے اس دور کے مشہور خطیب عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری کو بھی مشرف کیا آپ کے کارہائے نمایاں میں سے ایک غلام احمد قادیانی علیہ اللّعنۃ کے چیلنج کو قبول کرنا اس کی دعوت پر لاہور جانا (ہزیمتِ مرزا کے عنوان سے واقعہ گزر چکا ہے) اس مردود کا نہ آنا اور آپ کا اسے خائب وخاسر کرنا ہے۔ آپ کی تاریخ پیدائش 1859ء اور تاریخ وصال 1937ء ہے۔ (نور اللہ مرقدہٗ)

(نوٹ) چونکہ گولڑہ شریف کی دینی درسگاہ سے راقم الحروف کے خاندان کے دو جیّد اور جلیل القدر علماء کی بطور مدرس وابستگی رہی ہے اس لئے ان کا مختصر سا تذکرہ خیر حسبِ ذیل ہے۔

(1):۔ شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء والفضلاء، واعظ شیریں بیان، مقرر خوش الحان عمی المکرّم حضرت علامہ مولانا عبد الرزاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کے علم وفضل کے بارے میں اگر صرف یہی لکھ دیا جائے تو کافی ہوگا کہ آپ شیخ القرآن، مناظرِ اسلام، مجاہد تحریکِ پاکستان حضرت علامہ عبد الغفور صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم زلف اور اعلحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی درسگاہ منظرِ اسلام کے فارغ التحصیل تھے۔ گولڑہ شریف کے دینی درس گاہ میں طویل مدت تک قال اللہ وقال الرّسول کا درس دیتے رہے۔

امام الزاہدین حضور قبلہ بابو جی صاحب سرکار رحمۃ اللہ علیہ بن صوفیِ کامل عمدۃ المحققین، سند المحدثین پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ سے اکثر مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی شریف پڑھنے کا فرماتے، آپ جب مثنوی کے اشعار لحن کے ساتھ پڑھتے تو سماں باندھ دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوش الحانی کی نعمت سے نواز رکھا تھا۔ تقریباً عرصہ دس سال تک واہ کینٹ کی جامع مسجد میں خطیب رہ کر خلقِ خدا کو مواعظِ حسنہ سے مستفید ومستفیض فرماتے رہے۔ آپ کا وصال رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں 1997ء میں ہوا۔

(2):۔ سید المدرسین، امام المقرّرین عمی المحترم والمکرم حضرت علامہ مولانا محمد اکرام صاحب رحمۃ اللہ علیہ آپ پاکستان کے ان نامور اور منفرد علماء کرام میں ممتاز مقام رکھتے تھے جو علمی تبحر کے ساتھ ساتھ فکری، تحقیقی اور سیاسی امور میں بھی مہارت تامہ کے حامل ہیں۔ آپ کو رب ذوالعطا والمنن نے حکمت ودانائی اور فکر ویقین کی صلاحیتوں سے مالا مال کر رکھا تھا، کسی بھی پیچیدہ سے پیچیدہ دینی مسئلہ یا سیاسی ودنیوی الجھن کو چٹکیوں میں حل کر دیتے تھے، آپ علوم دینیہ کی تدریس اور ہر نوعیت کی تقریر میں ید طولیٰ رکھتے تھے، گولڑہ شریف کی دینی درسگاہ میں درسِ نظامی پڑھاتے رہے تھے جب وعظ وتقریر فرماتے تو حمد وصلوٰۃ کے بعد ہمیشہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے۔

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی ست

(میں اپنے منہ کو ہزار مرتبہ مشک وگلاب سے دھولوں، پھر بھی (یا رسول اللہ ﷺ) آپ کا نام کہنا کمال بے ادبی ہے)

علم وحکمت کی گل افشانیاں کرنے کے بعد 1979ء میں آپ نے وصال فرمایا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(۳)۔ٹیکسلا (پرانا نام(Takshashila) کا شمار دنیا کے ان قدیم تاریخی علاقوں میں ہوتا ہے جس کی تاریخ قبل مسیح علیہ السلام(Ancient Era) سے ہے اور جس میں چھٹی صدی قبل مسیح (علیہ السلام) سے لے کر پانچویں صدی عیسوی تک پہلے ہندومت اور بدھ مت کی تعلیمات دی جاتی رہیں مگر اسے زیادہ شہرت گندھارا تہذیب(Gandhara Civilization)،جس کا دورِ حکمرانی چھٹی صدی قبل مسیح سے لے کر گیارھویں صدی عیسوی تک تھا، کا مرکزی شہر ہونے کی وجہ سے ملی آج بھی ٹیکسلا کے عجائب خانہ میں گندھارا تہذیب کے بیسیوں محفوظ آثارِ قدیمہ داستانِ عبرت بنے زبانِ حال سے بے ثباتی دنیا پر نوحہ کناں ہیں (اللہ کا فرمان حق ہے، وتلک الایام نداولھا بین النّاس۔اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لئے باریاں رکھی ہیں، سورہ آل عمران، آیت:140)۔

(۴)۔جغرافیائی طور پر واہ کینٹ راولپنڈی سے تقریباً چالیس کلومیٹر پر شمال مغربی پنجاب میں واقع ہے اس کی وجہ تسمیہ یوں بیان کی جاتی ہے کہ مغل بادشاہ جہانگیر(1569-1627) ایک فوجی دستے کے ہمراہ کسی مہم کے سلسلہ میں ادھر سے گزر رہا اور اس علاقہ کی دلفریبی ورعنائی دیکھ کر کچھ وقت کے لئے پڑاؤ کیا جب جہانگیر بادشاہ نے دیکھا کہ جابجا پانی کے چشمے پھوٹ رہے ہیں علاقہ پہاڑوں میں گھرا ہوا ہے، بڑے بڑے سایہ دار درخت حسنِ ماحول کو دوبالا کر رہے ہیں تو ان قدرتی مناظر کو دیکھ کر، یک دم اس کی زبان سے نکل گیا "واہ"۔

یہاں اسلحہ سازی کا کارخانہ ہے اس کے علاوہ پاکستان کے تمام شہروں کی بہ نسبت تعلیمی اوسط اس شہر کی زیادہ ہے۔

(۵)۔مشہور چینی سیاح ہیون ٹسانگ(Hiouen Tsang) نے ساتویں صدی عیسوی میں اس علاقہ کی سیر کی اس کا ذکر کیا بعد ازاں دورِ حکمرانی میں مشہور صوفی حضرت بابا جی حسن ابدال رحمۃ اللہ علیہ نے تین دن یہاں سکونت کی اور ان ہی کے نام سے یہ تاریخی قصبہ موسوم ہو گیا۔اس قصبہ کی تاریخی حیثیت کی ایک اور جہت یہ ہے کہ اس کا ذکر اکبری دور میں تحریر کردہ ابوالفضل کی کتاب آئین اکبری نیز جہانگیر بادشاہ کی خودنوشت سوانح عمری(Auto Biography) میں بھی ملتا ہے حسن ابدال ہی سے شاہراہِ قراقرم نکلتی ہے جو ہری پور، ایبٹ آباد، مانسہرہ سے ہوتی ہوئی سر بفلک پہاڑوں کا سینہ چیرتی ہوئی پاکستان اور چین کو ملا دیتی ہے یہاں سکھوں کا گردوارہ موسوم بہ پنجہ صاحب بھی موجود ہے جہاں ہر سال بیساکھی کے موقع پر ہزاروں سکھ ہندوستان اور دیگر علاقوں سے آتے ہیں۔

(۶)۔پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شمال مغرب میں واقع آخری ضلع اٹک کی تاریخی، حسین وجمیل اور سرسبز وشاداب وادی چھچھ(Chhachh Valley) طولاً اکتیس کلومیٹر اور عرضاً چودہ کلومیٹر ہے اس کے تین اطراف پہاڑ اور ایک طرف دریائے سندھ(Indus River) ہے چونکہ یہ وادی صوبہ پنجاب اور صوبہ خیبر پختونخواہ کے سنگم پر واقع ہے اس لئے اس میں پنجاب اور خیبر پختونخواہ کی تہذیبیں باہم گلے ملتی ہیں جس کی وجہ سے یہ اپنی منفرد شان اور پہچان رکھتی ہے راولپنڈی سے پشاور تک جی ٹی روڈ پر سفر کرتے ہوئے ان کے تقریباً درمیان سے جوں ہی آپ ہموار زمین اور لہلہاتے ہوئے مرغزاروں سے گزریں تو سمجھ لیں کہ آپ پاکستان کی اس جداگانہ حیثیت کی حامل حسین اور تاریخی وادی سے گزر رہے ہیں جسے چھچھ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

(۷)۔کامرہ ہی میں(Pakistan Aeronautical Complex) اور(PAF,MINHAS Base) واقع ہیں جہاں جنگی جہاز بنتے بھی ہیں اور ان کی مرمت بھی کی جاتی ہے

(۸)۔بظاہر تو دریا شریف چھوٹی سی جگہ بباطن بہت بڑی بستی ہے اس گاؤں کو اللہ تعالیٰ کے جس مقرب بندے کی نسبت سے چار چاند لگے ہیں ان کا نام نامی اسمِ گرامی ہے، صوفیِ کامل، عارف باللہ، حضرت شیخ الحافظ عبدالغفور رحمۃ اللہ علیہ المعروف بہ بابا جی صاحب سکنہ دریا شریف۔

ابتداءً آپ اپنے والد ماجد علیہ رحمۃ اللہ کے ہمراہ شمس الاولیاء غوثِ وقت حضرت قبلہ ثانی لاثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ مانکی شریف ضلع نوشہرہ

صوبہ خیبر پختونخواہ کی خدمت میں حاضر ہوتے رہے اور ان سے بیعت کی، بعد میں جب حضرت قبلہ ثانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے احقر کے دادا گرامی فنافی اللہ حضرت قبلہ باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ برہ زئی شریف ضلع اٹک کو اپنا سجادہ نشین خلیفہ اور ماذون مقرر کیا تو باباجی صاحب سکنہ دریا شریف نے قبلہ جدی المکرّم سے تجدیدِ بیعت کی بعد ازاں سلسلہ نقشبندی میں عارفِ کامل حضرت خواجہ غلام حسن رحمۃ اللہ علیہ سکنہ کروڑ پکا شریف سے شرفِ خلافت نصیب ہوا عرصۂ دراز تک خلوت نشینی میں بے پناہ زہد و ریاضت میں مصروف رہ کر روحانی مناظر طے کرتے رہے آپ روحانیت و معرفت کے وہ دریا ہیں جو اللہ رب العزّت کی جانب سے وادیِ چھچھ میں مخلوق کی رُشد و ہدایت کے لیے رواں دواں ہیں روحانیت و معرفت متلاشی آتے ہیں اور حسبِ توفیق اپنا حصہ پاتے ہیں آپ کا ایک اور بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اپنے موضع (شریف) میں تحفیظِ قرآن کا مدرسہ بنایا جس میں سینکڑوں بچوں اور بڑوں نے قرآن مجید حفظ کیا طویل مدت تک روحانی فیوض و برکات تقسیم کرنے کے بعد 1976ء کو آپ کا وصال ہوا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(۹)۔ احقر کے والد محترم مدظلہ العالی شریعت و طریقت کے پیکر اور دینی، سماجی اور سیاسی حلقوں میں یکساں مقبول ایسی شخصیت ہیں جنہیں بجا طور پر فخرِ چھچھ کہہ سکتے ہیں آپ اس شعر کی عملی تصویر ہیں۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں رُوباہی

عرصہ ہوا کہ جب اپنے جدِّ محترم فنافی اللہ حضرت قبلہ سیّدی و مرشدی و مولائی باباجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ برہ زئی شریف درواقع وادیِ چھچھ ضلع اٹک کی سوانح حیات موسوم بہ "گلِ جاوداں" تالیف کر چکا تو قبلہ والدِ محترم سے ان کی سوانح عمری لکھنے کی استدعا کی اور "چارہ گر" کے عنوان سے اس کی ابتدا بھی کر دی مگر انہوں نے اسے آگے مزید تحریر کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا، اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً درخواست کرتا رہتا ہوں مگر ہر بار خوبصورتی سے ٹال دیتے ہیں جانتا ہوں کہ آپ اپنے اُن اسلاف کبار کے شیوہ و وطیرہ کی پیروی کر رہے ہیں جو شہرت و ناموری سے کوسوں دُور بھاگتے اور پردۂ گمنامی میں رہ کر خالصتاً رضائے الٰہی کی خاطر مخلوقِ رب العلا کو رشد و ہدایت سے بہرہ مند کرتے ہیں، آپ جہاں ایک طرح علاقہ کی عظیم روحانی شخصیت ہیں، وہاں سماجی سرگرمیوں میں بھی پیش پیش رہتے ہیں آپ کے نمایاں کارناموں میں دو حسبِ ذیل ہیں۔

1:۔ اپنے استاذ المکرّم حضرت محمد عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ پیرزئی شریف کے ساتھ مل کر حضرو شہر میں تھیٹر کی تعمیر رکوا کر فحاشی کے اڈّے کا سدِّ باب کر دینا۔

2:۔ دیگر علماء کے ساتھ مل کر موضع بٹیاں ضلع اٹک میں شیعوں کا امام باڑہ نہ بننے دینے میں کلیدی کردار ادا کرنا۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ تادیر ہم پر سلامت رکھے اور آپ کو ہمیشہ صحت جسمانی سے بہرہ مند فرمائے۔ (آمین یارب العالمین)

(۱۰)۔ اہالیانِ وادیِ چھچھ کا دینی جذبہ بالخصوص ان کی اپنے آقا ﷺ کی ذات والا صفات کے ساتھ بے پناہ محبت و عقیدت ہر دور میں فروزاں رہی ہے انگریزوں کے دور میں تحریکِ آزادیِ پاکستان ہو یا 1953ء اور 1974ء کی تحریک ختمِ نبوّت، تحریکِ نظامِ مصطفیٰ ﷺ ہو یا جہادِ کشمیر و افغانستان، ان کا کردار ہمیشہ ہراول دستے کا رہا ہے۔

قارئین! کس قدر ناانصافی اور ستم ظریفی ہوئی ہے تاریخ میں اس حوالے سے اس علاقے کے ساتھ کہ پاکستان کی تاریخ میں مؤرخین نے کہیں آج تک اس کا کوئی نمایاں ذکر ہی نہیں کیا جس کا یہ مستحق تھا۔

اور مجھے آج یہ کہنے میں ہرگز کوئی عار اور ننگ نہیں ہے کہ اس کوتاہی میں ہم خود بھی برابر کے شریک ہیں کہ ہم نے اس معاملے کی طرف توجہ کی نہ اس

کی سنگینی کا احساس کیا اور خود کو گوشۂ گمنامی کے سپرد کر دیا، تاریخ تو انہی کو یاد رکھتی ہیں جو خود اس میں اپنی جگہ بناتے ہیں، کیا آپ اس یقینی حقیقت سے واقف نہیں کہ جو فرد یا قوم اپنا نام اور کام تاریخ میں درج کرنے کرانے کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھتی تو نتیجتاً تاریخ بھی اسے فراموش کر دیتی ہے بہر کیف اس ناچیز نے اپنے طور پر ایک حقیری کوشش کی ہے کہ مسئلہ ختمِ نبوت پہ تحریر کرتے ہوئے ضمناً اختصار کے ساتھ علاقے کی چیدہ چیدہ شخصیات کا بھی ذکرِ خیر کر دیا جائے تاکہ جو ان کے ناموں اور کارناموں سے آگاہ نہیں ہیں ان تک یہ آواز پہنچ جائے۔

(والحمدللہ علیٰ ذالک)

(۱۱)۔حضرت علامہ مفتی میاں عبدالحق صاحب جابری غورغشتوی نوراللہ مرقدہٗ کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ محاسن سے نواز رکھا تھا جہاں آپ قرآن و حدیث اور ان کے علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے وہاں فقہ کی باریکیوں میں بھی یدِ طولیٰ آپ کو حاصل تھا۔آپ جہاں ایک طرف علامۃ الدھر تھے وہاں آپ ایک روحانی خاندان سے بھی تعلق رکھتے تھے آپ کے چچا حضرت فیضی میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ غوث الزمان، مجاہدِ حریت و سالارِ مجاہدین حضرت شیخ عبدالغفور سکنہ سیدو شریف المعروف بہ اخوند صاحب سوات رحمۃ اللہ علیہ کے منظورِ نظر مرید نیز صاحبِ کشف و کرامات بزرگ تھے آپ جہاں دینی علوم کی تدریس میں مہارت تامہ رکھتے تھے وہاں آپ ایک بہترین مقرر بھی تھے آپ جہاں مسائل کی تحقیق و تنقیح میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے وہیں آپ ایک بے مثل مناظر بھی تھے علمی مقام اتنا بلند تھا کہ بڑے بڑے علماء بھی فتوؤں اور مسائل کی تحقیق میں آپ سے رجوع کرتے اور آپ کے لکھے ہوئے فتویٰ کو قولِ فصیل اور حرفِ آخر مانتے اور بغیر کسی مزید تحقیق و تفتیش کے اپنے تصدیقی و تائیدی دستخط ثبت کر دیتے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے طویل عمر سے نوازا تھا اس پر مستزاد یہ کہ آخر تک تندرست رہے اور پھر نور علیٰ نور کہ اپنی ساری طویل عمر علم کے جام لٹاتے صرف کر دی۔(ذالک فضل اللہ یؤتیہِ من یّشاء)

آپ نہایت ملنسار، خوش اخلاق، مہمان نواز اور زندہ دل شخصیت تھے آپ نے ہر دینی تحریک میں نہ صرف حصہ لیا بلکہ علاقے کے علمائے کرام کی قیادت بھی کی احقر کے جدِّ محترم حضرت قبلہ بابا جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سکنہ برہ زئی شریف سے امام شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 695ھ) کے شہرہ آفاق قصیدہ بُردہ شریف پڑھنے کی اجازت حاصل کی جس پر تمام عمر کاربند رہے اور بعد ازاں یہی اجازت آپ نے والدِ محترم حضرت قبلہ باچا صاحب مدظلہٗ العالی کو دی۔راقم الحروف جب 1991ء میں امریکہ سے واپس اپنے گاؤں گیا تو شرفِ ملاقات کے لیے آپ کے ہاں گیا، عصر اور مگر مغرب کے درمیان کا وقت تھا۔اپنے بالا خانے پر تشریف فرما کسی ورد میں مشغول تھے دورانِ ورد کلام نہیں فرمایا کرتے تھے اس لئے اشاروں میں خیریت پوچھی احقر نے دعا کی درخواست کی اور واپسی کی اجازت چاہی، ہونٹوں کو ہاتھ لگا کر چائے کھانے کا پوچھا تو معذرت کر کے واپس آ گیا، آپ نے ایک قادیانی مولوی عبدالجبار نامی سے حیاتِ مسیح (علیہ السلام) پر مناظرہ کر کے اسے لاجواب کر دیا تھا الغرض تمام عمر علم و عرفان کا نور بانٹ کر تقریباً 130 سال کی عمر میں 1994ء میں داعیِ اجل کو لبیک کہا (انا للہ وانا الیہ راجعون)

(۱۲)۔حضرت استاذی المکرّم جہاں ایک طرف علامۃ الدھر اور معقولات و منقولات کے بے مثل مدرس تھے وہاں ایک درویشِ دوراں اور صوفیِ زماں بھی تھے مگر عجز و انکساری اور احتیاط کا یہ عالم تھا کہ عمر بھر سوائے معدودے چند مواقع کے کشف و کرامات کا اظہار نہیں فرمایا آپ نصف صدی سے زائد عرصہ بغیر کسی تنخواہ و مشاہرہ کے علوم متداولہ کی تعلیم و تدریس فرمائی۔اتنے بے لوث اور اور مالی منفعتوں سے کنارہ کش رہتے تھے کہ جنرل ضیاء الحق کے دورِ حکومت میں عشر و زکوٰۃ کی مد میں بینکوں کے کھاتوں سے کی گئی کٹوتی کا پیسہ جو ایک لاکھ روپے پر مشتمل تھا، قبول نہ فرمایا کہ بعد از تحقیق و تفتیش آپ مطمئن نہیں ہوئے، آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے والہانہ محبت تھی اس لئے اپنے نام کی ابتداء میں "مُحَمَّد" لکھتے تھے، احقر کا چشم دید واقعہ ہے کہ ایک دفعہ علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب سکنہ راولپنڈی بغرضِ وعظ موضع بن گئی (المعروف

بھنگی) ضلع اٹک تشریف لائے اور بعد از تقریر آپ سے آٹوگراف اور بطور تبرک کچھ لکھنے کی فرمائش کی تو تحریر فرمایا "لا یؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین" احقر العباد محمد عبدالحق عفی عنہ۔

ختمِ نبوّت کی دونوں تحاریک میں بھرپور حصّہ لیا۔1953ء کی تحریک میں تو تقریباً دس مہینوں تک ساہیوال کی جیل میں قید کاٹی، وہیں خطیبِ پاکستان حضرت علامہ محمد شفیع صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ بھی پسِ زندان تھے، حضرت خطیبِ پاکستان جو اس دور میں نوجوان اور علومِ دینیہ کے متعلّم تھے نے جیل میں آپ سے دینی کتب کی تعلیم حاصل فرمائی،

حضرت استاذی المکرّم کے دینی وملی کارناموں میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(1)۔ پاکستان بننے سے پہلے عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں حضرو شہر میں جشن کا اجراء فرمایا جو آج تک ہر سال باقاعدگی کے ساتھ منایا جاتا ہے۔

(2)۔ حضرو شہر میں تھیٹر نہ بننے دے کر نوجوان نسل کو اخلاقی بگاڑ سے محفوظ رکھنا۔

(3)۔ سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ موضع بن گئی میں علاقہ کی سب سے قدیم اور بڑی درس گاہ "جامعہ عربیہ حنفیہ مفتاح العلوم" کے نام سے بنائی جہاں عرصہ دراز سے تشنگانِ علوم وفنون اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔ نومبر 1985ء میں یہ آفتابِ علم ومعرفت خالقِ حقیقی سے جا ملا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

ساتواں باب

خادمات
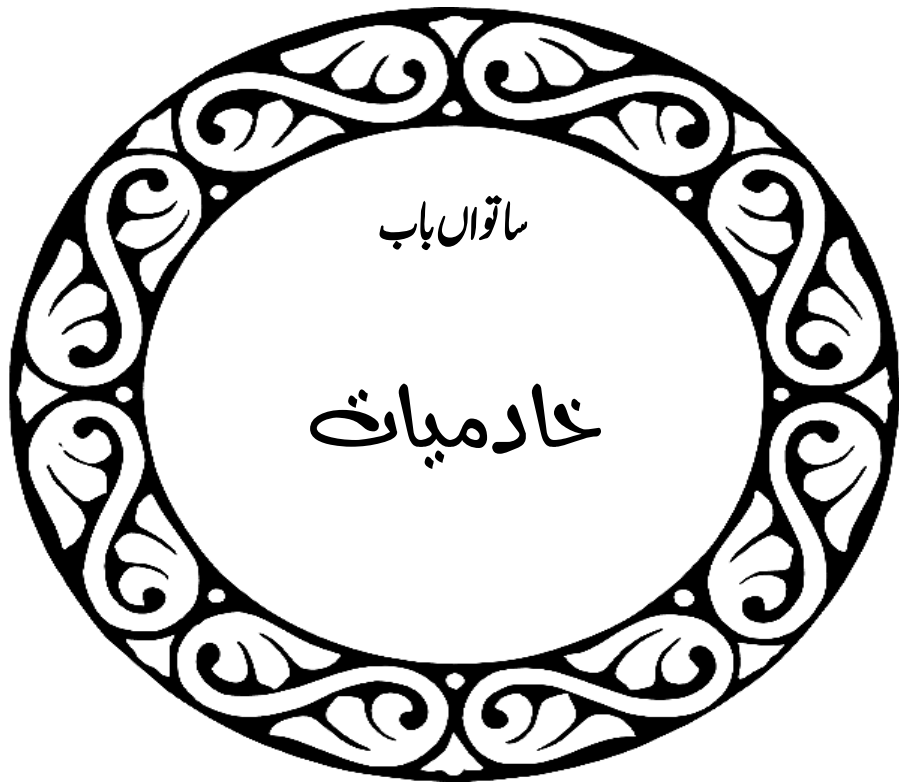
''عقیدۂ ختم نبوت'' خطباتِ امیر المجاہدین کے آئینے میں

تحریر: مولانا حافظ محمد فرمان علی رضوی

(فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

اللہ تعالیٰ نے اس جہان رنگ و بو میں اپنی توحید کے پیغام کے لیے اپنے برگزیدہ انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا یہ رب تعالیٰ کی حکمت کاملہ ہے کہ ہر شئ کو تدریجاً درجہ کمال عطا فرماتا ہے انسان کی زندگی میں ہی غور کریں تو یہ پہلو واضح ہو جائے گا کہ کس طرح اس کی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے اور پھر مختلف مراحل سے گزر کر یہ اپنا سفر مکمل کرتا ہے جوں جوں یہ ایام حیات بسر کرتا ہے اس کو نئی سے نئی خوراک کی ضرورت درپیش ہوتی ہے پہلے ماں کے دودھ کی شکل میں پھر نرم غذا پھر جب یہ تکمیلی لمحات میں پہنچ کر سن بلوغت میں قدم رکھتا ہے تو اس کے غذائی تغیر کا سلسلہ موقوف ہو جاتا ہے اسی طرح انسان کا عملی و اعتقادی نظام بھی تدریجاً پروان چڑھا انبیاء سابقہ تشریف لاتے رہے اپنی نبوت اور رب کی توحید کی پیغام سناتے رہے مگر کسی کو رب تعالیٰ نے اپنے دیدار سے مشرف نہیں فرمایا مگر جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی اب گویا انسانیت مختلف ادوار میں سے گزرنے کے بعد اپنی بلوغت کو پہنچ چکی تھی اب وہ مرحلہ بھی آن پہنچا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے دیدار کی دولت سے سرفراز فرما کر"الیوم اکملت لکم دینکم"کا اعلان صادر فرما دیا کہ اب انسانیت تمام تغیراتی مراحل عبور کر کے درجہ کمال پر فائز ہو چکی ہے اب اسے قیامت تک کے لیے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں رہی اس کی تمام مشکلات کا حل تعلیمات نبویہ میں موجود ہے۔

مگر دشمنان اسلام ہر زمانہ میں امت مسلمہ کو اس اٹل حقیقت سے گمراہ کرنے کی کوششوں میں مصروف عمل ہیں تاکہ اہل اسلام کو بے راہروی کا شکار کر کے ان پر تسلط و حکمرانی کے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو سکیں۔ دوسری طرف علماء کرام کی وہ عظیم جماعت ہے جو مسلمانوں میں عقیدہ ختم نبوت کا شعور بیدار رکھنے اور ان کے ایمان کی حفاظت کرنے کے لئے میدان عمل میں ہے گو کہ اس راہ پر ہزار ہا مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر قابل تقلید ہیں امت مسلمہ کے وہ عظیم ثبوت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی سے متعلق اس عقیدے کی خاطر ہر مشکل کو اپنے سینے سے لگا لیتے ہیں اسی عظیم جماعت کے ایک فرد فرید ہیں جنہیں دنیا امیر المجاھدین علامہ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کے نام سے جانتی ہے آپ نے عصر حاضر میں اس عقیدے کے دفاع کے لئے جتنی تگ و تاز

فرمائی وہ یقیناً آپ ہی کی خاصہ ہے آپ نے اپنی تقریر وتحریر کی میں امت مسلمہ کو اس عقیدے کی اہمیت وحساسیت سے نہ صرف آگاہ فرمایا بلکہ خود بھی اپنی حیات مستعار کی آخری سانس تک اس کی حفاظت پر پہرہ دیا۔ پیش نظر مقالے میں آپ کے خطبات طیبات میں سے چند ایسے اقتباسات قارئین کی نذر کئے جاتے ہیں جن میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں آپ کی گھن گرج اور تڑپ نمایاں ہے۔ اے کاش ہمارے سب رہنما بھی عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وافادیت کے پیش نظر ایسا ہی جذبہ صادق رکھتے تو آج انقلاب برپا نظر آتا۔ آپ کے یہ خطبات اکثر پنجابی زبان میں ہیں جن کو راقم الحروف نے اردو کا جامہ پہنایا ہے۔ لیجئے آپ کے خطبات میں سے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے چند اہم اقتباسات ملاحظہ فرمائیے:

(1) آپ عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ سارے جہاں جل سڑ جائیں ختم نبوت کے مقابلے میں کسی کی کوئی حیثیت نہیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا بدری ہو یا غیر بدری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے لیے جاؤ مدینہ شریف ویران ہو جائے، صدیق اکبر کی ٹانگیں پکڑ کر درندے لے جائیں تو کوئی بات نہیں تم ختم نبوت کے لیے جاؤ چنانچہ نابینے بھی چلے گئے، عشرہ مبشرہ بھی چلے گئے، آج تم کیا باتیں کرتے ہو کہ اقلیتوں کے یہاں حقوق نہیں، اقلیتوں کی بات کرتے ہو، اقلیتوں کا مسئلہ بالکل علیحدہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ بالکل جداگانہ ہے"۔

(2) ادھر آکر رات کو حدیث پڑھ کہ رو پڑتا ہوں کہ اتنے بڑے تمہارے یقین اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر تمہارے عمل، یہاں تو لوگ قرآن وحدیث چھوڑ کر بھاگ گئے اور غیروں کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر کہتے ہیں کہ ہم بھی عاشق رسول ہیں، اسلام کا ذرا بھی نہ خود خیال کیا نہ اپنی نسلوں کو بتایا اگر اپنی نسلوں کو بتایا ہوتا تو آج یہ حال نہ ہوتا۔ آج مسلمانوں کے بچے ایک ویزے کی خاطر مرزائیت کا دعویٰ کر کے باہر چلے جاتے ہیں کیوں؟ انہوں نے اپنے باپ سے سنا کہ پیسہ کماؤ، اس نے اگر اپنے ماں باپ سے یہ سنا ہوتا کہ پترا (بیٹا) پوری کائنات بھی آجائے تو دامن مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ چھوڑنا۔ جب تم نے اپنی اولاد کی تربیت ہی صرف پیسہ کی خاطر کی، انہوں نے تمہارے منہ سے یہ ہی سنا تو وہ سفارت خانوں میں جا کر لکھ دیتے ہیں کہ ہم مرزائی ہیں جب ہماری تربیت ہی ناقص ہے تو وبال بھی ہم پر ہی ہوگا"

3: تم یعقوب علی خان سے ہی عبدالسلام مرزائی کی سائنسی خدمات کے بارے میں پوچھ لیتے اس نے خود بیان دیا ہے وہ کہتا ہے کہ مجھے امریکیوں نے بلایا اور کہا کہ آپ تو ایٹم بم تیار کر چکے ہیں میں نے کہا نہیں ایسی بات

نہیں ہے تو انہوں نے میرے سامنے سارا ڈیزائن رکھا تو میں حیران ہو گیا کہ یہ تو کسی کو پتہ ہی نہیں پھر انہوں نے ایک چادر ڈالی ہوئی تھی ماڈل پر جب وہ چادر اٹھائی تو اس کے نیچے ہمارا کہوٹہ کا پورا ماڈل تھا اور کہنے لگے یہ تم نے تیار کیا ہوا ہے۔ کہنے لگا کہ میں حیران ہو گیا کونسا وہ مخبر ہے پاکستان کا غدار جس نے پورے ایٹم بم کی شکل بھی ان کو بتادی ؟اسی پریشانی کے عالم میں تھا کہ امریکی مجھے باہر لے جانے لگے تو میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو عبدالسلام مرزائی اس ماڈل کے اوپر دوبارہ کپڑا دے رہا تھا۔"

4: تم بھی یہ بات سوچا ضرور کرو! کہ یار ایک طرف ختم نبوت کے ڈاکو، ایک طرف مسجدوں سے سپیکر اتارنے والے، ایک طرف ممتاز قادری کو تختہ دار پر لٹکانے والے، ممتاز قادری کو دہشت گرد کہنے والے، میچوں کے لئے مسجدیں بند کرنے والے، مرزائیوں کو بہن بھائی اور ان کو قیمتی اثاثہ کہنے والے، حالانکہ سرکار علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا میں جس بکری کے سینگ نہیں ہوں گے اس کو سینگ والی بکری مارے گی تو قیامت والے دن اس بکری کو سینگ دیے جائیں گے رب فرمائے گا اب اس کو میرے سامنے مار یہ حدیث مبارکہ بیان کرتے ہوئے میرے آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسو مبارک جاری ہو گئے تھے فرمایا وہ اتنا عدل والا دن ہو گا۔ ذرا سوچیے! بے سینگ بکری کو سینگ دیے جائیں گے تو کیا اس دن یہ عدل نہیں ہو گا کہ جنہوں نے ختم نبوت پر ڈاکے لگائے باہر آؤ ،جنہوں نے ان کو ووٹ دیے باہر آؤ جنہوں نے ان کی سپوٹ کی باہر آؤ، جنہوں نے ان کے نعرے لگائے باہر آؤ۔

5: یہ ہمارا قانون سمجھو! یہ ہماری غیرت ایمانی سمجھو! یہ ہمارے ایمان کی جان سمجھو! کافر، کافر رہ سکتا ہے، گستاخ رسول تو کعبے کے غلاف سے لپٹا ہوا بھی نہیں بچ سکتا۔ اس مسئلے کی حساسیت کو مسلمان سمجھیں یہ اس دور کی بدقسمتی ہے ورنہ چودہ سو سال کے اندر امت کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مسئلے میں دو حصوں میں تقسیم نہیں ہوئی۔ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کے وقت صرف مرزائیوں نے مخالفت کی تھی۔ پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری، علامہ سید دیدار علی شاہ الوری، پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہم، جیسے اکابر اور علامہ ڈاکٹر محمد اقبال اور قائداعظم محمد علی جناح سمیت ساری دنیا غازی کے ساتھ کھڑی تھی کسی نے بھی غازی علم الدین کی مخالفت نہیں کی سوائے مرزائیوں کے۔ بتاؤ! آج لوگوں نے سیاست کے میدان میں آ کر اپنی سیاسی پارٹیوں کی آڑ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت سے بھی دھوکہ کر بیٹھے ہیں۔ مسلمانی منہ سے بتائی نہیں جاتی بلکہ مسلمان کا عمل بتاتا ہے کہ میں بھی حضور کا غلام ہوں۔ جو لوگ مجبوریوں کو سامنے رکھتے ہیں کہ میں بھی عاشق رسول ہوں مگر میری فلاں مجبوری ہے تو سن لو! اسلام ان مجبوریوں کو نہیں مانتا اسلام بس ایک ہی مجبوری مانتا ہے:

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

6: ہمیں بھی بتاؤ کہ وہ عشق رسول کون سا ہے؟ جس میں ناموس رسالت بھی نہ ہو، ختم نبوت بھی نہ ہو، مسجدوں کے سپیکر بھی نہ ہوں، قرآن وحدیث بھی نصاب سے نکال دیا جائے، اور مرزائی بھی حکمرانوں کے بہن بھائی ہوں، بھگوان اور اللہ بھی ایک ہو بندہ مندروں میں جا کر کہے کہ یہ تو عارضی سی لکیر ہے ختم ہو جائے گی۔ میں نے کہا اقبال کی قبر پر جاؤ، قائداعظم کی قبر پر جاؤ ان سے سوال کرو کہ آپ نے لاکھوں لوگ کیوں شہید کروائے تھے؟ لاکھوں گھر کیوں اجڑوائے تھے؟ اگر عارضی سی لکیر ہی بنانی تھی تو! یہ باتیں کرنے کے بعد تم کہتے ہو کہ مولوی ایسے ہوتے ہیں مولوی تو آپ کے ایمان کی حفاظت کر رہے ہیں"۔

7: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس اقتدار اور سیاست والی پاور تھی تو فرمایا کہ تم کہتے ہو زکوۃ نہیں دینی جو بندہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں اونٹ لاتا تھا اور ساتھ اس کا گھٹنا باندھنے کے لیے رسی لاتا تھا اب اونٹ لائے اور رسی نہ لائے تو صدیق اس کی گردن بھی کاٹ کر رکھ دے گا۔ یمامہ کے اندر 80 ہزار کا لشکر آیا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پاور تھی تو مسیلمہ کذاب کہنے لگا کہ میں بھی نبی ہوں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جانتے ہو آگے کون ہے؟ آگے صدیق اکبر بیٹھا ہوا ہے۔ پاور تھی نا تو لشکر بھیج دیا پھر 36 ہزار منکرین ختم نبوت، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قتل کروا دیے۔ اس باغ کا نام ہی حدیقۃ الموت بن گیا یعنی یہ ایسا باغ تھا جس کے اندر 36 ہزار بندے مارے گئے۔ میں اس اسلام کی بات کرتا ہوں۔ تم پورے پاکستان میں جہاں جہاں تمہارا دل کرتا ہے مدرسے کھول دو، جہاں دل کرتا ہے مسجدیں بنالو، جتنے بندوں کو مرضی ٹوپیاں پہنا دو، داڑھیاں رکھوا دو مگر جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین تخت پر نہیں آئے گا تم اسلام کی ایک بات بھی نہیں منوا سکتے اسلام کو اوپر لانے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس کے ہاتھ میں پاور ہو"۔

8: آج لوگ ختم نبوت کے مسئلے کو بچوں کا کھیل سمجھ رہے ہیں۔ حکمرانوں کی اس طرف کوئی توجہ ہی نہیں۔ جہاں ختم نبوت کا انکار ہو وہ عبادت خانہ نہیں ہوتا عبادت خانہ تو وہ ہوتا ہے جہاں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس کو آپ فقط میرے جذبات ہی نہ سمجھیں یہ اندر کی حرارت ہے۔ آج لوگ ہمیں کہتے ہیں کہ نرم انداز میں بات کریں، نرمی سے ختم نبوت کا مسئلہ سمجھائیں، میں نے کہا 80 ہزار کا لشکر لے کر مسیلمہ کذاب آیا ادھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں صحابہ موجود ہیں کسی ایک صحابی نے بھی یہ بات نہیں

کی کہ وہ 80 ہزار لوگ ہیں پہلے جا کر ان کو تبلیغ کرو، پہلے ان کو سمجھاؤ کہ نفس مسئلہ کیا ہوتا ہے؟ خاتم کا معنی کیا ہوتا ہے؟ نہ نہ یہ علماء موجود ہیں اگر میری غلطی ہے تو مجھے ٹوک دیں کہ فلاں صحابی نے کوئی بات کی تھی آپ اتنی سختی نہ کریں، نہ نہ! تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار صحابہ موجود تھے مگر کسی ایک صحابی نے بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے یہ نہیں کہا کہ بابا! ہاتھ ہلکا رکھیں۔ کیا بندے مارنا بھی کوئی کام ہے؟ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنا بنایا ہوا قانون خود توڑا، پہلے فرمایا بدری صحابہ کسی جنگ میں نہیں جائیں گے مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ پیدا ہوا تو فرمایا اب کوئی بدری ہو یا غیر بدری حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کے لیے یمامہ پہنچے۔ یہ ان کا مسئلہ تھا جو ووٹ لے کر اوپر بیٹھے ہیں کیا آپ نے کبھی کسی سے بات کی؟ آپ کو تو فقط بجلی چاہئے مگر آنکھ بند ہونے کی دیر ہے سب کچھ پتہ چل جائے گا۔"

9: کبھی آپ نے یہ بات سوچی کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا غدار ہے وہ کسی عہدے پر جا کر پاکستان کی کیسے حفاظت کرے گا؟ وہ تو غیروں کا ایجنٹ بنے گا وہ پاکستان کے اندر کے راز اور خفیہ باتیں غیروں تک پہنچائے گا کہ پاکستان میں تو یہ ہونے والا ہے۔ یہ تو جو محمد عربی کا غلام ہوگا وہ ان کو جواب دے گا کہ تم کون ہوتے ہو ہماری اندر کی خبریں لینے والے؟ ہم محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں یہ ملک ہمارا ہے۔ ہماری مرضی ہے جس طرح ہم اس ملک کو چلائیں۔"

10: تمہارے ان دو جملوں سے ہم ختم نبوت کا کاز (مشن) چھوڑ دیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت، آبرو اور ختم نبوت پہ کام کرنے کا تو ایسا نشہ ہے جو قبر میں بھی نہیں اترے گا کل حشر میں بھی نہیں اترے گا۔

تلک عشرۃ کاملہ

قارئین کرام! امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ کے خطبات کے ان اقتباسات میں آپ نے کس طرح ہر شعبے سے منسلک ہر ہر فرد کو جھنجھوڑا، خواہ وہ حکمران ہوں، علماء ومشائخ کرام ہوں یا عوام الناس ہوں سب کو اس عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت وضرورت کا احساس وشعور دیتے ہوئے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ملت کا ہر شخص اپنے اکابر کی تعلیمات کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا اپنا کردار ادا کرے کیوں کہ وقت بہت مختصر ہے اور ہمارے کام بہت زیادہ ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے یک جان ہو کر اجتماعی جہاد کی توفیق رفیق عطا فرمائے (آمین)

ختم نبوت کے تحفظ میں

علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدانہ کردار

اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (مدیر اعلیٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین

علامہ مولانا حافظ خادم حسین رضوی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ (پ: ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔۔۔م: ۱۴۴۲ھ/ ۲۰۲۰ء) عالم اسلام کی ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ آپ نے ایک عالم، خطیب، مدرس اور مصنف کی حیثیت سے کافی شہرت حاصل کی لیکن جس وصف سے آپ کو شہرت عام اور بقائے دوام حاصل ہوا وہ آپ کا "عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہے۔ عشقِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دولت آپ کو ماں کی گود سے ملی۔ آپ کی والدہ ماجدہ اٹھتے بیٹھتے ہر بات میں "صدقے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" کہا کرتی تھیں۔ گویا آپ کو "یا رسول اللہ" کا نعرہ والدہ ماجدہ سے ورثے میں ملا ہے۔

جب آپ نے قرآن کریم حفظ کرنے کے لئے رخت سفر باندھا اور جہلم میں پہنچے تو اس دوران ملک میں ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے رد میں چلنے والی تحریک ختم نبوت 1974ء عروج پر تھی۔ احتجاجی جلسے جلوس جاری تھے، حکومت کی جانب سے گرفتاریوں کا عمل بھی زوروں پر تھا، آپ کی جہلم آمد کے چند روز بعد یہاں "ختم نبوت کانفرنس" کا اعلان ہوا جس میں علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۳ء) بھی آرہے ہیں۔ اگرچہ آپ حفظ کے طالب علم تھے لیکن جذبہ حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سرشار تھے۔ اسی لئے ایسی کانفرنسوں میں شرکت کے لیے ہمہ وقت تیار تھے۔ کانفرنس کے دن جب ایک گاڑی مقررہ جگہ پر رکی اور اس میں سے ایک وجیہ شخصیت دل آویز مسکراہٹ کے ساتھ باہر تشریف لائی تو یکا یک ساری فضا "حق وصداقت کی نشانی۔۔۔۔۔شاہ احمد نورانی، شاہ احمد نورانی" کے نعروں سے گونج اٹھی۔ یہ سارا منظر آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اس دن سے ہی قائد ملت اسلامیہ علامہ مولانا حافظ قاری شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے اسیر ہوئے کہ پھر آپ نے ان کے عظیم مشن ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہرہ

دیتے ہوئے اپنی ساری زندگی گزار دی۔

یہاں ہی آپ نے علامہ عبدالمصطفیٰ الازہری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۸۹ء) شیخ القرآن علامہ غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء) اور پروفیسر سید شاہ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۳۳ھ/ ۲۰۱۱ء) کی زیارت فرمائی۔ زمانۂ طالب علمی ہی میں آپ نے تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بھرپور حصہ لیا۔ ختم نبوت کے حوالے سے جلسے جلوسوں میں شرکت کی اور نعرے لگائے۔ ایک دن جامع مسجد عیدگاہ جہلم میں عشاء کی نماز با جماعت میں شریک ہوئے اور جب سب سجدے میں گئے تو آپ نے دن بھر تحریک کے دوران جو نعرہ سنا اور لگایا تھا آپ نے وہی نعرہ سجدہ کی حالت میں با آواز بلند لگا دیا:

''مرزا کانا کافر ہے، مرزا کانا کافر ہے''

آپ نے درس و تدریس اور امامت و خطابت کے دوران ختم نبوت اور ناموس رسالت کے دروس دیئے۔ آپ کی شاید ہی کوئی تقریر ایسی ہو جس میں ختم نبوت اور ناموس رسالت کے حوالے سے بات نہ ہو۔

آپ نے ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کے لئے ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۰ء میں ''فدایانِ ختم نبوت'' کا قیام عمل میں لایا، اور اس کے تحت ایک مجلہ ''العاقب'' لاہور جاری فرمایا۔ شروع میں یہ سہ ماہی تھا بعد میں یہ ماہ نامہ کی صورت میں مطلع صحافت پر طلوع ہوتا رہا۔ ''العاقب'' کی پیشانی پر حدیث خاتم النبیین ''انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی'' درج ہوتی تھی۔ سرورق پر کبھی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر:

لا نبی بعدی ز احسان خدا است

پردہ ناموسِ دین مصطفیٰ است

کبھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر:

فتح باب نبوت پہ بے حد درود

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

درج ہوتا تھا۔ یہ مجلہ ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موضوع کے لئے وقف تھا۔ اس میں ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے مشاہیر اہل علم و قلم کے رشحات شامل ہوتے تھے۔ اکابرین ختم نبوت کے احوال اور ان کے قلمی جہاد کی تفصیل ہوتی تھی۔ آپ کے اپنے درجنوں مضامین و مقالات بھی اس مجلہ کی زینت بنے ہیں۔ ختم نبوت اور ناموس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے

"العاقب" کی کئی خصوصی اشاعتیں بھی ہوئی ہیں۔ اکابرین ختم نبوت سے آپ کی محبت وعقیدت دیدنی تھی۔ محافظ ختم نبوت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ والہ وشیدا تو تھے ہی، مجاہد ختم نبوت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء) سے بھی آپ کی محبت وعقیدت کچھ کم نہ تھی، حتیٰ کہ ان کے جوتے بھی اپنے سر پر رکھ لیتے تھے، ایک بار مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ حضور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے، انہوں نے اپنے جوتے اتار کر رکھے تو آپ نے ادباً اٹھا کر انہیں اپنے پاس رکھ لیا، جب مجاہد ملت رحمۃ اللہ علیہ سلام کر کے واپس آئے آپ نے اپنی پگڑی سے جوتے نکال کر انہیں پیش کر دیئے۔۔ اللہ اللہ، مجاہدین ختم اور اکابر سے محبت وعقیدت کی ایسی مثالیں بہت کم ہی دیکھنے میں آتی ہیں۔

علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں (علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ) کی ختم نبوت اور ناموس رسالت پر گراں قدر خدمات پر انہیں اپنا قائد اور ہیرو گردانتے تھے۔

7 ستمبر 1974ء کو مملکت خداداد پاکستان نے ختم نبوت کے منکرین قادیانیوں، مرزائیوں کو کافر قرار دیا تھا۔ آپ ستمبر کے مہینے میں اظہار تشکر کے طور پر ایوان اقبال لاہور میں یومِ ختم نبوت کی مناسبت سے نہایت شان و شوکت سے "تاجدار ختم نبوت کانفرنس" کا انعقاد فرمایا کرتے تھے جس میں آپ ملک بھر سے علماء ومشائخ کو مدعو فرمایا کرتے تھے۔ آپ ایک انٹرویو میں فرماتے ہیں:

"7 ستمبر کا فیصلہ عمارت کی تعمیر میں پہلی اینٹ کی مانند تھا اور ابھی اس پر باقی عمارت تعمیر ہونا تھی لیکن ہم ابتدائی اینٹ رکھ کر ہی بھول گئے، 7 ستمبر کے فیصلے کے بعد اب تک قادیانی اتنے چوکنا ہو گئے ہیں کہ انہوں نے پچھلی ساری کسریں نکال دی ہیں، مجھے ملک عزیز کے کلیدی عہدوں پر فائز کئی افسران نے خود بتایا ہے کہ قادیانیوں نے ہمیں دعوت دی ہے کہ تم مرزائی بن جاؤ، آج بھی قادیانی اہل ایمان کو لوٹنے کے لئے بڑے پیمانے پر منصوبہ بندی کر رہے ہیں جب کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہیں۔ آج بھی اس معاشرے میں کئی ناسمجھ مسلمان ایسے ہیں جنہوں نے قادیانیوں میں شادیاں کی ہیں، ان سے کاروباری شراکت کی ہے، ان کے حمایتی ہیں اور وہ لوگ ان تمام امور کو برائی بھی تصور نہیں کرتے، مسلم معاشرے میں قادیانیوں کی اثر پذیری کا بنیادی سبب یہ ہے کہ مرزائیت کے خلاف جو نفرت ہونی چاہیے تھی وہ علماء کرام میں بھی نہیں رہی، اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ کہ خطباء حضرات مسئلہ ختم نبوت پر تقریر ہی نہیں کرتے بلکہ ختم نبوت کے موضوع پر انہیں تقریر کا کہا جائے تو وہ کوئی اور عنوان بیان کرنے لگتے

ہیں"۔

مزید فرماتے ہیں:

"مرزائیت، یہودیت اور نصرانیت کا پاکستان کے خلاف اتحاد ہے اور اس اتحاد کو اسرائیل اور ہندوؤں کے ذریعے بروئے کار لایا جا رہا ہے، اس کی تازہ ترین مثال اسرائیل کی فوج میں بھرتی ہونے والے 600 قادیانیوں کی ہے، ہمارے عسکری وحساس اداروں کو اس جانب ضرور غور کرنا چاہیے کہ اسرائیلی فوج میں قادیانیوں کی بھرتی کس نظریے اور سازش کے تحت ہوئی ہے؟ ان کی بھرتی کے پیچھے کون سی قوتیں کارفرما ہیں اور ان کے مقاصد کیا ہیں؟ عقیدہ ختم نبوت دین کی بنیاد ہے، جس طرح عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرنا ایک عام آدمی کی ذمہ داری ہے اسی طرح ایک فوجی جرنیل کی بھی ذمہ داری ہے، افواج پاکستان کے ذمہ داران کو سوچنا چاہیے کہ ان کے تمام عہدے اس ملک کی وجہ سے ہیں اور ملک کی بنیاد "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" پر رکھی گئی ہے، اگر اس بنیاد کو کھوکھلا کر دیا گیا تو اس ملک کا کیا بنے گا اور تمہارا کیا بنے گا؟ مرزائی، قادیانی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے غدار اور باغی ہیں جو اسلام کی بنیاد ڈھانے کی ناپاک سعی کر رہے ہیں، افواج پاکستان کے غیور مجاہدین سے میرا سوال ہے کہ کیا اسلام اور پاکستان کی بنیاد کو کمزور کرنے اور ڈھانے والا شخص کسی رعایت کا مستحق ہے؟.. میں میجر (ر) امیر افضل کی اس رائے سے بالکل متفق ہوں کہ جس طرح 10 نمبری بدمعاش کے دروازے پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ 10 نمبری بدمعاش ہے اسی طرح ہر قادیانی مرزائی کے دروازے پر لکھا ہونا چاہیے کہ یہ قادیانی مرزائی ہے، جس طرح 10 نمبری بدمعاش کے دروازے سے بھی لوگ ہٹ کر گزریں کہ یہ دین اسلام اور ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا باغی و غدار ہے۔۔ (سہ ماہی "العاقب" لاہور شوال تا ذوالحجہ 1429ھ/2008ء، ص115 تا 116)

علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد میں تحریک تحفظ ختم نبوت کے روح رواں تھے۔ آپ خود بھی ختم نبوت کے تحفظ کے لئے میدان عمل میں رہے اور جب بھی کسی کے قلم سے ختم نبوت کے حوالے سے تحریری کام دیکھا تو آپ فرط جذبات سے جھوم جایا کرتے تھے۔ 2013ء میں ناموسِ رسالت کے حوالے سے شہر حسن ابدال میں جب آپ تشریف لائے تو فقیر نے اپنے مرتبہ ماہ نامہ الحقیقہ کے تحفظ ختم نبوت نمبر کی پہلی جلد آپ کی خدمت میں پیش کی تو آپ کی خوشی کی انتہا نہ رہی، ہاتھ میں لیتے ہی آپ نے فرمایا:

"شاہ جی! ماشاء اللہ، تساں نے ختم نبوت دے موضوع تے بہوں وڈا کم کیتا اے"۔

کئی لوگ مصلحتوں کا شکار ہو کر حالات کا سامنا کرنے سے کتراتے ہیں لیکن علامہ حافظ خادم حسین رضوی رحمۃ اللہ

علیہ نے ختم نبوت اور ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے عزیمت کا راستہ اختیار کیا، ختم نبوت کی حفاظت کا پرچم بلندیوں تک پہنچایا، لبیک یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تاجدار ختم نبوت زندہ باد اور "من سبا نبیا فاقتلوہ" کا نعرہ لگایا، آپ نے آنے والی نسلوں کے لیے ایک صحیح سمت کا تعین فرمایا۔ جب بھی ختم نبوت اور ناموس رسالت پر کوئی آنچ آئی تو آپ نے تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر اہتمام ایسی صدائے احتجاج بلند کی کہ کفار، یہود ونصاریٰ اور قادیانی گماشتوں کے ایوانوں میں ایک زلزلہ برپا ہوجاتا تھا۔

2017ء میں مملکت خداداد پاکستان کے اراکین اسمبلی نے حلف نامہ میں ختم نبوت کی شق کو چھیڑا تو آپ نے فقید المثال احتجاج کیا، اکیس روز مسلسل دھرنا دیا، بالآخر حکومت کو ختم نبوت کی شق کو بحال کرنا پڑا اور وزیر قانون کو بھی مستعفی ہونا پڑا۔

2018ء میں ہالینڈ کے گیرٹ وائلڈرز نے توہین رسالت پر مبنی کارٹونوں کی نمائش کا اعلان کیا تو آپ نے داتا دربار لاہور تا اسلام آباد لانگ مارچ کیا بالآخر گیرٹ وائلڈرز کو یہ گھناؤنی نمائش منسوخ کرنی پڑی۔ عمران حکومت نے جب اقتصادی کونسل میں عاطف قادیانی کو لگایا تو امیر المجاہدین نے ایک بار پھر اپنی گھن گرج سے حکومت کے در و بام کو ہلایا تب عاطف قادیانی کو ہٹایا۔ فرانسیسی صدر کیمرون ملعون نے گستاخانہ خاکوں کو سرکاری عمارتوں پر آویزاں کرنے کا اعلان کیا تو امیر المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کی دینی غیرت وحمیت نے ایک بار پھر جوش مارا، آپ نے فرمایا:

"گستاخانہ خاکوں کی اشاعت امت مسلمہ پر حملہ اور اعلان جنگ ہے، ہم خون کے آخری قطرے تک عزت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہرہ دیں گے۔

آپ نے بھرپور احتجاج کیا تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر کارکن میدان عمل میں آیا، بالآخر حکومت نے آپ سے تحریری معاہدہ کیا کہ تین ماہ کے اندر اندر قانون سازی کے ذریعے فرانسیسی سفیر کو ملک بدر کیا جائے گا، پاکستان فرانس میں اپنا سفیر تعینات نہیں کرے گا، فرانسیسی مصنوعات کا بائیکاٹ کیا جائے گا۔ اس تحریری معاہدے کے بعد دھرنا اور احتجاج ختم کر دیا گیا۔ لیکن آہ افسوس فرانس نے تو اپنا سفیر واپس نہ بلایا لیکن میرے اللہ نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفیر واپس بلا لیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حکومت اپنے وعدے سے مکر گئی، آپ کے جانشین اور تحریک لبیک کے امیر علامہ حافظ محمد سعد حسین رضوی زید مجدہ کو گرفتار کر لیا، احتجاج پر تحریک کے کارکنوں پر ظلم وستم کی انتہا کر دی گئی۔ امیر المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کلمات ہم سب کو جھنجھوڑ

رہے ہیں:

"قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ کیا کہو گے کہ ہم ختم نبوت کے غداروں کے ساتھ کھڑے رہے ہیں۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

آج لوگوں نے ختم نبوت کے مسئلے کو بچوں کا کھیل سمجھ رکھا ہے جہاں ختم نبوت کا انکار ہو وہاں عبادت خانہ نہیں ہوتا۔

مشاہیر شعراء کرام نے امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرت آیات پر اپنے اپنے منظوم جذبات واحساسات میں ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کی مجاہدانہ خدمات کو نمایاں طور پر پیش کیا ہے۔ یہاں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر چند شعراء کرام کے منتخب اشعار ملاحظہ فرمائیں:

آفتاب احمد رضوی:

غازی ختم نبوت پیکر عشقِ رسول
پہرہ دار حرمت ابن خلیل

سلمان رضا فریدی صدیقی مصباحی:

تجھ پر فدا اے ختم نبوت کے پہریدار
اے پاسبان باغ عقائد تجھے سلام
الفراق اے حرمت ختم الرسل کے پاسباں
تو نے ہستی کے گہر آقا پہ وارے الوداع
اے تاجدارِ ختم نبوت کے جانثار
کونین کی زباں ہے ثنا خواں ترے لئے
عظمت ختم نبوت پہ دیا یوں پہرہ
ساری امت میں وہی ذوقِ جگر پھونک گیا

ڈاکٹر عزیز احسن:

فدائے ختم نبوت ہوا بصد دل وجاں   عمل سے اپنے محبت کا ذکر چھوڑ گیا

محمد زین شہزاد:

کیا ختم نبوت کا علم یوں سر بلند جس نے
جو خنجر قادیانیت کو مارا تھا وہ رضوی تھا
تا عمر رہے ختم نبوت کے سپاہی
اب خلد میں آرام ہے خادم رضوی کا

قاضی محمد ظہور الحق ضیاء:

حرمت و ختم نبوت کا محافظ،مرد حق
سرخرو ہو کر جہاں سے شاد ماں رخصت ہوا

حاجی رحمت علی رحمت:

یہ تیرا ہی طرہ ہے کیا مرزائیت کا انکار
اس جعلی نبی کا میں بھی انکار کروں گا

ندیم احمد ندیم نورانی:

جب بھی کوئی خلافِ ختم نبوت اٹھا
میداں میں آ گئے ہیں خادم حسین رضوی

نسیم سحر:

داعی ختم نبوت تھے جو خادم رضوی
حفظ ناموسِ رسالت پہ تھے قائم، رضوی

ابوالمیز اب محمد اویس آب رضوی:

دل کی دنیا میں بسا کر عشق ختم المرسلیں
کاسۂ طالب میں بھر دی دولتِ حسنِ یقیں

محمد زاہد حمید مرزا:

نبی آخر الزماں وہ انبیاء کا منتہیٰ
نبی نہ اور آئے گا خدا سے فیصلہ ملا

ازھر القادری:

افسوس! آہ!! ختم نبوت کا پہرے دار صد حیف
دیکھو! اہل جہاں ہائے چل بسا

شوکت محمود شوکت:

داعی تھے آپ ختم نبوت کے بالیقیں
عشقِ رسول پاک کے مینار آپ تھے

محمد مشتاق حسین:

ہے ایماں کی بنیاد ختم نبوت
سبق تو نے سب کو دیا پیارے بابا

قمر الحسن قمر بستوی:

وہ ختم نبوت کا محافظ و علم دار
تھا جس میں نہاں حضرت صدیق کا کردار

ڈاکٹر ظفر السلام ظفر برھانی:

وہ خود کو حرمت کا چوکیدار کہتا تھا
جناب خاتم الرسل کا تابع دار کہتا تھا

اسے کہتے ہیں!!

آوازِ خلق نقارۂ خدا

جسے دیکھو وہ ختم نبوت کے تحفظ کے محاذ پر امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ کے مجاہدانہ کردار کے گن گاتے ہوئے نظر آتا ہے۔ بلا شک وشبہ رواں صدی میں آپ نے جس جرأت واستقامت سے ختم نبوت کے منکرین کو آڑے ہاتھوں لیا ہے، عقیدۂ ختم نبوت کے مخالفین اور منافقین کو جس انداز میں للکارا ہے اس کی مثال ملنا محال ہے۔ یہ آپ کے خلوص اور نیک نیتی کا ثمرۂ شیریں ہے کہ آپ خود تو چلے گئے لیکن بے شمار رکاوٹوں کے باوجود ختم نبوت کے تحفظ میں آپ کی چلائی گئی تحریک بحال ہے اور آپ کا بلند کیا گیا نعرۂ حق آسمان شہرت کی بلندیوں پر بھی سنائی دے رہا ہے۔ جہاں جاؤ جدھر دیکھو "لبیک لبیک لبیک یا رسول اللہ" کی صدائیں گونج رہی ہیں۔ ماشاء اللہ آپ کے جانشین اور تحریک لبیک

کے موجودہ امیر علامہ حافظ سعد حسین رضوی زید مجدہ بھی صبر واستقامت کا پہاڑ ثابت ہوئے ہیں۔ آپ نے بھی جامع مسجد رحمۃ اللعالمین لاہور میں امیر المجاھدین کے ختم قل کے موقع پر واشگاف الفاظ میں فرمایا:

''میں وعدہ کرتا ہوں، ناموسِ رسالت کا تحفظ، ختم نبوت کی پاسبانی اور دین کو غالب کریں گے، ظالم کا ہاتھ روکیں گے، مظلوم کو حق دلوائیں گے، زبان اور دھڑ کٹوا سکتے ہیں لیکن ختم نبوت پر کوئی سمجھوتا نہیں کرسکتے''۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل امیر المجاھدین رحمۃ اللہ علیہ کو کروٹ کروٹ جنت نصیب اور ان کے درجات بلند فرمائے، علامہ حافظ سعد حسین رضوی کے علم وعمل اور استقامت میں مزید برکتیں عطا فرمائے، ہمارے علماء ومشائخ کو خواب میں سے بیداری عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریتہٖ واولیاء امتہ وعلماملتہ اجمعین۔

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

محمد ﷺ
اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

آٹھواں باب

تفکرات
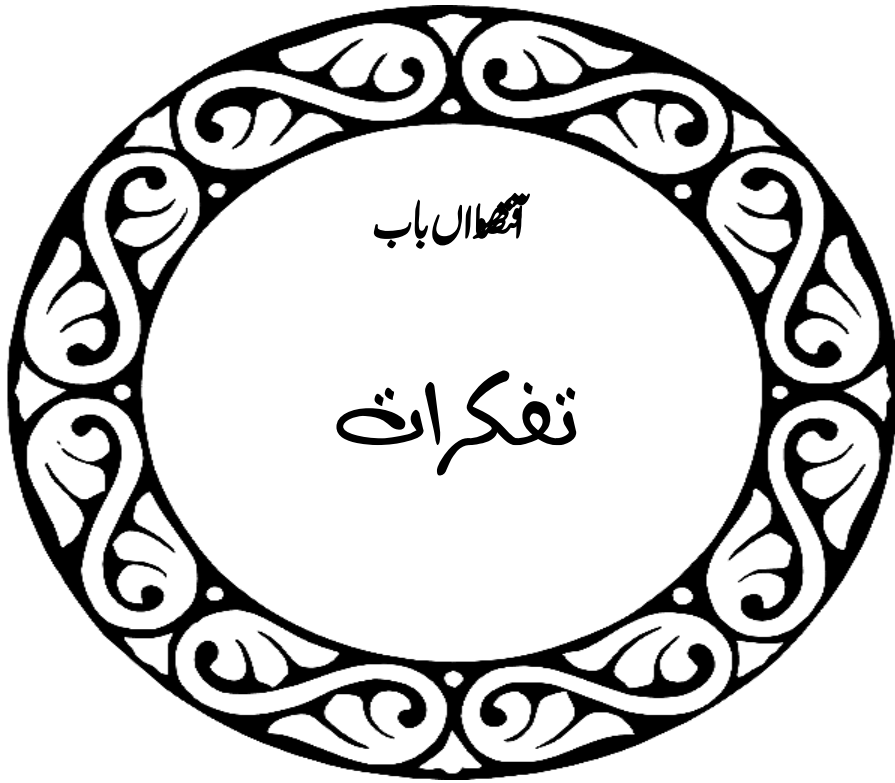
”عقیدہ ختم نبوت“ کے تحفظ میں وحدتِ امت مضمر ہے

ازقلم: علامہ مفتی آفتاب احمد رضوی (میانوالی)

عقیدۂ ختم نبوت ایمان کی روح ہے اوراس کے تحفظ ہی میں وحدتِ امت مضمر ہے۔ توحید کے بعد اسلام کے بنیادی عقائد میں رسالت سرفہرست ہے جس طرح حضور خاتم النّبیین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت حتمی اور قطعی ہے یوں ہی خاتمیت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا لازمی اور ضروری ہے۔ اہل اسلام کو توحید کی دولت رسالت کے توسط ہی سے ملی۔

رسالت پر ایمان لائے بغیر عقیدۂ توحید بھی نا قابل قبول اور بے سود ہے اس سے وابستگی نے مسلمانوں کو یک جان و یک جسدِ بنا دیا ہے ورنہ رنگ و نسل اور علاقائی امتیازیات نے حضرت انسان کو تقسیم در تقسیم کر کے رکھ دیا ہے:

دل بہ محبوب حجازی بستہ ایم
زیں جہت با یکدگر پیوستہ ایم

رب تعالیٰ نے محبوب حجازی کو دلوں کا کعبہ اور قبلہ بنا دیا ہے چہار دانگ عالم کے کسی بھی کونے میں رہنے والے کلمہ گو انہیٰ ”ذات والا صفات“ کی وجہ سے وحدت کے سلک میں پروئے ہوئے ہیں۔ اسی وحدت سے مسلمانوں میں دم خم ہے۔ قوت سطوت ہے۔ عزت ہے اور وقار ہے:

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد
وحدت کی حفاظت نہیں بے قوت بازو
آتی نہیں کچھ کام یہاں عقل خداداد

یوں ہی ختم نبوت وحدت امت کے لیے بین اور ظاہر مرکز ومحور ہے جس پر ایمان لانا اعتقاد کا حصہ بنانا اور ہمہ وقت اس کی حفاظت کے لیے کمربستہ رہنا عملاً ہر دور میں فرزندان توحید کا شیوہ اور طرز عمل رہا ہے یہی وجہ ہے کہ دشمن نے جب سے نظریاتی جنگ کا آغاز کیا اس وقت سے لے کر آج تک اسلام کے ازلی مخالفین ومنافقین کے طعن وتشنیع اور سازشوں کے سارے تیر اسی نشانے پر گرتے ہیں جس سے مسلمان غیر متزلزل وابستگی اور لامتناہی تعلق رکھتا ہے:

''لا نبی بعدی'' ز احسان خداست
پردۂ ناموس دین مصطفی است
قوم را سرمایۂ قوت ازو
حفظ سر وحدت ملت ازو
حق تعالیٰ نقش ہر دعوی شکست
تا ابد اسلام را شیرازہ بست
دل ز غیر اللہ مسلمان بر کند
نعرۂ لا قوم بعدی می زند

حقیقت یہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت رب تعالی کی طرف سے احسان عظیم ہے اور ناموس دین مصطفی علیہ التحیۃ والثناء کے لئے ایک سد سکندری کی حیثیت رکھتا ہے، اگر کوئی بد بخت شخص سرکش باغی بن کر اپنی تمام قوت کے ساتھ ''عقیدۂ ختم نبوت'' پر حملہ کرے گا تو قطعاً کامیاب نہیں ہوسکتا۔قوم مسلم کے دلوں میں اس عقیدے کے لیے ایک ولولہ، قوت، سطوت اور طاقت موجود ہے۔اس سے والہانہ محبت ہی کے نتیجے میں وحدت ملت کا خواب شرمندہ تعبیر ہوسکتا ہے۔علامہ اقبال نے حقیقت کی نقاب کشائی فرمائی کہ:

رب کریم نے ہر دعوے کے نقش کو توڑا، ہر دور میں طوفان اٹھے، سیلاب آئے، آندھیاں چلیں، کفر، طاغوت اور جہالت پوری طاقت اور قوت سے میدان میں آئی، عقیدۂ ختم نبوت کے محل پر حملہ آور ہونے کی کوشش کی مگر اہل ایمان نے ان کو دن میں تارے دکھا دیے۔ان کو شکست فاش سے دو چار ہونا پڑا اور تا قیام قیامت اسلام کی شیرازہ بندی، افتراق اور انتشار کے دروازے کو بند کیا۔نبوت کا جھوٹا دعوی کرنا آسان نہیں رہا اگر ایسا کوئی بد بخت شخص میدان میں آیا بھی تو اسے نشانۂ عبرت بنا دیا گیا۔ایک خاص حرارت اور جذبہ قوم مسلم کو اس عقیدے سے یہ ملا کہ جب ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں پھر ماننے والی قوم خاتم الاقوام کیوں نہ ہوگی یہ پیغام اتنا جاندار اور شاندار ہے جس سے قوم مسلم کی حرمت واضح اور ظاہر ہورہی ہے جب کہ دوسری طرف باقی اقوام کے مقابلے میں امتیاز تشخص اور انفراد کے غازی سے قوم مسلم کا حسین چہرہ نمودار ہونے لگا۔یہی وجہ ہے کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں اسود عنسی نامی بد بخت نے جب نبوت کا جھوٹا دعوی رچایا اور اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لیے آگے بڑھنے لگا اور مختلف علاقوں تک اپنا اثر ورسوخ بڑھانے لگا تو اس کے اس فتنے

کا قلع قمع کر دیا گیا اور حضرت فیروز رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کا کام تمام کر دیا۔

اسی طرح مسیلمہ کذاب بھی عہد صدیقی میں اپنے انجام کو پہنچا۔صرف اسی پر بس نہیں اس کے بعد یہ سلسلہ شنیعہ جاری رہا یہاں تک کہ مرزا غلام قادیانی کے نام سے سامراجی طاقتوں کی منصوبہ بندی سے جھوٹی نبوت کا ڈرامہ رچایا گیا اور اس چنگاری کو آگ کی شکل دینے کی تیاریاں ہوئیں مگر زعمائے ملت ،علمائے امت اور زندہ قوم نے اپنی ذمہ داریاں خوب نبھائیں۔

بالخصوص امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی رحمتہ اللہ علیہ اور تاجدار گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کی مساعی جمیلہ تاریخ کا ایک زریں باب ہے جس کے نتیجے میں مملکت خداداد پاکستان کی قومی اسمبلی سے متفقہ طور پر قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی رحمہ اللہ تعالی اور دیگر رہنماؤں کی انتھک کوششوں سے قادیانی کافر قرار دیئے گئے۔عقیدہ ختم نبوت وحدت امت کی اساس ہے اس میں عالم اسلام کی بقاہے اور اسی میں عالم کفر کے لئے نجات اور ابدی راحت کا سامان ہے۔شرط یہ ہے کہ اس شجر سایہ دار کے سائے میں آکر سکھ کا سانس لے۔ختم نبوت کی اہمیت واضح تب ہوتی ہے۔جب نبوت کا معنیٰ ومفہوم ذہن نشین ہوجائے کیونکہ یہی (نبوت) وہ واسطہ ہے جس کے ذریعے رب کریم مخلوق کو اپنے احکام اور ہدایات سے نوازتا ہے اور مخلوق بھی اسی مبارک تعلق کے سبب سے الٰہی فرمودات سے کماحقہ مستفید ہوکر کامل اطاعت گزاری کا نمونہ پیش کرتی ہے اور خالق و مخلوق کے درمیان یہ عظیم اور اہم رابطہ خود تقاضا کرتا ہے کہ مستقل ہو، دائمی ہو اور گردش زمانہ کی دست برد سے محفوظ ہو تاکہ مخلوق ہر حال میں ہدایت اور اصلاح سے مالا مال ہو اور ہمیشہ ہی راہ راست پر چل کر دنیاوی اور اخروی نعمتوں سے بہرہ مند ہوں اس لیے کہ رب کریم نے کائنات کی تمام تر تخلیقات انسان کے نام فرمائیں، ارشاد فرمایا: جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے۔(سورہ بقرہ آیت نمبر 164)

جب خالق کائنات نے زمین میں سب کچھ مخلوق کے لئے بنایا اور مخلوق کے لئے نبوت کے ذریعے اپنی رحمتوں کو دنیا اور آخرت میں عام فرمایا تو ضرورت اس بات کی ہے کہ رحمت ہمہ وقتی ہو، آفاقی ہو اور عالمگیر ہو اور یہ تب ممکن ہے جب ختم نبوت کا قانون اٹل ہو تاکہ خالق اور مخلوق کے درمیان اس تعلق کے اندر دراڑ نہ آئے اور مخلوق بارگاہ الٰہی سے برگشتہ اور دربدر نہ ہو اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور تعلق سے یہ حسین سلسلہ ختم نہ ہو۔ختم نبوت کی اہمیت اس وقت مزید بڑھ جاتی ہے جب راہ حق سے آوارہ، من مرضی کرنے والے، ایمان واعتقاد سے کورے عناصر گمراہی اور کفر سے چمٹے رہتے ہیں اس لیے کہ ان کی زندگی حدود وقیود سے عاری ہوتی ہے ان میں

اور جانوروں میں تمیز اور فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے مقاصد سے تہی زندگی وبال جان ہی تو ہے۔آج بھی اگر اس دنیا کے دامن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو جائیں ان کو بھی عقیدہ ختم نبوت کی برکت سے وحدت کی دولت مل سکتی ہے۔عقیدہ ختم نبوت براہ راست عقیدہ رسالت اور تحفظ ناموس رسالت سے تعلق رکھتا ہے امت کی وحدت عملاً تب ممکن ہے کہ عقیدہ رسالت پر غیر متزلزل ایمان کے ساتھ ساتھ مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ اور ناموس رسالت کی پہرے داری کے لیے مصروف عمل ہو:

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں زرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے پیغام کو عام کیا جائے گلی گلی، کوچے کوچے یہ مہک اور خوشبو پھیلائی جائے اور ہر مسلمان اس کو مذہبی فریضہ سمجھ کر میدان عمل میں اتر کر آگے بڑھے تو وحدت کا حصول ممکن ہوتا جائے گا اور سلک وحدت میں پروئی ہوئی مسلم قوم اقوام عالم میں نمایاں ہو کر صفحہ ہستی پر ابھرے گی:

عجب نہیں کہ مسلماں کو پھر عطا کر دیں

شکوہ سنجر و فقر جنید و بسطامی

الراقم: مفتی آفتاب احمد رضوی

جامعہ اسلامیہ۔علامہ رضوی ٹاؤن عیسیٰ خیل۔میانوالی

(11/ جمادی الاولی 1444ھ/6/ دسمبر 2022ء)

عقیدۂ ختمِ نبوّت اور قادیانی سازشیں

ازقلم: ڈاکٹر مفتی محمد اسلم رضا میمن تحسینی

الحمد للہ ربّ العالمین، والصّلاۃُ والسّلامُ علی خاتمِ الأنبیاءِ والمرسَلین، وعلی آلہٖ وصحبہٖ أجمعین، أمّا بعد: فأعوذُ باللّٰہِ مِن الشّیطانِ الرّجیم، بسمِ اللّٰہ الرّحمنِ الرّحیم.

حضور پُرنور، شافعِ یومِ نُشور ﷺ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے دُرود وسلام کا نذرانہ پیش کیجیے!

اللّٰھمّ صلِّ وسلِّم وبارِك علی سیِّدِنا ومولانا وحبیبِنا محمّدٍ وعلی آلِہٖ وصَحبِہٖ أجمعین.

عقیدۂ ختمِ نبوّت سے کیا مراد ہے؟

برادرانِ اسلام! عقیدۂ ختمِ نبوّت سے مراد یہ ہے، کہ رسولِ اکرم ﷺ لفظی ومعنوی طور پر خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ نے سلسلۂ نبوّت حضورِ اکرم ﷺ پر اس طرح ختم فرما دیا، کہ حضور ﷺ کے زمانہ، یا بعد میں کوئی نیا، ظلّی یا اُمّتی نبی (۱) بھی نہیں ہوسکتا۔ جو شخص حضورِ اکرم ﷺ کے زمانہ میں، یا حضور ﷺ کے بعد کسی کو، کسی بھی نوعیت کی نبوّت کا ملنا جائز جانے، وہ کافر ہے دائرۂ اسلام سے خارج ہے (۲)۔

عقیدۂ ختمِ نبوّت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

حضراتِ گرامی قدر! اللہ رب العالمین قرآنِ پاک میں سلسلۂ نبوّت کو مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ پر ختم کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾ (۳)

محمد تمہارے مَردوں میں کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری ہیں، اور اللہ سب کچھ جانتا ہے!۔

حضرت سیّدنا قتادہ نے اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا:

خاتم النبیین سے مراد یہ ہے، کہ رسول اللہ ﷺ انبیاء میں سب سے آخری نبی ہیں (۴)۔

تفسیرِ قُرطبی میں ہے کہ:

خاتم النبیین" کے یہ الفاظ تمام اگلے پچھلے علمائے اُمّت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں، جو نصِ قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں اس بات کا، کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔(۵)۔

امام ابنِ کثیر فرماتے ہیں کہ:

یہ آیتِ کریمہ اس مسئلہ میں نص ہے، کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، اور جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں، تو رسول بدرجۂ اَولیٰ نہیں ہوسکتا؛ کیونکہ مقامِ نبوّت مقامِ رسالت سے عام ہے، ہر رسول نبی ہوتا ہے، مگر ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔(۶)۔

ایک اَور مقام پر اللہ رب العالمین ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾(۷)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

عزیزانِ محترم! خود حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنی زبانِ حق ترجمان سے سلسلۂ نبوّت کے خاتمے کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَّابُونَ ثَلَاثُونَ، كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، لَا نَبِيَّ بَعْدِي (۸)

یقیناً میری اُمّت میں تیس 30 جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین (آخری نبی) ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں!۔

سلسلۂ نبوّت منقطع ہوجانے کے بارے میں حضرت سیّدنا اَنس بن مالک سے روایت ہے، تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ! فَلَا رَسُولَ بَعْدِي وَلَا نَبِيَّ (۹)

یقیناً نبوّت اور رسالت کا سلسلہ منقطع ہو چکا، تو میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا نہ کوئی نبی۔

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، اللہ کے آخری نبی ہیں، اس بارے میں حضرت سیّدنا جُبَیر بن مُطْعِم سے روایت ہے، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَأَنَا العَاقِبُ الذي ليس بعده نبيٌ (۱۰)

میں عاقب (یعنی آخری نبی) ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اس بارے حضرت سیّدنا ابو ہریرہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَثَلِي وَمَثَل الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتاً فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ، إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ: هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ۔

میری اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے، جس نے بہت اچھے انداز سے ایک گھر بنایا، اور اسے ہر طرح سے مزیّن کیا، سوائے اس کے کہ ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اُس گھر کے چاروں طرف گھومتے ہیں، اور پسندیدگی کا اظہار کرتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ اس گھر کی تکمیل کے لیے، یہاں ایک اینٹ کا ہونا ضروری ہے! پھر رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ (۱۱)

(سلسلۂ نبوّت کی) وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں، اور میں خاتم النبیین ہوں۔

جھوٹے مدّعیانِ نبوّت کا انجام

عزیزانِ محترم! عقیدۂ ختمِ نبوّت ایک ایسا عقیدہ ہے، جس پر پوری اُمّتِ مسلمہ متفق ہے، گزشتہ چودہ سو سال سے اس مُعاملے میں، نہ کبھی کوئی اِبہام پیدا ہوا نہ کوئی اختلاف، البتہ جھوٹے مدّعیانِ نبوّت کی ریشہ دوانیوں سے متعلق، حضور نبیٔ کریم ﷺ نے ضرور آگاہ فرمایا، بلکہ خود رحمتِ عالمیان ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں، اَسود عنسی اور مُسَیلمہ کذّاب جیسے بدبختوں نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا، اور کارِ نبوّت میں خود کو شریکِ کار ظاہر کرنے کی ناپاک جسارت کی، نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے ملعون اَسود عنسی کا سر، تاجدارِ ختمِ نبوّت ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں ہی قلم کر دیا گیا، جبکہ مُسَیلمہ کذّاب کے فتنے پر خلیفۂ اوّل امیر المؤمنین حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق کے دَورِ خلافت میں، مسلح طاقت کے ذریعے قابو پایا گیا، اور اس منکرِ ختمِ نبوّت کا سر قلم کر کے واصلِ جہنم کیا گیا۔

اَسود عنسی اور مُسَیلمہ کذّاب کے جھوٹے دعویٰ نبوّت سے متعلق، حدیث شریف میں حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ نے فرمایا، کہ میں نے حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عباس سے، رسول اللہ ﷺ کے اس خواب کے بارے میں پوچھا، جس کا ذکر انہوں نے فرمایا تھا! تو حضرت سیّدنا ابنِ عباس نے فرمایا، کہ مجھ سے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی رحمت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُرِيتُ أَنَّهُ وُضِعَ فِي يَدَيَّ إِسْوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَفُظِعْتُهُمَا وَكَرِهْتُهُمَا، فَأُذِنَ لِي فَنَفَخْتُهُمَا فَطَارَا، فَأَوَّلْتُهُمَا كَذَّابَيْنِ يَخْرُجَانِ۔

میں سویا ہوا تھا کہ مجھے خواب میں دکھایا گیا، کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیے گئے، تو میں ان

سے گھبرا یا اور میں نے انہیں ناپسند کیا، پھر مجھے اجازت دی گئی تو میں نے ان دونوں ہاتھوں پر پھونک ماری جس سے وہ اُڑ گئے، اور میں نے اس خواب کی یہ تعبیر لی، کہ دو 2 جھوٹے نبی ظاہر ہوں گے۔

(اس حدیثِ پاک کے راوی) حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ نے کہا، کہ

(1) ان میں سے ایک (علاقۂ صنعاء کا) اَسود عنسی تھا، جس کو حضرت سیّدنا فیروز نے یمن میں قتل کیا،

اور (2) دوسرا مُسَیلمہ کذّاب تھا" (۱۲) جسے حضرت سیّدنا خالد بن ولید کی سپہ سالاری میں لڑی گئی جنگِ یمامہ میں، حضرت سیّدنا وحشی بن حرب نے نیزہ مارا، حضرت سیّدنا عبد اللہ بن زید نے تلوار سے وار کیا، اور ان کے بھائی حضرت سیّدنا خبیب بن زید نے مُسَیلمہ کذّاب کو واصلِ جہنم کیا (۱۳)۔

ایک اَور روایت میں سیّدنا عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ مبارکہ میں مُسَیلمہ کذّاب مدینۂ منوّرہ آیا، اور کہنے لگا کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے بعد خلافت میرے لیے مقرّر کر دیں، تو میں ان کی پیروی کرلوں گا، وہ مدینۃ النبی میں اپنی قوم کے بہت سے لوگوں کے ساتھ آیا تھا، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے پاس تشریف لائے، حضور سرورِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت سیّدنا ثابت بن قیس بن شمّاس بھی تھے، اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس میں شاخ کا ایک ٹکڑا تھا، مُسَیلمہ کذّاب کے ساتھیوں کی موجودگی کے باوُجود، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں ٹھہرے اور فرمایا:

لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ، مَا أَعْطَيْتُكَهَا، وَلَنْ تَعْدُوَ أَمْرَ اللهِ فِيكَ، وَلَئِنْ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللهُ، وَإِنِّي لَأَرَاكَ الَّذِي أُرِيتُ فِيكَ مَا رَأَيْتُ (۱۴)

(خلافت تو بڑی بات ہے) اگر تم مجھ سے اس شاخ کے ٹکڑے کا بھی سوال کرو، تو میں تمہیں یہ بھی نہ دوں! اور تیرے متعلق اللہ کی جو تقدیر ہے، تُو اس سے نہیں بھاگ سکتا، اور اگر تم نے اسلام سے پیٹھ پھیری تو اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کر دے گا، اور میرا گمان ہے کہ تو وہی ہے جو مجھے خواب میں دکھایا گیا تھا۔

چونکہ زمانۂ رسالت سے لے کر آج تک، اُمّتِ مسلمہ اس مُعاملہ میں متحد و متفق ہے، اور اس بارے میں کوئی دورائے نہیں پائی جاتیں، لہٰذا اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر مر مٹنے والے عاشقانِ رسول، اور علمائے اُمّت نے ہر دَور میں جھوٹے مدّعیانِ نبوّت کے خلاف علَمِ جہاد بلند کیا، اور ہر محاذ پر ڈٹ کر نہ صرف اُن کا مقابلہ کیا، بلکہ قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، اور آج تک کرتے چلے آ رہے ہیں، اُمّتِ مسلمہ کے لیے یہ مسئلہ کس قدر حسّاس ہے، اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے، کہ چودہ سو سال سے زائد عرصہ پر محیط، پوری تاریخِ اسلام میں کبھی کسی

ایسے شخص کو برداشت نہیں کیا گیا، جس نے نبوّت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو، یہی وجہ ہے کہ مصطفیٰ جانِ رحمت ﷺ نے مُسَیلمہ کذّاب جیسے ملعون کی طرف سے سفارتکاری کا فریضہ انجام دینے والوں سے ارشاد فرمایا:

وَلَوْ كُنْتُ قَاتِلاً وَفْداً لَقَتَلْتُكُمَا (١٥)

اگر میں سفیروں کو قتل کرنے والا ہوتا، تو ضرور تم دونوں کو قتل کر دیتا۔

عقیدۂ ختمِ نبوّت اور علمائے اُمّت:

حضراتِ گرامی قدر! عقیدۂ ختمِ نبوّت کے بارے میں، تمام علمائے اُمّت اس بات پر متفق ہیں، کہ حضور نبیٔ کریم ﷺ اللہ رب العالمین کے آخری نبی ہیں، رسول اللہ ﷺ پر سلسلۂ نبوّت منقطع کر دیا گیا ہے، اب تا قیامت کسی بھی نوعیت کا کوئی سچّا نبی نہیں آئے گا، اس بات پر پوری اُمّت کا اِجماع ہے، جس میں کسی بھی تاویل وتخصیص کی کوئی گنجائش نہیں۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی فرماتے ہیں کہ

یقیناً اُمّت نے بالِاجماع اس لفظ سے یہ سمجھا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا نہ کوئی رسول، اور اس پر اِجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل وتخصیص نہیں، اور اس کا انکاری یقیناً اِجماعِ اُمّت کا انکاری ہے۔(١٦)

مفسّرِ قرآن علّامہ سیّد شہاب الدین محمود آلوسی فرماتے ہیں کہ

حضورِ اکرم ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے، جس پر قرآن شاہد وناطق ہے، احادیثِ نبویہ میں جس کو صراحۃً بیان فرمایا گیا ہے، اور اُمّت نے اس پر اِجماع کیا ہے، لہٰذا جو شخص اس کے خلاف مدّعی ہو، اس کو کافر قرار دیا جائے گا، اور اگر وہ اس پر اِصرار (ضد اور تکرار) کرے، تو اُسے قتل کیا جائے گا۔(١٧)

یہ حکم تو سلطانِ اسلام (اسلامی حکومت) کے لیے ہے، کہ اُسے سزائے موت دے، اور علماء وعوام کے لیے یہ ہے کہ تحریر وتقریر کے ذریعے اُس کا رَد کریں؛ کہ قلم بھی ایک زبان ہے، اور زبان بھی ایک نیزہ ہے۔(١٨)

سیّدی اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنّت، قاطعِ قادیانیت، امام احمد رضا فاضلِ بریلی، عقیدۂ ختمِ نبوّت کے منکِر سے متعلق حکمِ شرعی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ

حضور پُرنور، خاتم النبیین، سیّد المرسلین ﷺ کا خاتم یعنی بعثت میں آخرِ جمیع انبیاء ومرسلین بلا تاویل وبلا تخصیص ہونا، ضروریاتِ دین سے ہے، جو اس کا منکِر ہو، یا اس میں ادنیٰ شک وشبہ کو بھی راہ دے، کافر مرتَد ملعون ہے۔ آیۂ کریمہ: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ (١٩) ہاں اللہ کے رسول ہیں، اور سب نبیوں کے پچھلے

(آخری نبی) ہیں"، اور حدیثِ متواتر: لَا نَبِيَّ بَعْدِي (۲۰) میرے بعد کوئی نبی نہیں'' سے تمام اُمّتِ مرحومہ نے سلفاً وخلفاً، ہمیشہ یہی معنی سمجھے، کہ حضورِ اقدس ﷺ بلا تخصیص تمام انبیاء میں آخر نبی ہوئے، حضور ﷺ کے ساتھ یا حضور ﷺ کے بعد، قیامِ قیامت تک کسی کو نبوّت ملنی مُحال (ناممکن) ہے۔(۲۱)

قادیانی شاطر خود اپنے منہ کافر

حضراتِ گرامی قدر! آیتِ مبارکہ: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ میں لفظ: "خاتم" سے مراد یہ ہے، کہ رسولِ ریم ﷺ پر سلسلۂ نبوّت ختم ہو چکا، لیکن بد بخت قادیانی اس لفظ کا معنی: ''نبیوں کی مہر'' مراد لیتے ہوئے، اس کی ایک انوکھی تفسیر یہ کرتے ہیں کہ ''اب (معاذ اللہ) جو بھی نبی آئے گا، اُس کی نبوّت مصطفیٰ کریم ﷺ کی مُہرِ تصدیق لگ کر مصدّقہ ہوگی"، حالانکہ دعویٔ نبوّت سے قبل، خود مرزا غلام قادیانی مدّعیٔ نبوّت کو اسلام سے خارج سمجھتا، اور لفظ "خاتم" سے حضورِ اکرم ﷺ کا آخری نبی ہونا ہی مراد لیا کرتا تھا!۔

مرزا قادیانی اپنے انجام سے متعلق حکمِ شرعی اپنے ہاتھوں سے تحریر کرتے ہوئے، 1893ء میں "حمامة البُشری" ص79 پر لکھتا ہے کہ:

مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوّت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں؟! اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں؟۔(۲۲)

1896ء میں اپنی تالیف "انجامِ آتھم" ص27 پر لکھا کہ:

کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر یقین رکھتا ہے، اور آیت: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں؟(۲۳)

مزید 1898ء میں ''کتاب البریّۃ'' ص199-200 پر لکھا کہ "آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا، اور حدیث: لَا نَبِيَّ بَعْدِي ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا، اور قرآن شریف کا لفظ لفظ قطعی ہے، اپنی آیت: ﴿وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا، کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوّت ختم ہو چکی ہے۔(۲۴)

عزیزانِ محترم! ان تمام عبارتوں اور حوالہ جات کا حاصل یہ ہے، کہ بالفرض اگر پاکستانی پارلیمنٹ یا علمائے اہلِ سنّت، مرزا غلام قادیانی کو کافر، بد بخت اور لعنتی قرار نہ بھی دیتے، تب بھی مرزا قادیانی دعویٔ نبوّت سے قبل، اپنے ہی تحریر کیے ہوئے رسائل اور کتب کی رُو سے کافر، مرتد اور خارجِ اسلام ٹھہرتا ہے!۔

تحریک ختمِ نبوّت کے سلسلے میں علمائے اہلِ سنّت کی خدمات

حضراتِ ذی وقار! پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف سب سے پہلی تحریکِ ختمِ نبوّت کا آغاز 1953ء میں ہوا، جس کے رُوحِ رواں اور متفقہ قائد، غازیٔ کشمیر حضرت علّامہ سیِّد ابوالحسنات قادری تھے، آپ حضرت علّامہ مولانا دیدار علی شاہ اَلوَری کے بڑے صاحبزادے تھے، علّامہ سیِّد ابوالحسنات قادری کو اس سلسلے میں قید وبند کی صُعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑیں، لیکن آپ کے پایۂ استقلال میں کوئی لغزش نہ آئی، بلکہ استقامت کے ساتھ ڈٹ کر تمام مشکلات کا سامنا کرتے رہے۔ختمِ نبوّت کی اس مقدّس تحریک میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی، قائدِ ملّتِ اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی، اور صاحبزادہ امین الحسنات سیِّد خلیل احمد قادری جیسی قدآور شخصیات بھی آپ کے ہم قدم تھیں۔

مولانا عبدالحامد بدایونی نے تحریکِ پاکستان کی طرح تحریکِ ختمِ نبوّت میں بھی بھرپور حصہ لیا، تحریک کے دَوران ملک کے طُول وعرض کے دَورے کیے، اور فروری 1953ء سے جنوری 1954ء تک کراچی اور سکھر کی جیلوں میں قید وبند کی آزمائش سے بھی گزرے۔مولانا عبدالحامد بدایونی اور مفتی صاحب داد خان نے، 1951ء میں کراچی کے اس تاریخی اِجلاس میں ''جمعیت علمائے پاکستان'' کے پلیٹ فارم سے علمائے اہلِ سنّت کی نمائندگی بھی فرمائی، جس میں اسلامی دُستور کے نفاذ کے سلسلے میں علماء کے متفقہ 22 نکات مرتب کیے گئے(۲۵)

تحریکِ ختمِ نبوّت میں مجاہدِ ملّت مولانا عبدالستار خان نیازی کی خدمات بھی روزِ روشن کی طرح عیاں ہیں، آپ نے 1953ء اور 1974ء کی تحریکِ ختمِ نبوّت، تحریکِ نظامِ مصطفی ﷺ اور تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ کے پلیٹ فارم سے کارہائے نمایاں سرانجام دیے۔مولانا عبدالستار خان نیازی نے 28 فروری 1953ء کو جامع مسجد وزیر خان لاہور کو اپنا ہیڈ کوارٹر (Headquarter) بنا کر، تحریکِ ختمِ نبوّت کا آغاز فرمایا، اور پنجاب اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد پیش کرنے کا پروگرام بنایا، لیکن اس سے پیشتر ہی آپ کو شاہی قلعہ لاہور میں نظر بند کر دیا گیا، اس کے بعد 9/اپریل کو جیل بھیج دیا گیا، 16/اپریل سے 25، اپریل تک آپ پر فوجی عدالت میں مقدّمہ چلتا رہا، اور بالآخر 7 مئی کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا، البتہ بعد میں مفتی اعظم فلسطین سیِّد امین حسینی سمیت عالمِ اسلام کے عظیم اکابر کے بھرپور احتجاج، اور عالمی دباؤ کے تحت آپ کی سزائے موت کو عمر قید بامشقّت میں بدل دیا گیا۔مولانا نیازی 7 مئی سے 14 مئی تک پھانسی کی کوٹھڑی میں بھی قید رہے، جبکہ 29/اپریل 1955ء کو ضمانت پر رہائی ملی، یوں مجموعی طور پر آپ دو برس سے زائد جیل میں رہے(۲۶)

علّامہ سیّد ابوالحسنات قادری اور مولانا عبدالحامد بدایونی کے بعد، تحریکِ ختمِ نبوّت کو دوبارہ زندہ کرنے کا سہرا، قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی کے سر ہے، علّامہ نورانی نے 30 جون 1974ء میں قومی اسمبلی میں باقاعدہ ایک بل پیش کیا، اور دوسری آئینی ترمیم کے ذریعے متفقہ طور پر قادیانیوں کو کافر قرار دلوایا۔ صرف یہی نہیں بلکہ شیخ الحدیث حضرت علّامہ عبدالمصطفیٰ اَزہری کی تحریر کردہ "مسلمان کی تعریف" کو دُستورِ پاکستان کا حصّہ بنوانے میں بھی، علّامہ شاہ احمد نورانی نے اہم کردار ادا کیا(۲۷)۔

یہ تعریف دُستورِ پاکستان کے آرٹیکل 260 کی ذیلی دفعہ تین 3 کے تحت مذکور ہے۔

علّامہ ازہری مسلمان کی تعریف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"مسلم" سے وہ ایسا شخص مراد ہے، جو وَحدت وتوحیدِ قادرِ مطلق اللہ، خاتم النبیّین حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ختمِ نبوّت پر مکمل، اور غیر مشروط طور پر ایمان رکھتا ہو، اور پیغمبر یا مذہبی مُصلح کے طور پر کسی ایسے شخص پر نہ ایمان رکھتا ہو، نہ اسے مانتا ہو جس نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد اس لفظ کے کسی بھی مفہوم، یا کسی بھی تشریح کے لحاظ سے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا ہو، یا جو دعویٰ کرے(۲۸)

7 ستمبر... یومِ ختمِ نبوّت

عزیزانِ مَن! مرزا غلام قادیانی کے ایمان شکن عقائد ونظریات کے باعث، قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی اور دیگر علمائے اہلِ سنّت کی تحریک اور قرارداد پر، 5/ اگست سے لے کر 10/ اگست تک 6 دن، اور پھر 20/ اگست سے لے کر 24/ اگست تک 5 دن، کُل گیارہ دن مرزا ناصر احمد (سربراہ قادیانی گروہ) پر پاکستان کی قومی اسمبلی میں جرح ہوئی۔ 27/ اگست 28/ اگست 2 دن صدر الدین، عبدالمنّان عمر اور مرزا مسعود بیگ، لاہوری گروپ کے نمائندوں پر جرح ہوئی۔ کُل تیرہ دن قادیانی اور لاہوری گروپس کے نمائندوں پر جرح مکمل ہوئی۔ بالآخر طویل بحث ومُباحثہ کے بعد سات 7 ستمبر 1974ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے، قادیانیوں کو غیر مسلم (اقلیّت) قرار دے دیا۔ مکمل کارروائی اور جرح کی تفصیلات جاننے کے لیے، نیچے دیے گئے لنک کی جانب مُراجعت فرمایئے(۲۹)۔

آئینِ پاکستان کے آرٹیکل 298C میں ہے کہ "قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا، کوئی شخص جو بلاواسطہ یا بالواسطہ، خود کو مسلمان ظاہر کرے، یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے، یا منسوب کرے، یا الفاظ کے ذریعے، خواہ زبانی ہو یا تحریری، یا مَرئی نُقوش کے

ذریعے، اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے، یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے، یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید، اتنی مدّت کے لیے دی جائے گی، جو تین 3 سال تک ہو سکتی ہے، اور جُرمانے کا مستوجب ہوگا۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ قادیانی تو رہے ایک طرف، آج ہماری حکومت کے اپنے وزراء، مرزائیوں کے لیے "احمدی مسلم" کی اصطلاح استعمال کرکے، آئینِ پاکستان کی صریح خلاف ورزی کرتے دکھائی دیتے ہیں، مگر انہیں کوئی روکنے والا نہیں، نہ میڈیا ایسی چیزوں کو ہائی لائٹ (High light) کرتا ہے، اور نہ ہی ہمارا کوئی چیف جسٹس اس پر سوموٹو ایکشن (Suo moto Action) لیتا ہے!۔

حضراتِ گرامی قدر! مرزائیوں کے خلاف پاکستانی پارلیمنٹ کے اس آئینی فیصلے کو، چھیالیس 46 برس گزر چکے ہیں، لیکن اس کے باوُجود قادیانی اپنی شیطانی چالوں اور ارادوں سے باز نہیں آئے، بلکہ شب وروز مسلمانوں کے خلاف سازشوں کا جال بُننے میں مصروف ہیں، آج قادیانی گروہ کی پشت پر یہود ونصاریٰ کا ہاتھ ہے، ان کے اشاروں پر وہ پاکستانی عوام کے دلوں میں، علمائے کرام کے خلاف نفرت کا بیج بو رہے ہیں، فرقہ وارانہ کشیدگی کو ہوا دے رہے ہیں، اقلیتوں کے حقوق کے نام پر، عالمی سطح پر پاکستان کو بدنام اور غیر مستحکم کر رہے ہیں، ملک دشمن عناصر کے ساتھ مل کر ملکی سلامتی کے خلاف سازشیں کرنا ان کا نصب العین ہے۔ لہٰذا بحیثیت ایک پاکستانی مسلمان، ہم سب پر لازم ہے کہ باہمی اتحاد سے ان سازشوں کو ناکام بنائیں، اور اپنے مذہب ووطن کے خلاف کوئی سازش کامیاب نہ ہونے دیں۔

قادیانی چیرہ دستی اور سازشیں

میرے عزیز دوستو، بھائیو اور بزرگو! یہ لوگ اپنا تعارُف قادیانیت کے بجائے، بحیثیتِ مسلمان کروا کر، سِول اور عسکری اداروں میں گھسنے کی کوشش کر رہے ہیں، ہمارے کالجز (Colleges) اور یونیورسٹیز (Universities) پر ان کی خاص نظر ہے، یہ لوگ تعلیمی اداروں میں گھس کر ہماری نئی نسل کے ذہن خراب کر رہے ہیں، اپنے دامِ فریب میں پھنسا کر ان سے اپنے حق میں پروپیگنڈہ کروا رہے ہیں کہ "قادیانیوں کو سرکاری سطح پر کافر قرار دیے جانے کا فیصلہ درست نہیں ہے، لہٰذا اسے تبدیل کیا جائے۔

ان کی سازشوں اور بڑھتے ہوئے اثر ورُسوخ کا اندازہ، اس بات سے بخوبی لگا لیجیے کہ ماضی قریب میں ہمارے سابقہ نااہل وزیرِ اعظم نے، قادیانیوں کو اپنا بھائی کہا، حتی کہ اسمبلی کی جنرل سیٹ (General seat)

کے لیے جمع کرائے جانے والے فارم سے، عقیدۂ ختمِ نبوّت کی شق کو ختم کرنے کی سازش میں، وطنِ عزیز "اسلامی جُمہوریہ پاکستان" کی حکومت خود بھی ملوّث پائی گئی، صرف یہی نہیں بلکہ موجودہ حکومت نے بھی ریاستِ مدینہ کا ورد کرکر کے، پہلے اقتصادی مشیر کے نام پر کسی قادیانی کو اپنی کابینہ کا حصہ بنایا، اور بعد میں عوامی ردِعمل اور دباؤ کے سبب بامرِ مجبوری، اس کی تقرُری کا نوٹیفکیشن (Notification) واپس لیا۔

لیکن ان کی ساری شرارتوں کا فائدہ یہ ہوا، کہ جہاں قادیانیوں کے لیے نرم گوشہ رکھنے والے کئی صحافی، سیاسی رَہنما اور حکومتی نمائندوں کے چہرے بےنقاب ہوئے، وہیں ان کے تیزی سے بڑھتے اثر ورُسوخ کا بھی اندازہ ہوا۔ یہ لوگ تبدیلی اور نئے پاکستان کی آڑ میں سات 7 ستمبر 1974ء کی آئینی ترمیم کی واپسی، اور اس میں ردّوبدل کے لیے سرگرم ہو چکے ہیں، قومی اور بین الاقوامی سطح پر ان کے لیے لابنگ (Lobbying) کا عمل بڑی تیزی سے جاری ہے، لہٰذا علمائے دین کے ساتھ ساتھ پاکستانی عوام کو بھی عقیدۂ ختمِ نبوّت پر، پہرہ دینے کے لیے ہر دَم بیدار اور تیار رہنا چاہیے!۔

اہم پیغام... مسلم نوجوانوں کے نام

برادرانِ اسلام! عقیدۂ ختمِ نبوّت اور ناموسِ رسالت کو، اس وقت سب سے بڑا خطرہ "قادیانیوں" سے ہے، اسلام اور پاکستان مخالف قوّتیں، دنیا بھر سے انہیں اَخلاقی و مالی طور پر فنڈنگ کر رہی ہیں، یہ اسرائیلی یہود کی طرح کام کرتے ہوئے "رَبوَہ" (چناب نگر) سے نکل کر رفتہ رفتہ ملک کے چاروں اَطراف میں پھیل رہے ہیں، زمینیں خرید خرید کر اپنے لوگ آباد کر رہے ہیں، اَفواجِ پاکستان اور حکومتی ایوانوں میں اپنے لوگ داخل کر رہے ہیں، سوشل میڈیا (social media) پر قادیانی گروہ سے تعلق رکھنے والی نوجوان اور خوبرُو دوشیزاؤں کے ذریعے، مسلمان نوجوانوں کو روزگار اور شادی کا جھانسہ دے کر گمراہ کرنے، اور انہیں قادیانی بنانے کا سلسلہ بھی زور وشور سے جاری وساری ہے!!۔

میرے بھائیو! ہمارے نوجوانوں کو اس فتنہ سے ہر وقت خبردار رہنے کی ضرورت ہے! علاوہ ازیں ایسے تمام فیس بُک (Facebook) گروپس، جن میں اسلام اور علماء کے کردار پر کیچڑ اچھالا جاتا ہو، یا انہیں بُرا بھلا کہہ کر اسلام سے متنفر کیا جاتا ہو، انہیں نفرت انگیز مواد (Hateful content) شیئر کرنے کے جرم میں، رپورٹ کرکے فیس بک انتظامیہ سے بلاک (Block) کروائیں! عقیدۂ ختمِ نبوّت کے مُنافی کسی بھی قسم کا مشکوک لٹریچر (Literature) نظر سے گزرے، تو فوراً اپنے علماء سے رابطہ کریں، اور ان سے رَہنمائی لے کر اس کا فوری

سدِّ باب کریں، اللہ کریم ہمیں علم وعمل کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین!۔

دعا

اے اللہ! عقیدۂ ختمِ نبوّت کے خلاف سازشیں کرنے والوں کو نیست ونابود فرما، ہمیں اور ہماری آنے والی نسلوں کو بھی عقیدۂ ختمِ نبوّت پر پہرہ دینے کی توفیق دے، قادیانیوں کے رُوپ میں یہود ونصاری کی طرف سے، اسلام مخالف سازشوں کو ناکام بنادے، ہماری صفوں میں اتحاد کی فضا پیدا فرما، ہمیں پنج وقتہ باجماعت نمازوں کا پابند بنا، آمین یاربّ العالمین!۔

حواشی وحوالہ جات

(۱) قادیانی لوگ، مرزا غلام قادیانی کو (معاذ اللہ) نبی اور رسول مانتے ہیں، خود مرزا غلام قادیانی نے اپنے لیے ظلّی نبی، بُروزی نبی، اور اُمّتی نبی کے الفاظ استعمال کیے ہیں، اسی عقیدۂ بد کے باعث وہ ختمِ نبوّت کا انکاری، اور دائرۂ اسلام سے خارج قرار پایا۔

(۲) بہارِ شریعت"عقائد متعلقۂ نبوت، حصہ 1، 1/ 63 ملخصاً۔ (۳) پ22، الآحزاب:40

(۴) تفسیر ابن جرير "پ22، الآحزاب، تحت الآية:40، الجزء 22، صـ21

(۵) تفسیر القُرطبی "الآحزاب، تحت الآية:40، الجزء 14، صـ173

(۶) تفسیر ابن كثير "پ22، الأحزاب، تحت الآية:40، 3/495

(۷) پ6، المائدہ:3

(۸) سنن أبي داود "كتاب الفتن والمَلاحم، باب ذكر الفِتن ودلائلها، ر:4252، ص596، 597. و"سنن الترمذي" أبواب الفِتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتّى يخرج كذّابون، ر: 2219، ص509. [قال أبو عيسى:] هذا حديثٌ [حسنٌ] صحيح

(۹) سنن الترمذي" أبواب الرؤيا، باب ذهبت النبوّة وبقيت المبشّرات، ر: 2272، ص522 [قال أبو عيسى:] هذا حديثٌ [حسنٌ] صحيح، غريبٌ من هذا الوجه من حديث المختار بن فلفل

(۱۰) "صحيح البخاري" كتاب المناقب، باب ما جاء في أسماء رسول الله، ر:3532، ص 594. و"صحيح مسلم" كتاب الفضائل، باب في أسمائه، ر: 6105، ص 1034. و"سنن الترمذي" أبواب الأدب، باب ما جاء في أسماء النبي، ر:2840، صـ639. [قال أبو عيسى:] هذا حديثٌ حسنٌ صحيح.

(۱۱)صحیح البخاري "كتاب المناقب، باب خاتم النبيّين، ر: 3535، صـ595. و "صحيح مسلم" كتاب الفضائل، باب ذكر كونه خاتم النبيّين، ر: 5961، صـ1013۔

(۱۲)صحیح البخاري "[باب] قصّة الأسود العنسي، ر: 4379، صـ743.

(۱۳) كشف اللثام "للسفاريني، كتاب الطهارة، الحديث8، 1/146.

(۱۴)صحیح البخاري "كتاب المناقب، ر: 3620، صـ608.

(۱۵)مسند الإمام أحمد" مسند عبد الله بن مسعود، ر: 3837، 2/69. و"مجمع الزوائد" كتاب الجهاد، باب النهي عن قتل الرسل، ر: 9598، 5/405. [قال الهيثمي:] قلت: رواه أبو داود باختصار. رواه أحمد، وابنُ معيز لم أعرفه، وبقية رجالِه ثِقاتٌ، وله طريق أتمّ من هذه في الحدود.

(۱۶)الاقتصاد في الاعتقاد "بيان من يجب تكفيره من الفرق، صـ137۔

(۱۷)تفسير روح المعاني "الأحزاب، تحت الآية: 40، 11/219، 220.

(۱۸)فتاویٰ رضویہ "كتاب الرد والمناظرة، رسالہ "حُسام الحرمین" 20/275 ملتقطاً۔

(۱۹)پ22، الأحزاب: 40.

(۲۰)صحیح البخاري "كتاب أحاديث الأنبياء، باب ما ذكر عن بني إسرائيل، ر: 3455، ص582. و"صحيح مسلم" كتاب الإمارة، باب وجوب الوفاء ببيعة الخليفة الأوّل فالأوّل، ر: 4773، ص827.

(۲۱) فتاویٰ رضویہ، کتاب الردّ والمناظرۃ، رسالہ "المبین ختم النبیین" 22/25۔

(۲۲) دیکھیے: "روحانی خزائن" 7/297۔ (۲۳) دیکھیے: "روحانی خزائن" 11/27۔

(۲۴) دیکھیے: "روحانی خزائن" 13/217، 218۔

(۲۵) تحفظِ ختمِ نبوّت کی تاریخ ساز تحریک "جیو نیوز ڈیجیٹل 9 ستمبر 2019ء۔

(۲۶) ایضاً۔ (۲۷) دیکھیے: "شاہ احمد نورانی" وکی پیڈیا آزاد دائرۃ المعارف، ملخصاً۔

(۲۸) اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دُستور" باب 5، توضیح، 174۔

(۲۹) دیکھیے: https://archive.org/details/na-proceeding-1974

قادیانی فتنے کے نئے زاویئے

از قلم: علامہ ابوالنور پیر سید نجم مصطفیٰ بخاری (دینہ جہلم)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَن یَّھْدِہِ اللہُ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ ۔ وَاَشْھَدُ أَنْ لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ۔ وَاَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ۔ مَنْ یُّطِعِ اللہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدْ، وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لاَ یَضُرُّ اِلاَّ نَفْسَہٗ وَلاَ یَضُرُّ اللہَ شَیْئاً ۔أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ -

أَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط وَکَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ()

(سورۃ نمبر 33 الاحزاب آیت نمبر 40)

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے رسول اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کردینے والے) ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

معزز قارئین کرام! حالیہ دنوں میں مسلمان جہاں سیاسی مسائل میں گھرے ہوئے ہیں وہیں اُن کے ساتھ ایک سیاسی بازی گری یہ بھی ہورہی ہے کہ غیر مسلم اقوام کو مسلمانوں کے نام سے بڑھاوادیا جارہا ہے اور سب سے زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ بسا اوقات نادانستہ طور پر مسلمان ہی اس سازش کا آلۂ کار بن رہے ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں روافض کے بعد اب قادیانی ہیں جنھیں سیاسی بازیگروں نے مسلمانوں کی جگہ بٹھانا شروع کردیا ہے۔

چنانچہ باوجود اس کے کہ قادیانیت کے بانی مرزا قادیانی نے اپنی حیات میں اپنے متبعین کو مردم شماری کے وقت مسلمانوں سے بالکل الگ ایک مستقل فرقہ کے طور پر شمار کرایا تھا، اس کے بعد بھی کئی مواقع پر قادیانی سرغنوں نے انگریزی دورحکومت میں اپنا شمار مسلمانوں سے الگ کرایا، لیکن ہندوستان میں مسلم دشمنی میں کانگریس حکومت نے پہلی بار 2011ء میں قادیانیوں کی مردم شماری مسلمانوں کے ساتھ کرائی اور اب موجودہ حکمراں بھارتی جنتا پارٹی یا پاکستانی نام نہاد ریاست مدینہ کے دعویداروں کا عزم وارادہ تو یہ لگتا ہے کہ انگریزوں کو جو کام اِن قادیانیوں سے لینا

تھا اُس میں وہ ناکام رہے،اس کی تکمیل اب موجودہ سیاست داں کریں گے۔

مسلم دشمنی کی یہ کوئی انوکھی مثال یا اسلام دشمن قوتوں کا یہ کوئی انوکھا عزم وارادہ نہیں؛ تاہم اتنی بات ضرور ہے کہ اگر اب بھی مسلم زعماء اور دانشوروں نے اِن زہر آلود پالیسیوں پر روک نہ لگائی تو خاکم بدہن وہ دن دور نہیں کہ جلد ہی قادیانی بھی مسلمانوں کے درمیان بود و باش میں وہی حیثیت اختیار کرلیں گے جو روافض و تفضیلیین کی ہے۔

مذہبی، سیاسی اور سماجی میدانوں میں ناقابلِ تلافی شکست کھانے کے بعد قادیانیوں نے ایک نئی سازش یہ رچائی ہے کہ ملکی اور بین الاقوامی سطح پر اسلامی شناخت کے حامل کچھ ایسے افراد اور اداروں کی تشکیل کی ہے جو سیکولر ازم اور جمہوریت کی آڑ میں قادیانیوں کے دفاع اور ان کے خصوصی مفادات کے تحفظ کے لیے کام کررہے ہیں، ان اداروں کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ کسی بھی طرح سے قادیانیوں کو اسلام اور مسلمانوں کی صف میں لاکھڑا کریں، اپنے اس ناپاک مشن کی تکمیل کے لیے کبھی کبھی تو وہ اتنی دور کی کوڑی لاتے ہیں کہ مخلص مسلمان بھی اُن کی اس سازش کا شکار ہوجایا کرتے ہیں۔ بعد میں جب انھیں قادیانی سازش سے باخبر کیا جاتا ہے تو بعض تو مخلصانہ طور پر نقصان کی تلافی کی فکر کرتے ہیں لیکن بعض اپنی مونچھوں پر سیکولرازم اور دانشوری کا تاؤ چڑھا کر کچھ اس طرح میدان میں اترتے ہیں کہ قادیانیوں نے بھی کبھی نہ سوچا ہوگا کہ اُن کے ناپاک مشن کے لیے یہ پاکباز مسلمان اتنے کارگر ہوں گے۔اعاذنا اللہ منہ۔

قادیانیوں کی ایک بہت پرانی کوشش یہ بھی ہے کہ انھیں "احمدیہ مسلم جماعت" کے نام سے جانا جائے۔ اگر چہ متفقہ طور پر پوری دنیا کے مسلمانوں نے اور دنیا کی اسلامی یا غیر اسلامی سیکولر چھوٹی بڑی عدالتوں نے بھی ان کے دعویِ اسلام کو مسترد کردیا ہے؛ لیکن دنیا کی تمام اقوام انھیں "احمدی مسلمان" سے یاد کریں، ان کی عبادت گاہ "مرزاڑا" کے لیے مسجد کا لفظ استعمال کیا جائے۔ ان کے ہر زندیقانہ اور غیر اسلامی عمل پر اسلامی اصطلاحات استعمال کی جائیں۔ اس میں پڑوسی ملک کی بعض نیوز ایجنسیاں بھی اسی کو جمہوریت کے نام پر اپنا اوڑھنا بچھونا بنائے ہوئی ہیں اور دیگر ممالک کو اس طرح خبریں سپلائی کرتی ہیں کہ گویا وہ مسلمانوں کی ہمدرد ہیں یا مطلق غیر جانب دار خبر رساں ایجنسی ہیں حالانکہ صورت حال بالکل اس کے برعکس ہے، ان ایجنسیوں کے قیام کے پیچھے اوّل دن سے قادیانی ہیں جو ان کو اپنے مفاد میں گاہے گاہے استعمال کرتے ہیں یا پھر یہ کہ یہ ایجنسیاں قادیانیت زدہ ہیں جو ان کے مفاد میں استعمال ہونے ہی کو جمہوریت کا اعلی معیار سمجھ رہی ہیں۔ الحمد للہ علماء اہل سنت و جماعت نے اپنی سعی پیہم سے جس طرح انگریزی حکومت کی منصوبہ بندیوں کو ناکام بنادیا، قادیانی منصوبوں کو بھی اس طرح خاک میں ملا دیا کہ

1889 سے 2022 تک ایک طویل عرصہ گذرنے کے بعد بھی سوائے چند زرخرید مسلم صحافیوں اور دانشوروں کے کوئی شخص ان کو قادیانی کے بجائے احمدی نہیں کہتا؛ بلکہ اسلام دشمن اقوام کی تو بات ہی جانے دیجئے؛ حقیقت سے واقفیت کے بعد دنیا کی تمام اقوام، عیسائی، ہندو، سکھ، آریہ پنڈت وغیرہ دیگر مذاہب کے لوگوں نے بھی شروع سے آج تک ان کو" قادیانی " کے لفظ سے ہی یاد کیا اور لکھا ہے۔ قادیانی نسبت سے پیچھا چھڑانے کے لیے انھوں نے اسلام دشمن طاقتوں کی ساری طاقتیں بھی جھونک دیں مگر ان کے مرزا قادیانی کے مولد ملعونہ" قادیان" کی جانب ان کی نسبت ان کے گلے کا اس طرح طوق بن گئی ہے کہ اب چھڑائے سے کسی بھی طرح نہیں چھوٹتی۔ فتنوں کی دنیا کا ایک عجیب معمہ ہے کہ ایک طرف مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں" قادیان" کو دنیا کی سب سے بدترین جگہ بتائی اور اس کے باشندوں کو حد درجہ ناپاک اور پلید قرار دیا؛ مگر اس کے پیروکار، قادیان کو دنیا کی مقدس ترین جگہ منواتے پھرتے اور اس کی تقدیس کے ترانے گاتے ہیں۔

لیکن اس سے بھی زیادہ حیرتناک یہ بات ہے کہ اس کی جانب نسبت کو اپنے لیے اتنا ہی برا سمجھتے ہیں کہ جتنا اس کا حق ہے، یعنی نہ انھیں مرزا قادیانی کے فیصلے پر قرار ہے اور نہ اپنے فیصلے پر۔ حالیہ دنوں میں قادیانیوں نے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں مداخلت کی کوشش کر رہے ہیں، ان کے گماشتے اخباری نمائندوں اور کیمرہ مین کی شکل میں بظاہر غیر جانب دار نظر آتے ہیں؛ لیکن اندرونِ خانہ پورے طور پر قادیانی مفادات کا دفاع اور تحفظ کرنے میں سرگرم عمل ہوتے ہیں۔ ایسے فتنہ پرور بھی قادیانیوں کے لیے لفظ" احمدی" ہی استعمال کرتے ہیں؛ تاکہ ان کے دوسرے ہم پیشہ لوگ بھی اس لفظ کا استعمال کثرت سے کرنے لگیں۔ ان کا ایک خطرناک عمل یہ ہوتا ہے کہ ان کی خبروں کا ہر کوریج قادیانی دنیا کے لیے ہوتا ہے اور خالص اس مفاد کا عکاس ہوتا ہے کہ قادیانیت کی جال میں پھنسے لوگ، مسلمانوں کے درمیان اپنے گماشتوں کو پاکر خود کو قادیانیت کا فریب خوردہ نہ سمجھیں گے بلکہ ارتداد کا شکار ہونے کے باوجود عام مسلمانوں کی طرح خود کو مسلمان ہی سمجھیں گے اور دوسرا نقصان دہ پہلو یہ بھی ہے کہ ان کی ترسیلی خبروں کا ہر زاویہ ایسا ہوتا ہے جس کی تہوں میں خالص اسلام دشمنی پوشیدہ ہوتی ہے۔ اس سے براہِ راست قادیانی سرغنے اپنے قلعوں میں بیٹھے اسلام اور مسلمانوں پر مزید حملے جاری رکھنے کے امکانی راستے تجویز کرتے رہتے ہیں۔ خبروں کا مفید و موثر وہ زاویہ قادیانیوں یا قادیانی سرغنوں تک کبھی نہیں پہنچتا کہ جس میں اسلام اور مسلمانوں کی خوبیاں ہوتی ہیں کہ مبادا کچھ لوگ اس سے متأثر ہو کر قادیانیت پر چار حرف بھیج کر حلقہ بگوش اسلام نہ ہو جائیں، جیسا کہ حسن محمود عودا، شیخ راحیل جرمنی، محمد رضوان، اور بہت سے نیک دل لوگوں نے

قادیانیت کا سارا تانا بانا بکھیر کر اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر خطرناک ایک نئی سازش قادیانیوں نے یہ رچی ہے کہ فروری کے مہینے 2017 میں ابوظہبی میں منعقد ہونے والی "تعزیز السلم فی المجتمع المسلم" کے نام سے ایک کانفرنس بین الاقوامی سطح پر منعقد ہوئی، جس کی قیادت ایک سعودی شیخ عبداللہ بن بیّہ نے کی ہے، اس میں بڑی خاموشی سے خدا معلوم کس طرح امریکہ سے اور پاکستان سے قادیانیوں کے دو گماشتوں نے شرکت کی، عام شیوخ کی صفوں میں بالکل ایک کنارے وہ بھی بیٹھے نظر آ رہے ہیں کہ گویا وہ بھی اس اجلاس کے اہم مندوب اور مدعو ہیں، عربوں کے درمیان کہ جو اردو سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں قادیانیوں نے اپنے نشست و برخاست کی خود ہی وڈیو بنائی اور اجلاس میں اپنی اچھل کود کو قادیانی چینلوں پر خوب نشر کیا اور تاثر یہ دیا کہ نعوذ باللہ پہلی مرتبہ امریکہ کے دباؤ میں آ کر عربوں نے بحیثیت مسلمان، قادیانیوں کو اپنے اس پروگرام میں شرکت کو قبول کیا ہے اور قادیانی گماشتے صرف اسی شرط پر شریک ہو رہے ہیں کہ انھیں بحیثیت مسلمان پروگرام میں شامل کیا جا رہا ہے۔ نیز یہ کہ ربوہ ٹائمس (قادیانیوں کا پاکستانی چینل) اس کو مکمل کور کر رہا ہے۔

ہمارے قارئین کو ایک بار پھر حیرت ہوگی کہ اس کی خبر عام مسلمانوں کو اس وقت لگی جب ایک شیعہ چینل نے عرب دشمنی میں اپنی خبریں نشر کرتے ہوئے shiitenews.org پر خبر کا عنوان یہ لگایا کہ "سعودی مفتی نے قادیانیوں کو مسلم قرار دیدیا۔ پاکستانی دیوبندی و بریلوی و اہل حدیث کہاں کھڑے ہوں گے؟ عبداللہ بن بیّہ سعودی عرب کی کنگ عبداللہ یونیورسٹی میں قرآن کے استاذ ہیں اور سلفیوں کے عالمی رہنما ہیں"۔ تصویروں میں شیخ عبداللہ بن بیّہ کے ساتھ مصری اور کویتی اور دیگر عرب امارات کے بڑے بڑے علماء نمایاں نظر آ رہے ہیں جبکہ بعض تصاویر میں قادیانی گماشتوں کو نمایاں طور پر دکھایا جا رہا ہے۔

قادیانی چینل پر یہ نمایاں خبر دی جا رہی ہے کہ "UAE INVITE AHMADIS SAUDIS TO WORLD MUSLIM CONFERENCE" یعنی سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات نے احمدیوں کو عالمی مسلم کانفرنس کے لیے مدعو کیا ہے۔ اس عنوان کے پیچھے نمایاں طور پر شیخ عبداللہ بن بیّہ اور دیگر عرب زعما کو دکھایا جا رہا ہے۔ خبر کور یج کرتے وقت ویڈیو میں قادیانی گماشتہ اپنا تعارف کراتے ہوئے کہتا ہے کہ میں ربوہ ٹائمس کا نمائندہ ہوں، میں ابھی ابوظہبی میں انٹرنیشنل اسلامک کانفرنس میں شریک ہوں۔ اس کا موضوع ہے "اسلامی ممالک میں امن کیسے لایا جا سکے؟ دوسرے دن کا سیکنڈ لاسٹ سیشن ہو رہا ہے۔ اس میں خوش آئند بات یہ ہے کہ جتنے بھی مسلم کمیونیٹیز ہیں، ان میں شیعہ مسلمان اور احمدی مسلمان، سب کو دعوت دی گئی ہے۔ پچھلے مقرر نے اپنے

خطاب میں کہا کہ تکفیر مسلمانوں کے مابین نہیں ہونی چاہیے۔اس کانفرنس میں مختلف ممالک سے کافی تعداد میں لوگ آئے ہیں، ایران سے عراق سے ہیں، سنی مسلمانوں کے مابین مختلف طبقات کے لوگ ہیں، اس میں شیعہ مسلمان ہیں، احمدی مسلمان جو ہیں وہ بھی پہلی دفعہ اس انٹرنیشنل اسلامک کانفرنس میں شریک ہوئے ہیں"۔ان خبروں کے نیچے لکھا گیا ہے"Rabwah Times: Ahmadiyya Muslims invited to 'peace in Muslim Societies' Conference in Abu Dhabi" یعنی قادیانیوں کو ابوظہبی کے اس بین الاقوامی مسلم کانفرنس میں مدعو کیا گیا ہے۔ناظرین! چینل کی پوری خبر کو من وعن نقل کرنے کا کوئی حاصل بھی نہیں، بنیادی باتوں کو راقم سطور نے نقل کردیا ہے۔اس سے نتیجہ آپ خود نکال سکتے ہیں اور اپنی غیرت ایمانی کو مہمیز دے سکتے ہیں کہ قادیانی فتنہ پروروں نے مسلمانوں کی صفوں میں کس طرح مداخلت شروع کردی ہے اور مسلمانوں کو مستقبل میں اس کے کس قدر خطرناک عواقب سے دوچار ہونا پڑسکتا ہے۔ان خبروں سے کئی طرح کے سوالات اٹھتے ہیں۔

قادیانی گماشتوں کو بارہا چیلنج کیا گیا کہ وہ دعوت نامہ پیش کرو جو تمھیں جاری کیا گیا ہے اور تمھیں تمہاری شرط کے موافق دعوت دی گئی ہے؟ لیکن دعوت نامہ پیش کرنا، ان کے بس میں نہیں۔اس سے صاف واضح ہوجاتا ہے کہ"پس پردہ کوئی چھپا سامری ہے" دعوت نامہ پیش کرتے ہی ان کی ساری منصوبہ بندی کے خاک میں ملنے کا انھیں بھی اندیشہ ہے اس لیے وہ ہر ذلت برداشت کریں گے مگر اپنے دعوے کو سچ ثابت کرنے کے لیے اپنا دعوت نامہ پیش نہیں کریں گے۔اگر امریکہ بہادر کے دباؤ میں آکر عرب شیوخ نے ان کو دعوت دی ہے تو کھل کر میدان میں آنے سے ان کا خون پسینہ کیوں خشک ہوجاتا ہے؟ بات یہ ہے کہ قادیانیوں نے"رابطہ عالم اسلامی" کی تکفیری قرارداد کو بے اثر و باطل بنانے کے لیے پوری دنیا میں ایک مہم چھیڑ رکھی ہے۔دھوکہ دے کر اسلام دشمن طاقتوں کی جاسوسی کے لیے مسلمانوں کے نام پر حج وعمرے کا سفر بھی کرتے ہیں، چوری چھپے ملازمت کے بہانے عربوں کے درمیان جگہ جگہ اپنے اڈے قائم کر رکھے ہیں لیکن دینِ اسلام کی حفاظت کا وعدہ اللہ رب العزت نے کر رکھا ہے، اس لیے ہمیں یقین کامل ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اپنے مکر میں ناکام رہیں گے۔یہاں بھی عین ممکن ہے کہ پروگرام کے منتظمین کی غفلت کا فائدہ اٹھا کر قادیانی خود ہی کیمرہ مین بن کر یا اپنی خبر رساں ایجنسیوں کے بہانے سے بغیر کسی دعوت کے آ شریک ہوئے ہوں اور فریب خوردہ قادیانیوں کی تسلی کے لیے چوری چھپے کچھ خبروں کا سرقہ کرلیا ہو اور اسی کو رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کر رہے ہیں اور اپنے بھائی شیعوں کی مدد سے خود کو مسلمان باور کرانے کی لاحاصل کوشش میں لگے ہیں

۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ قادیانیوں نے جو بین الاقوامی ایجنسیاں اور ادارے اپنے مفادات کے تحفظ کے لیے قائم کیے ہوئے ہیں، یہ ان کی کارستانی ہو کہ عربوں کو دھوکے میں رکھ کر یہ کارنامہ دیا جارہا ہو۔علاوہ ازیں یہ بھی تو دیکھیے کہ بڑی کانفرنسوں میں طرح طرح کی خدمات کی بجا آوری کے لیے طرح طرح کے لوگ شریک ہوتے ہیں، کوئی الیکٹریشن، کوئی خاکروب، کوئی میڈ یا انچارج، کوئی نمائندہ، کوئی کیمرہ مین اور کوئی باضابطہ مندوب ہوتا ہے، اس میں بنیادی مندوبین کے علاوہ بہت سے خدام غیر مذاہب سے وابستہ ہوتے ہیں، کوئی نصرانی کوئی شیعہ کوئی ہندو اور نہ معلوم کس کس قوم و مذہب سے ہوتا ہے؛ لیکن محض شرکت یا خدمت کو کوئی شخص اپنے مذہب یا خیالات کی حقانیت پر دلیل نہیں بناتا۔ کیا پتہ کہ قادیانی گماشتوں نے کسی اور نام اور کام سے اس پروگرام میں شرکت کی ہو لیکن ان کی زہریلی پالیسی دیکھیے کہ تمام اقوام کے فکر و مزاج سے ہٹ کر وہ اپنی ایک الگ امیج بنارہے ہیں اور اپنے بیوقوفوں کو یہ باور کرار ہے ہیں کہ بحیثیت مسلمان پروگرام میں شریک ہیں۔اس میں قابلِ توجہ پہلو یہ ہے کہ قادیانیت کا یہی وہ زہریلا مزاج ہے جس کے سبب دنیا کی کوئی کمزور سے کمزور قوم بھی ان کو اپنے درمیان جگہ دینے کے لیے تیار نہیں، جیسا کہ آج تک یہودیوں کو کسی قوم نے اپنے درمیان جگہ نہیں دی۔ بہر کیف قادیانیوں کی زبان بندی کے لیے ہمارے پاس بے شمار دلائل و قرائن موجود ہیں، لیکن اس حادثہ کی وجہ سے اٹھتے سوالات کا جائزہ لینا ہمارا دینی اور ایمانی فریضہ ہے اور وہ یہ ہے:

(۱)۔ قادیانیوں کی مکروہ پالیسی سے بطور خاص ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ قادیانی فریب کاریوں کے سلسلے میں عربوں کو اپنے ماضی کی تاریخ کو دیکھنے اور پڑھنے کی ضرورت ہے۔ماضی میں کس کس طرح اور کس کس وقت قادیانیوں نے مصر، عراق، اردن، فلسطین اور خود سعودی عرب میں گھس پیٹھ بنائی اور کس قدر نقصان عالمِ اسلام کو پہنچایا ہے، الامان والحفیظ!۔ایک صدی پر محیط اگر یہ طویل تاریخ عربوں کی نظر میں ہوتی، تو شاید آج یہ حادثہ رونما نہ ہوتا اور قادیانی فریب کار عربوں کے گرد پھٹکنے کی بھی جرأت نہ کر پاتے۔

(۲)۔ مسلمانوں کی جانب سے علاقائی یا بین الاقوامی کانفرنسیں منعقد ہو رہی ہوں جن میں بطور خاص اسلام اور ایمان زیر بحث ہو تو ایسی کانفرنسوں میں چوکسی برتنے کی ضرورت ہے کہ قادیانی اپنی قائم کردہ ایجنسیوں کے سہارے اپنے سازشی منصوبوں کو پورا نہ کرنے پائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ ہماری غفلت کا فائدہ اٹھا کر اپنی ارتدادی سرگرمیوں کے لیے ہماری کانفرنسوں کو دلیل بنائیں اور ہمیں خبر بھی نہ ہو، جیسا کہ مذکورہ واقعہ میں دیکھا جارہا ہے۔

(۳)۔ قادیانی سازشوں کے تناظر میں پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے جڑے مسلمانوں اور مسلم نمائندوں کو بطور خاص یہ خیال رکھنا ہوگا کہ وہ قادیانیوں کے لیے "احمدی" لفظ کا استعمال نہ کریں کیوں کہ اس سے نہ صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے بلکہ اس مکروہ سیاست کی آڑ میں مسلمانوں کی سخت حق تلفی بھی ہوتی ہے، اس تعبیر سے ملکی اور بین الاقوامی سطح پر غیر مسلم اقوام ان کو مسلمان سمجھ بیٹھتی ہیں، جس کا نقصان دیر سویر مسلمانوں ہی کو بھگتنا پڑے گا؛ جبکہ قادیانی اپنے ناپاک اور کفریہ خیالات کی وجہ سے نہ کبھی مسلمان تھے اور نہ کبھی آئندہ ہو سکتے ہیں۔ ایسی خبروں کو قادیانی فوری طور پر حاصل کرتے ہیں، جن میں ان کے لیے لفظ "احمدی" کا استعمال ہوتا ہے یا اُن کے مرزاڑے (عبادت گاہ) کے لیے مسجد کی اصطلاح کا یا اور کسی اسلامی اصطلاح کا استعمال ہوتا ہے۔

(۴)۔ یہ ہندوستان، پاکستان یا صرف عربوں کا مسئلہ نہیں اور نہ ایسا مسئلہ ہے کہ کسی نے ان کو اسلام سے نکالا ہے، بلکہ ان کے کفریہ و زندیقانہ خیالات کے واضح ہوجانے کے بعد شروع سے ہی دنیا بھر کے مسلمانوں نے ان کو اسلام دشمن قوتوں کا آلۂ کار اور اسلام سے خارج مانا ہے اور گاہے بگاہے قادیانی خود بھی ان حقائق کا اعتراف کرتے رہے ہیں؛ لیکن پھر بھی قادیانیوں کی اس ناجائز سیاست کی سرپرستی اعلانیہ طور پر برطانیہ، امریکہ اور اسرائیل جیسی جرائم پیشہ اقوام پوری ڈھٹائی کے ساتھ کر رہی ہیں، اس تناظر میں صاف ستھرے نظام کے حامل اردو یا انگریزی پاکستانی میڈیا کو اس کا حصہ نہیں بننا چاہیے۔ اللہ پاک ہماری نسلوں کو قادیانیوں کے فتنوں اور سازشوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہ وسلم

احقر العباد:

سید نجم مصطفےٰ بخاری

قادیانیوں کو "احمدی" کہنا اور الفاظ کا غلط استعمال

تنویر پھول (امریکہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشاہدے میں آیا ہے کہ اکثر لوگ الفاظ اور نسبتوں کا غلط استعمال کرتے ہیں جو بعض اوقات گناہ کا باعث بھی ہوسکتا ہے، اس سلسلے میں مناسب یہ ہے کہ حتی الامکان احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ اس سلسلے میں ایک اہم بات یہ ہے کہ لوگ قادیانیوں یعنی ختم نبوت کے منکروں (جو دائرۂ اسلام سے خارج ہیں) کی بھرپور مذمت تو کرتے ہیں لیکن انھیں "احمدی" کہے جاتے ہیں۔ براہ کرم قادیانیوں کو "احمدی" نہ کہا جائے بلکہ انھیں "مرزائی" یا "قادیانی" کہیں۔

ان کو "احمدی" کہنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک "احمد" کی توہین ہے جو سورۃ الصّف میں موجود ہے ۔ ویسے بھی ان کے پیشوا کا نام مرزا غلام احمد تھا یعنی احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام جس نے اپنے آقا سے غداری کی اور خود آقا ہونے کا دعویٰ کردیا۔ اس معاملے میں احتیاط کرنی چاہئے کیونکہ محمدی، احمدی اور مصطفوی کہلانے کی حقدار صرف ملت اسلامیہ ہے۔

ایک صاحب نے کہا کہ قادیانی خود کو احمدی کہنا چاہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے چاہنے سے کیا ہوتا ہے؟ وہ تو یہ بھی چاہتے ہیں کہ ان کو مسلمان بلکہ حقیقی مسلمان کہا جائے کیونکہ وہ عقیدہ ختم نبوت رکھنے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان کے خلاف قرارداد پیش کرنی چاہئے کہ وہ خود کو احمدی نہ کہیں اور اسلام کا دعویٰ کرنا چھوڑ دیں۔ اگر وہ نہ مانیں تو کم از کم ہم تو انھیں "احمدی" نہ کہیں۔

یہاں امریکہ میں ایک قادیانی نے راقم الحروف کی دختر کے آفس میں یہی بحث شروع کردی کہ اس کی قوم کو مسلمان کیوں نہیں مانا جاتا حالانکہ وہ حضرت محمد ﷺ کو پیغمبر تسلیم کرتی ہے۔ اس نے مزید کہا کہ یہ پاکستان کی شرارت ہے۔ یہاں کے امریکی کرسچن بھی اس کی حمایت کرنے لگے۔

راقم الحروف کی دختر نے اُن سے کہا کہ دیکھیں آپ لوگ جیزز (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو مانتے ہیں اور ہم بھی انھیں مانتے ہیں لیکن آپ لوگ ہمیں کرسچن نہیں مانیں گے کیونکہ ہم اُن کے بعد ایک اور پیغمبر ﷺ کو مانتے ہیں۔ اسی طرح قادیانی ہمارے نبی ﷺ کو ماننے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن بعد میں ایک اور (جھوٹے نبی)

کو بھی مانتے ہیں ۔اس فارمولے سے وہ مسلمان کس طرح ہوئے ؟ یہ دلیل سن کر ان سب نے اس بات سے اتفاق کیا کہ قادیانی عقیدہ رکھنے والے مسلمان نہیں کہلا سکتے ۔جس طرح قادیانیوں کو ''احمدی'' کہنا غلط ہے اسی طرح ہم جنس پرستوں کو ''لوطی'' کہنا بھی حضرت لوط علیہ السلام کی توہین ہے ۔ ہمیشہ ماننے والوں کو نسبت سے یاد کیا جاتا ہے جیسے عیسائی، حنفی، مالکی، حنبلی وغیرہ ۔لیکن وہ لوگ تو حضرت لوط علیہ السلام کے نافرمان تھے اور ہیں ۔ان کو لوطی کہنا حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ زیادتی ہے ۔ یہ اور بات ہے کہ بائبل میں حضرت لوط علیہ السلام کے بارے میں اپنی دو حقیقی بیٹیوں کے ساتھ زنا (نعوذ باللہ) کرنے کا ذکر کیا گیا ہے جو اس آسمانی کتاب میں تحریف کا واضح ثبوت ہے ۔ یہ اہل کتاب (عیسائیوں اور یہودیوں) کی اُن کے ساتھ زیادتی اور بہتان ہے، اس کا جواب وہ بروز قیامت خود دیں گے لیکن ہمیں اغلام بازوں کو ''لوطی'' کہنے سے باز رہنا چاہیے ۔

راقم الحروف نے اس سے پہلے بھی دس بارہ سال کے عرصے میں اپنی تحریروں میں لوگوں کو اس طرف توجہ دلائی ہے ۔

شاید کہ ترے دل میں اتر جائے مری بات !

اسلامی مدارس کا تعلیمی نصاب اور عقیدۂ ختم نبوت

چند تجاویز اور مشورے

تحریر: مولانا ذاکر فیضانی، مولانا خلیل فیضانی

فارغین: دارالعلوم فیضان اشرف باسنی، راجستھان، انڈیا

دور حاضر میں اگر مدارس اسلامیہ کے نصاب تعلیم کا جائزہ لیا جائے تو تقریباً تمام جامعات و مدارس کا نصاب یکساں ہے۔ اور قریب قریب علم دین سے متعلق تمام مضامین کو شامل درس کیا گیا ہے خواہ وہ علم فقہ ہو، تفسیر، حدیث، نحو وصرف ہو یا عصری علوم، لیکن ایک حقیقت ایسی بھی ہے کہ جس سے اغماض ہمیں قطعاً نہیں کرنا چاہیے اور وہ یہ کہ آج کے اس پرفتن دور میں "عقیدۂ ختم نبوت" کے حوالہ سے بہت ہی کم پڑھایا جاتا ہے جو کہ ایک نہایت ہی قابل غور فکری موضوع ہے۔

مدارس اسلامیہ میں شروع سے لے کر منتہی درجات تک فارسی، عربی اور اردو زبان میں بالاستیعاب کسی ایسی کتاب یا رسالے کو شاملِ نصاب نہیں کیا گیا جس میں عقیدۂ ختم نبوت کا مکمل طور پر درس دیا جاتا ہو سو اس موضوع کی حساسیت کے پیش نظر ہمیں اپنے نصاب کو اس زاویہ سے ایک بار اور دیکھ لینا چاہیے البتہ طائرانہ طور پر ہمارے اساتذہ کرام و ذمہ داران اس اہم مسئلے پر ضرور کچھ نہ کچھ روشنی ڈالتے ہیں مگر اس دور میں قادیانیت کی اٹھتی ہوئی آندھی کے بالمقابل اس قدر کافی نہیں ہے ہمیں اس موضوع پر مزید دھیان دینے کی سخت ضرورت ہے وہ دن دور نہیں کہ قادیانی ہمارے یہاں بھی اپنے خبث کو پھیلائے اس سے پہلے ہمیں اس کے مقابلے کے لیے ہمہ وقت ذہنی اور علمی طور پر تیار رہنا چاہیے اور آنے والی نسلوں کے اذہان کو عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالہ سے بالکل ہمہ وقت تیار رہنا چاہیے۔

یہ مہم اہل مدارس خوب اچھے طریقے سے سر کر سکتے ہیں اس لیے کہ قوم کا مغز (طلبہ) ان کے پاس ہوتا ہے فکری اور اعتقادی طور پر وہ ہر ممکن سعی کر کے انہیں بہتر سے بہتر بنا سکتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ہمارے یہاں پر فرقہائے باطلہ نہیں تھے اور ہم صرف ان کے بارے میں سنا کرتے تھے لیکن جب دھیرے دھیرے انہوں نے اپنے نجس افکار کی اشاعت شروع کی تب ہمیں ہوش آیا اور پھر مدارس وغیرہ میں بھی ردّ فرقہائے باطلہ کے عنوان سے

نصاب سازی شروع ہونے لگی۔

ویسے یہ باطل گروہ قادیانی بھی متعدد ملکوں میں اپنی ضلالت کے جال بچھا چکا ہے تاہم اس قدر نہیں کچھ ممالک یا ریاستیں ابھی بھی اس زہر ہلاہل سے محفوظ ہیں مگر ہمیں محتاط مزاجی کا ثبوت دینا ہوگا اور ابھی سے ہمارے مدارس کے لیے ایک ایسا لائحہ عمل تیار کرنا ہوگا کہ جس کے مقابلے کی تاب نہ لا کر یہ فتنہ پرور فرقہ یہاں پہنچتے پہنچتے اپنی موت آپ ہی مر جائے اس لیے سبھی ذمہ داران مدارس سے مؤدبانہ عریضہ ہے کہ اس پر موضوع کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے غور وفکر کرے اور قادیانی عناصر کو مسلنے کے لیے نصاب میں "عقیدۂ ختم نبوت" کی کتب کو بھی شامل کیا جائے اور گاہے بگاہے طلبہ کرام کے درمیان ایسے پروگرامز اور مجالس کا انعقاد بھی کیا جائے کہ جس میں عقیدۂ ختم نبوت پر بیانات ہوں اور بحث ومباحثہ کی نشستیں بھی ہوں۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے حوالے سے ان سے مقالات لکھوا کر باقاعدہ شائع کر عام کئے جائیں۔

فتنۂ قادیانیت سے نئی نسل کو بچاؤ

ازقلم: مولانا سید احمد رضا بخاری قادری
(کوٹ سونڈکی۔ تحصیل حسن ابدال، اٹک)

الحمدللہ ربّ العٰلمین و الصلوۃ و السلام علی خاتم النبیین و علی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام ایک ابدی حقیقت ہے اور باطل کی اس کے ساتھ دشمنی بھی رسم قدیم ہے۔ملل سابقہ کی باطل کے ساتھ کشمکش ہمیشہ جاری رہی ہے اور تاریخ عالم اس بات پر گواہ ہے کہ جو ملت جتنی کامل و مکمل ہوتی ہے اس کو اسی قدر باطل کے ساتھ نبرد آزما ہونا پڑتا ہے، آخری امت جسے سید المرسلین، خاتم النبیین، فخر موجودات، رحمت مجسم، پیکر صدق وصفا، منبع جود وسخا، حضرت محمد مصطفی، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر تشریف لائے ہیں، یہ بھی سنت قدیمہ کے مطابق روز اول ہی سے باطل کے ساتھ پنجہ آزما رہی ہے اور ہمیشہ اس کو داخلی اور خارجی فتنوں سے نمٹنا پڑا ہے اُنہی میں سے ایک ''فتنۂ قادیانیت'' ہے یہ مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کذاب کی جھوٹی نبوت کا فتنہ چودھویں صدی کا فتنۂ عظیمہ ہے جسے انگریز اپنے ناپاک اغراض ومقاصد کی خاطر سامنے لائے ہیں۔

اکابرین اہل سنت نے مرزا کذاب کی زندگی شرمندگی سے ہی اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا جو اب تک جاری ہے اور ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا- بحیثیت مسلمان ہر ایک پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر طریقہ سے اس فتنۂ خبیثہ کا تعاقب کرے، اور اس کے تعاقب، سد باب اور سرکوبی کے لئے ہر ممکنہ جہد مسلسل کرے۔کیوں کہ قادیانی ذریت اپنے ناپاک منصوبوں پر نہایت سختی سے عمل پیرا ہیں جس کی وجہ سے مرزا لعین کی جھوٹی نبوت کی تشہیر پورے زور وشور سے جاری ہے اور ہماری نئی نسل کو مختلف ہتھکنڈوں سے قادیانی بنا کر مرتد بنایا جا رہا ہے۔

حیرت ہے کہ دوسری طرف امت مسلمہ کی ایک بڑی تعداد قادیانیوں کی ناپاک سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے بالکل ناواقف ہے، جس سے قادیانی بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اپنی ارتدادی مہم کو بہت تیزی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔حالات کی ان سنگینیوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں اپنی نوجوان نسل کو قادیانیت کے ہتھکنڈوں سے بچانا بہت ضروری ہے تا کہ ان کا ایمان محفوظ رہے۔قادیانیوں کے فتنے کو ختم کرنے کے لیے سب سے اہم اور بنیادی ضروریات عقیدہ ختم نبوت کے متعلق علم حاصل کرنا ہے انسان کی دنیا وآخرت کی بھلائی اور کامیابی

اسلام پر ثابت قدم رہنے اوراس کے احکام پر عمل کرنے میں مضمر ہے۔

دین اسلام کا مسلّمہ نظریہ اورعقیدہ ہے کہ ہمارے پیارے نبی محمدِ عربی صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم اللہ پاک کے سب سے آخری نبی ہیں، آپ صلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلَّم کے تشریف لانے کے بعد آپ کے زمانے میں بھی کوئی نیا نبی نہیں آسکتا اور نہ ہی آپ کی وفاتِ ظاہری کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی آئے گا۔لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اکثر مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت کے متعلق علم نہ ہونے کے برابر ہے۔اسلام کے دشمن قادیانی ہماری نوجوان نسل کی اس لا علمی سے بھر پور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔قادیانی لابی اس وقت پہلے سے بہت زیادہ زیادہ طاقتور اور سرگرم ہے۔ حالانکہ مملکت خداداد پاکستان کی پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو متفقہ طور پر کافر قرار دیا ہے۔اس کے باوجود اگر کوئی عالم دین یا کوئی شخصیت قادیانیت کے فتنوں کے بارے میں امت مسلمہ کو آگاہ کرے تو قادیانی لابی اس کو کھلے عام دھمکیاں دیتی ہے اوراس کے خلاف اوچھے ہتھکنڈوں پر اتر آتی ہے۔قادیانیوں کے فتنے سے مسلمانوں کو بچانے کے لیے ہمارے ہر فرد کو اپنی ذمہ داری ادا کرنی ہوگی۔سب سے پہلے ہر مسلمان عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق علم حاصل کرے۔اس کے لیے علماء کرام باقاعدہ ہر روز، ہفتہ وار یا ماہانہ ضرور درس دیں اوراس فتنے کی سرکوبی کرنے کے لیے اپنے طلباء کی تربیت کریں اپنے اپنے اداروں میں، آئمہ مساجد اپنے مقتدیوں کو عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق احسن انداز میں تعلیم دیں اور والدین خود بھی اپنے بچوں کو بتائیں کہ ہمارے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ ہر روز بچوں کو اس بارے تعلیم دیں اپنے بچوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا سچا پکا غلام بنائیں۔

رب العزت کا فرمان ہے:

[مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن رَّسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيماً]

سورۃ الاحزاب آیت 40)

ترجمہ کنزالایمان۔محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

مختصر تفسیر۔وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ: [اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں]۔یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ آخری نبی ہیں کہ اب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت آپ پر ختم ہوگئی ہے اور آپ کی نبوت کے

بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد نبی کریم ﷺ کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ (خازن، الاحزاب، تحت الآیۃ: ۴۰، ۳ / ۵۰۳) وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' نص قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرِ جَلِیُّ الْکُفْرَانْ (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ، ۱۵ / ۶۳۰)

قرآن کریم کی دوسری آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً (سورہ مائدہ:3)

ترجمہ: "آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا' اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا' اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین۔

تیسری آیت مبارکہ میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔" (سورۂ سبا:28)

ترجمہ: "ہم نے تم کو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

چوتھی آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اعلان فرمایا ہے:

قُلْ یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ (سورۂ اعراف:158)

ترجمہ: "فرما دیجئے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔

یہ دونوں آیتیں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ حضور علیہ السلام بغیر استثناء تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

"انا رسول من ادرکت حیا و من یولد بعدی۔

ترجمہ: "میں اس کے لئے بھی اللہ کا رسول ہوں جس کو اس کی زندگی میں پالوں اور اس کے لئے بھی جو میرے بعد پیدا ہو۔ (کنز العمال جلد 11 صفحہ 404 حدیث 31885، خصائص کبریٰ صفحہ 88 جلد 2)

چند احادیث مبارکہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

1۔انا المقفی قفیت النبیین وانا قیم۔

ترجمہ میں ہی سب سے پیچھے آنے والا ہوں (یعنی دنیا میں سب نبیوں کے بعد آنے والا ہوں اور میں آخری نبی ہوں) میں سب نبیوں کے بعد آیا ہوں (یعنی مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کردیا گیا ہے) اور میں قیم ہوں۔(شمائل ترمذی ص214 حدیث 361)2۔

2۔اَنا خاتم النبیین ولا فخر۔

ترجمہ۔میں آخری نبی ہوں فخریہ نہیں کہ رہا۔(دارمی 40/1 حدیث 49)

3۔انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم۔

ترجمہ۔میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔(ابن ماجہ 414/4 حدیث 4077)

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل ہمارے علما ومشائخ کو بیداری عطا فرمائے کہ وہ آگے بڑھیں اور ہماری نوجوان نسل کو فتنۂ قادیانیت کے دام فریب میں پھنسنے سے بچائیں۔آمین ثم آمین۔

عقیدہ ختم نبوت۔۔۔حقیقت و حکمت

خواجہ غلام دستگیر فاروقی
موسس: "ادارۃ المنتھیٰ پاکستان"، مدیر اعلیٰ: سہ ماہی "المنتھیٰ"

عقیدہ ختم نبوت اسلامی تاریخ کا قطعی و اساسی اور واضح ترین عقیدہ ہے جس کی طرف فطرت انسانی خود مائل ہے اگر ایک لمحہ کے لیے آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ جن سے حضور ختمی مرتبت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ثابت ہوتا ہے ایک طرف رکھیں پھر بھی عقل و فہم انسانی کا فطری رجحان یہی ہے کہ نبی رحمت ﷺ کو آخری نبی تسلیم کیا جائے اور یقین کامل رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کی نبوت و رسالت آپ ﷺ پر ختم فرما دی ہے، بخلاف اس کے سلسلہ نبوت و رسالت کے جاری ہونے کا عقیدہ رکھنا محتاج دلیل ہے جب تک اس پر کوئی قطعی و یقینی دلائل شرعیہ و نقلیہ قائم نہ ہوں اس وقت تک اجرائے نبوت کے امکان یا وقوع کا دعویٰ کرنا ایک صریح مغالطہ ہے جو صرف نقلاً بھی نہیں عقلاً بھی سراسر گمراہی اور نا قابل تسلیم ہے۔

ختم نبوت کے انکار کا اصل سبب سرکار خاتم الانبیاء ﷺ پر بے اعتمادی، ایمان بالرسالت کی کمزوری، مقام نبوت سے بے خبری، دین میں فلسفیانہ طرز فکر، یہود کی وسوسہ اندازی اور دین حنیف سے جہالت و ناواقفیت یہ وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے منکرین ختم نبوت نے بہت سے مسلمانوں کے دلوں میں اس عقیدہ عظیمہ کے بارے شکوک و شبہات پیدا کر دیئے، تاریخ اسلام شاہد و عادل ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کسی بھی دور میں مشکوک و مشتبہ نہیں رہا لیکن برصغیر کی سر زمین پر انگریز نے جہاں اور بہت سے فتنوں کو جنم دے کر ان کی آبیاری کی وہاں اپنے مفاد اور اسلام دشمنی کے لیے اس مرکزی عقیدے پر ضرب لگانا بھی ضروری سمجھا تا کہ وحدت امت کو پارہ پارہ کیا جا سکے۔

اس مکروہ سازش کو پروان چڑھانے کے لیے انگریز کو پنجاب کے ضلع گورداسپور کی تحصیل بٹالہ کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان سے ایک شخص ہتھے چڑھا جس کے مقدر میں ان کے اس مکروہ سازش کی تکمیل تھی، مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آقا یعنی انگریز کی خوشنودی کے لیے متعدد و کثیر دعوؤں کے بعد ۱۹۰۱، ۱۹۰۰ء میں صاف صاف نبوت کا اعلان کر کے امت محمدیہ سے الگ نئی امت کی بنیاد ڈال دی اپنے کام کو بڑھانے کے لیے ۱۰۰ کے قریب کتب و رسائل لکھے، بلا تعصب و تنگ نظری کے اس کی شخصیت اور لٹریچر کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱۔۔۔ اپنی شخصیت اور دعوؤں پر زور دینا

۲۔۔۔ تحریفات قرآن وحدیث کو اپنی معرفت کی طرف منسوب کرنا

۳۔۔۔ جہاد کی قرآنی تعلیم کو منسوخ قرار دینا۔

۴۔۔۔ اسلامی لٹریچر میں سب وشتم (گالی گلوچ) کی بنیاد رکھنا

۵۔۔۔ مسلمانوں میں اپنی نبوت ومسیحیت کا ڈھونگ رچا کر انتشار، تقسیم اور فساد پیدا کرنا

۶۔۔۔ برٹش حکومت کی نسلاً بعد نسل وفاداری کو مذہبی عقیدہ کی الہامی سند مہیا کرنا

۷۔۔۔ امت محمدیہ میں اپنی امت بنا کر اپنے نہ ماننے والوں کو کافر جان کر مسلمانان عالم کے مصائب سے لاتعلقی کا اظہار کرنا حتیٰ کہ ان کی شکست وریخت پر شادیانے بجانا اور برطانوی فتح ونصرت کو انعامات ایزدی قرار دینا، ترجمان حقیقت قلندر لاہوری، ڈاکٹر محمد اقبال نے کیا خوب نشاندہی فرمائی ؎

عصرِ من پیغمبر ہم آفرید آنکہ در قرآن بغیر از را ندید

گفت دین را رونق از محکومی است زندگانی از خودی محرومی است

دولت اغیار را رحمت شمرد رُبہا گرد کلیسا کرد و مُرد

ترجمہ: "میرے زمانے میں ایک نبی پیدا ہوا جس کو اپنے سوا قرآن میں کچھ نظر نہ آیا، وہ کہتا ہے کہ غلامی میں ہی دین کی رونق ہے اس کی ساری زندگی خودی سے محروم ہے، وہ غیروں کی دولت کو رحمت سمجھتا ہے اس نے گرجا کے گرد رقص کیا اور مرگیا۔" {مثنوی پس چہ باید کرد}

اس وقت میرا موضوع عقیدہ ختم نبوت کی حکمتیں انتہائی اختصار سے بیان کرنا ہے نہ کہ ردقادیانیت اگرچہ اس سے خود ان کے مذہب باطل کے جڑ کٹ جاتی ہے اس موضوع کو خاص کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ قادیانیوں کی ایک چال ہے کہ وہ امت مسلمہ کے وہ افراد جو دین سے ناواقف ہیں خصوصاً جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو عقلی وفطری دلائل کی بناء پر ختم نبوت سے منحرف اور شکوک وشبہات میں مبتلا کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ضرورت اس امر کی ہے کہ علمی وتحقیقی، نقلی وشرعی دلائل کے ساتھ عقلی وفطری نقطہ نگاہ سے نسل نو کو آگاہی دی جائے کہ اس عقیدہ کی اہمیت وحساسیت کیا ہے اگرچہ نقلی دلائل کا انبار اور دلائل کافی وشافی ہیں۔

بڑی آزمائش سے نجات:

قرآن حکیم میں پہلی امتوں کے حالات کو عبرت ونصیحت کے لیے بیان کیا گیا قرآن عزیز اس بات پر گواہ ہے کہ بہت سی قومیں اور امتیں عذاب الٰہی میں گرفتار ہو کر صفحہ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹادی گئیں، ہم نے کبھی غور

کیا کہ ان کی تباہی و بربادی کا راز کیا تھا؟ کیوں ان کا نام ونشان تک مٹا دیا گیا؟ کیا وجہ تھی کہ قیامت تک کے لیے ان کو بطور عبرت اور سبق کے رکھا گیا؟ کیا ان کی تباہی کا راز کفر وشرک تھا؟ نہیں! کفر وشرک کی سزا آخرت ہے علیم و حکیم خالق صدیوں تک اس جرم کی سزا نہیں دیتا آج اس جرم کی کتنی کثرت ہے لیکن مجرم قومیں نیست و نابود اور مکمل استیصال سے محفوظ ہیں، کیا اقوام کی تباہی و بربادی کی وجہ فسق و فجور تھا؟ ہرگز نہیں! آج فاسق وفاجر قومیں دنیوی عیش وعشرت سے جی رہی ہیں تھوڑا غور کریں تو اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو اپنی کتاب لاریب کا ذرا سا ذوق بھی عطا کیا ہو تو وہ اس نتیجے تک پہنچے گا کہ پہلی امتوں پر جو ہلاکت و بربادی نازل ہوئی یقینا وہ وہی امتیں تھیں جنہوں نے انبیاء ورسل عظام کو دیکھا مگر ان کی دعوت عظیمہ کو ٹھکرایا ان کے اقوال کو جھٹلایا ان کی ارفع و اعلیٰ شان میں بے ادبیاں کیں ان کے قلوب ہائے مقدسہ کو پریشان کیا، یہ چیز قرآن حکیم کے حکمت آموز قصوں میں روح مشترک کا درجہ رکھتی ہے اور اس چیز کو واضح کر رہی ہے کہ جہاں انبیاء ومرسلین کی تشریف آوری عالم انسانیت کے لیے ان گنت رحمتوں، برکتوں کا سبب ہے دوسری طرف سخت امتحان اور شدید آزمائش بھی ہے، ان کی تشریف آوری دِلوں کی حیات ہے کچھ کے لیے باعث ممات بھی ہے ایک طرف ان کا دیدار قرب الٰہی کا عظیم راستہ ہے تو دوسری طرف منکرین کے لیے عذاب الٰہی کا پیغام بھی۔

عقیدہ ختم نبوت میں کتنی بڑی حکمت ہے کہ اگر ہمارے آقا و مولیٰ محمد الرسول اللہ ﷺ پر نبوت رسالت کا اکمال و اتمام نہ ہوتا اور پہلی امتوں کی طرح سلسلہ نبوت جاری ہوتا تو امت محمدیہ ہر نبی کی بعثت کے وقت شدید امتحان کے دور سے گزرتی بار بار اس امت میں ایمان و کفر کا سوال پیدا ہوتا کیونکہ ایک سچے نبی کا انکار گویا سب نبیوں کا انکار ہے بہت سے ایسے افراد ہوتے جو اپنی ساری دینی کمائی لمحہ بھر میں کھو بیٹھتے اور ساری عمر کی عبادت اور ریاضت کے باوجود اللہ کے عذاب کے ہمیشہ کے لیے مستحق ٹھہرتے، حضور ﷺ کے تاج ختم نبوت کی بدولت حق تعالیٰ نے اپنی رحمت کبریٰ سے اپنے محبوب کی امت کو اس عظیم آزمائش اور پرخطر امتحانوں سے محفوظ کر لیا حق تعالیٰ کا امت محمدیہ پر اس قدر عظیم احسان ہے جس پر زیادہ سے زیادہ شکر ادا کرنا بھی کم سے کم ہے، ترجمان حقیقت حکیم الامت علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ؎

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد ہر رسول ما رسالت ختم کرد
لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ زِ احسان خدا است پردۂ ناموسِ دین مصطفی است

ترجمہ: خدا نے ہم پر شریعت ختم کر دی اور ہمارے رسول پر رسالت ختم کر دی، ''میرے بعد کوئی نبی

نہیں'' (الحدیث) خدا کے احسانات میں سے ایک ہے اور اس سے دین مصطفی کی عزت کا بھرم قائم ہے۔

ناقدر شناس اور سب سے بڑے احسان فراموش ہیں وہ لوگ جو اس عظیم احسان کی قدر کی بجائے سلسلہ نبوت جاری رکھنے کی آرزو رکھتے ہیں اور اس پر خطر امتحان و آزمائش کو اللہ سے مانگتے ہیں جس سے اللہ کریم نے امت محمدیہ کو محفوظ فرمالیا ہے۔

تاجدار ختم نبوت سے وفا:

امت محمدیہ کو اعجاز حاصل ہے کہ امت رنگ ونسل اور وطن کی تمام قیود سے آزاد ہے دنیا کے ہر ملک، خطہ اور رنگ ونسل کا اس سے تعلق ہے یہ اس امت کا ایسا خاصہ ہے جو اس سے پہلے کسی امت کو نصیب نہ ہوا اقبال نے کہا

ے

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا　　مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا

مسلم استی دل باقلیمے مبنر　　گم مشو اندر جہانِ چون و چند

دل بدست آور کہ در پہنائے دل　　می شودگم ایں سرائے آب و گل

ترجمہ: ''تو مسلمان ہے اس لیے اپنا دل کسی خاص اقلیم سے مت لگا اور اس جہاں چوں و چند میں گم مت ہوجا۔ دل کی دولت حاصل کر کیونکہ یہ جہانِ آب وگل دل کی وسعت میں گم ہوجاتا ہے۔

ملت محمدی نہ محدود فی المکان ہے نہ مقید بالزمان مختلف الامزاج اقوام کے اس قافلہ عظیمہ نے کتاب و سنت کو تھام کر چودہ سو برس کے اس سفر میں جس قدر مشکلات برداشت کیں سابقہ امتوں میں مجموعی اعتبار سے اس کی مثال نہیں ملتی۔ بڑے بڑے ڈاکوؤں، راہزنوں سے واسطہ پڑا لیکن ملت محمدی نے اپنی متاع عزیز کی حفاظت بھی کی اور وجود کو بھی برقرار رکھا مزید برآں کہ اپنے وجود میں کمی کی بجائے برابر اضافہ کرتی رہی، یہ اعجاز اس وقت آسانی سے سمجھ آتا ہے جب ہم سابقہ امتوں کی تاریخ پر گہری نظر دوڑائیں جو اس قسم کی صعوبتوں کے مقابلے میں شکست فاحشہ کھا کر رہ ہدایت ہی نہیں بلکہ اپنے رہنماؤں کو چھوڑ کر راہ فرار اختیار کر گئیں اور بحیثیت امت اپنے وجود کو ہی برقرار نہ رکھ سکیں جیسے یہود و نصاریٰ جو صرف بنی اسرائیل تک محدود تھی آسان تھا کہ اپنا وجود برقرار رکھ سکتیں لیکن آزمائش کے تھپیڑوں کی تاب نہ لاتے ہوئے حضور علیہ السلام کی بعثت مبارکہ سے کئی صدیاں پہلے ہی اپنے دین کو گم کر کے کتاب وسنت سے ہاتھ دھو کر بحیثیت امت اپنے وجود کو ختم کر چکیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہود و نصاریٰ کا نام تو

موجود ہے لیکن کوئی فرد بھی نہیں جس کو صحیح معنوں میں یہودی یا نصرانی کہا جا سکے، غور وفکر کریں اور تاریخ اُمم پر نظر دوڑا کر دیکھیں تو روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے کہ امت محمدیہ کی اس معجزانہ استقامت اور بقاء کا راز عقیدۂ ختم نبوت ہے بڑے بڑے چوروں، راہزنوں، فریب کاروں اور سحر طرازوں نے اسے گمراہی کی دعوت دی مگر ملت وامت محمدیہ نے دعوت قبول کرنا تو کیا کسی کی طرف توجہ بھی نہ دی یہ امت کسی اور دعوت کی طرف دیکھتی بھی کیوں رحمت عالم کا لایا ہوا دین مکمل زندگی بخشنے والا جو ہوا، اقبال نے کہا ؎

ہست دین مصطفی دین حیات

شرعِ اُوتفسیر آئین حیات

ترجمہ: "دین مصطفی دین حیات ہے اور اس کی شریعت آئین حیات کی تفسیر ہے"۔

خارجی حملوں نے انتہا کر دی منافقوں نے حضور ختمی مرتبت علیہ السلام کی رفعت وعظمت گھٹانے اور آپ علیہ السلام سے امت کی وفاداری کو متزلزل کرنے کی ناپاک کوششیں کیں حضور علیہ السلام کے مقابلے میں بہت سوں بدحواسوں کو لا کر ختم نبوت کے مبارک عقیدے پر پشت سے وار کرنے کی کوششیں کیں لیکن امت محمدیہ کی وفاداری میں ذرہ برابر بھی فرق نہیں پڑا، اقبال نے نشاندہی کی ؎

یہ فاقہ کش جو موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد علیہ السلام اس کے بدن سے نکال دو

ہاں اتنا ضرور ہوا کہ وہ لوگ جو جسم کے فضلات، خبیث مادے اور بدگوشت کی حیثیت رکھتے تھے یا جن کے دل نفاق کے زہر سے مسموم ہو چکے تھے وہ ان فتنوں کے جال میں مبتلا ہو کر امت سے خارج ہو گئے مگر بحیثیت مجموع امت کا جسم بدستور سلامت رہا اور اپنے محبوب نبی سے وفاداری جوں کی توں برقرار رہی وجہ صرف یہ کہ امت محمدیہ قرآن کو خاتم الکتب، محمد الرسول اللہ کو آخری نبی سمجھتی تھی دین کو خاتم الادیان سمجھتی تھی اور پہلی امتوں میں چونکہ ختم نبوت کا عقیدہ نہیں تھا نہ ہو سکتا تھا اس لیے اپنی کتاب اور اپنے نبی سے ان کی وابستگی اس قدر مستحکم نہ تھی نہ ہو سکتی تھی، نتیجہ بالکل واضح ہے کی اس امت کی بقاء کا راز صرف اور صرف عقیدہ ختم نبوت سے وابستہ ہوا اگر عقیدہ ختم نبوت نہ ہوتا تو قسم بخدا یہ امت بھی باقی نہ رہتی، سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی اپنی معروف زمانہ کتاب "جمال رسول" میں رقمطراز ہیں:

محققین نے لکھا ہے کہ ایک پیغمبر کے بعد دوسرا پیغمبر آنے کی صرف تین وجہیں ہو سکتی ہیں، یا تو پہلے نبی کی

تعلیم وہدایت نابود ہو چکی اور مرگئی ہو اور اس کو پھر زندہ کرنے کی ضرورت ہو، یا پہلے نبی کی تعلیم مکمل نہ ہو اور اس میں ترمیم واضافے کی ضرورت ہو، یا پہلا نبی کسی خاص قوم یا طبقہ کے لیے آیا ہو اور اب ایک دوسری قوم کے لیے دوسرے نبی کی ضرورت ہو اور یہ تینوں وجوہات بھی اب باقی نہیں ہیں کیونکہ حضور علیہ السلام کی تعلیم وہدایت زندہ ہے جیسے کہ پہلے ذکر ہو چکا لہٰذا پہلی وجہ دور ہوگئی کیونکہ نبی کی تعلیم وہدایت کا زندہ ہونا گویا خود نبی کا زندہ ہونا ہوتا ہے اور جب ایک نبی اپنے عہدہ اور منصب پر موجود ہو تو دوسرا نبی کیسے آ سکتا ہے۔

دوسری آنحضرت ﷺ کے واسطہ سے دنیا کو اسلام کی مکمل تعلیم دی جا چکی ہے اب نہ اس میں کسی کمی بیشی کی ضرورت ہے اور نہ ہی کوئی ایسا نقص باقی رہ گیا ہے جس کی تکمیل کے لیے کسی نئے نبی کے آنے کی حاجت ہو۔ لہٰذا دوسری وجہ بھی دور ہوگئی، تیسری سرکار دو عالم ﷺ چونکہ کسی خاص قوم کے لیے نہیں بلکہ ساری کائنات کے لیے رسول مبعوث ہوئے ہیں اور تمام اہل جہان کے لیے آپ کی تعلیم وہدایت کافی ہے اس لیے اب کسی بھی قوم کے لیے نبی آنے کی ضرورت نہیں اس سے تیسری وجہ بھی جاتی رہی اور اسی بناء پر قرآن کریم حضور ﷺ کو خاتم النبیین فرماتا ہے۔ یعنی سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والے۔ اس لیے اب دنیا کو کسی نبی ورسول کی حاجت باقی نہیں۔ بلکہ صرف ایسے لوگوں کی ضرورت ہے جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر خود چلیں اور آپ کی تعلیمات کو سمجھ کر خود عمل کریں اور اہل دنیا سے کرائیں۔

عقل معاد ترقی کی طرف گامزن:

ایک ڈاکٹر اور حکیم کسی میڈیکل یا طبیہ کالج کی اعلیٰ ڈگری حاصل تو کر لے لیکن اسے مکمل آزادی کے ساتھ پریکٹس کا موقع میسر نہ آئے تو ایسے ڈاکٹر اور حکیم کے بارے دو آراء نہیں ہو سکتیں کہ ایسا ڈاکٹر وحکیم علمی وتحقیقی اعتبار سے جتنے بھی بڑے مقام پر فائز ہو اور مہارت تامہ رکھنے والا ہو لیکن عملی اعتبار سے وہ بالکل ترقی نہیں کر سکتا بلکہ جب وہ مریضوں کے علاج کی ابتداء کرے گا تو اپنے سے سینئر کے مشورے کے بغیر وہ اپنے آپ کو ابتدائی طالب علم سمجھے گا اس کے برعکس ایسا ڈاکٹر اور حکیم جو علمی اعتبار سے کم درجہ پر ہو لیکن تجربے میں بڑھ کر ہو یقیناً اس سے بہتر اور آسانی سے علاج میں کامیاب ہو سکے گا، وہ لوگ جن کا تعلق ایسے علم سے ہو اور وہ عملی پہلو بھی رکھتے ہوں سب کا یہی حال ہوگا جیسے ایڈووکیٹ، انجینئر وغیرہ، اس قسم کے حصول کمال میں ذہن کی آزادی اور ان کی بناء پر تفریح کو بہت دخل ہے۔ تجربہ بہت اہمیت کا حامل ہے کیونکہ انسان کوئی مشین نہیں بلکہ ایک صاحب فکر ہستی ہے، اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے عقیدہ ختم نبوت انسان کی ذہنی وفکری زندگی کے لیے تریاق اور آب حیات نظر آتا ہے اگر اللہ کریم حضور ﷺ

پر نبوت کی تکمیل نہ فرماتا اور شریعت محمدی آخری شریعت نہ ٹھہرتی تو انسان کی عقل جامد ہو کر رہ جاتی اور ترقی کے درجات دو چار سیڑھیوں سے زیادہ کبھی طے نہ کر سکتی کیونکہ حضرت انسان نئی نبوت و رسالت اور نئی شریعت کے انتظار میں ہی رہتا اپنی عقل کو ذہنی شعور و فکر کے لیے کبھی استعمال نہ کرتا اس امت کو اپنے نبی آخر الزماں علیہ السلام کی موجودگی میں اس ماحول سے باہر دیکھنے کی نوبت ہی نہ آتی جو نبی رحمت علیہ السلام کا بنایا ہوا تھا۔

حضور علیہ السلام کی ظاہری حیات مبارکہ کے بعد جن قوموں سے واسطہ پڑا ان کا پورا نظام زندگی دنیا کے محور پر گردش کر رہا تھا، ان کی تہذیب و ثقافت، طرز تمدن، معاملات و اخلاقیات، معاشرت و سیاست گویا کہ زندگی کا ہر پہلو تصور آخرت سے محروم اور دنیا کے رنگ میں رنگا ہوا تھا ان کے افکار صرف معاش کے مرہون منت تھے اور عقل معاد کسمپرسی کے عالم میں تھی، اگر نبوت و رسالت کا دروازہ بند نہ ہوتا تو مسلمان آگے بڑھنے کی بجائے ٹھٹھک کر رہ جاتے اور کسی نئے نبی، رسول اور نئی شریعت کا انتظار کرنے لگتے یہ عقیدہ ختم نبوت ہی تھا جس نے اجتہاد و استنباط پر آمادہ کیا اور مسلم اُمہ نے شریعت مصطفوی اور دین متین کی بنیادوں پر تمام اشکال و مسائل کو بہت آسانی سے سَر کر لیا۔ عقیدہ ختم نبوت پر ایمان نہ ہوتا تو سابقہ امتوں کی طرح آہستہ آہستہ زوال شروع ہو جاتا اور ایک وقت یہی زوال امت کو ارتداد تک پہنچا دیتا۔

ڈاکٹر محمد رفیع الدین ''منشور اسلام'' میں اسی ضمن میں سوال قائم کر کے جواب دیتے ہیں آیئے پڑھیے:

سوال: ہمیں نبی آخر الزمان علیہ السلام ہی کی پیروی کیوں کرنی چاہیے اور آپ ہی کے بتائے ہوئے طریقۂ عبادات کو کیوں اپنانا چاہیے؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اصولی طور پر تمام انبیاء کی بنیادی تعلیمات کی پیروی تو کریں لیکن نماز اور عبادات کی ظاہری شکل میں کسی کا اتباع نہ کریں؟ کیا یہ ممکن نہیں کہ عبادات کا نظام، ان کی شکل اور اوقات ہم اپنی مرضی، حالات اور سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے مقرر کر لیں؟

جواب: خالق کائنات سے محبت اور ربط و تعلق کو استوار کرنے کے لیے نبی کی تعلیمات پر من حیث الکل عمل اور اس پر ایمان ناگزیر ہے۔ ہم بحیثیت فرد اور بحیثیت اجتماع اس وقت تک خود شعوری کا ارتقاء حاصل نہیں کر سکتے جب تک ہم وقت کے نبی کا کامل اتباع نہیں کرتے۔ نبی پر ایمان اور اس کا کامل اتباع گویا ایسا ہی ہے کہ کوئی شخص اسکے توسط سے روحانی بالیدگی کی اعلیٰ ترین سطح حاصل کرے جس طرح ایک گرم شے کو چھونے سے حرارت دوسری شے میں منتقل ہوتی ہے یا ایک چراغ کی حرارت دوسرے چراغ کو روشن کر دیتی ہے، اسی طرح نبی سے تعلق اس کے متبعین میں ایمانی نور و حرارت منتقل کرتا ہے۔ نبی اپنی روحانی رفعت کا کچھ حصہ اپنے صحابہ اور صحابہ بعد کے آنے والے لوگوں

میں درجہ بدرجہ منتقل کرتے ہیں۔ گویا عشق ومحبت کا نور پہلے ایک نقطہ پر مرتکز ہوتا ہے اور پھر پورے ماحول کو بُقعہ نُور بنا دیتا ہے اور یہ مرکزی نقطہ ہمیشہ کسی نبی کی ذات ہوتی ہے۔

اس حقیقت کی تعبیر یُوں بھی کی جا سکتی ہے کہ سلسلۂ نبوت ایک حیاتیاتی ضرورت ہے جو حیاتیاتی سطح پر جوشِ حیات اپنے انواع کی کثرت، مخالف جنسوں میں کشش اور اختلاف سے حاصل کرتا ہے چنانچہ تمام بنی نوع انسان کے افراد ایک ہی انسانی جوڑے کی اولاد ہیں اور یہی سبب ہے کہ وہ سب جسمانی ساخت اور اعضاء کی بناوٹ میں مماثلت رکھتے ہیں جوشِ حیات کے پھیلاؤ کا عمل نفسیاتی سطح پر بھی جاری رہتا ہے اور وہ یوں کہ قافلہ انسانیت کے کچھ افراد نبوت سے سرفراز کیے گئے ہیں اور لوگ فطری طور پر ان کے طریقے اپنا کر روحانی بالیدگی حاصل کرتے ہیں، گویا نظریاتی اعتبار سے نبی کی حیثیت اپنے امتیوں کے لیے جدِ امجد کی ہوتی ہے اور وہ سب اس کا اتباع کر کے دین سے رشتہ استوار کرتے ہیں۔ معاشرت، قانون اور اخلاق میں ایک جیسے قوانین پر عمل کر کے ان سب میں ایک وحدت کا احساس پیدا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ایک نامیاتی خلیہ دوسرے نامیاتی خلیے کو جنم دیتا ہے، اسی طرح نظریاتی عالم میں ایک نبی کی دعوت دوسرے نبی کی تعلیم و دعوت کی بنیاد بنی تا آنکہ اس سلسلہ کے اختتام پر نبی آخر الزماں کی دنیا میں آمد ہوئی، جو شخص مکمل طور پر اور غیر مشروط طور پر نبی پر ایمان لا کر اس کا اتباع کرتا ہے وہ گویا ایک طرح سے نئی زندگی کا آغاز کر کے نفسیاتی اور نظریاتی اعتبار سے ترقی وکمال کی شاہراہ پر گامزن ہو جاتا ہے، اس شخص کی مثال اس جنین کی سی ہے جو ایک دور میں مکمل طور پر اپنی ماں پر انحصار کرتا ہے اور پھر اپنی جداگانہ زندگی کا آغاز کرتا ہے، پھر جس طرح بچہ آغاز میں اپنی ماں کے دودھ سے غذا حاصل کرتا ہے اسی طرح ایک صاحب ایمان ویقین نبی کے کامل واکمل اسوۂ پر عمل کر کے اور اس کے علم وعرفان سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے روحانی سفر کا آغاز کرتا ہے، نبی کے بتائے ہوئے اوامر ونواہی سے وہ مسلسل عمل جاری رکھتا ہے حتیٰ کہ وہ خارج سے ٹھونسے ہوئے احکام نہیں بلکہ خود اپنے دل کی آواز اور فطرت کا تقاضا محسوس ہونے لگتے ہیں اور نبی کا بتایا ہوا خیر وشر کا فرق اسے اپنے باطن سے ابھرتا معلوم ہوتا ہے۔ اس کیفیت کو حاصل کر لینے کے بعد نبی کی اطاعت اسے چنداں گراں نہیں گزرتی بلکہ اس کے دل میں نبی اکرم علیہ السلام کے لیے شدید محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ روحانی ارتقاء کے اس مرحلے پر وہ اپنے کردار واعمال اور شب وروز کے معمولات میں نبی اکرم علیہ السلام سے اسی طرح کی کامل مشابہت اختیار کر لیتا ہے جیسی ایک باپ اور بیٹے کے مابین ہوتی ہے۔ بالفاظ دیگر نبی کے مخلص اور حقیقی متبعین اس کی نظریاتی اولاد کی مانند ہوتے ہیں۔

قارئین: فقیر عرض گزار تھا کہ اللہ کریم نے اپنے محبوب اعظم و اکمل علیہ السلام اور آپ کی شریعت کو ایسی جامعیت و اکملیت عطا فرمائی کہ ملت محمدی کو کسی اور دروازے پر جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیا یہ عقیدہ ختم نبوت کی ہی حکمت نہیں ہے کہ امت محمدیہ نے ہر قسم کے زوال کو تو برداشت کیا لیکن دین کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیا اور مسلمان کبھی کسی دور میں بھی شریعت محمدیہ سے مایوسی کا شکار نہ ہوا بلکہ شریعت کے احکام سے اور ان پر عمل کر کے فائدہ اٹھایا، اگر ختم نبوت ایک حقیقت نہ ہوتی تو قسم بخدا امت اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھتی۔ جدید رسول، نبی اور شریعت کا انتظار کرتی اور شریعت محمدیہ سے سوال ہی نہ کرتی اور اگر کرتی تو شریعت مصطفوی کو خاموش پاتی اور کسی نئے نبی و رسول کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پاتی لیکن حاشا وکلا ایسا نہیں ہے، ہرگز نہیں۔ شریعت محمدیہ ہمیشہ سے امت کی رہنمائی کرتی چلی آئی ہے اور قیامت تک کرتی رہے گی، جان عزیز! یہ ختم نبوت کا فیضان نہیں تو اور کیا ہے؟

تعلیمات اسلامیہ کی دائمی زندگی کا راز:

بقائے امت کے ساتھ یہ اظہر من الشمس ہے کہ جس طرح ملت اسلامیہ نے کتاب وسنت کی حفاظت کے لیے کوششیں کی ہیں اس کی مثال کسی قوم اور ملت میں نہیں ملتی نتیجتاً کتاب وسنت اس طرح محفوظ ہیں کہ گویا آج ہی حضور خیر الرسل علیہ السلام نے یہ امانت سپرد فرمائی ہو، کیا سابقہ امتوں کو اپنی کتابیں اور انبیاء عزیز نہیں تھے کہ وہ اپنی کتابوں اور انبیاء کے طریقوں کو محفوظ کیوں نہ کر سکے؟ یہ خاصہ ملت اسلامیہ کا ہی کیوں ہے؟

قسم بخدا! اس کا راز عقیدہ ختم نبوت ہی ہے دوسری امتوں نے اس کا اہتمام اس لیے نہ کیا کہ ان کا اپنے نبی و رسول کے متعلق عقیدہ ختم نبوت کا نہیں تھا اور نہ ہی ہو سکتا تھا وہ سمجھتے تھے اگر یہ ہدایت کم پڑ جائے گی تو دوسری ہدایت، یہ نبی نہیں تو اور آ جائیں گے، یہ کتاب نہیں تو دوسری اس کی جگہ لے لے گی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اس عظیم سرمایہ کی حفاظت نہ کر سکے، بخلاف امت محمدیہ کے اس امت کو یقین کامل تھا کہ ہماری کتاب آخر الکتب۔ شریعت خاتم الشرائع، دین خاتم الادیان اور نبی خاتم النبیین ہیں اگر ہم کتاب وسنت کی حفاظت سے لاپرواہ رہے تو کبھی ہدایت نہیں پا سکیں گے اس لیے پوری قوت اور زبردست اہتمام سے اپنے علمی ورثہ و سرمایہ (کتاب وسنت) کی حفاظت کا بندوبست کیا، اگر عقیدہ ختم نبوت پر کامل ایمان نہ ہوتا تو ملت رسول ہاشمی بھی کتاب وسنت کی حفاظت نہ کر سکتی اور پہلی امتوں کی طرح وادئ ہلاکت میں برباد ہو کر اپنا عظیم سرمایہ گنوا دیتی لیکن ایسا نہیں ہوا تو پھر کہنا ہوگا کہ اگر حضور ختمی مرتبت علیہ السلام پر نبوت کا اتمام و اکمال نہ ہوتا تو کتاب وسنت بھی محفوظ نہ رہتے۔

تعلیمات اسلامیہ کانعم البدل نہیں:

اسی بحث کو اگر ہم ایک اور زاویے سے لیں کہ دین اسلام تا قیامت زندہ کیوں ہے؟ اس کا سبب کیا ہے؟ تو ایک وجہ اور راز یہ بھی ہے کہ اسلامی تعلیمات کا ہر حصہ ایسی تعلیمات پر مشتمل ہے جن کا کوئی جانشین اور نعم البدل نہیں ہوسکتا اس لیے کہ اسلام نے اپنی تعلیمات میں انسان کے جزئی اور عارضی اہداف کا حصول نہیں چاہا جو زمان و مکان سے وابستہ ہوتے ہیں، کوئی بھی ایسی تنظیم وتحریک جس کے اہداف جزئی ہوں اور اس کا عمل انہیں عارضی اہداف کے لیے قیام میں آیا ہو اس ہدف کے خاتمے کے بعد وہ تحریک بھی ختم ہو جاتی ہے لیکن دنیا میں اگر کوئی ایسی تحریک وجود میں آئے جس کے اہداف لامحدود ہوں اور انسان جتنا بھی ترقی کر لے اسے اپنا ہدف آگے نظر آئے تو ایسی تحریک اور تعلیم ہمیشہ زندہ رہتی ہے، اپنی بات کو مزید پختہ کرنے کے لیے انتہائی اختصار سے مثال عرض کرتا ہوں تا کہ احقر کا دعویٰ مزید مضبوط ہو سکے آج سے بیس پچیس سال پہلے ایران میں تیل کو قومی ملکیت میں لینے کے عنوان سے ایک زبردست تحریک اٹھی جس نے پورے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اپنے زمانے کی زندہ تحریک تھی مقصد جزئی تھا دوام حاصل نہ کر سکی سال ہا سال کی جدوجہد پر جب کچھ نظر نہ آیا تو مایوسی چھا گئی تحریک خود بخود زوال کا شکار ہوکر دم توڑ گئی، تحریک آزادی و استقلال کشمیر کے نام سے ایک تحریک ہے لاکھوں افراد جدوجہد کر رہے ہیں مشکلات جھیلتے ہیں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے ہیں چونکہ تحریک زمان و مکاں سے محدود تعلق رکھتی ہے آخر کار نتیجے تک پہنچے گی اور معاملہ اختتام پذیر ہوگا، اسی طرح ''تحریک آزادی فلسطین'' ہے یہ سب عارضی و جزئی اہداف و مقاصد کی حامل تحریکیں ہیں جو مخصوص زمان و مکان سے وابستہ ہیں، اگر اسلام بھی اس قسم کی تحریک کا حامل ہوتا، صرف ''لات'' یا ''عزیٰ'' جیسے بتوں کے خلاف جنگ کی صورت رکھتا اور ان بتوں کو نیست و نابود کرنے کے لیے ہی صرف نبی آخر الزماں تشریف لاتے تو لامحالہ فتح مکہ کے بعد دین اسلام اور تعلیمات اسلامیہ کی بساط لپیٹ دی جاتی کیونکہ ہدف حاصل ہو چکا لیکن اسلامی تحریک کسی زمانے تک محدود نہ تھی اس کا مقصد صرف بتوں سے جنگ نہیں تھا بلکہ اس تحریک کی بنیاد ''لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ'' تھی اقبال نے کہا ؎

یہ نغمہ فصل گل و لالہ کا نہیں پابند

بہار ہو کہ خزاں لا الٰہ الا اللہ

قرآن حکیم نے اپنا ہدف کچھ اس طرح بیان فرمایا: ''قل یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا و بینکم'' عرب میں ہبل، لات و عزیٰ تھے لیکن عرب سے باہر تو نہیں تھے، یہودی و نصرانی، مجوسی تھے وہ تو ان کی

پوجا نہیں کرتے تھے قرآن عزیز ان سے مخاطب ہوا کہ آؤ ہم سب ایک کلام اور ایک حقیقت کی جانب چلتے ہیں جو ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں حیثیت رکھتی ہے نہ ہم سے خاص نہ تم سے وہ حقیقت ہے ''اَلّا نَعۡبُدَ اِلا اللّٰہ'' کہ ہم اللہ کے سوا کسی چیز کی پرستش نہ کریں ''وَلَا نُشۡرِک بہ شیئاً'' کسی چیز کو اللہ تعالیٰ قرار نہ دیں ''وَلَا یتخذ بعضنا اربابًا من دون اللّٰہ'' ہم سب بشر ہیں اس لیے بعض افراد دوسرے افراد کو اپنا رب اور اپنے اوپر صاحب اختیار قرار نہ دیں صرف اس کی پوجا کریں جو سب کا خالق و مالک ہے۔

قارئین! دین مقدس کی کسی تعلیم پر بھی بحث کر لیجیے وہ آپ کو آفاقی ہی نظر آئے گی دنیا بھر کی کوئی تعلیم، قانون اسلامی تعلیمات وقوانین کی جگہ نہیں لے سکتا جب تعلیمات زندہ اور ابدی ہیں تو یقینا دین اسلام قیامت تک کے لیے زندہ ہے، جب اسلامی تعلیمات کا نعم البدل ہی نہیں وہ تا قیام قیامت زندہ و روشن ہیں جس پیغمبر پر نازل ہوئیں نبیوں کے سردار اور خاتم ہیں تو پھر کسی اور نبی و تعلیم کی ضرورت آخر کیوں؟ یہی ختم نبوت ہے، ان لافانی اور ابدی کتاب وسنت کے چشموں کے ہوتے ہوئے کسی نئے نبی کے وجود کی پیاس جھوٹی ہے جو خالصتاً دل و دماغ کی بیماری اور عقل وفہم کی خطرناک علالت کی علامت کے سوا کچھ نہیں۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ:

مفکر ملت، محسن اہلسنت علامہ محمد ارشد القادری رسالت محمدی کے عقلی ثبوت پیش کرتے ہوئے جہاں رسول اللہ ﷺ کے معجزات قاہرہ و باہرہ کی مختصر فہرست پیش کرتے ہیں ان روایات کی جھلک پیش کرنے کے بعد رقمطراز ہیں:

رسول عربی کے اوصاف وکمالات کی یہ نا تمام فہرست جو ہم نے پیش کی ہے ان کے متعلق زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ روایات ہیں اور روایات کا واقعہ کے مطابق ہونا کوئی ضروری نہیں ہے، اس سلسلہ میں ہم صرف اتنا کہیں گے کہ عقل انسانی کے پاس اگر کوئی کسوٹی ہے جس پر وہ روایات کو پرکھتی ہے اور پورا اترنے کے بعد صحت کا حکم لگاتی ہے تو ہم یہ مرحلے طے کرنے کے لیے بھی نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ تیار ہیں، عقل پرکھے اور حکم لگائے، ہمیں فخر ہے کہ وسائل اور ذرائع سے ہم تک یہ روایات پہنچی ہیں ان سے زیادہ قابل اعتماد اور ثقہ ذرائع آج تک دنیا کی کسی روایت یا کسی واقعہ کو میسر نہیں آئے۔ لیکن یہ دعویٰ بہرحال اپنی جگہ پر نا قابل تردید ہے کہ ان واقعات وروایات کو صحیح مان لینے کے بعد عقل یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو گی اس ''نشان کا آدمی'' سوائے رسول کے کوئی عام انسان ہرگز نہیں ہو سکتا۔

قومی سالمیت، ملی وحدت اور اتحادِ اُمت کا راز:

فرد نے خاندان، خاندان نے قبیلہ اور قبائل نے قوم وسلطنت کی تعمیر کی، نوع انسانی میں گزشتہ دور سے ترقی کا رجحان انفرادیت سے اجتماعیت کی طرف بڑھتا رہا ہے رحمت عالم علیہ السلام کی بعثت مبارکہ کے وقت بھی انسانیت اس راہ پر تیزی سے گامزن تھی رفتار بڑھتی گئی، یہاں تک کہ آج کا انسان اجتماعیت کے ایسے مقام پر ہے جہاں فرد واحد علیحدگی کا تصور بھی بمشکل کرسکتا ہے، کوئی قوم دوسری قوم سے علیحدگی کا سوچ بھی نہیں سکتی، حمل ونقل کی بڑھتی ہوئی سہولتوں کی وجہ سے زمین سکڑ سی گئی ہے پورا کرۂ ارض ایک ہی ملک کی حیثیت اختیار کر چکا ہے یہی حکمت کارفرما ہے کہ حضور کی بعثت ایسے وقت میں ہوئی جب یہ رجحان قوی تر ہو چکا ہے، اس اجتماعیت کا نتیجہ یہ ہے کہ دنیا کی مختلف قومیں ایک دوسرے پر اپنے اخلاق، عادات، تہذیب وثقافت کا اثر ڈالیں اور اس تاثر سے نوع انسانی ایک خاص مزاج کی حامل ٹھہر سکے یہ مزاج غلط بھی ہوسکتا ہے اور صحیح بھی، اس مزاج کی اصلاح کے لیے ایسے ہی نبی محتشم علیہ السلام کی تعلیمات واتباع سے استفادہ کیا جا سکتا تھا اور ہے جو خاتم النبیین علیہ السلام ہونے کی وجہ سے بین الاقوامی مزاج سے مناسبت رکھتا ہو۔ اگر سلسلہ نبوت ورسالت جاری رہتا تو ہر نیا نبی اس مزاج پر اثر انداز ہوتا اور وحدت ختم ہو کر رہ جاتی کیونکہ حضور علیہ السلام کے بعد (العیاذ باللہ) کوئی دوسرا نبی مبعوث ہوتا بعض لوگ ایمان لاتے اور بعض ایمان نہ لاتے، اس کشمکش کی وجہ سے بین الاقوامی اور اجتماعی وحدت یقیناً پارہ پارہ ہو جاتی، عقیدہ ختم نبوت کا احسان عظیم ہے کہ امت کی وحدت باقی ہے اور رہے گی علامہ العصر، ترجمان حقیقت محمد اقبال اسی راز سے پردہ اٹھاتے ہیں

ے

لا نبی بعدی ز احسان خدا است پردۂ ناموسِ دین مصطفیٰ است

قوم را سرمایہ قوت ازد حفظ سرِ وحدت ملت ازد

ترجمہ: "میرے بعد کوئی نبی نہیں (الحدیث) خدا کے احسانات میں سے ایک ہے اور اس سے دین مصطفی علیہ السلام کی عزت کا بھرم قائم ہے۔ اسی سے قوم کو قوت کی دولت ملی اور ملت اسلامیہ کی وحدت کا راز بھی یہی ہے۔"

چونکہ صرف خاتم الانبیاء کی تعلیمات ہی جامع ہیں اس لیے وہ بھی پوری نوع انسانی کو ایک فکری وحدت میں سمو کر انہیں خود شعوری کے اعلیٰ ترین مدارج تک پہنچاسکتی ہیں منکرین ختم نبوت بڑی سازش کے تحت اپنی گھسی پٹی نبوت کو جاری کر کے وحدت امت کو پارہ پارہ کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ کامیاب نہیں ہوسکیں گے یہ امت تاجدار مدینہ

کی وفادار تھی وفادار ہے اور وفادار رہے گی۔ حاشا وکلا سرکار علیہ السلام کے ہوتے ہوئے امت کسی مراقی اور جھوٹے نبی کو ماننا تو کجا سننا اور دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتی، ڈاکٹر محمد رفیع الدین ''منشور اسلام'' میں اس عقدہ کو کچھ یوں حل کرتے ہیں۔

ذہن انسانی کا زائیدہ مذہب انسانوں کو ایک وحدت میں نہیں پرو سکتا:

بعض مفکرین نے انسانوں میں اتحاد پیدا کرنے کے لیے یہ تجویز پیش کی ہے کہ تمام ادیان عالم کے مشترک نکات کو اکٹھا کر کے ایک نیا مذہب اختراع کیا جائے، لیکن اس بات کے علاوہ کہ یہ تجویز عملی مشکلات رکھتی ہے، واقعہ یہ ہے کہ اس قسم کے خود ساختہ مذہب پر انسانیت نہ کبھی جمع ہو گی اور نہ ہی اسے صحیح معنوں میں اپنائے گی۔ اس قسم کا خود ساختہ مذہب انسان میں معبود حقیقی کی محبت پیدا کرنے سے بھی قاصر رہے گا، صرف ایک ایسا دین ہی جسے خالق کائنات نے کسی چنیدہ بندے پر اتارا ہو اور اس نبی نے اسے عملاً نافذ کیا ہو لوگوں کے دلوں میں اپنے رب کی حقیقی محبت وعبودیت کا جذبہ پیدا کر سکتا ہے، وحدت ادیان کا فلسفہ اگرچہ تاریخ میں کئی بار پیش کیا گیا ہے، لیکن ایسی مثالیں بہت کم ملتی ہیں کہ کسی ایسے فلسفیانہ مذہب کے پیروکار تعداد میں معتدبہ ہوئے ہیں یا وہ زیادہ عرصے تک قائم رہ سکا ہو، کسی بھی ایسے مذہب کے عقیدت مند رفتہ رفتہ اتنے کم ہو جاتے ہیں کہ اس کا وجود بھی تاریخ کے دھندلکوں میں کھو جاتا ہے، اس کی مثال ایک ایسے دوغلے جانور کی ہے جو اپنی نسل خود قائم نہیں رکھ سکتا، ہر ایسا غیر فطری نظریۂ حیات جو بذریعہ وحی انسان کو نہ دیا گیا ہو، لامحالہ کسی سیاسی دانشور، فلسفی یا روحانی شخص کی طرف سے آئے گا اور اس کے ذہن وفکر کی محدودیت اسی میں درآئے گی۔ ایسے مذہب عام طور پر کسی نبی کی جزوی تعلیمات اور فکر انسانی کی آمیزش سے بنائے جاتے ہیں، لیکن یہ تاریخی حقیقت ہے کہ ایسے مذاہب اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں بالکل ناکام رہتے ہیں، صرف سچے انبیاء کی تعلیمات ہی میں وہ نظریۂ حیات پایا جاتا ہے جو ایک ایسا انسانی معاشرہ ترتیب دے سکے جس میں انسانیت کی بڑی تعداد کو اپنے اندر جذب کرنے کی صلاحیت ہو، اور جو انسانی ارتقاء کے لیے لامحدود رفعتوں کی ضمانت دے سکے اور بالخصوص خاتم الانبیاء کی تعلیمات کی نوعیت ایسی ہوتی ہے جس میں تمام خطوں اور طبائع کے انسانوں کے لیے ہدایت ہوتی ہے اور وہ یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ پوری نوع انسانی کو ایک دین حق پر جمع کیا جا سکے، چونکہ اس دین میں انسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں سے متعلق رہنمائی ہوتی ہے، اس لیے ارتقاء انسانی کی مکمل ضمانت اس میں دی جاتی ہے اس نبی آخر الزماں سے قبل تمام نبی صرف مخصوص قوموں کی طرف مبعوث کیے جاتے ہیں۔ انکی تعلیمات کی نوعیت بھی ایسی نہیں ہوتی کہ وہ ہمیشہ کے لیے باقی رہیں۔ خاتم الانبیاء

ﷺ کی تعلیمات کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنے ماقبل انبیاء کی تعلیمات کے بنیادی اور مرکزی تصورات کی جامع ہوتی ہیں، چنانچہ انبیاء کو دیئے گئے عملی احکامات یعنی شریعتوں میں تو فرق ہوتا ہے لیکن بنیادی نظری تصورات سب میں یکساں ہوتے ہیں اور نبی خاتم کی شریعت اس اعتبار سے جامع اور مکمل ہوتی ہے کہ اس میں تا قیام قیامت انسانیت کے جملہ مسائل کا حل موجود ہے اور رہتی دنیا تک تمام لوگ اس پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں۔

حضور کی خاتمیت، شریعت کے نقطہ کمال کی رُو سے:

حضور ﷺ سے قبل جتنے انبیاء عظام تشریف لائے ان کو عطا کی گئیں شریعتیں وقت کے ساتھ بدلتی رہیں لیکن سرکار ختمی مرتبت ﷺ کی شریعت غیر متناہی تاریخ کے اس پورے دور میں کامل رہنمائی ہے، ڈیڑھ ہزار سال ہونے کو ہیں شریعت محمدیہ اب بھی محفوظ اور موجود ہے جب تک دنیا قائم ہے شریعت محمدیہ اپنی تابانیوں کے ساتھ موجود بھی رہے گی اور محفوظ بھی، اس عالم رنگ و بو میں کبھی یہ ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ کی مرضیات اور غیر مرضیات کیا ہیں قیامت تک کے لیے جو شخص صراط مستقیم کا متلاشی ہوگا اسے شریعت محمدیہ کا دامن تھامنا ہو گا، ملت اسلامیہ کے لوگ یہ نہیں کہہ سکیں گے کہ "مَا جَآءَنَا مِنۡۢ بَشِيۡرٍ وَّلَا نَذِيۡرٍ" ہمیں کوئی خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا نہیں آیا، دوسرا قیامت تک یہ بھی کوئی نہیں کہہ سکے گا کہ شریعت محمدیہ میں کسی مسئلہ کا حل اور جواب نہیں جب شریعت محمدیہ اپنے پورے نقطہ کمال کو پہنچ گئی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس میں کسی مسئلہ کا حل نہ ہو۔ کوئی اور راستہ تو تب تلاش کیا جائے گا جب کتاب وسنت میں حکم صریح نہ ملے لیکن تاجدار ختم نبوت نے اس مقدمہ کو بھی ہمیشہ کے لیے ختم فرما دیا، حضرت معاذ ابن جبل کو یمن کا حاکم بنا کر جب الوداع فرما رہے تھے تو پوچھا اے معاذ! اگر تمہارے سامنے ایسا مسئلہ آ جائے جس پر تمہیں قرآن وسنت میں کوئی حکم صریح نہ ملے تو کیا کرو گے (معاذ بن جبل کہہ سکتے تھے کہ نئی نبوت اور نئی شریعت کا منتظر ہوں گا) عرض کیا آقا اجتہاد کروں گا یعنی کتاب وسنت کے ناپیدا کردہ چشموں سے حکم فقہی اخذ کروں گا، اس پر حضور دانائے سبل ختم الرسل ﷺ نے اللہ کریم کی حمد بیان کی کہ آپ کا یمن جانے والا غلام راہ پا گیا جس پر اللہ کا رسول خوش ہے، پتہ چلا اگر کوئی حکم صریح کسی مسئلہ میں قرآن وسنت میں نہیں بھی ملتا تو شریعت محمدیہ کے سمندر میں غوطہ زن ہو کر نکالیں گے کسی ظلی و بروزی نبی کی طرف نظر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں، یہی وجہ ہے قبل از وصال فرمایا اپنے پیچھے بھاری دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں "کتاب اللہ و عترتی" ایک روایت میں فرمایا "کتاب وسنت" پھر جہاں ۷۳ فرقوں کا ذکر ہوا تو فرمایا سیدھی راہ پر وہ ہوگا "جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق پر ہوگا" کیا یہ احادیث ہماری واضح رہنمائی نہیں فرما رہیں کہ حضور ﷺ کے بعد کتاب وسنت، صحابہ

کرام اور اہلبیت اطہار اس امت کے پیشوا ہیں سچ تو یہ ہے اس کامل رہنمائی میں نبی خاتم ﷺ نے تمام ضرورتیں پوری کرنے کے لیے راہ ہدایت متعین فرما دی۔

لمحہ فکریہ:

اے منکرین ختم نبوت! جب ہمارے ملجاء و ماوی ﷺ نے تا قیام قیامت راہ ہدایت متعین کر دی اور تلقین فرما دی تو ہم کسی اور جانب کیوں دیکھیں؟ کوئی اور راستہ کیوں اپنائیں؟ کامل و مکمل رہنمائی ترک کر کے ناقص ترین کی طرف کیوں جائیں؟ نت نئی تاویلات کر کے عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہو کر شفاعت محمدی سے محروم کیوں ہوں؟ جہنم کی ہولناکیوں کو اپنے لیے ہمیشہ ہمیشہ کا مقدر کیوں بنائیں؟

ختم نبوت اور درایت:

اللہ سبحانہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز کے لیے ابتداء بھی ہے اور انتہاء بھی۔ نبوت کے لیے بھی ابتداء اور انتہاء ضروری ہے انسانی زندگی کا ابتدائی زمانہ طفولیت کا تھا تدریجاً انسانی عقل ترقی کرتی گئی تو جس طرح عہد طفولیت کا لباس طفل کی بدنی ترقی کے ساتھ ساتھ بدلتا رہا ہے اسی طرح عقل و شعور انسانی کی ترقی کے ساتھ روحانی لباس یعنی شریعت کا بدلنا بھی ضروری ہے نبوتیں اور شریعتیں آتی رہیں، حضور ﷺ کے زمانے تک عقل و شعورِ انسانی کی نشوونما مکمل ہوئی تو ضرورت تھی اس وقت حضرت انسان کو کامل نبوت اور شریعت کی نعمت عطا کی جاتی، گویا کہ گزشتہ ادوار سے تعلق رکھنے والے انبیاء عظام ایسے زمانوں میں تھے جب انسان کی عقل مکمل طور پر اس قابل نہیں تھی کہ وہ شریعت کا مبلغ بن سکتا ہزار سال قبل حضرت انسان میں اتنی قدرت نہیں تھی کہ چند افراد اکٹھے ہو کر غور و فکر کریں اور خود کو درپیش مسائل پر حل نکالیں جوں ہی حضرت انسان عقل و علم کے اعتبار سے اس مقام پر پہنچتا ہے کہ وہ اپنی الہامی کتاب کی مکمل طور پر حفاظت کر سکے، تاریخ محفوظ کر سکے، اپنے اسلاف کی تاریخ کا وارث بن سکے، اپنے نبی برحق کے بتائے ہوئے اصولوں کی حفاظت کر سکے تا کہ بعد میں آنے والے ان کی اساس پر علم کی بنیاد رکھ سکیں۔ انہیں حفظ اور تحریر کر سکیں دین کے مسائل و معاملات پر تفقہ کر سکیں تو پھر اس شریعت کی تبلیغ کے لیے انبیاء کی ضرورت نہیں رہتی، کیا ہم نہیں دیکھتے کہ ہمارے آقا ﷺ سے پہلے جتنے انبیاء آئے ان پر نازل ہونے والی کتب کی حفاظت کوئی نہ کر سکا کیونکہ حضرت انسان فکری طور پر بالغ نہیں تھا بتایئے صحف ابراہیم کہاں ہیں؟ حقیقی توریت اور انجیل کہاں ہے؟ جو کچھ حضرت نوح علیہ السلام پر نازل ہوا کہاں ہے؟ کہنا ہوگا انسان کی حالت طفل مکتب کی سی تھی جو اپنی کتاب کو سنبھال نہیں پاتا، جب حضرت انسان عقل و علم، شعور اور فکر کے اعتبار سے عروج کو جا پہنچا جہاں وہ ان تمام نعمتوں

کی حفاظت کر سکتا تھا تب اللہ کریم نے اپنی الہامی و آخری کتاب میں اپنے آخری نبی علیہ السلام پر اس نعمت کاملہ کا نزول ان الفاظ میں فرمایا:

''الیوم اکملت لکم۔ ۔ ۔ الخ''اعلان فرمادیا کہ دین مکمل کر دیا گیا،نعمت (نبوت) کا اتمام کر دیا اور دین اسلام کو پسند کر لیا مزید برآں ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون'' نے حفاظت دین اور حفاظت شریعت کا بھی اعلان فرمادیا تاکہ نوع انسانی کسی نئے نبی اور نئی شریعت کے انتظار سے بے نیاز ہو جائے کیونکہ نبی رحمت علیہ السلام کی آمد کا مقصد تکمیل دین اور حفاظت دین ہے تو وہ دونوں مکمل ہو چکے اب باقی رہ گئی تبلیغ دین تو وہ اس امت کے علماء وصلحاء کے ذمہ لگائی گئی۔

''كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ''تم وہ بہترین اُمت ہو جسے لوگوں کے لیے برپا کیا گیا ہے تم حکم کرتے ہو نیکی کا اور تم روکتے ہو بدی سے اور تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو یہ ان کے حق میں بہتر تھا''۔
{آل عمران:۱۱۰}

''وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ''اور تم میں سے ایک جماعت ایسی ضرور ہونی چاہیے جو خیر کی طرف دعوت دے' نیکی کا حکم دیتی رہے اور بدی سے روکتی رہے۔اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔{آل عمران:۱۰۴}

''وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ۔ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ'' اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں' یہ سب ایک دوسرے کے ساتھی ہیں۔وہ نیکی کا حکم دیتے ہیں' بدی سے روکتے ہیں نماز قائم کرتے ہیں' زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ رحمت فرمائے گا۔یقیناً اللہ زبردست' حکمت والا ہے''۔{الانفال:۷۱}

یہی وجہ تھی پہلی امتوں میں انبیاء کا ایک تسلسل تھا کہ یکے بعد دیگرے انبیاء عظام تشریف لاتے رہے۔لیکن اب حضور علیہ السلام کے سر مبارک پر خدا تعالیٰ نے تاج ختم نبوت سجادیا،نبوت و رسالت کی تکمیل ہوگئی اب نبی تو آئیں گے نہیں اس لیے اس امت میں اجماع بھی ہوا اور جو تبلیغ دین کا کام انبیاء سرانجام دیتے تھے اس کے لیے سرکار ﷺ نے مجدد دین کا حکم ارشاد فرمایا:

''عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ فِیْمَا اَعْلَمُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: اِنَّ اللّٰہَ یَبْعَثُ لِهٰذِہِ الْاُمَّتِهِ عَلٰی رأَسِ کُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ یُّجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا'' حضرت ابو ہریرہ اس (علم) میں سے جو آپ نے حضور سے سیکھا، روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس امت کے لیے ہر صدی کے آخر میں کسی ایسے شخص کو پیدا فرمائے گا جو اس امت کے لیے دین کی تجدید کرے گا۔ {ابوداؤد، السنن، کتاب الملاحم}

نکتہ یہ سمجھایا کہ جو چیز کمال کی طرف جائے اس میں زوال کا اندیشہ لاحق ہوتا ہے تو دین اسلام، خاتمیت و شریعت محمدیہ کو زوال ہے نہیں کیونکہ میں نے ''اکملت''، ''اتممت'' فرما کر اکمال و اتمام کر دیا بہر حال دین و شریعت محمدی کی مینجمنٹ کے لیے میری امت میں ہر سو سال پر ایک مجدد آتا رہے گا جو افراط و تفریط زدہ مسائل کی نشاندہی کر کے انبیاء والی ڈیوٹی ادا کرتا رہے گا، ضیاء الامت جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری اسی تناظر میں لکھتے ہیں:

عملی دنیا میں مرزا قادیانی کی آمد کا جائزہ:

مسلمانوں کی تعداد کم سے کم اعداد و شمار کے مطابق پچاس کروڑ سے زائد (اب تو اس سے زائد ہوگی) ہے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان رکھتے ہیں، قرآن پاک کو اللہ کا کلام یقین کرتے ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوئے ان کی نبوت اور صداقت کا اقرار کرتے ہیں۔ قیامت کی آمد کے قائل ہیں۔ عملی طور پر غافل و کاہل سہی لیکن احکام خداوندی اور ارشادات نبوی کے برحق ہونے پر یقین رکھتے ہیں۔ ضروریات دین میں سے ہر چیز پر ان کا ایمان ہے اور اس امت میں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کی تعداد میں ایسے بندگان خدا بھی ہر زمانے میں موجود رہے ہیں جو شریعت پر پوری طرح کار بند عبادت کے سختی سے پابند رہے ہیں۔ ان کے اخلاص و للٰہیت پر فرشتے رشک کرتے ہیں ان کے کارہائے نمایاں پر خود ان کے خالق کو ناز ہے، اسی پاک امت میں آکر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا، اس کی آمد سے پہلے تو یہ سارے کے سارے مسلمان تھے، چلو بعض میں عملی کوتاہیاں ہم تسلیم کرتے ہیں لیکن کم از کم نعمت ایمان سے تو وہ بہرہ ور تھے، اب حقیقت حال یہ ہے کہ پچاس سالہ کوششوں کے باوجود چند لاکھ کی نفری نے مرزا قادیانی کو نبی مانا اور باقی پچاس کروڑ نے اس کو دجال اور کذاب قرار دیا۔ نبی کو ماننا اسلام اور انکار کفر ہے، مرزا قادیانی نے اپنا قدم جب دنیائے اسلام میں رکھا تو یہ بہار آئی کہ وہ سارے کے سارے مرتد قرار پائے اور اسلام سے محروم ہو کر کفر میں مبتلا ہو گئے، صرف گنتی کے چند آدمی مسلمان باقی رہے، ان میں بھی غالب اکثریت بلیک مارکیٹ کرنے والوں، رشوت لینے والوں، اقرباء نوازی اور مرزائیت پروری کی قربان گاہ پر لاکھوں حقداروں کے حقوق بھینٹ چڑھانے والوں کی ہے، ان میں اکثر بے نماز داڑھی

منڈھے اور آوارہ مزاج لوگ ہیں، ہر قسم کی ذلیل حرکتیں کرنے والوں کا ایک لشکر جرار ٹھاٹھیں مارتا ہوا آپ کو نظر آئے گا، آپ خود فیصلہ کریں کہ دنیائے اسلام کے لیے عملی طور پر مرزا قادیانی کی آمد برکت کا باعث بنی یا نحوست کا؟ اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کو پسند نہیں کرتی کہ مرزا قادیانی کو سچا نبی بنا کر بھیجا جائے تا کہ اسلام کے ہرے بھرے پیڑ اپنے خنک سایوں، میٹھے پھلوں، رنگین اور مہکتے پھولوں سمیت اکھاڑ کر پھینک دیئے جائیں اور خار دار جھاڑیوں کے جھرمٹ پر "گلشن اسلام" کا بورڈ آویزاں کر دیا جائے، متقیوں، پرہیز گاروں، عالموں اور عاشقوں کی امت پر کفر کا فتویٰ لگا دیا جائے اور چند زاغ صفت طالع آزما افراد کو مسلمان ہونے کا سرٹیفکیٹ دے دیا جائے۔

مرزا قادیانی کے امتی بڑی ڈینگیں مارتے ہیں کہ ہم دنیا کے گوشے گوشے میں اسلام پہنچا رہے ہیں ہماری کوششوں سے یورپ میں اتنی مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اتنے لوگوں کو ہم نے کلمہ پڑھایا، گزارش ہے تم تو مرزا قادیانی کو اس لیے نبی کہتے ہو کہ انہوں نے چند کافروں کو کلمہ پڑھایا، ہم اولیاء کے زمرے سے آپ کو ایسے ایسے مبلغ دکھاتے ہیں جنہوں نے ہزاروں لاکھوں کفار کو کفر سے نکال کر ہدایت کا شاہراہ پر گامزن کر دیا، خواجہ خواجگان سلطان الہند معین الحق اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لاکھوں مشرکوں کے زنار توڑے اور ان کی پیشانیوں کو بارگاہ رب العزت میں شرف سجود بخشا، داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کفرستان میں راوی کے کنارے پر توحید کا جو پرچم گاڑا تھا وہ آج بھی لہرا رہا ہے اور لاکھوں خفتہ بختوں کو خواب غفلت سے جگا رہا ہے، مشائخ چشت اور دیگر اولیائے کرام نے اسلام کی جو تبلیغ کی اور جو فرشتہ صفت مرید بنائے ان کے مقابلے میں ساری امت مرزائیہ کی تبلیغی کوششوں کی نسبت پانی کے ایک قطرہ کی بھی نہیں، ان کارہائے نمایاں کے باوجود ان حضرات نے نہ نبوت کا دعویٰ کیا، نہ مہدیت کا، نہ مسیحیت کا، نہ ظلی کا، نہ بروزی کا، بلکہ اپنے آپ کو غلامان مصطفی علیہ السلام ہی کہا اور اسی کو اپنے لیے باعث صد افتخار اور موجب سعادت دارین سمجھا۔

امت مرزائیہ کو چیلنج:

سید شاہ تراب الحق قادری رقمطراز ہیں: مسئلہ چونکہ ایمان اور عقیدہ کا ہے اس لیے مرزائیوں پر لازم ہے کہ وہ محض اپنی رائے یا باطل خیال کو دلیل بنانے کی بجائے کوئی ایسی آیت یا کوئی صحیح حدیث پیش کریں جس میں واضح طور پر موجود ہو کہ حضور کے بعد کوئی مستقل نبی تو نہیں آسکتا البتہ غیر مستقل نبی آسکتا ہے، یا ظلی یا بروزی نبی آسکتا ہے اور ایسی دلیل لانا قطعی طور پر ناممکن ہے بلکہ قادیانی، قرآن وحدیث میں ظلی اور بروزی نبوت کی تقسیم ہی دکھا دیں اور یہ بھی ناممکن ہے تو پھر خدائے قہار کا یہ فرمان پڑھ لیں:

”فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیۡ وَقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۚ اُعِدَّتۡ لِلۡکٰفِرِیۡنَ“ پھر اگر تم ایسا نہ کرسکو اور ہرگز نہ کرسکو گے! تو پھر بچو اُس آگ سے جس کا ایندھن بنیں گے انسان اور پتھر تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے۔ {البقرہ: ۲۴}

حضرت انسان ہوشیار باش:

محققین فرماتے ہیں عقیدہ ختم نبوت کے اعلان میں ایک حکمت یہ بھی کارفرما ہے کہ دنیا خبردار ہوجائے کہ اب یہ رسول آخری رسول، دین خاتم الادیان، کتاب خاتم الکتب اور شریعت خاتم الشرائع ہے جسے جو حاصل کرنا ہے کرلے اس نبی خاتم ﷺ کے بعد دنیا کی پیٹھ اجڑنے والی ہے اس کے بعد نظام کائنات آخری مراحل میں ہے جیسے شام کے وقت ایک دوکاندار اعلان کرتا ہے کہ اب میں دوکان بند کرنے والا ہوں جس کو جو سودا لینا ہے لے لے۔ جیسے کوئی حاکم، شیخ، استاذ اور مصلح آخری وقت کہتا ہے کہ جو کہتا ہوں غور سے سن لو میری تم سے آخری ملاقات ہے، بلاتشبیہ و بلا مثال خالق کائنات نے جو آخری ہدایت دنیا اور انسانیت تک پہچانا نہیں وہ سرکار ختمی مرتبت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے پہنچادی گئیں اور اعلان فرمادیا اب یہ آخری نبی و رسول ہیں، دین آخری دین اب جسے جو عمل کرنا ہے کرلے حیلہ و حجت، بحث و جدل کی بجائے عمل کی طرف راغب ہوجاؤ وقت انتہائی تھوڑا ہے اور حساب و کتاب سر پر ہے۔

قادیانیوں کو خیرخواہانہ مشورہ:

ہم امت مرزائیت اور جماعت احمدیہ کہلانے والوں کو خیرخواہانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ پر غور کریں ختم نبوت کی حقیقت و حکمت کو سمجھیں مہر نیمروز سے زیادہ روشن ہے کہ اگر حضور نبی رحمت ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کی بعثت ہوتی تو صاف صاف پیشین گوئی قرآن حکیم میں ضرور ہوتی یا کسی حدیث متواتر میں مذکور ہوتی۔ جب دونوں باتیں مفقود ہیں تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا بالکل واضح ہے، قادیانیوں کو چاہیے کہ مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کا اقرار کریں اور ختم نبوت پر ایمان لاکر سرکار ﷺ کے دامن رحمت سے چمٹ جائیں یقین جانیے قبر و حشر میں سوائے سرکار مدینہ کے کوئی سہارا کام نہیں آئے گا۔

اللہ کریم سے دعا گو ہوں کہ اللہ میری ان چند سطور کو قبول فرما کر میرے والدین، اساتذہ، اعزاء و اقرباء اور معاونین کے لیے ذریعہ نجات بنائے اور قادیانیوں کے لیے ان سطور کو وسیلۂ ہدایت بنائے۔ (آمین)

نوواں باب

سوالات و جوابات

قادیانیوں کے پندرہ سوالات اوران کے جوابات

ازقلم: علامہ مفتی عبدالحمید نعیمی

مرزا قادیانی آنجہانی تو عرصہ ہوا اپنے انجام کو پہنچ گیا لیکن اس کی ذریت نے اس کے فتنۂ عظیمہ کو اپنے مکروفریب اور یہودونصاریٰ کی معاونت سے زندہ کیا ہوا ہے۔ وہ نہایت عیاری ومکاری سے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام فریب میں پھنسانے میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ سادہ لوح مسلمانوں سے طرح طرح کے سوالات کر کے انہیں اپنا ہم خیال بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ یہاں افادۂ عام کے لئے ان کے مشہور پندرہ سوالات کے نہایت مختصر مگر جامع جوابات پیش کئے جاتے ہیں۔

سوال نمبر1: مرزا قادیانی کی نبوت کئی آیات سے ثابت ہے مثلاً قرآن مجید پارہ 17 سورت حج آیت 75 میں ہے کہ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا و من الناس۔ اللہ فرشتوں اور رسولوں میں سے رسول چنتا رہے گا لہٰذا اس نے ہمارے مرزا کو چن لیا۔

جواب: قادیانی یہاں آیت کا نہ صرف ترجمہ بلکہ تفسیر بھی غلط کرتے ہیں۔ اس کا صحیح ترجمہ چنتا ہے، صحیح تفسیر یہ ہے کہ اس نے جن کو چننا تھا وہ چن لیے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام چنے آخری نبی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم چن لیے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دروازہ نبوت ورسالت بند اور باب نبوت مکمل ہو گیا ہے۔

سوال نمبر2: مرزا قادیانی کا نبی ہونا اس آیت سے بھی ثابت ہے: رب فرماتا ہے: انعم اللہ علیھم من النبین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین (پارہ 5 سورت نساء آیت 69) کہ اللہ رسول کی اطاعت کرنے والے خود نبی، صدیق، شہداء اور صالح بن جاتے ہیں تو جیسے صدیقیت، شہادت اور صالحیت قیامت تک باقی ہے کہ مسلمانوں میں یہ لوگ ہوتے ہی رہیں گے ایسے ہی نبوت بھی تا قیامت باقی ہے۔

جواب: یہاں ان متبعین کا نبی یا صدیق ہونے کا ذکر نہیں، شہید و صالح بن جانے کا تذکرہ نہیں بلکہ نبیوں اور صدیقوں کے ساتھ ہونے کا ذکر ہے۔ یہاں بھی قادیانی آیت کی تفسیر غلط کرتے ہیں بلکہ تحریف کے مرتکب ہیں۔ دیکھیں رب تعالیٰ فرماتا ہے: "ان اللہ مع الصابرین" بے شک اللہ صبر والوں کے ساتھ ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کی صابر لوگ خدا بن جاتے ہیں، رہا یہ کہ صدیقین شھداء وغیرہ تا قیامت اس امت میں ہوں گے اس کا ذکر دوسری آیت میں رب فرماتا ہے: "اولئک ھم الصدیقون و الشھداء و الصالحون" (سورۃ حدید آیت 19) دیکھیں یہاں

نبیوں کا ذکر نہیں نبوت نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی اب کوئی نبی نہیں بن سکتا اس پر بے شمار دلائل ہیں اگر آیت کے یہ معنی ہوں کہ مطیع رسول نبی بن جاتے ہیں تو چاہئے کہ ہر مطیع رسول بن جائے، چودہ سو برسوں میں صرف مرزا قادیانی ہی نبی کیوں بنا؟ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنھم اجمعین جیسے مطیع جب نبی نہ ہوئے تو مرزا قادیانی کس طرح نبی بن گیا۔ صحابہ واہل بیت جیسا مطیع کون ہوگا۔ وہ عظیم لوگ جنہوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے تربیت پائی، جن کے سامنے قرآن اترا، جن کو اپنی زندگی میں اپنے اعمال وعقائد کی سند مل گئی رب فرماتا ہے: "رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ" (پارہ 30 سورۃ بینۃ آیت 8) اللہ ان سے راضی وہ اللہ سے خوش، جب ایسے کامل نبی نہ بن سکے تو مرزا کیسے نبی بن سکتا ہے؟ جس کے نہ ایمان کی گارنٹی ہے نہ اعمال کی ضمانت، ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ ہے چودہ سو سالوں میں صدیقین، شھداء اور صالحین تو آتے رہے نبی کیوں نہ آیا، کیا اس عرصہ میں کوئی عبادت گزار نہ تھا اب مرزا پیدا ہو گیا، ہم پوچھتے ہیں کہ اطاعت سے اگر کوئی نبی بنتا ہے تو کیا صحابہ واہل بیت عبادت گزار واطاعت شعار نہ تھے۔ خلاصہ جواب یہ ہے کہ نبوت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی ہے اب تا قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نبی ہیں ان کے ہوتے ہوئے کسی مرزے کی کوئی ضرورت وحیثیت نہیں ہے۔

سوال نمبر3: قادیانی کے نبی ہونے کے خلاف جو حدیث پیش کی جاتی ہے کہ "میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ ہوتے" اس سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مرزا نبی ہے، حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ان کے نبی بننے میں رکاوٹ ہوئی تھی، نہ یہ کہ نبوت ختم ہوگئی، لہذا نبی کا آنا ممکن ہے اس لیے مرزا کو نبی مان لیا گیا ہے۔

جواب: یہاں دو جملے ہیں ایک شرطیہ ایک جزائیہ اگر جزءاول ثابت وممکن ہو تو شرطیہ ثابت ومکمل مانا جائے گا مثلا ہم کہیں کہ اگر سورج چڑھا تو دن روشن ہوگا اب یہ تب مکمل ہوگا جب پہلی بات پائی جائے وہ کیا ہے سورج کا طلوع ہونا اور یہ ممکن ہے کہ سورج طلوع ہو مگر دن روشن نہ ہو جیسے سورج کو گرہن لگ جائے یا وہ بادلوں سے ڈھک جائے یا بارش ہو جائے اس اصول کے مطابق ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابرہیم رضی اللہ عنہ نے نبی نہیں بننا تھا کیونکہ نبوت ختم ہو چکی تھی لہذا وہ زندہ نہ رکھے گئے۔

سوال نمبر4: مرزا قادیانی کی نبوت قرآن سے ثابت ہے، سورۃ الاعراف آیت نمبر 35 میں ہے "یبنی آدم اما یاتینکم رسل منکم۔۔۔۔الخ کہ اے بنی آدم تم میں سے تمھارے پاس میرے رسول آئیں جو میری

آیات تلاوت کریں تو جو پرہیزگار رہوااوراپنی اصلاح کرلی وہ بےخوف وبےغم ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ تا قیامت اللہ تعالیٰ کے رسول بنی آدم میں آتے رہیں گے،تلاوت کرتے رہیں گے لہٰذا ختم نبوت والا عقیدہ غلط ٹھہرا۔

جواب: اس آیت سے مرزا قادیانی آنجہانی کی نبوت توکیا مسلمان ہونا بھی ثابت نہیں ہوسکتا کیونکہ نہ وہ پرہیزگار ہوانہ اس نے اپنی اصلاح کی، پرہیزگار ہوتا تو کفر و دعویٰ نبوت سے پرہیز کرتا، اصلاح کرتا تو اپنے عقائد واعمال کی کرلیتا لہٰذا نہ وہ پرہیزگار ہے نہ اصلاح والا دعویٰ نبوت کی وجہ سے کافر بلکہ کافر گر ہے باقی رہی پیش کردہ آیت مبارکہ تو اس میں کئی احتمالات ہیں ہر احتمال کی بناء پر اس کی الگ الگ تفسیر کی گئی ہے آسان تفسیر یہ ہے کہ میثاق کے دن تمام انسانوں سے عہد لیا گیا تھا کہ دنیا میں تمہارے پاس میرے رسول آئیں گے جو میری آیات تلاوت کریں گے جس نے ان پر ایمان لایا تقوی اختیار کیا وہ بےخوف اور بےغم ہے۔اس لغو سوال کا یہ جواب بھی ہے کہ پیش کردہ آیت عام ہے اس کے عام ہونے کو سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 40 نے خاص کردیا جس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اس عموم وخصوص کی قرآن مجید میں کئی مثالیں ہیں مثلاً ایک آیت میں ہے کہ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھے گا دوسری میں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نفس پر رحمت لازم فرمالی تو کیا ہم صرف ایک آیت کو سامنے رکھ کر اللہ تعالیٰ کو موت کا ذائقہ چکھنے والا کہہ سکتے ہیں نہیں ہرگز نہیں خلاصہ جواب یہ ہوا کہ مرزا قادیانی کی نبوت قرآن سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتی اب ہم سوال کرتے ہیں کہ جس طرح قادیانی نے استدلال کیا بالکل اسی طرح ہم بھی کہیں کہ فلاں شخص نبی ہے نعوذ باللہ قادیانی اس کا رد کیسے کریں گے؟ قادیانیوں کے اس طرز استدلال سے تو ہر شخص اپنی اپنی نبوت ثابت کرسکتا ہے۔حق یہ ہے کہ نبوت ختم ہوگئی پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی قیامت تک نبی ہیں۔

سوال نمبر 5: پیش کردہ آیت احزاب 40 ،مسلمانوں کے دعوئ عقیدۂ ختم نبوت کو ثابت نہیں کرسکتی کیونکہ اس میں خاتم النبیین ہے اور خاتم مہر کو کہا جاتا ہے معنی یہ ہوا کہ جس کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاتم یعنی مہر لگ گئی وہ نبی بن گیا جس کو نہ لگی وہ محروم رہا، مرزا قادیانی کو لگ گئی وہ نبی بن گیا۔

جواب: قادیانی ذریت نے اس خودساختہ دلیل میں چار غلطیاں کی ہیں: اول یہ کہ خاتم کا صرف ایک ہی معنی مہر والا لیا۔ دوسرے یہ کہ چودہ سو سال میں صرف مرزا قادیانی کو ہی مہر لگی اس میں ایسا کیا تھا جو صحابہ کرام واہل بیت عظام میں نہ تھا۔تیسرے یہ کہ جس تفسیر کو ساری امت نے تسلیم کیا قادیانیت ذریت وہ کیوں نہیں مانتی۔ چوتھے یہ کہ خاتم کا معنی اصلی مہر والا ہے ہی نہیں بلکہ ڈھانپنا اور مضبوطی سے باندھنا ہے ساری امت نے اس آیت کا معنی لیا ہے

نبوت کے سلسلہ کوختم کرنے والے آخری نبی۔ ابن ماجہ شریف کی حدیث پاک میں بھی ہے کہ "میں آخری نبی ہوں اورتم آخری امت ہو" (حدیث نمبر 4077)

سوال نمبر6: یہ غلط ہے کہ ساری امت نے آخری نبی معنی سمجھا، مشہور دیوبندی عالم مولوی قاسم نانوتوی نے تواس مسئلے میں مخالفت کی ہے، دیکھیں ان کی کتاب تحذیر الناس۔

جواب: ساری امت نے یہی معنی سمجھا، مٹھی بھر ناقص العقل والعلم غلطی کر کے ڈٹ جائیں تو اس سے تو کوئی اثر نہیں پڑتا" تحذیر الناس" لکھنے والے کو عرب وعجم کے علما کرام نے اس غلطی کی وجہ سے کافر کہا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں :(1) حسام الحرمین: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (2) الصوارم الہندیہ: مولانا حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

سوال نمبر7: ختم نبوت کا عقیدہ غلط ہے کیونکہ جس آیت سے دلیل دی جاتی ہے اس سے وہ ثابت نہیں، ایک تو اس لیے کہ خاتم بمعنی مہر ہے دوسرے اس لئے کہ تم نے اپنے علماء ومحدثین کو"خاتم العلما" یا"خاتم المحدثین" کہا ہوا ہے حالانکہ اس کے بعد بھی علما ومحدثین آتے رہے اور آتے رہیں گے۔

جواب: خاتم کا معنی مہر نہیں بلکہ ڈھانپ لینا ہے، دیکھیں لغت کی کتب، اور باقی رہا"خاتم المحدثین" یا"خاتم المفسرین" کہنا تو یہ مجازی طور پر ہے جب کہ"خاتم النبیین" حقیقی معنی ہے جیسے ایک حدیث پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو خاتم الانبیاء اور اپنی مسجد کو خاتم المساجد قرار دیا ہے بایں معنی کہ وہ نبی کی بنائی ہوئی مساجد میں سے آخری بنی ہوئی مسجد ہے باقی رہا قادیانیوں کا یہ کہنا کہ عقیدۂ ختم نبوت غلط ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ساری امت ایک طرف ہے جب کہ صرف قادیانی دوسری طرف ہیں۔

سوال نمبر8: ختم نبوت پر پیش کردہ حدیث"لا نبی بعدی" میں لانفی جنس کا نہیں کہ اس سے جنس انبیاء کی نفی ہو بلکہ لانفی کمال کا ہے جیسے لاصلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب یا لا یوسف الا ذوالفقار والی حدیث میں کمال کی نفی ہے نہ کہ جنس کی۔ کیونکہ نماز ہو جاتی ہے اور تلواریں تو اور بھی ہیں۔

جواب: ساری امت نے اس لا کو نفی جنس مانا ہے ماسوائے مٹھی بھر قادیانیوں کے جیسے لا الہ الا اللہ میں لا کو نفی جنس کا مانا ہے۔ جب تک حقیقی معنی کرنے میں کوئی مجبوری نہ ہو تو وہی کرنا لازم ہیں اور اگر کوئی عذر ہو تو مجازی معنی کرتے ہیں بتائیں یہاں کون سی مجبوری ہے کہ مجازی معنی کریں اور حقیقی معنی کو چھوڑیں۔

سوال نمبر9: عقیدۂ ختم نبوت کمزور وغلط ہے کیونکہ حدیث پاک میں ہے کہ کسری کے بعد کوئی دوسرا کسری

نہیں ہوگا نہ قیصر کے بعد دوسرا قیصر نہ ہوگا حالانکہ اور بھی ہوتے رہے اس طرح نبوت ختم نہ ہوگی اور بھی ہوتے رہیں گے لہذا مرزا نبی ہے۔

جواب: استغفر اللہ، مرزا قادیانی آنجہانی نبی نہیں بلکہ دجال و کذاب ہے باقی رہا حدیث شریف کا مفہوم تو وہ یہ ہے کہ واقعی کسریٰ وقیصر نہ رہے ایک کا ملک ٹکرے ٹکرے ہوگیا خود بری موت مر گیا دوسرے کے ملک کو مسلمانوں نے فتح کرلیا اور قیصر بھاگ گیا۔

سوال نمبر10: حدیث پاک میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور کو خاتم النبیین کہو لیکن یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا معلوم ہوا کہ نبی آسکتا ہے اور مرزا قادیانی آیا ہے۔

جواب: مرزا قادیانی آنجہانی نبی تو کیا مسلمان بھی نہیں یہ تو مجموعۂ تضادات تھا، باقی رہا حدیث کا مفہوم تو وہ یہ ہے کہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے فرمایا ہے، ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ نیا نبی کوئی نہیں آئے گا، ہاں پہلے سے بنا ہوا دوبارہ آئے گا اور حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، ہمارے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے کے نبی ہیں۔

سوال نمبر11: کئی احادیث میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قریب آئیں گے ثابت ہوا کہ نئے نبی کا آنا اس بات کی دلیل ہے کہ نبوت ختم نہیں ہوئی۔ ثابت ہوا کہ مرزا صاحب نبی ہیں۔

جواب: مرزا قادیانی آنجہانی دجال و کذاب ہے، باقی رہا حدیث کا مطلب و معنی تو وہ یہ ہے کہ آپ واقعی تشریف لائیں گے لیکن وہ نئے نبی نہیں بلکہ پہلے کے نبی ہیں وہ دوبارہ تشریف لائیں گے۔ آنا، مبعوث ہونا، نیا بننا، دوبارہ آنا یہ علیحدہ علیحدہ امور ہیں عقیدہ ختم نبوت یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے آخری نبی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی بن نہیں سکتا، نبی ہو نہیں سکتا اور بس۔ ہمیں ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہوتے ہوئے مرزا قادیانی آنجہانی کی قطعاً ضرورت نہیں۔

سوال نمبر12: نبوت دو طرح کی ہے بے اصلی اور مجازی و مثلی مرزا قادیانی مجازی و مثلی و بروزی نبی ہے۔

جواب: نبوت کی اقسام کرنا غلط ہے، نبوت ایک ہی طرح کی ہے وہ یہ کہ جس کو اللہ تعالیٰ نبی بنائے کیونکہ اس کا علم و حکمت اکمل و اعلیٰ ہے وہ جانتا ہے کہ کس کو یہ عظیم منصب و عہدہ دینا ہے، مرزا قادیانی میں شریف انسانوں والے اوصاف بھی نہ تھے چہ جائیکہ اوصاف انبیاء پائے جاتے۔

سوال نمبر13: مرزا قادیانی کو کئی ایک نے عالم و محدث مانا ہے مثلاً مولانا محمد حسین بٹالوی، خواجہ غلام فرید

چشتی اور سر سید احمد خان نے۔

جواب: یہ ابتدائی حالات کے مطابق تھا بعد میں جب مرزا قادیانی کا کفر و دجل ان پر واضح ہوا تو انہوں نے تردید کی تفصیلات کے لیے مہر منیر ص 204 دیکھیں۔

سوال نمبر 14: نبوت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے، رب تعالیٰ جس کو چاہے اس سے مختص فرما دے لہذا اس نے مرزا قادیانی کو نبوت سے خاص فرما دیا۔

جواب: چودہ سو سالوں میں صرف مرزا قادیانی آنجہانی ہی کو یہ فضل ملا، مرزا جن کے پاؤں کی دھول بھی نہیں بن سکتا وہ اس نبوت سے محروم کیوں کیے گئے۔ نبوت بے شک فضل ہے لیکن آخری بار یہ فضل ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص فرما کر یہ سلسلہ مکمل کر دیا گیا، مرزا کو یہ فضل نہ ملا نہ کسی اور کو تا قیامت مل سکتا ہے۔

سوال نمبر 15: عقیدۂ ختم نبوت والی سوچ منفی ہے، مثل بنی اسرائیل کے وہ بھی نبی پاک کو اس لیے نبی نہ مانتے تھے کہ نبوت بنی اسرائیل سے نکل کر بنی اسماعیل میں کیسے چلی گئی مسلمان بھی مرزا کو نبی نہیں مانتے کہ یہ نبی کیسے ہو سکتا ہے۔

جواب: بنی اسرائیل کا یہ رویہ ہم کو قرآن نے بتایا، ساتھ یہ بھی بتایا کہ وہ منکر کافر ہیں حاسد ہیں ساتھ لعنت بھی فرمائی، مرزا قادیانی آنجہانی کی نبوت کا ہم کو انگریز نے بتایا انگریز بھی بنی اسرائیل کی طرح منکر و کافر ہیں ہم کافروں کے کہنے پر عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کیسے کر دیں؟

فافہم ولا تکن من الغاوین۔

تمت المقالۃ 30 ربیع الثانی شریف 1444ھ 24 نومبر 2022ء

ختم نبوت سوال و جواب کے آئینے میں

از: محمد افسر علوی قادری چشتی

چیف ایڈیٹر مجلہ سہ ماہی پیام شعیب الاولیاء

وخانقاہ یار علویہ فیض الرسول براؤں شریف

سوال: عقیدۂ ختم نبوت کیا ہے؟

جواب: شریعت مطہرہ میں عقیدۂ ختم نبوت سے مراد یہ اعتقاد اور یقین رکھنا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت و رسالت کا سلسلہ مکمل ہو چکا ہے۔ اب قیامت تک کسی نئے نبی یا رسول کی ضرورت نہیں رہی۔

سوال: عقیدہ ختم نبوت پر کیسا ایمان ہونا چاہئے؟

جواب: جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا کہ اللہ احد صمد اور لاشریک ہے ضروری ہے ویسے ہی محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین ماننا اور قیامت تک نبی اور رسول کے آنے کو محال ماننا ضروری ہے۔

سوال: سب سے پہلے اور سب سے آخری نبی کون ہیں؟

جواب: سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں۔

سوال: قرآن پاک کی وہ آیت کون سی ہے جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خاتم النبیین کہا گیا ہے؟

جواب: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا○

ترجمہ: محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (کنزالایمان) (سورۃ الاحزاب آیت نمبر 40 پارہ نمبر 22)

سوال: قرآن پاک کی وہ آیت کون سی ہے جس میں دین کے مکمل ہونے کی خوشخبری سنائی گئی ہے؟

جواب: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ

دِیْنًا۔

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا۔ (کنزالایمان) (سورۃ المائدہ آیت نمبر 3 پارہ نمبر 6)

سوال: قرآن پاک کی کس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رحمۃ اللعالمین کہا گیا کہ یہ آیت بھی ختم نبوت کی ایک بڑی قرآنی دلیل ہے؟

جواب: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ۔

ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ (کنزالایمان) (سورۃ الانبیاء آیت نمبر 107 پارہ نمبر 17)۔

سوال: قرآن پاک کی وہ آیت بتائیں جس میں بتایا گیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سارے انسانوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے؟

جواب: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔

ترجمہ: تم فرماؤ اے لوگو میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول ہوں۔ (کنزالایمان) (سورۃ الاعراف آیت نمبر 158 پارہ نمبر 9)۔

سوال: ختم نبوت کے سلسلے میں کوئی حدیث سنایئے؟

جواب: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِی

ترجمہ: میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (حوالہ: ترمذی، 4/93، حدیث: 2226)

سوال: ختم نبوت کی تائید میں کوئی حدیث پاک تحریر کریں؟

جواب: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّاب رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتا

سوال: قرآن کریم میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے لئے کیا لقب استعمال ہوا ہے؟

جواب: امہات المؤمنین۔

سوال: قرآن پاک کی کس آیت مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کو "اہل بیت" کے نام سے یاد کیا گیا ہے؟

جواب: اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ۔

سوال: صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا پہلا اجماع کس مسئلہ پر ہوا؟

جواب: مسئلہ ختم نبوت پر۔۔۔۔۔۔۔۔۔مسیلمہ کذاب کے خلاف اعلان جہاد کرتے ہوئے۔

سوال: پہلے شہید ختم نبوت کون ہیں؟

جواب: پہلے شہید ختم نبوت حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سوال: مسیلمہ کذاب کو کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا؟

جواب: مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی بن حرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔

سوال: تحریک تحفظ ختم نبوت کا سب سے پہلا فاتح جرنیل کون ہے؟

جواب: تحریک تحفظ ختم نبوت کا سب سے پہلا فاتح جرنیل سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

سوال: کیا کوئی شخص محنت وریاضت سے نبی بن سکتا ہے؟

جواب: نبوت ایک وہبی اور عطائی منصب ہے۔کوئی شخص محنت وریاضت سے نبی نہیں بن سکتا ہے۔

سوال: قرآن پاک کی کتنی آیات واضح طور پر مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے؟

جواب: تقریباً ایک سو آیاتِ کریمہ۔

سوال: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کتنی احادیث واضح طور پر مسئلہ ختم نبوت پر دلالت کرتی ہے؟

جواب: تقریباً دوسو دس۔

سوال: تحریک ختم نبوت 1953 عیسوی میں کتنے مسلمان شہید ہوئے؟

جواب: دس ہزار سے زائد۔

سوال: تحریک ختم نبوت 1953 عیسوی کے شہیدوں کا سب سے بڑا قاتل کون ہے؟

جواب: جنرل اعظم خان مردود

سوال: تحریک ختم نبوت 1953 عیسوی کی قیادت کس شخصیت نے فرمائی ؟

جواب: علامہ مولانا ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ نے۔

سوال: کیا اس دنیا میں کوئی نبی کسی انسان کا شاگرد ہوتا ہے؟

جواب: نہیں، نبی کی تعلیم وتربیت کا ذمہ اللہ تعالیٰ خود اٹھاتا ہے۔

سوال: یہ الفاظ کس مجاہد ختم نبوت کے ہیں؟ ''جو شخص نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت نہیں کرسکتا وہ اپنی ماں بہن کی عزت کی حفاظت نہیں کرسکتا''۔

جواب: حضرت صاحبزادہ فیض الحسن شاہ رحمۃ اللہ علیہ۔

سوال: کس بزرگ ہستی نے یہ پیش گوئی کی کہ مرزا قادیانی آئندہ چوبیس گھنٹے میں جہنم واصل ہوجائے گا؟ اور یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی۔

جواب: فخر السادات حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ۔

سوال: یہ الفاظ کس عظیم عاشق رسول عالم دین کے ہیں؟ ''مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانیوں کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلم ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر''۔

جواب: امام اہلسنت مجدد دین وملت حضرت علامہ مولانا امام احمد رضا خان فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ۔

رب قدیر کی بارگاہِ اقدس میں دعا ہے کہ ہم سب کو عقائدِ اہلسنت وجماعت پر قائم ودائم رکھے اور اسی پر خاتمہ نصیب فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

دسواں باب

تعارفیات
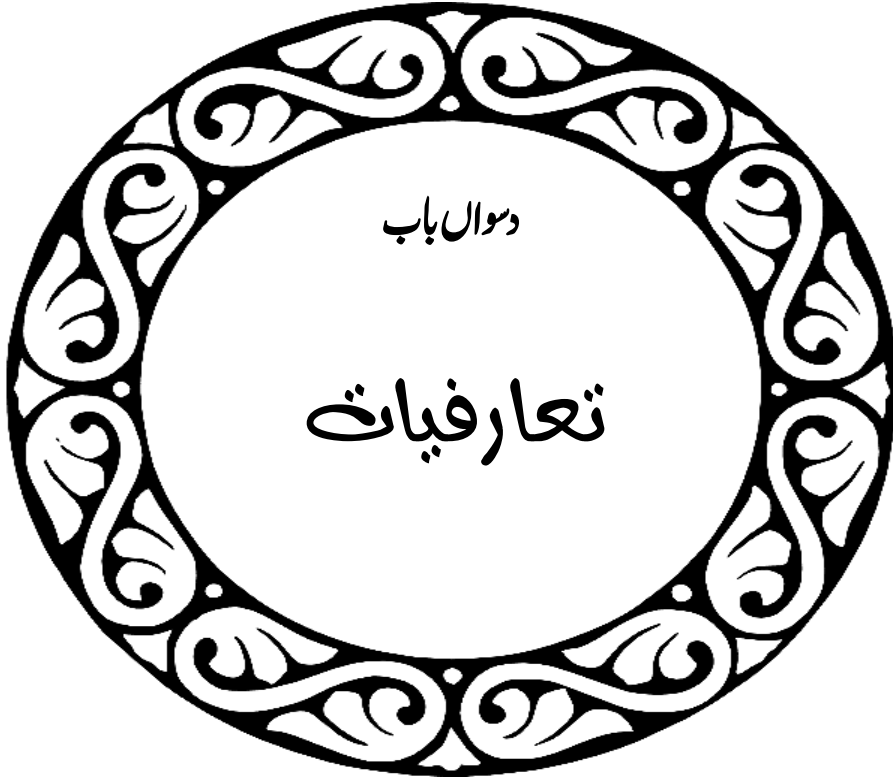
تحفظ ختم نبوت اور بزم رضا اٹک

تحریر: مولانا حافظ محمد فرمان علی رضوی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات ارضی میں حضرت آدم علیہ السلام کو تاج خلافت و نبوت سے سرفراز فرما کر مبعوث کیا جن سے نسل انسانیت کی ابتداء ہوئی جب سلسلہ انسانی آگے بڑھا تو اس کے ازلی دشمن شیطان نے اپنی چالوں کے جال بچھانا شروع کر دیئے اس کے وار سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر زمانہ میں انبیاء کرام علیہم السلام کو جلوہ گر فرمایا تاکہ مخلوق خداوندی پیغام الٰہی سے آشنا رہ کر گمراہی کی دلدل میں جانے سے محفوظ و مامون رہے۔ سب سے آخر میں ہمارے پیارے نبی حضرت امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے "الیوم اکملت لکم دینکم" کا اعلان فرما کر سلسلہ نبوت و رسالت کو تا صبح قیامت بند فرما دیا، اب آنے والی نسلوں کے لیے تا قیام قیامت ہمارے آقا کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات ہی جاری و ساری رہیں گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات ایسے حتمی و قطعی ہیں کہ نجات کا دارومدار ان پر عمل کرنے میں ہی منحصر ہے۔ نبی اکرم فخر دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی ماننا اسلام کا بنیادی اور قطعی عقیدہ ہے اس سے انحراف کسی صورت میں بھی ممکن نہیں اس عقیدے کو اپنائے بغیر کوئی لاکھ بار بھی کلمہ پڑھے تو مومن متصور نہ ہوگا۔ اسلام کے ازلی و ابدی دشمنوں کو عقیدۂ ختم نبوت کی عالمگیریت ایک آنکھ نہ بھائی اسی لیے وہ شروع دن ہی سے اس کی شمع کو بجھانے کے درپے ہیں مگر یہ تو رب العالمین کی حکمت کاملہ ہے کہ ہزار سازشوں کے باوجود بھی کوئی اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں رکاوٹ نہ ڈال سکا اور نہ قیامت تک کوئی بدبخت ڈال سکے گا، ان شاء اللہ۔

اسلام کے منکرین، مخالفین اور منافقین کی ریشہ دوانیوں اور جملہ سازشوں میں سے ایک نہایت ہی قبیح اور گھناؤنی سازش یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اصل میں روح ایمان ہے اسے کمزور کر کے نکال دیا جائے تاکہ مسلمان اپنے نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے دور ہو کر خود بخود ذلیل و رسوا ہو جائیں گے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قلندر لاہوری علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے:

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمد اس کے بدن سے نکال دو

دراصل وہ روح محمد ہی عقیدہ ختم نبوت سے وابستگی ہے کہ جب تک مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی مانے گا تو وہ ہر مسئلے کے حل کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی چوکھٹ کی طرف رجوع کرے گا اگر نعوذ باللہ اس عقیدے میں خرابی پیدا ہوگئی تو پھر مسلمان اسلامی تعلیمات سے روگردانی کا مرتکب ہو کر ظلمت و گمراہی کی تاریک وادیوں میں جا گرے گا۔

اغیار ہر زمانے میں مختلف ہتھکنڈوں سے اس بنیادی عقیدے کے خلاف پوری دنیا میں سرگرم رہے ہیں تاکہ وہ مسلمانوں کو گمراہ کر کے ان پر حکمرانی کر سکیں لیکن قابل رشک اور لائق تقلید ہیں امت مسلمہ کے وہ نفوسِ قدسیہ جنہوں نے ہر دور میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قسم کی بھی قربانی دینے سے دریغ نہیں کیا ایسے ہی مجاہدین کی کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ آج کا مسلمان سختی سے اس عقیدے پر نہ صرف کاربند ہے بلکہ پہریدار بھی ہے۔

برصغیر پاک و ہند میں تقریبا ایک صدی قبل پنجاب کے خطۂ قادیان سے مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی شکل میں انکار ختم نبوت کے فتنے نے سر نکالا تو محافظین ختم نبوت اس کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ مرزا کا تعاقب کرتے رہے اور ہر محاذ پر امت کی رہنمائی فرماتے ہوئے قادیانی سازشوں کو بھی بے نقاب کرتے رہے۔ پاکستان بننے کے بعد اس گروہ نے وطن عزیز میں اپنے قدم جمانا شروع کیے اور پہلے دن سے ہی پاک سرزمین کے بارے میں اپنے ناپاک اہداف کی تکمیل میں مصروف ہو گئے افسوس کہ انہیں اسلام دشمن طاقتوں کی ہمیشہ پشت پناہی حاصل رہی جس کے بل بوتے پر وہ آگے بڑھتے رہے۔

دوسری طرف علماء حق بھی ان کی سرگرمیوں سے بے خبر نہ تھے وہ بھی اپنی اپنی بساط کے مطابق ان کی سرکوبی میں مصروف جہاد رہے اور ساتھ ساتھ عوام الناس کی رہنمائی کا فریضہ بھی سرانجام دیتے رہے بالآخر قائد ملت اسلامیہ الشاہ امام احمد نورانی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء کرام کی کوششیں رنگ لائیں اور 7 ستمبر 1974ء کا دن نہ صرف اہلیان پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لیے یہ پرمسرت خبر لے کر طلوع ہوا کہ سرکاری سطح پر قادیانیوں کو کافر قرار دیا گیا اس فیصلے کے بعد بظاہر تو یہ فتنہ دب گیا تھا مگر درحقیقت قادیانیوں نے اپنی زمین دوز تخریب کاریوں کو تسلسل سے جاری رکھا اور امت مسلمہ کو دیمک کی طرح چاٹ کھاتا رہا اور آج نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ سرعام ان کی درندگی کے واقعات کی خبریں موصول ہو رہی ہیں۔ اس لیے امت کے ہر فرد کا فرض ہے کہ وہ اپنی اپنی استطاعت

اور بساط کے مطابق اس فتنۂ عظیمہ کی راہ روکنے کے لئے بہتر سے بہترین اقدامات کی طرف بڑھیں تاکہ امت مسلمہ کو ان کے ناپاک عزائم کی بھینٹ چڑھنے سے بچایا جاسکے۔

فقیر پر تقصیر بھی زمانہ طالب علمی سے ہی اس احساس کو بڑی شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ ہمیں ہر محاذ پر بڑی محنت اور لگن سے کام کرنا ہوگا اس لیے جب 2016ء میں مجاہد اہل سنت استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا حافظ محمد حامد رضا زید علمہ کے پاس دار العلوم محمدیہ غوثیہ فیض القرآن کامرہ کینٹ میں تدریسی خدمات سرانجام دینے کے لیے حاضر ہوا تو ان کے مشورے سے جامعہ کے طلبہ کی بزم کو "بزم رضا" کا نام دیا گیا جس کے قیام کے اغراض ومقاصد درج ذیل ہیں۔

1۔ طلبہ کے اندر پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنا۔

2۔ طلبہ میں تقریر وتحریر کا شوق پیدا کرنا۔

3۔ طلبہ کے مطالعہ کے لیے وسیع لائبریری کا قیام عمل میں لانا۔

4۔ اکابرین اہل سنت کے ختم نبوت سے متعلق تحریری کام کو منظر عام پر لانا۔

5۔ تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کا رد۔

چنانچہ اس سلسلہ میں 2017ء میں جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن کے طلباء کی "بزم رضا" کے پلیٹ فارم سے کام کا آغاز کیا گیا۔ اب ماشاءاللہ جامعہ میں طلبہ کے لیے ایک وسیع لائبریری قائم کی جاچکی ہے جس میں مختلف موضوعات پر سینکڑوں کتب موجود ہیں۔

ہماری خوش قسمتی سے ہمیں نازش اہل سنت ماہر رضویات پیر طریقت رہبر شریعت حضرت سید صابر حسین بخاری دامت برکاتہم العالیہ جیسی عظیم شخصیت کی سرپرستی نصیب ہوئی۔ ان کی نگرانی میں ہم نے اشاعتی کام شروع کیا۔ اب تک بزم رضا کی جانب سے ختم نبوت کے موضوع پر چھ مقالہ جات شائع ہو چکے ہیں۔ اور اللہ تعالی کے فضل سے ہم دن بدن مزید آگے بڑھنے کی جستجو میں ہیں۔ مطبوعہ مقالہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1:۔ علم رسالت اور عقیدہ ختم نبوت:

یہ مقالہ فقیر کے برادر اکبر حضرت علامہ مولانا حافظ محمد تصدق حسین نقشبندی زید شرفہ کے قلم کا شاہکار ہے جو 64 صفحات پر مشتمل ہے فہرست میں 37 اہم عنوانات ہیں۔ انتساب، زبدۃ الکاملین قدوۃ السالکین خواجہ فرید الدین گنج شکر اور اھداء سرتاج العلماء شمس الفقہاء پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کے نام ہے اس پر تقریظ جامعہ ھذا کے

مہتمم حضرت مولانا حافظ محمد حامد رضا زید علمہ نے رقم فرمائی ہے جس کے آخر میں وہ لکھتے ہیں:

نشر و اشاعت کے حوالے سے جامعہ ھذا کا یہ پہلا کام ہے آئندہ بھی مختلف موضوعات پر کام کرنے کا ارادہ ہے تاکہ تعلیم و تعلم کے ساتھ ساتھ تحریر و تصنیف کے ذریعے بھی امت مسلمہ تک دین کا پیغام پہنچایا جا سکے اور جہاں تک ممکن ہو افراد معاشرہ کے عقائد و اعمال کی اصلاح کی جا سکے“۔

2:۔ اولیاء ربانی اور فتنہ قادیانی:

یہ مقالہ حضرت پیر سید صابر حسین بخاری دامت برکاتہم العالیہ کا تصنیف کردہ ہے جو 88 صفحات پر پھیلا ہوا ہے فہرست میں 30 ایسے اکابر کے نام چمک رہے ہیں جنہوں نے اپنی باطنی نگاہ سے فتنہ قادیانیت کی ریشہ دوانیوں کو بھانپا اور امت مسلمہ کو اس کے رد و ابطال کے لئے تیار فرمایا۔ انتساب، سید المرسلین شفیع المذنبین امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اعداء فاتح قادیان ہیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کے نام ہے۔ قطعہ سال اشاعت ،صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی علیہ الرحمہ کے قلم سے ہے اس کا مقطع کچھ یوں ہے:

فکر تھی فیض الامین کو اس کے سال چاپ کی

بولا ہاتف ”مرحبا دفتر یہ در گراں“ 1440ھ

اس پر تقریظ مجاہد اہل سنت علامہ حامد رضا صاحب کی ہے اس کے آخر میں وہ لکھتے ہیں:

اہل سنت کے معروف محقق پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (گولڈ میڈلسٹ) سربراہ ادارہ فروغ افکار رضا و ختم نبوت اکیڈمی برھان شریف اٹک پنجاب تحفظ ختم نبوت کے لیے سرگرم عمل ہیں۔ آپ ماہنامہ ”الحقیقہ“ پاکستان کے مدیر اعلی ہیں۔ آپ اس رسالہ کے ایک عظیم اور ضخیم ”تحفظ ختم نبوت نمبر“ کی ترتیب و تدوین میں مصروف ہیں۔ ہنوز اس کی پہلی جلد سامنے آئی ہے دوسری جلد پریس میں جانے والی ہے (جواب چھپ چکی ہے۔ راقم) تیسری جلد بھی مرتب کی جا رہی ہے۔ آپ نے ختم نبوت کے حوالے سے خود بھی کئی مقالات لکھے جو اس نمبر کی زینت ہیں۔ ان مقالات کو الگ الگ کتابی صورت میں بھی عام کرنے کی ضرورت ہے۔ آپ کی اجازت سے آپ کا زیر نظر مقالہ ”اولیائے ربانی اور فتنہ قادیانی“ بزم رضا کی جانب سے نہایت خوبصورت انداز میں کتابی صورت میں قارئین کی ضیافت طبع کے لیے حاضر ہے“۔

تقدیم میں قبلہ شاہ صاحب مقالے کے تعارف کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

پیش نظر مقالے میں برصغیر کے سلاسل ہائے طریقت کے مشاہیر اولیائے کرام کی ان کرامات و واقعات کو احاطہ تحریر میں لایا گیا ہے جن کی روحانی توجہات سے ''فتنہ قادیانی'' عبرت ناک شکست سے دوچار ہوا اور لاکھوں مسلمانوں کا ایمان محفوظ ہوا۔

3:۔ پیغمبر آخر الزمان کی نگاہ میں فتنہ قادیان:

یہ مقالہ بھی پیر سید صابر حسین بخاری دامت برکاتہم العالیہ کے قلم سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوا جو انتہائی مختصر مگر جامع ہے۔ 24 صفحات پر مشتمل ہے۔ فہرست میں مجموعی طور پر 18 عنوانات ہیں۔ سن اشاعت نومبر 2018ء ہے۔ انتساب، خلیفہ بلافصل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اھداء مجاہد اہل سنت علامہ عبدالستار جان نیازی علیہ الرحمہ کے نام ہے تقریظ علامہ مولانا حافظ محمد حامد رضا اور فقیر کے قلم سے لکھی گئی ہے۔ مقالے کا تعارف تقدیم میں قبلہ شاہ صاحب نے اس انداز میں پیش فرمایا ہے:

''پیش نظر مقالہ ماہنامہ ''الحقیقہ'' کے تحفظ ختم نبوت نمبر کے لیے قلم بند ہوا، اب اسے افادہ عام کے لیے جامعہ محمدیہ غوثیہ فیض القرآن کامرہ کینٹ کی بزم رضا کو الگ کتابی صورت میں شائع کرنے کی اجازت مرحمت کی جاتی ہے، قطعہ سال اشاعت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی کے قلم کا نتیجہ ہے جس کا آخری شعر یوں ہے:

مجھ کو تھی سال رسا کی جستجو فیض الامین
غیب سے آئی صدا ''تحریر یکتا نیک فال''

1440ھ

4:۔ سفیر اسلام علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی میرٹھی اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت:

یہ مقالہ بھی پیر سید صابر حسین شاہ بخاری زید لطفہ کے اثر خامہ کا نتیجہ ہے جو 32 صفحات پر مشتمل ہے فہرست میں درج عنوانات کی تعداد 26 ہے۔ انتساب قائد ملت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ اور اھداء جمیل العلماء مفتی جمیل احمد نعیمی علیہ الرحمہ کے نام ہے۔ سن اشاعت 2018ء ہے۔ تقاریظ مولانا وحید امتیاز اور فقیر کے قلم سے لکھی گئی ہیں۔ مقالے کے حوالے سے قبلہ شاہ صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قادری برکاتی علیہ الرحمہ کی ساری زندگی تحفظ ختم نبوت میں گزری۔ آج آپ کے صد سالہ عرس کے مبارک موقع پر آپ کے انتہائی لاڈلے خلیفہ جنھیں آپ پیار سے ''علیم الرضا'' کے لقب سے یاد فرماتے تھے کی ان خدمات کو کتابی صورت میں

سامنے لایا جار ہا ہے جو آپ نے تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں سرانجام دیں۔

5:۔ پیر سید غلام محی الدین گیلانی المعروف بابو جی گولڑوی اور تحریک ختم نبوت:

یہ مقالہ بھی پیر سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ کا تصنیف کردہ ہے جو 48 صفحات پر مشتمل ہے جس کی اشاعت ستمبر 2019ء کو عمل میں آئی۔ فہرست 30 اہم عنوانات پر مشتمل ہے انتساب، صحابی رسول حضرت سیدنا حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ اور اعداء شہید ناموس رسالت ملک ممتاز حسین قادری علیہ الرحمہ کے نام ہے۔ پیش لفظ علامہ مفتی سید شاہ حسین گردیزی زید علمہ کے قلم سے لکھا گیا ہے۔ اظہار خیال مولانا محمد حنیف رضوی صاحب نے تحریر فرمایا۔ قطعہ سال اشاعت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی علیہ الرحمہ اور محترم متین کاشمیری صاحب کی طرف سے لکھا گیا جب کہ ڈاکٹر ظفر الاسلام ظفر برھانی مرحوم نے منظوم خراج تحسین پیش فرمایا۔ تقدیم قبلہ شاہ صاحب نے خود تحریر فرمائی جس میں آپ مقالے کے بارے میں لکھتے ہیں:

اگرچہ یہ مقالہ ماہ نامہ "الحقیقہ" کے تحفظ ختم نبوت نمبر جلد دوم کے پہلے باب "مہریات" میں شامل ہے اس کی افادیت کے پیش نظر مولانا حافظ فرمان علی کے اصرار پر اب اسے بزم رضا کامرہ کینٹ کے زیر اہتمام الگ کتابی صورت میں بھی شائع کیا جا رہا ہے۔

مقالے میں صفحہ نمبر 23 پر شاہ جی نے "مسلک بابو جی" کا عنوان قائم کر کے ایک نہایت اہم انکشاف کرتے ہوئے ایک خوب صورت واقعہ تحریر فرمایا جسے قارئین کے ذوق کی خاطر یہاں درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں:

آپ فرقہ وارانہ فاصلوں کو پسند نہیں کرتے تھے لیکن حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں کسی مصلحت کے بھی روادار نہ تھے۔ فاتح قادیان پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح نگار اور بزرگ عالم دین علامہ مفتی فیض احمد فیض گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ (م 1426ھ۔ 2005ء) سے ان کی وفات سے کچھ عرصہ قبل ادیب شہیر ملک محبوب الرسول قادری مدیر منتظم ماہ نامہ "سوئے حجاز" لاہور نے ایک تفصیلی انٹرویو لیا۔ آپ سے جب یہ سوال ہوا کہ محکمہ اوقاف کے قیام کے زمانے میں وہ دیوبندی، بریلوی، گولڑوی والی بات کیا تھی؟ تو جواب میں آپ نے یہ انکشاف فرمایا: بس وہ تو لطیفہ ہے۔ ہوا یہ کہ اوقاف کے کارندے یہاں آئے انہوں نے حضرت سجادہ نشین صاحب بابو جی گولڑوی سے ملاقات کی ان کے پاس کچھ سرکاری فارم تھے، معلومات جمع کر رہے تھے، صاحب مزار کا نام نسبی تعلق، روحانی تعلق، سلاسل طریقت، ارادت مندوں کا حلقہ، مذہب و مسلک وغیرہ سے متعلق پوچھتے تھے۔

انہوں نے بابو جی سے پوچھا کہ آپ کا مسلک کیا ہے؟ فرمایا: "اہل سنت و جماعت" انہوں نے کہا: "یہ بتائیں کہ آپ بریلوی ہیں یا دیوبندی؟ اس پر حضرت بابو جی نے میری طرف اشارہ کیا (مراد تھا کہ تم بولو) میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ: آپ "گولڑوی" لکھیں۔ انہوں نے کہا: ہمارے پاس تو اہل سنت میں بریلوی اور دیوبندی ہی ہیں، میں نے کہا ہم نہ بریلوی ہیں نہ دیوبندی بلکہ گولڑوی ہیں۔ اس پر بابو جی نے میری بات کاٹتے ہوئے فرمایا! "تو کیا ہم ہیجڑے ہیں؟" پھر آپ اوقاف والوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کہ تم لکھو ہم بریلوی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ: محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں ہم اعلی حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے موقف کے پیرو ہیں اور دوسری پارٹی کی حمایت کا سوچ بھی نہیں سکتے کیونکہ یہ معاملہ خالصتاً ایمان کا ہے۔

6:- عقیدہ ختم نبوت اور طارق سلطان پوری:

یہ مقالہ بھی پیر سید صابر حسین شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ کی قلمی اور تحقیقی کاوش ہے جو 48 صفحات پر مشتمل ہے۔ یہ مقالہ اصل میں شاہ صاحب نے اہل سنت کے نامور نعت گو شاعر اور سلام رضا کے تضمین نگار حضرت محمد عبدالقیوم طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ادارہ معین الاسلام بیربل شریف، سرگودھا میں منعقدہ ایک سیمینار میں پڑھا تھا جسے اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر بزم رضا نے کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ آپ نے اس مقالہ میں طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ کے تمام دستیاب کلام کا نہایت ہی انہاک سے مطالعہ پیش کیا ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے ہجو میں آپ کے لکھے گئے اشعار کا ایک تجزیاتی جائزہ پیش کیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ بزم رضا کے تحت اس کا سن اشاعت دسمبر 2019ء ہے۔ فہرست میں 44 اہم عنوانات ہیں۔ انتساب فاتح قادیان قطب دوراں پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ کے فرزند جلیل قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور اھداء پانچ مختلف شخصیات کے نام ہے۔ تقریب، ادیب شہیر مفتی محمد تصدق حسین نقشبندی زید شرفہ نے تحریر فرمائی ہے۔ قطعہ سال اشاعت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی رحمۃ اللہ علیہ اور محترم متین کاشمیری صاحب کے قلم کا نتیجہ ہے جبکہ محترم حسین امجد صاحب کی طرف سے منظوم انداز میں خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔ تقدیم شاہ جی نے خود تحریر فرمائی ہے۔ اس کے علاوہ بھی چند ایک اہم مقالے زیر طباعت ہیں۔

قارئین کرام کی خدمت میں التماس ہے کہ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ہماری ان کاوشوں کو اپنی بارگاہ عالی میں شرف قبولیت سے نوازے اور ہمیں مزید توفیقات سے سرفراز فرمائے۔ آخر میں اہل علم سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ

عقیدہ ختم نبوت کے حوالہ سے کام کی رفتار مزید تیز کریں تا کہ معاشرے کو اس فتنے کے ناسور سے پاک کیا جاسکے جو علماء حق اس پرفتن دور میں اس محاذ پر کام کر رہے ہیں ان سے تعاون فرمائیں تنقید کے بجائے اصلاحی روش اختیار کریں تا کہ ہم ایک دوسرے کا دست و بازو بن کر اس عقیدے کے دفاع کے لئے زیادہ سے زیادہ کام کر سکیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی و کامرانی عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

ختم نبوت کے تحفظ میں وارثی فقراء اور شعراء کا کردار

ازقلم: میاں غلام فرید وارثی (سمن آباد، لاہور)

عقیدہ ختم نبوت قرآن و احادیث کی روح سے ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے یہ حکم واجب ہے کہ کسی بھی صورت اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ کوئی بھی ایسی ذی روح نہیں جس کے دل کے اندر سرکار دو جہاں ﷺ کی محبت اور جانثاری موجود نہ ہو۔ دراصل آخر الزماں پر ایمان لانا ہمارے ایمان کا حصہ ہے اس کے بغیر دین اسلام مکمل نہیں ہوتا۔ نہ ہی کوئی شخص اس وقت تک مومن ہو سکتا ہے۔ جب تک اس کے دل میں آپ ﷺ کی محبت نہ ہو، بلکہ اپنی اولاد، ماں باپ اور اپنی جان سے بھی زیادہ آپ ﷺ عزیز نہ ہوں۔ اللہ تبارک تعالیٰ سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۰ میں فرماتا ہے کہ

ترجمہ: محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلہ نبوت ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے"۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

حضرت آدم علیہ السلام ہند میں نازل ہوئے اور (نازل ہونے کے بعد) آپ نے وحشت محسوس کی تو (ان کی وحشت دور کرنے کے لیے) جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور اذان دی، اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ کہا، اشھد ان محمد رسول اللہ دو مرتبہ کہا تو حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا: محمد ﷺ کون ہیں؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ کی اولاد میں آخری نبی ﷺ۔ [بحوالہ: ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر]

حضرت وہب بن منبہ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے مروی ہے، (ایک طویل حدیث قدسی):

"اے آدم! جب تک آپ زندہ رہیں گے، میرے اس گھر (خانہ کعبہ) کو آباد کریں گے اور آپ کے بعد آپ کی اولاد میں سے مختلف گروہ، طبقات اور انبیاء ایک گروہ کے بعد دوسرا گرہ اور ایک طبقے کے بعد دوسرا طبقہ اور ایک نبی کے بعد دوسرے نبی اسے آباد کریں گے۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ آپ کی اولاد میں سے حضرت محمد ﷺ تک پہنچے گا اور (ان کی شان یہ ہے کہ) وہ تمام نبیوں کے خاتم ہیں"۔ [بحوالہ: طبرانی، المعجم الاوسط]

حضرت ابوہریرہؓ سے ایک طویل حدیث میں مروی ہے کہ

"حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چنانچہ لوگ محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوں گے، اے محمد

ﷺ ! آپ اللہ کے رسول اور انبیاء کرام میں سب سے آخری ہیں ! اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے اگلوں اور پچھلوں کے گناہ معاف فرما دیے تھے لہذا اپنے رب کے حضور ! ہماری شفاعت فرمائیے ۔[صحیح بخاری، صحیح مسلم، الجامع الصحیح ترمذی، سنن نسائی]

اسی عقیدہ کو سمجھنے کے لیے حضور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ اس آیت کے مفہوم کو سمجھنے کے لیے اور واضح کر دیتی ہے۔

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی [ترمذی، الجامع الصحیح، کتاب الرویا]

ترجمہ: سلسلہ نبوت ورسالت منقطع ہو چکا ہے سو میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا اور نہ کوئی نبی ''۔

چودہ سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد آج بھی اولیاء عظام، مشائخ عظام، علماء اکرام، مشاہیر ہر کوئی اس بات پر پہرہ دے رہا ہے کہ '' تحفظ ختم نبوت '' کی پاسداری کے لیے اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر اس کا تحفظ کریں گے۔ اس عرصہ کے دوران کسی بھی باطل نے اپنا سر اٹھانے کی کوشش کی یا نبوت کے دعویٰ کا مرتکب ہوا۔ سرکار عالم ﷺ کے کسی نہ کسی جانثار غازی نے اس کو جہنم واصل کرنے میں دیر نہ لگائی۔ 1974ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلے میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے قومی اسمبلی میں ایک بل پاس ہوا، جو آڈینس بن گیا۔

عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلے میں مختلف ادوار میں تحاریک بھی حرکت میں آتی رہیں۔ جس میں مختلف مشائخ کبار اور علماء اکرام نے اپنا اپنا کردار ادا کیا۔ یہی نہیں بلکہ شعراء اکرام نے اپنے اشعار سے، مصنفین نے اپنے زور قلم سے ان تمام عقائد کی نفی کی جو اس عقیدہ کے خلاف پروپیگنڈا کے طور پر سامنے آئے۔

جب ہم سلسلہ وارثیہ کے حوالہ سے بات کرتے ہیں تو وہ بھی اپنا کردار ادا کرنے میں پیش پیش رہے۔ کیوں کہ اس کے بغیر دین کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔ سلسلہ وارثیہ کے بے شمار فقراء اور شعراء اکرام کا کردار اس بہت اہم رہا ہے۔ مگر اس وقت مضمون کی طوالت کو مدنظر رکھتے ہوئے ان میں سے چند ایک کو تبرکاً بیان کر رہا ہوں۔

فقیر عزت شاہ وارثیؒ :

آپ کی ولادت 9 نومبر 1925ء کو سنگھوئی ملہو ضلع جہلم میں صوبیدار حکیم قاضی محمد یوسف قادری سروریؒ کے ہاں ہوئی۔ آپ کا اسم گرامی عزیز احمد رکھا گیا۔ آباؤ اجداد مغل شہزادے داراشکوہ کے بیٹے سلیمان شکوہ کی اولاد سے ہیں۔ فقیر اوگھٹ شاہ وارثیؒ کے توسل سے سلسلہ وارثیہ میں داخل بیعت ہوئے۔ فقیر حیرت شاہ وارثیؒ نے

نصف احرام عطا فرمایا اور "عزت شاہ" کے خطاب سے نوازا۔ جب پنڈت الف شاہ وارثیؒ پاکستان تشریف لائے تو انھوں نے مکمل احرام پوشی کی۔ آپ اسلامی مشاورتی کونسل کے رکن بھی رہے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے آپ نے ادیب فاضل، ادیب عالم، منشی فاضل کورس پاس کیا۔ اور درس وتدریس کے شعبہ سے وابستہ ہو گئے۔ حکمت سے بھی آپ کو دلچسپی ہونے کی وجہ سے آپ کو فخرِ حکماء کا ٹائٹل بھی حاصل ہوا۔

آپ کی روحانی و دینی خدمات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ آپ نے جب چھپر شریف (گوجر خاں) میں مستقل قیام اختیار فرمایا تو اس وقت وہاں قادیانی عروج پر تھے۔ آپ نے ان کے خلاف دینی جدوجہد کا سلسلہ شروع کیا۔ اس کاوش میں انھیں ایک دو مرتبہ تھانے میں بھی جانا پڑا۔ چونکہ یہ تمام علاقہ قادیانیوں کا گڑھ تھا، جہاں مولوی فضل قادیانی جو اپنے نام کا ایک شمارہ "الفضل" نکالتا تھا۔ اسے بھی فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے اپنے مقصد میں زیر کیا۔ علاقہ کی مساجد کو بھی دو حصوں میں ایک دیوار کی بدولت تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک طرف اہل سنت اور دوسری طرف قادیانی اپنی نماز ادا کرتے۔ آپؒ نے اپنی تبلیغ کے ذریعے لوگوں میں شعور پیدا کیا اور یہ دیواریں خود گرائیں۔ یہ اعلان کروا دیا کہ کوئی بھی قادیانی اب مسجد میں نماز نہیں پڑھنے آئے گا۔ اللہ کا ایسا خاص کرم ہوا کہ اس علاقے میں قادیانیوں کا زور ختم ہوا اور لوگ صحیح العقیدہ مسلمان بن گئے۔

آپ کی زبان مبارک سے مَیں نے سنا کہ قادیانیوں کے وفد ربوہ سے آتے اور ان کے ساتھ مناظرے بھی ہوئے، جو کہ کبھی چند دن اور کبھی کئی کئی دنوں پر محیط ہوتے۔ شام کے وقت وہ بھی یہاں آرام کرتے اور صبح ہوتے ہی پھر بحث ومباحثہ میں شروع ہو جاتے۔ اس عمل کے نتیجہ میں ربوہ سے جماعت آنا بند ہو گئی، کیوں کہ جو کوئی بھی آتا تائب ہوئے بغیر نہ جاتا۔ اہل علاقہ کے لوگ ایسے تابع ہوئے کہ وہاں موجود آستانہ عالیہ وارثیہ چھپر شریف پر آنے والے زائرین کے آرام کا خیال رکھتے ہوئے انھیں اپنے گھروں میں ٹھہراتے بھی ہیں۔ ایک مرتبہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ قادیانیوں کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی، میرے ہمراہ ڈاکٹر شوکت صاحب بھی تھے، انھوں نے عرض کیا حضور ہمارے محلے میں ایک قادیانی ہے جو لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اس بیان پر فقیر عزت شاہ وارثیؒ نے فرمایا، ابھی اس پر کسی فقیر کی نگاہ نہیں پڑی، جب کسی کی نگاہ میں آئے گا تو خود ہی راہ راست پر آ جائے گا۔"

آپ کا وصال 7 ستمبر 2004ء کو چھپر شریف میں ہوا، وہیں آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔ (راقم الحروف بھی آپ ہی کے توسل سے سلسلہ وارثیہ میں داخل بیعت ہے)۔

فقیر بیدم شاہ وارثی:

آپ کی پیدائش 1876ء میں اٹاوہ، انڈیا میں ہوئی۔اسم گرامی غلام حسنین تھا، آپ حضرت حاجی سید وارث علی شاہ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے اور احرام پوشی کے بعد''بیدم شاہ'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ سید نثار اکبر آبادی کا حلقہ تلامذہ میں شامل تھے۔تھوڑے ہی عرصہ بعد''سراج الشعراء''،''لسان الطریقت'' کے خطاب سے مخاطب کیے جانے لگے۔24 نومبر 1936ء میں آپ کا وصال 74 سال کی عمر میں ہوا اور شاہ اویس قبرستان دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی میں مدفن ہوئے۔آپ کے مجموعہ کلام میں کرشمہ وارثی معروف بہ صوسرمدی، جگر پارہ معروف بہ ارمغان بیدم، گلدستہ وارثی معروف بہ نذر غریب نواز، مصحف بیدم، فغان بیدم اور ایک مثنوی شامل ہیں۔

چلے دنیا سے ہم شیدائے ختم المرسلین ہو کر   ہمارا کچھ نہ ہونا لاکھ ہونے کے برابر ہے

نخل بستان عرب سرور ریاض مدنی   خاتم جملہ رُسل شمع سبل مصدرِ کُل

یٰسین لقب احمد مختار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم   اے ختم رُسل سیّد ابرار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولانا اکبر وارثی میرٹھی:

آپ کی پیدائش ضلع میرٹھ میں ہوئی۔حاجی سیّد وارث علی شاہؒ کے دست حق پر بیعت سے مشرف ہوئے۔آپ کے کلام کو مقبولیت میلاد اکبر سے ملی۔آپ کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا سلام

یا نبی سلام علیک، یا رسول سلام علیک

بہت مقبول ہوا۔آپ کے مجموعہ کلام میں ریاض اکبر، میلاد اکبر، باغ کلام اکبر، گلزار اکبر شامل ہیں۔آپ کے تلامذہ میں حفیظ جالندھری بھی ہیں۔وصال 20 مئی 1953ء میں ہوا اور میوہ شاہ قبرستان، لیاری، کراچی میں مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔

وہ حبیب خدا سیّد المرسلین خاتم الانبیاء شاہ دنیا و دیں
بزم قوسین میں ہوں گے مسند نشین جشن معراج کا آج کی رات

داغ عشق خاتم پیغمبراں لے جائے گا   بے نشان دل تھا مگر اچھا نشان لے جائے گا

حق نے فرمایا کہ آغوش پہ اے ختم رُسل   کہ زیارت کی تمنا ہے بڑی آج کی رات

شفیع حشر رسول کریم ختم رُسل   نہ تھا نہ ہے نہ کوئی ہوشہ زماں کی طرح

کیا تری مدح لکھوں خضر سبل ختم رُسل   طبع مجہول زبان ناقص وخاما گستاخ

جو دنیا میں شہ کونین ختم الانبیاء آئے   زمین پر شور اٹھا ساکن عرش علا آئے

اختر محمود خان اختر وارثی:

آپ کی پیدائش 10 ستمبر 1914ء کو اکبر پور ضلع فیض آباد میں ہوئی۔ 1952ء میں دیوہ شریف بارہ بنکی عرس کے موقع پر فقیر شاہ شاکر وارثیؒ سے دست بیعت ہو کر داخل سلسلہ ہوئے۔ جناب سید افقر موہانی وارثیؒ سے شاعری میں اصلاح لیتے رہے۔

فخر رسالت جان نبوت صاحب معراج آیہ رحمت   افضل و اعلیٰ بہتر و برتر صل اللہ علیہ وسلم

آپ ہی تو ہیں فخر نبوت آپ ہی ہیں سردار رسالت   آپ سا گزرا کون پیمبر صل اللہ علیہ وسلم

رسالت اور ہے ختم رسالت اور ہی کچھ ہے   وہ رفعت عالم ہے لیکن یہ رفعت اور ہی کچھ ہے

نبوت شرح وحدت ہے مگر اے شاہد حسرت   نبوت میں تیری تفسیر وحدت اور ہی کچھ ہے

نبوت ہو کسی کی بھی ہر صورت نبوت ہے   مگر شاہ مدینہ کی نبوت اور ہی کچھ ہے

ہو نگاہ لطف اے شاہ اُمم ختم رُسل   کشمکش میں آج کل کل عالم اسلام ہے

عبدالستار خاں وارثی:

آپ کی پیدائش 1924ء کو بریلی میں عبدالغفار خاں وارثی کے ہاں ہوئی۔ مجموعہ کلام میں آیہ رحمت، معطر معطر، حرف معتبر اور خوشبوئے دوست شامل ہیں۔ آپ کا وصال 8 مارچ 1985ء میں کراچی میں ہوا۔

اے فیض مسلسل موج کرم

اے ختم رُسل اے شمع حرم

اے زینت شام اے نور سحر

سرکار دو عالم سیّدنا

کون ہے دونوں عالم میں ستارؔ کا

تم نے بخشا اسے دل سکوں آشنا

صدر بزم جہاں ختم پیغمبراں

سیّد مصطفیٰ تم پہ لاکھوں سلام

ہے ان کی پشت پر مہر نبوت نبی حق ہیں ختم المرسلیں ہیں

مظفروارثی:

آپ کی پیدائش 23 دسمبر 1933 کو میرٹھ میں صوفی شرف الدین وارثیؒ کے ہاں ہوئی۔آپ کا اسم گرامی محمد مظفر الدین احمد صدیقی تھا۔نعت گوئی میں شہرت حاصل کی ، مجموعہ کلام میں برف کی ناؤ، باب حرم، حصار دل سے در نبی تک ، نور ازل ،الحمد ، لہجہ وغیرہ شامل ہیں۔ پرائیڈ آف پرفارمنس کے ایوارڈ سے بھی نوازے گئے۔ وصال 28 جنوری 2011ء میں 77 برس میں لاہور میں ہوا۔

لقب ہیں رحمۃ اللعالمین ختم الرسل جن کے انھیں لطف خدا کی انتہا کہیے بجا کہیے

خود میرے نبی نے یہ بتا دی ، لا نبی بعدی ہر زمانہ سن لے یہ نوائے ہادی ، لا نبی بعدی

لمحہ لمحہ ان کا طاق میں ہوا جگمگانے والا آخری شریعت کوئی آنے والی اور نہ لانے والا

لہجہ خدا میں آپ نے صدا دی ، لا نبی

تھے اصول جتنے ان کے ہر سخن میں نظم ہو گئے ہیں دیں کے سارے رستے آپ تک پہنچ کر ختم ہو گئے ہیں

ذات حرف آخر ، بات انفرادی ، لا نبی بعدی

ان کے بعد ان کا مرتبہ کوئی بھی پائے گا نہ لوگو ظل یا بروزی اب کوئی پیمبر آئے نہ لوگو

آپ نے یہ کہہ کر مہر ہی لگا دی ، لا نبی بعدی

خانقاہ صابریہ سراجیہ کا تحفظ ختم نبوت میں کردار

ازقلم: سید عثمان وجاہت (راولپنڈی)

شیطان کے آلہ کار ہر دور میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوئے۔ جھوٹے مدعیان نبوت بھی انہیں میں سے ہیں۔ یہ سلسلہ ایک عرصہ سے جاری ہے، جو ذہن ایسے کرداروں کی پرورش کر کے اسلام یا مسلمانوں کو نیچا دکھا کر کمزور کرنا چاہتے ہیں، انہیں تا حال کامیابی حاصل نہ ہوسکی اور نہ کبھی ہوگی۔ جس دور میں جتنی طاقت سے کفر نے سازش تیار کی اور اسلام پر وار کیا، مسلمانانِ عالم نے اُس سے کئی گناہ زیادہ طاقت سے اس کا منہ توڑ جواب دیا۔ یوں نیتجتاً ایسی تمام منفی کاوشیں اسلام کا احیاء ثابت ہوئیں۔ لیکن یہ ایسے ہی نہ ہوا، اس کے لئے غیرت اور جرأت ایمانی کے پیکر کئی علماء، مشائخ اور جوانوں نے اپنا تن من دھن نذرانہ کیا۔ اللہ کریم ایسے تمام حضرات علماء، صوفیاء کو غریق رحمت کرے اور ان کا طریق ہمیں نصیب فرمائے۔ آمین

مولانا جلال الدین قادری نے اپنی کتاب ''فتنۂ قادیانیت'' میں چند علماء و مشائخ کی فہرست دی ہے جنہوں نے مرزا قادیانی کی زندگی میں رَدِ مرزائیت پر کام کیا۔ ان اصحاب میں حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادیؒ، حضرت شاہ سراج الحق کرنالوی ثم گورداسپوری اور مولانا نواب الدین رمداسیؒ کے اسماء گرامی شامل ہیں۔

(الف) حضرت شاہ سراج الحق گورداسپوریؒ کا تحفظ ختم نبوت میں کردار

کرنال میں پیدا ہونے والے حضرت شاہ سراج الحق رحمۃ اللہ بھی ان باکمال فرزندانِ اسلام میں سے ہیں جنہوں نے دین اسلام کو درپیش مسائل کا سامنا کیا اور لوگوں کو گمراہی سے بچایا۔ ۱۲۸۷ھ میں آپ محمد منیر الحق صاحب کے گھر پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محمد منیر کرنال میں رہائش پذیر تھے اور حضرت بوعلی قلندر (م۔ ۷۲۴ھ) کے عرس پاک کے سارے انتظامات خود کیا کرتے تھے۔ کیونکہ دفتری معاملات کی وجہ سے وسیع انتظامی تجربہ تھا اور مزاج میں سخاوت کا عنصر بھی شامل تھا کہ معاشی اعتبار سے محکمہ مال میں آفیسر کے عہدے پر فائز رہ چکے تھے، کہا جاتا ہے کہ لائل پور (فیصل آباد) کی ضلعی حد بندی بھی آپ نے ہی کی تھی۔ (انوار سراجیہ، شمیم ولایت)

حصول تعلیم اور بیعت:

حضرت خواجہ شاہ سراج الحق نے الٰہ آباد سے میٹرک کیا، پھر دینی تعلیم کی طرف متوجہ ہوئے۔ علوم اسلامیہ کی تحصیل فرمائی، دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث پڑھا جس میں مولانا شبیر احمد عثمانی (م۔ ۱۳۶۹ھ) آپ کے ہم

درس تھے۔

حصول معرفت کیلئے تلاش مرشد میں سرگرداں ہوئے۔ اللہ کریم سے رہنمائی کی درخواست کی، خواب میں حضرت صوفی سید محمد حسین مراد آبادیؒ (م۔۱۳۳۱ھ) کی طرف رہنمائی ملی، لہٰذا بیعت کی اور کچھ عرصہ صحبت مرشد میں مراد آباد رہے پھر واپس گورداسپور آ گئے۔ یہاں ابتداء بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینی شروع کی بعد ازاں مرشد کی ہدایت پر سلسلہ بیعت جاری ہوا۔

گورداسپور آمد:

تقریباً ۱۹۰۰ء کی بات ہے مرشد کے حکم پر گورداسپور کے مشرقی علاقے میں ایک خالی جگہ دیکھ کر ڈیرہ لگایا ایک چھوٹی سی کچی مسجد تعمیر کی جس کو اشاعت توحید و رسالت کا مرکز بنایا جو بعد میں ختم نبوت کے تحفظ کا ایک اہم مقام تھی۔ اسی مقصد اور دین کی خدمت کے لئے مرشد گرامی حضرت صوفی محمد حسین مراد آبادیؒ نے آپ کو گورداسپور میں مقرر فرمایا۔ اس علاقے میں آپ نے قادیانیت کے خبیث پودے کو پھلنے پھولنے اور بڑھنے سے روکا، اس سلسلے میں آپ کی خدمات اور اسلوب مؤثر تھا۔ یوں بھی چونکہ یہ فتنہ ضلع گورداسپور کے علاقے قادیان سے شروع ہوا تھا، اُس کا مقابلہ اور رَد بھی اسی علاقے سے شروع کیا جانا از حد ضروری تھا۔

عیسوی تاریخوں میں عرس کا انعقاد:

قبلۂ عالم خواجہ محمد سراج الحقؒ نے خانقاہی معمول سے ہٹ کر سالانہ ختم خواجگان اور عرس شریف کے لئے ہجری سال کی تاریخ کی بجائے عیسوی کیلنڈر کو اختیار فرمایا یعنی ۲۴ تا ۲۶ دسمبر کی تاریخ مقرر کی، جس میں قادیان گاؤں میں مرزا کے ماننے والوں کا سالانہ جلسہ ہوتا تھا، اس کی حکمت حافظ مظہر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مضمون میں بیان کی:

''میرے عہدِ طفولیت میں ایک دفعہ ایک صاحب نے (خواجہ صاحبؒ سے) سوال کیا: حضرت آپ نے اپنے بزرگوں کے خلاف عرس کی تاریخ عیسوی (کیلنڈر کے مطابق) کیوں مقرر کی ہے؟...... حضرت نے فرمایا: انہیں تاریخوں میں قادیان کا جلسہ ہوتا ہے، ہمارا مقصد ہے لوگ اُدھر نہ جائیں۔'' (تذکرہ محدث اعظم پاکستان از جلال الدین قادری)

جھوٹے مدعی نبوت مرزا کے تمام پیروکار دور و نزدیک سے گمراہی کے اس اکھاڑے میں جمع ہوتے، پورے سال کی کارگزاریاں بیان ہوتی تھیں، ان رپورٹس کی روشنی میں کارکردگی کی بنیاد پر مستقبل کے پروگرام بنتے

تھے، فنڈ ز متعین کیے جاتے تھے، مادی اور نفسیاتی طریقوں سے لوگوں کو مرزا کی طرف مائل کیا جاتا تھا، بہت سے سادہ لوح دیہاتی لوگ اپنی سادگی کی وجہ سے ان انگریز نواز شاہانہ وسیع انتظامات اور مبالغہ آرائی پر مبنی غلط بیانیوں سے متاثر ہو کر مرزا کے دام میں پھنس جاتے تھے، اس فتنے کے سامنے سدِّ سکندری قائم کرنے کے لئے اور قرآن و حدیث کی غلط تاویلات کرنے والوں کی طرف جانے سے اُمتِ مسلمہ کو بچانے کے لئے آپ نے آخری عشرہ ہی اپنے سالانہ عرس کے لئے پسند فرمایا۔

ان ایام میں اُمتِ مسلمہ کے جمع ہونے والے افراد کو ربُّ العزت کے ذکر کا بھولا ہوا سبق پھر سے یاد کروایا جاتا تھا، یادِ حق کی شمع دل میں روشن کی جاتی تھی، عظمتِ مصطفی ﷺ کے باب میں عقیدہ ختم نبوت پر سیر حاصل گفتگو کی جاتی تھی۔ بظاہر تو یہ ایک معمولی سی کاوش نظر آتی تھی، لیکن اس وقت کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ ایک بہت بڑی رکاوٹ بھی تھی، جو ان قادیانیوں کے ملحدانہ مشن کے سامنے کھڑی کی گئی تھی۔ اس کے علاوہ ایک فائدہ یہ بھی ہے، کہ اس کے انعقاد سے سلسلہ چشتیہ صابریہ کے فیوضات کی تقسیم کا نادر موقع بھی ملتا تھا، جس کو صحیح تربیتی انداز میں استعمال کیا جاتا تھا، یہ فیصلہ آپؒ کی دور اندیشی پر دلیل ہے۔

گورداسپور کو مرزا کے تسلط سے بچانا:

صوفیاء و صلحا کو دنیا طلبی سے کچھ علاقہ نہیں ہوتا، بلکہ جتنا ان کے پاس ہوتا وہ خلق خدا کی خدمت کے لئے ہوتا ہے، انگریز کے ایماء پر کھڑے ہونے والے فتنۂ مرزائیت کے سامنے مضبوط رکاوٹ کھڑی کرنے کے لئے آپ نے ایک اور عملی اقدام کیا، وہ یہ کہ جب آپ کو پتا چلا کہ مرزا انگریز حکومت سے مل کر گورداس پور کو بطور ریاست اپنے نام کروانا چاہتا ہے، اس کے لئے کوشش کی جارہی ہے، صرف اس بنیاد پر کہ گورداس پور اور اس کے اردگرد کا پورا علاقہ ہی اس کے ماننے والوں کا ہے، چنانچہ اس کے درخواست دینے سے دو سال قبل آپ کو پتا چل گیا۔

قبلۂ عالم حضرت شاہ سراج الحقؒ نے اپنے مریدِ صادق مولانا قاری فضل دین مدنی کو مدینہ منورہ سے واپس بلا لیا، آپ نے ہی ان کو حصولِ تعلیم کے لئے دیارِ حبیبِ خدا ﷺ میں بھجوایا تھا، تکمیل تعلیم کے بعد قاری صاحب کی آمد پر گورداسپور میں ایک ہائی سکول قائم کیا گیا، جس کا تعلیمی انتظام قاری صاحب کے سپرد تھا، قاری صاحب نے تعلیم و تربیت کی کاوشوں کو تیز تر کر دیا۔ حضرت صاحب نے قاری صاحب کو تعلیم و تعلم کے ساتھ ایک اضافی یہ فریضہ بھی سونپ دیا، کہ اپنی جماعتِ سراجیہ کے مریدین کی ایک فہرست مع سکونت اور مکمل پتہ چات تیار کی جائے، لہٰذا تعمیل ارشاد ہوئی، وہ کئی جلدوں میں فہرست مکمل ہوئی، لیکن شومئ قسمت کہ تقسیم برصغیر کے وقت ضائع ہو

گئی۔

تکمیلِ فہرست کے بعد آپ نے انگریز حکومت کے سامنے درخواست دائر کر دی، کہ مرزا صاحب کی بجائے یہ گورداسپور کو بطور ریاست بنام "سراج الحق" قرار دیا جائے، کیونکہ گورداس پور اور اس کے گردونواح میں (حضرت خواجہ) سراج الحق کے مریدین ومعتقدین کی اکثریت ہے، بطورِ گواہ وہ ناموں اور پتاجات کی فہرستیں پیش کر دیں، وہ لاجواب ہو گئے، مجبوراً انہیں مقدمہ خارج کرنا پڑ گیا، اس کوشش سے مرزا کی درخواست کو نامنظور کروانا مقصود تھا، نہ کہ حقیقت میں گورداس پور کو اپنے نام لگوانا مقصود تھا، آپ کی درخواست پر مرزا کی درخواست کو رد کر دیا گیا، اس سے مرزا کو بہت مایوسی ہوئی۔ (شمیم ولایت از ابومظہر چشتی)

حضرت خواجہ الشاہ محمد سراج الحق نور اللہ مرقدہ، بڑے دور اندیش انسان تھے، آپ نے مرزائیت کے فتنے کو فرو کرنے کے لئے کئی انفرادی اور اصلاحی اقدامات اور کوششیں بھی کیں، جس وجہ سے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ سے کئی کرامات کا ظہور ہوا۔

دیدارِ خواجہؒ باعث خوش عقیدگی:

آپ کے دور میں فتنۂ مرزائیت وقادیانیت کا بہت چرچا ہو رہا تھا، اس فتنے کے سامنے سدِّ سکندری قائم کرنے کے لئے آپ کو کرنال سے اُٹھا کر گورداس پور لا کر بٹھایا گیا تھا، رفتہ رفتہ شیخ کامل کی دور بینی اور اس میں پنہا۔ اَسرار ورموز عیاں ہونا شروع ہو گئے، چنانچہ تذکرۂ محدثِ اعظمؒ کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

مرزا قادیانی نے جب سنسنی خیز پیش گوئیوں کے ذریعے عوام کو اپنی طرف متوجہ کرنا شروع کر دیا، حضرت خواجہ صاحب نور اللہ مرقدہ نے علماء وصوفیاء کی جماعت لے کر قادیان کے اردگرد ایک تبلیغی حصار قائم کر دیا، دیہات کے لوگ تو مرزا سے واقف ہی تھے، مرزا کی شکل وصورت میں ان کے لئے کوئی جاذبیّت نہ تھی، لیکن اس کے برعکس جب وہ حضرت خواجہ الشاہ محمد سراج الحق کی صورت میں نور کے پیکر کو اپنی نگاہوں کے سامنے دیکھتے، تو نہ صرف مسرور ہوتے بلکہ ان کے لئے حق وباطل میں امتیاز کرنا کوئی مشکل نہ رہتا۔

حضرت خواجہ صاحب کی بیعت کر کے اپنے آپ کو بے دین اور اِلحاد کے ہر وار سے محفوظ کر دیتے، حضرت خواجہ صاحب نے دس بارہ (۱۲) افراد کو خلعتِ خلافت (یعنی نامزد کر کے) سے سرفراز فرما کر تبلیغ کا کام ان کے سپرد کر دیا تھا، یہ علماء وصوفیائے کرام اسی علاقہ سے تعلق رکھتے تھے۔ (تذکرہ محدث اعظم پاکستان از جلال الدین قادری)

مرزائیت سے توبہ کے واقعات:

1۔ پیر محمد شریف شاہ صاحبؒ جو بچپن ہی سے حضور قبلۂ عالم کے ساتھ بطور خادم رہے، اور تقریباً بیس (۲۰) سال تک خدمت بجالائے، اُنہوں نے بیان کیا، بھائی غلام نبی ولد غلام قادر ککے زئی دھرم کوٹ رندھاوا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور حضور قبلہ الشاہ محمد سراج الحق چشتی صابری کے غلاموں میں سے تھے، اور گورداسپور ریلوے اسٹیشن پر ریلوے تھانہ میں بطور ہیڈ کانسٹیبل کے فرائض ادا کر رہے تھے۔ بدقسمتی سے انچارج تھانہ مرزائی تھا، اس کے ساتھ کافی کشمکش رہا کرتی تھی، تھانے دار اُسے کہا کرتا تھا، کہ مرزائی ہو جاؤ، مگر یہ انکار کرتا رہا، اور کہتا کہ میرے قبلۂ عالم ولی کامل ہیں، مجھے کسی اور جانب دیکھنے کی کیا ضرورت ہے؟ تھانیدار ایک دن کہنے لگا، کہ کبھی اپنے پیر کی ملاقات کرادو تو میں بھی ان سے تبادلۂ خیالات کرلوں، چنانچہ ایک مرتبہ عرس شریف کے بعد جب آپ کرنال شریف لے جانے لگے، تو غلام نبی نے عرض کیا، کہ حضور تھوڑا سا وقت مجھے بھی عنایت فرمائیں۔ گاڑی تقریباً رات کے دو (۲) بجے چلتی تھی، اس لئے آپ نے فرمایا، کہ ہم تیار ہو کر آپ کے پاس آجائیں گے، چنانچہ آپ مغرب کے بعد وہاں تشریف لے گئے، کافی آدمی حضور قبلۂ عالمؒ کے ساتھ تھے، تھانیدار بھی آ گیا، تو اس کے ساتھ گفتگو شروع ہوگئی، اس نے کہا، کہ میں زیادہ بحث نہیں کرنا چاہتا، دو حرفی بات کرنا چاہتا ہوں، وہ یہ ہے، کہ غلام نبی کے ہاں کافی عرصہ سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ آپ دعا کریں کہ اس کے ہاں نرینہ اولاد ہو، اور میں دعا کرتا ہوں، کہ اس کے ہاں اولاد نہ ہو، اگر ایک سال کے اندر اولاد پیدا ہوگئی، تو میں مرزائیت سے توبہ کرلوں گا، اور اگر نہ ہوئی، تو آپ کو میرا مذہب اختیار کرنا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: کہ یہ دعویٰ کرنا تو مشکل ہے، اللہ تعالیٰ تو خالقِ مطلق ہے، مگر تھانیدار اسی پر اصرار کرتا رہا، اور یہ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ ایک تحریر لکھی گئی اس پر قبلۂ عالم نے بھی توکل بر خدا دستخط کر دیئے، اور تھانیدار نے بھی۔ یہ بات اہم بات تھی، اللہ تعالیٰ کی قدرت کا عجیب کرشمہ ہوا، کہ غلام نبی کے ہاں اسی سال فرزند ارجمند پیدا ہوا، جس کا نام بھی حضور کے ارشاد کے مطابق احسان الحق رکھا گیا۔ (انوارِ سراجیہ بحوالہ ماہنامہ السراج، دسمبر ۲۰۰۳ء)

2۔ حکیم رحیم بخش ساکن چوہدری والا (فیصل آباد) نے بیان کیا ہے، کہ میرے والد نے مرزائیوں کی صحبت سے متاثر ہو کر مرزائیت اختیار کر لی ہے، جس کا مجھے سخت صدمہ ہوا، حضور قبلۂ عالم الشاہ محمد سراج

الحق گاؤں میں تشریف لائے، میں نے والد صاحب کے متعلق التجا کی اور صورتِ حال ساری اپنے شیخ طریقت کو عرض کر دی، تو آپ نے فرمایا: عصر کی نماز کے بعد اُنہیں بلانا، آپ نے عصر کی نماز ادا کی تو میں والد صاحب کو ساتھ لے گیا۔ آپ والد صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا، کہ آپ نے مرزائیت کیوں اختیار کی ہے؟ والد صاحب کوئی اہل علم میں سے نہ تھے، کہ علمی جواب دیتے، مگر انہوں نے اتنا کہا، کہ حضرت محمد ﷺ جب مکہ مکرمہ میں نبی بن کر تشریف لائے، تو جن لوگوں نے آپ کو نبی مان لیا، وہ بہت اچھے رہ گئے، وہ صحابی بن گئے، اور جو ایمان نہ لائے وہ برباد ہو گئے، قیامت کے دن عذاب میں مبتلا ہوں گے، مجھے بھی یہی خیال آیا، امامِ مہدی نے آنا ضروری ہے، اس مرزا نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے، ایسا نہ ہو قیامت کے دن مجھے نہ ماننے والوں میں سے ہو کر اللہ تعالیٰ کے سامنے ندامت اُٹھانی پڑے۔ حضور قبلۂ عالم نے اس پر ایسا جواب دیا، کہ والد صاحب کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، اور فوراً مرزائیت سے توبہ کر لی۔ آپ نے فرمایا: اگر قیامت کے دن آپ کو مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے کی وجہ سے کوئی باز پُرس ہو جائے تو ہم ذمہ دار ہوں گے، آپ کا یہ فرمانا تھا، والد صاحب زار و قطار رونے لگے، جسم پر کپکپی طاری ہو گئی، آواز بھرا گئی، دوبارہ آپ کے دستِ حق پرست پر والد صاحب نے توبہ کی، حضرت خواجہ صاحب اگلے روز واپس تشریف لے گئے۔ کیونکہ وہ اس لئے بھی لائقِ مطالعہ ہے کہ اس کے پڑھنے سے ایمان مضبوط ہو جائے گا، حضور ﷺ کی ختم نبوت پر عقیدہ پختہ اور غیر متزلزل ہو جائے گا۔ دو تین دن بعد والد صاحب نے مجھے بتایا، آج میرے ساتھ بہت عجیب واقعہ پیش آیا، تہجد کے وقت مسجد میں نفل پڑھ رہا تھا، باہر سے مجھے کسی نے آواز دی، باہر دیکھا، حضرت خواجہ الشاہ محمد سراج الحق صاحب کھڑے تھے، آپ نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ، میں آپ کے پیچھے ہو لیا، جب آپ گاؤں کی حدود سے تھوڑا باہر لے گئے، تو ہم دونوں کسی اور ہی دنیا میں پہنچ گئے تھے۔ کیا دیکھتا ہوں؟ ایک بہت بڑا میدان ہے، جہاں پر بہت سی بزرگ ہستیاں تشریف فرما ہیں، صدرِ مجلس ایک نہایت حسین و جمیل اور نورانی چہرے والی شخصیت تھے، جن کی پیشانی سے نور کے شعلے اُٹھ کر ساری مجلس کو منور کر رہے تھے۔

حضور قبلۂ عالم نے مجھے فرمایا: آپ سے وعدہ کیا تھا، قیامت میں اگر باز پرس ہو گی تو میں ذمہ دار ہوں، میں نے یہ خیال کیا، یہ بوجھ اپنے ذمے سے دنیا میں ہی اُتار دوں، دیکھ لو یہ سامنے تخت پر جنابِ

رسول اللہ، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفی ﷺ تشریف فرما ہیں، آپ غور سے دیکھ لیں، ان میں کہیں وہ شخص (مرزا قادیانی) تو موجود نہیں، والد صاحب فرماتے ہیں، میں نے اچھی طرح غور سے دیکھا، مجھے کہیں وہ نظر نہ آیا، میری خوب تسلی ہوگئی، اتنے میں آپ نے فرمایا آؤ! واپس چلیں، جب واپس اسی جگہ پر پہنچا، تو حضرت خواجہ صاحب ساتھ نہ تھے، میں مسجد کے پاس کھڑا تھا، یہ واقعہ کوئی خواب نہیں بلکہ سامنے اور جاگنے کا ہے، اس سے میرا ایمان اور بھی پختہ ہوا، آپ کی ولایت اور ایفائے عہد کا دل و جان سے معترف ہو گیا، میری اپنے شیخ سے محبت وعقیدت اور بڑھ گئی۔ (انوارِ سراجیہ بحوالہ ماہنامہ السراج، دسمبر ۲۰۰۳ء)

3۔ ایک دفعہ لائل پور (فیصل آباد) ریلوے اسٹیشن پر کئی مرزائی حضرت قبلہ خواجہ صاحب سے اُلجھنے کی غرض سے آئے، آپ نے بس اتنا فرمایا: وہ بھینسیں جا رہی ہیں، ان کے پاس جا کر صرف اتنا کہہ دو، کہ سراج الحق بلا رہا ہے، مرزائی مضحکہ اُڑانے لگے اور تمسخر کے طور پر بھینسوں کے قریب جا کر آپ کے الفاظ دہرائے، بھینسیں فوراً قبلۂ عالم کی طرف پلٹ گئیں، یہ کرامت دیکھ کر کئی مرزائی مسلمان ہو گئے تھے۔ (انوارِ سراجیہ)

مرزا کے انجام کا مشاہدہ کروانا:

ایک دفعہ کچھ مرزائی حضرت خواجہ الشاہ محمد سراج الحقؒ کے پاس مناظرہ کرنے آئے، آپ نے فرمایا: فقیر مناظرہ نہیں کرتا، آپ سب میرے اردگرد بیٹھ جاؤ، جب بیٹھ گئے تو فرمایا: دیکھو مرزا جہنم میں پڑا عذاب میں مبتلا ہے، چنانچہ مرزائیوں نے اپنی ظاہری آنکھوں سے اس کا مشاہدہ کیا، ان میں سے کئی خوش قسمت تائب ہو کر اسی وقت مسلمان ہو گئے، اور باقی بدقسمت مرزائی چلاتے ہوئے وہاں سے بھاگ گئے۔ (انوارِ سراجیہ، بحوالہ قلمی مضمون مولانا غلام علی مدرس دارالعلوم سراجیہ)

جھگڑے سے اجتناب:

مشہور نعت گو شاعر حافظ مظہر الدین اپنے والد مولانا نواب الدین رمداسی علیہ رحمۃ الرحمن کے حوالے سے ایک واقعہ یوں ذکر فرماتے ہیں۔ ''جب مرزا قادیانی ایک مقدمہ میں ماخوذ ہو کر گورداس پور کی عدالت میں آیا، تو والد صاحب کو اس کے آنے کا جب پتا چلا، تو وہ بھی بھاگم بھاگ عدالت میں پہنچ گئے، مرزا کے اردگرد سے لوگوں کا حصار توڑ کر آگے بڑھ کر مرزا کا بازو پکڑ لیا، بازو کو شدید جھٹکا دے کر فرمانے لگے: او مردود! نبوت اگر جاری ہوتی اور

اللہ تعالیٰ اس علاقے میں کوئی نبی بھیجتا تو بتا کہ مجھ جیسے وجیہ اور خوبصورت انسان کو بھیجتا یا تجھ جیسے بجّو (کریہہ صورت) کو۔ یہ سن کر حاضرین کے انبوہِ کثیر سے ایک قہقہہ بلند ہوا اور مرزا پر سکتے کا عالم طاری ہو گیا"۔

والد صاحب کی روانگی کے وقت ہی حضرت خواجہ الشاہ محمد سراج الحق کو پتا چلا گیا، کہ مولوی نواب الدین رمداسی مرزا سے باتیں کرنے کے لئے چلے گئے ہیں، بہت جلد حضرت خواجہ صاحب بھی وہاں پہنچ گئے، اور والد صاحب کو واپس اپنے ساتھ لے آئے۔(انوارِ سراجیہ، بحوالہ قلمی مضمون مولانا غلام علی مدرس دار العلوم سراجیہ)

(ب) حضرت صاحبزادہ شاہ ظہور الحق (گورداسپوری ثمہ فیصل آبادی) اور تحریک ختم نبوت

حضرت خواجہ سراج الحق کے پہلے فرزندار جمند کرنال میں پیدا ہوئے، نام محمد ظہور الحق قرار پایا۔آپ کی تاریخ ولادت کا علم نہیں بس ایک روایت ہے کہ مرزا قادیانی جب مئی ۱۹۰۸ء میں مرا تو آپ جماعت سوئم میں پڑھتے تھے۔(شمیم ولایت)

حضرت شاہ سراج الحق کے وصال ۷ مارچ ۱۹۳۲ء کے بعد رسم چہلم میں صاحبزادہ ظہور الحق کی دستار بندی کی گئی اور سلسلہ چشتیہ صابریہ سراجیہ کی تمام ذمہ داریاں آپ کے سپرد کی گئیں۔

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے فروغ کے لئے آپ کی خدمات خوب رہیں۔جماعت سراجیہ کی بنیاد رکھی اور اس کے تحت بہت سے تعلیمی مراکز قائم کئے۔فیصل آباد اور گردونواح میں صابریہ سراجیہ ہائی سکول آپ کی خدمات کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

تحریک پاکستان میں آپ کی خدمات کا ذکر کتب میں موجود ہے۔اپنے تمام ارادت مندوں کو مسلم لیگ کی حمایت میں اکٹھا کیا اور اس کو نیکی قرار دیا۔ یہاں تحفظ ختم نبوت پر آپ کے کردار اور خدمات کا ذکر مقصود ہے۔ لہٰذا باقی ملی اور صوفیانہ خدمات کو یہاں تفصیل سے ذکر نہیں کیا جائے گا۔تاریخ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء میں مولانا اللہ وسایا نے لائل پور میں ہونے والی سرگرمیوں میں آپ کا جابجا ذکر کیا ہے۔اس زمانہ میں مولانا اللہ وسایا لائل پور میں ایم بی ہائی سکول میں شعبہ اسلامیات کے انچارج کی حیثیت سے کام کر رہے تھے۔

لائل پور میں ۲۶، ۲۷ ستمبر ۱۹۵۲ء کو آل مسلم پارٹیز کنونشن کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مختلف مکاتب فکر کے علماء اور رہنما شریک ہوئے۔مختلف دینی فرقوں کے رہنماؤں نے ایک سٹیج سے مسئلہ ختم نبوت کی تائید وتصدیق کی۔اس مشترکہ کانفرنس کا سارے ملک کی طرح لائل پور کے عوام پر بھی اچھا اثر پڑا۔جب لائل پور میں اتحاد کی فضا قائم ہو گئی اور ہر طرف ختم نبوت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد کے نعرے

گونجنے لگے، دوسری طرف ملک میں تحریک ختم نبوت مستحکم ہو رہی تھی۔

مجلس عمل لائل پور کا قیام:

حالات یہ تھے کہ حکومت ٹس سے مس نہ ہوتی تھی اور عوام تخت یا تختہ کے مقام پر پہنچ رہے تھے۔ ایسے حالات میں لائل پور کے مختلف مکاتب فکر کے علمائے کرام کی مجلس عمل کا قیام عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ مجلس عمل قائم ہوئی جس میں (۱) مولانا مفتی محمد یونس خطیب جامع مسجد و عیدگاہ لائل پور (۲) حضرت صاحبزادہ ظہورالحق صاحب خلف الرشید حضرت مولانا سراج الحق صاحب کرنالی (۳) مولانا محمد انور خلیفہ مجاز حضرت رائے پوری (۴) مولانا عبدالرحمن ہزاروی مہتمم اشرف المدارس (۵) خطیب اہل سنت صاحبزادہ افتخار الحسن شاہ صاحب (۶) مولانا عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر ہفتہ وار المنبر (۷) مولانا محمد یعقوب نورانی خطیب جامع مسجد ڈی ٹائپ کالونی (۸) مولانا عبدالواحد خطیب جامع مسجد اہل حدیث (۹) مولانا جعفر حسین ایرانی شعبہ مجتہد خطیب مسجد امام باڑہ (۱۰) حافظ عبدالمجید نابینا، بی اے مہتمم مدرسہ اشاعت العلوم (۱۱) خادم علماء تاج محمود خطیب جامع مسجد ریلوے کالونی۔ اس گیارہ رکنی مجلس نے عہدیداران طے کئے۔ حضرت صاحبزادہ ظہورالحق صاحب اور مولانا محمد یونس مرحوم دونوں اکابر کی تجویز پر مولانا اللہ وسایا کو مجلس عمل کا کنوینئر منتخب کیا گیا۔ مجلس عمل کے زیر اہتمام جلسے ہوتے رہے، کراچی میں مرکزی جماعت سے رابطہ بھی رہا۔ بوہڑ والہ گراؤنڈ کیس میں ۱۱ مسلمان اور ۲۳ قادیانی گرفتار ہوئے۔ معاملہ عدالت تک گیا۔ اس سلسلے میں شہر میں ہڑتال ہوئی، عید باغ میں ایک بڑا اجتماع ہوا اور مفتی محمد یونسؒ، صاحبزادہ ظہور الحقؒ اور مولانا عبدالرحمن ہزاروی نے تقاریر کیں۔ حکومت سے مطالبات ماننے یا مستعفی ہونے کا مطالبہ جاری رہا۔ مجلس عمل کا مرکز عید باغ قرار پایا۔ مختلف اجلاس ہوئے۔ ایک میٹنگ دارالعلوم صابریہ سراجیہ میں ہوئی تھی کہ مجلس عمل کے اراکین سب سے پہلے خود کو گرفتاری کیلئے پیش کردیں۔ کچھ ترمیم کے ساتھ تجویز منظور ہوئی کہ گرفتاری مختلف دنوں میں الگ الگ دی جائے گی۔ مفتی محمد یونسؒ، صاحبزادہ سید افتخار الحسن، عبدالرحمن ہزاروی اور صاحبزادہ ظہور الحق سجادہ نشین و مہتمم دارالعلوم صابریہ سراجیہ نے اپنا نام پیش کیا اور آپس میں دن طے کر لئے۔

صاحبزادہ ظہور الحق صاحب برصغیر کے مشہور بزرگ حضرت مولانا سراج الحق کرنال شریف والوں کے صاحبزادے اور خانقاہ صابریہ سراجیہ لائل پور کے سجادہ نشین ہیں۔ لائل پور کے مشہور مولانا سردار احمد مرحوم انہی کے والد مولانا سراج الحق صاحب سے بیعت تھے اور اسی تعلق کی بنا پر قیام پاکستان کے بعد مولانا مرحوم صاحبزادہ صاحب کے پاس تشریف لائے قیام فرمایا اور انہی کے مدرسہ دارالعلوم صابریہ سراجیہ میں پڑھاتے رہے پھر شاہی

مسجد جھنگ بازار میں منتقل ہو گئے اور اپنے مستقل اداروں اور مساجد وغیرہ کا اہتمام کیا۔ صاحبزادہ ظہور الحق محلہ سنت پورہ لائل پور میں قیام پاکستان کے متصل ہی ایک گوردوارہ کے وسیع وعریض احاطہ میں آ کر فروکش ہو گئے معمولی جگہ پر اپنی رہائش رکھ لی اور باقی وسیع وعریض احاطہ میں دار العلوم صابر یہ سراجیہ اور اسی طرح صابر یہ سراجیہ ہائی سکول کی بنیاد رکھ دی۔ اس سکول کو بہترین تعلیم و تربیت اور نظم و نسق کے حامل ہونے کی وجہ سے اتنی شہرت ملی کہ یہ تعلیم ادارہ پنجاب کے مثالی اداروں میں شمار ہونے لگا۔ پھر حضرت صاحبزادہ صاحب نے دوسرے مختلف مقامات پر چھ یا سات ہائی سکول اسی نام سے اور کھولے جو نہایت ہی کامیاب تعلیمی اور تربیتی ادارے ثابت ہوئے جن پر اب حال ہی میں حکومت نے بلا معاوضہ قبضہ کیا ہے۔ صاحبزادہ صاحب پنجاب کے روایتی صاحب زادوں کی طرح نہیں بلکہ ملک اور قوم کا درد رکھنے والے اور اسلام کی خدمت کرنے والے صرف زبان سے ہی نہیں عمل سے سرانجام دینے والے بزرگ ہیں انہیں آغاز سے ہی تحریک ختم نبوت کے ساتھ بڑی دلچسپی اور ہمدردی تھی۔ لائل پور میں جب تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام کی مشترکہ میٹنگ ہوئی تو اس میں شریک ہوئے اور اپنی خدمات تحریک تحفظ ختم نبوت کے لیے پیش کر دیں انہیں مجلس عمل لائل پور کا رکن نامزد کیا گیا اور وہ برابر مجلس عمل کی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔

جماعت سراجیہ لائل پور کا ہنگامی اجلاس:

جب تحریک ختم نبوت کے نوٹس کی میعاد ختم ہونے کو آئی تو صاحبزادہ صاحب نے اپنے مریدین متبعین اور اپنی جماعت سراجیہ کا اجلاس طلب کیا اور اس میں تحریک کے ساتھ تعاون کا فیصلہ فرمایا اس اجلاس کی کاروائی جو مجھے بحیثیت کنونیئر مجلس عمل بھیجی گئی وہ حسب ذیل ہے۔

آج ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء جماعت سراجیہ لائل پور کا ایک ہنگامی اجلاس زیر صدارت حضرت صاحبزادہ محمد ظہور الحق صاحب چشتی سجادہ نشین دربار سراجیہ مرکزی دفتر جماعت سراجیہ میں منعقد ہوا اور متفقہ طور پر فیصلہ ہوا کہ تحفظ ختم نبوت کے لئے وابستگان سلسلہ سراجیہ کو مجلس عمل کی ہدایات کا منتظر رہنا چاہیے اور پھر پورے جوش و خروش کے ساتھ ان پر عمل پیرا ہو کر محبت تاجدار رسول خدا ﷺ کا عملی ثبوت دینا چاہیے۔ امیر جماعت سراجیہ حضرت صاحبزادہ نے اعلان کیا ہے کہ وابستگان سلسلہ سراجیہ کا فرض ہے کہ وہ ہر جگہ مجلس عمل کے ساتھ مکمل تعاون کریں اور کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہ کریں۔

تمام نے مختلف دنوں میں کثیر اجتماعات سے خطاب کرنے کے بعد گرفتاری پیش کی۔ ۳ مارچ ۱۹۵۳ء،

تحریک ختم نبوت کے تیسرے دن قافلہ سالار صاحبزادہ ظہور الحق مقرر کئے گئے۔ صبح سے لوگوں کا اژدھام مسجد میں جمع ہو گیا تھا۔ اجتماع دو گھنٹے جاری رہا، تقاریر ہوئیں اور مولانا ظہور الحق کو ڈپٹی کمشنر صاحب کے بنگلے پر بھیجا گیا۔ ڈپٹی کمشنر ابن حسن تھے انہوں نے جب دیکھا کہ مولانا صاحبزادہ صاحب ہاروں سے لدے ہوئے، پچیس تیس ہزار شمع ختم نبوت کے پروانوں کے جلوس کے ہمراہ ان کے بنگلہ میں داخل ہو گئے ہیں تو انہوں نے منافقانہ حکمت عملی اختیار کی اور جلوس کے ہمراہ چل پڑے اور سیدھے جیل چلے گئے۔ جیل کے دروازے پر پہنچ کر صاحبزادہ ظہور الحق صاحب کو گرفتار کر کے جیل میں داخل کر لیا گیا۔ باقی رضا کاروں کو بسوں اور ٹرکوں پر بیٹھا کر شہر سے دور دیہات اور جنگلوں میں چھوڑ دیا گیا۔

امیر جماعت سراجیہ کی گرفتاری:

چنانچہ صاحبزادہ ظہور الحق صاحب ۳ مارچ کو رضا کاروں اور جلوس کی قیادت کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ دوسرے تیسرے روز انہیں جیل سے رہا کر دیا گیا یہ فیصلہ غالباً ان کی بزرگی کے پیش نظر کیا گیا۔ ایک دن کے بعد آپ پھر رضا کاروں کے ہمراہ جلوس لے کر گئے اور دوبارہ گرفتار کر لئے گئے۔

شہداء ختم نبوت لائل پور:

۷ مارچ کو حکومت نے ختم نبوت کے رضا کاروں پر گولی چلا دی۔ چار جوان شہید ہوئے۔ تمام کی چار پائیاں جامع مسجد لائی گئیں۔ شہر میں کہرام مچا، لوگوں نے چہرے دیکھے۔ تین کے گھروں اور ورثا کا پتہ چل گیا، لیکن ایک نوجوان کی شناخت نہ ہو سکی۔ وہ رات بہت تکلیف کی رات تھی۔ مسجد میں دو سے ڈھائی ہزار رضا کار موجود تھے۔

اگلی صبح ۱۰ بجے عید باغ دھوبی گھاٹ میں شہدائے ختم نبوت کے جنازوں کا اعلان ہوا۔ لائل پور کی تاریخ کا سب سے بڑا اجتماع تھا۔ صفیں درست کرتے ہوئے ڈھائی گھنٹے صرف ہو گئے۔ مولانا صاحبزادہ ظہور الحق صاحب اور مولانا اللہ وسایا نے نماز جنازہ سے قبل شہدائے بدر واحد سے لے کر شہدائے ختم نبوت کی روحوں پر بلند آواز سلام بھجوائے۔ الغرض اپنی تمام زندگی حضرت شاہ ظہور الحقؒ اپنے والد اور شیخ کی طرح فتنۂ قادیانیت کے ارتداد میں کوشاں رہے۔

(ج) مولانا نواب الدین رمداسی اور ردِ فتنہ مرزائیت

مولانا نواب الدین حضرت شاہ سراج الحق کرنالوی ثم گورداسپوری کے خلفاء میں سے تھے۔ ۱۸۷۰ء

میں رمداس ضلع امرتسر میں پیدا ہوئے، والد کا نام میاں محمد موسیٰ جو کہ ایک زمیندار تھے۔ الہ آباد اور اجمیر شریف میں زیر تعلیم رہے۔ خواجہ حسن نظامی کے ہم مکتب اور بے تکلف دوست تھے۔ اسی تعلق کی بنا پر دہلی حضرت نظام الدین اولیاء اور حضرت امیر خسرو کے عرس میں تشریف لے جاتے تو خوب محفل رہتی۔

مولانا نواب الدین بہترین مقرر، واعظ اور خوش الحان قاری تھے۔ مشہور مناظر مولانا محمد عمر اچھروی اور مولانا حشمت علی فن تقریر اور مناظرے میں آپ کے شاگرد تھے۔ (ذکر پاکاں از طفیل ناصری)

خواجہ سراج الحق گورداسپوریؒ نے آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کے خطرناک محاذ ستکوہا پر متعین کیا، جو قادیان سے تین کوس کے فاصلے پر تھا اور بٹالہ سے اگلے سٹیشن سے اتر کر قادیان جانے والوں کی رہگزر میں ایک اہم مقام تھا۔ (تذکرہ مولانا نواب الدینؒ از نذر صابری)

حافظ مظہر الدینؒ جو مولانا نواب الدین رمداسیؒ کے صاحبزادے تھے کے ایک مضمون سے اقتباسات درج ذیل ہیں:

"تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد جب والد صاحب قادیان پر حملہ آور ہوتے تو تیزی سے دیہات میں یہ خبر پھیل جاتی کہ مولوی صاحب مرزا سے مناظرہ کرنے آ رہے ہیں اور دیہاتی عوام اپنے ہل چھوڑ کر ساتھ ہو جاتے۔ یہ واقعہ میری پیدائش سے چند سال پہلے کا ہے۔ مرزا غلام احمد اور حکیم نور الدین سے گفتگو کا سلسلہ صرف علمی مباحث تک ہی محدود نہ رہتا بلکہ والد صاحب اسے شدید مطعون بھی کرتے۔ یہ خبریں مجھ تک عینی شاہدوں سے بکثرت پہنچی ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی عجز وانکسار کی راہ اختیار کر لیتا اور اپنے دعوؤں کی تاویلیں کرنے لگتا۔ مرزا کی موت کے بعد مناظروں کا دور شروع ہوا تو والد صاحب پنجاب کے عظیم مناظر کی حیثیت سے ان کا مقابلہ کرنے لگے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ ان مناظروں کی تعداد کتنی ہے؟ سینکڑوں یا ہزاروں۔ بہرحال مناظروں میں زبانی کلامی ہی باتیں نہ ہوتی تھیں بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کا آغاز بھی ہو جاتا تھا۔ بہت سے کم مناظرے ایسے ہوئے ہیں جن میں والد صاحب نے اپنے چھ سات فٹ لٹھ کا استعمال نہ کیا ہو۔

پاک پتن شریف میں مناظرہ:

غالباً ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ پاک پتن شریف کی درگاہ میں والد صاحب سے جو مناظرہ ہوا تھا اس میں والد صاحب نے لٹھ سے کام نہ لیا تھا۔ شاید اس لیے کہ یہ ان کے پیر و مرشد کی درگاہ تھی اس وقت پاک پتن شریف کی جامع مسجد کے خطیب ایک متبحر عالم دین مولانا عبدالحق صاحب تھے جو یہیں کے ایک زمیندار بھی تھے۔ مرزائیوں سے

شرائط مناظرہ طے کرنے کے لئے مولانا تشریف لے جانے لگے تو میں بھی ان کے ساتھ ہو گیا۔ مرزائی بڑے کروّفر کے ساتھ آئے تھے۔ میں ان کی کتابوں کے انبار اران کا کر دفر دیکھ کر مرغوب ہو گیا۔ دل میں یہ خیال گزرنے لگا کہ میرے والد صاحب کے پاس کوئی کتاب نہیں وہ کیسے مناظرہ کریں گے۔ چنانچہ جب میں نے اپنے والد صاحب سے اظہار کیا تو وہ ہنس پڑے اور مولانا عبدالحق سے فرمانے لگے کہ دیکھو! مظہر کیا کہہ رہا ہے پھر مولانا سے فرمایا کہ اس لڑکے کو سمجھاؤ کہ مناظرہ کتابوں سے نہیں تائید ربانی سے ہوتا ہے اور الحمدللہ یہ ہمیشہ میرے شامل حال رہی ہے میں نے زندگی میں ارباب باطل سے تمام مناظرے کتاب کے بغیر کیے ہیں۔

یہاں یہ ذکر بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مرزائیوں نے عام دستور کے خلاف پاکپتن شریف کے مناظرے میں والد ماجد کے مقابلہ میں کہن سال اور گرگان باراں دیدہ کی بجائے نوجوان مناظروں کو بھیجا جو والد ماجد کی تبحر علمی، زور خطابت، شخصیت، ذہانت وفطانت اور شجاعت و بہادری سے قطعی طور پر نا آشنا تھے۔ ان نوجوانوں کے سرخیل تین مناظروں کا نام تو مجھے اب تک یاد ہے۔ جلال الدین شمس، عبدالرحمن اور سلیم، الحمدللہ اسی مناظرے میں تیس آدمیوں نے مرزائیت سے توبہ کی اور والد صاحب کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے۔

محمدی بیگم کے قصبہ "پٹی" میں جب والد صاحب کا مناظرہ ہوا تو فریق مخالف آنکھ ملا کر بات کرنے سے گریز کر رہا تھا۔ والد ماجد نے متعدد بار کڑک کر کہا کہ ادھر دیکھو، لیکن وہ آنکھیں چرا رہا تھا۔ سٹیج پر بیٹھے ہوئے لوگوں نے کہا حضرت ان لوگوں کا خیال ہے کہ آپ جادوگر ہیں اور آپ کی آنکھوں میں سحر ہے یہ سن کر والد صاحب ہنس پڑے اور اپنے مخصوص انداز میں فرمایا:

تم نے جادوگر اسے کیوں کہہ دیا
دہلوی ہے داغ بنگالی نہیں

ضمناً یہ بات بھی سن لیجئے جو میں نے والد ماجد سے ان کی زبان سے سنی ہے۔ فرمایا کہ ایک روز قادیان سے گزر ہوا تو میں نے احباب سے کہا کہ مرزا غلام احمد سے ملے بغیر یہ سفر نا تمام رہے گا۔ آؤ مرزا سے ملنے چلیں۔ جب میں گیا تو مرزا اور حکیم نور الدین چند لوگوں کے سامنے مثنوی مولانا رومؒ پڑھ رہے تھے۔ مرزا کی زبان سے مولانا رومؒ کی تعریف وتوصیف سن کر میں نے کہا کہ مولانا رومؒ تو حیات مسیح کے قائل ہیں۔ فرماتے ہیں:

عیسیٰ و ادریس چوں ایں رازیافت برفراز گنبد چہارم شنافت
عیسیٰ و ادریس برگردوں شدند زانکہ از جنس ملائک آمدند

مرزا نے جواب دیا کہ یہ ان کی انفرادی رائے ہے۔ میں نے کہا کہ آپ کی رائے انفرادی نہیں، یہ اجتماعی ہے؟ مرزا نے جھٹ حکیم نورالدین سے کہا کہ بھئی! مولانا کے لیے چائے لاؤ۔ ایک صاحب نے جھٹ پوچھا کہ حضرت! آپ نے چائے پی؟ فرمایا۔۔۔! استغفراللہ! یہ کیسے ممکن تھا۔

یہاں مجھے بے اختیار ایک واقعہ یاد آ گیا اور وہ یہ کہ والد صاحب نے اپنی موت سے ہفتہ عشرہ پہلے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ مظہر! اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔ تھوڑے وقفہ کے بعد فرمانے لگے کہ اعمال کے باعث نہیں اعمال، کا محاسبہ ہوا تو جہنم کا کوئی مناسب گوشہ بھی نہیں ملے گا۔ میں نے زندگی میں مرزائیوں کو بہت مارا ہے، اسی لیے امید ہے کہ اللہ کریم مجھے بخش دے گا۔

مقدمہ تنسیخ نکاح:

میری عمر ابھی بہت تھوڑی تھی کہ ہمارے خاندان میں سے ایک خاتون کا رشتہ ایک مرزائی سے ہو گیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ شخص مرزائی ہے تو والد صاحب کو بہت صدمہ ہوا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ کافر سے مسلمان خاتون کا رشتہ جائز نہیں لیکن میرے ماموں چوہدری ابراہیم تحصیلدار جو مشہور ناول نگار نسیم حجازی کے والد صاحب تھے اگرچہ مرزا کے بہت مخالف تھے اور مرزا کے رد میں بالعموم یہ دلیل دیا کرتے تھے کہ میں نے اور مرزا غلام احمد نے سیالکوٹ میں پٹوار کا امتحان دیا۔ وہ فیل ہو گیا اور میں پاس ہو گیا۔ جو پٹواری نہ بن سکے وہ شخص فرستادۂ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ مگر وہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے خاندان کی لڑکی عدالت میں نہ جائے چنانچہ والد صاحب نے یہ کہہ کہ موصوفہ سے نکاح کر لیا کہ عدالت کا معاملہ میں نپٹ لوں گا۔

مرزائیوں کو جب اس نکاح کی اطلاع ملی تو انہوں نے گرداسپور کی عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سات سال تک جاری رہا۔ انجام کار والد صاحب کو فتح ہوئی اور میری دوسری والدہ، مرزا بشیر الدین اور چوہدری ظفراللہ خان کی انتہائی سعی و کوشش کے باوجود ایک بار بھی عدالت میں پیش نہ ہو سکیں۔

جب مرزا بشیر الدین بطور گواہ عدالت میں آیا تو ظفراللہ خان نے یہ مسئلہ کھڑا کر دیا کہ بشیر الدین کو عدالت میں کرسی ملنی چاہیے۔ ادھر سے تقاضا تھا کہ کرسی ملے تو دونوں کو ورنہ دونوں کھڑے رہیں۔ والد صاحب بیٹھنے پر کھڑے رہنے کو ترجیح دے رہے تھے۔ کافی بحث کے بعد یہی فیصلہ ہوا کہ دونوں کھڑے رہیں۔ بشیر الدین اور ظفر اللہ خان پر والد صاحب کی جرح دیدنی تھی جس کا تھوڑا بہت تصور اب بھی میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ والد صاحب کہہ رہے تھے کہ "برخوردار! تیرے والد کو حیض آتا تھا" اور ظفراللہ سٹپٹا رہا تھا۔ مختصر یہ کہ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ تھا

جو والد صاحب نے جیتا۔ مقدمہ بہاولپور تو بہت بعد کی بات ہے۔

تحریک ختم نبوت کے دوران تنسیخ نکاح کے سلسلے میں جتنی تحریریں میرے سامنے آئی ہیں ان میں کہیں بھی یہ مذکور نہیں کہ تنسیخ نکاح کا یہ پہلا مقدمہ مولوی نواب الدین ستکوہی نے جیتا تھا حالانکہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے۔

محمدی بیگم کے قصبہ پٹی میں آمد:

یہاں میں ایک ضروری بات کہنا چاہتا ہوں اور وہ یہ کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے محمدی بیگم سے اپنے آسمان پر نکاح ہونے کا دعویٰ کیا تو والد صاحب محمدی بیگم کے قصبہ ''پٹی'' پہنچ گئے یہاں پہنچ کر انہوں نے اپنی سحر بیانی اور روحانی قوت سے ''پٹی'' کے مغلوں کو اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کر لیا۔ محمدی بیگم کا خاندان بھی والد صاحب کا مرید ہو گیا۔ یوں مرزا غلام احمد کا آسمانی نکاح زمین پر نہ ہو سکا۔ یہ والد صاحب کے درود مسعود کی داستان ان کے ایک مرید مشہور صحافی اور شاعر حاجی لق لق (مرحوم) کے قلم سے چند سال پیشتر ہفت روزہ رسالہ ''چٹان'' میں چھپ چکی ہے۔

فاتح قادیان کا خطاب:

آج سے تقریباً نصف صدی پیشتر کے اسلامی اجتماعات کے اشتہارات کو اگر دیکھا جائے تو ان میں والد ماجد کے نام کے ساتھ فاتح قادیان کے الفاظ ملیں گے۔ یہ خطاب علمائے اسلام نے والد صاحب کو اسی لیے دیا تھا کہ انہوں نے تنسیخ نکاح کا پہلا مقدمہ جیتا تھا۔ ورنہ مناظر تو اس عہد میں اور بھی تھے۔

کشمیر میں تحفظ ختم نبوت کی سرگرمیاں:

غالباً ۱۹۲۵ء کا واقعہ ہے کہ مرزائیوں نے ریاست جموں وکشمیر کو اپنی تہذیبی سرگرمیوں کی آماجگاہ بنا لیا تھا۔ چنانچہ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ نے اس فتنے کے سدباب کے لیے جموں میں ایک تبلیغی کانفرنس منعقد کی اور مشاہیر اسلام کو دعوت نامے بھیجے۔ ان میں والد صاحب کا نام بھی تھا۔ یہ وہ عہد تھا کہ جب والد صاحب اپنے آبائی وطن رمداس ضلع امرتسر میں تشریف لا چکے تھے۔ اس وقت ہمارا عظیم الشان مکان زیر تعمیر تھا اور والد صاحب کی ساری توجہ مکان کی تعمیر پر مرکوز تھی۔ اسی دوران میں حضرت امیر ملت کا دعوت نامہ آ گیا اور والد صاحب تمام کام چھوڑ کر جموں روانہ ہو گئے۔

کانفرنس میں زیادہ تر والد ماجد کی تقریریں ہوتی تھیں۔ کچھ زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ مرزائیوں نے حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحبؒ مولانا دیدار علی شاہ صاحب اور والد صاحب کا جموں وکشمیر میں داخلہ قانوناً رکوا

دیا۔اس سے عوام نے اور بھی خوشگوار اثر لیا۔وہ سمجھنے لگے کہ مرزائی مسلمان علماء کی تاب نہیں لا سکتے۔

خاتم المرسلین کی اشاعت:

میرے عنفوان شباب میں والد صاحب کے مرزائیوں سے جو مناظرے ہوئے انہی کا یہ نتیجہ ہے کہ مجھے تمام سوالات وجوابات یاد ہو گئے جنھیں قلمبند کر کے "خاتم المرسلین" کے نام سے شائع کردیا۔یہ میری پہلی تصنیف تھی جس پر استاذ المحترم ابوالبرکات سید احمد صاحب، والد ماجد اور مرتضیٰ احمد خان میکش نے تقریظیں لکھیں۔میرے سن بلوغ کو پہنچنے کے بعد والد صاحب کے جو مناظرے ہوئے ان کی علمی باتیں اب تک میرے حافظے میں محفوظ ہیں۔

والد ماجد کے ساتھ زیادہ تعداد علماء وفضلاء، ادباء اور شعراء کی ہوتی تھی جن میں حفیظ جالندھری، مرتضیٰ احمد خان میکش، حاجی لق لق، عبدالمجید قریشی (سیرت کمیٹی والے) اور محمدی بیگم کے ایک قریبی عزیز مرزا نوازش علی بیگ بھی تھے۔مولانا عبدالمجید سالک بھی کبھی کبھار آجاتے تھے۔خیر یہ تو معروف شخصیتوں کا ذکر ہے غیر معروف شخصیتوں میں بھی بڑے باکمال لوگ موجود تھے"۔

مولانا نواب الدین رمداسیؒ کے مرید اور معروف محقق علامہ نذر صابری لکھتے ہیں کہ "آپ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک تھی۔ابوالاثر حفیظ جالندھری، مولانا غلام مرتضیٰ احمد خان میکش، قاضی عبدالمجید قریشی، ابوالعلاء چشتی المعروف حاجی لق لق، غنیمت علی ساحر صدیقی، عزیز حاصل پوری، محمد شریف المعروف نسیم حجازی اور حافظ محمد مظہر الدین مظہر جو علم وادب کی دنیا میں بڑا نام پیدا کر چکے ہیں، سب اسی سرچشمہ فیض سے سیراب ہوئے ہیں"۔

(ضیائے حرم دسمبر ۱۹۷۴ء، تذکرہ مجاہدین ختم نبوت از مولانا اللہ وسایا، ذکر پاکاں از طفیل ناصری)

جناب نذر صابریؒ نے چند حقائق پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا کہ:

۱۔ مقدمہ گورداسپور کے دوران مسلمانوں کی طرف سے تنہا حضرت مولانا نواب الدینؒ صاحب ہی تھے اور مرزائیوں کے خلاف عدالت میں فتویٰ آپ ہی نے دیا تھا اور بالآخر اللہ تعالیٰ نے حق کو فتح دی اور فیصلہ حضرت مولانا نواب الدین صاحب کے ہی حق میں ہوا تھا اور یوں سب سے پہلے عدالت سے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوانے کا سہرا بھی حضرت اقدس کے سر بندھا۔یہ فیصلہ ۱۹۲۵ء میں ہوا تھا (فیصلہ کرنے والا جج ایک انگریز تھا)۔

۲۔ مقدمہ بہاولپور میں بھی سب سے گواہ (۱۹۳۳ء کے اوائل میں) بقول شیخ حسام الدین صاحب (ریٹائرڈ چیف آفیسر ڈی جی خان) علامہ نواب الدینؒ ہی تھے جب شہریوں نے آپ کا سنا کہ آپ گواہی دیں

گے اور جرح کریں گے تو دو کانیں اور تعلیمی ادارے بند ہو گئے تھے۔ مقدمہ بہاولپور میں اس وقت کے جج اکبر صاحب نے مقدمہ گورداسپور کے فیصلے کو مثال مانتے ہوئے مرزائیوں کے خلاف فیصلہ دیا تھا۔

۳۔ ۱۹۵۳ء میں مرزائیوں کے خلاف فسادات میں بے شمار گرفتاریاں عمل میں آئیں اور عدالت میں مقدمات چلے۔ جناب آغا شورش کاشمیری نے اپنے مقدمہ بنام مغربی پاکستان لاہور ہائیکورٹ میں جسٹس منیر کی انکوائری رپورٹ میں جسٹس محمد گل اور جسٹس کرم الٰہی چوہان کی عدالت میں اپنے دائر کردہ مقدمہ میں مقدمہ گورداسپور ۱۹۲۵ء اور مقدمہ بہاولپور ۱۹۳۳ء کے فیصلوں کی نقول نتھی کی تھیں اور حوالے پیش کیے تھے۔ یہ عدالتی ریکارڈ پر موجود ہے۔ (بحوالہ عدالتی ریکارڈ مطبوعہ ۱۹۶۹ء پی ایل ڈی صفحہ ۲۸۰)

۴۔ مقدمہ گورداسپور کی روائیداد شیخ الجامعہ حضرت مولانا مفتی غلام محمد گھوٹوی گولڑوی علیہ الرحمۃ کی زیر قیادت کئے جانے والے مقدمہ بہاولپور کی روئیداد شائع ہو چکی ہے۔ مقدمہ جیتنے کی بعد ہندوستان کے تمام فرقوں کے جید علماء اور مشائخ نے باہم مل کر حضرت مولانا نواب الدین صاحبؒ کو "فاتح مرزائیت" اور "فاتح قادیان" کے القابات دیئے تھے۔

(د) مناظر اسلام و محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب چشتی صابری قادریؒ

شیخ الحدیث مولانا سردار احمد صاحب سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں حضرت خواجہ شاہ سراج الحق گورداسپوری (م ۱۹۳۲ء) سے بیعت ہوئے، اس وقت آپ سکول کی تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ مولانا سردار احمد صاحبؒ کی شیخ سے محبت اس قدر غالب تھی کہ اپنا تعارف شیخ کے طالب صادق کے طور پر کرتے۔ دور طالب علم میں آپ نے اپنی بیاض میں اپنا نام یوں لکھا:

فقیر حقیر سراپا تقصیر خادم العلماء والفقراء سردار احمد غفرلہ گورداسپوری طالب حضرت قدوۃ السالکین وزبدۃ العارفین شاہ سراج الحق قادری چشتی صابری کرنالوی ثم گورداسپوری، ۱۵ شعبان ۱۳۴۷ھ دار الخیر والقدس اجمیر شریف۔

مولانا سردار احمدؒ مدرسے کی سالانہ چھٹیاں اور رمضان شریف اپنے مرشد کے ہاں گزارتے تھے۔ آپ کا نکاح بھی حضرت شاہ سراج الحق گورداسپوری نے ہی پڑھایا تھا کہ آپ کے سسرال والے بھی حضرت شاہ سراج الحقؒ کے ہی عقیدت مند تھے۔ آپ کو حضرت شاہ سراج الحق نے سلسلہ چشتیہ صابریہ کی اجازت وخلافت سے نوازا تھا۔ شیخ نے علالت کے ایام میں آپ کو بلا بھیجا، انہیں ایام میں اجازت عطاء فرمائی، شیخ کی وصیت کے مطابق وصال شیخ پر

نماز جنازہ کی امامت کی۔

حضرت مولانا سردار احمدؒ محدث فیصل آبادی اکثر بطور تحدیث بیان فرمایا کرتے تھے: میں نے دو ولیوں کا جنازہ پڑھایا ہے۔ حضرت خواجہ شاہ سراج الحق قدس سرہ اور حضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا قدس سرہ۔

آپ کے شیخ کی اولاد نے قیام پاکستان پر گورداسپور سے لائل پور (فیصل آباد) ہجرت کی، اسی بناء پر آپ نے بھی فیصل آباد کو قیام گاہ بنایا۔

حضرت محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحبؒ، بہترین استاذ، نہایت متقی اور باکمال مناظر تھے۔ آپ نے تمام بدمذہبوں اور قادیانیوں کے خلاف مناظرے کیے اور کامیاب ہوئے۔ فتنۂ قادیانیت پر آپ کے شاگردوں کی تصنیفی خدمات بھی آپ ہی کا فیضان ہیں۔ (تذکرہ محدث اعظم پاکستان از محمد جلال الدین قادری)

تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور مجلہ "ترجمان اہل سنت" کراچی کا کردار

از قلم: ابوسعید سردار محمد اکرم بٹر

نبوت ختم ہے تجھ پر رسالت ختم ہے تجھ پر

ترا دیں ارفع و اعلیٰ، شریعت ختم ہے تجھ پر

رب کائنات نے جب گلشن ہستی کو آباد کیا تو اس میں ہنگامہ زندگی برپا کرنے کے لئے اپنی سب سے احسن تخلیق انسان کو اس میں بسایا اور اس کے ساتھ ساتھ انسانوں کی رشد و ہدایت کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا۔ یہ گراں قدر اور اولوالعزم ہستیاں مختلف ادوار اور مختلف خطوں میں تشریف لا کر انسانیت کی رہبری کا فریضہ سرانجام دیتی رہی ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح نظر آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں جس قدر بھی چیزیں پیدا فرمائیں ان کو تدریجاً اپنے کمال طبعی تک پہنچایا ہے۔ جب تک کوئی شئ اپنے کمال طبعی تک نہیں پہنچتی اس وقت تک اس میں ارتقائی تغیرات آتے رہتے ہیں۔

لیکن جب وہ ارتقائی منازل طے کرتی ہوئی اپنے منتہائے کمال تک پہنچ جاتی ہے تو پھر وہ اخیر تک اسی مرتبے پر فائز رہتی ہے اس میں کوئی اضافہ یا ترقی نہیں ہوتی۔ اس نہج پر اللہ تعالیٰ نے نظام شریعت قائم کیا، شرائع اور احکامات کا سلسلہ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع ہو کر ارتقائی منازل طے کرتا ہوا سید عالم، امام المرسلین، سید الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچ کر اپنے منتہائے کمال تک آ پہنچا۔ اس طرح رسالت، نبوت اور شریعت کی جس قدر اصطلاحیں تھیں وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر ختم ہو گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان میں کسی قسم کا اضافہ یا تبدیلی نہیں ہو سکتی اس لئے خالق کائنات نے اعلان فرما دیا کہ:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی-

یوں اللہ تعالیٰ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعے نبوت و شریعت کو کامل و اکمل کر دیا۔ جب کہ ایک دوسری آیہ کریمہ میں یوں فرمایا گیا کہ:

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں کے آخری (کنزالایمان)

اس اعلان خداوندی کی دراصل حکمت یہ تھی کہ قیامت تک رسالت و نبوت پیغمبر اسلام کی ہی رہے گی اس کے بعد کوئی

نبی یا نئی شریعت نہیں آئے گی۔

فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:۔ سید المرسلین، خاتم النبیین فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں (الحدیث)

فتنہ ارتداد:

اسلام دشمن قوتیں خصوصا مشرکین مکہ، یہود و نصاری اور منافقین مدینہ اس سلسلہ میں پیش پیش تھے۔ انھیں دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خاصی پریشانی تھی وہ ہر وقت شجر اسلام کی جڑیں کھوکھلی کرنے کے لئے شیطانی چالیں چلتے رہتے۔ بار بار جنگیں مسلط کی گئیں لیکن انھیں ہمیشہ عبرتناک شکست اور ہزیمت کا سامنا ہی کرنا پڑا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دنیا فانی سے ظاہری طور پر پردہ فرما گئے تو مخالفین ایک بار پھر میدان میں نکل پڑے اور "عقیدہ ختم نبوت" کے عظیم الشان محل" میں نقب زنی کی کوشش کرنے لگے۔ "مسیلمہ کذاب" "اسود عنسی" "طلحہ بن خویلد" اور "سجاح بنت حارث" وغیرہ نے اپنی اپنی نبوت کا دعویٰ کر دیا۔

مسلمان ابھی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کے صدمے سے سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ منکرین زکوۃ اور فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کا مسئلہ کھڑا ہو گیا۔ ایسے حالات میں انتہائی جرات مندی، بہادری، اور فہم و فراست کے ساتھ فیصلے کرنے کی ضرورت تھی۔ چنانچہ جانشین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ المسلمین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اسلام کی ننگی تلوار بن کر منکرین کے خلاف میدان جنگ میں کود پڑے اور تمام فتنوں کا خاتمہ کر کے انہیں جڑ سے اکھاڑ پھینکا جس سے آنے والی نسلوں کے لیے راہ عمل متعین ہو گئی کہ جب بھی کوئی چور ڈاکو تخت و تاج ختم نبوت" کے خلاف سازشیں کرے اسے فورا واصل جہنم کر دو، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت سے لے کر صدیوں تک کسی کو ایسی مذموم کوشش کرنے کی جرأت نہ ہو سکی کیونکہ اسلام دشمن قوتیں سمجھتی تھیں کہ مسلمان اپنے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حرمت و ناموس پر کٹ مرنے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں اور ان کا پسندیدہ نعرہ ہے "حرمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بھی قربان ہے

مرزائیت کا ناسور:

برصغیر پاک و ہند میں جب فرنگی استعمار کی سازشوں اور مغل شہزادوں کی کمزوریوں کے باعث اسلامی

اقتدار زوال پذیر ہوا تو اسلام دشمن قوتیں اس مسلم ریاست پر آخری ضرب لگانے کے لیے متحد ہو گئیں چنانچہ سکھ دربار کے ایک جرنیل مرزا غلام مرتضیٰ کے پوتے مرزا غلام قادیانی کو اس ناپاک سازش کے لئے مہرہ بنایا گیا۔

منیر تحقیقاتی رپورٹ:

مرزا غلام قادیانی ضلع گورداسپور کے قصبہ قادیان میں 13 فروری 1835ء کو پیدا ہوا۔ گھر پر معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد 1864ء میں سیالکوٹ کچہری میں ملازم ہو گیا۔ عیسائی مشنریز اور انگریز حکومت نے خصوصی طور پر اس کی تربیت کی اور وہ مسلمانوں کے متفقہ عقیدہ "ختم نبوت" کے خلاف چڑھ دوڑا 1884ء میں مرزا نے اپنی پہلی کتاب "براہین احمدیہ" چار جلدوں میں مکمل کر لی اور "الہام" ہونے کا دعویدار بن بیٹھا۔ 1888ء میں "مامور من اللہ" ہونے کا دعویٰ کیا جب کہ 1890ء میں "مسیح موعود" ہونے کا اعلان کر دیا۔ مرزا غلام قادیانی نے 1901ء میں "دعویٰ نبوت" کر ڈالا اور ساتھ ہی اپنے حواریوں کے لیے "جماعت احمدیہ" کی بنیاد رکھ دی۔

(منیر تحقیقاتی رپورٹ)

علماء اہل سنت فتنۂ مرزائیت کے تعاقب میں:

فتنۂ مرزائیت کے خلاف سب سے پہلا "تحریری مورچہ" خانوادۂ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گل رعناء، حضرت مولانا خواجہ غلام دستگیر صدیقی ہاشمی قصوری علیہ الرحمہ نے لگایا۔ آپ نے اپنی لافانی تحقیق "رجم الشیاطین براغلوطات البراہین" 1302ھ 1882ء میں لکھ کر مرزا قادیانی کی تلبیسات کو طشت از بام کیا۔ 1886ء میں آپ کی کتاب "فتح الرحمانی بدفع کید قادیانی" منصۂ شہود پر آ گئی اور مرزائیت کے راستے مسدود ہونے لگے۔ اسی دوران امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے 1896ء میں کتاب "ختم نبوت" لکھ کر مرزا کے باطل عقائد کی دھجیاں اڑا دیں۔

1899ء میں قطب العالمین، شہنشاہ گولڑہ حضرت پیر سید مہر علی شاہ علیہ الرحمہ نے "شمس الھدایہ" تحریر فرمائی تو قادیانیت زخم چاٹتی رہ گئی۔ اس کے بعد علماء اہلسنت نے جہان قلم و قرطاس سے انقلاب برپا کر دیا آج تک ہزاروں کتابیں، بے شمار رسائل و جرائد اور سینکڑوں رسائل کی خصوصی اشاعتیں اور ختم نبوت نمبرز شائع ہو کر "تحفظ عقیدہ ختم نبوت" کی جدوجہد میں اپنا کردار ادا کر چکے ہیں۔ تفصیلات سے گریز کرتے ہوئے آگے بڑھنا چاہتا ہوں کیونکہ اس طرح عنوان مضمون سے انصاف نہیں کر سکوں گا۔ علماء و مشائخ اہل سنت اور دیگر سنی قلمکاروں کے شہ

پارے اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کی تفصیل کے لئے ہزاروں صفحات درکار ہوں گے۔

رسائل کی چند خصوصی اشاعتیں:

دجال قادیان کی شیطانی فکر اور'' قصر نبوت''میں سرقہ زنی کے خلاف علماء ومشائخ اہل سنت اور سنی قلمکاروں نے روز ازل سے ہی عوامی جدو جہد کے ساتھ ساتھ "قلم وقرطاس" کو بھی اپنی جدو جہد کا حصہ بنایا حالانکہ اس وقت بھی علماء کا ایک ایسا گروہ موجود تھا جن کے جانشین آج تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ نیشلسٹ علماء تو مرزا قادیانی کو "مرد صالح" اور "وکیل اسلام" کے القابات سے نوازتے رہے اور بعض نے تو اس کے مرنے پر سفر آخرت کے جلوس میں بھی شرکت کی تھی۔ ممتاز قلمکار عبد المجید سالک بٹالوی اپنی کتاب" یاران کہن" میں لکھتے ہیں کہ:

> ''مولانا ابوالکلام آزاد، مرزا صاحب (غلام قادیانی) کے دعویٰ مسیحیت موعود سے تو کوئی سروکار نہ رکھتے تھے لیکن ان کی غیرت اسلامی اور حمیت دینی کے قدردان تھے یہی وجہ ہے کہ جن دنوں مولانا امرتسر کے اخبار" وکیل" کی ادارت پر مامور تھے اور مرزا کا انتقال بھی انہی دنوں میں ہوا تھا تو مولانا (ابوالکلام آزاد) نے مرزا کی حمایت اسلامی پر ایک شاندار شذرہ لکھا۔ امرتسر سے لاہور اور یہاں سے مرزا صاحب کے جنازے کے ساتھ بٹالہ گئے۔ **(یاران کہن، مطبوعہ چٹان لمیٹڈ لاہور 31 جنوری 1956ء بحوالہ مضمون راجا رشید محمود، مدیر ماہنامہ نعت لاہور ماہنامہ کنز الایمان لاہور ختم نبوت نمبر 2009ء)**

ایسے ماحول میں غلامان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نیشلسٹ مولویوں کے نقطہ نظر کو مسترد کر کے مرزائیت کے ناسور کا تعاقب کیا اور دشمنان ناموس رسالت کو عبرت ناک شکست وہزیمت سے دوچار کیا۔ جن رسائل وجرائد نے فتنۂ قادیانیت کے رد میں خصوصی اشاعتوں کا اہتمام کیا ان میں سے چند رسائل کا اجمالی ذکر کچھ یوں ہے۔

1:۔ تائید اسلام لاہور: یہ ماہ نامہ حضرت بابو پیر بخش لاہوری کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا۔ اس نے 1918ء سے لے کر 1924ء تک سات خصوصی نمبر شائع کیے۔

2:۔ مجلہ شمس الاسلام: کے مدیر اعلیٰ مولانا ظہور احمد بگوی نے" برق آسمانی برخرمن قادیانی" اور" قادیانی نمبر" کے زیر عنوان دو خصوصی شمارے 1932ء اور 1933ء میں شائع کیے

3:۔ ہفت روزہ رضوان لاہور، مدیر اعلیٰ: سید محمود احمد رضوی 1952ء

4:۔ ماہ طیبہ سیالکوٹ: مدیر اعلیٰ: علامہ ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی۔

5:۔ ماہ نامہ ترجمان اہل سنت کراچی، مدیر اعلی: مفتی جمیل احمد نعیمی علیہ الرحمہ 1972ء

6:۔ ماہ نامہ ضیائے حرم لاہور، مدیر اعلی: پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمہ 1974ء

7:۔ قومی ڈائجسٹ، مدیر مجیب الرحمٰن شامی 1988ء (اس خصوصی اشاعت میں مجاہد ختم نبوت پروفیسر محمد الیاس برنی رحمۃ اللہ علیہ کی شہرہ آفاق کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" کی تلخیص شائع کی گئی ہے)

8:۔ منہاج القرآن، ایڈیٹر محمد جاوید القادری 1988ء

9:۔ ماہ نامہ کنزالایمان لاہور، مدیر اعلی: محمد نعیم طاہر رضوی، 1997ء اور 2009ء

10:۔ ماہ نامہ جہان رضا لاہور، مدیر اعلی: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی 2001ء

11:۔ ماہ نامہ لا نبی بعدی، مدیر: سردار محمد خان لغاری 2002ء اور 2003ء (دو اشاعتیں)

12:۔ سہ ماہی "انوار رضا" جوہر آباد، مدیر اعلیٰ: ملک محبوب الرسول قادری 2008ء

13:۔ ماہ نامہ الحقیقہ شکر گڑھ، مدیر اعلیٰ: فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری 2012ء اور 2019ء (دو ضخیم خصوصی اشاعتیں)

14۔ ماہ نامہ جمال کرم لاہور، مدیر: ایم احسان الحق صدیقی 2013ء

15:۔ سہ ماہی "پیغام نور" لاہور، مدیر اعلیٰ: مولانا غلام دستگیر مجددی فاروقی 2019ء

16:۔ سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل)، اٹک مدیر اعلیٰ: فضیلۃ الشیخ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری 2022ء

ماہ نامہ "ترجمان اہل سنت" کراچی اور تحفظ عقیدہ ختم نبوت:

ماہ نامہ ترجمان اہل سنت کراچی کا پہلا شمارہ جمادی الاولی 1391ھ بمطابق جولائی 1971ء کو شائع ہوا تھا۔ جس کی مجلس ادارت میں مولانا مفتی سید شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ نگران اعلیٰ، مفتی منیب الرحمان دامت برکاتہم العالیہ مدیر مسؤل اور سید طارق علی قادری بطور معاون مدیر شامل تھے۔ بعد ازاں مختلف ادوار میں ترجمان اہل سنت کراچی کی مجلس ادارت میں تغیر وتبدل ہوتا رہا مثلاً شمارہ نمبر (1) مئی 1972ء میں مجلس ادارت کے احباب کے اسمائے گرامی کچھ یوں نظر آتے ہیں۔ ایڈیٹر و پبلشر:۔ مفتی جمیل احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ مجلس ادارت:۔ مولانا سید

شجاعت علی قادری رحمۃ اللہ علیہ مولانا منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ سید طارق علی رحمۃ اللہ علیہ ستمبر 1977ء کی انتظامیہ:۔نگران اعلیٰ:۔مولانا رضاء المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ معاون نگران:۔مولانا غلام دستگیر افغانی رحمۃ اللہ علیہ مدیر:۔مولانا جمیل احمد نعیمی رحمۃ اللہ علیہ معاون مدیر:۔الحاج شمیم الدین، ادیب رائے پوری، مولانا ابرار احمد رحمانی علامہ شاہ تراب الحق قادری، عثمان یامی رحمۃ اللہ علیہم آخری مجلس ادارت جون/ جولائی 1983ء نگران:۔خان محمد پراچہ مدیر مسؤل:۔ظہیر احمد مدیر:۔منور ادیب مدیر معاون:۔مجید کشمیری ایک شمارہ کی قیمت 60 پیسے، ششماہی ساڑھے تین روپے جبکہ سالانہ زرتعاون سات روپے مقرر ہوا۔جماعت اہلسنت پاکستان کے شعبہ نشر و اشاعت نے 27 محمدی مینشن، مارسٹن روڈ کراچی سے آغاز اشاعت کیا تھا۔

نشان راہ:۔مدیر مسؤل مفتی منیب الرحمن دامت برکاتہم العالیہ پہلے شمارہ کے ادارتی صفحات پر رسالے کے اغراض و مقاصد کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ" اخبار و جرائد کسی بھی ملک کی سیاسی و سماجی زندگی میں ریڑھ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ان کی تعمیری تنقید معاشرے کی بے لگام قوتوں کے لیے تازیانے کی حیثیت رکھتی ہے بشرطیکہ وہ خود کسی مادی مفاد کے تابع نہ ہوں اور غیر جانبدار رہ کر دیانت داری سے ایمان وضمیر کی روشنی میں قومی مسائل پر اظہارِ رائے کریں اور اس طرح وہ تجدید وتوازن (check and balance) کے ذریعے معاشرے کے مختلف انتہاء پسند عناصر کو افراط وتفریط کی تباہ کن روش سے ہٹا کر اعتدال پر لانے میں کافی حد تک کامیاب ہو جاتے ہیں۔یہی وہ اہم مقصد ہے جس کو لے کر ہم قلمی میدان میں وارد ہوئے ہیں اور خدا سے حقیقی رہنمائی کی توفیق طلب کرتے ہیں۔عوام اہل سنت اس ملک کی عظیم اکثریت ہیں لیکن تنظیم کے فقدان کی وجہ سے اب تک وہ بحیثیت مجموعی ملک کی معاشرتی اور سماجی زندگی میں ایک فعال عنصر کی حیثیت سے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں ہو سکے۔اس کا بین ثبوت یہ ہے کہ کراچی جیسے شہر میں اب تک ایک بھی روزنامہ، ہفت روزہ یا ماہ نامہ ایسا نہیں تھا جو اس عظیم اکثریت کے افکار وعقائد کی کما حقہ ترجمانی کرتا ہو۔ہمیں اعتراف ہے کہ ناسازگار حالات اور مالی وسائل کے فقدان کے باوجود ہفتہ وار"المدینہ"کی اشاعت سے مایوسیوں کے بادل چھٹ چکے ہیں۔اور اب ماہ نامہ ترجمان اہل سنت اسی خلا کو پر کرنے کے لئے میدان عمل میں آیا ہے۔ہم ان شاء اللہ مثبت انداز میں زندگی کے ہر گوشے میں عوام اہلسنت کی ترجمانی کا فریضہ سرانجام دینے کی بھرپور کوشش کریں گے اور ہمیں کامل یقین ہے کہ اس سلسلے میں عوام کا مکمل اعتماد وتعاون ہمیں حاصل رہے گا۔"

اقتباس: نشان راہ، شمارہ نمبر 1، جلد نمبر 1، ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی

حضرت مفتی منیب الرحمن نے ہی رسالے کا پہلا اداریہ تحقیقی انداز میں" افکار و مسائل" کے زیر عنوان تحریر کیا۔اس اداریے میں تمام تر قومی مسائل کا احاطہ کیا گیا۔خارجہ پالیسی سے لے کر آئینی موشگافیاں،معاشرتی و معاشی مشکلات ،دینی ذمہ داریاں،فرقہ وارانہ معاملات غرضیکہ زندگی کے ہر ہر پہلو پر اپنا نقطہ نظر پیش کیا۔(مضمون کی تنگی دامان کی وجہ سے اداریہ کے اقتباسات پیش کرنے سے گریز کیا گیا ہے(راقم)

شمارہ نمبر 2: شمارہ نمبر 2 میں اکابرین اہل سنت کے پیغامات اور تاثرات انتہائی اہمیت کے حامل ہیں۔ ترجمان اہلسنت کے اجراء پر اظہار انبساط و مسرت کرنے والے قائدین ہیں۔حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ پارلیمانی لیڈر جمعیت علمائے پاکستان قومی اسمبلی آف پاکستان،حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ بہاولپور،مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی علیہ الرحمہ ناظم اعلی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، پرفیسر شاہ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ پرنسپل لیاقت کالج کراچی و قائد حزب اختلاف سندھ اسمبلی،مولانا جمیل احمد نعیمی علیہ الرحمہ ناظم اعلی جماعت اہل سنت پاکستان،مولانا محمد حسن حقانی رحمۃ اللہ علیہ ایم پی اے، نائب ناظم اعلی جماعت اہل سنت،خطیب پاکستان مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اور امداد نظامی شامل تھے۔

(ترجمان اہل سنت کراچی،اگست،1971ء شمارہ نمبر 2،جلد نمبر 1)

چند اداریئے: نشان راہ۔سید طارق علی قادری (شمارہ نمبر۔2 جلد نمبر 1۔اگست 1971ء)(اپیل بنام ممبران اسمبلی۔(اداراتی شذرہ (شمارہ۔3 جولائی 1972ء) ملک بچائیے۔(ختم نبوت نمبر) اگست ستمبر 1972ء کا اداریہ۔آئینی کمیٹی اور دستور ساز اسمبلی کی خدمت میں۔(شمارہ۔دسمبر 1972ء جنوری 1973ء) آزادی۔ قابل تقلید۔بروقت اقدام۔(اداراتی شذرات۔شمارہ اگست ستمبر 1974ء)7 ستمبر 1974ء مرزائیت کے خلاف انتہائی تحقیقی اور علمی اداریہ (شمارہ نومبر 1974ء) مولانا شاہ احمد نورانی کا پیغام عید۔(شمارہ اکتوبر 1977ء) نظام مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم۔(شمارہ نومبر 1977ء) نوٹ۔ماہ نامہ ترجمان اہلسنت کراچی کے دستیاب شماروں میں سے عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق اداریئے یا اداراتی شذرات کا انتخاب پیش کیا گیا ہے(اکرم بٹر)

مضامین ختم نبوت: ماہ نامہ ترجمان اہلسنت کے مختلف شماروں میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے بارے میں شائع ہونے والے علمی، تحقیقی اور تاثراتی گوہروں کی کہکشاں کے مختلف رنگ کچھ یوں ہیں: ختم نبوت۔از علامہ حافظ محمد ایوب دہلوی (شمارہ نمبر 1 جلد 2 مئی 1972ء) ختم نبوت اور قرآن۔از مفتی سید شجاعت علی قادری ختم نبوت احادیث کی روشنی میں۔از۔علامی عبدالمصطفی الازہری (ممبر قومی اسمبلی) مسئلہ ختم نبوت کی نزاکت و اہمیت۔از۔

مولانا ابوداؤد محمد صادق۔۔۔۔۔مرزا غلام احمد، اقبال کی نظر میں۔از۔پروفیسر مسعود احمد منکرین ختم نبوت۔از۔ظہیر الحسن رحمانی مرزائیوں کے دو گروپ۔از۔ادارہ لندن سے قادیان۔از۔صوفی ایاز خان نیازی علماء اہل سنت کی تصانیف۔از۔مفتی سید مسعود علی قادری (جلد 2 شمارہ نمبر 3,2 ختم نبوت نمبر۔اگست ستمبر 1972ء) قادیان سے بہشتی مقبرہ۔از۔صوفی ایاز خان نیازی مدیر الفرقان کو جواب۔از۔مفتی سید شجاعت علی قادری قادیانیت کا سیاسی پس منظر۔از۔محمد وسایا الخطیب مرزائے قادیان کے دعوے۔از۔ادارہ (شمارہ نمبر 4 جلد نمبر 2 اکتوبر 1972ء) نبوت کا آخری تاجدار۔از۔محمد ابراھیم خوشتر صدیقی قادری مدیر الفرقان کو جواب قسط 2۔از۔مفتی سید شجاعت علی قادری ختم نبوت۔از۔چوہدری محمد جہانگیر بی۔اے۔بہشتی مقبرہ سے ربوہ۔از۔صوفی ایاز خان نیازی (شمارہ نمبر 5 جلد نمبر 2 نومبر 1972ء) قادیانی آمر۔از۔صوفی ایاز خان نیازی (شمارہ نمبر 6۔جلد نمبر 2۔دسمبر 72 جنوری 1973ء) ایک خط کا جواب۔از۔مولانا سید سعادت علی قادری۔سری لنکا (شمارہ نمبر 10 جلد نمبر 2 اپریل 1973ء) قصر ربوہ میں زلزلہ۔از صوفی ایاز خان نیازی کیا تمام مسلمان کافر ہیں۔از۔مولانا سید سعادت علی قادری (شمارہ نمبر 121 جلد نمبر 32 جون، جولائی 1973ء) پاسبان ختم نبوت۔از۔سید سعادت علی قادری (شمارہ نمبر 3 جلد نمبر 3 اکتوبر 1973ء) پاسبان ختم نبوت۔از۔مولانا سید سعادت علی قادری (شمارہ نمبر 4 جلد نمبر 3 نومبر 1973ء) تحریک ختم نبوت میں انجمن طلباء اسلام کا کردار۔از۔ہدایت اللہ مجاہد (شمارہ نمبر 5 جلد نمبر 4 نومبر 1974ء) مرزائیوں کو اقلیت قرار دینے تک علماء اہل سنت کی کاوشیں۔از۔گل محمد فیضی۔بی۔اے۔(ستمبر۔اکتوبر 1975ء)

پروفیسر سید شاہ فرید الحق کا سفر نامہ:۔تحریک ختم نبوت کے نتیجہ میں جب 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی آف پاکستان نے مرزائیوں کے قادیانی اور لاہوری گروپوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو اس فیصلے کے اثرات عالم اسلام تک پہنچانے اور دنیا کو ان اسباب سے آگاہ کرنے کے لئے جو اس فیصلے کا محرک بنے تھے قائد اہل سنت نے عالمی دورے کا پروگرام مرتب فرمایا۔چنانچہ قائد اہل سنت علامہ الشاہ احمد نورانی صدیقی صدر جمعیت علماء پاکستان کی قیادت میں مرکزی سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے پاکستان علامہ محمد عبدالستار خان نیازی، قائد حزب اختلاف سندھ اسمبلی پروفیسر سید شاہ فرید الحق اور مبلغ اسلام رئیس التحریر علامہ ارشد القادری پر مشتمل وفد نے 20 دسمبر 1974ء سے لے کر 13 اپریل 1975ء تک ساڑھے تین ماہ عالمی تبلیغی دورہ کیا یہ وہ پہلا عالمی دورہ ہے جس کے سربراہ اور ارکان وفد بین الاقوامی طور پر قادیانیت کے سدباب اور منفی پراپیگنڈے کے استعمال کی عملی کوششوں میں مصروف

تھے جب کہ تحفظ ختم نبوت کے نام نہاد ٹھیکیدار اپنی دنیا میں مگن تھے۔ بعد از اں مفکر اسلام پروفیسر سید شاہ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ نے اس کٹھن اور طویل دورے کی روداد کو قلم بند کر کے تاریخ کے سپرد کر دیا تا کہ آنے والی نسلوں تک اکابر کی جدو جہد کے نقوش پہنچ سکیں عالمی سفر ناموں کو ماہ نامہ ترجمان اہل سنت نے آٹھ اقساط میں شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں: میری رگ رگ میں سمایا تیری شفقت کا سرور۔ سفر نامہ قسط نمبر 1 (شمارہ نمبر 8 جلد نمبر 5 فروری 1976ء) کینیا میں چند روز سفر نامہ۔ قسط نمبر 2 (شمارہ نمبر 9 جلد نمبر 5 مارچ 1976ء) ماریشس میں چند روز سفر نامہ قسط نمبر 3 تحفظ عقیدۂ ختم نبوت اور جمعیت علماء پاکستان۔ از۔ صوفی ایاز خان نیازی (شمارہ نمبر 10 جلد نمبر 5 اپریل۔ مئی 1976ء نظام مصطفی نمبر) مانچسٹر کی طرف ورود۔ سفر نامہ قسط نمبر 4 (شمارہ نمبر 21 جلد نمبر 6 جولائی اگست 1976ء) 7 ستمبر مقام مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحفظ کا یادگار دن۔ از۔ الحاج شمیم الدین۔ (دو اقساط شمارہ نمبر 5۔ 6 جلد نمبر 7 اکتوبر۔ نومبر 1970ء) پاراماریبو میں شاندار استقبال۔ سفر نامہ قسط نمبر 5 (شمارہ نمبر 6 جلد نمبر 7 دسمبر 1977ء) محفل مذاکرہ سفر نامہ قسط نمبر 6 (شمارہ نمبر 7 جلد نمبر 7 جنوری 1978ء) نیو یارک میں قیام سفر نامہ قسط نمبر 7 (شمارہ نمبر 8 جلد نمبر 7 فروری 1978ء) مصر لیبیا ویزوں کے حصول کی کوشش۔ سفر نامہ آخری قسط (شمارہ نمبر 3 جلد نمبر 8 ستمبر 1978ء)

انٹرویوز مکالمے: ماہ نامہ ترجمان اہل سنت کراچی میں وقتاً فوقتاً مختلف سیاسی دینی اور تحریکی شخصیات کے انٹرویوز شائع ہوتے رہے فی الوقت یہاں صرف ایسے انٹرویوز زیر حوالہ لائے جاتے ہیں جن کا بلواسطہ یا بلاواسطہ تعلق تحریک تحفظ ختم نبوت سے تھا۔ ماہ نامہ ترجمان اہل سنت کی تاریخ ساز اشاعت "ختم نبوت نمبر" میں قائدین تحریک ختم نبوت سے کی گئی گفتگو خصوصی طور پر تاریخی اہمیت کی حامل ہے اس اشاعت میں جن اکابرین کے خیالات پیش کیے گئے ہیں ان میں قائد اہل سنت مولانا الشاہ احمد نورانی صدیقی پارلیمانی لیڈر و صدر جمعیت علماء پاکستان مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے پاکستان پیر طریقت مولانا حامد علی خان ملتان شیخ المشائخ میاں جمیل احمد شرقپوری سید خلیل احمد قادری لاہور حاجی محمد حنیف طیب شامل ہیں۔ (شمارہ نمبر 3,2 جلد نمبر 2 اگست۔ ستمبر 1972ء ختم نبوت نمبر) علامہ عبدالمصطفی الازہری۔ ڈپٹی پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء پاکستان (شمارہ نومبر 1972ء) مولانا جمیل احمد نعیمی۔ سیکرٹری جنرل جماعت اہل سنت پاکستان (دو اقساط۔ جنوری۔ فروری 1974ء مولانا مفتی سید شجاعت علی قادری۔ کراچی۔ طالب علم راہنما محمد یعقوب قادری۔ سکھر۔ (شمارہ فروری 1974ء) مولانا سید سعادت علی قادری۔ سری نام جنوبی امریکہ۔ (شمارہ اپریل 1974ء) قائد اہلسنت مولانا

الشاہ احمد نورانی صدیقی ۔صدر جمعیت علماء پاکستان ۔علامہ عبد المصطفیٰ الازھری ۔ڈپٹی پارلیمانی لیڈر جمعیت علماء پاکستان (شمارہ نمبر 5 جلد نمبر 4 نومبر 1974ء)

اخبار اہل سنت خبر نامہ: ماہنامہ ترجمان اہل سنت کراچی کا چونکہ مقصد وحید ہی اہل سنت کے مختلف طبقات میں باہمی ربط کو فروغ دینا، دینی وسیاسی مسائل کو اجاگر کرنا اور ان مسائل کو حل کروانے کے لیے اقتدار کے ایوانوں پر دستک دینا تھا لیکن جب مرزائیت کا ناسور پھلنے پھولنے لگا تو اس کی سرکوبی اور فتنۂ ارتداد کے خلاف جہد مسلسل کو نمونہ بنا کر تمام صلاحیتیں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت کے لیے صرف ہونے لگیں ۔جمعیت علماء پاکستان، جماعت اہل سنت پاکستان، انجمن طلباء اسلام، تنظیم فدایان ختم نبوت سمیت دیگر سنی تنظیموں کی سرگرمیاں سرخیوں کے ساتھ ترجمان اہل سنت کے صفحات پر شائع ہونے لگیں، تحریک ختم نبوت 1974ء کے دوران قائدین اہل سنت کی پارلیمنٹ کے اندر اور باہر کی جانے والی جدوجہد کی رپورٹنگ قارئین تک پہنچائی جاتی رہی ۔اخبار اہل سنت، خبر نامہ، دانش نورانی، محفل نورانی، جمعیت کے شب و روز اور جمعیت کی ڈائری جیسے کالم اور رپورٹس انتہائی اہمیت کی حامل ہوتیں ۔ممتاز قلم کار، جہان قلم و قرطاس کے آفتاب و ماہتاب بیسیوں کتابوں کے مصنف و مؤلف، مؤرخ، محقق محمد صادق قصوری جو ان دنوں سرکاری ملازم تھے وہ" جمعیت علماء پاکستان کی ڈائری" اور" جمعیت کے شب و روز" جیسے عنوانات کے تحت ملک بھر میں ہونے والی میٹنگز، جلسے، جلوس، اسمبلی کی کارروائی کی خبریں اکٹھی کر کے شائع کرواتے ۔وہ طویل عرصہ تک یہ خدمت سرانجام دیتے رہے ۔اسی دوران حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری علیہ الرحمہ کے حکم پر انہوں نے قلمی نام" کلیم حجازی" اختیار کر لیا اور اس نام سے خبریں اکٹھی کرتے رہے ۔آج اگر کوئی قلم کار جمعیت علماء پاکستان کی یہ ڈائری اکٹھی کر کے مرتب کرے تو جمعیت علمائے پاکستان کی ایک بہترین تاریخ منصۂ شہود پر آ سکتی ہے ۔" ترجمان اہل سنت" کا تاریخ ساز کردار بھی نکھر کر سامنے آ سکتا ہے ۔ان شاء اللہ ۔

ہم پرورش لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزری ہے رقم کرتے رہیں گے

منظومات: تحریک ختم نبوت کے دوران اور 7 ستمبر 1974ء کو قومی اسمبلی کے فیصلے کی تائید میں شعراء کرام نے بھی اپنا بھرپور حصہ ڈالا ۔فتنۂ مرزائیت کے رد میں منظومات بھی ترجمان اہل سنت کے صفحات کی زینت بنتی رہیں ۔گویا کہ ہر شعبۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے غلامان مصطفیٰ نے اپنی اپنی بساط کے مطابق تحفظ ناموس رسالت کی تحریک کے دوران کردار ادا کیا ۔ماہ نامہ ترجمان اہل سنت کراچی عشاق کے جذبات کی ترجمانی کا فریضہ احسن انداز

میں ادا کرتا رہا۔ خصوصاً جامی بی اے علیگ، حضرت ارمان القادری اکبر آبادی، صوفی محمد حفیظ نقشبندی، حضرت سکندر لکھنوی، اشفاق احمد شفا، جیسے نعت گو شعراء کا کلام ترجمان اہل سنت کے قارئین کے دلوں کو گرماتا رہا۔

نوٹ: ماہ نامہ ترجمان اہل سنت کراچی کے دستیاب ریکارڈ کی مدد سے اور اپنی بساط کے مطابق یہ مختصر سا مضمون مکمل کر رہا ہوں یقیناً یہ کوئی مثالی یا تاریخی شہ پارہ تو نہیں بن سکا البتہ "ترجمان اہل سنت" کے صفحات پر بکھرے ہوئے مضامین ومقالات اور متفرقات کے تناظر میں ختم نبوت کے تحفظ میں مجلہ "ترجمان اہل سنت" کراچی کے کردار کو یکجا کرنے کی کوشش ضرور کی ہے بس اپنی کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ تو قارئین کریں گے۔

مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے مدار الہام فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری کی نسبت اور خودنوازی کا نتیجہ ہے کہ چند کلمات لکھنے کے قابل ہو سکا۔

یہ فتویٰ ہے شیخ کا، یہ زمانہ قلم کا ہے
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر

احقر العباد

ابو سعید سردار محمد اکرم بٹر

صدر ادارہ نوید سحر لاہور

25 جمادی الاولی 1444ھ 20 دسمبر 2022ء

گیارہواں باب

متفرقات
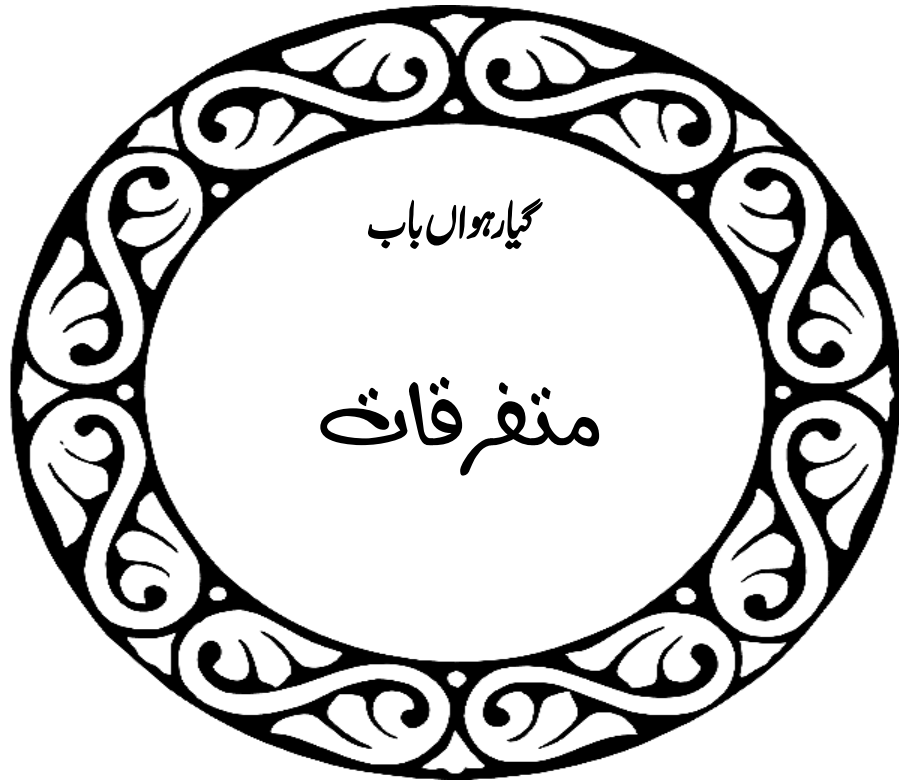
تحفظ عقیدہ ختم نبوت

از قلم: سید زاہد حسین نعیمی (راولاکوٹ)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور اپنی معرفت کے لئے جن برگزیدہ بندوں کو چنا ہے وہ انبیاء و مرسلین کی پاکیزہ جماعت ہے۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں و برکتوں کا نزول فرمایا اور انہیں اپنے انعام یافتہ بندے قرار دیا ہے۔ انبیاء و مرسلین نے اپنے اپنے دور میں رشد و ہدایت کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس سعی جمیلہ میں ان کو دکھوں اور تکلیفوں سے گزرنا پڑا۔ بعض نے کلمہ حق کی سربلندی کے لئے جامِ شہادت نوش فرمایا۔ ان پر پتھر برسائے گئے اور آریوں سے چیر دیا گیا۔ انبیاء و مرسلین کی دعوت حق ہے، اس پر ایمان لانا مسلمان کے لئے لازمی وضروری ہے۔ ایک بندہ مومن کا ایمان مکمل نہیں ہوتا جب تک وہ جملہ انبیاء اور مرسلین اور ان پر نازل شدہ کتب پر ایمان نہ لائے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام سے ہمارے حضور ﷺ تک اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبی بھیجے۔ بعض کا صریح ذکر قرآن میں ہے اور بعض کا نہیں...... اجمالاً یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ اللہ کے ہر نبی پر ہمارا ایمان ہے۔ خواہ وہ ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوں یا کم و بیش، غرض اللہ اور رسول نے جنہیں تفصیلاً نبی و رسول بنایا اور قرآن و حدیث میں ان کا تذکرہ آیا، ہم ان پر نام بنام ایمان لائے اور باقی تمام انبیاء پر ہم ایمان لائے ہیں کہ وہ رسلہ۔ (العقیدہ الحسنہ، صفحہ ٦٧،٦٦)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے اپنے رسول بھیجے۔ وہ انسانوں کو جنت کی خوشخبری سناتے رہے اور دوزخ سے ڈراتے رہے۔ انسانوں کے کاموں میں راہنمائی فرماتے رہے۔ (تکمیل الایمان صفحہ ١٠٩)

تمام انبیاء و مرسلین پر ان کی خصوصیات یعنی معجزہ، علم، عیب و نقص سے پاک ہونا، عصمت انبیاء و مرسلین پر ایمان کے ساتھ ساتھ نبی کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کی گواہی دینا اور ان کو آخری نبی ماننا لازمی اور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا دین مکمل کر دیا اور ان پر نازل کردہ کتاب قرآن حکیم میں شریعت کے احکام مکمل کر دیئے۔ اب رہتی دنیا تک رشد و ہدایت کی کتاب اور ضابطہ حیات یہی قرآن حکیم ہے۔ حضرت شاہ عبدالحق محدث

دہلویؒ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سب کے آخرین یعنی خاتم النبیّین حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ولکن رّسول اللّٰہ و خاتم النّبین۔

رسول اللہ ﷺ اللہ کے آخری رسول ہیں۔ آنحضرت ﷺ کی پیغمبری سے دین کا کامل کرنا اور مکارم اخلاق کا پورا کرنا مقصود تھا۔ جب یہ مقصد پورا ہو گیا اور اخلاق مکمل ہو گئے تو حضور کے بعد کسی پیغمبر کی ضرورت نہ رہی۔ حضور ﷺ کے خلفاء اور امت کے علماء ہی اسلام کے محافظ اور مددگار بن گئے۔ قیامت تک اس کی اشاعت ونگہبانی کے لئے کافی ہیں۔ (تکمیل الایمان، صفحہ ۱۱۲، ۱۱۱)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

حضور ﷺ خاتم النّبین ہیں، یعنی اللہ عزوجل نے سلسلہء نبوت حضور ﷺ پر ختم کر دیا کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں یا بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ جو شخص حضور علیہ السلام کے زمانے میں یا حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے وہ کافر مرتد خارج از اسلام اور اسلام کی برادری سے قطعاً باہر ہے۔

(العقیدہ الحسنۃ، صفحہ ۹۵)

مفتی خلیل خان قادری لکھتے ہیں:

ماکان محمدا باآحد من رجالکم ولٰکن رّسول اللّٰہ و خاتم النّبین کے صرف اور صرف یہی معنی ہیں جو اس کے ظاہر سے سمجھ میں آرہے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ سب سے پچھلے نبی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کے وجود پر نبوت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ اس کے معنی میں نہ کوئی تاویل ہے نہ تخصیص یہی معنی تمام صحابہء کرام اور امت کے تمام مفسرین اسلام و محدثین اسلام اور متکلمین عظام وفقہائے کرام غرض تمام امت نے سمجھے اور آج تک یہی معنی بتائے، سمجھائے اور مانے جا رہے ہیں اور یہی معنی خود حضور اقدس ﷺ نے متواتر حدیثوں میں بتائے کہ حضور سیّد المرسلین ﷺ سب سے پچھلے اور آخری نبی ہیں۔ حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی تو قطعاً یقیناً یہی معنی آیہ کریمہ میں اس لفظ سے مراد ہیں۔ اس میں کوئی تاویل کوئی تخصیص نہیں، حق تعالیٰ کی جانب سے خاتم النّبین کا جو منصب جلیل ذات اقدس ﷺ کو عطا ہوا ہے عقل ونقل دونوں اعتبار سے ایک اور صرف ایک ہی معنی رکھتا ہے اور وہ یہ کہ محمد ﷺ آخر انبیاء و رسل ہیں اور نبوت و رسالت کا سلسلہ آپ پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ اب نہ کسی جدید پیغام کی ضرورت ہے نہ کسی نئے پیغمبر کی۔ رہتی دنیا تک یہی کامل پیغمبر انسانی دنیا کے لئے کافی ہے اور بس اس کے خلاف جو

کچھ ہے باطل ہے۔(شرح عقائدالاسلام صفحہ ۹۶،۹۵)

مولانا نعیم الدین مرادآبادیؒ نے لکھا:

انبیاء کے مراتب میں فرق ہے۔بعضوں کے رتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں سب سے بڑا رتبہ ہمارے آقا و مولیٰ حضور سیّد انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔حضور ﷺ خاتم النّبین ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور علیہ السلام پر ختم فرمادیا۔حضور علیہ السلام کے زمانے میں یا حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔جو شخص حضور علیہ السلام کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے وہ کافر ہو جاتا ہے۔(کتاب العقائد، صفحہ ۷)

نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کی ذات پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوا یہ وہ اجماعی عقیدہ ہے جو تمام صحابہ کرام اور سلف صالحین سے لے کر اب تک کے مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔قرآن و حدیث میں اس پر بیشمار دلائل موجود ہیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین منتخب کیا۔(سورۃ مائدہ ۵:۳)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: بیشک رسالت و نبوت منقطع ہو چکی ہے پس میرے بعد کوئی رسول ہوگا نہ نبی۔(ترمذی شریف، جلد ۲،ص۵۱)

ایک نہیں ایسی بیشمار احادیث ذخیرہ احادیث میں بھری پڑی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے خلیفۃ اللہ ہونے کے بجائے خود کو رسول اللہ ﷺ کا خلیفہ قرار دیا اور آپ اپنے دور خلافت میں اعلان نبوت کرنے والوں کے خلاف نہ صرف اعلان جہاد کیا بلکہ ان کا قصہ تمام کر دیا۔

پہلی جنگ یمامہ کے میدان میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب اور اس کے پیروکاروں کے خلاف لڑی گئی......اس معرکہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھوں مسیلمہ کذاب اپنے سینتیس ہزار پیروکاروں کے لشکر کے ساتھ واصل جہنم ہوا اور عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کرتے ہوئے شہید ہونے والے صحابہ کرام کی تعداد بارہ سو تھی، جس میں سات سو سے زائد صحابہ ایسے بھی تھے جو کہ قرآن مجید کے حافظ و عالم تھے۔اس کثیر تعداد میں حفاظ صحابہ کرام کی شہادت عقیدہ ختم نبوت سے ان کی عملی وابستگی اور اہمیت کو ظاہر کرتی ہے۔(تحریک تحفظ ختم نبوت، صفحہ ۸۹،۸۸)

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور سے لے کر غلام قادیانی تک جن جھوٹے مدعیان نبوت نے اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیا وہ عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔ مرزا غلام قادیانی نے بھی اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیا، اس کے پیچھے انگریز کا ہاتھ تھا۔ انگریز نے مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے کے لئے مرزا غلام قادیانی کو جھوٹا نبی بننے کے لئے تیار کیا۔ چونکہ مسلمانوں کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت وعقیدت رچی بسی ہے۔ مسلمان سب کچھ برداشت کر سکتے ہیں، لیکن اپنے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لئے عشق رسول ﷺ کو مسلمانوں کے دلوں سے نکالنے کے لئے انگریز نے متعدد فرقے وجود میں لائے جو تنقیص رسالت کے مرتکب ہوئے اور اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر مرزا قادیانی نے اپنی جھوٹی نبوت کا اعلان کیا۔ یہ اُس کی خوش قسمتی تھی کہ وہ کسی غازی علم الدین شہید جیسے عاشق رسول کے ہاتھوں واصل جہنم نہیں ہوا۔ شاید اس میں حکمت الٰہی پوشیدہ ہوئی ہو کہ مرزا غلام قادیانی اپنا سارا بغض باطن نکال کر باہر کر دے اور اُسے حضرت پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی جیسے مجدد کے ہاتھوں عبرتناک شکست ہو کر ذلت کی موت واصل جہنم ہو اور یوں رہتی دنیا تک اُس کے باطل اور جھوٹے ہونے پر مہر ثبت ہو جائے۔ اب کوئی عقل کا اندھا ہی اس کی عبرتناک شکست اور عبرتناک موت سے دوچار ہو کر واصل جہنم ہونے پر اس کو نبی مان سکتا ہے، ورنہ باشعور اور عقیل وبصیرت رکھنے والا ضرور سوچے گا کہ اگر وہ نبی تھا تو پھر اس عبرتناک شکست اور عبرتناک موت کا شکار کیوں ہوا؟

مرزا غلام قادیانی اپنی جھوٹی نبوت کے اعلان سے پہلے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کی کچہری میں ایک معمولی تنخواہ پر ملازم تھا۔ ملازمت کے دوران ہی اُس نے پادری مسٹر ایم۔ اے بٹلر سے خصوصی تعلقات پیدا کیے۔ یہ عیسائی پادری تھا اور اکثر غلام قادیانی کو ملنے اُس کے پاس آتا تھا...... یہ دراصل برطانوی خفیہ ادارے کا رکن تھا اور یہ ایک مبلغ کے روپ میں یہاں کام کرتا تھا۔ برطانوی انٹیلی جینس کی رپورٹ کے مطابق اس نے چار اشخاص سے انٹرویو کیے تھے، ان سے مرزا غلام قادیانی کو موزوں قرار دے کر جھوٹی نبوت کے لئے نامزد کیا گیا۔ ۱۸۶۴ء میں غلام قادیانی نے ملازمت سے استعفیٰ دے دیا۔ ۱۸۸۰ء میں مجدد ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۸۸۲ء میں مامور کے الہام کا دعویٰ کیا۔ ۱۸۸۸ء میں اعلان کیا کہ اُسے بیعت لینے کا حکم ہوا ہے۔ ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے اور ظلی نبی ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۹۰۱ء میں اپنے جھوٹی نبوت کا اعلان کیا، نومبر ۱۹۰۴ء میں کرشن ہونے کا اعلان کیا۔ اسی زمانے میں اُس نے جہاد کی منسوخی کا اعلان کیا۔ (ختم نبوت نمبر جلد اوّل صفحہ ۶۸۵، ۶۸۴، بحوالہ تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء)

مرزا قادیانی کو علماء ومشائخ اہلسنّت نے آڑے ہاتھوں لیا اور تحریری اور تقریری، سیاسی اور قانونی ہر لحاظ

سے اُس کا رد کیا۔ چنانچہ علامہ مفتی غلام دستگیر نقشبندی نے ۱۸۸۳ء میں مرزا قادیانی کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کے ابتدائی حصہ کو دیکھتے ہی اُس کی گرفت کرتے ہوئے ''تحقیقات دستگیریہ لکھ کر رد کیا، اس کتاب کا ۱۸۸۷ء میں عربی ترجمہ ہوا۔ ۱۸۹۶ء میں اُس کے رد میں ''فتح رحمانی بہ دفع کید کادیانی''، لکھی۔ ۱۸۹۳ء میں مفتی غلام رسول نقشبندی نے عربی میں ''الالھام الصحیح فی اثبات حیاۃ المسیح''، لکھی، بعد میں مولانا ابوالحسن غلام مصطفیٰ نقشبندی نے اس کا اُردو ترجمہ کیا۔ علامہ ارشاد حسین مجددی نے ''فتویٰ در تردید دعاویٰ مرزا قادیانی''، لکھی۔ بالترتیب ۱۸۹۶ء میں علامہ فضل احمد نقشبندی، ۱۸۹۸ء میں حجۃ الاسلام مفتی محمد حامد قادری بریلوی ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۰ء تک پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی نے متعدد تصانیف لکھیں۔ ۱۹۰۱ء، ۱۹۰۲ء، ۱۹۰۵ء، ۱۹۰۶ء، ۱۹۰۷ء، ۱۹۰۸ء، ۱۹۰۹ء تک متعدد مولانا عبدالغفور شاہ، امام احمد رضا، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، علامہ غلام قادر بھیروی، علامہ مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان بریلوی مختلف کتب لکھ کر صرف مرزا کا رد ہی نہیں بلکہ تصنیفی، تالیفی، صحافتی، عدالتی، ہر میدان میں مرزا غلام قادیانی کے ردّ کے ساتھ ساتھ پیچھا کیا جانے لگا۔ یہاں تک کہ مرزا قادیانی کو پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی کے ہاتھوں ۲۵ اگست ۱۹۰۰ء میں بادشاہی مسجد لاہور مناظرہ سے راہ فرار اختیار کر کے شکست فاش سے دوچار ہوا اور یوں پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی ۲۶ اگست کو فاتح قادیانیت کے طور پر واپس گولڑہ شریف تشریف لائے۔ (تحفظ ختم نبوت اور علماء ومشائخ، صفحہ ۵۶)

۲۲ مئی ۱۹۰۸ء میں امیر ملت پیر جماعت علی شاہ علی پوری نے بادشاہی مسجد لاہور جمعۃ المبارک کے خطبہ میں مرزا قادیانی کو مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مگر مرزا قادیانی مقابلہ میں نہ آیا۔ حضرت امیر ملت نے ۲۵، ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب ہزاروں عشاقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا ''پیشگوئی کرنا میری عادت نہیں، بتا دینا چاہتا ہوں مرزا قادیانی کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے میں نہیں آئے گا کیونکہ میرا نبی سچا ہے اور میں صدق دل سے اس سچے نبی کا غلام ہوں۔ آپ دیکھیں گے کہ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر اپنے حبیب پاک کے صدقے میں ہمیں اس جھوٹے نبی سے نجات عطا فرمائے گا''۔ آپ کی پیشگوئی سچ ثابت ہوئی۔ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء ۱۰ بجکر ۱۰ منٹ پر قادیانی مرض ہیضہ میں واصل جہنم ہو گیا۔

(ایضاً صفحہ ۵۷)

۱۹۰۰ء سے لے کر ۱۹۰۸ء تک علماء ومشائخ عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لئے مسلسل مرزا کا مختلف انداز سے رد کرتے رہے اور یہ سلسلہ اس کے واصل جہنم ہونے سے بند نہ ہوا بلکہ قیام پاکستان کے وقت اور بعد میں ۱۹۵۳ء کی فقید المثال تحریک ختم نبوت میں حکومت اور حکومتی اداروں کو مجبور کیا کہ مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو بھی منطقی انجام

تک پہنچایا جائے۔ چنانچہ ۱۹۷۴ء میں عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے لئے پہلے چلنے والی تحریک ختم نبوت میں مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے اُسے ملت اسلامیہ سے خارج کرا کر دم لیا۔ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء کو علامہ شاہ احمد نورانی کی پیش کردہ قرارداد ختم نبوت قومی اسمبلی سے بالا اتفاق طور پر منظور کر کے مرزا قادیانی اُس کے ماننے والوں، قادیانی، مرزائی، احمدی اور لاہوری تمام گروپوں کو ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو غیر مسلم قرار دے کر ملت اسلامیہ سے خارج کر دیا گیا۔ (ایضاً صفحہ ۱۱۶ تا ۱۳۲)

یہی وجہ ہے کہ عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کی یاد میں ہر سال یوم تحفظ عقیدہ ختم نبوت منایا جاتا ہے۔ پاکستان کا سیکولر طبقہ قومی اسمبلی میں اور اسمبلی سے باہر حقوق انسانی کا رونا روتے رہتے ہیں وہ قادیانیوں کے بارہ میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ قادیانی اپنی سازشوں سے ملک کے کلیدی عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں، گزشتہ حکومت سے بھی یہ شکایت رہی ہے اور موجودہ حکومت سے اس سلسلہ میں مسلمانانِ پاکستان کو تحفظات ہیں۔ جیسے شناختی کارڈ، حج فارم، اسمبلی ممبران کے حلف ناموں کے خانوں سے قادیانیوں کا اخراج یہ مسلمانانِ پاکستان کے لئے تشویش کا باعث ہے۔ اس لئے ۷ ستمبر "یومِ تحفظ ختم نبوت" منا کر اس قرارداد کی تجدید کر کے اہل پاکستان واہل ایمان کا پہرہ دیتے ہیں جو مسلمان اور پاکستانی ہونے کے لحاظ سے قابل ستائش ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت

ازقلم: مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی

آتش او صدا براہیم سوختنتا چراغ یک محمد برفروخت

امابعد!

اللہ تعالی نے مختلف ادوار میں مختلف مقامات پر اپنے برگزیدہ بندوں کو لوگوں کی ہدایت و رہنمائی کے لیے نبی و رسول بنا کر بھیجا، تمام انبیاء عزت کے لائق ہیں، عظمت کے سرچشمے ہیں، ھدایت کا منبع ہیں، عقیدت کا محور ہیں مگر سب انبیا و رسل میں سے حضور اکرم، نور مجسم، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلی وارفع شان کے مالک ہیں۔

خَلق سے اولیا، اولیا سے رُسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیا بلکہ کل کائنات کے لیے مبتدا ہیں۔ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم پورے عالم کے نبی ہیں، آپ کی نبوت آفاقیت و عالمگیریت کو محیط ہے، آپ کا منصب کمال، آپ کی رسالت انوکھی، آپ کی شان بے نیاز، آپ کا رتبہ بے مثال الغرض آپ کا ہر وصف باجمال ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بے شمار خوبیوں سے نوازا گیا اور ہر خوبی علی وجہ الکمال آپ میں موجود ہے۔ ان میں سے ایک کمال خاتمیت بھی ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ کوئی نیا عقیدہ نہیں بلکہ سلف و خلف کی تعلیمات سے ثابت شدہ اجماعی عقیدہ ہے۔ اس عقیدے پر ہم جزماً، حتماً اور قطعاً یقین و اعتقاد رکھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص عقیدہ ختم نبوت کی غلط تشریح کرتا ہے تو اس شخص کے اس عمل سے عقیدہ نبوت و رسالت غلط ثابت ہوگا اور اگر عقیدہ نبوت و رسالت میں لچک آ گئی تو پھر عقیدہ توحید بھی باقی نہ رہے گا، لہٰذا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی و جزمی آخری نبی ماننا لازم وضروری ہے۔

ذات کا اپنی آئینہ بے مثل و نظیر و بے ہمتا

خَلق کیا قبل از اَشیا اور نبوت کردی عطا

حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ جل شانہ کی ذات وصفات کا مظہر اتم ہیں اور ہر کمال وفضل کا جامع ہیں۔ ہر رتبہ کہ بود کہ درامکاں بروست ختم ہر نعمتے کہ داشت خدا شد بروتمام غزالی زماں ,رازی دوراں علامہ سید احمد

سعید شاہ کاظمی صاحب رسالت محمدی کے متعلق لکھتے ہیں:

رسالت توحید کی دلیل ہے اور اس میں شک نہیں کہ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ دعویٰ ہے اور محمد رسول اللہ اس کی دلیل ہے اور اس دلیل کو دعویٰ سے اتنا قرب ہے کہ دونوں کے درمیان واو عاطفہ تک کی گنجائش نہیں معلوم ہوا کہ قربِ الٰہی کا ذریعہ صرف قربِ مصطفائی ہے اور توحید کا وسیلہ رسالت ہے۔ ؎

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است (اقبال)

(ماہنامہ السعید ملتان مئی، جون ۱۹۶۴ء)

امت مسلمہ کا متفق علیہ عقیدہ ہے کہ آقائے نامدار، مدینے کے تاجدار صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ نے سلسلہ نبوت کو منقطع فرما دیا ہے۔

فتح باب نبوت پہ بے حد درود

ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

اس عقیدہ پر قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ واضح دلالت کر رہی ہیں۔ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا۔

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر میں تشریف لانے والے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ (پارہ 22، سورہ احزاب آیت نمبر 40)

حضور جان جاناں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔

ترجمہ! میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (سنن ترمذی، حدیث نمبر 2219)

اس عقیدے پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا لازم ہے۔ اس عقیدے کا منکر از روئے شرع قطعی کافر ہے۔ اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں:

اللہ عَزَّ وَجَلَّ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللہ ماننا، اللہ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَا شَرِیْکَ لَه (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل و مَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ماننا ان کے

زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بعثت کو یقیناً رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّدٌ فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک و تَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرْ جَلِیُّ الْکُفْرَانْ (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، رسالہ: جزاء اللہ عدوہ باباہٗ ختم النبوۃ، ۱۵/ ۶۳۰)

ثابت ہوا کہ اس عقیدہ پر ہر مسلمان کو ایمان رکھنا لازم ہے اور اس عقیدہ کا منکر از روئے شرع قطعی کافر ہے۔

مجاہدین ختم نبوت پر کرم نوازیاں

از قلم: حافظ محمد عدیل رضوی سیالکوٹی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

لا نبی بعدی ز احسان خدا است

پردہ ناموسِ دینِ مصطفیٰ است

عقیدہ ختم نبوت ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر دین کی عمارت کھڑی ہے اگر اس میں ذرا سی بھی کمزوری آ گئی تو پھر اسلام کی تاریخ مسخ ہو جائے گی۔ قرآن و حدیث میں اس عقیدہ کی اہمیت کو بڑے واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ دین کے دشمن ابتداء سے ہی اس کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر دور میں اس کی حفاظت کے لئے مردانِ حُر کا انتخاب ہوتا رہا ہے۔ جس قدر یہ عقیدہ عظیم اور مضبوط ہے تو جس جس نے اس عقیدہ کے لیے اپنا تن، من، دھن قربان کیا ان کے لیے آخرت میں جو ہو گا وہ تو آخرت میں دیکھا جائے گا مگر اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں ایسی عظیم نوازشوں سے سرفراز فرمایا ہے جو امّت کے لیے قابلِ رشک ہیں۔ علماء فرماتے ہیں:

"عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ براہ راست ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کا تحفظ ہے۔"

اور ذاتِ مصطفیٰ ﷺ کے تحفظ پر جو اعزاز ملتا ہے اس کا اندازہ اس حدیث شریف سے لگائیے:

"عن علی رضی اللہ عنہ قال: ما جمع رسول اللہ ﷺ جمع اباہ و امّہ الا لسعد، قال لہ یوم احد: ارم فداک ابی و امی و قال لہ ارم ایھا الغلام الحزوّر۔" (جامع الترمذی، ابواب المناقب، ج:۲، ص:۶۹۵ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے سعد کے سوا کسی کے لیے اپنے ماں باپ کو جمع نہیں فرمایا کہ تیر چلاؤ تم پر میرے ماں باپ قربان اور ساتھ فرمایا اے بہادر نوجوان تیر چلا۔

اس اعزاز کا پسِ منظر احد کا مقام ہے جہاں حضور نبی رحمت ﷺ کے دفاع کے لیے حضرت سعد رضی اللہ عنہ تیر چلا رہے تھے اور حضور ﷺ سے دعائیں لے رہے تھے۔

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ پر کرم نوازی

حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے جب مدعی ختم نبوت اسود عنسی کذاب کو ختم کیا تو حضور ﷺ نے ان

کی کامیابی کا پروانہ جاری فرمایا کیا شان ہے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کی کہ جن کی کامیابی کا اعلان حضور ﷺ فرمارہے ہیں۔ روایت میں ہے:

"واخرج الدیلمی، عن ابن عمر، قال: اتی النبی ﷺ الخبر من السماء فی اللیلة التی قتل فیها الاسود العنسی، فخرج علینا، فقال: قتل الاسود البارحة۔ قتله رجل مبارک من اهل بیت مبارکین قیل و من هو؟ قال: فیروز۔" (الخصائص الکبری للامام السیوطی، ج:۲،ص:۱۸۲ بیروت لبنان)

"حضرت دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جس دن اسود عنسی قتل کیا گیا، نبی کریم ﷺ کے پاس آسمان سے خبر آئی۔ آپ ہمارے پاس باہر تشریف لائے اور فرمایا آج رات اسود قتل کر دیا گیا اور اسے اس مبارک شخص نے قتل کیا ہے جو مبارکوں کے اہلِ بیت سے ہے۔ کسی نے پوچھا: اس نام کیا ہے؟ اس کا نام فیروز ہے۔"

حضرت ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ پر کرم نوازی

ختم نبوت کے مجاہدین میں ایک خوبصورت نام سیدنا ابومسلم خولانی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جن کے بارے میں آتا ہے کہ انہوں حضور ﷺ کے زمانہ مبارک میں ہی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن ان کو زیارت کا شرف حاصل نہ ہوسکا۔ لیکن اللہ نے جو اعزاز ان کو عطا فرمایا اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیے:

"عن شرحبیل بن مسلم الخولانی ان الاسود بن قیس بن ذی الخمار تنبأ بالیمن فبعث الی ابی مسلم الخولانی فآتاه فقال: اتشهد انی رسول الله، قال: ما اسمع، قال: اتشهد محمدا رسول الله، قال: نعم فأمر بنار عظیمة ثم القی ابا مسلم فیها فلم تضره فقیل للاسود بن قیس ان لم تنف هذا عنک افسد علیک من اتبعک فامره بالرحیل فقدم المدینة و قد قبض رسول الله ﷺ و استخلف ابو بکر فاناخ راحلته بباب المسجد و دخل یصلی الی ساریة فبصر به عمر بن الخطاب فقام الیه، فقال: ممن الرجل، فقال: من اهل الیمن، فقال: مافعل الذی حرقه الکذاب؟ قال: ذاک عبدالله بن ثوب، قال: فنشدتک بالله انت هو؟ قال اللهم نعم، فاعتنقه عمر و بکی ثم ذهب به و اجلسه فیما بینه و بین ابی بکر الصدیق، فقال: الحمد لله الذی لم یمتنی حتی ارانی فی امة محمد ﷺ من صنع به کما صنع بابراهیم خلیل الرحمن فلم تضره النار۔" (کنز العمال، ج:۱ حدیث نمبر ۱۴۳۱)

ترجمہ: حضرت شرحبیل بن مسلم خولانی سے مروی ہے کہ اسود بن ذی الخمار نے یمن میں نبوت کا دعوی کیا۔ پھر اُس

نے حضرت ابومسلم خولانی کو پیغام بھیجا۔آپ اس کے پاس پہنچے تو اسود نے ان سے پوچھا کہ کیا تم میرے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتے ہو؟ ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سنا نہیں کہ تم کیا کہہ رہے ہو؟ اسود نے کہا کیا تم محمد ﷺ کے رسول اللہ ہونے کی شہادت دیتے ہو؟ ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں۔اس پر اسود عنسی نے آگ بھڑکانے کا حکم دیا۔پھر ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ کو اس میں ڈال دیا۔لیکن آگ ان پر کچھ بھی اثر انداز نہ ہوسکی۔اسود بن قیس (اسود عنسی) کو کسی نے مشورہ دیا کہ اگر تم نے اس شخص کو یہاں سے نہ نکالا تو یہ تمہارے پیروکاروں کو بھی تم سے گمراہ کردے گا۔تو اسود عنسی نے ان کو نکلنے کا کہا۔آپ وہاں سے مدینہ تشریف لائے۔اس وقت آپ ﷺ پردہ فرما چکے تھے۔اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھال لی تھی۔ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ نے اپنی سواری کو مسجد کے دروازے پر بٹھایا۔اور اتر کر مسجد کے ستون کے عقب میں نماز ادا کرنے کھڑے ہوگئے۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی نظر ان پر پڑی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھ کر ان کی طرف آئے اور پوچھا کہ کہاں سے ہو؟ ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ نے کہا یمن سے تعلق ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کا کیا ہوا۔جس کو کذّاب اسود نے آگ میں ڈالا تھا؟ ابومسلم خولانی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: وہ عبداللہ بن ثوب ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں تم ہی وہ شخص ہو؟ عرض کیا: اللہ کا فضل ہے کہ میں ہی وہ شخص ہوں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان سے لپٹ پڑے اور رو پڑے۔پھر ان کو لے کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔اپنے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم کے درمیان ان کو بٹھایا۔اور فرمایا: تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں کہ جس نے مجھے مرنے سے پہلے امت محمدیہ میں وہ شخص دکھا دیا، جس کے ساتھ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جیسا معاملہ ہو کہ ان کو آگ نے نہیں جلایا۔

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ پر کرم نوازی

پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا شمار ان شخصیات میں ہوتا ہے جن پر تاریخ ہمیشہ ناز کرے گی۔جب مرزا قادیانی نے نبوت کا دعوی کیا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ان اوّلین شخصیات میں سے ہیں جنہوں نے مرزا کو ناکوں چنے چبوائے بلکہ جنابِ رسالت مآب ﷺ کی جانب سے آپ کو اس فتنے کے رد کی ذمہ داری سونپی گئی۔چنانچہ آپ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ:

"عالمِ رؤیا میں آنحضرت ﷺ نے مجھے مرزائے قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد

فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کُتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔"

(مہر منیر از مفتی فیض احمد فیض صاحب، ص: ۲۰۳)

مزید فرماتے ہیں:

"جن دِنوں مرزا غلام احمد قادیانی نے بظاہر تحقیق حق کی غرض سے اشتہارات کے ذریعہ دعوت دی تھی اور میں اسے منظور کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ مجھے اس نعمت کا شرف حاصل ہوا۔ میں اپنے حجرہ میں بحالتِ بیداری آنکھیں بند کیے تنہا بیٹھا تھا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا کہ قعدہ کی حالت میں جلوس فرما ہیں اور یہ عاصی (پیر مہر علی شاہ) بھی چار بالشت کے فاصلہ پر اسی حالت میں بادبِ تمام شیخ کی خدمت میں مُرید کی حاضری کی طرح بالمقابل بیٹھا ہے اور غُلام احمد اُس جگہ سے دور مشرق کی طرف منہ کیے اور آنحضرت ﷺ کی طرف پُشت کر کے بیٹھا ہے۔ اس رؤیت کے بعد میں بمعہ احباب لاہور پہنچا لیکن مرزا اپنے تاکیدی وعدہ سے (بمثلِ انکار کرنے اور پھر جانے والے پر خدا کی لعنت ہو) پھر گیا اور لاہور نہ آیا۔"

(مہر منیر از مفتی فیض احمد فیض صاحب، ص: ۲۰۴)

جب مرزا قادیانی نے تحریری مناظرہ کے لیے کہا تو پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو قبول کیا اور مقابلے کے لیے میدانِ عمل میں اُتر آئے اور پھر کیا شان ظاہر ہوئی ملاحظہ فرمائیں:

"حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے اِس موقعہ پر ایک اور بات بھی فرمائی تھی جو بہت مشہور ہوئی اور مدت تک اس کا چرچا رہا۔ آپ نے مرزا صاحب کی طرف سے مناظرہ کی دعوت اور اُن کی فصیح عربی اور زُود نویسی کی تعلّی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ علمائے اسلام کا اصل مقصود تحقیق حق اور اعلاء کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے۔ فخر و تعلّی مقصد نہیں ہوتا۔ ورنہ جنابِ نبی کریم ﷺ کی امّت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ جائے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اشارہ اپنی جانب تھا۔ چنانچہ بعد میں اس چیلنج کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ میں نے یہ دعوی از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالمِ مکاشفہ میں جناب نبی کریم ﷺ کے جمال باکمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے بھی کوئی بڑا دعوی کرتا تو اللہ تعالیٰ ضرور مجھے سچا ثابت کرتا۔ نیز فرمایا: "کتّی

کِلّے دے زور تے کُددی اے"، یعنی بچھڑا کھونٹے کے بل پر ہی تو کُودتا ہے۔"

(مہر منیر از مفتی فیض احمد فیض صاحب، ص: ۲۳۴)

پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری رحمۃ اللہ علیہ پر کرم نوازی

پیر سید جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مرزا کے ردّ کے لیے رسمِ شبیری ادا کی اور جہاں جہاں وہ چیلنج کرتا آپ اس کے رد کے لیے وہاں تشریف لے جاتے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پیرانہ سالی کے باوجود حق کی آواز بلند فرماتے رہے۔ جب مرزا قادیانی نے مختلف دعوے کیے تو اللہ اور اس کے محبوب ﷺ کی کرم نوازی سے آپ نے پیشن گوئی کی جو کہ حرف بحرف سچ ثابت ہوئی۔ چنانچہ آپ نے ایک مرتبہ خود فرمایا:

"میری عادت پیشن گوئی کرنے کی نہیں ہے۔ البتہ اس سے قبل نومبر ۱۹۰۴ء میں ایک دفعہ مرزا کے مقابلے میری زبان سے چند کلمات بطور پیشن گوئی کے نکل گئے تھے۔ جس کا ایک ایک لفظ اللہ تعالیٰ نے پورا فرمادیا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے بعد مرزا کا حواری عبدالکریم ذلّت کی موت مر گیا۔ اب پھر میرے دل میں بار بار خیال آرہا ہے جس کو میں باوجود کوشش کے ضبط نہیں کرسکتا۔ اور وہ خیال یہ ہے کہ مرزا غلام احمد عنقریب ذلّت اور رسوائی کی موت مریگا۔ اور تم اس کی موت اپنی آنکھوں سے دیکھو گے۔ میری اس پیشن گوئی کو مرزا کی پیشن گوئی مت سمجھنا"۔

آخر کار ۲۵/ ۲۶ مئی کی درمیانی رات کو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان فرمایا کہ:

"میں مرزا کو چوبیس گھنٹے کی مہلت دیتا ہوں کہ وہ آکر میرے ساتھ مباہلہ کرے۔" پھر سب لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "میں آپ سب کے رُوبرو اعلان کرتا ہوں کہ خدا کے فضل و کرم سے وہ میرے مقابلے کو نہیں آئے گا۔ کیونکہ میرا نبی سچا ہے۔ اور میں صدق دل سے اس سچے نبی کا غلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ آئندہ چوبیس گھنٹوں کے اندر اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقے میں اس جھوٹے نبی سے ہمیں نجات عطا فرمائے گا۔" (**سیرتِ امیر ملت از صاحبزادہ اختر حسین شاہ صاحب ناشر از خود مطبع مکتبہ جدید پریس لاہور اشاعت بار اوّل، ص: ۲۴۶ و ۲۴۸ ملخصا**)

چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیشن گوئی کے مطابق مرزا ۲۶ مئی کو واصل جہنم ہوگیا۔

سید خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ پر کرم نوازی

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کے ایک نامور مجاہد مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا سید خلیل احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کو جب جیل میں انتظامیہ جھکانے کے لیے ہر طرح کے اوچھے ہتھکنڈے سے بے بس ہوگئی تو آپ کو نماز پڑھنے کی بھی اجازت نہ دی گئی۔ آپ اپنے حالات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''نماز فجر ادا کرنے کی اجازت بھی مجھے نہ مل سکی۔ رات کو ۹ بجے سے ۱۱ بجے تک یہی عالم رہا۔ طبیعت نہایت مضمحل تھی اور تھکاوٹ سے بدن چُور چُور ہو رہا تھا۔ میں نے سیدی سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے استغاثہ کیا اور یہ اشعار پڑھنے شروع کئے۔

غوثِ اعظم بمن بے سروساماں مددے قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے

اتنے میں ایک پولیس آفیسر آیا اور مجھے ہتھکڑی لگا کر حوالات میں لے گیا۔ یہاں ایک سپاہی کی ڈیوٹی لگادی گئی کہ وہ مجھے سونے نہ دے۔ پانی کا گھڑا تو لا کر رکھ دیا گیا مگر کھانا نہ ملا۔ نمازِ ظہر کے بعد میں نے داتا گنج بخش کے مزارِ اقدس کی طرف رُخ کیا اور اس شعر کا ورد شروع کر دیا۔

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

عصر کے بعد وہ سپاہی چلا گیا اور میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک بہت بڑا کمرہ ہے۔ جس میں سبز رنگ کی روشنی ہے۔ اس کمرے کی سیڑھیاں ہیں جس پر والدِ محترم حضرت علامہ سید ابوالحسنات (جو اُس وقت سکھر جیل میں تھے) کھڑے ہیں۔ مجھے دیکھ کر انہوں نے سینے سے لگالیا۔ میں نے ان سے پوچھا آپ کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے جواباً فرمایا مجھے بھی انہوں نے رات بھر کھڑا رکھا ہے۔

اس گفتگو کے بعد میں اُن سیڑھیوں سے نیچے کمرے میں اترا تو دیکھا کہ شمالی جانب ایک دروازہ ہے جو کھلا ہوا ہے۔ میں اس کمرے میں دوزانو بیٹھ گیا۔ اتنے میں ایک بزرگ سپید نورانی چہرہ، کشادہ پیشانی درمیانہ قد، سفید داڑھی، کھلی آستینوں کا سبز کرتہ زیب تن کئے میری طرف تشریف لائے اور پیچھے سے ایک آواز آئی ''سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لا رہے ہیں'' میں نے دست بستہ حضرت سے عرض کیا حضور ان کتوں نے بہت تنگ کر رکھا

ہے۔ سرکارِ غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے میری داہنی طرف پشت پر تھپکی دی اور فرمایا شاباش بیٹا گھبراؤ نہیں، سب ٹھیک ہو جائے گا۔ میں نے دوبارہ عرض کی حضور! انہوں نے بہت پریشان کر رکھا ہے۔ رُخِ انور پر مسلسل شگفتگی تھی، فرمایا: کچھ نہیں سب ٹھیک ہے اور یہ کہہ کے آپ واپس تشریف لے گئے۔

اس واقعہ کے بعد میرا حوصلہ بہت بلند ہو گیا وگرنہ اس رات کی اذیت سے ممکن تھا کہ میں ڈگمگا جاتا لیکن سرکارِ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی کرم نے مجھے ذہنی اور قلبی سکون سے مالا مال کر دیا۔ مغرب کے بعد مجھے کھانا دیا گیا اور پھر رات کو کسی نے مجھے پریشان نہیں کیا۔"

(ماہنامہ العاقب، اشاعتِ خاص تحفظِ ختم نبوت، مضمون بنام جب مجھے سزائے موت سنائی گئی از علامہ سید خلیل قادری، ص:۱۱۶،۵۱۱)

مولانا عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ پر کرم نوازیاں

مولانا نیازی رحمۃ اللہ علیہ کو جب ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں سزائے موت سنائی گئی تو آپ کو جب موت کا لباس پہنایا گیا تو آپ کی کیفیت کو بیان کرتے ہوئے مولانا صادق قصوری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"مولانا نے اچکن اتار دی، پگڑی الگ رکھ دی۔ کرتہ منگوایا تو وہ بھی تنگ۔ مولانا نے کہا: یارو میرے جسم کے مطابق کرتہ لاؤ۔ یہ تو سب کے سب تنگ ہیں۔ اس پر جیل سٹاف کے ایک آدمی نے کہا: نیازی صاحب یہاں آ کر تو بڑے بڑے پہلوان سکڑ جاتے ہیں اور آپ ہیں کہ پھیل رہے ہیں کوئی کرتہ آپ کو فٹ ہی نہیں آ رہا۔ مولانا نے کہا: ہم نے موت خود خریدی ہے۔ اس لیے کوئی کرتہ فٹ نہیں آ رہا۔" **(مجاہد ملت، حیات، خدمات، تعلیمات از صادق قصوری، ص:۱۳۸،۱۳۹ مطبع ضیاء القرآن لاہور)**

اسی طرح جب ۱۹۷۴ء میں تحریک ختم نبوت زور وشور پر تھی تو مولانا نیازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک خط حضور ﷺ کی بارگاہ میں لکھا جس کا حال آپ خود مطالعہ کریں:

"اس تحریک کے دوران مولانا نیازی نے بارگاہ رسالت ﷺ میں ایک خط لکھا جو اپنے دوست الحاج چوہدری فتح محمد بٹالوی کے ہاتھ شیخ غلام رسول المعروف بلیاں والے (ف ۱۹۷۶ء) جو مسجد نبوی ﷺ میں جاروب کش تھے کو پہنچایا۔ اس خط میں یہ لکھا تھا کہ میری

طرف سے حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں سلام عرض کریں اور پھر درخواست کریں آپ ﷺ نے ڈیوٹی سخت لگا دی ہے۔ بڑی مشکلات ہیں رکاوٹیں ہیں۔ ساز و سامان نہیں ہے آپ ﷺ توجہ فرمائیں کہ وسائل پیدا ہوں اور رکاوٹیں دور ہوں۔

جب یہ خط بابا غلام رسول کو پہنچا اور انہیں بتایا گیا کہ یہ خط مولانا عبدالستار خان نیازی نے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں ارسال کیا ہے تو اس نے جواب دیا کہ وہ نیازی طرے والا! میں اس کو جانتا ہوں میں نے اس کو پچھلے سال حج کے موقع پر دیکھا تھا۔ آپ نے خط مجھے دے دیا۔ (اور فرمایا) رات کو میں حضور ﷺ کے دربار میں عرض کر دوں گا۔ صبح کو جواب لے لینا۔ پھر جواب آیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ رکاوٹیں دور ہو جائیں گی۔ اور غیب سے سامان پیدا ہو جائے گا۔

اور پھر واقعی ہی غیب سے سامان پیدا ہو گیا، مرزائیت کا مسئلہ حل ہو گیا، تحریک ختم نبوت کامیابی سے ہمکنار ہو گئی۔" **(مجاہد ملت، حیات، خدمات، تعلیمات از صادق قصوری، ص:۲۱۱ مطبع ضیاء القرآن لاہور)**

قارئین کرام! یہ سلسلے ختم نہیں ہوئے۔ یہ سلسلے اب بھی چل رہے ہیں۔ یہ چند واقعات ہیں تاریخ ایسے مشاہدات و واقعات سے بھری ہے جو ہم بزدلوں کو جگانے اور معجزات وکرامات کی امید لگائے بیٹھے ہوؤں کو بزبان حضور سید امیر المجاہدین رحمۃ اللہ علیہ سبق دیتی ہے کہ "میدان لگانا تمہارا کام ہے فرشتے نازل کرنا یہ پھر اللہ کا کام ہے"۔ اس لیے میدانِ عمل میں آنا ہوگا اور اس عقیدے کی حفاظت کرنا ہوگی ورنہ جس یلغار کے ساتھ کفر اور اس کے حمایتی اسلام کو مٹانے کی کوشش میں ہے اس سے آنے والی نسلیں ہمارے کردار پر افسوس کریں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حافظ محمد عدیل رضوی سیالکوٹی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ، ناظم اعلیٰ جامعہ محمدیہ کریمیہ، رُم سیالکوٹ

عقیدہ ختم نبوت اور اکابرین اُمت

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ()

ازقلم: ابوحنیفہ محمد نعمان چشتی

متعلم: جامعۃ المدینہ لاہور

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد ﷺ کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے۔ اب تا قیامت آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آسکتا۔ اس بات کا اعلان خود خالق کائنات نے اپنی مقدس اور آخری آسمانی کتاب میں واضح طور پر فرما دیا۔ اب قیامت تک اگر کوئی نیا نبی ہونے کا دعوی کرے وہ تو قبیلائے خود نیا نبی آنے کو ممکن جاننے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ وہ عظیم عقیدہ ہے کہ جسکو بیان کرنے والا خالق کائنات اور اس کے گرد حفاظتی حصار قائم فرمانے والی ذات بھی خالق کائنات ہے رب تعالی قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

ما کان محمد ابا آحد من رجالکم ولکن الرسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما

ترجمہ: محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں وہ تو اللہ کے رسول اور سب سے آخری نبی ہیں

اب آیت کریمہ میں اللہ تعالی نے جہاں بالکل واضح طور پر ہمیں یہ عقیدہ بتایا کہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں۔ وہاں ہی اس عقیدہ کی حفاظت کا حصار بھی از خود سب سے اول اس کے گرد قائم فرمایا۔ وہ حصار کس انداز میں قائم فرمایا پڑھیئے اور جھومئے کہ یہ تحفظ ختم نبوت وہ عظیم کام ہے جو سب سے اول خود خاق کائنات نے فرمایا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: محمد اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں

مقام غور ہے کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں اپنے محبوب کے ۱۰۴ نام ذکر فرمائے جن میں سے ۱۰۰ نام صفاتی ہیں اور صرف چار مقامات پر آپ ﷺ کا نام محمد لے کر مخاطب فرمایا اور ان چار مقامات میں سے ایک مقام یہ بھی ہے جہاں آپ ﷺ کو نام لے کر مخاطب فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اس مقام پر حضور ﷺ کا نام کیوں ذکر فرمایا تو اسکا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کا نام محمد ذکر کر کے بالکل واضح فرما دیا کہ سب سے آخری نبی محمد ﷺ ہی ہیں اب آپ ﷺ کے بعد قیامت تک اگر کوئی نبی ہونے کا دعوی کری تو وہ جھوٹا کذاب اور دجال ہے اور دوسرا سوال یہ ہے کہ حضور ﷺ تو تین بیٹوں کے باپ تھے۔ تو سطخے یہ کیوں کہا گیا کہ آپ ﷺ کسی مرد کے باپ

نہیں تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کا کسی رجل کے باپ ہونے کی نفی کی گئی۔اور رجل کا اطلاق بالغ پر ہوتا ہے۔اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے کسی ؓ بیٹے کو بالغ ہونے سے پہلے ہی دنیا سے اٹھالیا اور اسکی وجہ یہ کی کہ گزشتہ انبیاء میں یہ بات ہوتی رہی کہ باپ اور اسکا بیٹا دونوں نبی ہوتے تھے تو یہاں ؓ احتمال تھا کہ آپ ﷺ کا بیٹا چونکہ بالغ ہو چکا تو لہذا شاید و ؓ نبی ہو۔تو اللہ تعالی نے آپ ﷺ کے بیٹوں کو بالغ ہونے سے پہلے دنیا سے اٹھا کر یہ احتمال ؓ ختم فرما دیا تا کہ آپ ﷺ کے بعد کسی اور کے نبی ہونے کا احتمال ؓ باقی نہ رہے۔تو یہاں سے معلوم ہوا کہ اس عقیدہ ختم نبوت پر سب سے پہلے حفاظتی حصار قائم فرمانے والی ذات خود خالق کائنات ہے۔

اب ہم چند مفسرین کرام کے حوالے پیش کرتے ہیں کہ جن سے بالکل یہ بات اظہر من الشمس ہو جائے گی کہ اس عقیدہ پر امت مسلمہ سے اب تک چلی آ رہی ہے۔

امام ابوالحسن مقاتل بن سلیمان بلخی (متوفی ۱۵۰ھ)

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ کی اولاد ہوتی یعنی آپ کی اولاد میں سے کوئی حد بلوغت کو پہنچتی تو وہ نبی و رسول ہوتی۔(تفسیر مقاتل بن سلیمان، جلد ۳،ص ۴۹،مطبوعہ ۲۰۰۳ از مصر)۔

علامہ ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر زمخشری (متوفی ۵۳۸ھ)

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ ضرور آپ ﷺ کی بالغ اولاد میں سے لڑکا ہوتا مگر وہ نہ ہوا کیوں کی آپ ﷺ ہی سب سے آخری نبی ہیں۔(تفسیر کشاف، جلد ۳،ص ۵۲۸،مطبوعہ ۲۰۰۳ از بیروت)۔

امام الحافظ عمادالدین ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ)

لکھتے ہیں: یہ آیت مبارکہ اس بات پر نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا۔اس بارے میں احادیث متواتر کثیر صحابہ سے مروی ہیں۔(تفسیر القرآن العظیم، جلد ۳،ص ۴۹۵،مطبوعہ ۲۰۰۳ از بیروت)۔

[نوٹ: علامہ مصباح الدین لکھتے ہیں: ختم نبوت پر ۲۰۰ سے زائد احادیث ۶۰ سے زائد صحابہ کرام سے مروی ہیں (تعارف قادیانیت)]۔

امام جلال الدین محلی الشافعی (متوفی ۸۶۴ھ)

آپ لکھتے ہیں: پس آپ ﷺ کا کوئی بیٹا بالغ نہ ہوا تا کہ نبی ہو سکے۔(تفسیر جلالین، جلد ۵،ص ۱۶۳۴،مطبوعہ مکتبہ القرآن پشاور)۔

امام ابوحفص عمر بن علی بن عادل دمشقی (متوفی ۸۸۰ھ)

فرماتے ہیں: اگر آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ہوتا تو وہ ضرور آپ ﷺ کا بیٹا ہوتا۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ کو اللہ نے فرمایا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوگا اسی وجہ سے آپ ﷺ کا کوئی بیٹا بالغ نہ ہوا۔ نیز امام صاحب فرماتے ہیں کہ: ایک قول یہ بھی بیان کیا گیا کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا جو آپ ﷺ کی امت کو ہدایت دے۔ (تفسیر لباب فی علوم الکتاب، جلد ۱۵، ص ۵۵۹، ۵۵۸، مطبوعہ ۱۹۹۸، از بیروت)۔

امام محمد بن احمد خطیب شربینی (متوفی ۹۷۷ھ)

فرماتے ہیں: آپ ﷺ سب انبیاء کے آخر ہیں آپ ﷺ کی رسالت عام ہے اس کے ساتھ آپ ﷺ کو اعجاز قرآن عطا فرمایا گیا آپ ﷺ کے بعد استنباء اور ارسال کی حاجت باقی نہیں رہی اور آپ ﷺ نبوت کو ختم فرمانے والے ہیں اسی وجہ سے آپ ﷺ کا کوئی بیٹا بلوغت کو نہیں پہنچا کہ وہ بالغ ہو جاتا تو وہ نبی ہوتا مگر کوئی بیٹا بالغ نہ ہوا کیونکہ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں۔ (تفسیر خطیب شربینی، جلد ۳، ص ۲۱۸، مطبوعہ ۲۰۰۴، از بیروت)۔

قاضی ابوسعود محمد بن محمد بن مصطفیٰ حنفی (متوفی ۹۸۶ھ)

لکھتے ہیں آپ ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ آپ ﷺ نے سلسہ نبوت کو ختم کر دیا پس اگر آپ ﷺ کا کوئی بیٹا حد بلوغت کو پہنچ جاتا تو نبی ہوتا مگر کوئی بیٹا نہ پہنچا کیونکہ آپ ﷺ آخری نبی ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آپ کے بعد نازل ہونا آپ کی ختم نبوت کے منافی نہیں کیونکہ انہیں آپ ﷺ سے قبل نبوت دی گئی جس کے بعد میں۔ (تفسیر ابوسعود، جلد ۵ ص ۲۲۹)۔

امام الشیخ اسماعیل حقی آفندی مصری (متوفی ۱۱۳۸ھ)

مفردات کے حوالے سے لکھتے ہیں: نبوت آپ ﷺ کے تشریف لانے سے ختم ہو چکی پس اگر کسی نے آپ ﷺ کے بعد کسی نے نبی ہونا ہوتا تو وہ آپ ﷺ کا بالغ بیٹا ہوتا لیکن وہ بالغ نہ ہوا کیونکہ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں اس لئے کہ سابقہ انبیاء میں ان کی اولاد نبوت میں وارث ہوتی تھی۔ (تفسیر روح البیان، جلد ۷ ص ۲۲۳، مطبوعہ ۲۰۰۱ از بیروت)۔

ان مذکورہ بالا مفسرین کرام کی عبارات سے واضح ہو چکا کہ آپ ﷺ سب سے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اگر کوئی نبی ہونے کا دعوی کرے تو وہ کافر و مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج اور واجب القتل ہے اسی بات پر علماء سلف و خلف عقیدہ رکھتے آئے ہیں۔ یہی عقیدہ شروع سے پوری امت مسلمہ کا رہا ہے جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے لے کر تاجدار گولڑہ امام المسلمین پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک تمام مشائخ کرام

نے جہاں بھی ختم نبوت کے منکرین کو پایا تو انکا بھی پورا انداز میں جواب دیا اور ان کے بطلان کو دنیا پر آشکار کیا حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو سب سے بڑی جنگ لڑی وہ جنگ وہ جھوٹے نبوت کے دعویدار مسیلمہ کذاب کے خلاف تھی جس جنگ میں ۱۲۰۰ صحابہ کرام شہید ہوئے حضور ﷺ کی مدنی زندگی میں ٹوٹل تقریباً ڈھائی سو صحابہ کرام شہید ہوئے لیکن اس ایک جنگ کے اندر ۱۲۰۰ صحابہ کرام شہید ہوئے جن میں سے ۷۰۰ صحابہ کرام حافظ قرآن تھے اور انکے علاوہ ان صحابہ میں بدری اصحاب بھی شامل تھے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ جہاد کر کے اس بات کو بالکل واضح فرما دیا کہ عقیدہ ختم نبوت دوٹوک اور واضح عقیدہ ہے ۔اس عقیدہ پر جو بھی حملہ آور ہوگا اسکا یہی انجام ہوگا۔اب ہم چند فقہائے اسلام کے اقوال اس بارے میں پیش کرتے ہیں کہ جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ حضور سید دو عالم ﷺ سب سے آخری نبی ہیں ۔آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اگر کوئی نبی ہونے کا دعوی کرے گا تو وہ کافر و مرتد ہوگا۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا فتوی

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں ایک مدعی نبوت نے کہا مجھے مہلت دو کہ میں کوئی نشانی دکھاؤں! تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو اس سے نشانی مانگے گا وہ بھی کافر ہو جائے گا۔(فتاوی رضویہ، جلد ۱۵،ص ۱۸، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور اپریل ۱۹۹۹ھ)۔

[معلوم ہو کہ امام اعظم کے نزدیک نہ صرف مدعی نبوت بلکہ اس کو کاذب سمجھنے میں تردد کرنے والا بھی کافر ہے]۔

امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ کا فتوی

جو کوئی ہمارے آقا ﷺ کے زمانے میں ہو، یا ہمارے آقا ﷺ کے زمانے کے بعد نبوت کا دعوی کرے وہ کافر ہے ۔(کتاب الشفاء، جلد ۲ ص ۱۷، بحوالہ فتاوی رضویہ جلد ۱۵،ص ۲۲۷)۔

علامہ شہاب الدین خفاجی کا فتوی

نہ صرف آپ ﷺ کے بعد نبوت کا دعوی کرنے والا بلکہ اس میں شک کرنے والا تردد کرنے والا بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے ۔(نسیم الریاض بحوالہ تعارف قادیانیت اور مسئلہ ختم نبوت ص ۹۹، مطبوعہ ۲۰۲۱ از کراچی)۔

امام ابو حامد محمد بن محمد الغزالی رحمۃ اللہ کا فتوی

تمام امت محمدیہ نے خاتم النبیین کا یہی معنی سمجھا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا نہ اس میں کوئی تاویل ہے اور نہ ہی تخصیص جو اس میں تاویل نکالنا چاہے نشے کی حالت میں ہو یا جنون کی حالت میں اسے کافر کہنے میں کوئی منع

نہیں ۔(فتاوی رضویہ، جلد ۱۵ص ۲۴۷، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۹ء)۔

علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسین تورپشتی رحمۃ اللہ کافتوی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہوگا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس نبوت یعنی انا خاتم النبیین لا نبی بعدی میں شک کرے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت میں شک کرے گا اور جو کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی تھا یا ہوگا یا نبی آنے کا امکان ہے تو وہ کافر ہے ۔(فتاوی رضویہ، جلد ۱۵ص ۱۸۷، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۹ء)۔

امام زین الدین ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ کافتوی

اگر کوئی یہ بات نہیں جانتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی ماننا ضروریات دین میں سے ہے ۔(الاشباہ والنظائر ص ۲۱۸، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

امام اہلسنت امام احمد رضا قادری رحمۃ اللہ کافتوی

جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کرے وہ کافر و مرتد ہے ۔(فتاوی رضویہ، جلد ۸ ص ۴۷، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور ۱۹۹۹ء)۔

شیخ الاسلام والمسلمین پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ کافتوی

خاتم النبیین اسی کو کہا جاتا ہے کہ جس کے بعد کوئی نیا نبی نہ ہوا گر اس کے بعد کوئی نیا نبی ہو تو پھر وہ خاتم النبیین کیسے ہوا جو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتے اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بے دینوں کے حملوں سے بچائے ۔(فتاوی مہریہ، ص ۳۶،۳۷ مطبوعہ اگست ۲۰۱۹ء از گولڑہ شریف)۔

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ کافتوی

نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مکمل کر دی گئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختم نبوت کا منکر و کافر اور خارج از اسلام ہے ۔(تفسیر خزائن العرفان، ص ۷۶۳، ضیاء القرآن)۔

حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ کافتوی

فرماتے ہیں نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہو چکی آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے حضرت عیسی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تشریف لائیں گے مگر وہ بھی ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل کریں گے ۔(تفسیر مظہر القرآن، جلد ۲، ص ۱۲۶۸، مطبوعہ اگست ۲۰۰۷ء از ضیاء

القرآن)۔

ان مذکورہ بالا مفسرین اور فقہائے امت کے اقوال سے یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی کہ آپ ﷺ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی جو شخص بھی آپ ﷺ کے بعد نبی ہونے کا دعوی کرے تو وہ جھوٹا کذاب و دجال ہے۔اب ضرورت اس امر کی ہے کہ حضور سید دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد یہ امت آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت پر پہرہ دے اور جس طرح سب سے اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ختم نبوت کے منکرین کے خلاف جہاد کا عَلم بلند فرمایا اور انکو نیست و نابود فرمایا اور ہمارے ماضی قریب میں تاجدار گولڑہ امام المسلمین شیخ الاسلام حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دجال قادیان مرزا غلام احمد قادیانی کے خلاف عَلم جہاد بلند کیا اب اسی عَلم کو میدان میں لے کر نکلنے کی ضرورت ہے اللہ تعالی ہم سب کو عقیدہ ختم نبوت کی نگہبانی کرنے تو فیق عطا فرمائے۔

مصادر

تفسیر روح البیان	امام الشیخ اسماعیل حقی آفندی مصری
الاشباہ والنظائر	امام زین الدین ابن نجیم مصری
تفسیر ابوسعود	قاضی ابوسعود محمد بن محمد بن مصطفی حنفی
تفسیر مقتل بن سلیمان	امام ابوالحسن مقاتل بن سلیمان بلخی
تعارف قادیانیت	امام الحافظ عماد الدین ابن کثیر
تفسیر کشاف	علامہ ابو القاسم جار اللہ محمود بن عمر زمخشری
تفسیر مظہر القرآن	حضرت علامہ مفتی مظہر اللہ دہلوی
تفسیر جلالین	امام جلال الدین محلی الشافعی
تفسیر لباب فی علوم الکتاب	امام ابوحفص عمر بن علی بن عادل دمشقی
فتاوی رضویہ	امام اہلسنت امام احمد رضا قادری
تفسیر خطیب شربینی	امام محمد بن احمد خطیب شربینی
فتاوی مہریہ	امام المسلمین شیخ الاسلام حضرت پیر سید مہر علی شاہ گیلانی
تفسیر قرآن العظیم	تفسیر قرآن کریم

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء حسن ابدال میں: ایک یاد

از قلم: ڈاکٹر محمد ارشد

سابق صدر شعبۂ تاریخ کیڈٹ کالج حسن ابدال

۱۹۷۴ء میں ملک بھر کی طرح حسن ابدال میں بھی تحریک ختم نبوت زوروں پر تھی۔ چونکہ قومی سطح پر تمام مکاتیب فکر مل کر یہ تحریک چلا رہے تھے اور قیادت مولانا شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں تھی، حسن ابدال میں مختلف مکاتیب فکر کے درمیان طے ہوا کہ حسن ابدال کی تمام مساجد میں باری باری مشترکہ جلسے منعقد کیے جائیں گے۔ تنظیم اہل سنت و جماعت اور ورلڈ اسلامک مشن حسن ابدال برانچ کے صدر ڈاکٹر عبدالقادر قادری اس وقت سرگرم تھے۔ مقامی بریلوی علماء اور آئمہ کرام میں مولانا سید محبوب شاہ، مولانا غلام محبوب سبحانی، مولانا عبدالرزاق، مولانا صفدر حسین شاہ، مولانا حسن دین اور حافظ محمد مسکین تھے۔

دیوبندی مکتب فکر کے روح رواں علامہ قاضی شمس الدین احمد اور حافظ محمد منظور صاحب پیش پیش تھے۔ یہاں میں کوئی جامع فہرست پیش کرنے سے قاصر ہوں کہ یاداشت اب جواب دیتی جارہی ہے۔ ان میں سے بھی بیشتر نام میں نے منظور الحق صدیقی کی مشہور کتاب تاریخ حسن ابدال سے لیے ہیں۔ ممتاز بخت مرحوم حسن ابدال کے ایک معروف نعت خوان تھے۔ میلاد کی کوئی محفل ہو ممتاز بخت وہاں موجود ہوتے تھے۔ راقم الحروف اور ممتاز بخت اس وقت نوجوان تھے اور مسجد محلہ چوہدریاں میں اکھٹے نماز پڑھنے جایا کرتے تھے۔ ہم دونوں میں گاڑھی چھنتی تھی کیوں کہ مطالعے کا شوق ہم دونوں کو تھا۔ نماز کے علاوہ بھی ہم کافی وقت اکٹھے گزارتے۔ اس دوران مذہبی کتب کے مطالعے اور مختلف عنوانات پر بات چیت اور بحث مباحثے کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

جون ۱۹۷۴ء میں تحریکِ ختم نبوت کے سلسلے میں جب حسن ابدال کی مختلف مساجد میں تقریباً روزانہ کی بنیاد پر جلسے منعقد ہونے لگے تو ہم بھی باقاعدگی سے اس میں شریک ہوتے۔ طے ہوا کہ ان جلسوں میں ممتاز بخت بھی کوئی نعت یا نظم حسب موقع پڑھا کریں۔ چنانچہ عرصے تک یہ معمول رہا کہ میں دن میں فکرِ سخن کر کے ایک نظم ختمِ نبوت کے حوالے سے لکھ دیتا اور رات کو ممتاز بخت جلسے میں وہ نظم اپنے مخصوص ترنم کے ساتھ سنا دیتے۔ اس سلسلے میں متعدد نظمیں میں نے لکھیں جو اس وقت جلسوں میں پڑھی گئیں۔ یہ سب کی سب ہنوز غیر مطبوعہ تھیں۔ نہ کہیں چھپوائی گئیں نہ انہیں محفوظ کرنے کا خیال آیا۔ آج جب ختم نبوت کے حوالے سے پرانے کاغذات کی چھان بین کی تو

معلوم ہوا کہ ان نظموں میں سے کچھ دست بردِ زمانہ سے ابھی تک محفوظ ہیں۔آج تقریباً نصف صدی پہلے لکھی گئی یہ نظمیں جناب سید صابر حسین شاہ صاحب مدظلہ کے وقیع مجلّے کے ذریعے قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیں:

تقاضائے وقت (۹ جون ۱۹۷۴ء)

سنو پیغمبرِ خاتم کو برحق ماننے والو
سنو ناموسِ احمد کی حفاظت کے سزاوارو
نہیں ہے وقت سونے کا ذرا ہشیار ہو جاو
خدا را خوابِ غفلت سے تو اب بیدار ہو جاو
تقاضا کفر کی جولانیاں کچھ اور کرتی ہیں
ان ہی اوقات میں مٹتی ہیں قومیں یا ابھرتی ہیں
سنو، یہ وقت ہے تفریق کے مندر گرانے کا
سنو، یہ وقت ہے الحاق کے قلعے بنانے کا
بھنور میں کفر کے پھر آ گئی اسلام کی ناؤ
اُڑاؤ بادبانِ سنتِ صدیقِ اکبر کو
یہ اوجِ زیست ہے ارشد یہی ہے موت بھی اعلیٰ
رکھو پیغمبرِ خاتم کا پرچم سر بلند، بالا

دربان زندہ ہیں (۱۰ جون ۱۹۷۴)

ابھی ختم نبوت پر جو ہیں قربان زندہ ہیں
ابھی ایقان باقی ہے ابھی ایمان زندہ ہیں
عبث دعویٰ نبوت کا ہے ہر کذاب جھوٹے کا
ابھی تو ہمتِ صدیق کے فیضان زندہ ہیں
رہِ ختمِ نبوت میں متاعِ کارواں لوٹے
نہ ہو جُرات یہ رہزن کو، ابھی دربان زندہ ہیں

نہ چھیڑ اے کفر کی آندھی اِن ہلکی ہلکی موجوں کو
وگرنہ بحرِ ایماں میں چھپے طوفان زندہ ہیں
مسلمانوں کی غیرت کے ابھی دفناؤ مت لاشے
ابھی نبضیں دھڑکتی ہیں ، یہ جسم و جان زندہ ہیں
اٹھو ارشد تم عزمِ موسیٰ و ہارون کو لے کر
ابھی فرعون باقی ہیں ابھی ہامان زندہ ہیں

آزمائش (۱۲ جون ۱۹۷۴)

زباں کی، مال کی، جاں کی، قلم کی آزمائش ہے
مسلماں آج تیری ہر قسم کی آزمائش ہے
* ہیں خاک وخون میں لتھڑے پڑے جو بے زباں چہرے
یہ اے بازوئے مسلم تیرے دم کی آزمائش ہے
نہیں اک قافلہ سالار کی اے قافلے والو
ہر اک ساتھی ، یہ ہر اک ہم قدم کی آزمائش ہے
نہ گھبرا کفر کی برقِ زمانہ سوز سے ارشد
ترے ایمان کی کھیتی کے نم کی آزمائش ہے

* ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ہونے والے سانحہ ربوہ کی طرف اشارہ ہے۔

عزم (۱۴ جون ۱۹۷۴)

اجل کی آنکھوں میں ڈال آنکھیں، خوشی خوشی مسکرانے والو
تمہیں مبارک یہ عزم، محشر حشر سے پہلے اٹھانے والو
تمہاری ضو ہی تو رہبر ہے اے راہِ حق میں لٹا کے سب کچھ
بقائے ابدی کے آسماں پر صبح و مسا جگمگانے والو
نبیِ خاتم کے امتی ہیں، یہ سر نشانِ دلاوری ہیں
یہ کٹ مریں گے نہ پر جھکیں گے ہو نہ چھیڑو اے آزمانے والو

یہ چند روزہ صدارتیں ہیں، یہ آنی جانی وزارتیں ہیں
یہ چار دن کی تو شوکتیں ہیں، اے جاہ وحشمت دکھانے والو
جہاں میں ختمِ رسل کا ارشد رہا ہے شہرہ، رہے گا چرچا
کبھی مٹا ہے، نہ اب مٹے گا، ہو کس گماں میں مٹانے والو

۷ نومبر ۱۹۷۴ء کو ختم نبوت کے سلسلے میں ہونے والے تاریخی فیصلے پر لکھی گئی ایک نظم:

مبارک باد (نومبر ۱۹۷۴ء)

غلامانِ محمد تم کو یہ راحت مبارک ہو
عنایت کی نظر، اللہ کی رحمت مبارک ہو
تمہاری راکھ میں ہیں اب بھی کچھ چنگاریاں باقی
مسلمانو تمہیں ایمان کی حدّت مبارک ہو
بڑے ہی اوج پر ہے اہلِ پاکستان کی قسمت
کہ دیکھی ہے مبارک وقت کی صورت مبارک ہو
جو سچ پوچھو تو یہ بازی بدولت اِس کے جیتی ہے
ہمیشہ تم کو یہ اتحاد کی دولت مبارک ہو
سُنا دے کوئی ارشد یہ ہمارے حکمرانوں کو
تمہیں بھی دین کی، اسلام کی خدمت مبارک ہو

راقم: ڈاکٹر محمد ارشد
سابق صدر شعبہ تاریخ ومطالعہ پاکستان
کیڈٹ کالج حسن ابدال

فتنہ قادیانیت پر ایک اجمالی نظر

محترمہ سعدیہ نوید (واہ کینٹ)

(ایم فل اقبالیات)

''اقبال ایک مردِ مومن'' جو کہ ڈاکٹر صغریٰ مرحومہ کی واحد تصنیف ہے۔ ڈاکٹر صُغریٰ مرحومہ نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ ''اقبال پر قادیانیوں کی تنقید، ایک تنقیدی جائزہ'' کے موضوع پر لکھا تھا جس پر اُنھیں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی اقبالیات کی سند دی گئی تھی۔ اسی مقالے کو بعد میں کتابی شکل میں ''اقبال ایک مردِ مومن'' کے نام سے شائع کیا گیا۔ اب اس کتاب پر محترمہ سعدیہ نوید صاحبہ حال مقیم واہ کینٹ نے ''اقبال ایک مرد مومن تحقیقی و تنقیدی مطالعہ'' کے عنوان سے ایم فل کا مقالہ لکھا جس پر انھیں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایم فل اقبالیات کی ڈگری تفویض کی گئی۔ اس مقالہ کی اہمیت کے پیشِ نظر اس کی تلخیص کو بعنوان ''فتنہ قادیانیت پر ایک اجمالی نظر'' کے عنوان سے سہ ماہی مجلہ ''خاتم النبیین ﷺ'' میں شامل کیا جا رہا ہے۔ مکمل مقالہ عنقریب کتابی صورت میں بھی شائع کیا جائے گا۔ (ظفر قریشی)

i۔ **مسئلہ ختمِ نبوت کا پس منظر:**

حضورِ اکرم ﷺ کو بے شمار فضائل اور کمالات عطا کئے گئے جن میں کوئی دوسرا آپ ﷺ کا ثانی نہیں۔ ان میں سے ایک منفرد خصوصیّت ختمِ نبوّت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو قرآنِ پاک میں خاتم النّبیّین کہہ کر پکارا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب ۴۰)

ترجمہ: ''محمّد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سب انبیاء کے آخر میں (سلسلۂ نبوّت ختم کرنے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے''

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النّبیّین کہہ کر ہر طرح کی جھوٹی نبوّت کی نفی کر دی ہے۔ خاتم النّبیّین کے جو معنی خود حضرت محمّد ﷺ نے متعیّن فرمائے ہیں وہ متعدد احادیثِ متواترہ سے مطلقاً ثابت ہیں۔ (۱)

حضرت ثوبانؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''میری اُمّت میں تیس جھوٹے پیدا ہونگے۔ ہر ایک یہی کہے گا میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النّبیّین

ہوں۔میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں" (۲)

اسلام ایک مکمل اور آفاقی مذہب ہے جو کہ دو سادہ قضایا پر مبنی ہے۔ اولاً اللہ ایک ہے اور ثانیاً حضرت محمد ﷺ سلسلہ انبیاء کے آخری نبی ہیں (۳)

ii۔ مسئلہ ختمِ نبوّت قرآن وحدیث کی روشنی میں:

مسئلہ ختمِ نبوّت کے ثبوت میں سورت الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ میں یہ بات صراحت کے ساتھ بیان کی گئی ہے کہ آپ ﷺ پر سلسلہ نبوّت کو ختم کر دیا گیا ہے اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ امام حافظ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہو سکتا" (۴)

قرآنِ پاک کی ایک اور آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل قرار دیا اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی فرمایا کہ اب کسی اور دین یا نبی کی ضرورت نہیں رہی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ وَ اَتۡمَمۡتُ عَلَیۡکُمۡ نِعۡمَتِیۡ وَ رَضِیۡتُ لَکُمُ الۡاِسۡلَامَ دِیۡنًا

(سورۃ المائدہ ۵-۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا۔ (۵)

اس آیت سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ پر نبوّت ختم ہوگئی۔ اگر آپ ﷺ کے بعد کسی پر وحی کا آنا باقی ہوتا تو اس آیت میں تکمیل دین کے الفاظ نہ آئے ہوتے۔ ایک اور جگہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ اِنِّیۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ اِلَیۡکُمۡ جَمِیۡعَۨا الَّذِیۡ لَہٗ مُلۡکُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ (۷-۱۵۸)

ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ ﷺ کہہ دیجئے کہ میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں وہ اللہ کہ جس کیلئے مُلک ہے آسمانوں اور زمینوں کا" (۶)

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ہُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡہُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡہِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ وَ لَوۡ کَرِہَ الۡمُشۡرِکُوۡنَ

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اس (رسول ﷺ) کو ہر دین

پر غالب کر دے چاہے مشرکوں کو ناگوار ہی گزرے۔(۷)

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَنْ يَّتَوَلَّ يُعَذِّبْهُ عَذَابًا اَلِيْمًا (۱۷-۴۸)

ترجمہ: جو شخص اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسی جنتوں میں داخل فرمائیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہونگی اور جس نے منہ پھیرا اُس کو دردناک عذاب دے گا" (۸)

اِن آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی خاتم النّبیّین ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد کسی قسم کے نبی کی ضرورت نہیں اور اگر کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوّت کا دعویٰ کرے گا تو وہ یقیناً کذّاب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بار بار اپنے خاتم النّبیّین ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"میری اور مجھ سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنائی اور خوب حسین و جمیل بنائی مگر ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑی ہوئی تھی۔ لوگ اس عمارت کے گرد گھومتے اور اس کی خوبی پر اظہارِ حیرت کرتے تھے کہ اس جگہ اینٹ کیوں نہ رکھی گئی؟ تو وہ اینٹ میں ہی ہوں اور میں خاتم النّبیّین ہوں" (۹)

حضرت عرباض بن ساریہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ:

"میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوحِ محفوظ میں خاتم النّبیّین لکھا ہوا تھا جبکہ ابھی آدمؑ کا خمیر گوندھا جا رہا تھا" (۱۰)

حضرت عقبہ بن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عُمر بن خطاب ہوتے" (۱۱)

اس حدیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی شخصی خصوصیات ایسی ہیں کہ آپؓ کو نبی بنایا جا سکتا ہے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کی نفی فرما دی کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوّت کا سلسلہ بند کر دیا گیا تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا: "تم میرے لئے وہی حیثیت رکھتے ہو جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام کے نزدیک تھی مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں" (۱۲)

یہ حدیثِ متواتر ہے جسے کئی صحابہ اکرامؓ نے روایت فرمایا۔ اس حدیث میں حضرت علیؓ کی فضیلت بیان کی گئی ہے لیکن اس بات صراحت فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے تا کہ کوئی اس شک میں نہ مبتلا ہو کہ علیؓ بھی نبی

کا درجہ رکھتے ہیں۔ ابو حازمؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بنی اسرائیل کی سیاست خود ان کے انبیاء علیہم السلام کیا کرتے تھے۔ جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اللہ تعالیٰ کسی نبی کو ان کا خلیفہ بنا دیتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں البتہ خلفاء ہونگے اور بہت ہونگے" (۱۳)

اگر اس حدیث کی روشنی میں مسئلہِ ختمِ نبوت کو دیکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہر قسم کی نبوّت مکمل ہو چکی ہے اور اب کسی نبی کی گنجائش نہیں رہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وضاحت کے بعد (کہ وہ خاتم النّبیّین ہیں) جو شخص انکار کرتا ہے وہ کذّاب اور کافر ہے۔ کیونکہ ایسا شخص قرآنِ پاک اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کا انکار کرتا ہے۔ ایسے شخص کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

iii۔ فتنۂ قادیانیت کا پس منظر:

جب ایسٹ انڈیا کمپنی تجارت کیلئے برّ صغیر آئی تو وہ لوگ یہیں مقیم ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اپنے مقصد سے ہٹ گئے اور اپنی حکومت کی راہ ہموار کرنے کیلئے سیاسی اور مشنری سر گرمیاں شروع کر دیں۔ عوام کو تعلیم دینے کے بہانے انگریزوں نے چالاکی سے ہماری سیاسی قوتوں کا خاتمہ کرنے کیلئے عملی اقدامات شروع کر دیئے۔ آہستہ آہستہ انگریزوں نے مقامی حکومتوں کیلئے غدار تیار کئے اور اس مقصد کیلئے انگریزوں نے عوام کو استعمال کیا۔ عوام کو مفت تعلیم فراہم کرنے کے علاوہ غریب لوگوں کی مالی مدد بھی کیا کرنے لگے۔ بنگال میں ان کو میر جعفر کی مدد سے طاقت ملی اور 1757ء میں نواب سراج الدولہ کو شکست دے کر بنگال پر قبضہ کر لیا۔ اسی طرح ریاستِ میسور کو قبضے میں لانے کیلئے میر صادق کی مدد ملی۔ 1799ء میں ٹیپو سلطان کو شہید کر کے اس ریاست پر بھی قبضہ کر لیا۔ 1842ء میں بمبئی اور سندھ کا الحاق انگریزوں نے کیا اور 1849ء میں جب رنجیت سنگھ فوت ہوا تو انگریز پورے پنجاب پر قابض ہو گئے۔ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد بہادر شاہ ظفر کو شکست دے کر تخت سے اتارا اور قید میں ڈال دیا جو قید میں ہی وفات پا گئے۔

انگریز ہندوستان پر سینہ زوری سے قابض ہوئے جو کہ مسلمانوں کو بہت ناگوار گزرتا تھا۔ مسلمانوں نے فرائضی تحریک اور اس جیسی بہت سی تحریکیں انگریزوں کے خلاف چلائیں۔ مقامی لوگوں کے ساتھ مل کر انگریزوں کو اپنی سر زمین سے نکالنے کی کوششیں بھی کیا کرتے رہے۔ انگریزوں نے چونکہ اقتدار مسلمانوں سے چھینا تھا اس لئے وہ ہندوؤں اور سکھوں سے زیادہ سخت دشمن مسلمانوں کو سمجھتے تھے۔ چونکہ مسلمان جذبۂ جہاد سے سرشار ہو کر لڑے تھے اس لئے انگریزوں نے مسلمانوں میں جہاد سے دوری پیدا کرنے کیلئے مختلف تدابیر شروع کر دیں۔ انگریزوں نے ولیم ہنٹر

کی سربراہی میں ایک وفد برِّ صغیر میں بھیجا جس کی ذمہ داری تھی کہ وہ اس بات کا جائزہ لیں کہ کس طرح انگریزوں کا تسلّط ہندوستان میں قائم رہ سکتا ہے۔ یہ وفد برِّ صغیر میں رَہ کر لوگوں سے ملاقاتیں کرتا اور یہاں کے حالات کا ٹھیک جائزہ لیتا رہتا۔ اس وفد نے برطانیہ واپس جا کر "The Arrival of British Empire in India" کے عنوان سے اپنی رپورٹ "ہاؤس آف لارڈز" میں پیش کی۔ اس رپورٹ کا خلاصہ محمود احمد ظفر یوں بیان کرتے ہیں:

"جس طرح آپ لوگوں نے میر جعفر اور میر صادق جیسے غدّار سپاہی پیدا کر کے ہندوستان پر قبضہ کیا ہے اب آپ کا قبضہ اسی صورت میں پائیدار رہ سکتا ہے جب آپ اس (ہندوستان میں) ایسے اشخاص پیدا کریں جو مذہبی محاذ پر مسلمانوں سے غدّاری کریں۔ دوسرے لفظوں میں مذہبی غدّار پیدا کریں" (۱۴)

اس رپورٹ میں مزید تجویز کیا گیا:

"مسلمانوں کا مسئلہ جہاد ہر وقت آپ کی حکومت کیلئے خطرہ بنا رہے گا کیونکہ جب بھی مسلمانوں کو بتایا جائے گا کہ جہاد کا وقت آ گیا ہے تو وہ بغیر سوچے سمجھے آپ کی حکومت کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ لہٰذا سب سے پہلے اس مسئلہ جہاد کو حرام کرنا ضروری ہے۔ لیکن اسلام کے اس بنیادی مسئلے کو کوئی مولوی یا پیر حرام نہیں کر سکتا بلکہ اس کیلئے نبی کی ضرورت ہوگی لہٰذا آپ لوگوں کو اِس سے پہلے ایک نبی پیدا کرنا ہوگا جو اس مسئلہ جہاد کو حرام قرار دے اور مسلمانوں کو اس بات کی تلقین کرے کہ اب دین کیلئے لڑنا اور جہاد کرنا حرام ہے اور اس کی زندگی کا مقصدِ وحید یہی ہے" (۱۵)

اس کے بعد انگریزوں نے اپنے مقصد کے حصول کیلئے اس کی تلاش شروع کی جو کہ ان کا آلہ کار بنتے ہوئے نبوّت کا اعلان کرے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بہترین نتائج کیلئے برطانوی سامراج نے ہندو مفکّرین سے ہاتھ ملایا۔ اس کی سب سے بڑی دلیل ڈاکٹر شنکر داس کی تقریر ہے۔ وہ کہتا ہے کہ:

"آج ہمارے ملک میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم مسلمانوں میں قومی عصبیت کس طرح اجاگر کریں۔ ہم نے مسلمانوں کو ہر قسم کا لالچ دے دیا لیکن ان کا مؤقف آج تک یہی ہے کہ ہم الگ الگ قوم ہیں اور الگ امت ہیں جس کے تانے بانے جزیرۃ العرب سے جا کر ملتے ہیں۔ یعنی مسلمانوں کا مؤقف ہے کہ قوم علاقے یا خطے سے نہیں بنتی بلکہ قوم عربی نبی اور عربی قرآن پر ایمان لانے سے بنتی ہے۔ مجھے اس صورتِ حال میں کہیں روشنی نظر نہیں آتی لیکن امید کی ایک کرن قادیان سے اُٹھتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ جتنے مسلمان قادیان کی طرف متوجّہ ہوں گے اتنے ہی وہ ہندوستان کے قریب ہوں گے۔ قادیان آخر کار ہندوستان ہی کی ایک بستی ہے اور اگر مسلمانوں میں کعبہ کی جگہ قادیان مقدّس ہو جائے تو ان کے دِل سے اسلامی اور عربی تہذیب نکل جائے گی اور ان پر پنجاب کی تہذیب غالب آجائے گی اور

مسلمانوں کو ان کی تہذیب سے دور کرنے کا یہی حل مجھے نظر آتا ہے کیونکہ پنجاب کا نبی یہ باتیں کہتا ہے

۱۔ اللہ ہر عرصے کے بعد لوگوں کی ہدایت کیلئے رسول بھیجتا ہے۔

۲۔ بے شک اللہ نے عرب کی طرف محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا۔

۳۔ سلئے اللہ کو ضرورت محسوس ہوئی محمد ﷺ کے بعد ایک نبی بھیجنے کی چنانچہ اس نے مرزا غلام احمد کو ایک نبی بنا کر بھیجا۔

بعض ہندو یہ سوچتے ہوں گے کہ ہمیں اس نبی کا کیا فائدہ؟ تو میرے ہندو بھائیو! جب کوئی ہندو مسلمان ہوتا ہے تو رام، کرشنا، وید، گیتا اور رامائن کی محبت اللہ، رسول، قرآن اور عرب کی طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اسی طرح جب کوئی مسلمان قادیانی ہوگا تو اس کے دِل سے نبی کریم ﷺ کی محبت کم ہو جائے گی اور اس کی خلافت عرب اور ترکی سے نکل کر قادیان کی طرف منتقل ہو جائے گی اور ان کے دلوں سے مکہ و مدینہ نکل جائے گا اور سلئے قادیانی چاہے ایران، ترکی یا دنیا کے کسی بھی حصّے میں ہو اس کا قبلہ اور کعبہ قادیان ہی ہوگا سلئے اگر قادیان مقدّس ہو جائے گا تو وہ ہندوستان ہی کی بستی ہے اور غلام احمد خود بھی ہندوستانی تھا۔ اسکے تمام خلفاء بھی ہندوستانی تھے اسی لئے متعصب مسلمان قادیانیوں کو شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور یہ جانتے ہیں کہ قادیانی عرب اور اصل اسلام کے دشمن ہیں اسی لئے قادیانیوں نے تحریکِ خلافت میں مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیا تھا کیونکہ وہ تو خلافت عرب اور ترکی کے بجائے قادیان میں قائم رکھنا چاہتے ہیں اور ایسا ہونے پر عام مسلمانوں پر کاری ضرب لگے گی اور ان کے دو قومی نظریے پر بھی چوٹ لگے گی" (۱۶)

iv۔ **انگریزوں کی تلاش کا ثمر:**

انگریزوں نے برِّصغیر میں پھیلتے ہوئے اپنے ہندو، مسلم اور عیسائی جاسوسوں سے اپنی اسلام دشمنی کی ناپاک خواہش کو پورا کرنے کیلئے جو کام لیا وہ یہ تھا کہ علمائے اسلام سے چند ایسے افراد کو تلاش کرے جو علم و فضل میں جید بھی ہوں اور قابل فروخت بھی۔ چنانچہ ان کا مقصد پورا کرنے کیلئے یکے بعد دیگرے چند ایسے علمائے سود دستیاب ہو گئے جنھیں ایک جگہ جمع کر کے اپنے مشن کی تکمیل کروالینا ان کیلئے مشکل نہ تھا (۱۷)

سب سے پہلے انھوں نے خواہشات نفسانیہ کے مارے ہوئے ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو تلاش کیا اور سلئے جہاں جہاں سے بھی اس کی معاونت کرنے والے لوگ دستیاب ہوئے انھیں وہ اس کے ساتھ منسلک کرتے رہے یہاں تک کہ قادیان کا یہ سرکاری چمچہ، درباری کڑچھا اور بکاؤ مال مسلمہ کذّاب کا روپ دھار کر میدان میں آگیا تا کہ اپنے آقاؤں (انگریزوں) برٹش گورنمنٹ کی خوشنودی حاصل کر سکے۔ بہرکیف اس ملعون کو روشنی کہاں سے

ملتی؟اس نے اپنا گھر جلانا تھا جلالیا اور سکھ اس جلے ہوئے گھر کی راکھ مرزا کی صورت بن کر جہنم کی تہوؤں میں بہنے کیلئے برطانیہ پہنچ گئی۔(۱۸)

v۔ قادیانی فتنہ کا آغاز:

حضورِ اکرم ﷺ کے وصال کے بعد کئی منکرین اسلام نے نبوّت کا دعویٰ کیا ہے جن میں ایک قادیانی فرقے کا بانی مرزا غلام احمد قادیانی بھی شامل ہے۔

vi۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا خاندانی پس منظر:

مرزا غلام احمد بن حکیم غلام مرتضیٰ موضع قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا۔مرزا کی اپنی روایت کے مطابق 1857ء کی جنگِ آزادی کے وقت اس کی عمر 17 یا 18 سال تھی۔اس لحاظ سے سن پیدائش 1839ء بنتا ہے۔(۱۹)

مرزا قادیانی کے مطابق:

"میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے" (۲۰) "میرا نام غلام احمد، میرے والد کا نام غلام مرتضےٰ اور دادا کا نام عطا محمد اور میرے پردادا نام گل محمد تھا اور ہماری قوم برلاس ہے" (۲۱)

vii۔ بچپن اور تعلیم:

بقول مرزا چھ یا سات سال کی عمر میں قُرآن حکیم اور چند فارسی کتابیں پڑھ لیں پھر کچھ عربی سیکھی۔ بعد میں ایک شیعہ عالم گل علی نامی سے سترہ یا اٹھارہ سال کی عمر میں کچھ نحو، منطق وحکمت کی تعلیم لی۔طب کی بعض کتابیں اپنے باپ سے پڑھیں۔بقول مرزا تعلیم کا شوق تو بہت تھا مگر باپ حفظانِ صحت کے پیشِ نظر زیادہ مطالعہ سے روکتا تھا۔ضبط شدہ دیہات کی واگزاری کیلئے مقدمات کی پیروی بھی خاطر خواہ حد تک علم حاصل کرنے میں حائل رہی۔(۲۲)

علم کے ناقص رہنے کی ایک وجہ مرزا کا مخصوص آوارہ مزاج بھی تھا۔جن عظیم لوگوں کو دنیا میں انقلاب لانا ہوتا ہے ان کا بچپن بھی ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کی تفسیر ہوتا ہے۔سیّدی حضور شہنشاہِ لاثانی، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی اور حضرت قائدِاعظم کے بچپن کا دور ان کی آئندہ عظمتوں کا پیش خیمہ نظر آتا ہے۔اس کے برعکس مرزا قادیانی چڑیاں مار کر وقت گزارتا رہا (سیرت المہدی) اور لوگ اسے سندھی کے نام سے پکارتے تھے۔طبیعت ایسی ناقص تھی کہ لڑکوں کے کہنے پر ایک دفعہ گھر میں مٹھائی لینے آیا تو بغیر کسی سے پوچھے (یعنی چوری) ایک برتن میں سے سفید بورا جیبوں میں

نکلے کر باہر لے گیا۔ راستے میں مٹھی نکلے منہ میں ڈالا تو پسا ہوا نمک تھا۔ (سیرت المہدی) (۲۳)
مرزا غلام احمد قادیانی کا بچپن نبیوں یا عظیم لوگوں والا نہیں بلکہ گمراہی اور فسق کی عکاسی کرتا ہے۔

viii۔ دورِ شباب:

جوانی میں آوارگی اور ٹیکپا جوان ہو گئی چنانچہ ایک دفعہ مرزا کو اپنے دادا کی پنشن مبلغ سات سو روپے لینے گورداس پور بھیجا گیا تو اس کا چچا زاد بھائی مرزا امام الدین ٹیکپا پیچھے ہولیا۔ پنشن کی وصولی کی تو دونوں اِدھر اُدھر نکلتے رہے حتیٰ کہ چند دنوں میں ساری رقم ضائع کر دی۔ گھر جاتے ڈر آتا تھا اس لئے مرزا سیالکوٹ کچہری میں 15 روپے پر ملازم ہو گیا۔ یہیں پادریوں سے مناظرے اور خفیہ ملاقاتیں ٹیکپا ہوتی رہیں (۲۴)
سیالکوٹ میں پادری بٹلر کے ساتھ بہت روابط تھے۔ انگریز اپنی حمایت کیلئے کسی کو نبوّت کا مدعی بنانا چاہتے تھے۔ برطانوی ہند کی سنٹرل انٹیلی جنس کی روایت کے مطابق ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے چار اشخاص کو انٹرویو کیلئے طلب کیا ان میں سے مرزا نبوت کیلئے نامزد ہوا (۲۵)

مرزا گھر آ کر نکلے مقدمات میں اُلجھ گیا اور آٹھ سال تک کی اس مقدمہ بازی سے کچھ حاصل نہ ہوا تو مال و دولت کے حصول کی سکیمیں سوچنے لگا۔ اب اس نے مذہب کا لبادہ اوڑھنے کو ہی کامیابی کا ذریعہ جانا (نکلے سیالکوٹ میں طے شدہ پروگرام ٹیکپا اس کے سامنے تھا)۔ مولانا محمد حسین بٹالوی اس کے پرانے ہم مکتب تھے۔ مرزا نے سنا کہ وہ دِلی سے فارغ التحصیل ہو کر بٹالہ آئے ہوئے ہیں ان سے مل کر اسلام کی حمایت میں کتاب لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ مولانا نے بتایا کہ کتاب لکھنے کی مقبولیّت کا دارومدار مصنّف کی شہرت پر ہے اور اس کیلئے کسی بڑے شہر مثلاً لاہور میں قیام ضروری ہے (۲۶)
ان دنوں لوہاری دروازہ کے باہر کوئی نہ کوئی ہندو یا عیسائی مناظر روز آتا اور پرچار شروع کر دیتا۔ مرزا نے چند کتابیں رٹ کر ان کے مقابلے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ خود کو نمائندہ اسلام ظاہر کر کے غیر مسلم مناظرین سے نوک جھونک کرنے لگا۔ اس میدان میں کافی شہرت حاصل کر لی تو واپس قادیان آ کر آریہ لوگوں کے خلاف مناظرے کے اشتہار چھپوانے شروع کر دیئے۔ مناظرے کا چیلنج ملتا تو عجیب قسم کی ناقابلِ عمل شرائط ڈال دیتا (۲۷)
(اس کا مقصد شہرت حاصل کرنا تھا اس میں اضافہ ہوتا گیا)۔ اس کے بعد مرزا نے یہ تاثر دیا کہ اسے الہام ہوتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔
جس بالاخانے میں الہام سوچتا تھا اس کا نام بیت الفکر رکھا۔ الہام نویسی کیلئے ایک سادہ سا بارہ سالہ ہندو لڑکا شام لال

ملازم رکھ لیا۔ لالہ شرمپت رائے اور لالہ ملاوامل قادیان کے دو ہندو خاص مشیر تھے۔ مقبول الدّعا کے اشتہار ﷺ شہروں میں پھیل گئے۔ نظرونیاز اور لنگر کا سلسلہ ﷺ شروع ہوگیا۔ لوگ بیعت کی درخواست کرتے تو کہتا کہ ﷺ خدا کا حکم نہیں آیا (۲۸)

ix۔ انگریز حکومت سے وفاداری:

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کا خاندان برطانوی حکومت کیلئے اجنبی نہ تھا وہ نسلوں سے انگریزوں کے نمک خوار تھے جس کا اظہار مرزا نے اپنی ﷺ یروں میں کیا۔ وہ لکھتا ہے کہ:

" میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضٰے گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی ﷺ جس میں دربارِ گورنری میں کرسی ملتی ﷺ اور جس کا ذکر مسٹر گریفم صاحب کی تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہے۔ ۱۸۵۷ء میں ﷺ نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکارِ انگریزی کو مدد دی ﷺ یعنی ﷺ اس سوار اور گھوڑے باہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکارِ انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ ان خدمات کی وجہ سے چٹھیاتِ خوشنودی حاکم سے ان کو ملی ﷺ اور جب تموں کے گزر پر مفسدوں کا سرکارِ انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکارِ انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔" (۲۹)

مرزا غلام احمد انگریزوں کی حمایت میں مزید کہتا ہے کہ:

" میری عمر کا اکثر حصہ انگریزوں کی تائید وحمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور سرکارِ انگریزی کی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں کہ اگر وہ اکٹھی کی جائیں ﷺ اس الماریاں ان سے ﷺ سکتی ہیں۔ میں نے اپنی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت (سلطنتِ برطانیہ) کے سچے خیر خواہ ہو جائیں۔" (۳۰)

مرزا ملکہ کی حکومت کو خدا کی رحمت تصوّر کرتا تھا۔ وہ ملکہ کی تعریف میں لکھتا ہے کہ:

" اے بابرکت قیصرۂ ہند (ملکہ وکٹوریہ) تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیّتوں ﷺ ایک سے خدا نے مجھے بھیجا ہے تا کہ پرہیز گاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔" (۳۱)

مرزا غلام احمد قادیانی کا گروہ انگریز کا سچا خیر خواہ تھا۔ مرزا کی وفاداری برطانیہ کے ساتھ ﷺ اور برطانوی حکومت مرزا سے اپنے مقاصد حاصل کر رہی ﷺ۔ ایک جگہ مرزا لکھتا ہے کہ:" اور میرا گروہ ایک سچا خیر خواہ اس گورنمنٹ کا

بن گیا جو برٹش انڈیا میں سے اوّل درجہ پر جوشیلا اطاعت رکھتے ہیں جس سے مجھے بہت خوشی ہے۔" (۳۲)

مرزا قادیانی خود کے لئے انگریزی دور کو مکّہ اور مدینہ سے بھی بہتر سمجھتا تھا (معاذ اللہ)۔ وہ کہتا ہے کہ:"
میں اپنا کام مکّہ اور مدینہ میں ٹھیک طور سے نہیں کر سکتا نہ ہی یونان، شام، ایران یا کابل میں لیکن میں اس حکومت کے تحفظ کر سکتا ہوں جس کی عظمت و نصرت کیلئے میں ہمیشہ دُعا کرتا ہوں۔" (۳۳)

x۔ دعویٰ مسیح موعود:

انگریز حکومت مرزا کو خاص مقصد کیلئے استعمال کرتی رہی۔ انگریزوں کی دعوت پر ہی اس نے 1891ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا اور کچھ عرصہ بعد 1901ء میں نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ وہ اپنی بہت سی تحاریروں میں اللہ کی قسم کھا کر لکھتا ہے کہ:" میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ نے مجھے بھیجا اور لعنتی شخص کے علاوہ اللہ پر کوئی جھوٹ نہیں باندھتا۔ اسی لئے مجھے بھیجا اور مجھے مسیح موعود بنایا۔" (۳۴)

ایک اور جگہ اپنے دعویٰ کو اس طرح بیان کرتا ہے:

" میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں ہی مسیح موعود ہوں جن کی خبر تمام آسمانی کتابوں میں دی گئی ہے کہ وہ آخری زمانے میں ظاہر ہوگا۔" (۳۵)

مجدّدیّت میں زیادہ عظمت نظر نہ آئی تو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور کشتیٔ نوح میں لکھ دیا کہ خدا نے میرا نام مریم رکھا۔ دو سال صفتِ مریمیّت میں پرورش پائی۔ عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اس لئے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا تو یوں میں ابن مریم بن گیا۔ یہ جواب گیارہ سال کی سوچ بچار کا نتیجہ تھا ورنہ پہلے مثیلِ مسیح او رپھر مسیح موعود ہونے کے دونوں دعوے اس نے باری باری 1891ء میں ہی کر دیئے تھے۔ اس کے بعد لاہور، لدھیانہ اور دہلی میں مناظروں میں بری طرح شکست کھائی۔ (۳۶)

xi۔ مہدی ہونے کا دعویٰ:

1892ء میں کسی نے پوچھا کہ" اگر تم مسیح ہو تو مہدی کہاں ہیں؟ بولا میں ہی مہدی ہوں مگر اس کا اظہار زیادہ کھل کر نہیں کرتا تھا تاکہ انگریز مہدی سوڈانی کی طرح اسے بھی خطرناک نہ سمجھ لیں۔ (۳۷)

xii۔ دعویٰ نبوت:

مہدی اور مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی جرأت سے اپنے آپ کو نبوّت اور رسالت کے منصب پر فائز کرتا ہے اور اس کا اظہار کرتا ہے کہ:" میں رسول اور نبی ہوں یعنی باعتبار ظلّیت کاملہ کے میں

وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوّت کا کامل انعکاس ہے۔" (نعوذباللہ) (۳۸)

مرزا کو مجدّد، مثیل مسیح، مسیح موعود ہونے کے دعووں کے بعد اپنی اصل منزل پر پہنچنے کا خیال آیا چنانچہ 1900ء میں اس نے دعویٰ نبوّت بھی داغ ڈالا (بقول محمود مردود) جمعہ کے خطیب ملّا عبدالحکیم نے دورانِ خطبہ کئی بار مرزا کیلئے نبی اور رسول کے الفاظ استعمال کئے۔ احسن امروہی نے برا منایا تو مرزا نے خطیب کی تائید کی بلکہ کھلم کھلا بلکہ تحریر میں خود اس کافرانہ عقیدے کا پرچار کیا مثلاً:

۱۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

۲۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں (معاذ اللہ) مگر یہ نبوّت کا دعویٰ بھی مختلف مرحلوں میں طے ہوا۔ پہلے ظلّی و بروزی نبی بلکہ اصلی و حقیقی نبی اور بلکہ خاتم الانبیاءؑ (معاذ اللہ) بلکہ جامع الصفات اور افضل الانبیاءؑ (معاذ اللہ) (۳۹)

قادیانی مذہب کی وضاحت مرزا غلام احمد قادیانی اس طرح کرتا ہے کہ:

"میرا مذہب جس کو بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصّے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو، جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سائے میں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومتِ برطانیہ ہے۔" (۴۰)

xiii۔ جہاد کا انکار:

نبوّت کے دعوے کے بعد مرزا نے انگریزوں کی خواہش کے مطابق مسلمانوں میں سے جذبۂ جہاد ختم کرنے کیلئے کوشش تیز کر دی۔ وہ لکھتا ہے کہ:

"میں یقین رکھتا ہوں جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیوں کہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد سے انکار ہے۔" (۴۱)

مرزا انگریز آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے عملی طور پر میدان میں نکلا تو جہاد کو سرِ عام حرام کہا۔ وہ لکھتا ہے:

"جہاد یعنی دینی لڑائی کی شدّت کو اللہ تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا اور بلکہ محض قوموں کیلئے بقائے ایمان کے صرف جذبہ دے کر مواخذہ کھیتیات پانا قبول کیا گیا اور بلکہ مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔" (۴۲)

مرزا نے اس بات کو مزید مؤثر بنانے کیلئے منظوم کلام بھی لکھا۔ وہ ایک نظم میں لکھتا ہے:

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال

اس کیلئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نورِ خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد (۴۳)

انگریزوں کا اصل مقصد مسلمانوں کے دلوں سے جذبہ جہاد ختم کرنا تھا جس کیلئے مرزا غلام احمد قادیانی کو برطانوی حکومت نے استعمال کیا اور جو ان کی امیدوں پر پورا اترا۔ مرزا جہاد کو حرام قرار دیتے ہوئے لکھتا ہے کہ:

" یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے جس کا مجھے خدا نے امام، پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقے میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کا انتظار ہے بلکہ یہ فرقہ ظاہر طور پر نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔" (۴۴)

مرزا غلام احمد قادیانی انگریز حکومت کا نہ صرف خود وفادار تھا بلکہ اپنے پیروکاروں کو بھی ان کی اطاعت کا درس دیتا رہا۔ انگریزوں کی وفاداری کی تلقین وہ کچھ یوں کرتا ہے:

" جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت اشاعتِ حق کر سکتے ہیں یہ خدمت ہم مکہ معظمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔" (۴۵)

فتنۂ قادیانیت انگریزوں کا پیدا کردہ ہے۔ انگریز کا اصل مقصد جہاد کو ختم کرنا تھا کیونکہ انگریز ہندوستان پر اپنی حکومت مضبوط کرنا چاہتے تھے وہ چاہتے تھے کہ ان کا تسلط طویل عرصے تک برِّصغیر پر قائم رہے مگر وہ ناکام ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں اور اسلام کو اس خطرناک چنگل سے بچایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس کی پیش گوئی بہت پہلے کی تھی جو سچ ثابت ہوئی۔

لا یزال الجهاد حلوا خضرا ما انترت السماء و انبتت الارض، سینشاء لشومن قبل المشرق یقولون لا جهاد ولا رباط، ورباط یوم فی سبیل الله خیر من عتق الف رقبة او صدقة اهل الارض جمیعا

ترجمہ: جہاد قیامت تک جاری رہے گا، جلد ہی ایک گروہ مشرق سے نکلے گا جو کہے گا کہ جہاد ختم ہو چکا ہے، وہ لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے، حالانکہ ایک دن کا جہاد ہزار غلام آزاد کرنے اور تمام روئے زمین کا صدقہ کرنے سے بہتر ہے۔(۴۶)

ربِّ کائنات نے جب گلشن ہستی کو آباد کیا تو اس میں سب سے خوبصورت تخلیق انسان کو بسایا اور ساتھ ساتھ ان انسانوں کی تربیت کیلئے انبیاءؑ کرام مبعوث فرمائے۔نبوّت کا یہ سلسلہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے اور سیّد البشر حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوتا ہے یعنی آدم علیہ السلام سے پہلے اور حضرت محمد ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ دین اسلام میں اس عقیدے کو عقیدۂ ختمِ نبوّت کہتے ہیں۔ یہ عقیدہ دین اسلام کی روح اور جان ہے۔ اگر اس عقیدے میں ذرا سی بھی لچک آجائے تو انسان ایمان کی رفعتوں سے گر کر کفر کی پستیوں میں چلا جاتا ہے۔

xiv۔ مرزا غلام احمد قادیانی کذاب:

برِّصغیر میں انگریزی حکومت نے اسلام کے چہرے کو مسخ کرنے کی غرض سے ایک انتہائی شاطر اور کذّاب شخص مرزا غلام احمد قادیانی کو مقرر کیا۔ چناں چہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نہ صرف احادیث نزولِ مسیح کا انکار کر کے خود مثیلِ مسیح و امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا بلکہ شانِ الوہیت، شانِ رسالت، قرآن و حدیث اور آل و اصحابِ رسول کی کھلی توہین کی اور اپنے آپ کو مثیلِ مسیح و نبی نہ ماننے والے دنیا بھر کے مسلمانوں کو انتہائی گندی گالیاں دیں اور انہیں کافر قرار دیا۔ نیز انگریز کے اس خود کاشتہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے کفار کے خلاف جہاد کا تمسخر اڑایا اور اسے سخت حرام قرار دیا۔ اپنے ماننے والوں کیلئے انگریزی حکومت کی وفاداری اور اطاعت کو اپنے مذہب کا رکن قرار دیا۔(۴۷)

1890ء کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان میں زندہ ہونے کا انکار کیا اور حضرت عیسیٰؑ کے وفات پا جانے کا ایک نیا نظریہ پیش کیا۔ اس موضوع پر ایک مستقل کتاب " فتح الاسلام" لکھی اور اپنے بارے میں مثیلِ مسیح موعود اور امام مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ 1900ء میں اپنی مسجد کے خطیب مولوی عبدالکریم سے اپنے نبی اور رسول ہونے کا اعلان کروایا اور بعد میں شور وغُل ہوا تو خطیب کے اعلان کی تائید کی اور 1901ء میں صاف صاف نبی ہونے کا اعلان کر دیا۔(۴۸)

1899ء میں قطب الاولیاء حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑہ شریف نے مرزا کے رد میں ایک معرکۃ الآراء کتاب "شمس الہدایا فی اثبات حیات المسیح" لکھی اور مرزا کی کتاب "اعجاز المسیح" کے جواب میں ایک شاہکار تصنیف "سیفِ

چشتیائی" 1902ء میں تصنیف فرمائی۔ جس کو پڑھ کر کثیر تعداد میں مرزائی مسلمان ہوئے۔ مرزا قادیانی اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے درمیان 25 جولائی 1899ء میں بادشاہی مسجد لاہور میں ایک مناظرہ طے پایا۔ حضرت پیر صاحب برِ صغیر کے سینکڑوں علماء اور ہزاروں عوام کی معیت میں لاہور بادشاہی مسجد پہنچے لیکن مرزا بار بار چیلنج مناظرہ کرنے کے بعد سامنے نہ آیا۔ اس موقع پر سینکڑوں بے شمار مرزائی مسلمان ہوئے۔ (۴۹)

مئی 1908ء کو پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے خطابِ جمعہ کے دوران مرزا کو مباہلہ کا چیلنج کیا جس کا مرزا نے جواب نہ دیا سکتے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ نے 22 مئی 1908ء کو پیش گوئی فرمائی کہ مرزا چند دنوں میں ہلاک ہو جائے گا۔ چنانچہ مرزا 26 مئی 1908ء کو ہیضہ کی بیماری میں چوک دالگراں لاہور کی ایک عمارت کے بیت الخلا میں مرا اور قادیان میں مدفون ہوا۔ (۵۰)

xv۔ قادیانیت ایک ناسور:

برِ صغیر میں انگریز کے قدم رکھنے سے پہلے یہ سرزمین مسلمانوں کے اختلافات سے پاک تھی لیکن فرنگیوں کے ناپاک قدم رکھنے سے یہ قطعہ زمین فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن گیا۔ ان فتنوں میں سب سے بڑا فتنہ انکارِ ختمِ نبوّت ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کو ایک دن بھی آزادی کا نصیب نہیں ہوا۔ مرزا کی پیدائش سے موت تک اور اس کے بعد 1947ء تک وہ سکھوں اور انگریز کے غلام رہے۔ تقسیمِ ہند کے وقت وہ قادیان جسے مرزا نے "دارالامان" کہا تھا قتل وفساد کا مرکز بن گیا۔ سکھوں اور قادیانیوں کو زبردستی انکے گھروں سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا۔ اس وقت کا قادیانی خلیفہ مرزا محمود بھاگ کر مسلمانوں کے پیچھے پیچھے موجودہ پاکستان میں آگیا اور دریائے چناب کے کنارے ایک علاقے "چک ڈھگیاں" پر ڈیرے ڈال دیے اور اس کا نام بدل کر قرآن کریم میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے بعد حضرت مریمؑ کی پناہ گاہ کے لئے بولے گئے قرآنی لفظ (ربوہ) کی نسبت سے "ربوہ" رکھ دیا اور اب یہ قادیانیوں کا دارالامان بن گیا۔ لیکن مسلمان اس بد دیانتی کو برداشت نہ کر سکے اور اسمبلی نے اسکا نام بدل کر "چناب نگر رکھ دیا"۔ مرزا قادیانی اور اسکی اولاد اتنی بدنصیب ہے کہ یہ جگہ بھی انکے لئے دارالامان نہ بن سکی اور انکا چوتھا خلیفہ مرزا طاہر رات کی تاریکی میں ربوہ سے نکلا اور اپنے جدی پشتی آقاؤں کے پاس پناہ لینے لندن فرار ہو گیا۔ اسطرح یہ وہ بدنصیب لوگ ہیں جنہیں ایک لمحہ بھی آزادی کا نصیب نہ ہوا۔ پہلے وہ متحدہ ہندوستان میں انگریز کے غلام بلکہ اسکی غلامی کو اپنے مذہب کا حصہ بتاتے تھے سکتے پاکستان میں مسلمانوں کے غلام بنے اور سکتے دوبارہ پاکستان سے بھاگ کر واپس انگریزی سلطنت کی غلامی میں آگئے۔ قادیانی آئین پاکستان کو بھی نہیں مانتے اور برملا کہتے ہیں کہ ہم مسلمان

ہیں جبکہ آئین پاکستان کی رو سے وہ "غیر مسلم اقلیت" ہیں۔اس طرح ان قادیانیوں کو جو پاکستانی شہریت رکھتے ہیں اور آئین پاکستان کی اس شق کو نہیں مانتے، اگر آئین پاکستان کا باغی کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔(۵۱)

مرزا کو مرے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا لیکن یہ جماعت صلیبی اور دجالی طاقتوں کی پناہ میں زندگی گزار رہی ہے۔ذلّت و مسکنت ان کے شامل حال ہے۔

ختمِ نبوّت کا عقیدہ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی بد بخت شخص نے نبوّت کا دعویٰ کیا اس کو کافر قرار دے کر اسکے خلاف علمِ جہاد بلند کیا گیا اور اس غلیظ شخص کو کیفرِ کردار تک پہنچا دیا گیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب مسیلمہ کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس فتنے کو کچل ڈالا اور ہمیں سبق دیا کہ آئندہ اگر کوئی نبی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرے تو اس فتنے کی سرکوبی کی جائے۔

xvi۔ مرزا قادیانی نبی نہیں ہے:

مرزا قادیانی نہ صرف ختمِ نبوّت کا منکر تھا بلکہ وہ اسلام کے بنیادی عقیدہ ءِ توحید کا بھی قائل نہ تھا۔سورہ اخلاص کا مفہوم بھی نہیں سمجھتا تھا،رب کا گستاخ اور شیطان کا شاگردِ رشید تھا۔(۵۲)

مرزا غلام احمد قادیانی نے انبیاء کی شان میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی شان میں وہ بے ہودہ کلمات کہے کہ جن سے مسلمانوں کے دل دہل جاتے ہیں۔اسی لئے عرب وعجم کے اولیاء نے اس کے مرتد اور کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔مرزا قادیانی اپنی عبارات اور کاریوں سے ہی دائرہ اسلام سے خارج، کافر، گستاخ اور بے باک ثابت ہوتا ہے۔قادیانیوں کے لئے احمد رضا خان بریلوی نے ایک شاہکار فتویٰ دیا ہے جو درج ذیل ہے۔

> "قادیانی مرتد منافق ہیں، مرتد منافق وہ کہ کلمہ اسلام اب بھی پڑھتا ہے، اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور ساتھ ہی اللہ عزوجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی نبی کی توہین کرتا ہے یا ضروریاتِ دین میں سے کسی شے کا منکر ہے، اس کا ذبیحہ محض نجس، مردار اور حرام قطعی ہے۔مسلمانوں کے بائیکاٹ کے سبب قادیانی کو مظلوم سمجھنے والا اور اس سے میل جول چھوڑنے کو ظلمِ ناحق سمجھنے والا اسلام سے خارج ہے اور جو کافر کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے۔" (۵۳)

مزید لکھتے ہیں کہ:

> "اس صورت میں فرض قطعی ہے کہ تمام مسلمان موت وحیات کے سب علاقے ان سے قطع کر

دیں۔ بیمار پڑیں تو پوچھنے کو جانا حرام، مرجائے تو اسکے جنازہ پر جانا حرام، اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا حرام، اسکی قبر پر جانا حرام"۔(۵۴)

قادیانیت نبی پاک ﷺ سے بغاوت، بغض وعناد اور ختمِ نبوّت پر ڈاکہ ذنی کا نام ہے۔قادیانیت نبی پاک ﷺ کی سچی اور اعلیٰ نبوت کے متوازی انگریزی نبوّت اور مسیلمہ کذّاب کے غلیظ اور پلید مشن کا نام ہے۔

حوالہ جات

۱۔ طاہر القادری، ڈاکٹر،"عقیدۂ ختمِ نبوّت" (لاہور: منہاج القرآن پبلی کیشنز ،اشاعت ہفتم ۲۰۰۸) ص ۹۵

۲۔ جامع ترمذی"کتاب الفتن" اشاعت اول، مترجم، اعجاز احمد، سید (لاہور: مکتبۃ العلم، 1984) ص ۵۵

۳۔ محمد اقبال ،"حرفِ اقبال" ، مرتّبہ : لطیف احمد خان شیروانی، (اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، 1994) ص ۱۲۵

۴۔ محمد یوسف، لدھیانوی،"تحفۂ قادیانیت" (لاہور: عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوت، 1993) ص ۱۱

۵۔ احمد رضا بریلوی، امام"کنزالایمان" (لاہور: پاک کمپنی اردو بازار، 2016) ص 172

۶۔ ایضاً، 173 ۷۔ ایضاً، 173 ۸۔ ایضاً، 180

۹۔ ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، امام،"صحیح بخاری"، جلد پنجم، کتاب المناقب، باب، خاتم النّبیّین (نئی دہلی: مرکزی جمیعت اہلِ حدیث ہند، ۲۰۰۴) ص 57

۱۰۔ محمد یوسف، لدھیانوی،"تحفۂ قادیانیت" ص ۲۳

۱۱۔ ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، امام" جامع ترمذی"، (کتاب المناقب) ص ۶۹۷

۱۲۔ ایضاً ص 297

۱۳۔ ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل بخاری، امام،"صحیح بخاری"، کتاب الانبیأ، جلد چہارم ص ۲۲۷

۱۴۔ رحمت علی ظفر، پروفیسر،" علامہ اقبال اور جواہر لال نہرو سیاسی فکر و نظر کا تقابلی مطالعہ" (لاہور: دار الکتاب اردو بازار، 2017) ص ۲۰۹-۲۰۸

۱۵۔ ایضاً ص ۲۰۹ ۱۶۔ کاشمیری، آغا حشر،"ختمِ نبوّت" ص ۲۳

۱۷۔ صابر حسین شاہ بخاری، سیّد، ماہنامہ الحقیقہ"تحفّظِ ختمِ نبوّت"، جلد اوّل (شیرانِ اسلام پاکستان ومفکّرِ اسلام

ٹرسٹ،2012)ص ۷۵۴ ۱۸۔ ایضاً ص ۷۵۵

۱۹۔ غلام احمد، مرزا، "کتاب البریہ"، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 13 (ربوہ: ناطراتِ اشاعت ربوہ، ۲۰۰۸) ص ۱۷۷

۲۰۔ ایضاً ص ۱۵۰ ۲۱۔ ایضاً ص ۱۸۵

۲۲۔ صابر حسین شاہ بخاری، سید، ماہنامہ الحقیقہ "تحفظِ ختمِ نبوّت"، جلد اوّل ص ۶۲۴

۲۳۔ ایضاً ص ۶۲۴ ۲۴۔ ایضاً ص ۶۲۴ ۲۵۔ ایضاً ص ۶۲۵

۲۶۔ ایضاً ص ۶۲۶ ۲۷۔ ایضاً ص ۶۲۶ ۲۸۔ ایضاً ص ۶۲۶

۲۹۔ غلام احمد قادیانی، "کتاب البریہ"، بحوالہ، ماہنامہ ضیائے حدیث، (لاہور: اشاعت اپریل مئی ۲۰۰۹)، ص ۵۴۷

۳۰۔ غلام احمد، قادیانی، "تریاق القلوب" (ربوہ: الشرکتہ الاسلامیہ، 1964) ص ۱۵

۳۱۔ صابر حسین شاہ بخاری، سید، ماہنامہ الحقیقہ "تحفظِ ختمِ نبوّت"، جلد اوّل، ص ۸۶۔ ۶۸۵

۳۲۔ ایضاً ص ۶۸۶ ۳۳۔ ایضاً ص ۶۸۶

۳۴۔ غلام احمد، قادیانی، "ازالۃ الاوہام" (ربوہ: الشرکتہ الاسلامیہ، 1958) ص ۶۷۵

۳۵۔ غلام احمد قادیانی، "تحفہ گولڑہ" (ربوہ: الشرکتہ الاسلامیہ، 1964) ص ۱۹۵

۳۶۔ صابر حسین شاہ بخاری، سید، ماہنامہ الحقیقہ "تحفظِ ختمِ نبوّت" ص ۶۲۷

۳۷۔ ایضاً ص ۶۲۸

۳۸۔ غلام احمد قادیانی، "نزول المسیح"، (ربوہ: الشرکتہ الاسلامیہ، 1966) ص ۳

۳۹۔ صابر حسین شاہ بخاری، سید، ماہنامہ الحقیقہ "تحفظِ ختمِ نبوّت"، ص ۶۲۸

۴۰۔ غلام احمد، قادیانی، "شہادت القرآن" (ربوہ: الشرکتہ الاسلامیہ، 1959) ص ۴

۴۱۔ غلام احمد، قادیانی، "مجموعہ اشتہارات" (الناشر: مبارک احمد ساقی، 1986) ص ۱۶۸

۴۲۔ غلام احمد، قادیانی، "اربعین نمبر" (ربوہ: الشرکتہ الاسلامیہ، 196۴)، ص ۱۵

۴۳۔ غلام احمد، قادیانی، "ضمیمہ تحفہ گولڑہ" ص ۲۷

۴۴۔ غلام احمد، قادیانی، "اشتہار مندرج تبلیغِ رسالت"، جلد نہم، (ربوہ: الشرکتہ الاسلامیہ، 1959) ص ۸۲

۴۵۔ غلام احمد، قادیانی" ازالۃ الاوہام" ص ۵۶
۴۶۔ علاء الدین، علامہ" کنزالاعمال" حدیث: ۱۰۷۴۲
۴۷۔ صابر حسین فتیحاری، سید، ماہنامہ الحقیقہ تحفظِ ختمِ نبوت نمبر" جلد اوّل" ص ۶۴۱
۴۸۔ ایضاً ص ۶۴۲ ۴۹۔ ایضاً ص ۶۴۲ ۵۰۔ ایضاً ص ۶۴۳
۵۱۔ عبید اللہ، حافظ" مطالعہ قادیانیت" (ملتان: ختمِ نبوّت فورم 1975،) ص ۱۵۷ اور ۵۷۲
۵۲۔ صابر حسین فتیحاری، سید" ماہنامہ الحقیقہ تحفظِ ختمِ نبوت نمبر"، جلد اوّل ص ۲۵۷
۵۳۔ ایضاً ص ۲۶۵ ۵۴۔ ایضاً ص ۲۶۵

عقیدہ ختمِ نبوت مستند دلائل کی روشنی میں

ڈاکٹر فیض احمد چشتی (لاہور)

محترم قارئینِ کرام: خاتم کا مطلب ہے، مہر لگانے والا اور خاتم النبیین کا معنیٰ یعنی سب سے آخری نبی، جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ اسلام کی بنیاد توحید اور آخرت کے علاوہ جس اساسی عقیدے پر ہے، وہ یہ ہے کہ نبی آخر الزمان حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت اور رسالت کے مقدس سلسلے کی تکمیل ہو گئی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا نبی نہیں بن سکتا اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی پر وحی آسکتی ہے اور نہ ایسا الہام جو دین میں حجت ہو۔ اسلام کا یہی عقیدہ "ختم نبوت" کے نام سے معروف ہے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت سے لے کر آج تک پوری امت مسلمہ کسی ادنی اختلاف کے بغیر اس عقیدے کو جزوِ ایمان قرار دیتی آئی ہے۔ قرآن کریم کی بلا مبالغہ بیسیوں آیات اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سینکڑوں احادیث اس کی شاہد ہیں۔ یہ مسئلہ قطعی طور پر مسلّم اور طے شدہ ہے اور اس موضوع پر بے شمار مُفصّل کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کے ایمان کی اساس ہے۔ دیگر تمام انبیاء علیہم السلام صرف اپنی قوم کی طرف مبعوث کیے گئے جب کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام عالم انسانیت کے لیے مبعوث فرمائے گئے۔ آپ پر نازل کردہ کتاب لاریب قرآن مجید تا قیامت تمام انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کا منبع ہے۔ آپ کی نبوت تا قیامت جاری و ساری ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نئے نبی کے آنے کی ضرورت نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں بھی چند لوگوں نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قتل کروا دیا۔ مسلمانوں کی تاریخ کی سب سے زیادہ خون ریز جنگ نبوت کے جھوٹے مدعی مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی جس میں کم و بیش بارہ سو اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہوئے جن میں سے سات سو حفاظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل تھے۔

پتہ یہ چلا کہ صحابہ کرام کا بھی یہ اجماعی عقیدہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عز وجل کے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ چنانچہ خیر القرون سے لے کر آج تک تمام امہ کا یہ مسلمہ اور اجماعی عقیدہ رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ و

آلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔قرآن اور احادیث متواترہ اس حقیقت پر دال ہیں۔

عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت وفضیلت

ختم نبوت کا عقیدہ ان اجماعی عقائد میں سے ہے، جو اسلام کے اصول اور ضروریاتِ دین میں شمار کیے گئے ہیں، اور عہدِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر اس وقت تک ہر مسلمان اس پر ایمان رکھتا آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں۔قرآن مجید کی ایک سو آیات کریمہ، رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث متواترہ (دو سو دس احادیث مبارکہ) سے یہ مسئلہ ثابت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی امت کا سب سے پہلا اجماع اسی مسئلہ پر منعقد ہوا کہ مدعی نبوت کو قتل کیا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظاہری زمانہ حیات میں اسلام کے تحفظ و دفاع کے لیے جتنی جنگیں لڑی گئیں، ان میں شہید ہونے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کل تعداد 259 ہے اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ و دفاع کے لیے اسلام کی تاریخ میں پہلی جنگ جو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف یمامہ کے میدان میں لڑی گئی، اس ایک جنگ میں شہید ہونے والے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین کی تعداد بارہ سو ہے جن میں سے سات سو قرآن مجید کے حافظ اور عالم تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کی کل کمائی اور گراں قدر اثاثہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں، جن کی بڑی تعداد اس عقیدہ کے تحفظ کے لیے جامِ شہادت نوش کر گئی۔ اسلام کی باقی تمام جنگوں میں کفار کی عورتوں، بچوں، باغات اور فصلوں وغیرہ کو نقصان نہیں پہنچایا گیا لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ان مرتدین کی عورتوں، بچوں، باغات اور فصلوں کو بھی ختم کر دیا جائے۔اس سے ختم نبوت کے عقیدہ کی عظمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

حضرت حبیب بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمامہ کے قبیلہ بنو حنیفہ کے مسیلمہ کذاب کی طرف بھیجا، مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا تم گواہی دیتے ہو کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں، مسیلمہ نے کہا کہ کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں (مسیلمہ) بھی اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت حبیب رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا کہ میں بہرا ہوں تیری یہ بات نہیں سن سکتا، مسیلمہ بار بار سوال کرتا رہا، وہ یہی جواب دیتے رہے اور مسیلمہ ان کا ایک ایک عضو کاٹتا رہا حتی کہ حبیب رضی اللہ عنہ بن زید کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے ان کو شہید کر دیا گیا۔اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسئلہ ختمِ نبوت کی عظمت واہمیت سے کس طرح والہانہ تعلق رکھتے تھے، اب حضرات تابعین رضی اللہ عنہم

میں سے ایک تابعی رضی للہ عنہ کا واقعہ بھی ملاحظہ ہو: حضرت ابومسلم خولانی رضی للہ عنہ جن کا نام عبداللہ بن ثوب رضی اللہ عنہ ہے اور یہ امت محمدیہ (علی صاحبہا السلام) کے وہ جلیل القدر بزرگ ہیں جن کے لیے اللہ تعالیٰ نے آگ کو اسی طرح بے اثر فرمادیا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے آتشِ نمرود کو گلزار بنادیا تھا۔ یہ یمن میں پیدا ہوئے تھے اور سرکارِکل عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک ہی میں اسلام لاچکے تھے لیکن سرکارکل عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کا موقع نہیں ملا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے آخری دور میں یمن میں نبوت کا جھوٹا دعویدار اسود عنسی پیدا ہوا۔ جو لوگوں کو اپنی جھوٹی نبوت پر ایمان لانے کے لیے مجبور کیا کرتا تھا اسی دوران اس نے حضرت ابومسلم خولانی رضی للہ عنہ کو پیغام بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنی نبوت پر ایمان لانے کی دعوت دی، حضرت ابومسلم رضی اللہ عنہ نے انکار کیا پھر اس نے پوچھا کہ کیا تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان رکھتے ہو؟ حضرت ابومسلم رضی للہ عنہ نے فرمایا ہاں، اس پر اسود عنسی نے ایک خوفناک آگ دہکائی اور حضرت ابومسلم رضی للہ عنہ کو اس آگ میں ڈال دیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے آگ کو بے اثر فرمادیا، اور وہ اس سے صحیح سلامت نکل آئے۔ یہ واقعہ اتنا عجیب تھا کہ اسود عنسی اور اس کے رفقاء پر ہیبت سی طاری ہوگئی اور اسود کے ساتھیوں نے اسے مشورہ دیا کہ ان کو جلاوطن کردو، ورنہ خطرہ ہے کہ ان کی وجہ سے تمہارے پیروؤں کے ایمان میں تزلزل آجائے، چنانچہ انہیں یمن سے جلاوطن کردیا گیا۔ یمن سے نکل کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی للہ عنہ جب ان سے ملے تو فرمایا "اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے مجھے موت سے پہلے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس شخص کی زیارت کرادی جس کے ساتھ للہ تعالیٰ نے ابراہیم خلیل للہ علیہ السلام جیسا معاملہ فرمایا تھا۔

منصبِ ختمِ نبوت کا اعزاز

قرآن مجید میں ذات باری تعالیٰ کے متعلق "رب العالمین" نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے لیے "رحمۃ للعالمین" قرآن مجید کے لیے "ذکر للعالمین" اور بیت اللہ شریف کے لیے "ھدی للعالمین" فرمایا گیا ہے، اس سے جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کی آفاقیت وعالمگیریت ثابت ہوتی ہے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصفِ ختم نبوت کا اختصاص بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کے لیے ثابت ہوتا ہے، اس لیے کہ پہلے تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے علاقہ، مخصوص قوم اور مخصوص وقت کے لیے تشریف لائے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو حق تعالیٰ نے کل کائنات کو آپ کی نبوت ورسالت کے لیے

ایک اکائی (ون یونٹ) بنا دیا۔ جس طرح کل کائنات کے لیے اللہ تعالیٰ "رب" ہے، اسی طرح کل کائنات کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "نبی" ہیں۔ یہ صرف اور صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز و اختصاص ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لیے جن چھ خصوصیات کا ذکر فرمایا ان میں سے ایک یہ بھی ہے: میں تمام مخلوق کے لیے نبی بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔ (مشکوٰۃ صفحہ 512 باب فضائل سید المرسلین مسلم جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 199، چشتی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آخری امت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبلہ آخری قبلہ بیت اللہ شریف ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ کتاب آخری آسمانی کتاب ہے۔ یہ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کے ساتھ منصبِ ختمِ نبوت کے اختصاص کے تقاضے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے پورے کر دیے، چنانچہ قرآن مجید کو ذکر للعالمین اور بیت اللہ شریف کو ھدی للعالمین کا اعزاز بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت کے صدقے میں ملا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت آخری امت قرار پائی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: انا آخر الانبیأ وانتم آخر الامم۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ 297، چشتی)

عقیدہ ختم نبوت قرآنی آیات کی روشنی میں

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا۔ (سورہ الاَحزاب آیت نمبر 40)

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو منصبِ نبوت پر فائز نہیں کیا جائے گا۔

خاتم النبیین کی نبوی تفسیر

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں۔ (سنن ابوداؤد، جامع ترمذی)

اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ "خاتم النبیین" کی تفسیر "لا نبی بعدی" کے ساتھ خود فرمادی ہے۔اسی لیے حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت چند احادیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیث متواتر کے ذریعہ خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تاکہ لوگوں کو معلوم رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس نے بھی اس مقام (یعنی نبوت) کا دعویٰ کیا وہ بہت جھوٹا، بہت بڑا افترا پرداز، بڑا ہی مکار اور فریبی، خود گمراہ اور دوسروں کو گمراہ کرنے والا ہوگا، اگرچہ وہ خوارق عادات اور شعبدہ بازی دکھائے اور مختلف قسم کے جادو اور طلسماتی کرشموں کا مظاہرہ کرے۔(تفسیر ابن کثیر جلد 3 صفحہ 494، چشتی)

خاتم النبیین کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم کا مسئلہ ختم نبوت سے متعلق مؤقف کے لیے اس مضمون میں کچھ آراء مبارکہ درج کی جاتی ہیں:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آیت کی تفسیر میں فرمایا: اور لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول اور خاتم النبیین یعنی آخر النبیین ہیں۔(تفسیر ابن جریر صفحہ 16 جلد 22)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے آیت خاتم النبیین کے بارہ میں یہ تفسیر نقل کی گئی ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کردیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان رسولوں میں سے جو اللہ کی طرف سے مبعوث ہوئے آخری ٹھہرے۔(تفسیر درّ منثور صفحہ 204 جلد 5)

کیا اس جیسی صراحتوں کے بعد بھی کسی شک یا تاویل کی گنجائش ہے؟ اور بروزی یا ظلی کی تاویل چل سکتی ہے؟

خاتم النبیین اور اجماع امت

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بے شک امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہ سمجھا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ رسول، اور اس پر اجماع ہے کہ اس لفظ میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں اور اس کا منکر یقیناً اجماع امت کا منکر ہے۔(الاقتصاد فی الاعتقاد صفحہ 123)

علامہ سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی میں زیر آیت خاتم النبیین لکھتے ہیں: اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا ایسی حقیقت ہے جس پر قرآن ناطق ہے، احادیث نبویہ نے جس کو واشگاف طور پر بیان فرمایا ہے اور

امت نے جس پر اجماع کیا ہے، پس جو شخص اس کے خلاف کا مدعی ہو اس کو کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو اس کو قتل کیا جائے گا۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ 39 جلد 22، چشتی)

علامہ ابن کثیر اس آیت کے ذیل میں اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: یہ آیت اس مسئلہ میں نص ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں تو رسول بدرجہ اولیٰ نہیں ہوسکتا، کیونکہ مقام نبوت مقامِ رسالت سے عام ہے۔ کیونکہ ہر رسول نبی ہوتا ہے اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا اور اس مسئلہ پر کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متواتر احادیث وارد ہیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ 493 جلد 3)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ: خاتم النبیین کے یہ الفاظ تمام قدیم وجدید علماء کے امت کے نزدیک کامل عموم پر ہیں۔ جو نص قطعی کے ساتھ تقاضا کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (تفسیر قرطبی صفحہ نمبر 196 جلد نمبر 14، چشتی)

پس عقیدہ ختم نبوت جس طرح قرآن کریم کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث متواترہ سے بھی ثابت ہے اور ہر دور میں امت کا اس پر اجماع واتفاق چلا آیا ہے۔ سورۂ احزاب کی آیت 40 آیت خاتم النبیین کی تشریح وتوضیح پہلے گزر چکی ہے، اب دوسری آیات ملاحظہ ہوں:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا۔ (سورہ مائدہ:3)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور تمہارے لیے اسلام کو دین پسند کیا۔

نوٹ: یوں تو ہر نبی اپنے اپنے زمانہ کے مطابق دینی احکام لاتے رہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل زمانہ کے حالات اور تقاضے تغیر پذیر تھے' اس لیے تمام نبی اپنے بعد آنے والے نبی کی خوشخبری دیتے رہے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نزول وحی کے اختتام سے دین پایہ تکمیل کو پہنچ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا تمام نبیوں کی نبوتوں اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے پر مشتمل ہے، اسی لیے اس کے بعد "واتممت علیکم نعمتی" فرمایا، یعنی نعمت نبوت کو میں نے تم پر تمام کردیا، لہٰذا دین کے اکمال اور نعمت نبوت کے اتمام کے بعد نہ تو کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ سلسلہ وحی جاری رہ سکتا ہے اسی وجہ سے ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ اے امیر المومنین: قرآن کی یہ آیت اگر

ہم پر نازل ہوتی ہم اس دن کو عید مناتے۔(رواہ البخاری)
اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد اکیاسی (81) دن حیات رہے اور اس کے نزول کے بعد کوئی حکم حلال وحرام نازل نہیں ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل شدہ کتاب کامل ومکمل، آخری کتاب ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔(سورۂ سبا:28)
ترجمہ: اور اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا ۔(سورۂ اعراف:158)
ترجمہ: تم فرماؤ: اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔
یہ دونوں آیتیں صاف اعلان کر رہی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر استثناء تمام انسانوں کی طرف رسول ہو کر تشریف لائے ہیں جیسا کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:
انا رسول من ادرکت حیا و من یولد بعدی۔
ترجمہ: میں اس کے لیے بھی اللہ کا رسول ہوں جس کو اس کی زندگی میں پالوں اور اس کے لیے بھی جو میرے بعد پیدا ہو۔(کنز العمال جلد 11 صفحہ 404 حدیث 31885، چشتی)(خصائص کبریٰ صفحہ 88 جلد 2)
پس ان آیتوں سے واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا، قیامت تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی صاحب الزماں رسول ہیں۔اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافۃ الناس کی طرف اللہ تعالیٰ کے صاحب الزماں رسول نہیں ہو سکتے بلکہ براہِ راست مستقل طور پر اسی نبی پر اور اس کی وحی پر ایمان لانا اور اس کو اپنی طرف اللہ کا بھیجا ہوا اعتقاد کرنا فرض ہوگا، ورنہ نجات ممکن نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور وحی پر ایمان لانا اس کے ضمن میں داخل ہوگا۔(معاذ اللہ)

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔(سورۂ انبیاء:107)
ترجمہ: اور ہم نے تمھیں تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا۔
یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانا تمام جہان والوں کو نجات کے لیے کافی ہے۔پس اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو اس پر اور اس کی وحی پر ایمان فرض ہوگا، اور

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان کامل رکھتے ہوئے بھی اس کی نبوت اور اس کی وحی پر ایمان نہ لاوے تو نجات نہ ہوگی اور یہ رحمۃ للعالمینی کے منافی ہے کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مستقلاً ایمان لانا کافی نہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صاحب الزمان رسول نہیں رہے؟ (معاذ اللہ)

وَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۞ اُولٰٓىِٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۞۔ (سورۂ بقرہ: 5،4)

ترجمہ: اور وہ ایمان لاتے ہیں اس پر جو تمہاری طرف نازل کیا اور جو تم سے پہلے نازل کیا گیا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیابی حاصل کرنے والے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ الْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۔ (سورہ النساء: 136)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول پر اتاری اور اس کتاب پر جو اس سے پہلے نازل کی (ان سب پر ہمیشہ) ایمان رکھو۔

یہ آیت بڑی وضاحت سے ثابت کر رہی ہے کہ ہم کو صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء اور ان کی وحیوں پر ایمان لانے کا حکم ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی عہدہ نبوت مشرف کیا جاتا تو ضروری تھا کہ قرآن کریم اس کی نبوت اور وحی پر ایمان لانے کی بھی تاکید فرماتا، معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا۔

حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں کہ اب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نبوت آپ پر ختم ہوگئی ہے اور آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی حتّٰی کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہیں مگر نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔

(تفسیر خازن الاحزاب الآیۃ: ۴۰، ۳/ ۵۰۳)

یاد رہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے اور یہ قرآن وحدیث و اِجماعِ امت سے ثابت ہے۔ قرآن مجید کی صریح آیت بھی موجود ہے اور اَحادیث تَواتُر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور امت کا اِجماعِ قطعی بھی ہے، ان سب سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کے

بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختمِ نبوت کا منکر، کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ سچا اور اس کا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ماننا، اللہ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی کو اَحد، صَمد، لَا شَرِیْكَ لَہٗ (یعنی ایک، بے نیاز اور اس کا کوئی شریک نہ ہونا) جاننا فرضِ اوّل ومَناطِ ایمان ہے، یونہی مُحَمَّدٌ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خَاتَمَ النَّبِیّٖن ماننا ان کے زمانے میں خواہ ان کے بعد کسی نبی جدید کی بِعثت کو یقیناً محال و باطل جاننا فرضِ اَجل وجزءِ اِیقان ہے۔ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ، نصِ قطعی قرآن ہے، اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہّم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر ملعون مُخَلَّد فِی النِّیْرَان (یعنی ہمیشہ کے لیے جہنمی) ہے، نہ ایسا کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر، جو اس کے کافر ہونے میں شک وتَرَدُّد کو راہ دے وہ بھی کافر بَیِّنُ الْکَافِرِ جَلِیُّ الْکُفْرَانِ (یعنی واضح کافر اور اس کا کفر روشن) ہے۔ (فتاویٰ رضویہ رسالہ جزاءاللہ عدوہ باباۂ ختم النبوۃ، ۱۵/ ۶۳۰)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین وجمیل ایک گھر بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے کہ اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں (قصرِ نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ہوں۔ (مسلم، کتاب الفضائل، باب ذکر کونہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین، صفحہ ۱۲۵۵، الحدیث: ۲۲(۲۲۸۶))

حضرت ثوبان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔ (اور اس حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ) عنقریب میری امت میں تیس کذّاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (ابوداؤد، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلہا، ۴/ ۱۳۲، الحدیث: ۴۲۵۲، چشتی)

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے چھ وجوہ سے انبیاء کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام پر فضیلت دی گئی ہے۔ (1) مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔ (2) رعب سے

میری مدد کی گئی ہے۔(3) میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔(4) تمام روئے زمین کو میرے لیے طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔(5) مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے۔(6) اور مجھ پر نبیوں (کے سلسلے) کو ختم کیا گیا ہے۔(مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، ص ۲۶۶، الحدیث: ۵(۵۲۳))

حضرت جبیر بن مطعم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔(ترمذی، کتاب الادب، باب ماجاء فی اسماء النبی ﷺ، ۴ / ۳۸۲، الحدیث: ۲۸۴۹، چشتی)

حضرت جابر بن عبداللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا، میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلا شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر ارشاد نہیں فرماتا۔(معجم الاوسط باب الالف من اسمہ احمد ا / ۶۳، الحدیث۔ ۱۷۰)

حضرت عرباض بن ساریہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میں اللہ تعالیٰ کے حضور لوحِ محفوظ میں خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ (لکھا) تھا جب حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔(مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث العرباض بن ساریۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ۶ / ۸۷، الحدیث: ۱۷۱۶۳، چشتی)

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ کُل عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی، اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے نہ کوئی نبی۔(ترمذی کتاب الرؤیا عن رسول اللہ ﷺ، باب ذہبت النبوّۃ وبقیت المبشّرات، ۴ / ۱۲۱، الحدیث: ۲۲۷۹)

حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے ارشاد فرمایا: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اَنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔(مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب من فضائل علیّ بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ص ۱۳۱۰، الحدیث: ۳۱(۲۴۰۴))

ترجمہ: کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام جب اپنے رب سے کلام کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت ہارون عَلَیْہِ السَّلَام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے، ہاں یہ فرق ہے کہ حضرت

ہارون عَلَیْہِ السَّلَام نبی تھے جبکہ میری تشریف آوری کے بعد دوسرے کے لیے نبوت نہیں اس لیے تم نبی نہیں ہو۔
حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وَجْہَہُ الْکَرِیْم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ خاتَمُ النَّبِیِّیْن تھے۔(ترمذی کتاب الرؤیا عن رسول اللہ ﷺ، باب ذہبت النبوۃ وبقیت المبشّرات، ۴/۱۲۱، الحدیث:۲۲۷۹، چشتی)
حضرت ابوامامہ باہلی رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں، لہٰذا تم اپنے رب کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرو، اپنے حُکّام کی اطاعت کرو (اور) اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔(معجم الکبیر، صدی بن العجلان ابوامامۃ الباہلی۔۔۔الخ، محمد بن زیاد الالہانی عن ابی امامۃ، ۸/۱۱۵، الحدیث:۷۵۳۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختمِ نبوت کے مزید دلائل اور مُنکروں کے رد کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے فتاویٰ رضویہ کی جلد نمبر 14 میں موجود رسالہ "اَلْمُبِیْن خَتْمُ النَّبِیِّیْن" (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے دلائل) اور جلد نمبر 15 میں موجود رسالہ "جَزَاءُ اللہِ عَدُوَّہٗ بِاِبَائِہٖ خَتْمَ النُّبُوَّۃِ" (ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کا رد) مطالعہ فرمائیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے چھ چیزوں میں انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی ہے: (۱) مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی (۳) مال غنیمت میرے لیے حلال کر دیا گیا ہے (۴) روئے زمین کو میرے لیے مسجد اور پاک کرنے والی چیز بنا دیا گیا ہے (۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے (۶) اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔(صحیح مسلم صفحہ 199 جلد 1)(مشکوٰۃ صفحہ 512)
اس مضمون کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، اس کے آخر میں ہے: وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس عامۃ۔(مشکوٰۃ صفحہ 512) ترجمہ: پہلے انبیا کو خاص ان کی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا۔
سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

تم مجھ سے وہی نسبت رکھتے ہو جو ہارون کو موسیٰ (علیہما السلام) سے تھی، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (بخاری صفحہ 633 جلد 2)۔ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ: میرے بعد نبوت نہیں۔ (صحیح مسلم صفحہ 278 جلد 2)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل کی قیادت خود ان کے انبیا کیا کرتے تھے، جب کسی نبی کی وفات ہوتی تھی تو اس کی جگہ دوسرا نبی آتا تھا لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں، البتہ خلفا ہوں گے اور بہت ہوں گے۔ (صحیح بخاری صفحہ 491 جلد 1، چشتی) (صحیح مسلم صفحہ 126 جلد 2) (مسند احمد صفحہ 297 جلد 2)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے، ہر ایک یہی کہے گا کہ میں نبی ہوں حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ (سنن ابوداؤد صفحہ نمبر 127 جلد نمبر 2) (جامع ترمذی صفحہ نمبر 45 جلد نمبر 2)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت و نبوت ختم ہو چکی ہے، پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔ (ترمذی صفحہ 51 جلد 2) (مسند احمد صفحہ 267 جلد 3)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم سب کے بعد آئے اور قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے، صرف اتنا ہوا کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی۔ (صحیح بخاری صفحہ 120 جلد 1، چشتی) (صحیح مسلم صفحہ 282 جلد 1)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوتے۔ (ترمذی صفحہ 209 جلد 2)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے خود سنا ہے کہ میرے چند نام ہیں: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی (مٹانے والا) ہوں کہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں کہ لوگ میرے قدموں پر اٹھائے جائیں گے اور میں عاقب (سب کے بعد آنے والا) ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (متفق علیہ، مشکوۃ المصابیح صفحہ 515)

متعدد احادیثِ مبارکہ میں یہ مضمون آیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: بعثت أنا والساعة کھاتین" مجھے اور قیامت کو ان دو انگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہے۔ (مسلم صفحہ 406 جلد 2)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا۔(اور حدیث کے آخر میں ارشاد فرمایا ہے کہ):عنقریب میری اُمّت میں تیس کذّ اب ہوں گے اور ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ جنتی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(ابوداؤدشریف کتاب الفتن والملامع باب ذکر الفتن ودلائلھا،4/132،الحدیث4252،چشتی)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر ارشاد نہیں فرماتا۔(مجمع الاوسط باب المؤسط من اسمہ احمد 1/63،حدیث 17)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی، اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی نبی۔(جامع ترمذی کتاب الرؤیا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب ذھبت النبوۃ وللقیت المبشر ات 4/121 حدیث 279,2)

وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔یہ نص قطع قرآنی ہے،اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا، نہ شاک کہ ادنیٰ ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا، قطعاً اجماعاً کافر،ملعون، مُخلّد النیر انِ یعنی ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔(فتاویٰ رضویہ رسالہ جزاء اللہ عدوہ باباہ ختمِ نبوۃ 15/630،چشتی)

حدیث: لا نبی بعدی۔

ترجمہ: میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اور جو کہے کہ نبی آئے گا تو وہ کافر ہے، کیونکہ یہ اس نص کا انکار ہے۔اب جو کہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی دوسرا نبی آ سکتا ہے،تو وہ گویا یہ کہتا ہے کے اس محل کی ایک اینٹ کو ہٹا کر اس کی جگہ اینٹ لگائی ہے یا ان میں سے ایک اینٹ کو معزول کیا جائے، جو کہ نہیں ہوسکتا، اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی، کوئی رسول نہیں آ سکتا۔

اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی آ سکتا ہے، وہ کافر ہے اور جو کافر کے کفر میں

شک کرے وہ بھی کافر ہے۔

نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، حتیٰ کہ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام نازل ہوں گے تو اگرچہ نبوت پہلے پا چکے ہوں گے، مگر نزول کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت پر عمل پیرا ہونگے اور اسی شریعت پر حکم کریں گے اور آپ ہی کے قبلہ یعنی کعبہ معظّمہ کی طرف نماز پڑھیں گے۔ (تفسیر خازن الاحزاب الآیۃ:40، 3 / 503، چشتی)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِرشاد فرمایا: بے شک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ پاک میرے سبب کُفر کو مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں، میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد 8 صفحہ 382 الحدیث 2849)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں تمام پیغمبروں کا خاتم ہوں اور یہ بات بطورِ فخر نہیں کہتا اور میں سب سے پہلی شفاعت کرنے والا اور سب سے پہلے شفاعت قبول کیا گیا ہوں اور یہ بات فخر کے طور پر ارشاد نہیں فرماتا۔ (مجمع الاوسط، باب الالف من اسمہ احمد 63 / 1، حدیث 170)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں اللہ پاک کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین (لکھا) تھا، جب حضرت آدم علیہ السلام اپنے مٹی میں گُندھے ہوئے تھے۔ (مسند امام احمد، مسند الشامیین، حدیث العرض بن ساریہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 6 / 87، حدیث 17163)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک رسالت اور نبوت ختم ہوگئی، اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی نبی۔ (جامع ترمذی کتاب الرؤیا عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات 4 / 121 حدیث 279,2)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ارشاد فرمایا: اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَکُوْنَ بِمَنْزِلَۃِ ہَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی غَیْرَ اِنَّہٗ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ باب من فضائل علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ صفحہ 1310 الحدیث 31 (2404)

یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اپنے ربّ سے

سے کلام کے لیے حاضر ہوئے تو حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے، ہاں یہ فرق ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام نبی تھے، جب کہ میری تشریف آوری کے بعد دوسرے کے لیے نبوت نہیں، اس لیے تم نبی نہیں ہو۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کندھوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ (جامع ترمذی کتاب الرؤیا عن رسول اللہ ﷺ باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات، 4/121، حدیث 2279، چشتی)
حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں، تمہارے بعد کوئی اُمّت نہیں، لہٰذا تم اپنے ربّ کی عبادت کرو، پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی خوش دلی کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرو، اپنے حُکام کی اطاعت کرو (اور) اپنے ربّ کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (معجم الکبیر صدی بن العجلان ابو امامۃ الباہلی۔ الخ، محمد بن زیاد الالہانی عن ابی امامۃ، 8/115، حدیث 7535)
دینِ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبوت و رسالت کا سلسلہ محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم فرما دیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی طرح کا کوئی نبی، کوئی رسول نہ آیا ہے، نہ آ سکتا ہے اور نہ آئے گا، اس عقیدے سے انکار کرنے والا یا اس میں ذرا برابر شک اور تردّد کرنے والا دائرہ اِسلام سے خارج ہے۔
بے شک رسالت اور نبوت ختم ہو گئی، اب میرے بعد نہ کوئی رسول ہے، نہ کوئی نبی۔ (ترمذی، 4/121، حدیث 2279)
اے لوگو! بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمّت نہیں۔ (معجم کبیر، ج 8، ص 115، حدیث 7535)
میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال ایسی ہے، جیسے کسی شخص نے ایک حسین و جمیل گھر بنایا، مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے کہنے لگے کہ اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی؟ میں (قصرِ نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (مسلم صفحہ 965 حدیث 5961، چشتی)
بیشک میں اللہ تعالیٰ کے حضور لوحِ محفوظ میں خاتم النبیین (لکھا ہوا) تھا، جب حضرت آدم علیہ السلام ابھی اپنی مٹی میں گُندھے ہوئے تھے۔ (کنز العمال، جزء: 6، 11/188، حدیث 31957)

میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے کُفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع ترمذی جلد 4 صفحہ 382 حدیث 2849)

ضروری وضاحت: قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دنیا میں دوبارہ تشریف لانا ختمِ نبوت کے خلاف نہیں ہے، امام جلالُ الدّین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں: جب حضرت عیسی علیہ السلام نازل ہوں گے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب کے طور پر آپ کی شریعت کے مطابق حکم فرمائیں گے، نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِتباع کرنے والوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمّت میں سے ہوں گے۔ (خصائص کبری، 2/239)

نہیں ہے اور نہ ہوگا بعد آقا کے نبی کوئی
وہ ہیں شاہِ رُسل، ختمِ نبوت اس کو کہتے ہیں
لگا کر پُشت پر مہرِ نبوت حق تعالی نے
انہیں آخر میں بھیجا، خاتمیت اس کو کہتے ہیں

(قبالہ بخشش صفحہ 115)

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے اپنے انبیاء اور رسولوں علیھم السلام کو بھیجا جن کی مکمل تعداد وہی جانتا ہے اور سب سے آخر میں ہمارے نبی محمد مصطفی، احمدِ مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے بعد کسی اور کو نبوت ملنا ممکن جانے وہ ختمِ نبوت کا منکر، کافر اور اسلام سے خارج ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: وَلٰکِنۡ رَّسُوۡلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ۔

ترجمہ: لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ (الاحزاب: پارہ 30،22)

وَقَالَ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم: اَنَا خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ لَانَبِیَّ بَعۡدِی۔

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع الترمذی ابواب الفتن باب ماجاء لاتقوم الساعۃ الخ 2/45، چشتی) (فتاویٰ رضویہ جلد 11 کتاب النکاح)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بیشک رسالت و نبوت ختم ہوگئی اب میرے بعد نہ کوئی رسول نہ نبی علیہ السلام۔ (جامع الترمذی، ابواب الرؤیا باب ذھبت النبوۃ، 2/51)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری اور دوسرے نبیوں کی مثال اس محل کی سی ہے جس کی تعمیر بہت اچھی کی گئی اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی دیکھنے والے اس کے گرد چکر لگاتے تھے اور اچھی تعمیر سے تعجب کرتے تھے سوا اس اینٹ کے تو میں نے ہی اس اینٹ کی جگہ پُر کر دی مجھ پر انبیاء ختم کر دیے گئے اور مجھ پر رسول ختم کر دیے گئے ایک روایت میں ہے کہ وہ آخری اینٹ میں ہی ہوں اور نبیوں میں آخری نبی ہوں۔ (مسلم و بخاری)

اب کسی نبی کی نبوت ممکن نہیں۔ حضرت عیسی علیہ السلام بے شک تشریف لائیں گے مگر وہ پہلے کے نبی ہونگے، نہ کہ بعد کے، اور اب امتی کی حیثیت سے تشریف فرما ہونگے۔ جیسے آخری بیٹا وہ ہے جس کے بعد کوئی بیٹا پیدا نہ ہو یہ ضروری نہیں کہ پچھلے سارے بیٹے مر چکے ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کے معنی یہ ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ کے بعد کوئی پیدا نہ ہوگا، اگر پہلے کے کوئی نبی زندہ ہوں تو مضائقہ نہیں۔ چار نبی اب تک زندہ ہیں۔ دو زمین پر حضرت خضر اور حضرت الیاس اور دو آسمان پر حضرت ادریس اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام، ان کی زندگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے خلاف نہیں۔ (مراۃ شرح مشکوۃ جلد 6 صفحہ 7)

اعلی حضرت علیہ الرحمہ کیا خوب فرماتے ہیں:

نہ رکھی گل کے جوشِ حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغِ رسالت کا

خاتَمُ النَّبِیّین کے معنیٰ آخِرُ النبیّین ہیں اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم فرما دیا یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی طرح کا کوئی نیا نبی و رسول نہ آیا ہے اور نہ ہی آسکتا ہے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی قیامت کے نزدیک جب تشریف لائیں گے سابق وصفِ نبوت و رسالت سے متصف ہونے کے باوجود ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نائب و امّتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے اور اپنی شریعت کے بجائے دینِ محمدی کی تبلیغ کریں گے۔

عقیدہ ختمِ نُبُوّت دینِ اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے یہ ایک احساس ترین عقیدہ ہے ختمِ نبوت کا انکار قرآن کا انکار ہے ختمِ نبوت کا انکار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کا انکار ہے ختمِ نبوت کو نہ ماننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک زمانہ سے لیکر آج تک کے ہر ہر مسلمان کے عقیدے کو جھوٹا کہنے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ کا فرمانِ عظیم ہے: محمد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا

ہے۔(پارہ22 سورہ الاحزاب:40)
ختمِ نبوت کے منکر اس آیتِ مبارکہ کے الفاظ خَاتَمَ النَّبِیّٖن کے معنی میں طرح طرح کے بے بنیادی، جھوٹی اور دھوکہ پر مبنی تاویلات فاسدہ کرتے ہیں جو کہ قرآن وحدیث، فرامین واجماع صحابہ اور مفسرین، محدثین، محققین، متکلمین اور ساری امّتِ محمّدیہ کے خلاف ہیں۔ تفاسیر اور اقوال مفسرین کی روشنی میں خَاتَمَ النَّبِیّٖن کا معنیٰ آخری نبی ہی ہے کثیر مفسرِ ین کرام نے اس آیت کی تفسیر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری نبی ہونے کی تصریح وتاکید فرمائی ہے۔
صاحبِ بہارِ شریعت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ پاک نے سلسلۂ نبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے، کافر ہے۔(بہارِ شریعت جلد 1 صفحہ 63)
پیغامِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا میں اللہ پاک کا پہلا اور آخری پیغام ہے، جو کالے گورے، عرب وعجم، ترک وتاتار، ہندی وچینی، زنگ وفرنگ سب کے لیے عام ہے، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا تمام دنیا کا خدا ہے، تمام دنیا کا پروردگار ہے۔(رب العالمین) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام دنیا کے رسول ہیں، تمام دنیا کے لیے رحمۃ اللعالمین ہے اور ان کا پیغام تمام دنیا کے لیے ہے۔
انبیائے سابقین اپنے اپنے عہد میں خاتم الانبیاء علیہم السلام کی روحانیتِ عظمیٰ ہی سے مستفید ہوتے تھے، مثال: جیسے رات کو چاند اور ستارے سورج کے نور سے مستفید ہوتے ہیں، حالانکہ سورج اس وقت دکھائی نہیں دیتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رتبے اور زمانے، ہر لحاظ سے خاتم النبیین ہیں اور جن کو بھی نبوت ملی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی مُہر سے ملی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تشریف لانے سے نبوت مکمل ہوگئی اور کوئی جگہ باقی نہیں رہی، جسے پُر کرنے کے لئے کسی نبی کے آنے کی ضرورت ہو، نبوت ورسالت کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگیا، آپ کے بعد جو بھی نبوت کا دعویٰ لے کر اٹھے، وہ جھوٹا اور مکار ہے اور اس عقیدے کا منکر قطعاً کافر اور ملتِ اسلام سے خارج ہے۔

وہ دانائے رُسل ختم الرسل مولائے کل
جس نے غبارِ راہ کو بخشا، فروغ وادی سینا

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل ، وہی آخر
وہی قرآن وہی فرقاں ، وہی یٰسین وہی طٰہٰ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا ہی اعلیٰ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جیسے رحمۃ للعلمین ، سید المرسلین ، راحت العاشقین ، شفیع المذنبین اور نبیُّ الحرمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنا کر بھیجا ہے اسی طرح (خاتم النبیین) بھی بنا کر بھیجا ہے چنانچہ ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ، رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں : جب موسیٰ علیہ السلام پر توریت اُتری ، اسے پڑھا تو اس میں اس امّت کا ذکر پایا ۔ عرض کی : اے میرے رب ! میں ان لوحوں میں ایک امت پاتا ہوں کہ وہ زمانے میں سب سے پچھلی اور مرتبے میں سب سے اگلی ، تُو اس امت کو میری امت کر دے ، فرمایا : یہ احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت ہے ۔ (دلائل النبوۃ ، 1 / 4)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں : جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کی : حضور کا رب فرماتا ہے : بے شک میں نے تم پر انبیاء کو ختم کیا اور کوئی ایسا نہ بنایا جو تم سے زیادہ میرے نزدیک عزت والا ہو ، تمہارا نام میں نے اپنے نام سے ملایا کہ کہیں میرا ذکر نہ ہو جب تک میرے ساتھ یاد نہ کئے جاؤ ۔ بے شک میں نے دنیا و اہلِ دنیا سب کو اس لیے بنایا کہ تمہاری عزت اور اپنی بارگاہ میں تمہارا مرتبہ ان پر ظاہر کروں ۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اصلاً نہ بناتا ۔ (مختصر تاریخ دمشق ، 2 / 136-137)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا شان ہے ! اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا مقرب بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا کہ آپ جیسا اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بنایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین بنا کر تمام نبیوں اور رسولوں علیہم السلام کے سردار بنا دیے گئے اور اس وجہ سے سب امتوں سے زیادہ اس امت کو اہمیت دی گئی ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی ہونے کی بدولت ہم جیسے گنہگاروں کو بھی اللہ تعالیٰ نے خوش خبری سنائی ہے ۔ چنانچہ خطیبِ بغدادی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ ، رسول للہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں : شبِ اسریٰ مجھے میرے رب نے نزدیک کیا یہاں تک کہ مجھ میں اور اس میں دو کمان بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہا اور مجھ سے فرمایا : اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا تجھے اس کا غم ہوا کہ میں نے تجھے سب پیغمبروں کے پیچھے بھیجا ، میں نے عرض کی نہیں ۔ فرمایا : کیا تیری امت کو اس کا رنج ہوا کہ میں نے انہیں سب امتوں کے پیچھے رکھا ؟ میں عرض کی نہیں ۔ فرمایا : اپنی امت کو خبر دے دے کہ میں نے انہیں سب سے پیچھے اس لیے کیا کہ

اور امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں اور انہیں اوروں کے سامنے رسوائی سے محفوظ رکھوں۔ (تاریخ بغداد، 5/130)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جڑی ہر چیز میں کئی ہزار راز چھپائے ہوئے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین بنا کر آپ پر دینِ اسلام مکمل کیا۔ اب یہی دینِ اسلام کا پرچم قیامت تک لہراتے رہے گا ان شاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت وراہ نمائی کے لیے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا، ان کو نبی کہتے ہیں، انبیا علیہم السلام وہ بشر ہیں، جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے، انبیا علیہم السلام کے مراتب میں فرق ہے، بعضوں کے رُتبے بعضوں سے اعلیٰ ہیں، سب سے بڑا مرتبہ ہمارے نبی حضرت محمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے سلسلۂ نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں کوئی نیا نبی نہیں ہوسکتا، جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت ملنا مانے یا جائز جانے کافر ہے۔ (بہارِ شریعت جلد نمبر 1 عقائدِ متعلقہ نبوت صفحہ نمبر 63، چشتی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آخری نبی ہونا قطعی ہے اور یہ قطعیت قرآن وحدیث واجماعِ اُمّت سے ثابت ہے، قرآنِ مجید کی صریح آیت بھی موجود ہے اور احادیثِ تواتر کی حد تک پہنچی ہوئی ہیں اور اُمّت کا اجماعِ قطعی بھی ہے۔ ان سب سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی ہونے والا نہیں۔ (تفسیر صراط الجنان جلد ہشتم صفحہ 47)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، اللہ تعالیٰ کے آخری نبی، رسولِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میرے متعدد نام ہیں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں کہ اللہ پاک میرے سبب سے کفر مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں، میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (جامع ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی اسماء النبی، 2/111، حدیث 2840، چشتی)

قرآنِ پاک کے بعد عقائدِ اسلامیہ کا بنیادی ماخذ چونکہ حدیثِ رسول ہے، ایک حدیث مبارکہ میں ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مجھے اچھے اوصاف کے ساتھ دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر فضیلت دی گئی، مجھے جوامع الکلم عطا فرمائے گئے، رعب ودبدبے سے میری مدد کی

گئی، میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئیں، میرے لیے ساری زمین پاک کر دی گئی اور مسجد بنا دی گئی، مجھے ساری مخلوق کی طرف چُن کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کیا گیا۔(صحیح مسلم کتاب المساجد صفحہ 164)

سیاستِ انبیائے کرام علیہم السلام اور ختمِ نبوت: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بنی اسرائیل کا مال دنیا سے انتظام انبیائے کرام علیہم السلام کرتے تھے، جب کبھی ایک نبی فوت ہوتا تو دوسرا نبی اس کے قائم مقام ہو جاتا اور بے شک میرے بعد کوئی نبی نہیں۔(صحیح بخاری صفحہ 582)

آپ کے بعد کوئی نبی نہیں: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ماحی ہوں یعنی اللہ پاک میرے سبب سے کُفر کو مٹاتا ہے، میں حاشر ہوں، میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا، میں عاقب ہوں اور عاقب وہ ہے، جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔(صحیح بخاری صفحہ 869)

تیس دجال نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ پاک نے میرے لیے زمین سمیٹ دی، میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھا، عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے ہوں گے، ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں اور بخاری کے الفاظ ہیں، تقریباً تیس دجّال کذّاب ہوں۔(سنن ابو داؤد صفحہ نمبر 666)

لو کان بعدی نبیا لکان عمر بن الخطاب: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔(جامع ترمذی ابواب صفحہ 840)۔

محترم قارئینِ کرام: اس سے قبل آپ نے اجمالاً پڑھا اب اس موضوع پر قدرے تفصیل پیشِ خدمت ہے: اس کی تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں قتادہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ وہ آپ کے بیٹے نہیں ہیں اور آپ کے چار نسبی بیٹے تھے آپ حضرت قاسم' حضرت ابراہیم' حضرت طیب اور حضرت مطہر کے والد تھے۔(جامع البیان رقم الحدیث: ۲۱٤٦٥' تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۷٦۹۸)

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا تو کفار اور منافقین نے

اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ حضرت زید بن حارثہ آپ کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں حتی کہ ان کی بیوی آپ پر حرام ہو جائیں لیکن آپ تعظیم اور تکریم کے اعتبار سے امت کے باپ ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں' اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرما کر کفار اور منافقین کے اعتراضات کو ساقط کردیا' اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں جو مرد تھے آپ ان میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں' یہ نہیں ہے کہ آپ کسی کے والد نہیں ہیں کیونکہ آپ کی چار بیٹیاں تھیں اور آپ ان کے والد تھے اور آپ کے چار بیٹے تھے اور آپ ان کے والد تھے لیکن وہ سب صغر سن میں وفات پا گئے اور ان میں سے کوئی بھی مرد ہونے کی عمر تک نہیں پہنچا' سو آپ مردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں اور یہ چاروں آپ کے نسبی بیٹے تھے مخاطبین کے مردوں میں سے نہ تھے' بعض احادیث میں ہے کہ آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے متعلق فرمایا یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث:۳۷۶۹)

لیکن آپ نے ان کو مجازاً اپنے بیٹے فرمایا وہ آپ کے نسبی بیٹے نہ تھے' وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نسبی بیٹے اور آپ کے نواسے تھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وہ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں اور نہ کسی مرد کے حقیقی والد ہیں' نہ رضاعی والد ہیں۔ فقیر نے امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار بیٹے تھے لیکن مشہور یہ ہے کہ آپ کے دو بیٹے تھے حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم' حضرت قاسم حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہم کے بطن سے پیدا ہوئے انہی کی وجہ سے آپ کی کنیت ابو القاسم ہے اور حضرت ابراہیم آپ کی کنیز ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد قبل از اسلام پیدا ہوئی' صرف حضرت ابراہیم واحد ہیں جو زمانہ اسلام میں پیدا ہوئے اسی وجہ سے ان کا لقب طیب اور مطہر ہے۔ (سبل الھدی والرشاد جلد ۱۱ صفحہ ۱٦' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱٤۱٤ھ)

علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ آپ کسی مرد کے شرعی والد ہیں نہ رضاعی اور نہ کسی کو آپ نے شرعاً بیٹا بنایا کیونکہ شرعاً بیٹا اس کو بنایا جاتا ہے جو مجہول النسب ہو اور حضرت زید بن حارثہ مجہول النسب نہیں تھے ان کا نسب معروف تھا وہ حارثہ کے بیٹے تھے غرض آپ کسی اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہ تھے' نسبی نہ رضاعی نہ متبنی کے کے اعتبار سے۔ (تفسیر روح المعانی جز ۲۲ صفحہ ٤٥ ۔ ٤٤' دار الفکر بیروت' ۱٤۱۷ھ، چشتی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر صاف اور صریح آیت تو یہی

الاحزاب:۴۰ ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید کی اور آیات بھی ہیں جن سے آپ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا ثابت ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔(سورہ المائدہ:۳)

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تمہارے اوپر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو بہ طور دین پسند فرمالیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، کیونکہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا، جب آپ کے دین اور آپ کی شریعت میں کوئی کمی ہوتی جس کمی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا، اور جب آپ کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نامکمل ہونا ممکن نہیں ہے تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی ممکن نہیں ہے۔

وما آرسلنک الا کآفۃ للناس بشیرا ونذیرا۔(سورہ سبا:۲۸)

ترجمہ: اور (اے رسول مکرم) ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لیے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا بھیجا ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ رسول ہیں اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے کوئی اور رسول آئے گا، اور اس سے یہ آیت کاذب ہو جائے گی اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے، اس سے لازم آیا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

قل یا یھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔(سورہ الاعراف:۱۵۸)

ترجمہ: آپ کہیے اے لوگو! بیشک میں تم سب کی طرف اللہ رسول ہوں۔

اس آیت کی بھی حسبِ سابق تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی کا آنا ممکن ہو تو پھر آپ سب کے لیے رسول نہیں رہیں گے۔

وما آرسلنک الا رحمۃ للعلمین۔(سورہ الانبیاء:۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کی بھی اسی طرح تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر بعض لوگوں کے لیے وہ رسول

رحمت ہوگا اور آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا ۔ (الفرقان: ۱) ترجمہ: وہ ذات برکت والی ہے جس نے اپنے عبد کامل پر وہ کتاب نازل کی جو حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہے تا کہ وہ عبد کامل تمام جہانوں کے لیے (عذاب سے) ڈرانے والا ہو جائے۔

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ ۔ (آل عمران: ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کیجیے جب اللہ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمہارے پاس وہ عظیم رسول آ جائے جو ان (چیزوں) کی تصدیق کرے جو تمہارے پاس ہیں، تو تم سب اس پر ضرور ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا، انہوں نے کہا ہم نے اقرار کر لیا، فرمایا پس تم سب (ایک دوسرے پر) گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا گیا ہے وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا، پس اگر آپ کے بعد کسی اور رسول کے آنے کو ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی کے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو اور یہ بداھۃً باطل ہے۔

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَ یُزَکِّیْھِمْ وَ یُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَ الْحِکْمَۃَ - وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ- وَّاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ - وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ (الجمعہ: ۳-۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے امی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بیشک وہ اس کے آنے سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے اور اس رسول کو دوسروں کے لیے بھی بھیجا ہے جو (ابھی تک) پہلوں سے نہیں ملے اور وہ بے حد غالب بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے زمانہ کے لوگوں کے بھی رسول ہیں اور اپنے

بعد آنے والے لوگوں کے لیے بھی رسول ہیں' اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کے بعد کسی اور رسول کا آنا بھی ممکن ہے تو پھر اس رسول پر ایمان لانے والوں کے لیے آپ رسول نہیں ہوں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

وَ مَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ يَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ-وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ۔(سورہ النساء:۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص اس پر ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔

عہدِ رسالت سے تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا محال ہے سو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ اس آیت کی وعید کا مصداق ہے۔

لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ اُولٰٓىٕكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ۔(سورہ الحدید:۱۰)

ترجمہ: تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا' وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں' ان کا ان لوگوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور قتال کیا اور اللہ نے ہر ایک سے نیک عاقبت کا وعدہ فرمایا ہے۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ' بعد کے صحابہ سے بہت افضل ہیں' اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ سے افضل ہوتا کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ سے اس کا افضل ہونا اس آیت کے خلاف ہے' پس آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق احادیث صحیحہ' مقبولہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی طرح ہے' جس نے بہت حسین وجمیل ایک گھر بنایا' مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی' لوگ اس گھر کے گرد گھومانے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے' اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی آپ

نے فرمایا میں (قصر نبوت کی) وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔(صحیح بخاری رقم الحدیث:٣٥٣٥، صحیح مسلم رقم الحدیث:٢٢٨٦، السنن الکبریٰ رقم الحدیث:١٤٢٢، مسند احمد رقم الحدیث:٧٤٧٩، عالم الکتب)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔(الی قولہ) عنقریب میری امت میں تیس کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے، اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(سنن ابوداؤد رقم الحدیث:٤٢٥٢، چشتی)(صحیح مسلم رقم الحدیث:٢٨٨٩)(سنن الترمذی رقم الحدیث:٢٢٠٢)(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:٣٩٥٢)(صحیح بخاری ٧١٢١)۔میں ہے عنقریب تیس کذاب نکلیں گے ان میں ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بنا کر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس میں آیا اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کر دیا۔(مسند احمد ج ٣ ص ٩، حافظ زین نے کا اس حدیث کی سند صحیح ہے، حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث:١١٠٠٩، دار الحدیث قاہرہ ١٤١٦ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے چھ وجوہ سے انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے (١) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں (٢) اور رعب سے میری مدد کی گئی ہے (٣) اور میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے (٤) اور تمام روئے زمین کو میرے لیے آلہ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے (٥) اور مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے (٦) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔(صحیح مسلم رقم الحدیث:٥٢٣، چشتی)(سنن الترمذ رقم الحدیث:١٥٥٣، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:٥٦٧، مسند احمد ج ٢ ص ٤١٢)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔(صحیح بخاری رقم الحدیث:٤٤١٦، صحیح مسلم رقم الحدیث:٢٤٠٤، سنن ترمذی رقم الحدیث:٣٧٣١، سنن کبری للنسائی رقم الحدیث:٨٤٣٥، المعجم الکبیر رقم الحدیث:٣٣٤-٢٠٣٥-٢٠٢٦، چشتی)(المستدرک ج ٣ ص ١٠٩ قدیم، رقم الحدیث:٤٥٧٥ جدید، سنن بیہقی ج ٩ ص ٤٠، صحیح ابن حبان رقم الحدیث:٦٩٢٧، مصنف عبد الرزاق رقم

الحدیث:٩٧٤٥' مصنف ابن ابی شیبہ ج١٢ ص٦٠)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیاء کرتے تھے' جب بھی کوئی نبی فوت ہوجاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہوجاتا' اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' اور میرے بعد بہ کثرت خلفاء ہوں گے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث:٣٤٥٥' صحیح مسلم رقم الحدیث:١٨٤٢' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:٢٨٧١' مسند احمد رقم الحدیث:٧٩٤٧' عالم الکتب بیروت، چشتی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے' پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول ہوگا۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث:٢٢٧٢' مسند احمد ج٣ ص٢٦٧' مسند ابویعلی رقم الحدیث:٣٩٤٧' المستدرک ج٤ ص٣٩١)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:٨٧٦' صحیح مسلم رقم الحدیث:٨٥٥' سنن النسائی رقم الحدیث:١٣٦٧)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے) (صحیح مسلم رقم الحدیث بلاتکرار:١٣٩٤' الرقم المسلسل:٣٣١٧)

قتادہ بیان رضی اللہ عنہ کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ (کنز العمال رقم الحدیث:٣١٩١٦-٣٢١٢٦، چشتی)

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بیشک (اس وقت) آدم اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ (مسند احمد ج٤ ص١٢٧' المعجم الکبیر ١٨' رقم الحدیث:٢٥٢' مسند البزار رقم الحدیث:٢٣٦٥)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر کہیں گے یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں' اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ سب کاموں کی مغفرت کردی ہے' آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجیے۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث:٤٧١٢' صحیح مسلم رقم الحدیث:١٩٤' سنن الترمذی رقم الحدیث:٢٤٣٤' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:

٣٣٠٧)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔ (سنن الدارمی رقم الحدیث: ٥٠ ' کنز العمال رقم الحدیث: ٣١٨٣)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس آئے گویا ہمیں رخصت فرما رہے ہوں پھر تین بار فرمایا میں محمد نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (مسند احمد ج ٢ ص ١٧٢ ' احمد شاکر نے کہا اس کی سند حسن ہے ' حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ٦٦٠٢ ' دار الحدیث قاہرہ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کے سامنے فرمایا تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعلمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر و نذیر بنایا ' مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے ' اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا ' اور اس نے میرا سینہ کھول دیا میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے مرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار رقم الحدیث: ٥٥ ' مجمع الزوائد جلد ١ صفحہ ٧١ ' چشتی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے ' آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھ دیا پھر آپ نے مسجد میں داخل ہو کر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی ' نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبریل سے پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ (المواہب الدنیہ ج ٢ ص ٣٦٢ ' دار الکتب العلمیہ بیروت ' ١٤١٦ ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ٣٦٣٨ ' شمائل ترمذی رقم الحدیث: ١٩-٧ ' مصنف ابن ابی شیبہ ج ١١ ص ٥١٢ ' دلائل النبوۃ ج ١ ص ٢٦٩ ' شرح السنہ رقم الحدیث: ٣٦٥٠)

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (فتنہ دجال کے متعلق ایک طویل حدیث میں) فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٤٠٧٧)

حضرت ابوقتیلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں ہے سو تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینہ کے روزے رکھو، اپنے حکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جا۔ (المعجم الکبیر ج ۲۲ رقم الحدیث: ۷۹۷، ج ۸ رقم الحدیث: ۷۵۳۵۔ ۷۶۱۷، چشتی)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! پہلے رسول آدم ہیں اور آخری رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۲۶۹)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۲۸۶، مسند احمد ج ٤ ص ۱۵٤، المستدرک ج ۳ ص ۵۸، المعجم الکبیر ج ۱۷ رقم الحدیث: ۸۵۷)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں، میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں جس کے عہد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۲، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۵٤، چشتی) (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۸٤۰، السنن الکبری رقم الحدیث: ۱۱۵۹۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں احمد ہوں، اور محمد ہوں، اور حاشر ہوں اور مقفی (سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) ہوں اور خاتم ہوں۔ (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۱۵٦، مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱٤۰٦۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے کیا تم میں سے کسی ایک نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرماتے میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۵۰۱۷)۔

حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام دراز قد تھے اور ان کے بال گھونگریالے تھے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءہ سے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت تھی، مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی' اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرے شانوں کے درمیان وہ مہر نبوت ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں پر ہوتی تھی' کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔(المستدرک ج ۲ ص ۷۰۵ء قدیم' المستدرک رقم الحدیث: ٤١٠٥ جدید المکتبۃ العصریہ ١٤٢٠ھ)

اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا وہ کم سنی میں فوت ہو گئے اور اگر ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ١٥١٠' چشتی)(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٦١٩٤)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔(مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۳' تاریخ دمشق ج ۳ ص ۷٦' رقم الحدیث: ٥٧٩' الجامع الصغیر رقم الحدیث: ٧٤٥٣' کنز العمال رقم الحدیث: ٦١٩٤)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نبوت میں سے صرف مبشرات باقی بچے ہیں' مسلمانوں نے پوچھا یارسول اللہ! مبشرات کیا ہیں۔آپ نے فرمایا اچھے خواب۔(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٦٩٩٠)

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے' ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(مسند احمد ج ٥ ص ٣٩٦' حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ٢٣٣٥١' دارالحدیث قاہرہ)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے آئے اور آپ سے کہا آپ جو چاہے اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں! آپ نے ان سے فرمایا میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی شہادت دو اور اس کی کہ میں خاتم الانبیاء والرسل ہوں میں اس کو تمہارے ساتھ بھیج دوں گا' انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی' آپ نے فرمایا اچھا زید سے پوچھو اگر وہ تمہارے ساتھ جانا چاہے تو میں اس کو تمہارے ساتھ بلا معاوضہ بھیج دیتا ہوں' حضرت زید نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنے باپ کو ترجیح

دوں گا اور نہ اپنی اولاد کو، یہ سن کر حضرت زید کے والد حارثہ مسلمان ہو گئے اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً عبدہ و رسولہ اور ان کے باقی رشتہ داروں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ (المستدرک ج ۳ ص ۲۱٤ طبع قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ٤٩٤٦ طبع جدید)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں انبیاء علیہم السلام کا خاتم ہوں۔ (المستدرک ج ۲ ص ٥٩٧ طبع قدیم، المستدرک رقم الحدیث: ٤١٦٨ طبع جدید)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے درد ہو گیا تو میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر کا پلو ڈال دیا، پھر فرمایا اے ابو طالب کے بیٹے! تم ٹھیک ہو گئے اور اب تم کو کوئی تکلیف نہیں ہے، میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے، تمہارے لیے بھی اس چیز کا سوال کیا ہے، اور میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرما دی سوا اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ٧٩١٣، حافظ الھیثمی نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ١١٠، چشتی)

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٤٢٨٧، مسند احمد ج ٤ ص ٤٤٧، سنن دارمی رقم الحدیث: ٧٦٢)

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما نے آپ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے ان سے فرمایا: آپ اسی جگہ ٹھہریں جہاں آپ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس طرح ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو ختم کیا ہے۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ٥٨٢٨، چشتی) (مجمع الزوائد ج ۹ ص ٢٦٩، اس کی سند میں اسماعیل بن قیس متروک ہے)

قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت پڑھتے: واذ اخذنا من النبیین میثا قھم و منک و من نوح (سورہ الاحزاب: ۷) تو آپ فرماتے مجھ سے خیر کی ابتداء کی گئی ہے اور میں بعث میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ٣١٧٥٣، دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤١٦ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مجھے

آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میرے رب عزوجل نے مجھے اپنے قریب کیا حتی کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک' بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک' اللہ عزوجل نے فرمایا اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے' میں نے کہا اے میرے رب! نہیں! فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچا دیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری بنایا ہے تا کہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔ (الفردوس بما ثور الخطاب رقم الحدیث: ۵۳۲۱' کنز العمال رقم الحدیث ۳۲۱۱۱' تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۳۰' تاریخ دمشق الکبیر ج ۳ ص ۲۹۶' ۲۹۵' رقم الحدیث: ۸۱۱' داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے پس جبریل نے نازل ہو کر اذان دی' اللہ اکبر' اللہ اکبر' اشھد ان لا الہ الا اللہ دو دو دفعہ' اشھد ان محمدا رسول اللہ دو دو دفعہ' حضرت آدم علیہ السلام نے پوچھا محمد کون ہیں' حضرت جبریل نے کہا وہ آپ کی اولاد میں سے آخر الانبیاء ہیں۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ۷ ص ۳۱۹' رقم الحدیث: ۱۹۷۹' داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۲۱ھ)

امام سیوطی نے مسند ابویعلی اور امام ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے حضرت تمیم داری کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے: فرشتے قبر میں مردہ سے سوال کریں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا میرا رب اللہ وحدہ لا شریک ہے اور اسلام میرا دین ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے نبی ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں' فرشتے کہیں گے تم نے سچ کہا۔ (الدر المنثور ج ۸ ص ۳۳' داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۲۱ھ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو' تم کو علم نہیں ہے شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائے گا لوگوں نے کہا اے ابو عبدالرحمان آپ ہمیں تعلیم دیجیے انہوں نے کہا تم اس طرح درود پڑھو: اللھم اجعل صلواتک ورحمتک وبرکاتک علی سید المرسلین و امام المتقین وخاتم البیین محمد عبدک ورسولک امام الخیر وقائد الخیر ورسول الرحمة۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۹۰۶' چشتی) (مسند ابویعلی رقم الحدیث: ۵۲۶۷' المستدرک ج ۲ ص ۲۶۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے شفاعت کبری کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے

آخر میں ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں' میری اللہ کے سوا پرستش کی گئی ہے' آج مجھے صرف اپنی فکر ہے' یہ بتاؤ کہ اگر کسی سیل بند برتن میں کوئی چیز ہو تو کیا کوئی شخص سیل توڑے بغیر اس کو کھول سکتا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں' حضرت عیسیٰ نے فرمایا پس حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور وہ یہاں موجود ہیں اللہ نے ان کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ کام معاف فرما دیئے ہیں۔ (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث: ۲۳۲۸' مسند احمد ج۱ ص ۲۸۱' مسند الطیالسی رقم الحدیث: ۲۷۹۸)

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گوہ سے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا آپ رسول رب العلمین اور خاتم النبیین ہیں۔ (حافظ عسقلانی' علامہ آلوسی اور مفتی شفیع دیوبندی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے)۔ (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۹٤۸' مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱٤۰۸٦)

ایاس بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں مگر وہ نبی نہیں ہیں۔ (الکامل لابن عدی ج ٦ ص ٤٨٤' دار الکتب العلمیہ بیروت' ١٤١٨ھ، چشتی)

حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب کے پاس دس نام ہیں' حضرت ابوالطفیل نے کہا مجھے ان میں سے آٹھ یاد ہیں' محمد' احمد' ابوالقاسم' الفاتح (نبوت کا افتتاح کرنے والا) الخاتم (نبوت کو ختم کرنے والا) العاقب (جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے) الحاشر الماحی (شرک کو مٹانے والا)۔ (دلائل النبوت لابی نعیم ج۱ ص٦١' رقم الحدیث: ۰: ۲)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی گئی تو انہوں نے اس میں اس امت کا ذکر پڑھا پس انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی الواح میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں ہوگی اور قیامت کے دن سب پر مقدم ہوگی اس کو میری امت بنا دے فرمایا وہ امت احمد ہے۔ (دلائل النبول لابی نعیم ج۱ ص ٦٨ رقم الحدیث: ۳۱)

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا' لوگ اس کے گرد جمع تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا یہ احمد کا ستارہ ہے جو طلوع ہو چکا ہے یہ صرف نبوت کے موقع پر طلوع ہوتا ہے اور انبیاء میں سے اب صرف احمد کا آنا باقی رہ گیا ہے۔ (دلائل

النبوت لابی نعیم ج۱ص ۷۶-۷۵ ، رقم الحدیث: ۳۵)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ جب فوت ہو گئے تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز رہی تھی، لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کے منہ سے آواز آ رہی تھی: محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (رسائل ابن ابی الدنیا ج ۳ ص ۳۸۸ ، مؤسسۃ الکتب الثقافیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ، چشتی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں مذکور ہے کہ مسجد اقصی میں نبیوں نے حضرت جبریل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا:

هذا محمد رسول الله خاتم النبیین۔ یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ (مسند البزار ج۱ ص ۴۰ ، رقم الحدیث: ۵۵ ، مجمع الزوائد ج۱ ص ۶۹)

اسی روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام نبیوں کے خطاب کے بعد یہ خطبہ پڑھا:

الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعلمین و کافة للناس بشیرا و نذیرا و انزل علی الفرقان فیه تبیان کل شیء وجعل امتی خیر امتی امة اخرجت للناس وجعل امتی وسطا وجعل امتی هم الا ولون والا خرون وشرح لی صدری وجعلنی فاتحا و خاتما۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر اور کامل بنایا جس کو لوگوں کے سامنے بھیجا گیا اور میری امت کو (قیامت میں) اول اور (دنیا میں) آخر بنایا اور میرے سینہ کو کھول دیا اور مجھے نبوت کی ابتداء کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔

اور اس حدیث کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا:

قد اتخذتک خلیلا و هو مکتوب فی التوراة محمد حبیب الرحمان وارسلتک الی الناس کافة وجعلت امتک هم الاولون وهم الا خرون وجعلت امتک لا تجوز لهم خطبة حتی یشهدوا انک عبدی و رسولی وجعلتک اول النبیین خلقا واخرهم بعثا (الی قوله) وجعلتک فاتحا وخاتما۔

ترجمہ: میں نے آپ کو خلیل بنایا، اور تورات میں لکھا ہوا ہے محمد رحمان کے حبیب ہیں اور میں نے آپ کو تمام لوگوں

کے لیے رسول بنایا اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا اور جب تک آپ کی امت یہ گواہی نہ دے کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں ان کا خطبہ جائز نہیں ہوگا' اور میں نے آپ کو پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے بنایا اور دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا اور آپ کو نبوت کی ابتداء کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار ج ۱ ص ٤٤ ' رقم الحدیث: ٥٥ ' چشتی) (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۷۱)

حضرت ابن زمل رضی اللہ عنہ نے ایک خواب دیکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خوب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: رہی وہ اونٹنی جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس اونٹنی کو چلا رہا ہوں تو اس سے مراد قیامت ہے' نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی۔ (دلائل النبوۃ ج ۷ ص ۳۸ ' دار الکتب العلمیہ بیروت' المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۸۱٤٦ ' کنز العمال رقم الحدیث: ٤٢٠١٨)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر المتوفی ٧٧٤ ھ نے الواقعہ: ۱۳ کی تفسیر میں اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ٤ ص ۳۱٥ ' دار الفکر بیروت' ۱٤۱۹ ھ)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس طرح درود شریف پڑھو:

لبیک اللھم ربی وسعدیک صلوات اللہ البر الرحیم ' والملائکۃ المقربین والنبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وما سبح لک من شیء یا رب العلمین علی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین وسید المرسلین وامام المتقین ورسول رب العلمین الشاھد البشیر الداعی االیک باذنک السراج المنیر و (علیہ السلام)۔ (الشفاء ج ٤ ص ٦۰ ' مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱٤۱٥ ھ' نسیم الریاض ج ٥ ص ٥٤۔ ٥۳ ' مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱٤۲۱ ھ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کی تصدیق کرنے والوں کو فقہاء اسلام کا کافر اور مرتد قرار دینا

اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں اور یہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

امام محمد بن محمد غزالی متوفی ٥۰٥ ھ اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ہمیں اجماع اور مختلف قرائن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ لا نبی بعدی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے اور خاتم النبیین سے مراد بھی مطلق انبیاء ہیں' غرض ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوا کہ ان لفظوں میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص اس حدیث میں تاویل یا تخصیص کرے وہ

اجماع کا منکر ہے۔(الاقتصاد فی الاعتقاد(مترجم)صفحہ ۱۶۳،محصلاً مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور،چشتی)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ ھ لکھتے ہیں: اسی طرح ہم اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی نبوت کا دعویٰ کرے (الی قولہ) اسی طرح ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے خواہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے' پس یہ سب لوگ کافر ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں' کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا اور آپ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس کا ظاہر مفہوم مراد ہے اور اس کلام میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں ہے' اور ان لوگوں کا کفر قطعی اجماعی اور سماعی ہے۔(الشفاء ج ۲ ص ۲۳۸۔۲۳۷ ،مطبوعہ دارالفکر بیروت'۱۴۱۵ ھ)۔علامہ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ ھ اور امام ملا علی سلطان محمد القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ ھ نے بھی الشفاء کی اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔ (نسیم الریاض ج ۶ ص ۳۵۶۔۳۵۵ ،مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت'۱۴۲۱ ھ'شرح الشفاء ج ۲ ص ۵۱۶۔۵۱۵ ' دارالکتب العلمیہ بیروت'۱۴۲۱ ھ)

نیز قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ ھ لکھتے ہیں: عبدالملک بن مروان الحارث نے نبوت کے دعویٰ دار ایک شخص کو قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا اور متعدد خلفاء اور بادشاہوں نے اسی طرح مدعیان نبوت کو قتل کیا اور اس زمانہ کے علماء نے ان کے اس اقدام کو صحیح قرار دیا۔(الشفاء ج ۲ ص ۲۴۵ ' دارالفکر بیروت'۱۴۱۵ ھ،چشتی)

علامہ خفاجی حنفی نے اس کی شرح میں کہا کیونکہ مدعیان نبوت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ آپ خاتم الرسل ہیں اور آپ کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔(نسیم الریاض ج ۶ ص ۳۹۴ بیروت)

امام ملا علی قاری حنفی نے لکھا کہ ان مدعیان نبوت کو انکے کفر کی وجہ سے قتل کیا گیا۔(شرح الشفاء ج ۲ ص ۵۳۴)

علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف غرناطی اندلسی متوفی ۷۵۴ ھ لکھتے ہیں: جس کا یہ مذہب ہے کہ نبوت کسبی ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی یا جس کا یہ مذہب ہے کہ ولی نبی سے افضل ہے وہ زندیق ہے اواس کا قتل کرنا واجب ہے' اور کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کو لوگوں نے قتل کر دیا۔اور ہمارے زمانہ میں مالقہ (اندلس کا شہر) کے فقراء

میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا تو اس کو سلطان ابن الاحمر بادشاہ اندلس نے قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا۔ (البحر المحیط ج ۸ ص ۴۸۵، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۲ھ)

علامہ محمد الشربینی الشافعی من القران السابع لکھتے ہیں:

جو شخص ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے وہ کافر ہے۔ (مغنی المحتاج ج ۴ ص ۱۳۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۳۰۵ھ، چشتی)

علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں: جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا یا جس شخص نے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ مرتد ہو گیا، کیونکہ جب مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ سب اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے، اسی طرح طلیحہ الاسدی اور اس کے مصدقین بھی مرتد ہو گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ تیس کذاب نکلیں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (المغنی ج ۹ ص ۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ)

امام محمد بن محمد الغزالی الشافعی المتوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں: نظام معتزلی اور اس کے موافقین صری خبر متواتر کو دین میں حجت قطعیہ مانتے ہیں اور اجماع کے حجت قطعیہ ہونے کا انکار کرتے ہیں، نظام نے کہا اس پر کوئی عقلی یا شرعی قطعی دلیل نہیں ہے کہ اہل اجماع پر خطاء محال ہے، اور نظام کا یہ قول تابعین کے اجماع کے مخالف ہے، کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ان کا اس پر اجماع ہے کہ جس بات پر صحابہ کرام نے اجماع کیا ہے وہ قطعی حق ہے اور اس کا خلاف ممکن نہیں ہے، پس نظام معتزلی نیا اجماع کی حجیت کا انکار کر کے اجماع کے خلاف کیا۔ اور یہ ایک اجتہادی امر ہے اور میرے اس میں کئی اعتراض ہیں، کیونکہ اجماع کے حجت ہونے میں کئی اشکالات ہیں اور یہ نظام کے عذر ہونے کی گنجائش رکھتا ہے، لیکن اگر اجماع کے حجت ہونے پر عدم اعتماد کا دروازہ کھول دیا جائے تو اس سے کئی خرابیاں لازم آئیں گی۔ ان خرابیوں میں سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بھی کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں توقف کرنا بعید ہو گا۔ اور اس کو کافر کہنے کی بناء لامحالہ اجماع کی مخالفت پر رکھی جائے گی، کیونکہ آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو عقل محال نہیں قرار دیتی، اور وہ جو حدیث میں ہے لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قرآن مجید میں خاتم النبیین ہے، تو منکر اجماع اس کی تاویل سے عاجز نہیں ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ اولوا العزم رسولوں کے خاتم ہیں، مطلقاً الانبیاء کے

خاتم نہیں ہیں' اور اگر اس پر اصرار کیا جائے کہ النبیین عام ہے تو عام کی تخصیص کرنا بھی کوئی مس بعد چیز نہیں ہے' اور یہ جو آپکا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس حدیث میں آپ نے رسول کے آنے کی نفی نہیں کی ہے اور نبی اور رسول میں فرق کیا گیا ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند ہے' منکر اجماع کے پاس اس طرح کے اور بھی ہذیان ہیں۔ اس قسم کے فضول ہذیانوں کی وجہ سے ہمارے لیے یہ دعویٰ کرنا ممکن نہیں ہے کہ محض خاتم النبیین کا لفظ اس پر دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا اور بعض نصوص صریحہ میں اس سے بھی زیادہ بعید تاویلات کی جاتی ہیں لیکن ان بعید تاویلات کی وجہ سے وہ نصوص باطل نہیں ہوتیں۔

تاہم اس منکر اجماع کو اس طرح روکا جائے گا کہ تمام امت نے بالا جماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہی معنی سمجھا ہے (کہ آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے) اور آپ کے احوال کے قرائن سے بھی یہی بات مفہوم ہوتی ہے کہ آپ کے بعد کبھی بھی کوئی رسول نہیں آ سکتا اور اس میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں ہو سکتی اور اس بات کا انکار وہی کرے گا جو اجماع کا منکر ہوگا۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۲۷۳۔۲۷۲' دار و مکتبۃ الہلال بیروت' ۱۹۹۳ھ)

ہر چند کہ امام غزالی کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی اور نبی کا آنا کبھی بھی ممکن نہیں ہے اور اس آیت میں تاویل کرنا اور اسی طرح اس حدیث میں تخصیص کرنا ان کے نزدیک باطل اور ہذیان ہے۔ لیکن اس کو کافر قرار دینے میں ان کو تامل ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کی تکفیر اجماع کی بناء پر ہوگی اور اجماع ان کے نزدیک حجت قطعی نہیں ہے اور جب تک اجماع کو ساتھ نہ ملایا جائے صرف خاتم النبیین کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آ سکتا' ہاں اس پر تمام امت کا اجماع ہے لیکن ان کے نزدیک اجماع حجت قطعی نہیں ہے کہ اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے۔

علامہ ابوعبداللہ قرطبی متوفی ٦٦٨ھ نے امام غزالی کی اس عبارت سے اتفاق نہیں کیا اور اس پر حسب ذیل تبصرہ کیا ہے: الغزالی نے اپنی کتاب "الاقتصاد" میں اس آیت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ میرے نزدیک الحاد ہے اور حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت کے متعلق مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کو تشویش میں ڈالنا ہے اور یہ بہت خبیث راستہ ہے' سو اس نظریہ سے بچو' اس نظریہ سے بچو' اور اللہ ہی اپنی رحمت سے ہدایت دینے والا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ١٤ ص ١٧٨' دار الفکر بیروت' ١٤١٥ھ)

اور علامہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی المالکی المتوفی ٨٢٨ھ نے علامہ قرطبی کی عبارت پر یہ تبصرہ کیا ہے:

الغزالی نے ختم نبوت کے متعلق جو اس آیت میں ذکر کیا ہے وہ الحاد ہے اور مسلمانوں کے عقیدہ ختم نبوت کو تشویش میں ڈالنے کے لیے خبیث طریقہ ہے' سو اس نظریہ سے بچو! اس نظریہ سے بچو' یہ ابن بزیزہ کی عبارت ہے۔

امام غزالی کی عبارت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف وہم پیدا کرے' امام غزالی کے حاسدین نے ان کی طرف یہ تہمت لگائی ہے' اور ابن عطیہ نے ان پر یہ حملہ کیا ہے اور امام غزالی اس تہمت سے بری ہیں' اور انہوں نے اپنی تحریروں میں اس بدعقیدگی سے برأت کا اظہار کیا ہے' کیونکہ یہ بات تو مبتدعین کہتے ہیں کہ نبوت کسبی چیز ہے اور انہوں نے اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ایک جملہ کو زائد ڈال دیا گیا ہے "عنقریب میرے بعد تیس ایسے آدمیوں کا ظہور ہوگا جن ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر جس کو اللہ چاہے" اس آخری جملہ (مگر جس کو اللہ چاہے) کو محمد بن سعید شامی نے زائد کیا تھا اور اس کو اس کی زندیقی کی بناء پر سولی دی گئی' بعض لوگوں نے حضرت عیسیٰ کے نزول کی وجہ سے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے مگر اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین والوں کی طرف رسول بن کر اور مبعوث ہو کر نازل نہیں ہوں گے۔ (اکمال اکمال المعلم ج۱ ص ۶۰۷-۶۰۶' ج۸ ص ۲۳-۲۲' دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابی کے شاگرد علامہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسنینی بھی حسب معمول اس تمام عبارت کو بعینہٖ نقل کیا ہے۔ (مکمل اکمال الاکمال مع شرح الابی ج۱ ص ۶۰۷-۶۰۶' ج۸ ص ۲۳-۲۲' دار الکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۵ھ، چشتی)

امام غزالی کی ظاہر عبارت پر بہر حال یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان کو انکار ختم نبوت کو کفر قرار دینے میں تامل ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کا کفر ہونا اجماع سے ثابت ہوگا اور اجماع ان کے نزدیک حجت قطعیہ نہیں ہے' تاہم وہ آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت میں تاویل اور تخصیص کو باطل اور ہذیان قرار دیتے ہیں' امام غزالی کو اعتراض سے بچانے کے لیے بعض علماء نے امام غزالی کی عبارت کا صرف اتنا حصہ ہی نقل کیا ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں: بے شک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔ (ختم نبوت (کامل) ص ۳۲۹' ادارۃ المعارف کراچی' ۱۴۱۹ھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری علیہ الرحمہ' متوفی ۱۳۴۰ھ نے امام غزالی سے اعتراض اٹھانے کے لیے ان کی عبارت میں تصرف کر کے اس عبارت کو یوں نقل کیا ہے: یعنی تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ نے لفظ

خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا حضور کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑے نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانہ یا زمین کے کسی طبقہ سے خاص کیجیے اور جو اس میں تاویل اور تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے برانے یا بکنے کے قبیل سے ہے اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کر رہا ہے جس میں اصلاً تاویل و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۷۲٤ طبع جدید، رضا فاؤنڈیشن لاہور، ۱٤۲۰ھ، چشتی)

اعلیٰ حضرت پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ انہوں نے امام غزالی کی عبارت میں تحریف کی ہے اور تکفیر کے لفظ کا اضافہ کیا ہے کیونکہ اعلیٰ حضرت نے تمام امت کے اجماع کی بناء پر ختم نبوت میں تاویل اور تخصیص کو امام غزالی کے نزدیک کفر کہا ہے اور اجماع امت کی بناء پر امام غزالی بھی اس کو کافر کہتے ہیں البتہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اجماع امت سے صرف نظر کر کے صرف خاتم النبیین کے لفظ سے اس کے منکر کا کفر ثابت نہیں ہوگا اور اجماع ان کے نزدیک قطعی حجت نہیں ہے، بہر حال یہ ایک علمی اصلاح ہے اور امام غزالی کے نزدیک بھی آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت میں کوئی تاویل اور تخصیص جائز نہیں ہے۔

منکرینِ ختمِ نبوت کا اجمالی جائزہ

اس وقت دنیا میں بہائی اور قادیانی ہیں جو ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یا امریکا میں کچھ لوگ ہیں جو علی جاہ کی نبوت کے قائل ہیں۔ بہائی اور علی جاہ کے پیروکار بہت کم تعداد میں ہیں، سب سے زیادہ قادیانی ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار ہیں ان کے دو فرقے ہیں ان کی غالب اکثریت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے، دوسرا فرقہ مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتا ہے اس کو لاہوری جماعت کہا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرزا کو الہام اور وحی میں اشتباہ ہو گیا، قادیانی فرقہ ان کو کافر کہتا ہے۔ بلکہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، ان کے نزدیک جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں ۱۸٤۰ء میں پیدا ہوا، وہ لکھتا ہے کہ جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوگئی تو اس پر زور و شور سے مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ (کتاب البریہ صفحہ ۱۳٦)

۱۸۸۰ء میں مرزا ایک مبلغ کی حیثیت سے ظاہر ہوا پھر اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے یہ کہا

کہ اس کو الہام کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قُربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہونے اور اب تک زندہ ہونے کا جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے وہ غلط ہے۔ اور اس عقیدہ کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا اور ۱۸۹۰ء تک برابر کہتا رہا کہ میرے نزدیک نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں، پھر اس نے خود کو مثل مسیح اور مسیح موعود قرار دیا، اور ۱۸۹۱ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ۱۹۰۸ء تک اس دعویٰ پر قائم رہا اور اسی سال کی عمر میں قے اور اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

ان تمام عنوانات پر پروفیسر محمد الیاس برنی نے اپنی کتاب "قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ" میں خود مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر صنادید مرزائیوں کی تصانیف کے حوالوں سے لکھا ہے، فقیر ڈاکٹر فیض احمد چشتی قارئین کی معلومات کے لیے اس کتاب کے ان اقتباسات کو پیش کر رہا ہے جن سے خود مرزا اور دیگر صنادید کے حوالوں سے مرزا کا محدث کا دعویٰ کرنا، پھر مثیل موعود کا دعویٰ کرنا اور ختم نبوت کا اقرار کرنا اور پھر نبوت کا دعویٰ کرنا اور ختم نبوت کا انکار کرنا واضح ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ختم نبوت پر ایمان واصرار "قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی ہوئی۔ (ایام صلح" ص ۱٤٦ "روحانی خزائن" ص ۳۹۲-۳۹۳، ج ١٤، مرزا غلام احمد قادیانی)

اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سرنو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔ (آئینہ کمالات اسلام" ص ۳۷۷ "روحانی خزائن" ص ۳۷۷ ج ٥، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ، گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔ (ازالہ اوہام" حصہ دوم ص ۵۸۳ "روحانی خزائن" ص ٤١٤ ج ۳،

مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین میں بھی ارشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والوں زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسب نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لیے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں کیونکہ آپ کی برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کا فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہے۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔ (حمامۃ البشریٰ" ٤٩، طبع اول، ص ٦٠، طبع دوم، روحانی خزائن" ص ٢٤٣-٢٤٤، ج ٧، مرزا غلام احمد قادیانی)

میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ٢١، روحانی خزائن ص ٢١ ج ٥، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ختم ہو گئی۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار، مجموعہ اشتہارات ص ٢٣٠، ج ا مورخہ ٢ اکتوبر ١٨٩١ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم ص ٢)

محدثیت سے نبوت تک ترقی

ہمارے سید و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔ (شہادت القرآن ص ٢٨، روحانی خزائن ص ٣٢٣-٣٢٤، ج ٦، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تا کہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔ (آئینہ

کمالات اسلام ص ۳۸۳ 'روحانی خزائن ص ۳۸۳ 'ج ۵ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۹٦ 'روحانی خزائن ص ۲۹٦-۲۹۷ 'ج ۷ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے۔ جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں لیکن بالقوۃ 'بالفعل نہیں تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوجاتا تو وہ بھی نبی ہوجاتا ہے۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۹۹ 'روحانی خزائن ص ۳۰۰ 'ج ۷ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔ (ازالہ اوہام ص ٤۲۱ 'روحانی خزائن ص ۳۲۰ ج ۳ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اس (محدثیت) کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آ گیا۔ (ازالہ اوہام ص ٤۲۲ 'روحانی خزائن ص ۳۲۱ ج ۳ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

مسیح موعود کی اہمیت: اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشنگوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوی بیان نہیں کی گئی تھی 'اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوگیا۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۱٤۰ 'روحانی خزائن ص ۱۷۱ ج ۷ 'مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیے' کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لیے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان کا امام ہوں۔ (توضیح المرام ص ۱۹ 'روحانی خزائن ص ۵۹ 'ج ۳ مصنف مرزا غلام احمد

قادیانی)

مثیل مسیح بننے پر قناعت (م)۔اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہ شدت مناسبت ومشابہت ہے۔(اشتہار مندرج تبلیغ رسالت' جلد اول ص ۱۵' مجموعہ اشتہارات ص ۲۴ ج ۱)

مرزا قادیانی کا حقیقی نبی تک کا سفر

درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو' تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔(القول افصل ص ۱۲' مصنف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں' بلکہ حقیقی نبی ہیں۔(حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴' مصنف میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی مرتد) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر رہے۔(کشف الاختلاف ص ۷' مصنف سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں' میں نے اپنی کتاب "انوار اللہ" میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام وآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی ہیں (لانفرق بین احد من رسلہ) ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہ تھے۔" یہ کتاب حضرت مسیح موعود نے پڑھ کر فرمایا" آپ نے ہماری طرف سے حیدرآباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔"(اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۳۸۔۳۹' مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ نے اپنی وحی میں یا ایھا النبی کے الفاظ سے مخاطب کیا"۔(کلمۃ الفصل مصنف صاحب زادہ بشیر احمد قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجز قادیان ص ۱۱۴ نمبر ۳' جلد ۱۴)

محترم ڈاکٹر صاحب! اگر آپ حضرات (یعنی لاہوری جماعت) صرف مسئلہ خلافت کے منکر ہوتے تو مجھے رنج نہ ہوتا کیونکہ آپ سے پہلے بھی ایک گروہ خوارج کا موجود ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کو مسیح موعود' مہدی نبی نہیں مانتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہ تھے۔ (نعوذ باللہ) اور اس لیے آپ کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ضرور حقیقی نبی تھے اور خدا کی قسم ضرور بہ ضرور نبی تھے اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی وہی حشر ہوگا جو دیگر انبیاء کے مخالفین کا۔ میں اس عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔ (مکتوب محمد عثمان خان قادیانی' مندرجہ المہدی نمبر ۱' ص ٥٤' مولف حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

ختم نبوت کی تجدید

ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ وہ نبوت صحیح نہیں۔ (تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸' جلد ۱۲' صفحہ ۲٥' بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء، چشتی)

پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا' وہ پیش گوئی پوری ہوجائے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱' روحانی خزائن ص ٤۰۷-٤۰٦' ج ۲۲' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت ختم کی گئی ہے اس لیے آپ کے بعد اس کے سوا کوئی نبی نہیں جسے آپ کے نور سے منور کیا گیا ہو اور جو بارگاہ کبریائی سے آپ کا وارث بنایا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ ختمیت ازل سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی گئی' پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔ اس لیے مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور وہ جس نے تعلیم حاصل کی' پس بلاشبہ حقیقی ختمیت مقدر تھی چھٹے ہزار میں جو رحمان کے دنوں میں سے چھٹا دن ہے۔ (ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود ضمیمہ خطبۃ الہامیہ ص ب) (روحانی خزائن ص ۳۱۰' ج ۱٦' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا کیا گیا۔ (ما الفرق فی آدم والمسیح الموعود۔ ضمیمہ خطبۃ الھامیہ ص ج) (روحانی خزائن ص ۳۱۰' ج ۲۲' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا

خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔(تشحیذ الاذہان قادیان، نمبر ۸، جلد ۱۲ ص ۱۱، ماہ اگست ۱۹۱۷ء، چشتی)

ولکن رسول اللہ و خاتم النبین: اس آیت میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بجز بروزی وجود کے، جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود ہے، کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا، وہ میں ہوں، اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا، سو وہ ظاہر ہو گیا۔ بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔(ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱، روحانی خزائن ص ۲۱۵ ج ۱۸، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔(کشتی نوح ص ۵۶، روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

بروزی کمالات گویا مرزا صاحب خود سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آ جائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واخرین منھم لما یلحقوا بھم۔(اشتہار، ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ص ۲۱۴۔۲۱۵، ج ۱۸، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم، مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی)

ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات معتد بہ کے اظہار و اثبات کے لیے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت

مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے، سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیوض کا کامل نہ ٹھہروں۔ (چشمہ معرفت ص ٣٢٤، روحانی خزائن ص ٣٤٠، ج ٢٣، حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد، جو درحقیقت "خاتم النبیین" تھے، رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے کیونکہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت واخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن ص ٢١٢، ج ١٨، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا۔ وہ وہی فخر اولین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر دیا گیا کہ واقعہ اس کی دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لیے تھی۔ (اخبار الفضل قادیان، ج ٣، نمبر ٤١، مورخہ ٢٦، ستمبر ١٩١٥ء)

مرزا قادیانی کا دعویٰ کہ وہ تشریعی نبی ہیں

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحبِ شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر تیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے

ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توریت میں بھی موجود ہے۔ (اربعین نمبر ۴، ص ۷، ۸۳، روحانی خزائن ص ۴۳۵۔۴۳۶ ج ۱۷، چشتی)

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے، فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۴، ص ۷، ۸۳، چشتی) (روحانی خزائن ص ۴۳۵، ج ۱۴، حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کا جہاد کو منسوخ قرار دینا

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔ (اربعین نمبر ۴، ص ۱۵) (حاشیہ روحانی خزائین ص ۴۴۳، ج ۱۷ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے، وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے، جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔ (تبلیغ رسالت ج ۹، ص ۴۷، مجموعہ اشتہارات ص ۲۹۵ ج ۳، چشتی)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے
دین کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے

اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی، مندرجہ تبلیغ رسالت جلدنہم، مولف میر قاسم علی قادیانی ص ۴۹، مجموعہ اشتہارات ص ۲۹۸-۲۹۷، ج ۳) (روحانی خزائن ص ۷۷ ج ۷)

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جب مملکت پاکستان قائم ہوگئی تو مسلمانوں کو اس مسئلہ سے بے چینی ہوئی کہ قادیانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر اسلام سے نکل چکے ہیں اور وہ خود بھی اہلِ اسلام کو کافر کہتے ہیں، ان کا اس ملک میں بہ حیثیت مسلمان رہنا اور اس مملکت کے کلیدی عہدوں پر فائز رہنا کس طرح جائز ہے، پاکستان کے ہر طبقہ اور ہر مکتب فکر کے مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے پس ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے تمام علماء کی طرف سے اس سلسلہ میں زبردست تحریک چلائی گئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت

مولانا محمد صدیق ہزاروی مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالستار خاں نیازی علیہ الرحمہ کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن نے کراچی کے مرکزی کنونشن کے لیے مندوبین منتخب کیے۔ ۲۰-۲۱ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں مرکزی کنونشن منعقد ہوا، جس میں مطالبات مرتب کیے گئے:

(۱) وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو برخاست کیا جائے۔

(۲) قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیا جائے۔

(۳) قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

تحریکِ ختم نبوت میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔ آپ کو اس تحریک میں خصوصیت حاصل تھی، وہ یہ کہ آپ اسمبلی کے ممبر تھے۔ نیز تحریکِ پاکستان میں کام کرنے کی وجہ سے مسلم لیگی کارکنوں سے آپ کے گہرے تعلقات تھے۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا تو اس کے تیرہ نمائندوں میں آپ کا نام بھی تھا، لیکن آپ کو اس میں

شامل نہ کیا گیا، کیونکہ انہیں آپ کی تیزی طبع کی وجہ سے خطرہ تھا کہ وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے۔

جب تحریک تیز ہوئی اور مجلس عمل کے نمائندے خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں ملاقات کرنے گئے تو مورخہ ۲۵ فروری ۱۹۵۳ء کو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

گرفتاری اور پھانسی

آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے اسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور اسمبلی میں تقریر کر کے ممبران اسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کر دیں، لیکن قصور میں آپ جن لوگوں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا، آپ صبح کی نماز کی تیاری کر رہے تھے کہ اپنے کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لیے گئے۔

قصور سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا، جہاں سے بیانات لینے کے بعد ۱۲ اپریل کو آپ جیل منتقل کر دیے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا، جو ۱۷ اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔

۷ مئی کی صبح کو سپیشل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے جہاں قتل کے نو اور ملزم بھی تھے، مگر ڈی ایس پی فردوس شاہ قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو بری کر دیا گیا۔

دوسرا کیس بغاوت کا تھا جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا:

you will be hanged by neck till you are dead.

"تمہاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائے گی، جب تک تمہاری موت نہ واقع ہو جائے۔"

Is that all I was prepared to take more than that. If I would have got One hundred thousan lives. I would have laid down those lives for the cause Of Holy Prophet Mohammad may the peace Glory Of God be Upon Him.

یہی کچھ سزا لائے ہو، اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں، تو میں ان کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر قربان کر دیتا۔

۱۴ مئی کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی اور پھر مئی ۱۹۵۵ء کو آپ کو باعزت طور پر بری

کردیا گیا۔(تعارف علماء اہل سنت ص ۱٦٤،۱۵۷ مکتبہ قادریہ لاہور،۱۳۹۹ھ،چشتی)

تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں آپ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمہ (م ۱۰ جمادی الاولیٰ، ۲۰ جولائی، ۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء) اور دیگر علماء کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہا' تو علامہ امام نورانی علیہ الرحمہ پیش پیش تھے۔گرفتاری کے لیے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے انتظامات کے لیے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا' آپ اس کے ممبر تھے۔

۱۹٦۹ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا تھا۔آپ نے یحییٰ خان (اس وقت کا صدر) کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی مشیر ایم ایم احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کررہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔(تعارف علماء اہل سنت صفحہ ۳۹۔۳۸' مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۹۹ھ،چشتی)

۱۹۷٤ء کی تحریک ختم نبوت

تحریک ختم نبوت (۱۹۷٤ء) میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی خاطر قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے جو قرارداد، ۳ جون ۱۹۷۷ء کو پیش کی گئی' اس کا سہرا بھی علامہ شاہ احمد نورانی کے سر ہے' اس قرارداد پر حزب اختلاف کے بائیس افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہوگئی) نے دستخط کیے' البتہ مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کیے۔اس تحریک میں آپ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا اور آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔آپ نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا اور ختم نبوت کے مسئلہ سے انہیں آگاہ کیا۔اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ڈیڑھ سو شہروں' قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔(تعارف علماء اہل سنت صفحہ ۳۹' مکتبہ قادریہ لاہور،۱۳۹۹ھ)۔

سید محمد حفیظ قیصر لکھتے ہیں: پیپلز پارٹی کے جے رحیم اور شیخ رشید نے بہت ہنگامہ کیا مگر وزیر اعظم بھٹو' مولانا شاہ احمد نورانی سے مکالمے کے دوران اپنے منشور کے اس جملے کی بناء پر شکست کھا چکے تھے کہ "اسلام ہمارا دین ہے"۔اب بھٹو کا موقف یہ تھا کہ اسلام کی بات ہے اور پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔آخر مولانا شاہ احمد نورانی

کا سچا عشق رسول جیت گیا اور مرزا ناصر قومی اسمبلی میں 180 سوالات میں لاجواب ہو کر شکست سے دوچار ہوا۔

مرزائیت کو اپنے انجام تک پہنچانے والی جو تاریخی قرارداد 30 جون 1974ء کو پیش کی گئی اس کا متن یہ تھا:

☆ چونکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو اللہ کے آخری نبی ہیں نبوت کا دعویٰ کیا۔

☆ چونکہ اس کا جھوٹا دعویٰ نبوت قرآن کریم کی بعض آیات میں تحریف کی سازش اور جہاد کو ساقط کر دینے کی کوشش' اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے۔

☆ چونکہ مسلم امہ کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہوں یا اسے کسی اور شکل میں اپنا مذہبی پیشوا یا مصلح مانتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

☆ چونکہ اس کے پیروکار خواہ انہیں کسی نام سے پکارا جاتا ہو وہ دھوکہ دہی سے مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ بن کر اور اس طرح ان سے گھل مل کر اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہیں۔

☆ چونکہ مسلمانوں کی تنظیموں کی ایک کانفرنس جو 6 تا 10 اپریل 1974ء مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ جس میں دنیا بھر کی 114 اسلامی تنظیموں اور انجمنوں نے شرکت کی اس میں مکمل اتفاق رائے سے یہ فیصلہ صادر کر دیا گیا کہ قادیانیت جس کے پیروکار دھوکہ دہی سے اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہتے ہیں۔ دراصل اس فرقہ کا مقصد اسلام اور مسلم دنیا کے خلاف تخریبی کارروائیاں کرنا ہے۔

اس لیے اب یہ اسمبلی اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ انہیں لاہوری' قادیانی یا کسی نام سے بھی پکارا جائے مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تا کہ اس اعلان کو دستور میں ضروری ترامیم کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

7 ستمبر 1974ء کو وہ گھڑی آن پہنچی جس کا انتظار 1901ء سے مسلم امہ کو تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جس طرح مسیلمہ کذاب کو اس کے انجام سے دوچار کیا تھا۔ آج انہی کی اولاد سے مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی قرارداد کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر قادیانی گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیے دیا اور یوں امت مسلمہ کا خواب ۷۳ سال کے بعد حقیقت میں ڈھل گیا۔ (ایک عالم ایک سیاست دان صفحہ ۳۷۔ ۳۵' نورانی پرنٹنگ انڈسٹری کراچی' ۱۹۹۹ء، چشتی)

اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپ کے صاجزادے حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بن جاتے:

قادیانیوں کے اہل اسلام کے دلائل پر بعض اعتراضات ہیں ان میں سے ایک مشہور اعتراض اس حدیث پر ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ (مسند احمد جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ طبع قدیم) (تاریخ دمشق الکبیر جلد ۳ صفحہ ۷۶ ' رقم الحدیث: ۵۷۹، چشتی)

اس حدیث پر قادیانیوں کا یہ اعتراض ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے نبی بننے سے مانع ان کی موت تھی اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بن جاتے' یہ مطلب نہیں ہے کہ چونکہ آپ کے بعد نبی کا آنا محال تھا اس لیے آپ کے بیٹے کو زندہ نہیں رکھا گیا' اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص کہے اگر میرا بیٹا زندہ رہتا تو ایم اے کر لیتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایم اے پاس کرنا محال ہے' اس لیے میرا بیٹا زندہ نہیں رہا' بلکہ ایم اے پاس کرنا تو ممکن ہے' لیکن چونکہ میرا بیٹا زندہ نہیں رہا اس لیے وہ ایم اے نہیں کر سکا' اسی طرح سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی آنا تو ممکن تھا' لیکن چونکہ آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ نہیں رہے اس لیے وہ نبی نہیں بنے اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بن جاتے' سو اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے بعد نبی نہیں آ سکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے" اس حدیث میں قضیہ شرطیہ ہے۔ جیسے یہ قضیہ ہے: اگر سورج طلوع ہوگا تو دن روشن ہوگا اور قضیہ شرطیہ میں جز اول کا ثبوت جز ثانی کے ثبوت کو مستلزم ہوتا ہے' جیسے سورج کا طلوع ہونا دن کی روشنی کو مستلزم ہے' اور جز ثانی کی نفی جز اول کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی یعنی سورج کا طلوع نہ ہونا اس کو مستلزم نہیں ہے کہ دن روشن نہ ہو' کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سورج طلوع ہو لیکن دن اس وجہ سے روشن نہ ہو کہ سخت ابر ہو یا بارش ہو یا سورج کو گہن لگا ہو یا سخت آندھی آئی ہوئی ہو اسی لیے جز اول کی نفی جز ثانی کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی' اس لیے اس حدیث کا یہ معنی نہیں ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم زندہ نہیں رہے اس لیے وہ سچے نبی نہیں ہوئے' بلکہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی سچے نبی کا آنا ممکن نہیں تھا اس لیے حضرات ابراہیم کو زندہ نہیں رکھا گیا۔

سورہ الاعراف: ۳۵ سے اجراء نبوت کا معارضہ اور اس کا جواب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰی وَ اَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔ (الاعراف: ۳۵)

ترجمہ: اے اولادِ آدم! اگر تمہارے پاس تم میں سے ایسے رسول آئیں جو تمہارے سامنے میری آیتیں بیان کریں سو جو شخص اللہ سے ڈرا اور نیک ہو گیا تو ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مرزائی قادیانی اس آیت سے اجراءِ نبوت پر استدلال کرتے ہیں اور پھر اجراءِ نبوت سے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر دلیل کشید کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولادِ آدم کو حکم دیا ہے جب بھی ان کے پاس ایسے رسول آئیں جو تمہارے سامنے میری آیتیں بیان کریں سو جو شخص اللہ سے ڈرا یعنی جس نے ان رسولوں کے احکام کو مانا اور ان پر ایمان لایا اس پر کوئی غم اور خوف نہیں ہوگا، اس آیت سے معلوم ہوتا ہے قیامت تک رسول آتے رہیں گے کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے آنے کا کوئی استثناء نہیں بیان فرمایا اور نہ کوئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت تک رسولوں کے مبعوث ہونے کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت جگہ ایک حکم بیان کیا جاتا ہے اور دوسری کسی آیت میں اس حکم کی تخصیص بیان کر دی جاتی ہے جس سے وہ حکم عام نہیں رہتا، اسی طرح بہ ظاہر اس آیت میں قیامت تک رسولوں کی بعثت کا حکم عام بیان فرمایا ہے لیکن جب الاحزاب: ۴۰ میں فرما دیا مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ تو اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر فرما دیا کہ سورہ الاعراف: ۳۵ میں رسولوں کی بعثت کے سلسلہ کا جو ذکر فرمایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد وہ سلسلہ نبوت منقطع اور ختم ہو گیا ہے اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی آ سکتا ہے نہ رسول، نہ تشریعی نبی نہ امتی نبی، نہ کامل نبی نہ ناقص نبی، نہ اصلی نبی اور نہ ظلی، اور بروزی نبی۔

فقیر اس کی چند نظائر بیان کرتا ہے کہ کسی آیت میں کوئی حکم عام بیان کیا جائے پھر دوسری آیت میں اسکی تخصیص کر دی جائے تو پھر وہ حکم عام نہیں رہتا، دیکھیے اللہ تعالیٰ نے عام حکم بیان فرمایا: كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ۔ (سورہ العنکبوت: ۵۷)

ترجمہ: ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے۔

اور اِن آیاتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی نفس فرمایا ہے:

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ۔ (سورہ الانعام: ۱۲)

ترجمہ: آپ پوچھیے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟ آپ کہیے وہ سب اللہ ہی کی ملکیت ہے، اس نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کر لیا۔

فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ۙ۔ (سورہ الانعام: ۵۴)

ترجمہ: آپ کہیے تم پر سلام ہو تمہارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے: تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔ (سورہ المائدہ: ۱۱۲)

ترجمہ: (اے اللہ!) تو جانتا ہے میرے نفس میں کیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ تیرے نفس میں کیا ہے' بیشک تو تمام غیوب کو بے حد جاننے والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی نفس کہا ہے اور سورہ العنکبوت: ۵۷ میں فرمایا ہے ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی (العیاذ باللہ) موت کو چکھنے والا ہے' سو اس آیت کے عام حکم کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھی موت آئے گی اور دوسری آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی وہ آیت یہ ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ ۔ (سورہ الفرقان: ۵۸)

ترجمہ: آپ اس پر توکل کیجیے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔

پس اس آیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ موت کو چکھنے کے عام حکم سے مستثنیٰ ہے' اور اب یہ حکم عام نہیں ہے' اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین فرما دیا تو اب سورہ الاعراف: ۳۵ میں رسولوں کی بعثت کے عام حکم میں تخصیص ہو گئی اور اب آپ کی بعثت کے بعد کسی اور نبی کا آنا ممکن نہیں۔ اس کی نظیر دوسری یہ آیت ہے: وَ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْۗءٍ ۔ (البقرہ: ۲۲۸)

ترجمہ: اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔

المطلقات جمع کا صیغہ ہے اور اس میں طلاق یافتہ عورتوں کے لیے عام حکم یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ تین حیض تک عدت گزاریں' لیکن دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ غیر مدخولہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی کوئی عدت نہیں ہے:

اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ۔ (سورہ الاحزاب: ۴۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو' پھر تم ان کو عمل زوجیت سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمہاری عدت گزارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اسی طرح وہ طلاق یافتہ بوڑھی عورت جس کو حیض نہ آتا ہو وہ کمسن لڑکی جس کا حیض شروع نہ ہوا ہو اس کی

عدت تین ماہ ہے اور طلاق یافتہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور یہ بھی اس عام حکم سے خاص ہیں ان کا ذکر اس آیت میں ہے: وَالّٰٓـِٔیْ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ ۙ وَّالّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ وَاُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۔(الطلاق:٤)

ترجمہ: تمہاری جو طلاق یافتہ عورتیں حیض آنے سے مایوس ہوچکی ہوں اور تم کو ان کی مدت میں شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور اسی طرح (ان کم سن مطلقہ عورتوں کی عدت بھی تین ماہ ہے) جن کا ابھی حیض آنا شروع نہ ہوا ہو' اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے۔

پس سورہ البقرہ: ۲۲۸ میں جو مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض فرمائی ہے اس حکم عام سے غیر مدخولہ' سن رسیدہ' کم سن اور حاملہ عورتوں کی عدت کی تخصیص کر لی گئی ہے' اسی طرح سورہ الاعراف: ۳۵ میں جو رسولوں کی بعثت کا عام حکم بیان کیا گیا ہے آیت خاتم النبیین سے اس عام حکم کی تخصیص کر لی گئی ہے اور اب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب کہ ختم نبوت کا معنی مہر نبوت ہے اور آپ کی مہر سے نبی بنتے ہیں

مرزائیوں کا ایک مشہور اعتراض یہ ہے کہ خاتم کا معنی آخر نہیں ہے' بلکہ خاتم کا معنی مہر ہے' اور مہر نبوت کا معنی ہے جس پر آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے' سو غلام احمد قادیانی پر بھی مہر لگ گئی اور وہ بھی نبی بن گئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے کہ اگر خاتم کا معنی مہر ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تو اس میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہوسکتی' سو نبوت کو بند کر کے اس پر آپ کی مہر لگا دی گئی اب نبوت میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہوسکتی۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری متوفی ۷۱۱ھ علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: معنی ختم الغطیة علی الشیء والاستیثاق من ان لا یدخله شیء۔ ختم کا معنی ہے کسی چیز کو ڈھانپنا اور اس کو اس طرح بند کر دینا کہ اس میں کوئی اور چیز داخل نہ ہوسکے۔

نیز لکھتے ہیں خاتمهم اخرهم' خاتم القوم کا معنی ہے اخر القوم' وخاتم النبیین ای آخرهم اور خاتم النبیین کا معنی ہے آخر النبیین۔ (لسان العرب جلد ۱۲ صفحہ ۱۶۵۔۱۶۳' مطبوعہ ایران' ۱٤٠۵ھ)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک نبوت منقطع ہوچکی ہے پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ

رسول۔(سنن الترمذی رقم الحدیث:۲۲۷۲)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وانا اخر الانبیاء وانتم اخر الامم۔ میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:٤٠٧٧)

اور قتادہ نے خاتم النبیین کی تفسیر میں کہا ای آخرھم۔(جامع البیان رقم الحدیث:٢١٧٦٥)

تصریحات لغت' احادیث صحیحہ اور تابعین کی تفسیر سے واضح ہو گیا کہ خاتم کا معنی مہر کرنا باطل ہے بلکہ خاتم کا معنی آخر ہے۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز خاتم المحدثین ہیں تو کیا اس کا عرف میں یہ معنی ہوتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز کی مہر سے محدث بنتے ہیں اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ شامی خاتم الفقہاء ہیں تو کیا اس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ علامہ شامی کی مہر سے فقہاء بنتے ہیں اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ آلوسی خاتم المفسرین ہیں تو کیا اس کا یہ معنی ہوتا ہے علامہ آلوسی کی مہر سے مفسرین بنتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ احادیث' تفاسیر' لغت اور عرف سب کے اعتبار سے خاتم کا معنی مہر کرنا صحیح نہیں ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ١١٧٦ھ نے اس آیت کے تحت و خاتم النبیین کے ترجمہ میں لکھا ہے ومہر پیغامبران است۔(ترجمہ شاہ ولی اللہ ص ٥١٠' تاج کمپنی لمیٹڈ لاہور)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر مہر اس معنی میں نہیں ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے: جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا۔۔۔۔۔۔۔ اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا' بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے' بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔(حقیقۃ الوحی ص ٢٧' روحانی خزائن ج ٢٣ ص ٣٠۔٢٩)

خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح علیہ السلام (مرزا غلام قادیانی) نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔(ملفوظات احمد یہ حصہ پنجم صفحہ ٢٩٠)

قادیانیوں نے خاتم کا جو یہ معنی بیان کیا وہ غلط اور باطل ہے اور شاہ ولی اللہ کے نزدیک مہر سے مراد مہر

تصدیق نہیں ہے بلکہ مہر سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تاکہ اس میں اور کوئی چیز داخل نہ ہو سکے جیسا کہ لغت، عرف، احادیث اور تفاسیر سے واضح ہو چکا ہے، خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں: سچا خواب انبیاء کے حق میں نبوت کا ایک جزو ہے پس یقین رکھو کہ وہ برحق ہوتا ہے اور نبوت کے اجزاء ہیں اور اس کا ایک جز خاتم الانبیاء کے بعد بھی باقی ہے ۔(المسوی جلد ۲ صفحہ ٤٢٦، المطبعۃ السلفیہ مکہ المکرمۃ، ۱۳۵۳ھ، چشتی)

مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین نے لکھا ہے: ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے وہ نبوت صحیح نہیں ۔(تشحیذ الاذھان قادیان نمبر ۸، جلد ۱۲ ص ۲۵، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے: پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو جائے ۔(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، روحانی خزائن ص ٤٠٧ـ٤٠٦ ج ۲۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

اگر مرزائیہ کے دعویٰ کے مطابق بہ فرض محال ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق ہو اور اس کا معنی یہ ہو کہ جس پر آپ اپنی مہر لگا دیتے ہیں وہ نبی بن جاتا ہے تو پھر اس کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی مہر سے زیادہ سے زیادہ نبی بنتے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مہر سے صرف غلام احمد قادیانی ہی نبی بنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی اطاعت پر مقبولیت کی سند اللہ تعالیٰ نے رضی اللہ عنہم فرما کر عطا کر دی وہ نبی نہیں بنے، اگر ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق ہوتا تو وہ نبی بنتے اور جب وہ نبی نہیں بنے تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق نہیں ہے بلکہ وہ مہر ہے جو کسی چیز کو بند کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے، علاوہ ازیں نبی بنانا اور رسول بھیجنا اللہ کا کام ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ اپنی مہر لگا کر کسی کو نبی بنا کر بھیج دیں۔

مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ کہا جاتا ہے اسی طرح آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جن علماء کو خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین کہا گیا ہے وہ مجاز کہا گیا ہے اور آپ

حقیقتہ خاتم النبیین ہیں نیز مجاز کا ارتکاب اس وقت کیا جاتا ہے جب حقیقت محال ہو اور آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ نہیں ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو خاتم المہاجرین فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس نے مکہ سے سب کے آخر میں ہجرت کی تھی اس کے بعد مکہ دارالاسلام بن گیا تھا سو اس حدیث میں بھی خاتم یہ معنی آخر ہے۔

مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے میری مسجد آخر المساجد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس ارشاد کی وضاحت دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد' مساجد الانبیاء کی خاتم ہے۔ (کنزالعمال رقم الحدیث: ٣٤٩٩٩)

اس اعتراض کا جواب کہ لا نبی بعدی میں لا نفی کے لیے نہ کہ نفی جنس کے لیے:

مرزائیوں کا ایک اور مشہور اعتراض یہ ہے کہ لا نبی بعدی میں لا نفی جنس ہے' نفی کمال کے لیے ہے جیسے لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں ہے۔ یعنی سورہ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی اسی طرح لا نبی بعدی کا معنی ہے میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہوگا اور ناقص اور امتی نبی کی نفی نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح تو کوئی مشرک کہہ سکتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی نفی کمال کے لیے ہے یعنی اللہ کے علاوہ کامل خدا کوئی نہیں ہے' ناقص خدا موجود ہیں' اور اس کا حل یہ ہے کہ لا نفی جنس کا نفی کمال کے لیے ہونا اس کا مجازی معنی ہے اور نفی جنس کے لیے ہونا اس کا حقیقی معنی ہے اور جب تک حقیقت محال یہ متعذر نہ ہو اس کو مجاز پر محمول نہیں کیا جاتا لا نبی بعدی میں حقیقت متعذر نہیں ہے اس لیے اس کا معنی ہے میر بعد کوئی نبی نہیں ہوگا' اور لا صلوۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں اس طرح نہیں ہے سورہ فاتحہ کے بغیر نماز ہو جاتی ہے لیکن چونکہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اس لیے نماز کامل نہیں ہوتی اور یہاں حقیقت متعذر رہے اس لیے لا کو نفی کمال اور مجاز پر محمول کیا ہے۔

اسی طرح مرزائیہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے جب کسری مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ (صحیح مسلم ج ٢ ص ٣٩٦' کراچی)۔ اور کسریٰ ایران کے بادشاہ کو اور قیصر روم کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور ان کے بعد بھی ایران اور روم کے بادشاہ ہوتے رہے ہیں۔ علامہ نووی اس کے جواب میں لکھتے ہیں: اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کسریٰ ایران کا بادشاہ تھا اور قیصر روم کا بادشاہ تھا اس طرح وہ بعد میں بادشاہ نہیں ہوں گے اور اسی طرح ہوا'

کسریٰ کا ملک روئے زمین سے منقطع ہو گیا اور اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا' اور قیصر شکست کھا کر شام سے بھاگ گیا اور مسلمانوں نے ان دونوں ملکوں کو فتح کر لیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعد میں اس نام کے بادشاہ نہیں گزرے۔

مرزائیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ٥ ص ٣٣٧' رقم الحدیث: ٢٦٦٣٣' دارالکتب العلمیہ بیروت، چشتی)

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا منشاء یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آسمان سے نازل ہونا ہے اس لیے یوں نہ کہو کہ کوئی نبی نہیں آئے گا بلکہ یوں کہو کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا کیونکہ جب مطلقاً یہ کہا جائے کہ کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس کا متبادر معنی یہ ہے کہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ پرانا' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول ان احادیث کے خلاف نہیں ہے جن میں یہ تصریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مبشرات کے سوا میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی' صحابہ نے پوچھا اور مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا سچے خواب جن کو کوئی شخص دیکھتا ہے یا کوئی شخص اس کے لیے دیکھتا ہے۔ (مسند احمد جلد ٦ صفحہ ١٢٩' حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے' حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ٢٤٨٥٨' دارالحدیث قاہرہ' ١٤١٦ھ)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے متعلق احادیث:

تیسرا مشہور اعتراض یہ ہے کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے تو پھر ان احادیث کی کیا توجیہ ہوگی جن کے مطابق قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا وہ احادیث حسب ذیل ہیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے' احکام نافذ کرنے والے' عدل کرنے والے' وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' جزیہ موقوف کر دیں گے اور اس قدر مال لٹائیں گے کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا' حتیٰ کہ ایک سجدہ کرنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا' اور تم چاہو تو (اس کی تصدیق میں) یہ آیت پڑھو: "وان من اھل الکتب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ" "اہل کتاب میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا"۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ٣٤٤٨' چشتی)(صحیح مسلم رقم الحدیث:

٢٤٢)(سنن ترمذی رقم الحدیث: ٢٤٤٠)(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٤٠٧٨)(مسند احمد ج ٣ رقم الحدیث: ١٠٩٤٤)(صحیح ابن حبان ج ١٥، رقم الحدیث: ٦٨١٨)(مصنف عبدالرزاق ج ١١ ص ٣٩٩، رقم الحدیث: ٢٠٨٤٠)(مصنف ابن ابی شیبہ ج ١٥ ص ١٤، رقم الحدیث: ١٩٣٤١)(شرح السنہ ج ٧ ص ٤١٧٠)

نیز امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا شان ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔(صحیح البخاری رقم الحدیث: ٣٤٤٩، چشتی)(صحیح مسلم رقم الحدیث: ٢٤٤)(مسند احمد ج ٢ ص ٣٣٦)(مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ٢٠٨٤١)(شرح السنہ ج ٧، رقم الحدیث: ٤١٧٢)

امام احمد بن حنبل متوفی ٢٤١ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر جنگ کرتی رہے گی اور وہ قیامت تک غالب رہے گی حتی کہ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے، ان (مسلمانوں) کا امیر کہے گا آیئے آپ ہم کو نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ اس امت کی عزت افزائی کے لیے فرمائیں گے نہیں تمہارے بعض، بعض پر امیر ہیں۔(مسند احمد جلد ٣ صفحہ ٣٨٤۔ ٣٤٥ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام مسلم بن حجاج قشیری علیہ الرحمہ متوفی ٢٦١ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، عیسیٰ بن مریم فج روحاء (مدینہ سے چھ میل دور ایک جگہ) میں ضرور بلند آواز سے تلبیہ (لبیک الھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک) کہیں گے درآں حالیکہ وہ حج کرنے والے ہوں گے، یا عمرہ کرنے والے ہوں گے یا (دونوں کو ملا کر) حج قران کرنے والے ہوں گے۔(صحیح مسلم رقم الحدیث: ١٢٥٢)

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ متوفی ٢٤١ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹا دیں گے، اور ان کے لیے نماز جماعت سے پڑھائی جائے گی، وہ مال عطا کریں گے، حتی کہ اس کو کوئی قبول نہیں کے گا، وہ خراج کو موقوف کردیں گے، وہ مقام روحاء پر نازل ہوں گے، وہاں حج یا عمرہ کریں گے یا قران کریں گے، پھر حضرت ابو ہریرہ نے یہ آیت تلاوت کی وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ حنظلہ کا خیال ہے حضرت ابو ہریرہ

نے "قبل موت عیسیٰ" پڑھا تھا' پتا نہیں یہ بھی حدیث کا جز ہے یا حضرت ابو ہریرہ نے خود تفسیر کی تھی۔(مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۲۹۰ 'مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، چشتی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا 'اور جو نبی پہلے مبعوث ہو چکے ہیں ان کا آپ کے بعد دنیا میں آنا آپ کی ختم نبوت کے منفی نہیں ہے' جیسے شب معراج تمام نبی مسجد اقصیٰ میں آئے اور انہوں نے آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی یا جس طرح جن لوگوں کے نزدیک حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں تو ان کا آپ کے بعد دنیا میں آنا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی نہیں ہے' اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرب قیامت میں آسمان سے زمین پر نازل ہونا بھی آپ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے' کیونکہ یہ تمام انبیاء آپ سے پہلے مبعوث ہو چکے ہیں آپ کے بعد مبعوث نہیں ہوئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شریعت اسلامیہ پر مطلع ہو کر مسلمانوں میں احکام جاری فرمانا

اب رہا یہ سوال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا علم کیسے ہوا حتیٰ کہ وہ اس علم کے مطابق آپ کی شریعت کے مطابق اس امت میں احکام جاری کر سکیں' تو اس کے متعدد جوابات ہیں ایک جواب یہ ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کا علم تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آپ کی شریعت کا علم تھا اور اسی کے مطابق آپ اس امت میں احکام جاری کریں گے' انبیاء سابقین کو ہماری شریعت کا علم تھا اس کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی علیہ الرحمہ متوفی ۴۵۸ ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے سرگوشی کرنے کے لیے ان کو قریب کیا تو انہوں نے کہا اے میرے رب! میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں میں افضل ہے جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور اللہ پر ایمان رکھیں گے' تو ان کو میری امت بنا دے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمد ہے' حضرت موسیٰ نے کہا میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں مبعوث ہوگی اور قیامت کے دن وہ سب پر مقدم ہوگی' تو ان کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمد ہے۔حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ ایک امت صدقات کو کھائے گی اور اس سے پہلے کی امتیں جب صدقہ دیتیں تو اللہ تعالیٰ ایک آگ بھیجتا جو اس صدقہ کو کھا جاتی' اور اگر وہ صدقہ قبول نہ ہوتا تو آگ اس صدقہ کے قریب نہیں جاتی تھی اے اللہ تو ان لوگوں کو میری امت بنا دے' اللہ

تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمد ہے۔ حضرت موسیٰ نے کہا اے میرے رب میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ ایک امت جب گناہ کا منصوبہ بنائے گی تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا اور جب وہ اس گناہ کا کام کرے گی تو اس کا صرف ایک گناہ لکھا جائے گا اور جب وہ نیکی کا منصوبہ بنائے گی اور اس نیکی کو نہیں کرے گی تو اس کی ایک نیکی لکھی جائے گی اور جب وہ نیکی کرے گی تو اس کو دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک اجر دیا جائے گا' اے اللہ تو اس امت کو میری امت بنادے! اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ امت احمد ہے۔ (دلائل النبوۃ جلد ۱ صفحہ ۳۸۰۔ ۳۷۹' دارالکتب العلمیہ بیروت، چشتی)

یہ ہماری شریعت کے وہ احکام ہیں جو سابقہ شریعتوں میں نہیں تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان احکام پر مطلع فرمادیا۔ اسی طرح حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق ہے: وہب بن منبہ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف زبور میں وحی کی کہ اے داؤد! عنقریب تمہارے بعد ایک نبی آئے گا جس کا نام احمد اور محمد ہوگا' وہ صادق اور سردار ہوگا' میں اس پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا اور نہ کبھی وہ مجھ سے ملول ہوگا' اس کی امت کو میں نفل پڑھنے پر انبیاء کے نوافل کا اجر عطا فرماؤں گا' اور اس کے فرائض پر انبیاء اور رسل کے فرائض کا اجر عطا فرماؤں گا' حتیٰ کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو ان پر انبیاء کی طرح نور ہوگا' کیونکہ میں نے ان پر ہر نماز کے لیے اس طرح وضو کرنا فرض کیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں پر وضو فرض کیا تھا' اور ان پر اس طرح غسل جنابت فرض کیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں پر فرض کیا تھا' اور ان پر اس طرح حج فرض کیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں پر فرض کیا تھا اور ان کو اس طرح جہاد کا حکم دیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں کو جہاد کا حکم دیا تھا۔ (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۸۰' دارالکتب العلمیہ بیروت، چشتی)

یہ بھی ہماری شریعت کے مخصوص احکام ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو مطلع فرمادیا تھا' سو اسی طرح جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی ہماری شریعت کے احکام سے مطلع فرمادیا ہو اور وہ اس کے مطابق قرب قیامت میں احکام جاری فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قرآن مجید میں اجتہاد کر کے احکام جاری فرمانا:

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ قرآن مجید میں غور کر کے اس شریعت کے تمام احکام کو حاصل کرلیں' کیونکہ قرآن مجید تمام احکام شرعیہ کا جامع ہے' اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن مجید ہی کے تمام احکام کو اپنی سنت سے بیان فرمایا ہے اور امت کی عقلیں نبی کی طرح ادراک کرنے

سے عاجز ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں اسی چیز کو حلال کرتا ہوں جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور میں اسی چیز کو حرام کرتا ہوں جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔(المعجم الاوسط للطبرانی بہ حوالہ الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۶۰، چشتی)

اسی لیے امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس قدر احکام بیان فرمائے ہیں ان سب کو آپ نے قرآن مجید سے حاصل فرمایا ہے۔پس جائز ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اسی طرح قرآن مجید سے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت سے اسلام کے احکام حاصل کر کے اس امت میں نافذ فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بالمشافہ اسلام کے احکام کا علم حاصل کرنا

تیسری صورت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہونے کے باوجود ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں شامل ہیں اور اس پر حسب ذیل احادیث شاہد ہیں:

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر علیہ الرحمہ المتوفی ۵۷۱ ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:
حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کعبہ کے گرد طواف کر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ آپ نے کسی سے مصافحہ کیا اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا، ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہم نے آپ کو کسی سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور جس سے آپ نے مصافحہ کیا اس کو کسی نے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا وہ میرے بھائی عیسیٰ بن مریم ہیں میں ان کا انتظار کر رہا تھا حتیٰ کہ انہوں نے اپنا طواف مکمل کر لیا پھر میں نے ان کو سلام کیا۔ (تاریخ دمشق الکبیر صفحہ ۳۳۹، رقم الحدیث: ۱۱۳۰۲، داراحیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۲۱ ھ، چشتی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام انبیاء باپ شریک بھائی ہیں، ان کی مائیں (شریعتیں) مختلف ہیں اور ان کا دین واحد ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں، کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، اور وہ جس وقت نازل ہوں گے تو میری امت پر خلیفہ ہوں گے، جب تم ان کو دیکھو گے تو پہچان لو گے، وہ متوسط القامت ہوں گے ان کا سرخی مائل سفید رنگ ہوگا، ان کے سر پر پانی نہ بھی ہو تو یوں معلوم ہوگا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے، وہ دو گیروے رنگ کے کپڑے پہن کر چل رہے ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور مال بہت تقسیم کریں گے، جزیہ کو موقوف کر دیں گے

اور اسلام کے لیے جنگ کریں گے حتیٰ کہ ان کے زمانہ میں تمام بد مذاہب ختم ہو جائیں گے اور زمین میں امن ہو جائے گا' سیاہ سانپ کے ساتھ اونٹ چریں گے اور چیتے بیلوں کے ساتھ گشت کریں گے اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ' اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گے' وہ زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے پھر فوت ہو جائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔ (اس حدیث سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ ہمارے نبی کی شریعت کو منسوخ کرنے والے ہیں بلکہ منسوخ کرنے والے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں' کیونکہ آپ نے بتادیا کہ جزیہ اور جہاد کی مشروعیت کی مدت نزول عیسیٰ تک ہے)۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج. ٥ ص ٢٥٩' رقم الحدیث: ١١٢٧٤' دار احیاء التراث بیروت: ١٤٢١ھ)

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے حکم میں ہیں اس لیے یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست اور بالمشافہ احکام حاصل کیے ہوں' اور نزول عیسیٰ کے بعد چونکہ سب لوگ مسلمان ہو جائیں گے اس لیے پھر جہاد اور جزیہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے اسلام کے احکام کا علم حاصل کرنا:

چوتھی صورت یہ ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے نبی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر جائیں اور قبر پر جا کر آپ سے استفادہ کریں' اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس ذات کے قبضہ وقدرت میں ابو القاسم کی جان ہے' عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے' امام اور انصاف کرنے والے حاکم اور عادل ہوں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے' خنزیر کو قتل کریں گے' لوگوں میں صلح کرائیں گے اور بغض کو دور کریں گے' ان پر مال کو پیش کیا جائے گا تو وہ مال کو قبول نہیں کریں گے' پھر اللہ کی قسم! اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے پکار کر کہیں "یا محمد" تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔ (مسند ابو یعلی رقم الحدیث: ٦٥٨٤، چشتی) (تاریخ دمشق الکبیر رقم الحدیث: ١١٣١٣) (مجمع الزوائد ج ٨ ص ٥' المطالب العالیہ ج ٤ ص ٢٣)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج یا عمرہ کے لیے جائیں گے اور فج روحاء کے راستہ سے گزریں گے اور میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھ کو سلام کریں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ (تاریخ دمشق الکبیر جلد. ٥ صفحہ ٢٣٤' رقم الحدیث: ١١٣١٢)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ متوفی ۹۱۱ ھ اور ان کی اتباع میں علامہ آلوسی علیہ الرحمہ متوفی ۱۲۷۰ ھ نے ان احادیث سے اس صورت پر استدلال کیا ہے۔(الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۶۳۔۱۶۲)(تفسیر روح المعانی جز ۲۲ ص ۵۱۔۵۰)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت اور آپ کی تعلیم سے مستفید ہونا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔(صحیح مسلم رقم الحدیث:۲۳۷۴)

حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کو تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔(صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۶۶)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کرتے ہوئے دیکھا۔(صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۷۱)

اور جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انبیاء سابقین سے ملاقات ممکن ہے اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملاقات ممکن ہے تو ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کرکے آپ سے اسلام کے احکام حاصل کیے ہوں۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ متوفی ۹۱۱ ھ نے لکھا ہے کہ امام غزالی' علامہ تاج الدین سبکی' علامہ یافعی' علامہ قرطبی مالکی' علامہ ابن ابی جمرہ اور علام ابن الحاج علیہم الرحمہ نے مدخل میں یہ تصریح کی ہے کہ اولیاء اللہ نیند اور بیداری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں اور آپ سے استفادہ کرتے ہیں' ایک مرتبہ ایک فقیہ نے ایک ولی کے سامنے حدیث بیان کی' ولی نے کہا یہ حدیث باطل ہے' فقیہ نے کہا آپ کو کیسے علم ہوا؟ ولی نے کہا تمہارے سر کے پاس نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے فرمارہے ہیں میں نے یہ حدیث نہیں کہی اور اس فقیہ کو بھی آپ کی زیارت کرادی' سو جب اس امت کے اولیاء کا یہ حال ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ اس سے کہیں زیادہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادرت سے مستفید نہ ہوں اور آپ کی تعلیم سے مستفیض نہ ہوں۔(الحاوی للفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۶۳' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، چشتی)

اولیاء کرام کا نیند اور بیداری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کرنا:

نیز علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ متوفی ۱۲۷۰ ھ لکھتے ہیں:

شیخ سراج الدین بن الملقن نے طبقات الاولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمہ نے فرمایا

میں نے ظہر کی نماز سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی' آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! اپنا منہ کھولو' میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا اور فرمایا لوگوں کے سامنے وعظ کرو اور حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ انہیں اپنے رب کی طرف دعوت دو' پس میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھ گیا اور میرے سامنے بہت خلقت جمع ہوگئی' پھر مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی پھر میں نے دیکھا کہ اس مجلس میں میرے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے ہیں' آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا اے میرے ابا جان! مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی ہے' آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو' میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا' میں نے پوچھا آپ نے سات مرتبہ لعاب دہن ڈال کر مکمل کیوں نہیں کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے' پھر آپ مجھ سے غائب ہوگئے' پھر جب یوں لگا جیسے علوم و معارف کا ایک عظیم سمندر میرے سینہ میں موجزن ہے اور میں اپنی زبان سے حقائق اور دقائق کے یواقیت اور جواہر بیان کررہا ہوں۔ (تفسیر روح المعانی جز ۲۲ صفحہ ۵۱)

ایک بار ایک محفل میں ایک صاحب نے اس واقعہ کو بیان کرنے پر سوال کیا کہ حضرت غوث الاعظم علیہ الرحمہ کے منہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن ڈالنے کے بعد کیا کمی رہ گئی تھی جس کو پورا کرنے کے لیے بعد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنا لعاب دہن ڈالا' فقیر نے اس کے جواب میں عرض کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن اور آپ کے فیضان میں کوئی کمی نہیں تھی' حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب دہن سے استفادہ اور حصولِ فیضان کو سہل اور آسان بنانے کے لیے اپنا لعاب دہن ڈالا' جس طرح قرآن مجید کے فیضان میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن اس سے فیضان کے حصول کو آسان بنانے کے لیے اس کی تفسیر کی جاتی ہے اسی طرح احادیث کی افادیت میں کوئی کمی نہیں ہے لیکن ان سے استفادہ کو سہل اور آسان بنانے کے لیے ان کی شروح لکھی جاتی ہیں۔

نیز علامہ آلوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اور علامہ سراج الدین ابن الملقن علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ النھر ملکی علیہ الرحمہ نینداور بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہ کثرت زیارت کرتے تھے اور وہ نیند اور بیداری میں نی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت فیض حاصل کرتے تھے' انہوں نے ایک رات میں سترہ مرتبہ آپ کی زیارت کی' ایک مرتبہ آپ نے ان سے فرمایا اے خلیفہ تم میری زیارت کے لیے اتنے بے قرار نہ ہوا کرو' کیونکہ کتنے اولیاء تو میرے دیدار کی حسرت میں ہی فوت ہو چکے ہیں' اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ علیہ الرحمہ نے

لطائف المنن میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابو العباس المرسی سے کہا آپ نے بہت شہروں میں بہت لوگوں سے ملاقات کی ہے آپ اپنے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کرلیں، انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اپنے اس ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے اوجھل پاؤں میں تو میں اس ساعت میں خود کو مسلمان شمار نہیں کرتا اور اس قسم کی عبارات اولیاء کرام علیہم الرحمہ سے بہت منقول ہیں۔ (تفسیر روح المعانی جز ۲۲ صفحہ ۵۱، دار الفکر بیروت، ۱٤۱۷ھ، چشتی)

ایک وقت میں متعدد مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی کیفیت:

خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے تنویر الحوالک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی زیارت پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس نے مجھ کو نیند میں دیکھا وہ مجھ کو عنقریب بیداری میں بھی دیکھے گا اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: ٦٩٩٣، چشتی) (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲٦٦) (مسند احمد رقم الحدیث: ۷۳۷۱)

علامہ ابن ابی جمرہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ متعدد عارفین نے نیند کے بعد بیداری میں آپ کی زیارت کی اور آپ سے سوالات کر کے دینی مسائل کی مشکلات کو سمجھا اور اس حدیث کی تصدیق کی۔

علماء کا اس میں کافی اختلاف ہے کہ آپ کو بیداری میں دیکھنے والا آپ ہی کے جسم اور بدن کو دیکھے گا یا آپ کی مثال کو دیکھے گا، امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے عبارات علماء کو نقل کرنے کے بعد لکھا کہ احادیث اور عبارات علماء سے یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جسم مبارک اور اپنی روح کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ اطراف عالم میں جہاں چاہتے ہیں، تشریف لے جاتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں، اور آپ اسی حالت میں ہیں جس حالت میں آپ وفات سے پہلے تھے اور اس میں سرمو فرق نہیں ہوا، اور آپ زندہ ہونے کے باوجود لوگوں کی نظروں سے اس طرح غائب ہیں جس طرح فرشتے ان کی نظروں سے غائب ہیں، اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو آپ کی زیارت سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو آپ کے اور اس بندہ کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیتا ہے اور اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے تو پھر آپ کی مثال کے قول کی کیا ضرورت ہے، اور باقی تمام انبیاء علیہم السلام بھی زندہ ہیں، اور ان کو اپنی قبروں سے باہر جانے اور اس جہان میں تصرف کرنے کا اذن دیا گیا ہے اور اس پر بہ کثرت احادیث ناطق اور شاہد ہیں۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں میرا ظن غالب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کی زیارت اس طرح نہیں ہوتی جیسے عام طور پر لوگ ایک دوسرے کو دنیا میں دیکھتے ہیں یہ ایک حالت برزخیہ اور امر وجدانی ہے اس کی حقیقت کو وہی شخص پا سکتا ہے جس کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہو' یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دیکھنے والا آپ کی روح کو دیکھتا ہے اور وہ روح کسی صورت میں متمثل ہو جاتی ہے جب کہ وہ روح اس وقت آپ کے اس جسم مبارک میں بھی ہوتی ہے جو روضہ مبارکہ میں ہے جس طرح حضرت جبریل آپ کے سامنے حضرت وحیہ کلبی کی شکل میں موجود ہوتے ہیں یا کسی اور صورت میں اس وقت وہ سدرۃ المنتہی سے بھی جدا نہیں ہوتے' اور رہا آپ کا جسم مثالی تو اس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قدسیہ متعلق ہوتی ہے اور اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ آپ کے غیر متناہی اجسام مثالی ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ کی روح واحدہ متعلق ہو اور یہ اس طرح ہو جیسے روح واحدہ کا تعلق ایک جسم کے متعدد اجزاء کے ساتھ ہوتا ہے' اور ہماری اس تقریر سے شیخ ابوالعباس طنجی علیہ الرحمہ کے اس قول کی وجہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ انہوں نے آسمان' زمین' عرش اور کرسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھرا ہوا دیکھا اور یہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدد مقربین نے ایک ہی وقت میں متعدد مقامات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ (تفسیر روح المعانی جز ۲۲ ص ۵۳۔ ۵۲ 'مطبوعہ دار الفکر بیروت' ۱۴۱۷ھ)

اس اعتراض کا جواب کہ عہدِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت اور آپ سے استفادہ کا اس قدر ظہور کیوں نہیں ہوا؟

اولیاء کرام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو زیارت ہوتی ہے اور وہ آپ سے دینی اور فقہی معاملات میں استفادہ کرتے ہیں اور اپنے اشکالات کو حل کراتے ہیں اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خلفاء راشدین اور دیگر اکابر صحابہ کرام کو جو اشکالات پیش آتے تھے' مثلاً حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فدک کی میراث دینے یا نہ دینے کا مسئلہ تھا' حضرت ابوبکر کی خلافت کا مسئلہ تھا' حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے قصاص کا معاملہ تھا جس کی وجہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین برپا ہوئیں' تو ان اکابر صحابہ کرام کو آپ کی زیارت کیوں نہیں ہوئی اور انہوں نے آپ سے ان الجھے ہوئے معاملات میں رہنمائی کیوں نہیں حاصل کی بعد کے اولیاء کرام جن کو نیند اور بیداری میں آپ کی زیارت ہوتی رہی ہے اور وہ آپ سے اپنی مشکلات میں رہنمائی حاصل کرتے رہے ہیں ان سے تو بہر حال ان صحابہ کرام کا آپ سے قرب بہت زیادہ تھا اور بعد کے عارفین اور مقربین سے ان کا مرتبہ بہت بڑھ کر تھا۔

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ نیند اور بیداری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی زیارت اور آپ سے استفادہ اولیاء کرام کی باقی کرامات کی طرح خلاف عادت امور سے ہے، اور عہد صحابہ میں ان کرامات اور خلاف عادت امور کا ظہور بہت کم تھا کیونکہ اس دور میں عہد رسالت اور آفتاب نبوت بہت قریب تھا اور جس طرح سورج کی موجودگی میں ستارے نظر نہیں آتے اسی طرح آفتاب رسالت کے ہوتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کرامات کے ستارے نظر نہیں آتے تھے۔ (تفسیر روح المعانی جز ۲۲ صفحہ ٥٦۔٥٥، دارالفکر بیروت، ۱٤۱۹ھ)

ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

مرزائیوں نے مرزا قادیانی کی نبوت غیر تشریعی ثابت کرنے کے لیے بعض اکابر صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی علیہ الرحمۃ کی عبارات سے استدلال کیا ہے۔ تحقیق مقام کے لیے ہمیں سب سے پہلے مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کے عجیب متضاد بیانات ہیں۔ کہیں تو مرزا قادیانی اپنے آپ کو غیر تشریعی نبی قرار دیتا ہے اور کہتا تھا کہ جس جس جگہ میں نے نبوت اور رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اسی کا نام پا کر اسی کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ ان ہی معنوں سے خدا نے مجھے رسول اور نبی کہہ کر پکارا ہے سو اب بھی میں انہی معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ الخ۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ صفحہ ۴)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے صاف لفظوں میں غیر تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اب اس کے خلاف نبوت تشریعی کا دعویٰ ملاحظہ فرمائیے۔

اگر کہو کہ صاحب الشریعت افتراء کر کے ہلاک ہوتا ہے نہ ہر ایک مفتری تو اول تو یہ دعویٰ بلا دلیل ہے۔ خدا نے افتراء کے ساتھ شریعت کی کوئی قید نہیں لگائی ماسوائے اس کے یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہیں اور نہی بھی۔ (صفحہ ٦، ۷ اربعین ۳)

اس عبارت میں مرزا قادیانی نے کھلے لفظوں میں اپنے آپ کو صاحب الشریعۃ کہا ہے۔ کہیں سرے سے مکر جاتا ہے اور اپنے ہاتھ سے اپنی نبوت کا صفایا کر دیتا ہے لکھتا ہے کہ: نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو کہ بحکم خدا کیا گیا۔ (ازالہ اوھام طبع دوم صفحہ نمبر ۱۱۴، چشتی)

لاہوری مرزائی عام مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لیے مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں پیش کر دیتے ہیں جن میں نبوت کا انکار معلوم ہوتا ہے۔ اور قادیانی مرزائی عوام کو بہکانے کے لیے غیر تشریعی نبوت والی عبارتیں دکھا دیتے ہیں ۔مرزائی اگر مرزا قادیانی کو سچا سمجھتے ہیں تو قطعی طور پر انہیں صاحب شریعۃ مانتے ہوں گے کیونکہ اربعین کی عبارت منقولہ بالا میں مرزا قادیانی نے غیر مبہم طور پر اپنے آپ کو صاحبِ شریعت قرار دیا ہے۔ لیکن ختمِ نبوت کے دلائل سے تنگ آ کر قادیانی مرزائی اسی بات پر زور دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی غیر تشریعی نبی ہے۔ صرف تشریعی نبوت ختم ہوئی، غیر تشریعی جاری ہے۔

نبوت کی دو قسمیں "تشریعی و غیر تشریعی" جن معنی میں مرزائیوں نے بیان کی ہیں وہ قرآن و حدیث اور دلائل شریعہ کے بالکل خلاف ہیں۔ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جو صاحب الشریعت نہ ہو۔ مرزائیوں کو نبوت کی اس تقسیم کے دعویٰ کی دلیل میں نہ کوئی قرآن کی آیت ہاتھ آئی نہ کوئی حدیث البتہ حضرات صوفیائے کرام مثلاً شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض عبارات سے انہوں نے اس دعویٰ کو ثابت کرنے کی ناپاک کوشش کی۔ اول تو مرزائیوں کو شرم و حیا سے کام لینا چاہیے کہ جن صوفیاء کرام کو مرزا قادیانی نے ملحد اور زندیق قرار دیا ہے ان ہی کے اقوال و عبارات کو مرزا قادیانی کی نبوت کی دلیل میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہو "رسالہ تحریر اور خط" مرزا قادیانی نے ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کو وحدت الوجود کا حامی بتایا اور وحدت الوجود کے قائلین کو ملحد اور زندیق کہا۔

قبل اس کے کہ ہم ان حضرات صوفیاء کی عبارات پیش کر کے اس مسئلہ کو واضح کریں اور مرزائیوں کی افتراء پردازی کا جواب لکھیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر صوفیاء کے مسلک اور ان کے مقصد کو باوضاحت بیان کر دیں۔ حقیقت یہ ہے کہ صوفیائے کرام کی مقدس جماعت کا کام صرف یہ ہے کہ وہ تزکیہ باطن و صفائی قلب کے بعد اپنے دل و دماغ اور روح کو انوارِ معرفت سے منور کریں اور فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر خدائے تعالیٰ کی معرفت اور اس کا قرب حاصل کریں ظاہر ہے کہ یہ فیوض و برکات اور انوار و کمالات آفتابِ نبوت ہی کی شعاعیں ہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور رسالت ہی کا فیض ہے۔ اگر بارگاہِ نبوت سے کسی کو فیض نہ پہنچے اور

آفتابِ نبوت کی شعاعیں کسی کے دل کو نہ چمکائیں تو اس کو ہرگز کوئی فضل وکمال حاصل نہیں ہوسکتا نہ اس کے دل میں کوئی نور پیدا ہوسکتا ہے۔ ہر فضل وکمال کا سرچشمہ صرف نبوت اور رسالت ہے۔ اس مقام پر یہ شبہ پیدا ہوسکتا تھا کہ جب نبوت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم ہوگئی اور آپ نے بابِ نبوت کو مسدود فرما دیا تو شاید وہ تمام فیوض و برکات بھی بند ہوگئے جو بارگاہِ نبوت سے وابستہ تھے اور نبوت کا دروازہ بند ہوجانے کی وجہ سے کسی کو مقام نبوت سے کسی قسم کا کوئی فیض نہیں پہنچ سکتا۔ اگر یہ صحیح ہو اور ختم نبوت کا یہی مفہوم لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند ہوجانے سے مقام نبوت کے تمام فیوض و برکات بند ہوگئے تو صوفیائے کرام کا ریاضت ومجاہدہ کرنا اور صفائی باطن اور تزکیہ نفس کر کے مقام نبوت کے فیوض و برکات اور آفتابِ رسالت کے انوار سے مستفیض ومستنیر ہونے کی امید رکھنا بھی لغو وبے معنی ہوگا اور اس طرح صوفیائے کرام کا تمام سلسلہ تصوف اور جد وجہد سب بیکار اور لغو ہوجائے گی۔ اس شبہ کو دور کرنے اور مقصد تصوف کو کامیاب بنانے کے لیے صوفیائے کرام کا فرض تھا کہ وہ یہ بتائیں کہ ختم نبوت کے یہ معنی نہیں ہیں کہ مقام نبوت اس طرح ختم ہوگیا کہ اب کسی کو کوئی فضل وکمال نبوت کے دروازہ سے حاصل نہیں ہوسکتا۔ یہ شبہ وسوسۂ شیطانی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ فیضانِ نبوت جاری ہے اور ہر صاحب فضل وکمال کو اس کی استعداد کے موافق جو کمال ملا ہے یا ملے گا اس کا سرچشمہ مقام نبوت ہی ہے اور ختم نبوت کے معنی صرف یہ ہیں کہ کسی کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب نہیں کیا جائے گا اور شریعت نہیں دی جائے گی۔ اس کو امر و نہی کے ساتھ مخاطب کرنا ہی تشریع ہے۔ عام اس سے کہ وہ امر و نہی قدیم ہو یا جدید شریعت ونبوت میں کچھ فرق نہیں۔ نبوت شریعت ہے اور شریعت نبوت۔ کوئی نبی ایسا نہیں ہوا جس کو اللہ تعالیٰ نے کسی امر و نہی سے مخاطب نہ فرمایا ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا: فَبَعَثَ اللّٰہُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ۔ (سورہ البقرۃ، آیت: ۲۱۰) ہر نبی تبشیر اور انذار پر مامور ہوتا ہے اور یہی شریعت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ مقام نبوت کے فیوض و برکات بند ہو گئے لیکن فیوض و برکات نبوت جاری ہونے کا یہ مطلب بھی لینا بالکل غلط اور باطل ہے کہ فیضانِ نبوت سے کوئی نبی بن سکتا ہے۔ دیکھیے تمام عالم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اس کی رحمتوں سے مستفید ہو رہا ہے اور بارگاہِ الوہیت سے ہر قسم کے فیوض و برکات بندوں کو حاصل ہو رہے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ بندے فیضانِ الوہیت سے الوہیت کا درجہ بھی پا سکتے ہیں۔ حضرات صوفیائے کرام نے اپنی عبارات میں غیر مبہم طور پر اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے کہ فیضانِ نبوت جاری ہونے سے ہماری مراد یہ نہیں کہ نبوت اور شریعت جاری ہے بلکہ امر و نہی کا دروازہ قطعاً مسدود ہو چکا ہے اور جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے کسی بات کا امر فرمایا

ہے یا کسی نہی سے مخاطب کیا ہے تو ایسا شخص مدعی نبوت وشریعت ہے۔ اگر وہ احکام شرع کا مکلف ہے تو ہم ایسے شخص کی گردن مار دیں گے۔ ملاحظہ ہو۔ (الیواقیت والجواہر جلد دوم صفحہ ۳۸)

فان قال ان اللہ امرنی بفعل المباح قلنا لہ لا یخلوا ان یرجع ذالک المباح واجبا فی حقک او مندوبا وذالک عین نسخ الشرع الذی انت علیہ حیث صیرت بالوحی الذی زعمتہ المباح الذی قررہ الشارع مباحا مامورا بہ یعصی العبد بترکہ وان ابقاہ مباحا کما کان فی الشریعۃ فای فائدۃ لھٰذا الامر الذی جاء بہ ملک وحی ہٰذا المدعی۔

ترجمہ: اگر کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مباح کام کا امر فرمایا ہے تو ہم اس سے کہیں گے کہ یہ امر دو حال سے خالی نہیں۔ یہ کہ جس مباح کام کا اللہ تعالیٰ نے تجھے امر فرمایا ہے وہ تیرے حق میں واجب ہوگا یا مندوب، یہ دونوں صورتیں اس شریعت کے حق میں ناسخ قرار پائیں گی جس پر تو قائم ہے۔ اس لیے کہ جس کام کو شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مباح رکھا تھا تو نے اسے اپنی وحی مزعوم کے ساتھ مامور بہ یعنی ضروری اور واجب (یا مستحب) قرار دے لیا، جس کے ترک سے بندہ گنہگار یا تارک افضل ہوتا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ نے اس امر مباح کو تیرے حق میں مباح ہی رکھا جیسا کہ وہ شرعاً پہلے سے مباح تھا تو تیری اس وحی اور امر سے کیا فائدہ ہوا؟

اس کے بعد امام شعرانی فتوحاتِ مکیہ سے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت نقل فرماتے ہیں:

وقال الشیخ ایضًا فی الباب الحادی والعشرین من الفتوحات من قال ان اللّٰہ تعالٰی امرہ بشیء فلیس ذٰلک بصحیح انما ذالک تلبیس لان الامر من قسم الکلام وصفتہ وذالک باب مسدود دون الناس۔

ترجمہ: شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فتوحاتِ مکیہ کے اکیسویں باب میں فرماتے ہیں جو شخص اس بات کا دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کوئی امر فرمایا ہے تو یہ ہرگز صحیح نہیں، یہ تلبیس ابلیس ہے۔ اس لیے کہ امر کلام کی قسم سے ہے اور یہ دروازہ لوگوں پر بند ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: فقد بان لک ان ابواب الاوامر الالٰھیۃ والنواہی قد سدت وکل من ادعاہا بعد محمدا فہو مدع شریعۃ اوحی لہا الیہ سواء وافق شرعنا او خالف فان کان مکلفا ضربنا عنقہٗ والا ضربنا عنہ صفحا۔ یہ بات تم پر بخوبی واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ کے اوامر و نواہی کا دروازہ بند ہو چکا ہے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو شخص بھی اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسے امر و نہی پہنچا ہے وہ مدعی شریعت ہے عام اس سے کہ جن اوامر ونواہی کا وہ مدعی ہے وہ ہماری شرع کے موافق ہو یا مخالف، وہ بہر کیف مدعی شریعت ہی قرار پائے گا۔ اگر وہ عاقل و بالغ ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں

گے ورنہ اس سے پہلوتہی کریں گے ۔(الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۳۴ طبع مصر)

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتوحاتِ مکیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی ان تصریحات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوگئی کہ جو شخص اس امر کا مدعی ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے امر و نہی کے ساتھ مخاطب فرمایا ہے وہ مدعی شریعت ہے نیز یہ کہ حضراتِ صوفیاء کرام کے نزدیک شریعت کے معنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی ہونے کے سوا کچھ نہیں ۔اب مرزا صاحب کی تصریحات سامنے رکھ کر یہ دیکھ لیجئے کہ وہ من جانب اللہ امر و نہی پانے کے مدعی ہیں یا نہیں ۔

مرزا قادیانی کی اربعین ۳ ص ۷۰۶ کی یہ عبارت ہم تفصیل سے نقل کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی نے لکھا کہ یہ (نعوذباللہ) تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر اور نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہو گیا ۔بس اس تعریف کی رو سے (نعوذباللہ) ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر (نعوذباللہ) ہیں اور نہی (نعوذباللہ)۔

مرزا قادیانی کی اس عبارت سے دو باتیں بالکل واضح ہو گئیں ۔ایک یہ کہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے شریعت کے جو معنی بیان فرمائے ہیں مرزا قادیانی نے ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ۔دوسری یہ کہ مرزا قادیانی حضرات صوفیاء کرام اور خود اپنی تصریح کے مطابق مدعی شریعت ہیں ۔

اب فقیر ان مرزائی قادیانیوں سے دریافت کرتا ہے جنہوں نے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی (نعوذباللہ) کہ ان حضرات کے نزدیک نبوت تشریعی ختم ہو گئی ،غیر تشریعی جاری ہے لہٰذا مرزا قادیانی کا غیر تشریعی نبی ہونا درست ہو گیا ۔کس حد تک ان عبارات سے آپ کو فائدہ پہنچا؟ صوفیاء تو آپ کے لیے اغیار کا حکم رکھتے ہیں ۔

خود مرزا قادیانی جو تم لوگوں کا غم خوار ہے اور جس کی نبوت غیر تشریعی کی خاطر تم لوگوں نے اس قدر پاپڑ بیلے اس نے (نعوذباللہ) تمہارا ساتھ نہ دیا اور بول اٹھا کہ میری وحی میں امر (نعوذباللہ) ہیں اور نہی (نعوذباللہ) اور اس طرح میں صاحب شریعۃ ہوں ۔مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہوا ۔

محترم قارئین کرام : آپ نے اچھی طرح سمجھ لیا ہوگا کہ نبوت تشریعی کا مفہوم صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر و نہی پانا ۔چونکہ وحی منجانب اللہ امر و نہی کے ساتھ مخاطب ہونا ہے اس لیے ہر نبی تشریعی ہوتا ہے ۔اب اس کے بالمقابل نبوت غیر تشریعی کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں رہتے کہ من جانب اللہ تعالیٰ امر و نہی کا خطاب پانے

کے علاوہ جس قدر فضائل و کمالات ہیں مثلاً ولایت، قطبیت، غوثیت، عرفان و قرب الٰہی، مدارج سلوک وغیرہ انوار و برکاتِ نبوت غیر تشریعی ہیں کیونکہ ان سب کا سرچشمہ مقامِ نبوت ہی ہے۔ اس لیے اگر صوفیاء نے یہ کہہ دیا کہ نبوت غیر تشریعی جاری ہے یعنی نبوت کے فیوض و برکات بند نہیں ہوئے امتِ مسلمہ انوار و برکاتِ نبوت سے فیض یاب ہو رہی ہے تو یہ قول اپنے مرادی معنی کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے۔

مرزائیوں کا یہ کہنا کہ ہم مرزا قادیانی کو غیر تشریعی نبی مانتے ہیں مسلمانوں کو دھوکہ اور فریب دینا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے دعوے کے منکرین کو جہنمی، نامسلمان اور غیر ناجی فرقہ قرار دیا ہے وہ لکھتا ہے کہ: ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مکتوبات مرزا بنام ڈاکٹر عبدالحکیم در حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا رسول کو بھی نہیں مانتا۔ (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

(اے مرزا) جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (رسالہ معیار الاخیار ص ۸)

خدا تعالیٰ نے تمام انسانوں کے لیے اس (میری وحی) کو مدار نجات ٹھہرایا۔ (حاشیہ اربعین ص ۷)

ان عبارات سے یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ مرزا قادیانی نے اپنے منکرین کو کافر جہنمی قرار دیا۔ اب مرزا قادیانی کی اس عبارت کو بھی پڑھ لیجیے، نتیجہ آپ کے سامنے ہے لکھتا ہے: یہ نتیجہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والوں کو کافر کہنا، یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحبِ شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گزرے ہیں کہ وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ (تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۳۲۵ طبع دوم، چشتی)

مرزا قادیانی اپنے منکرین کو کافر بھی کہہ رہا ہے اور یہ بھی لکھ رہا ہے کہ صرف اس نبی کا منکر کافر ہوتا ہے جو شریعت اور احکام جدیدہ لائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا قادیانی احکام جدیدہ اور شریعت کا مدعی ہے۔

محترم قارئین کرام ازراہِ انصاف بتائیں کیا مرزا قادیانی کی نبوت تشریعی کے دعوے میں اب بھی کچھ کلام کی گنجائش ہے۔ پھر مرزائیوں کا یہ کہنا کہ مرزا قادیانی غیر تشریعی نبوت کا مدعی ہے سراسر دجل و فریب نہیں تو اور کیا ہے؟ فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ۔

عقیدۂ ختم نبوت اور اسلاف کی قربانیاں

از قلم: علامہ مفتی محمد عقیل اختر القادری بریلوی

(بریلی شریف، یوپی الہند)

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعدفاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَٰكِنْ رَسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ()

عقیدہ ختمِ نبوت روح ایمان اور اصل ایمان ہے اس کے بغیر ایمان ناقص ہے پوری امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور پرنور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوگا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ختم نبوت کا تاج پہنا کر اس دنیا گیتی پر مبعوث فرمایا اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نبوت کے تسلسل کو ختم کر دیا بذات خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

انا خاتم النبیین الخ۔ کہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہ ہوگا۔

ختم نبوت کا عقیدہ رکھنا اسلام وایمان کی جان ہے۔ اسلام کی بنیاد توحید ورسالت اور آخرت کے علاوہ جس بنیادی عقیدہ پر ہے وہ ''عقیدہ ختم نبوت'' ہے۔ شریعت اسلامیہ کا مدار اسی عقیدہ پر ہے۔ لہٰذا ختم نبوت کے تحفظ کا کام کرنا ہر مسلمان کا اولین ایمانی فریضہ ہے نبی پاک صلی علیہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے ساتھ والہانہ محبت کرنا ہر مسلمان کے لئے نہایت ضروری ہے اس تعلق سے دو اہم احادیث درج ذیل ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے کوئی بھی صاحب ایمان نہ ہوگا جب تک میں اس کے والد اور اولاد سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ بن جاؤ۔

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ ساجدہ عابدہ زاہدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں:

کہ ایک شخص نے رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ یقیناً میرے نزدیک میری جان اور میری اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں یہاں تک کہ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یاد آجاتے ہیں تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر آپ کو دیکھ نہ لوں سکون نہیں ملتا لیکن اس دنیا سے رخصت ہونے کے بعد جنت میں داخل ہوکر آپ انبیاء کرام علیھم السلام کے ساتھ بلند مقام پر ہونگے اور میں نیچے درجے میں ہونے کے سبب اندیشہ کرتا ہوں کہ کہیں آپ کو نہ دیکھ سکوں یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت اختیار کیا اتنے میں حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ومن یطیع اللہ والرسول الی الایۃ والی آیت لیکر حاضر ہوئے اور خدا کا حکم سنایا کہ جو اللہ اوراس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ عزوجل نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

تین خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں یہ پیدا ہوجائیں اس نے ایمان کی مٹھاس کو پالیا اول یہ کہ اللہ اوراس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں۔اور دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے محبت رکھے۔تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسا برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔

لہٰذا پتہ چلا کہ جو عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے وہ اسلام سے خارج ہے اس کے کوئی بھی اعمال قابل قبول نہیں اور وہ جہنم کا ایندھن ہے اس لئے کہ وہ نص قرآنی اور احادیث مبارکہ کے خلاف عقیدہ رکھ رہا ہے۔

محترم قارئین! عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑی بڑی قربانیاں دیں وہ تاریخ کے اوراق میں موجود ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت حبیب ابن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمامہ کے علاقہ سے گزر رہے تھے مسیلمہ کو اس کی اطلاع ملی مسیلمہ نے انہیں اپنے پاس بلایا اور

کہا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ انہوں نے فرمایا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں اس کذاب نے کہا میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں پھر اس نے پوچھا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں تو یہ گواہی دیتا ہوں کہ مسیلمہ کذاب ہے۔ اس نے کہا تم اگر یہ گواہی نہ دو گے تو میں تمہیں قتل کروں گا۔ سچے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں جو کچھ کرنا ہے کرلو میں ہرگز ہرگز یہ گواہی نہیں دوں گا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ ان کا ایک ہاتھ کاٹ دیا جائے ہاتھ کٹنے کے باوجود وہ اپنے قول پر قائم رہے۔ پھر ان کا ایک پاؤں کاٹا گیا مگر اُن کے پائے استقامت میں لغزش نہ آئی۔ پھر دوسرا ہاتھ اور دوسرا پاؤں بھی یکے بعد دیگرے کاٹے گئے۔ انہیں ایک ایک عضو کاٹ کر شہید کیا گیا۔ مگر وہ اپنے قول پر قائم رہے مدینہ منورہ میں یہ خبر پہنچی تو خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ کرام بہت زیادہ مغموم ہوئے۔ مگر شہید ختم نبوت کی اس مشکل ترین کیفیت میں جرأت و استقامت نے ہر مومن کو مطمئن کردیا۔

ختم نبوت کے محافظ نے اپنی جان تو دے دی۔ مگر ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آنے دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے مسیلمہ کذاب اور اس کے ماننے والوں سے جنگ کے لئے صحابی رسول حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرپرستی میں چوبیس ہزار کا لشکر بھیجا جس سے مسیلمہ کذاب کے چالیس ہزار کے لشکر سے جنگ کی۔ تاریخ میں اسے جنگ یمامہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اس جنگ میں بارہ سو مسلمانوں نے جام شہادت نوش فرمایا جن میں سات سو حافظ وقاری قرآن صحابہ بھی شامل تھے۔ جب کہ مسیلمہ کذاب سمیت اس کے لشکر کے بیس ہزار لوگ ہلاک ہوئے اور اللہ پاک نے مسلمانوں کو عظیم فتح نصیب فرمائی۔

حضرت ثمامہ ابن اثال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبوت کے جھوٹے دعویدار مسیلمہ کذاب سے اس قدر نفرت کیا کرتے تھے کہ جب کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اس کا نام لیتا تو جوش ایمانی سے آپ کے جسم پر لرزہ

طاری ہوجاتا اور رونگٹے کھڑے ہوجاتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک مرتبہ مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے یہ تاریخی جملے ادا کئے:

محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نہ تو کوئی اور نبی ہے، نہ ان کے بعد کوئی نبی ہے۔ جس طرح اللہ پاک کی الوہیت میں کوئی شریک نہیں ہے۔ اسی طرح محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں کوئی شریک نہیں ہے۔

جنگ یمامہ حضرت ابوبکر صدیق کے دور خلافت جمادی الآخر سن ۱۲ ھجری میں یمامہ (مراکش) کے مقام پر پیش آئی یہ جنگ مسلیمہ کذاب کے خلاف کی گئی تھی کیونکہ اس ملعون نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ حضرت وحشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نام کے صحابی نے اس کو قتل کیا تھا اور ایک انصاری نے بھی قتل کرنے میں مدد کی تھی۔ مسلیمہ کذاب جس دن قتل ہوا اس کی عمر ڈیڑھ سو سال تھی اس کی پیدائش حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد حضرت عبداللہ سے بھی پہلے کی تھی۔

دعا ہے بارگاہ مالک حقیقی عزوجل میں کہ اللہ پاک ہم تمامی اہل سنت وجماعت کو عقیدہ ختم نبوت پہ قائم ودائم رکھے اور اسی عقیدہ پہ موت عطا فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین وخاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سگ بارگاہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
محمد عقیل اختر القادری بریلوی رضوی
دار العلوم مظہر اسلام سٹی اسٹیشن بریلی شریف (یوپی)

قادیانی فتنہ کی جڑ

ازقلم: علامہ سید احمد رضا

مرکزی ادارۂ شرعیہ پٹنہ، بہار، انڈیا

بمصطفٰی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

اگر باونہ رسیدی تمام بولہبیست

نبی برحق نے اپنا لہو دے کر اسلام کے درخت کو پروان چڑھایا۔ صحابہ کرام کی قربانیوں کے نتیجہ میں جو چمن آباد ہوا، کربلا والوں کے خون کی لالی سے جس دین میں ہریالی آئی، اس نے امت مسلمہ کو اتنا طاقت ور بنادیا تھا کہ تھمتا ہی نہیں تھا سیل رواں ہمارا ہادئ برحق سے اٹوٹ محبت ہمارا طرۂ امتیاز تھا۔ ہمارے بزرگوں نے اپنے جانشینوں کو یہ سبق ازبر کرادیا تھا "لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین"۔ یوں تو محبتوں کی بستیاں بسانا، بڑوں کا احترام کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا مگر تمہارے دلوں پر کسی کا راج ہو تو بس محمد رسول اللہ ﷺ کا۔ اپنا محبوب اسے بناؤ جو اللہ کا محبوب ہے۔ یہی بندگی کا تقاضہ بھی ہے۔ اور زندگی کو بامقصد بنانے کا گر بھی۔ جب تک اس خزانے کو سنبھال کر رکھو گے وانتم الاعلون کا مژدہ جانفزا پاتے رہو گے۔ یہی وہ حرارت ایمانی ہے جس کو پاکر دیوانوں نے اپنے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے تھے اور دریا نے بغیر ضرب کلیمی کے راستے دے دیئے تھے۔ ان دیوانوں کے کارنامے پڑھ کر آج کے فرزانے حیران ہو رہے ہیں۔ جنھوں نے خشکی میں کشتی تیرا دیئے تھے۔ آج بھی سوپر پاور ملک کے طاقتور جرنیل طارق بن زیاد کا نام سن کر حوصلہ ہار جاتے ہیں۔ جنھوں نے دشمن ملک کی سرحد میں پہنچ کر لڑائی شروع کرنے سے پہلے کشتیوں کو جلانے کا حکم دے دیا تھا۔ بس ایک طاقت تھی جس کا نام محبت رسول ﷺ ہے۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے

پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے

دنیا نے ابتدا میں جسے ایک بگولہ سمجھا تھا، اب ایک آندھی تھی، ایک مکمل انقلاب، جس کے نتیجے میں چرچ وگرجا گھروں کے خداؤں کی حکومت کا خاتمہ خاص کر صلیبی جنگوں نے عیسائی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا۔ صلاح الدین ایوبی کی فتح بیت

المقدس نے پھر سے غور وخوض کرنے پر مجبور کر دیا۔ یورپ کے حکمراں جو اپنے کو خدا سے کم نہیں سمجھتے تھے، اسلام کے مساوات کے نعرے سے دہلے جا رہے تھے۔ اس لئے انہوں نے ساری طاقت جھونک دی، سارا زور لگا دیا، فتنوں کا بازار گرم کر دیا۔ حسن وشباب کے خزانے لٹا دیئے، مگر ہر محاذ پر انہیں شکست ہوئی۔ پھر ایک بار سر جوڑ کر بیٹھے، آخر مسلمانوں کی کامیابی کا راز کیا ہے؟ نہ ہتھیار ہے نہ سامان رسد۔ یہ فاقہ کش جو دن روزے میں اور رات نمازوں میں گذارتے ہیں۔ بعضوں کی تو ہڈیا ابھر گئیں۔ مگر میدان جنگ میں کس بے جگری سے لڑتے ہیں۔ اصل طاقت کیا ہے؟ اس کے پیچھے راز کیا ہے؟ بھید کیا ہے؟ صلیب کے بیٹوں نے کافی تتبع وتلاش کے بعد راز جان لیا۔ علامہ اقبال کی زبان میں

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روح محمدی نکال دو اس کے بدن سے نکال دو

جب تک اس قوم میں یہ روح رہے گی اس قوم کا کوئی بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔ جسم گھائل ہوگا تو فوراً مداوا ہو جائے گا۔ زخم آئیں گے تو مرہم بھی ہوگا جب روح گھائل ہو جائے گی تو یہ قوم خود بخود دفنا ہو جائے گی۔ ان کے جسم پر چربی چڑھتی رہے گی مگر صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ ہو کر رہ جائیں گے۔ نمازیں بھی ہوں گے حاجی بھی ہونگے قاری بھی ہوں گے مگر یہ اپنی مسجدوں کا دفاع نہ کرسکیں گے۔ انہیں جی بھر کے بے عزت کیا جائے گا مگر یہ اپنی عزت کا جنازہ بھی نہ اٹھا سکیں گے جن کی للکاروں سے عشرت کدوں میں آرام کرنے والے لرزہ براندام ہو جاتے ہیں، خود ہی لرزا براندام ہو جائیں گے۔

بس وہ روح نکال دو۔ پھر تاریخ کا سیاہ باب شروع ہوتا ہے اب تک جو ذات دنیا میں محترم مانی جاتی تھی جس کے زیب تن کئے ہوئے لباس کو پراگندہ کہنے پر پابندی تھی جس کی چوکھٹ پر دشمن آتا تو محروم نہیں جاتا جس کی بارگاہ سے اپنے ہوں یا بیگانے، یکساں انصاف پاتے، اسی کو مشق ستم بنایا جانے لگا۔ ایک طرف ظاہری جنگ وجدال سے عرب وحجاز کے نقشے بگاڑے جا رہے تھے، محبت رسول کی علمبردار سلطنت نپٹائی جا رہی تھی تو دوسری طرف انگریزوں کے زرخرید مولوی بہت چابکدستی کے ساتھ شہد دکھا کر زہر پلا رہے تھے۔

بڑے خاندانوں کے پر جوش شہزادوں کو برطانوی حکومت کے قائم کردہ اداروں میں رکھ کر انہیں مخصوص سانچے میں ڈھالا جا رہا تھا وقت کا انتظار ہو رہا تھا۔ جیسے ہی خلافت عثمانیہ نے آخری ہچکی لی فتنوں کا سیلاب آ گیا۔ انگریزوں کے سیٹ کئے ہوئے ایجنڈوں پر بحث شروع ہوگئی۔ محمد رسول اللہ نبی بن کر نہیں آئے چالیس سال کے

بعد نبوت ملی کہیں آپ کی نورانیت پر بحث تو کہیں بشریت پر۔کہیں اُمی کا غلط مفہوم پیش کیا جارہا تھا تو کہیں آپ کے والدین کے مذہب پر دل کے پھپھولے پھوڑے جارہے تھے۔اس دور کے بوجہلیوں اور بولہبیوں نے بھی اتنی ہرزہ سرائی نہ کی ہوگی جتنی قرطاس وقلم کے مالکوں نے اپنے رسالوں میں کرنی شروع کردی۔کوئی ترازو لے کران کے علم کو ناپ رہا ہے تو کوئی شیطان کے علم کو نص قطعی سے ثابت کرر ہا ہے۔کوئی بک رہا ہے کہ اگر نماز میں نبی کا خیال آجائے تو گدھے،گائے کے خیال سے بدتر ہے۔معاذ اللہ معاذ اللہ۔صد بار معاذ اللہ۔

اسی بدبخت نے لکھا کہ اللہ چاہے تو کروڑوں نبی،ولی،جن،فرشتے اور محمد صاحب کے برابر ایک آن میں پیدا کردے۔بنیاد رکھ دی گئی۔چیلے شیطانی گھر بنانے کے لیے تیار تھے۔پھر آگے بڑھ کر کہا کہ خاتم النبیین کا مطلب عوام کے خیال میں کہ حضور آخری نبی ہیں یہ معنی غلط ہے۔اگر اب بھی کوئی نبی پیدا ہو جائے تو خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔استغفر اللہ!

پھر لکھا کہ کسی کا پہلے آنا یا بعد میں آنا بالذات کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔اب تک مسلمانوں کا عقیدہ تھا اور فخریہ طور پر ہم اپنے نبی کو آخری نبی مانتے تھے۔خوش عقیدگی کی پوری عمارت منہدم کردی گئی اور نئی عمارت بنادی گئی کہ اب بھی کوئی نبی آجائے تو خاتمیت محمدی میں فرق نہیں آئے گا۔وہ حضور کے صدقے میں ہی نبی ہوگا۔معاذ اللہ۔ عبارت پڑھ کر اہل علم واقف ہو گئے ہوں گے یہ عبارت کس کتاب کی ہے اور لکھنے والا کون ہے؟۔

جب یہ شیطانی بلڈنگ تیار ہوگئی تو وقت کے دجال نے اعلان کیا کہ میں ہی نبی ہوں۔قرآن کی آیتوں میں تاویل کی۔تحریف کی۔من گھڑت واقعات سنائے۔اس دجال کی اپنی کوئی حقیقت نہیں تھی۔کچھ لفاظی تھی۔کچھ پُرجوش خطابت کا سہارا تھا۔یہ چیخ نکلنے سے پہلے ہی دبادی جاتی،مگر اس کے پیچھے برطانوی سامراج کی پوری طاقت تھی اور آج بھی دشمنوں کی فوج پشت پناہ ہے۔

مگر سلام پیش کرتا ہوں اپنے ان بزرگوں کو جنہوں نے پامردی کے ساتھ اس فتنے کا مقابلہ کیا۔بہت حد تک بند باندھے۔پوری دنیا کے مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا اور عوام الناس کے ڈر سے ہر اسلامی ملک کہے جانے والے نے پابندی لگادی۔مگر حالیہ دنوں میں کہیں نہ کہیں ان کا شب خون مارنا جاری ہے اس سلسلے میں نوجوان نسل کو ان کے فتنے سے آگاہ کرنا ضروری ہے۔جب تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سچی اور حقیقت محبت نہ ہوگی امت زوال کا شکار رہے گی۔روح اقبال پکار پکار کر کہہ رہی ہے

قوت عشق سے ہر پست کو بالا کردے

دہر میں اسم محمد ﷺ سے اجالا کردے

لطیفہ: ہمارے ایک نانا ہیں جناب سید عزیز حسن صاحب۔ وہ ایک پُرلطف واقعہ سناتے ہیں۔ ان کی جوانی کا وقت تھا۔ علاقائی سیاست میں سرگرم تھے۔ سارے لیڈروں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوتا تھا۔ الیکشن کا زمانہ تھا۔ ایک لیڈر جماعت اسلامی کے تھے مولوی اقبال۔ وہ ہر معاملے میں ٹانگ اڑا دیتے تھے۔ طنز کا کوئی پہلو جانے نہیں دیتے تھے۔ کافی چرب زبان تھے۔ انہوں نے اس محفل میں ایک قادیانی لیڈر جو انہیں کے ہم جلیسوں میں تھا، ان سے پوچھا کہ کس کو کامیاب کررہے ہیں۔ آپ لوگ جس کو چاہیں گے وہ لیڈر بن جائے گا۔ کیوں کے آپ تو ایم ایل اے میکر ہیں، ایم پی میکر ہیں، آپ لوگ تو نبی میکر بھی ہیں۔ گہری چوٹ کی تو قادیانی لیڈر نے فوراً جواب دیا، اقبال صاحب یہ بولنے کا حق آپ کو نہیں ہے۔ انہوں نے عزیز صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ بولیں گے تو ہمارے پاس جواب نہیں ہے، کسی بریلوی کا ہم جواب نہیں دے سکتے۔ مگر تم دیوبندیوں کا جواب ہمارے پاس ہے۔ تمہارے مولانا نے کہا کہ نبی ہوسکتا ہے۔ دروازہ کھولا داخل ہونے کی ہمت نہیں تھی۔ ہمارے مولانا نے ہمت دکھائی اور کہا اگر نبی ہوسکتا ہے تو وہ دوسرا کیوں ہوگا ہم خود نبی ہیں۔

بظاہر یہ لطیفہ ہے مگر امت مسلمہ کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ اپنی بات! باضابطہ طور پر مجھے قادیانیوں سے سابقہ نہیں پڑا، چونکہ بہار میں بہت ہی کم ان کی آبادی ہے۔ ہاں ایک بار پٹنہ جنکشن میں وی آئی پی روم میں گاڑی کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ رات کے تقریبا 12 بجے ایک جوان سر پر گول ٹوپی چپکائے ہوئے فرنچ کٹ داڑھی بھی تھی، داخل ہوا۔ اشارے سے مجھے سلام کیا۔ کچھ دور میں خالی کرسی پر بیٹھ گیا درمیان میں کچھ کرسیاں خالی ہوئیں تو کچھ قریب آ گیا۔ کوئی کتاب نکال کر پڑھنے لگا۔ کبھی کبھی مجھے بھی دیکھ لیتا۔ کچھ لوگ اٹھے تو کچھ اور قریب آ گیا۔ پھر میری خیریت پوچھا تو میں نے بھی خیریت پوچھا اور پوچھا کہا جانا ہے؟ تو کہا کہ ''**گیا**'' شہر جانا ہے۔ ''**گیا**'' شہر بودھسٹوں کا مرکز ہے۔ پوری دنیا کے بودھسٹ لوگ وہاں آتے ہیں۔ میں نے کہا ''**گیا**'' جانا تھا تو سویرے جاتے۔ ابھی شاید کوئی گاڑی نہیں ملے گی۔ تو اس نے کہا کہ ابھی پنجاب میل سے اتر رہا ہوں۔ اچھا کوئی بات نہیں۔ اس نے بات بڑھاتے ہوئے کہا میں ابھی قادیان سے آ رہا ہوں۔ میں نے کوئی رائے نہیں دی۔ مجھے شک ہوگیا تھا معاملہ گڑبڑ ہے۔ تو اس نے خود پوچھا قادیان جانتے ہیں؟ میں نے تجاہل عارفہ سے کام لیتے ہوئے کہا کہ کیا قادیان؟ تو اسے حیرت ہوئی قادیان نہیں جانتے ہیں۔ قادیان کیا ہوتا ہے۔ بہت تعجب سے اس نے کہا کہ آپ قادیان کے بارے میں نہیں جانتے ہیں۔ دل میں کہا کہ تمہاری پوری شیطانیت کے جال کو جانتا ہوں۔ مگر میرے

جواب سے اس کے چہرے کا رنگ اتر گیا کہ قادیان ابھی تک غیر معروف ہے کہ ہندوستان کے لوگ نہیں جانتے ہیں۔تو اس نے بتایا کہ صوبہ پنجاب میں گورداس پور ضلع میں ہے۔ جہاں بہت بڑی یونیورسٹی ہے۔ وہاں ریسرچ کرتا ہوں۔تو میں نے کہا کہ "**گیا**" کیوں جا رہے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا حضرت بودھ علیہ السلام کے یہاں جا رہا ہوں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ اب میں تعجب میں پڑ گیا میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یہ نبی ہیں۔ استغفر اللہ۔ میں نے کہا کس نے بتایا کہ یہ نبی ہیں؟ کیا قرآن میں یہ نام یا حدیث میں آیا؟ امت کے کسی بڑے عالم دین بتایا؟ اس نے کہا کہ ان کی زندگی پڑھئے گا تو سمجھ میں آئے گا۔ میں نے کہا کہ کوئی آدمی اچھا ہوسکتا ہے مگر کیا ضروری ہے کہ اچھا آدمی نبی ہو۔ میں نے امام اہلسنت مجدد دین وملت اعلی حضرت کا جواب دیا۔تمام نبیوں پر ہمارا ایمان ہے۔مگر یہ اندھے کی لاٹھی ٹیک کر بتانا کہ یہ بھی نبی ہیں، یہ بھی نبی ہیں، درست نہیں۔ دیابنہ وغیرھم بھی کبھی رام کو نبی تو کبھی کرشن کو نبی بتاتے رہتے ہیں۔سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ اللہ تعالی اپنے حبیب ﷺ کے صدقے ہم سب مسلمانوں کو ان فتنوں سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

فتنۂ قادیانیت کا تاریخی پس منظر

از قلم: علامہ محمد نفیس القادری امجدی

مدیر اعلیٰ سہ ماہی عرفان رضا مراد آباد

عقائد اسلام میں توحید باری تعالی کے بعد عقیدۂ نبوت و رسالت کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے، اس کے بغیر عقیدۂ توحید متحقق نہیں ہوسکتا اور عقیدۂ نبوت و رسالت میں جسے اول مقام حاصل ہے وہ ہے خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت و محبت کرنا، ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لیے اپنا تن من دھن قربان کر دینا گویا اللہ رب العزت جل جلالہ کی عظمت و جلالت پر ایمان رکھنے کے ساتھ محبت رسول اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ روح ایمان و مدار نجات اور مومن کامل ہونے کی پختہ و روشن دلیل ہے۔ سب سے پہلے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اپنے عشق رسول ﷺ اور تحفظ ناموس رسالت ﷺ کی وہ مثالیں پیش کی ہیں جنھیں رہتی دنیا تک امت مسلمہ کبھی فراموش نہیں کرسکتی۔

ان نفوس قدسیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہمارے اسلاف نے آنے والی نسلوں کے لیے اپنا ایسا عقیدہ پیش کیا کہ آنے والی نسلیں اپنے لیے اسی عقیدہ کو راہ نجات بنائیں۔ تاریخ شاہد ہے کہ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر انگشت نمائی کی گئی ہے ہمارے بزرگوں نے تحریرا و تقریرا اس کا قلعہ قمع کیا ہے۔ یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم بجالانے اور ہر طرح اس کا احترام و انصرام کیے جانے کی وجہ سے حقیقۃً ایمان کی حلاوت سے وہی لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں جو تعظیم و تکریم کے لیے اپنے تن من دھن سے جان کی بازی لگاتے ہیں مگر ناموس رسالت پر کوئی حرف نہیں آنے دیتے، اور پوری دنیا کو واضح طور پر بتادیتے ہیں کہ ایک مرد مومن توہین رسالت صلی اللہ علیہ وسلم قطعًا برداشت نہیں کرسکتا۔

محترم قارئین! شیطان مردود سے لے کر آج تک مخالفین اسلام اور گستاخان رسول ﷺ نے ہر دور میں اسی کو ہدف بنایا اور عوام الناس کے دلوں سے عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نکالنے کے لیے اپنی تمام طاقتیں صرف کیں، طرح طرح کے حربے آزمائے، چالیں چلیں مگر کامیاب نہ ہوسکے۔ بالآخر مخالفین اسلام اور گستاخان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں میں ایسے ''ذئابٌ فی ثیابٍ'' افراد تلاش کیے کہ جنھوں نے اغیار کے خبیث مشن کو کامیاب کرنے کے لیے تقریرا، تحریرا، قولا، فعلا ہر طرح کوششیں کیں کہ کسی طرح لوگوں کے دلوں سے محبت رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کم ہو جائے۔عظمت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نکل جائے۔ یہ ہر دور میں شیطانی مشن کو کامیاب کرنے کی کوشش کرتے تھے اور کر رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک چلتا رہے گا۔صرف شیطانی شکلیں بدلتی رہی ہیں۔کبھی قارون وفرعون، ابرہہ، ابوجہل وابولہب، مسیلمہ کذاب، منکرین زکوۃ وغیرہ وغیرہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے 30 /کذاب دجال دعوی داران نبوت کی خبر دی ہے جو قرب قیامت مختلف ادوار میں ظاہر ہوں گے اور ذلیل ورسوا ہوں گے اسی شجر خبیث کی ایک شاخ مرزا غلام قادیانی رہا ہے جو مشرقی پنجاب (ہندوستان) کے ایک شہر قادیان میں بقول خود 1837ء میں پیدا ہوا۔

سیدی سرکار اعلی حضرت الشاہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مرزا قادیانی کو”غلام قادیانی کذاب“ کے نام سے موسوم کیا۔کیوں کہ آپ کی غیرت عشق نے یہ گوارہ نہیں کیا کہ اس کذاب کے نام کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی کوئی نسبت بھی برقرار رہے۔ برصغیر ہند و پاک میں ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور ختم نبوت کے مسلمہ عقیدہ کو متنازعہ بنانے اور اس کے مفہوم کو بگاڑنے کی ابتدائی کوشش انیسویں صدی عیسوی کے ربع اول میں اس طرح ہوئی کہ انگریزوں کے ایماء پر اسماعیل دہلوی کی تحریر کردہ تقویۃ الایمان نامی ایک کتاب مفت تقسیم کی گئی جس میں یہ نظریہ پیش کیا گیا کہ اگر اللہ چاہے تو ایک آن میں کروڑوں محمد پیدا کر ڈالے۔(تقویۃ الایمان مصنفہ اسمعیل دہلوی) معاذ اللہ۔

اس وقت کے جلیل القدر علماے اہل سنت کی جماعت نے اس نظریہ باطل کا رد بلیغ فرمایا جس کے سرخیل مجاہد جنگ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی تھے آپ کے ہم عصر علمائے اہل سنت نے آپ کی تائید کی اور ان سب نفوس قدسیہ نے اسمعیل دہلوی کا سخت تعاقب کیا اور کافر و مرتد قرار دیا۔اس کے بعد اسماعیلی فکر سے متاثر ہو کر کچھ نام نہاد مولویوں کے عقائد باطلہ سامنے آئے۔

1290ھ میں خاتم النبین کے بنیادی عقیدہ کو متزلزل کرنے کے لیے ایک اور کتاب بنام”تحذیر الناس مصنفہ قاسم نانوتوی“شائع ہوتی ہے جس میں آیت کریمہ "وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ" کی ایسی شرانگیز تشریح کی گئی جس سے نہ صرف مسلمانان برصغیر ہند و پاک بلکہ حرمین شریفین اور اس وقت کے عالم اسلام میں تشویش و اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ دراصل یہی وہ متنازعہ اور فتنہ پرور کتاب ’’تحذیر الناس‘‘ ہے جس کے متعلق عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اس نے قادیانیت کی بنیاد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اس کتاب کی اشاعت کے 29 /سال بعد مسیلمۂ ہند مرزا قادیانی نے انگریزوں کے ایماء پر 1901ء میں جھوٹا نبوت کا دعوی کیا۔اس دور کے علمائے ربانیین

نے سنت صدیقی کے اتباع میں "گربہ کشتن روز اول" پر عمل کیا اور مرزا قادیانی 1868ء (انگریزوں کی ملازمت اختیار کرنے) سے 1902ء تک جھوٹی نبوت کے دعوی کے دوران ہر مرحلہ میں تحریری وتقریری مناظرہ اور مجادلہ کے ذریعہ اس کا بھرپور رد وابطال کیا اور منہ توڑ جواب دیا، اور مسلمانان ہند کے ایمان وعقیدۂ ختم نبوت اور عظمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا فریضہ بطریق احسن انجام دیا۔

بات یہیں ختم نہیں ہوئی بلکہ قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھوی، اشرفعلی تھانوی دیوبندی پیشواؤں نے اپنی کتابوں میں کفریہ کلمات بکےاور ضروریات دین کا انکار کیا اور اللہ رب العزت جل جلالہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں کہ جس کی مختصر تفصیل قارئین حضرات ملاحظہ کریں:

اس پر تمام دنیا کے مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے آخری نبی ہیں۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ اللہ تعالی ارشا فرماتا ہے: "وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النبیین ط یہ اللہ کے رسول اور نبیوں میں سب سے آخر ہیں۔حدیث پاک میں ہے "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" میرے بعد کوئی نبی نہیں۔مگر دیوبندی اکابرین کا عقیدہ ہے کہ نبی پیدا ہوسکتا ہے۔خاتم النبین کے معنی آخری ہونا عوام اور جاہلوں کا خیال ہے۔

چنانچہ دیوبندیوں کے پیشوا مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند نے اپنی کتاب "تحذیر الناس" ص:3 پر لکھا ہے:

عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابقین کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ط "فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

ص:13 پر لکھا ہے:

اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو۔جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔

ص:24 پر لکھا ہے:

اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔

محترم قارئین! ان کفریہ عبارتوں کا صاف وصریح مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء نہیں، حضور کے بعد نیا نبی پیدا ہوسکتا ہے۔حالانکہ یہ ضروریات دین سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر الانبیاء ہیں۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ کتاب الاقتصاد میں فرماتے ہیں: ترجمہ ملاحظہ کریں۔

تمام امت نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی بھی نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور اس میں نہ کوئی تاویل ہے نہ اس عموم میں کوئی تخصیص ہے۔لہذا جو شخص اس میں تاویل کرے یا تخصیص بتائے تو اس کا کلام ہذیان سمجھا جائے گا اور اس کی تکفیر کی جائے گی کیوں کہ وہ اس نص کا جھٹلانے والا ہے جس کے غیر مؤول اور غیر مخصوص ہونے پر امت کا اجماع ہے۔

درمختار میں ہے" وان انکر بعض ما علم من الدین ضرورۃ یکفر بھا اسی طرح تمام مسلمانان عالم کا اتفاق ہے کہ مخلوقات میں سب سے زیادہ علم والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد گنگوہی اور ان کے خلیفہ روحانی وجسمانی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے" براہین قاطعہ ص: 51 پر لکھا ہے:

شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے کہ شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔

قارئین! اس عبارت کا صاف مطلب یہ ہے کہ شیطان کے علم کا وسیع ہونا، زائد ہونا نص قرآن کریم اور حدیث سے ثابت ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وسعت قرآن وحدیث سے ثابت نہیں۔بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وسعت علم ماننا شرک ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ معاذ اللہ! شیطان مردود لعین کا علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔اسی طرح دیوبندیوں کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنی تصنیف کردہ کتاب حفظ الایمان ص: 8 پر لکھا ہے۔

آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیے بھی حاصل ہے"

اس مذکورہ عبارت میں تھانوی جی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم ارفع واطیب کو بچوں پاگلوں اور جانوروں چوپایوں کے علم سے تشبیہ دی ہے یا ان کے برابر بتایا ہے۔ ہر ذی علم اور ہر عقل والا بتائے گا کہ "حفظ الایمان" اور براہین قاطعہ" کی مذکورہ بالا عبارتوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح توہین ہے اور تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ جو کسی نبی ورسول کی توہین کرے وہ ضرور کافر ومرتد ہے۔ اور جو شخص بھی ان کے کافر ہونے میں شک وشبہ کرے وہ بھی کافر۔

شفا شریف وشرح شفا للملا علی قاری اور ردالمحتار میں ہے۔

"اجمع المسلمون علی ان شاتمہ کافر من شک فی عذابہ وکفرہ فھو کافر" تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ کسی نبی کی توہین کرنے والا کافر ہے جو اس کے عذاب دیئے جانے اور کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ اسی طرح اکابرین دیوبند کی دیگر کتب جیسے تقویۃ الایمان، صراط مستقیم وغیرہ میں بھی کلمات کفریہ موجود ہیں۔ مثلاً رسول خدا مر کر مٹی میں مل گئے، ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا (نبی ہو یا ولی) وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

صراط مستقیم میں لکھا:

رسول اللہ کا خیال نماز میں لانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدرجہ بدتر ہے۔

ان کفری عبارات کی بنیاد پر مولوی اسماعیل دہلوی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی کافر ومرتد ہیں۔

تکفیر اسماعیل دہلوی اور علمائے اہل سنت:

محترم قارئین! جس وقت حرمین طیبین سے دیوبندیوں کے لیے کفر ومرتد ہونے کا فتوی آیا، اس وقت سے ہی دیابنہ یہ سوال اٹھا رہے ہیں کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ القوی نے اسماعیل دہلوی کو کافر کہا اور امام احمد رضا قادری اس کو کافر نہیں کہتے ہیں؟ تو اس کا جواب ملاحظہ کریں:

علمائے اہل سنت وجماعت بارہا جواب دے چکے ہیں کہ حضرت علامہ فضل حق خیرآبادی قدس سرہ القوی نے اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی کی تھی۔ اور اعلی حضرت امام احمد رضا قادری محدث بریلوی قدس سرہ بھی اس تکفیر فقہی کو تسلیم فرماتے ہیں۔ الکوکبۃ الشہابیہ فی کفریات الوہابیہ اور سل السیوف الہندیہ فی کفریات بابا النجدیۃ میں اسماعیل دہلوی کی تکفیر فقہی کو آپ نے تسلیم فرمایا، اور اسے بحکم فقہاء قطعی، یقینی واجماعی کافر قرار دیا۔ اعلی حضرت امام احمد رضا قادری محدث

بریلوی قدس سرہ باب تکفیر میں مذہب متکلمین پر تھے۔ متکلمین کافر فقہی کو گمراہ کہتے ہیں اور جب کافر کہتے ہیں تو فقہاء کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہتے ہیں، مثلاً کافر فقہی ہے، بحکم فقہاء کافر ہے، فقہاء کے یہاں کافر ہے۔ آپ نے دہلوی کے بارے میں الکوکبۃ الشہابیہ اور سل السیوف الہندیہ میں ایسا ہی رقم فرمایا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے مذہب متکلمین کے مطابق اسماعیل دہلوی کو گمراہ قرار دیا، اور فرمایا:

"اگر اس کے ضلالت وگمرہی پر آگاہی ہوکر اسے اہل حق جانتا ہو تو خود اسی کی مثل گمراہ وبددین ہے"۔ (مزید مطالعہ کریں۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم: ص:189 - رضا اکیڈمی ممبئی)

اور حضرت مولانا طارق انور مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے اس بحث ومباحثہ کو بڑے عمدہ انداز میں اپنی تصنیف میں بیان کیا ہے۔ (کفر کلامی اور کفر فقہی۔ ص180 پر ملاحظہ کریں)

حسام الحرمین سے متعلق مارہرہ شریف کا فتوی: محترم قارئین! ملخصًا ملاحظہ کریں:

حضرت سید العلماء مارہروی علیہ الرحمہ کی طرف سے چار دیوبندی مولویوں کی نام بنام تکفیر کا فتوی جاری ہوا کہ مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی رشید احمد گنگوہی مولوی اشرفعلی تھانوی۔ یہ چاروں وہابیوں اور دیوبندیوں کے پیشوا جو اپنے ہی عقائد کفریہ قطعیہ کی بنا پر کافر ومرتد ہیں۔ ان چاروں کو علمائے حرمین مطہرین نے "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" میں اور ۲۶۸ / علمائے ہند وسندھ نے کتاب مستطاب "الصوارم الہندیہ علی مکر شیاطین الدیوبندیۃ" میں ایسا کافر ومرتد ٹھہرایا کہ جو ان چاروں کے ان عقائد کفریہ پر شرعی علم واطلاع رکھتے ہوئے بھی ان کو کافر ومرتد نہ جانے، یا ان کے کفر وارتداد میں شک کرے یا ان کو کافر ومرتد کہنے میں توقف کرے وہ خود بھی بحکم شرع مطہر کافر ومرتد ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی قدس سرہ نے جو دین اسلام ومذہب اہل سنت کے عقائد مبارکہ اپنی مبارک کتابوں میں تحریر فرمائے وہ سب حق وصواب ہیں اور کتاب اللہ وسنت رسول اللہ (جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے مطابق وموافق ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فقیر آل مصطفی قادری برکاتی مارہرو خطیب مسجد کھڑک بمبئی ۹۔۔۔۲۱ / محرم الحرام ۱۳۷۳ھ پنج شنبہ") (ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور کا سیدین نمبر صفحہ ۵۱۰)۔

محترم قارئین: مذکورہ جوابات وتصدیق سے واضح ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا تنقیص رسالت صلی

اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ جدید محققین ضالین اپنے مادر علمی کے اساتذہ کرام سے استفادہ کریں: خود جامعہ اشرفیہ مبارک پور کے صدر مفتی حضرت مفتی نظام الدین رضوی مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی نے فرمایا ہے: "ہاں از راہ شفقت ہم اتنا کہتے ہیں کہ کسی کے دل میں شیطان نے اگر ایسا کوئی وسوسہ ڈال رکھا ہے تو جامعہ اشرفیہ (مبارک پور) کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔ یہاں کے کسی بھی استاذ سے مل کر وہ اپنے شبہ کو دور کر سکتا ہے اور تشفی حاصل کر سکتا ہے"۔

اور ہم بھی دعوت فکر دیتے ہیں کہ جدید محققین ضالین کو سب سے پہلے اپنے مادر علمی کے اساتذہ کرام سے ملاقات کر کے اپنے شک و شبہ کا ازالہ کرنا چاہیے۔ جامعہ اشرفیہ مبارک پور کا اظہار برأت: محترم قارئین! آپ حضرات جامعہ اشرفیہ اور اساتذہ اشرفیہ کا اظہار برأت ملاحظہ کریں: حضرت مولانا طارق انور مصباحی صاحب نے بتاریخ 21 / جمادی الاولی 1439ھ مطابق 7 / فروری 2018ء کو ایک سوال کیا۔ کہ مصباحی کے لقب سے ملقب بعض فتنہ پردازوں کا ذکر کیا، جو مسلسل کئی ماہ سے حسام الحرمین میں بیان کردہ احکام شرعیہ پر حرف گیری کر رہے ہیں۔ استاذ العلما حضرت علامہ محمد احمد مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی اس سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: جامعہ اشرفیہ مبارک پور اپنے فارغین کو سند تفویض کرتے وقت فارغین سے تحریری معاہدہ لیتا ہے کہ حامل سند مسلک دیو بند کے اشخاص اربعہ کے کافر و مرتد ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ اگر وہ اس اقرار سے منحرف ہو جائے تو سند مسترد قرار پائے گی۔ ایسی صورت میں ان لوگوں کا خود کو "مصباحی" کہنا ناجائز ہے۔ اور مؤرخہ یکم جمادی الاخری 1439ھ مطابق 18 فروری 2018ء کو عرس حافظ ملت کے موقع پر سوال و جواب کی محفل میں حسام الحرمین سے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت مفتی نظام الدین مصباحی صاحب قبلہ مدظلہ العالی فرماتے ہیں:

سوال و جواب مکمل ملاحظہ کریں:

سوال: جو لوگ حسام الحرمین کی تصدیق نہیں کرتے اور یہ کہتے ہیں کہ اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ اس میں سے بعض اپنے کو مصباحی بھی کہتے لکھتے ہیں۔ ان کا کیا حکم ہے؟

جواب: حسام الحرمین کیا ہے؟ یہ ایک مقدس کتاب ہے۔ جس کو مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ تعالی عنہ نے مرتب فرمایا اور مکہ معظّمہ، مدینہ منورہ اور دنیا کے دوسرے بڑے بڑے علماء نے اس کی تصدیق کی۔ اس کتاب میں قرآن و حدیث اور اجماع امت کی روشنی میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جو بدمذہب ضروریات دین میں سے کسی ایک بھی ضروری دینی کا انکار کرے اس کا رشتہ اسلام سے ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی بدمذہب حضور سید عالم صلی

اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کرے، توہین رسالت کا کلمہ کہے، وہ بھی اسلام سے خارج ہوجاتا ہے۔قرآن شاہد ہے احادیث کریمہ شاہد ہیں اور ساری امت مسلمہ کا اجماع شاہد ہے کہ جو شخص بھی ضروریات دینی میں سے کسی ضرورت دینی کا انکار کرے، یا توہین رسالت کا مرتکب ہو، وہ اسلام سے خارج ہے۔اس کا رشتہ اسلام سے ٹوٹ چکا ہے۔ وہ دیکھنے میں اگرچہ ہمارے جیسا ہو مگر وہ ہمارا نہیں ہے اس کا مذہب الگ ہے ہمارا مذہب الگ ہے۔حسام الحرمین پر نظر ثانی کے لیے اگر کوئی کہتا ہے تو اس کی سخت نادانی ہے۔ایسے مسائل میں کسی طرح سے نظر ثانی کی کوئی حاجت اور کوئی ضرورت نہیں ہے۔یہ تو قطعی اجماعی مسائل ہیں جن میں کوئی شک وشبہ ہی نہیں۔لہذا ایسا شخص اہل سنت و جماعت کے مسلک سے خارج ہے وہ مسلک اہل سنت و جماعت سے نہیں ہے۔اور اگر ایسا کوئی شخص مصباحی کہتا ہے تو اس کا مصباحی کہنا غلط ہے۔اور لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا اور فریب دینا ہے۔ہم ہمارا جامعہ جب کسی فارغ التحصیل کو سند جاری کرتا ہے تو اس سے پہلے ہم اس سے ایک عہد واثق پختہ عہد لیتے ہیں کہ وہ مسلک اہل سنت و جماعت پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہے گا اور اگر اس سے منحرف ہوا تو وہ مسلک اہل سنت سے خارج ہے اور منحرف ہوتے ہی اس کی سند خود بخود مسترد ہوجائے گی اور مصباحیت کے پاکیزہ زمرے سے اس کا نام خود بخود خارج ہوجائے گا۔اگر ہماری صفوں میں ایسا کوئی شخص پایا جاتا ہے جو حسام الحرمین کے فتوی کو چیلنج کرتا ہو، یا کہتا ہو کہ اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے، تو وہ آدمی ہمارا نہیں ہے، وہ مصباحی نہیں ہے، وہ اہل سنت و جماعت سے نہیں ہے۔کیا ہے؟ آپ کی مرضی آپ جو نام دینا چاہیں دے سکتے ہیں۔ہاں از راہ شفقت ہم اتنا کہتے ہیں کہ کسی کے دل میں شیطان نے اگر ایسا کوئی وسوسہ ڈال رکھا ہے۔تو جامعہ اشرفیہ (مبارک پور) کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے۔یہاں کے کسی بھی استاذ سے مل کر کے وہ اپنے شبہ کو دور کرسکتا ہے اور تشفی حاصل کرسکتا ہے اور جب تک ایسا نہ کرے تب تک کے لیے ہم وہی کہتے ہیں جو حضرت سیدنا عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تھا کہ ہم اس سے بیزار ہیں اور وہ ہم سے الگ ہے۔

اللہ رب العزت جل جلالہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اہل سنت و جماعت کو ہمیشہ حق پر قائم ودائم فرمائے۔آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسلامی عقائد کی اہمیت اور عقیدہ ختم نبوت

ازقلم: علامہ مولانا محمد یسین قصوری (لاہور)

خاتم الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

بنی اسرائیل (72) فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور میری امت (73) گروہوں میں تقسیم ہو جائے گی وہ سب جہنم میں جائیں گے لیکن ایک گروہ جنت میں جائے گا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دریافت کرنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنتی گروہ کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا:

وہ گروہ میرے اور میرے صحابہ کے طریقے پر ہوگا اس حدیث کی تشریح میں جنتی گروہ کے بارے میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ ولا شک ولا ریب انھم اہل السنّۃ والجماعہ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ)

یعنی اس بات میں شک وشبہ نہیں ہے کہ وہ نجات پانے والی جماعت "اہل سنت وجماعت" ہے۔

حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

فاما الفرقہ الناجیۃ فھی اہل السنۃ والجماعۃ (غنیۃ الطالبین)

نجات پانے والی جماعت "اہل سنت وجماعت" ہے۔

لفظ "عقیدہ" عقد سے بنا ہے جس کا لغوی معنی ہے گرہ لگانا۔ اس کا اصطلاحی معنی ہے کہ دل کے پختہ ارادے سے کسی بات کو تسلیم کر لینا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، احکام اور اسماء کو ماننا۔ اسی طرح انبیاء، رسل، آسمانی کتابوں اور ملائکہ، جنت و دوزخ اور بعثت وغیرہ پر یقین رکھنا۔ صحت عقائد، اعمال وعبادات کی قبولیت کا مدار ہے۔ اگر کسی شخص کے عقائد درست نہ ہوں تو شریعت کی نگاہ میں اسے مسلمان نہیں کہا جائے گا۔ اور نہ اس کی کوئی عبادت قابل قبول ہو گی۔ ہر دور میں علماء ومشائخ نے اپنے تلامذہ، مریدین اور عقیدت مندوں کو صحت عقائد پر قائم رہنے کی تاکید ونصیحت فرمائی ہے۔ اس بارے میں چند ایک مشائخ کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔

1: امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: شیخ اپنے مریدین کو اس بات کی نصیحت کرے کہ وہ اپنے عقائد نجات والی جماعت یعنی اہل سنت وجماعت کے موافق رکھیں اور اس بات کی تاکید کرے کہ وہ فقہ کے احکام سیکھ کر ان پر عمل کریں کیونکہ اس راہ میں بغیر ان دو پروں (عقیدہ اور عمل) کے اڑنا محال ہے۔ (مبداء ومعاد)

2: امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ولی کی علامت یہ بھی ہے کہ وہ سلسلہ طریقت میں داخل ہونے سے پہلے عقائد اہل سنت و جماعت سے واقف ہو۔ (انوار قدسیہ)

3: حضرت امام عبدالعزیز دباغ علیہ الرحمہ نے فرمایا: کسی ایسے بندے کو جس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کا نہ ہو ولایت نہیں مل سکتی اور کوئی ولی ایسا نہیں ہے جس کا عقیدہ اہل سنت و جماعت کے خلاف ہو۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کسی بندے کو ولایت عطا کرنا چاہے تو اس بندے پر واجب ہوگا کہ وہ اہل سنت و جماعت کے عقائد اپنائے۔ (الابریز)

4: حضرت خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمہ نے فرمایا: ہمارے طریقے کا دارومدار تین چیزوں پر ہے۔

1۔ اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا۔

2۔ دوام آگاہی 3۔ عبادت

لہٰذا اگر کسی کو ان تین امور میں سے کسی ایک میں خلل آجائے تو وہ ہمارے طریقے سے خارج ہو جائے گا۔ (حالات مشائخ نقشبندیہ)

5: حضرت مرزا جان جاناں علیہ الرحمہ نے فرمایا: عقیدہ اہل سنت و جماعت کا ملتزم ہو کر حدیث و فقہ کو سیکھنا چاہیے۔ (ایضاً)

6: حضرت خواجہ نور محمد بدایونی علیہ الرحمہ نے فرمایا: تم عقائد اہل سنت و جماعت کو لازم پکڑو۔

7: حضرت خواجہ محمد بن سلیمان جزولی علیہ الرحمہ کی دعا: یا اللہ! تو ہمیں اہل سنت و جماعت کے عقائد پر اور اپنے دربار میں حاضری کے شوق پر موت دے یاذالجلال والاکرام۔ (دلائل الخیرات)

عقیدۂ ختم نبوت: یہ اسلام کا کلیدی عقیدہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا۔ یہ تمام مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے، جو قرآن و سنت اور قوال صالحین سے ثابت ہے، جو شخص اس کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت و اصول ہے کہ جو شخص ایک اسلامی عقیدہ کا منکر ہوا سے تمام عقائد کا منکر قرار دیا جائے گا مثلاً ایک آسمانی کتاب کا منکر سب آسمانی کتابوں کا منکر ہوگا، ایک صفت باری کا منکر سب صفات کا منکر، ایک نبی کا منکر سب انبیاء کا منکر، ایک رسول کا منکر سب رسولوں کا منکر، اسی طرح عقیدۂ ختم نبوت کا منکر تمام اسلامی عقائد کا منکر متصور ہوگا۔ جو لوگ عقیدۂ ختم نبوت کے منکر ہیں وہ نہ صرف کافر و مرتد ہیں بلکہ دین کے بڑے مجرم، زندیق اور واجب القتل ہیں۔ چونکہ قادیانی لوگ اسلام کے اجماعی

عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں اس لیے وہ زندیق ہیں لہذا ان سے دوستی اور رشتہ ناطہ قائم کرنا حرام ہے۔اسی طرح ان کی مصنوعات خریدنا اور کسی بھی حوالے سے ان کی حوصلہ افزائی کرنا اسلامی نقطہ نظر سے سخت حرام ہے۔ یہ بات خوش آئند ہے کہ سہ ماہی مجلہ" خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" اٹک کا پہلا شمارہ شائع ہو چکا ہے جو قابل ستائش اور قابل تقلید کاوش ہے۔

ہم اس کاوش پر مصنف کتب کثیرہ، پیر طریقت، فضیلۃ الشیخ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ (خلیفہ مجاز بریلی شریف) کو مبارک باد پیش کرتے ہیں نیز دعا گو ہیں کہ آپ کا فیض رساں قلم تحریری میدان میں ہمیشہ جولانیاں دکھاتا رہے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

راقم:

محمد یسین قصوری

ادارہ علم وادب۔ f.35/k۔گلی نمبر2،شاہین کالونی والٹن روڈ لاہور

(9/ جمادی الاخری 1444ھ/2/جنوری 2023ء، بروز پیر)

Methodology of Teaching Finality of the Holy Prophet ﷺ in Educational Institutions

Dr. Saqib Muhammad Khan

All Muslims believe that the Holy Prophet Muhammad ﷺ is the Last Prophet. After him, the line of Prophets that began from Adam علیہ السلام has ended. Therefore, anyone who now claims to be a Prophet of Allah must be viewed as an impostor, astray and liar.

The Holy Quran titled our Prophet ﷺ as "Khatam-an-Nabiyyin" (seal of the Prophets). The word Khatam can be read in two ways: Khatam or Khatim both mean last or seal. They also mean to close, come to an end, and carry something to its ultimate end. Therefore, all Muslims agree that "Khatam-an-Nabiyyin" means "The Last in the line of Prophets". Thus, the Holy Prophet ﷺ is the Last Prophet and anyone who lays a claim to Prophethood after Prophet Muhammad ﷺ is an apostate and an outcast from the community of Islam.

There are numerous authentic sayings of the Holy Prophet ﷺ which make it explicitly clear that he was the Last Prophet of

Allah. He said, “The tribe of Israel was guided by Prophets. When a Prophet passed away, another Prophet succeeded him. But no Prophet will come after me; only caliphs will succeed me.” At another place, he said that the building of Prophethood had been completed with my arrival, and there was no empty place to provide room for another Prophet.

A Prophet is either sent to a particular nation to which no Prophet had been sent before, or the people forgot and changed the teachings of an earlier Prophet, or the people had not received complete teachings of Allah through a former Prophet. Hence, Prophets were sent to complete the religion of Allah.

It is evident that none of the above needs remains unfulfilled after the advent of Prophet Muhammad ﷺ. He has been sent for the whole of humankind. Allah says in the Holy Quran, “And We have not sent you (O Muhammad) save as a bringer of good tidings and a Warner unto all mankind.” (34:28). Therefore, different nations no longer need other prophets after the time of the Holy Prophet ﷺ. The Holy Quran, which contains the message of Allah, is perfect in its original and pure form. Not a single letter has been added to or deleted from it, nor can anyone make additions or delete anything from it till the Day of Judgement. Allah says, “Lo! We have revealed the Reminder (Quran), and We verily are it Protector.” (15:9)

The Holy Quran clearly confirms that God has finally completed His religion through the Prophet Muhammad ﷺ. Hence there is no room for a new Prophet to complete the religion of Allah. “This day have I perfected your religion for you, completed my favour upon you and have chosen for you Islam as your religion.” (5:3)

When the Holy Quran and Sunnah of the Holy Prophet ﷺ have been preserved in their original and comprehensive form and when the Divine religion has been completed by the Prophet Muhammad ﷺ, all possible needs for the transmission of Divine revelations have now been fulfilled, and there is no room for any other Prophet. Therefore, Prophet Muhammad ﷺ is the seal of the Prophets and “Khatam-an-Nabiyyin” is his exclusive and distinctive title.

Finality of the Holy Prophet ﷺ is one of the fundamental beliefs of Islam. However, when basic beliefs are taught to students in our society, the belief of the Last Prophethood is not explicitly taught as it is thought to be understood by every Muslim, and there is no question about it. But today, the evilness of Qadyaniat is spreading around rapidly and silently. This is cancerous for our young generation. The rampant social media and maligning of the internet attract the younger generation more. Teenagers and kids spend most of their time on the internet,

where thousands of websites and social media pages are operated by the Qadiyani lobby. Likewise, millions of digital content are there on Islam created by Qadiyani agencies. They have penetrated almost every sector of our country, whether it is education, journalism, politics or media. Thus, it is imperative for all elders to teach the belief in the finality of the Prophethood to all our young generation in a comprehensive manner. Following are some suggested strategies for educational institutions:

Islamic Studies Curriculum in Schools, Colleges and Universities

Islamic studies is taught in every school, college and University as a compulsory subject. The topic of beliefs is the requisite of this subject. When Prophethood (Risalat) is taught, it is suggested that an additional handout, worksheet or at least a lecture should be added. Students should be specifically taught the Finality of the Holy Prophet ﷺ and its respective aspects.

Group Assignment/Project

It is observed that when students involve themselves in any topic, they learn more and they study more. Hence, it is very significant that students to be given an assignment on 'Finality of the Holy Prophet ﷺ'. Different topics can be assigned to different groups of the class, such as 'The Role of Companions on preserving Last Prophethood of the Holy Prophet ﷺ', 'Current Challenges on

Finality of the Holy Prophet ﷺ', 'The Role of media in promoting the evilness of Qadiyani' or likewise. The parameters of assignments can vary as per the level of the students. This practice will surely bring insight into the Finality of the Holy Prophet ﷺ to the students.

Marks allocations in Exams

Students are highly concerned about their marks. Therefore, it is good if some marks/questions are allocated specifically to the Finality of the Holy Prophet ﷺ in Islamic studies. Naturally, students will study this topic deeply to get through in examination. Moreover, this may lead them to learn more about the fundamentals, history, and challenges of Finality of the Holy Prophet ﷺ along with the services of our scholars in this regard.

Speakers Session

It is the psyche of students that they pay more attention to any speaker other than their teacher. It is a good practice of an institution to hold Speakers Sessions on various occasions, such as Ramadhan, Rabi ul Awwal and similarly on Finality of the Holy Prophet ﷺ. One keynote speaker or multiple speakers can be called upon, and the subject of the last Prophethood should be thoroughly covered and delivered with a question-answer session

with students.

Quiz Session

Students can be given some material on Last Prophethood, and a quiz can also be arranged. This is possible in both manners, i.e., a written quiz or a session with multiple teams. This practice is not only interesting for students but also very effective in educating the young generation on belief in the Last Prophethood of the Holy Prophet ﷺ.

Khatm e Nabuwat Week

It is strongly suggested to hold first week of September as 'Khatm e Nabuwat Week' in the institution. During this week, students may perform various activities in the institution, such as pasting Ahadtih and Verses on soft boards, Assembly presentations in schools, speech competitions, writing competitions, reading targets and likewise. In addition, 7th September should be celebrated as 'Youm-e-Khatm e Nabuwat' to highlight the disbelief of Qadiyanies and the importance of the belief in the Last Prophethood of the Holy Prophet ﷺ among students.

Around one billion Qadiyanies exist in 200 hundred countries, mainly Nigeria and Tanzania. According to an estimation, six lac Qadiyani live in Pakistan. Naturally, they are highly active in promoting their false beliefs and concepts. Several illiterate

innocent Muslims have been their prey, especially the young generation. Therefore, educational institutions must educate their students on the Last Prophethood. It is hoped that the activities mentioned above will help the management and the teachers to serve the purpose.

بارھواں باب

تاثرات
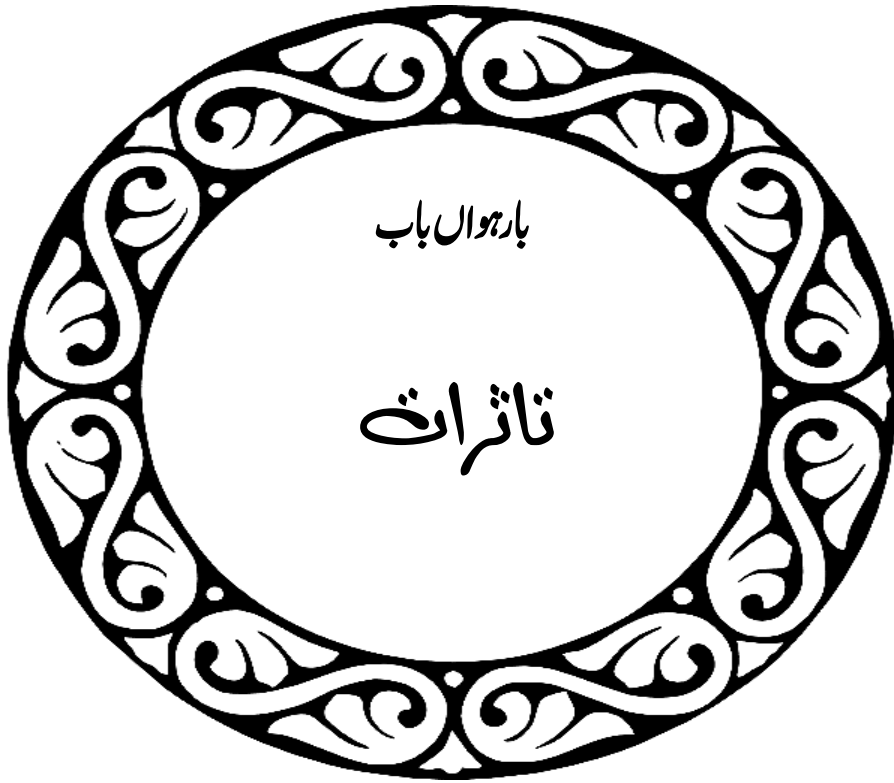
مجلہ ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' کے شمارۂ اولیں پر ایک نظر

ازقلم: علامہ مفتی عبدالحمید نعیمی (حطار فتح جنگ)

الحمدللہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی خاتم النبیین وعلی آلہ وصحبہ اجمعین ۔اما بعد!

الحمدللہ مجلہ ''خاتم النبیین'' (انٹرنیشنل) کا شمارۂ اولیں پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ یہ مجلہ جامع ہے، اسلوب دلکش ہے ایک اور حسن ہو جائے اعتراضات کے جوابات تو کیا ہی خوب ہو۔ بقدر ضرورت تفصیل یہ ہے۔

جامعیت

1:۔ ''**بیاد**'' کے طور پر چار مقتدر شخصیات اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، قبلۂ عالم علامہ پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ، قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ اور مجاہد ملت علامہ محمد عبدالستار خان نیازی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی درج ہیں جنہوں نے ہر محاذ پر ختم نبوت کا تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کا تعاقب کیا۔

2:۔ مجلس ادارت میں کئی ممالک کی نامور علمی وادبی اور روحانی شخصیات شامل ہیں۔

3:۔ مجالس کی متفرق انواع ہیں جیسے مجلس مشاورت، مجلس قانونیات، مجلس شعریات وغیرہ۔

4:۔ ان مجالس میں کئی طرح کے شعبہ جات سے وابستہ ارباب علم ودانش شامل ہیں جیسے اہل علم، اہل قانون، شاعر وادیب وغیرہ۔

اسلوب دلکش:

عنوانات کی بہت خوبصورت تقسیم کی گئی ہے جیسے مشمولات، مقالات، احادیث، اولیات، تحقیقات، تعاقبات، رضویات، تفکرات وغیرہ۔ مشمولات میں چودہ عنوانات ہیں۔

''پیغامات'' میں گیارہ علماء کرام کے پیغامات ہیں جن میں قبلہ شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے جس کے وہ حق دار بھی ہیں۔

''قرآنیات'' میں دو مقالے ہیں جن میں ختم نبوت پر قرآن مجید سے دلائل دیے گئے ہیں۔

''احادیث'' میں ختم نبوت کے عقیدہ پر مولانا ابو حامد محمد شریف الحق رضوی ارشدی آف انڈیا نے اکہتر احادیث مع متن وترجمہ پیش فرمائی ہیں جزاہ اللہ خیراً۔

"اولیات"، میں دو عظیم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ختم نبوت کے حوالے سے نہایت اعلیٰ کردار و کارنامہ سامنے لایا گیا ہے۔

"تحقیقات"، میں مختار ثقفی کے دعویٰ نبوت پر زبردست تحقیقی مضمون پڑھنے کو ملا۔

"تعاقبات"، میں تین نفیس مضامین ہیں ماشاءاللہ۔

"رضویات"، میں اعلیٰ حضرت قدس سرہ کی ختم نبوت پر تحقیق پیش کی گئی ہے۔

"تفکرات"، میں چار مضامین ہیں بایں عنوان کہ "عقیدہ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں" بہت خوب ہے۔اللھم زد فزد۔

"تعارفیات"، میں نو مضامین ہیں کہ کہاں کہاں کون کون سے خانوادے ختم نبوت کے تحفظ اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں کیا کیا خدمات سرانجام دے رہے ہیں یا دے چکے ہیں نیز موجودہ صورت حال کیا ہے اس باب کے یہ نو مقالات سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے مؤسس اور مدیر اعلیٰ فضیلۃ الشیخ قبلہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری دامت برکاتہم العالیہ نے خود زیب قرطاس فرمائے ہیں۔

پہلا تعارف علاقہ چھچھ کے خطۂ شمس آباد کے ایک نامور علمی و روحانی نامور خانوادے کا ہے اور آخری تعارف شاہین ختم نبوت جناب صادق علی زاہد صاحب کا ہے جو پڑھنے کے لائق ہے اور وقیع علمی معلومات کا خزانہ ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ قبلہ شاہ صاحب کا ہی خاصہ ہے کہ انہوں نے یہ تمام معلومات یکجا کر کے قارئین کے سامنے رکھیں، اس میں انہوں نے کتنا وقت، صحت، علم، سرمایہ وصلاحیتیں خرچ کیں یہ انہیں کو پتا ہے جزاہ اللہ جزاءً خیرا۔

مجلہ "خاتم النبیین"، کا اسلوب تفسیر نعیمی کی طرح ہے بایں طور کہ صاحب تفسیر نعیمی نے ہر آیت کے تحت گیارہ گیارہ چیزیں ذکر کیں تاکہ ہر ذوق کا باذوق قاری پڑھ لے کسی کو محرومی و تشنگی نہ ہو جیسے نحوی ذوق والا نحو اور فقہی ذوق والا فقہی تفسیر پڑھ کے اسی طرح مجلہ "خاتم النبیین" میں طرح طرح کے پھول ہیں جس کی جو مرضی سونگھے جیسے تعارفیات، تفکرات اور رضویات وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ میرے ممدوح شاہ صاحب اور ان کے تمام معاونین کی سعیٔ جمیلہ کو قبول فرمائے اور جزاء عطا فرمائے (آمین)

احوج الناس الی حبیب الحمید صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم **عبدالحمید نعیمی** عفی عنہ ربہ

حطار، فتح جنگ ضلع اٹک پنجاب پاکستان (26 ربیع الثانی شریف 1444ھ/22/نومبر 2022ء)

سہ ماہی "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم"

ایک طائرانہ نظر

ازقلم: ملک محبوب الرسول قادری

مدیر اعلیٰ سہ ماہی مجلہ "انوار رضا" جوہر آباد

حضرت فضیلۃ الشیخ پیر سید صابر حسین شاہ بخاری قادری رضوی دامت فیوضھم ایک فیض رساں علمی و روحانی شخصیت ہیں۔ ہمارا ان کے ساتھ چالیس برس سے خالص دینی بنیادوں پر گہرا ربط و تعلق ہے۔ وہ دینی خدمت کے جذبہ سے سرشار اور اپنی اعلیٰ خاندانی روایات کے امین ہیں۔ جس قدر ہمہ جہت شخصیت کے حامل ہیں اسی قدر ہمہ جہت موضوعات پر معلومات اور تحقیق کا سرمایہ رکھتے ہیں۔ سید صاحب قبلہ کو قدرت نے جذبۂ عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوب عطا فرمایا ہے اور وہ زندگی کے ہر شعبہ میں اسی بنیاد پر تعلق داریوں کے قائل و عامل ہیں ان کا دستور حیات ہے:

کتنی قومیں وجود میں آئیں
دھر میں خشک و تر کے رشتے سے
ہم نے بنیاد دوستی رکھی
یاد خیر البشر (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے رشتے سے

حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باب میں تحفظ عقیدۂ ختم نبوت، تحفظ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بنیادی و اساسی کڑی ہے اور ہمارے ممدوح سید صابر حسین صاحب اس حوالہ سے بھی نہایت تندہی سے اپنی ذمہ داریاں سرانجام دے رہے ہیں اور ختم نبوت کی سرحدوں پر کڑا پہرہ دے رہے ہیں۔ "ماہنامہ الحقیقۃ" کی ادارت اس سلسلہ کی مستقل کڑی ہے اور اب آپ نے سہ ماہی بنیادوں پر ایک جریدہ سہ ماہی "خاتم النبیین" (انٹرنیشنل) کا اجراء کیا ہے جسے "ختم نبوت اکیڈمی"، برھان شریف (اٹک) کے اہتمام سے شائع کرنا شروع کر دیا ہے، اس کا پہلا شمارہ جنوری تا جون 2022ء شائع ہو چکا ہے جو اس وقت مطالعہ کی میز پر موجود ہے۔ بدعقیدگی و فتنہ پردازی کے پرتعفن ماحول میں یہ شمارہ تازہ ہوا کا ایک خوشگوار جھونکا ہے۔ پیشوائی کا تاج مدیر اعلیٰ، حضرت صاحبزادہ سید صابر حسین شاہ بخاری کے سر سجا ہے۔ جب کہ مختلف طبقات کے گیارہ نمائندہ رہنماؤں کے پیغامات سے تائیدی و توصیفی آغاز یہ کیا گیا ہے۔

"قرآنیات" کے باب میں قرآن کریم کی روشنی میں حضرت مولانا ابو حامد محمد شریف الحق رضوی ارشدی اور مولانا ناصر خان کے مقالات شامل ہیں۔

جب کہ "احادیث" کے باب میں احادیث مبارکہ کی روشنی میں ﷺ حضرت مولانا ابو حامد محمد شریف الحق رضوی ارشدی کا گراں قدر مقالہ شامل ہے۔

"اولیات" کے باب میں فاضل مدیر اعلیٰ نے ﷺ ایک تحفظ ختم نبوت کے اولین مجاہد بلکہ سپہ سالار حضرت امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور مولانا خلیل الرحمٰن رضوی نے تحفظ ختم نبوت کے شہید اولیں حضرت سیدنا خبیب بن زید رضی اللہ عنہ کی داستان مہر و وفا احاطہ ﷺ یر میں لائی ہے۔

"تحقیقات" کے باب میں مختار ثقفی کے دعوی نبوت پر مولانا مفتی محمد داؤد رضوی

"تعاقبات" میں سید طارق مسعود کاظمی، مولانا خلیل احمد فیضانی اور علامہ مبارک حسین مصباحی

"رضویات" کے باب میں خود شاہ جی اور مفتی سجاد علی فیضی

"تفکرات" میں تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے تقاضے اور ہماری ذمہ داریوں کے عنوان سے پیر سید محمد مصطفی ﷺ ری، مولانا فیضان رضا علیمی، مولانا فرمان علی رضوی اور مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی کی نگارشات شامل ہیں۔ اگر چہ مجلہ کے دیگر ابواب میں ہندوستانی علماء اہل سنت کی ﷺ یریں ﷺ شامل ہیں۔

جب کہ "تعارفیات" کا طویل اور واحد باب ایسا ہے جس میں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہوئے مدیر اعلیٰ سید صابر حسین شاہ ﷺ ری نے خود تن تنہا پورا باب یعنی 9 مضامین لکھے جو صفحہ نمبر 161 سے صفحہ نمبر 221 تک پھیلے ہوئے ہیں۔

"منظومات" کا باب خاصا زرخیز ہے جس میں مولانا محمد عطاء النبی حسینی مصباحی (نیپال)، تنویر ﷺ ل (امریکہ) عروس فاروقی (گجرات)، ظفر برہانی (اٹک)، فرمان علی رضوی (اٹک)، سید اولاد رسول قدسی (امریکہ) اور بابر حسین بابر (سرگودھا) کے منتخب کلام شامل ہیں اور حرف آخر کے طور پر شاہ صاحب نے دنیا ﷺ کے سنی اہل قلم کو خوب جھنجھوڑا ہے اور صرف دو صفحات میں پورا ضابطہ ﷺ پیش کر دیا ہے۔

ختم نبوت کے حوالے سے اڑھائی سو صفحات پر محیط یہ مجلد جریدہ اپنی مثال آپ ہے جس پر حضرت سید صابر حسین شاہ ﷺ ری ہدیہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اللہ رب العالمین ان کی توفیقات خیر میں مزید برکتیں شامل حال فرمائے (آمین)

سہ ماہی مجلہ خاتم النبین اور سید صابر حسین شاہ بخاری

حافظ امانت علی سعیدی، سب ایڈیٹر ماہنامہ کنز ایمان، لاہور

فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک آپ ﷺ کے ہر اُمتی کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ خاتم النبیین، یعنی آخری نبی اور آخری رسول ﷺ آپ ﷺ کی ختم نبوت کا تحفظ سب سے پہلے صحابہ کرام نے جنگ یمامہ میں کیا پھر اُمت مصطفیٰ ﷺ کے علماء وصلحاء نے اپنے اپنے دور میں کیا اور کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ کرتے رہیں گے۔

اور دور حاضر میں علماء اہلسنت بھی بھرپور انداز میں کر رہے ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین"، ابھی حال ہی میں جس کا پہلا شمارہ زیور طبع سے آراستہ ہوکر منظر عام پر جلوہ گر ہوا جس کے مدیر اعلیٰ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری نے دن رات کی محنت شاقہ سے علماء ومشائخ اہلسنت سے ختم نبوت کے موضوع پر مضامین لکھوا کر مجلہ کے حسن میں اضافہ کیا ہے۔ جس میں مختلف موضوعات سے زینت بخشی ہے۔

جس میں شرف انتساب، شرف اهداء اور پیشوائی کے بعد پیغامات کا عنوان قائم فرمایا: سب سے پہلے خانوادہ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چشم و چراغ حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں قبلہ دامت برکاتہم العالیہ سربراہ اعلیٰ مرکز اہلسنت خانقاہ رضویہ درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی شریف کا پیغام ہدیہ قارئین ہے۔ جس میں آپ نے خصوصی دعاؤں سے نوازا "کہ اللہ رب العزت اس رسالہ کو قبولیت عطا فرمائے۔"

دوسرا پیغام "جامعہ نظامیہ رضویہ" لاہور کے ناظم تعلیمات اُستاذ العلماء شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ العالی کا ہے۔ وہ فرماتے ہیں اکابر کے ذوق تحریر کو امین معاصر شخصیات میں سیاح بحر تصنیف و تالیف، سیاح بادیۂ رضویات، سباق میدان قلم وقرطاس سید صابر حسین شاہ قادری کا نام ایک نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔ موصوف کی نگارشات اور قلمی شہ پارے مختلف رسائل وجرائد کی زینت بنتے رہتے ہیں۔ اور وہ دو وقیع مجلّات "الحقیقہ" اور الخاتم انٹرنیشنل" کی سربراہی کا اعزاز بھی رکھتے ہیں۔ برہان شریف سے سہ ماہی "خاتم النبین ﷺ"

کا اجراء بھی لائق تبریک وتحسین ہے اور اُمید ہے کہ یہ مجلہ بھی اشاعت دین کے سلسلے میں کارہائے نمایاں انجام دے گا۔

جامعہ ہجویریہ کے شیخ الحدیث حضرت علامہ مفتی محمد صدیق ہزاروی سعیدی اپنے پیغام میں فرماتے ہیں حال ہی میں آپ نے ختم نبوت کے حوالے سے مختلف پہلوؤں کو اُجاگر کرنے اور اُمت مسلمہ کو اس عقیدے کی اہمیت سے آگاہی کی خاطر ایک سہ ماہی مجلہ "خاتم النبین" ﷺ (انٹرنیشنل) جاری فرمایا ہے۔حضرت سید صابر حسین شاہ کا یہ کارلائق اقدام قابل قدر وتحسین ہے ۔جس پر وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

مفتی اہلسنت حضرت صاحبزادہ مفتی محمد محب اللہ نوری نے بھی قبلہ شاہ صاحب کی ختم نبوت کے حوالے سے خدمات کو زبردست خراج تحسین پیش کیا ہے۔ان کے علاوہ دیگر شخصیات نے قبلہ شاہ صاحب کی خدمات کو سراہا۔

پیغامات کے بعد "مقالات (قرانیات) جس میں تحفظ ختم نبوت ﷺ اور قرآن مجید کے بارے میں ابوحامد علامہ محمد شریف الحق رضوی نے قرآن وحدیث کی روشنی میں ایک بہترین مقالہ تحریر فرمایا:

دوسرا مقالہ "علماء مفسرین اور عقیدہ ختم نبوت ﷺ کے موضوع پر حضرت علامہ مولانا محمد ناصر خاں (حضرو) نے سپرد قلم فرمایا ہے۔جس میں علماء مفسرین اور عقیدہ ختم نبوت ﷺ پر سابقہ تحریری کام جس پر مفسر قرآن فاضل شہیر حضرت علامہ مفتی محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ۔شیخ الاسلام مفتی شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت علامہ سید محمد محدث کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ۔حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تیسرا باب: تحفظ ختم نبوت ﷺ اور احادیث مبارکہ کی روشنی میں علامہ شریف الحق رضوی نے احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں صفحہ نمبر 51 سے لے کر 85 تک بڑا شاندار اور جاندار مقالہ زینت قرطاس بنایا ہے۔

چوتھا باب اولیات: جس میں ختم نبوت کے اولین محافظ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عنوان سے خود قبلہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری و مدیر اعلی کے قلم سے یہ کالم زینت قرطاس بنا ہے۔جس میں حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کردار کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے شہید اولین......حضرت خبیب بن زید رضی اللہ عنہ۔مولانا خلیل الرحمن رضوی، حسن ابدال نے یہ خوبصورت تذکرہ کیا ہے اور مجلہ کی زینت بنا ہے۔

پانچواں باب: تحقیقات کے ضمن میں ''مختار ثقفی کا دعویٰ نبوت کہ جس نے قاتلان حسین کو چن چن کر مارا لیکن پھر خود گمراہ ہو گیا کے بارے میں مفتی محمد داؤد رضوی فتح جنگ کا مقالہ شامل اشاعت ہے۔

چھٹا باب: تعاقبات میں حضرت علامہ عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور تعاقب قادیانیت تحریر: سید طارق مسعود کاظمی۔ ختم نبوت کے تحفظ میں علمائے راجستان کا کردار: از خلیل احمد فیضانی۔ قادیانیت، عصر حاضر کا بدترین فتنہ از علامہ مبارک حسین مصباحی اُستاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور یہ تمام مضامین تعاقبات قادیانیت کے حوالے سے زبردست تحریریں ہیں۔

ساتواں باب: رضویات ختم نبوت کے تحفظ میں امام احمد رضا کا نمایاں کردار از سید صابر حسین شاہ بخاری قادری۔ عقیدہ ختم نبوت، علم نحو اور کلام اعلیٰ حضرت از مفتی سجاد علی فیضی یہ دونوں مضامین قادیانیت کے رد کے بارے میں رضویات کا کردار بالخصوص اعلی حضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کا تذکرہ۔

آٹھواں باب تفکرات: تحفظ ختم نبوت اور ہماری ذمہ داریاں از: علامہ ابوالنور سید پیر نجم مصطفی: دوسرا کالم محمد فیضان رضا علمی (انڈیا) تیسرا مضمون مولانا فرمان علی رضوی اٹک، عقیدہ تحفظ ختم نبوت کے تقاضے از مولانا بلال احمد شاہ ہاشمی۔ ان مقالات میں علماء، اساتذہ، طلبہ، پیران عظام مشائخ کرام اور دیگر شعبہ جات سے متعلقہ افراد کی تحفظ عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے۔

نواں باب: جس میں مجاہدین ومحافظین عقیدہ ختم نبوت کے تذکار کو پیش کیا گیا ان کی زندگیوں کے حالات کا تذکرہ بھی کیا۔ پہلے علامہ قاضی غلام گیلانی اور ''تیغ غلام گیلانی برگردن قادیانی'' اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری۔ دوسرا تذکرہ محمد بدیع الزمان بھٹی اور ''شعور تحفظ ختم نبوت'' اثر خامہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری۔ جس میں بھٹی صاحب کے حالات زندگی بھی شامل ہیں کتاب دنیا میں ''تاریخ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ ایک معرکۃ الارا کارنامہ: اثر خامہ: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری، ''تاریخ مباحثہ لاہور'' تحفظ ختم نبوت کی ایک تاریخی دستاویز: اثر خامہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری شاہین ختم نبوت صادق علی زاہد اور ''سیف مہریہ بر فتنہ مرزائیہ: اثر خامہ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری۔ محترم المقام محمد صادق علی زاہد کے حالات زندگی کا تذکرہ بھی قبلہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے۔

سہ ماہی ''سنی پیغام کے ''رد قادیانیت نمبر'' کا ایک تعارفی جائزہ۔ نگارشات ختم نبوت ایک تعارفی جائزہ۔

تحفظ ختم نبوت کے لیے لکھنے والے ان حضرات کے حالات زندگی پڑھنے کے لیے اور منظومات کا مطالعہ کے لیے اور پیچھے جو کچھ ذکر ہوا ہے سب کا تذکرہ پڑھنے کے لیے "سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین ﷺ کا مطالعہ فرمائیں اور حاصل کرنے کے لیے فضیلۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری برھان شریف اٹک پنجاب پاکستان سے رابطہ فرمائیں تحفظ ختم نبوت کے بارے میں اور ردقادیانیت کے بارے میں معلومات جاننے کے لیے ضرور مطالعہ فرمائیں۔

مجاہد ختم نبوت سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

خاندانی پس منظر

پیر سید صابر حسن شاہ بخاری کا تعلق قدیم گاؤں برہان شریف تحصیل حسن ابدال ضلع اٹک کے ایک سادات ممتاز، مذہبی، روحانی علمی اور ادبی گھرانے سے ہے۔

آپ کے والد محترم سید مسکین شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ (۲۰۰۵ء، ۱۹۲۱ء) ایک صوفی منش انسان تھے۔ ساری زندگی سادگی اور درویشی کی حالت میں گزاری۔ آپ کے پردادہ مولانا سید مخدوم برہانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے حقیقی بھائی علامہ مفتی سید نواب شاہ برہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے علماء فضلاء میں نمایاں تھے۔ بھائی علامہ مفتی سید نواب شاہ برہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے علماء وفضلاء میں نمایاں تھے۔ یہ دونوں بھائی سلسلہ عالیہ قادریہ میں حضرت قبلہ صاحب مبارک مانکی شریف رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ ان دونوں بھائیوں کی عظیم لائبریری زمانے کی دست برد سے محفوظ نہ رہ سکی۔ ان کی اپنی اکثر تصانیف وفتاوی بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ البتہ دور دراز سے تلاش بسیار کے بعد علامہ مفتی سید نواب شاہ برہانی رحمۃ اللہ علیہ کے دو مطبوعہ رسائل اور ایک قلمی رسالے کی نقل دستیاب ہوئی ہے جو آپ کی فقہی بصیرت پر شاہد وناطق ہے۔

ننھیال:

سید صابر حسین شاہ کے نانا سید انوار حسین شاہ بیان (المتوفی ۲۰۰۹ء) حطار ہری پور ہزارہ کے سنی سادات کرام میں نمایاں ہیں۔ آپ کے ننھیال میں دو مجاذیب مشہور ہیں۔

☆ سید عبداللہ شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۴۵ء)

☆ سید یوسف حسین شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۷ء)

ولادت باسعادت:

سید صابر حسین شاہ بخاری قادری تحصیل حسن ابدال کے معروف وقدیم گاؤں برھان شریف، محلہ کنڈ، ڈھوک سیداں میں ۲۰ فروری ۱۹۶۶ء کو ایک بلند مرتبہ علمی خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اسم گرامی آپ کی نانی صاحبہ نے مشہور ولی حضرت صابر پیا علی احمد صابر کلیر شریف کی نسبت سے صابر حسین شاہ تجویز کیا۔

تعلیم وتربیت:

ابتدائی تعلیم کا آغاز گھر میں ہی ہوا۔ مولانا شوکت حیات (دندی پنڈی گھیب) اور مولانا سید نور حسین شاہ (دربار عالیہ کامرہ شرقی) سے اکتساب فیض کیا۔ پرائمری تک گورنمنٹ پرائمری سکول کچہ (حسن ابدال میں پڑھا۔ ۱۹۸۵ء میں گورنمنٹ ہائی سکول حسن ابدال سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۸۹ء۔ ۱۹۹۰ء میں گورنمنٹ ہائیر سیکنڈری سکول حسن ابدال سے پی ٹی سی کا کورس نمایاں حیثیت میں پاس کیا۔

ذوق مطالعہ:

زمانہ طالب علمی سے لے کر آج تک مطالعہ کا جنون کی حد شوق ہے انہیں کتابیں جمع کرنے کا شوق ہے۔ نصابی کتب کے علاوہ ایک دو غیر نصابی دینی کتب بھی بستے میں ہمیشہ رہیں۔ حصول کتب کا شوق جنون کی حد کو چھوتا ہے انھوں نے انفرادی محبت اور اپنی آمدنی سے ایک عظیم کتب خانہ قائم کیا۔

بیعت کی سعادت:

امیر دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ عطاریہ میں ۱۸/صفر ۱۴۱۲ھ/ ۲۹/اگست ۱۹۹۱ء کو بیعت کی سعادت حاصل کی۔ پیر سید مقبول محی الدین گیلانی دامت برکاتہم العالیہ کی (دربار عالیہ قادریہ ڈیرہ غازی خان) نے بھی آپ کو تحریری طور پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت کیا ہوا ہے۔

اجازت وخلافت:

محقق عصر مسعود ملت پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کراچی نے ۱۹۔صفر المظفر ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۔مارچ ۲۰۰۶ء کو

سلسلہ عالیہ نقشبندی مجددیہ مظہریہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی نیز دلائل الخیرات شریف، حصن حصین شریف اور تعویذات واورادِ مسعودیہ مظہریہ کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔

مناظر اہل سنت غلام حسن علی قادری رضوی میلسی نے ۳۔ ربیع الآخر ۱۴۲۷ھ/مئی۔۲۰۰۶ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ برکاتیہ اور سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ سراجیہ میں اجازت وخلافت اور جملہ اوراد ووظائف کی اجازت عنایت فرمائی۔

شرف ملت علامہ عبدالحکیم شرف قادری، لاہور نے ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۷ھ/جولائی ۲۰۰۶ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت نیز اوراد ووظائف کی اجازت عطا فرمائی۔

پروفیسر ڈاکٹر سلطان الطاف علی القادری کوئٹہ نے ۱۲ محرم الحرام ۱۴۲۸ھ/یکم فروری ۲۰۰۷ء کو سلسلہ قادریہ میں اجازت وخلافت عطا فرمائی۔

شیخ محمد عارف قادری ضیائی مدنی، مدینہ منورہ نے ۸ جمادی الثانی ۱۴۲۸ھ/ ۲۴ جون ۲۰۰۷ء سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ، ضیائیہ منوریہ شاذلیہ سنوسیہ میں سند اجازت وخلافت اور اوراد ووظائف کی اجازت عطا فرمائی۔

فخر السادات صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری، کراچی نے ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ/ ۲۲۔ اگست ۲۰۰۷ء کو سلسلہ ہائے طریقت قادریہ برکاتیہ رضویہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ عنبریہ رفاعیہ اور شاذلیہ میں اجازت و خلافت عطا فرمائی اور جملہ اوراد ووظائف کی اجازت عنایت فرمائی۔

علامہ محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں، سجادہ نشین آستانہ عالیہ رضویہ بریلی شریف، یوپی انڈیا نے ۲۷۔ شوال المکرم ۱۴۲۸ھ/ ۹۔نومبر ۲۰۰۷ء کو سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں اجازت و خلافت اور جملہ اوراد ووظائف کی اجازت عنایت فرمائی۔

علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری، کراچی نے ربیع الاول ۱۴۳۷ھ/ ۱۹۔دسمبر ۲۰۱۵ء کو سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ میں اجازت وخلافت اور جملہ اوراد ووظائف کی اجازت مرحمت فرمائی۔

خلفائے کرام

آپ جلوت کی بجائے خلوت پسند ہیں۔ کم گو اور گوشہ نشین ہیں۔ ساری زندگی صرف ایک شخصیت کو ان کے اصرار پر مرید کیا۔ حالانکہ اپنے خاندان اور اولاد کو بھی حضرت امیر اہل سنت مولانا محمد الیاس قادری دامت

برکاتہم العالیہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ میں بیعت نو کی ترغیب دی۔ البتہ درج ذیل احباب کو ان کی خواہش پر اجازت وخلافت سے نوازا ہے۔

۱) صوفی عبدالقادری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۸ء) صدر اسلامک مشن حسن ابدال

۲) الحاج محمد مقبول احمد قادری ضیائی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۰۰۸ء) رضا اکیڈمی لاہور۔

۳) علامہ محمد عدیل قادری حسن ابدال حال مقیم ڈبلن آئرلینڈ۔

۴) حافظ نثار احمد نقشبندی خطیب جامع مدجد دربار سلطانی قادری، برہان شریف اٹک۔

۵) علامہ حافظ محمد صفدر علی شاکر نقشبندی خطیب مورگاہ، راولپنڈی۔

۶) حکیم سید اعجاز علی رامپوری قادری آستانہ عالیہ قادری رضویہ ہاؤسنگ کالونی حسن ابدال۔

۷) ابوالحسنین مفتی محمد عارف محمود خان قادری رئیس دارالافتاء جامعہ فیضان غوث ورضا واہ کینٹ۔

۸) ظفر محمد قریشی مدیر منتظم مجلہ البرہان الحق واہ کینٹ۔

۹) مولانا پیر سید غفور حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۰۱۸ء) سابق امام وخطیب جامع مسجد چودھریاں حسن ابدال۔

۱۰) مولانا منصور رضا قادری پرست اعلیٰ ادارہ فیضان مصطفی حسن ابدال

۱۱) مفتی محمد تصدق حسین رضوی نقشبندی، ناظم تعلیمات مرکز الاسلامی والٹن لاہور۔

آپ کو بچپن ہی سے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خاص عقیدت و محبت تھی۔ اس لیے آپ زمانہ طالب علمی ہی سے مجلس رضا واہ کینٹ کے ایک فعال رکن تھے۔ اس پر آپ کے نام مجلس کے صدر صوفی محمد یٰسین نقشبندی ایڈووکیٹ (م ۲۰۱۹ء) رحمۃ اللہ علیہ کے مکاتیب شاہد ہیں اور آپ نے پہلے اعلیٰ حضرت کی یاد میں امام اہل سنت لائبریری قائم کی اور بعد میں ان کے افکار کو عام کرنے کے لیے ۱۹۹۳ء میں باقاعدہ ”ادارہ فروغ افکارِ رضا“ کا قیام عمل میں لایا۔ جس کے تحت آپ نے خود لکھا اور دوسروں سے بھی لکھوایا۔ اس ادارے کے زیر اہتمام آپ کا اپنا ایک مقالہ ”جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند“ چھپا۔ حضرت نذر صابری رحمۃ اللہ علیہ سے ”حدائق بخشش“ کا ایک انتخاب کروایا اور اسے بھی اس ادارے سے خوبصورت انداز میں شائع کیا۔ اسی طرح آپ ہی کی تحریک پر مختلف شعراء کرام نے سلام رضا پر تضامین لکھنے کی سعادت حاصل کی۔ ان میں حضرت طارق سلطان پوری رحمۃ اللہ علیہ اور واحد رضوی اور سید شاکر القادری کے تضامین قابل ذکر ہیں۔

امام اہل سنت لائبریری:

یوں تو زمانہ طالب علمی ہی سے آپ کا ذوق مطالعہ نمایاں رہا لیکن اس کے ساتھ ساتھ کتابیں جمع کرنا اور انہیں خاص سلیقہ سے رکھنا بھی آپ کا شغف رہا۔ اپنے ذاتی کتب خانے کو آپ نے ۱۹۹۱ء میں "امام اہل سنت لائبریری" کا نام دیا اور اس میں خاص طور پر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف اور ان کی حیات و خدمات پر کتابیں جمع کیں اور خود بھی ان کی مختلف توجہات پر درجنوں مقالات لکھے جو کتابی صورت میں بھی شائع ہو کر منظر عام پر آ چکے ہیں۔

رشتۂ قرطاس وقلم:

سید صابر حسین شاہ کو زمانہ طالب علمی ہی سے مطالعہ کا شوق رہا۔ مطالعہ کے ساتھ ساتھ لکھنے کا شوق بھی ہوا۔ پہلا مضمون میلاد مصطفی ﷺ اور اسلام کے عنوان سے رقم کیا۔ جو مجلہ "تاجدار حرم کراچی" شمارہ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا۔ ماہنامہ "آوازِ حق" پشاور، ماہنامہ "چراغِ راہ" کراچی، ماہنامہ "نوائے اساتذہ" لاہور اور ماہنامہ "السیف الصارم" اسلام آباد کی مجلسِ مشاورت کے رکن رہے ہیں۔ اب ماہنامہ مجلہ "الخاتم نٹرنیشنل" اور دو ماہی "ہماری آواز" ای میگزین کے سرپرستِ اعلیٰ ہیں۔ سہ ماہی "انوارِ رضا" جوہر آباد، سہ ماہی "نوید سحر" سہ ماہی "المختار" مالی گاؤں، ماہنامہ، آواز حق پشاور کی مجلس مشاورت کے رکن اور سالنامہ "شعاع فیضان رضا" جامع متھنا انڈیا کی مجلس ادارت کے رکن ہیں۔ مختلف موضوعات کے تحت خامہ فرسائی کی ہے۔ ان میں ختم نبوت، رضویات، اقبالیات، قائداعظم، سیاست، تصوف اور شعر وسخن کے موضوعات شامل ہیں۔ درجنوں مقالات کتابی صورت میں شائع ہو کر سامنے آ چکے ہیں۔ قائداعظم کا مسلک جیسی تحقیقی کتاب پر آپ کو کنزالایمان سوسائٹی اٹک نے "قائداعظم گولڈ میڈل" تفویض کیا ہے۔

تقدیمات:

نصف صد کتابوں پر تقدیم نگاری کے حوالے سے آپ نے شہرت عام حاصل کی ہے۔ اب تک آپ مختلف مصنفین کی مختلف موضوعات پر لکھی گئی بیسیوں کتابوں پر تقدیمات لکھ چکے ہیں۔ ان تقدیمات سے یہ بات نمایاں طور پر سامنے آتی ہے کہ خدائے فیض نے آپ کو تقدیم نگاری کا ملکہ خاص طور پر ودیعت فرمایا ہے۔ اہل سنت کی معروف شخصیت ملک محبوب الرسول قادری نے آپ کو "ماہر تقدیمات" کا لقب دیا ہے۔

سہ ماہی ’’خاتم النبیین‘‘ انٹرنیشنل پر ایک نظر

از: محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی (نیپال)

چند مہینے پہلے بذریعہ واٹس ایپ ماہر رضویات ناشرِ عقیدۂ ختم نبوت کاسرِ فتنۂ قادیانیت حضرت سید صابر حسین شاہ قادری رضوی بخاری قبلہ کے توسط سے خوش خبری ملی کہ تحفظِ ختم نبوت اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کی حسن نیت کے ساتھ سہ ماہی ’’خاتم النبیین‘‘ انٹرنیشنل کا اجراء عمل میں آئے گا جس میں صرف وہ تحاریر شامل ہوں گی جو تحفظِ ختم نبوت میں کارگر اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی میں باثر ہوں۔ اعلان ہوا اور سید صاحب حسین شاہ بخاری صاحب قبلہ کی جہد مسلسل، عمل پیہم، محنت، لگن، دُھن کے سبب دیکھتے ہی دیکھتے سہ ماہی ’’خاتم النبیین‘‘ انٹرنیشنل کا پہلا شمارہ اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ تیار ہوکر معرض وجود میں آیا اور قارئین کے باصرہ نواز ہوا۔ ان قارئین میں سے راقم بھی ہے۔

پہلے شمارہ کی سافٹ کاپی کو بخاری صاحب قبلہ نے بذریعہ واٹس ایپ راقم کے فردوسِ نظر کیا۔ سرورق کے اوپر درج آیتِ ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت ہی سے اندرونِ شمارہ مضامین کا پتہ چلتا ہے گویا سرورق کو ’’مقدمۃ الجیش‘‘ کہا جاسکتا ہے۔ مشمولات میں شرفِ انتساب، شرف اہداء کے علاوہ پیشوائی، پیغامات، ہیں پھر مقالات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے جس کے تحت قرآنیات، احادیث، اولیات، تحقیقات، تعاقبات، رضویات، تفکرات، تعارفیات، منظومات جیسے کالم شامل شمارہ ہیں۔

پیغامات کے ذیل میں نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادۂ ریحانِ ملت علامہ محمد سبحان رضا خان سبحانی میاں صاحب، علامہ حافظ عبد الستار سعیدی صاحب قبلہ، علامہ مفتی صدیق ہزاروی صاحب قبلہ، ادیبِ شہیر مفتی قمر الحسن بستوی صاحب قبلہ، صوفی گلزار حسین قادری برکاتی صاحب قبلہ، صاحب زادہ مفتی محب اللہ نوری صاحب قبلہ، مفتی تصدق حسین رضوی صاحب قبلہ ابوسنان عتیق الرحمٰن مالیگاؤں صاحب قبلہ ابوالبرکات حضرت مولانا ارشد سبحانی صاحب قبلہ مولانا اسلام الدین انجم فیضی صاحب قبلہ، اور راقم الحروف کی تحریروں کو جگہ دی گئی ہی۔ ان تحاریر میں جہاں سہ ماہی ’’خاتم النبیین‘‘ کے اجراء پر مبارک بادی پیش کی گئی ہے وہیں، ہمت افزائی اور حوصلہ افزائی بھی کی گئی ہے ساتھ ہی کچھ نیک مشورے بھی دیے گئے ہیں۔

قرآنیات کے تحت ’’تحفظ ختم نبوت اور قرآن مجید‘‘ اور ’’علمائے مفسرین اور عقیدۂ ختم نبوت‘‘ قرآن کریم

اور اقوال مفسرین کی روشنی میں عقیدۂ ختم نبوت کی توضیح و توجیہ اور تشریح و تفہیم کی گئی ہے۔ نیز احادیث کے کالم میں "تحفظ ختم نبوت اور احادیث مبارکہ" بھی تحفظِ ختم نبوت کے لیے سامان فراہم کر رہا ہے۔

اولیات کالم میں "ختم نبوت کے اولیں محافظ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق" اور "تحفظِ ختم نبوت کے اولیں شہید حضرت سیدنا حبیب بن زید" کے عناوین سے مقالات موجود ہیں۔ جن میں خلیفۂ اول افضل البشر بعد الانبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تحفظ ختم نبوت میں کوششیں اور کارگزاریاں پیش کی گئیں ہیں۔ نیز تحقیقات کے کالم میں "مختار ثقفی کا دعویٔ نبوت" پر خامہ فرسائی کی گئی ہے جس میں مضمون نگار نے احادیث کی روشنی میں گفتگو کی ہے۔

تعاقبات کے دامن میں تین مضامین کو سمیٹا گیا ہے جس کے علامہ عنایت اللہ چشتی نیز علمائے راجستھان کی ردقادیانیت میں تعاقبات دکھائے گئے ہیں۔ چونکہ بدمذہبوں کے رد و ابطال میں رضا اور خانوادۂ رضا کا قابل رشک کردار رہا ہے، انہیں میں قادیانی اور قادیانیت بھی ہے جس کے قلع قمع کرنے میں اس خانوادہ نے کوئی کسر باقی نہیں رکھی اس لیے رضویات کا مستقل ایک باب رکھا گیا ہے جس کے تحت بخاری صاحب قبلہ اور مفتی سجاد علی فیضی صاحب قبلہ کے مضامین بالترتیب "ختم نبوت کے تحفظ میں امام احمد رضا بریلوی کا کردار" اور "عقیدۂ ختم نبوت، علم نحو اور کلام اعلیٰ حضرت" قارئین کو دعوت مطالعہ دے رہا ہے۔ دونوں مضمون بہترین ہے اگر چہ اول قدم ہے اور اور ثانی بالکل انوکھا موضوع۔

عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا ایک نبیادی عقیدہ ہے جس پر کوئی بھی حملہ قابل برداشت نہیں اس لیے حملہ کا ترکی بہ ترکی کیا جواب ہو اور اس تعلق سے ہماری کیا ذمہ داریاں ہونی چاہیے۔ اس پر روشنی ڈالنے کے لیے "تفکرات" کا کالم شامل کیا گیا ہے۔ اس کالم کے تحت چار مضامین ہیں جو تحفظِ ختم نبوت کے تئیں ہماری ذمہ داریوں کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔

تعارفیات کے باغ میں "قادیانیت کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک اور دھکا"، "تیغ غلام گیلانی بر گردنِ قادیانی"، "شعورِ تحفظِ ختم نبوت"، "تاریخ ختم نبوت اور ناموس رسالت ﷺ"، "تاریخ مباحثۂ لاہور"، "سنی پیغام نیپال کا ردقادیانیت نمبر"، "المنتہیٰ کا تحفظ ختم نبوت اور بابو پیر بخش لاہوری نمبر"، "سیفِ مہریہ بر فتنۂ مرزائیہ"، "نگارشاتِ ختم نبوت" جیسے کتابی پھولوں کی عطر پاشی کی گئی ہے جس سے مذکورہ کتابوں کا تعارف بھی ہوتا ہے ساتھ ہی قارئین کو ان کتابوں کے مطالعہ کی تحریک و مہمیز بھی ہوتی ہے۔ حیرت اور خوشی اس کی ہے کہ تمام تحریریں خود مدیر اعلیٰ سید صابر

حسین شاہ بخاری صاحب قبلہ کی ہیں۔اس سے قادیانیت کے موضوع پران کے وسیع مطالعہ اور سریع القلم ہونے کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

بات کہنے کے لیے کبھی نثر کا سہارا لیا جاتا ہے اور کبھی نظم کی بھی مدد لی جاتی ہے بلکہ تاریخ عرب کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو کسی کام پر برانگیختہ کرنے اور کسی مہم کی طرف رغبت دلانے کے لیے نثر سے زیادہ نظم کا ہی سہارا لیا جاتا ہے۔عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی کی تردید میں جہاں علمائے کرام نے نثری شہ پارے یادگار چھوڑے ہیں وہیں نظمی اور شعری ہیرے بھی قوم کو پیش کیے ہیں۔اس شمارہ میں بھی منظومات کے کالم کے تحت بڑے بڑے شعرائے اسلام کے بارہ منظومات کو شامل کیا گیا ہے جو پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ 10/کالم، 49، تحریروں، 248/صفحات اور جنوری تا جون 2022ء پر مشتمل یہ ایک ضخیم شمارہ قدیم وجدید مقالات ومضامین اور تحریرات ونگارشات کا ایک حسین مجموعہ ہے جسے پڑھنے کے بعد قارئین کی معلومات میں جہاں اضافہ ہوتا ہے وہیں تحفظ ختم نبوت اور قادیانیت کی تردید سے متعلق راہیں بھی ہموار ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب قبلہ اور ان کے رفقائے کار اور پوری ٹیم کو سلامت رکھے، اس خدمت کو قبول فرمائے اور اس رسالہ کو دوام وثبات کی دولت نصیب فرمائے۔آمین بجاہ النبی الکریم۔

محمد عطاء النبی حسینی مصباحی ابوالعلائی
ناظم جامعۃ المدینہ فیضانِ عطار، نیپال گنج، نیپال
وسجادہ نشین خانقاہِ اسمٰعیلیہ حسینیہ، پھانکی گھاٹ، کھردہ، کولکاتا 177
ومدیر اعلیٰ سہ ماہی "سنی پیغام" نیپال
تاریخ تحریر: 2022-12-30

سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین" ﷺ (انٹرنیشنل) پر ایک اجمالی نظر

ازقلم: علامہ مبارک حسین مصباحی مدیر اعلیٰ ماہ نامہ "اشرفیہ" مبارک پور

اس وقت سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (انٹرنیشنل) ہمارے روبرو ہے۔ اس 249 صفحات کے ضخیم خصوصی شمارے پر اظہار خیال تو اب تک آ جانا چاہیے تھا۔ مگر اس میں اپنی کاہلی کا ہی دخل زیادہ رہا اگرچہ مصروفیت بھی دامن گیر رہی، سچ فرمایا ہے بریلی شریف کے تاجدار نے

اے رضاؔ! ہر کام کا اک وقت ہے
دل کو بھی آرام ہو ہی جائے گا

ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف کا سہ ماہی مجلہ خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیشِ نظر ہے۔ یہ شمارہ جمادی الثانی تا ذیقعدہ 1443ھ/ جنوری تا جون 2022 ہے۔ موضوع "ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت" ہے۔ منکرین ختم نبوت عہد رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر آج تک بہت سی مسلم آبادیوں میں پیدا ہوتے رہے اور انھیں میں کچھ مرتے کٹتے رہے۔ تاریخ اسلام پر نگاہ ڈالیں تو اندزہ ہوتا ہے کہ امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آج تک سیکڑوں کو تہِ تیغ کیا گیا، ہر دور میں ناموس رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محافظ پیدا ہرتے رہے اور تحفظ ختم نبوت کے لیے تن من دھن کی قربانیاں دیتے رہے۔

اس میدان کے اولین مجاہد شہید حضرت سیدنا حبیب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ کو نبی آخر الزماں ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داعی نبوت مسیلمہ کذاب کے نام اپنا مکتوب گرامی دے کر بطور سفیر روانہ کیا تھا۔ آپ نے خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکتوب جا کر پیش کیا مگر اس ظالم نے ہدایت قبول کرنے کے بجائے اپنے نام کا کلمہ پڑھنے پر زور دیا، مگر آپ فرماتے رہے، انا اصم لا اسمع۔ یعنی میں بہرا ہوں سننے سے قاصر ہوں۔ اس نے جلاد کو بلا کر صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک بازو کاٹ دیا اور دریافت کیا کہ اب آپ کا عقیدہ کیا ہے؟ مگر آپ عاشق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وارفتگیِ شوق اور دیوانگی کے عالم انہیں الفاظ کو دہراتے رہے اور مسیلمہ کذاب کے رسول ہونے پر اقرار کے بجائے انا اصم لا اسمع کہتے رہے، یعنی میں بہرا ہوں تیری بکواس نہیں سنتا، یہاں تک کہ جب یکے بعد دیگرے بدن کے اعضا کٹ گئے، آپ نڈھال ہو گئے اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ اس طرح آپ محافظین ختم کے نبوت کے اولین شہید ہوئے، اس حادثہ فاجعہ کی خبر جب نبی کریم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہنچی تو سخت آزردہ ہوئے۔ آپ رب العالمین کی جانب سے رحمۃ للعالمین بن کر مبعوث ہوئے، آپ کے سب سے محبوب صحابی سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب لعنت اللہ علیہ کو جہنم رسید کر دیا گیا۔

مقام حیرت یہ ہے کہ سدنا حبیب بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ بھی میدان جنگ میں شریک تھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل تمام محافظین ختم نبوت کو جنت الفردوس بنائے۔ آمین

بنا کر دند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

1966ء میں برہان شریف ضلع اٹک، پنجاب پاکستان کے ایک نوری خاندان میں سماحۃ الشیخ سید صابر حسین شاہ بخاری قادری پیدا ہوئے۔ آپ نجیب الطرفین سید ہیں، حلم وتدبر، عجز وانکساری اور صبر وتوکل آپ کے موروثی خصائل ہیں۔ علم وعمل اور زہد وتقویٰ کا شوقِ فراواں آپ کے رگ وریشے میں ہے۔ عاشق رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سچ اور حق کہا ہے

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

تمام اوصاف وکمالات اپنی جگہ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فکر وقلم کی بے پناہ خوبیوں سے سرفراز فرمایا ہے۔ یکے بعد دیگرے مسلسل تحریریں آتی رہتی ہیں۔ اب تک دینی، علمی اور صوفیانہ سوزِ جنوں سے لبریز ہزاروں تحریریں آپ کے نوک قلم سے منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ مختلف موضوعات پر درجنوں کتابیں طباعت کے مراحل سے گزر چکی ہیں۔ ختم نبوت اور تحفظ ناموس رسالت کا عنوان آپ کے فکر وقلم پر چھایا رہتا ہے۔ آپ خود راقم کے نام اپنے مکتوب میں صدائے دل سناتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الحقیقہ" کا "تحفظ ختم نبوت نمبر" بملا حظہ گرامی حضرت علامہ مولانا مبارک حسین مصباحی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ "الحقیقہ" کا "تحفظ ختم نبوت نمبر" الحمد للہ علی احسانہ۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس ناچیز ہیچ مدان سے عقیدۂ ختم نبوت کے حوالے سے ماہ نامہ "الحقیقہ" کے "تحفظ ختم نبوت نمبر" جیسا اہم کام لیا ہے۔ مجھے اگر کسی علمی وتحقیقی کام پر ناز ہے اور میرے لیے کوئی اعزاز ہے تو بس وہ یہ "تحفظ ختم

نبوت نمبر" ہے۔ان شاء اللہ،کل قیامت میں بھی اپنے آقا ومولا خاتم الانبیاء حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے نظر التفات کی اگر کوئی امید ہے تو بس یہی "تحفظ ختم نبوت نمبر" ہے۔امید واثق ہے کہ میرے سرکار ابد قرار حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اس آسی کی ضرور لاج رکھیں گے،ان شاء اللہ۔الحمد للہ،فقیر نے مملکت خداداد پاکستان کے صوبہ پنجاب کے ضلع اٹک کی تحصیل حسن ابدال کے ایک دورافتادہ علاقے برھان شریف میں بیٹھ کر یہ عظیم وضخیم نمبر ترتیب دیا ہے جہاں کتابوں کا ملنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں۔"

ماشاء اللہ تعالیٰ آپ نے ختم نبوت کے تحفظ کے لیے خود بھی بہت لکھا ہے،اپنے اکابر واصاغر سے بھی مخلصانہ زور دے کر لکھواتے رہتے ہیں۔آپ نے ماہنامہ الحقیقۃ کے دو ضخیم اور گراں قدر "تحفظ ختم نبوت نمبر" شائع فرمائے،جنھیں علمی اور قلمی دنیا میں قدر کی نگاہوں سے دیکھا گیا اور آپ کی ادارت میں تیسری جلد زیر ترتیب ہے۔ آپ نے ماہنامہ مجلہ الخاتم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [انٹرنیشنل] کی سرپرستی قبول فرمائی،پاکستان کی سرزمین پر تحریک لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامور قائد امیر المجاہدین حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی علیہ الرحمہ کی مقبولیت از ہر من الشمس ہے۔آپ کی شخصیت وفکر پر ایک ہزار صفحات پر "امیر المجاہدین نمبر" شائع فرمایا۔اس کے بعد آپ نے ختم نبوت اکیڈمی برہان شریف سے "سہ ماہی خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [انٹرنیشنل] جاری فرمایا خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم 249 صفحات کا ضخیم نمبر ہمارے مطالعے میں ہے۔

تمنا ہے کہ اس دنیا میں کوئی کام کر جاؤں

اگر کچھ ہو سکے تو خدمت اسلام کر جاؤں

یہ وقیع نمبر چند ابواب پر مشتمل ہے،پیغامات۔مقالات [قرآنیات]۔احادیث۔اولیات۔تحقیقات۔تعاقبات۔رضویات۔تفکرات۔تعارفات۔منظومات۔گزارشات۔حضرت مدیر اعلیٰ کے فکر وقلم کا ایک کمال یہ ہے کہ آپ صرف اپنی تحریروں کے اجاگر کرنے میں بے تاب نہیں رہتے بلکہ آپ دیگر محافظین ناموس رسالت کی خدمات کا اعتراف اور اظہار بھی خوب فرماتے ہیں۔

آپ نے اس خصوصی نمبر میں بھی اس حوالے سے گراں قدر نگارشات سپرد قلم فرمائی ہیں تعارفات کا باب حضرت مدیر اعلیٰ نے اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے،اس میں حسب ذیل نو عنوانات پر جو افادات فرمائے ہیں وہ پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں۔عنوانات کی صرف فہرست پیش کرتے ہیں:

قادیانیت کی گرتی ہوئی دیوار کو ایک دھکا اور (ردقادیانیت میں نہایت ہی عمدہ مقالہ) علامہ قاضی غلام گیلانی اور "تیغ

غلام گیلانی برگردن قادیانی" محمد بدیع الزماں بھٹی اور" شعور تحفظ ختم نبوت" کتابی دنیا میں" تاریخ ختم نبوت اور ناموس رسالت" ایک معرکۃ الآراء کارنامہ" تاریخ مباحثہ لاہور" تحفظ ختم نبوت کی ایک تاریخی دستاویز سہ ماہی" سنی پیغام" نیپال کے رد قادیانیت نمبر کا ایک تعارفی جائزہ' سہ ماہی" المنتہی" کا" تحفظ ختم نبوت اور" بابو پیر بخش لاہوری نمبر" کی اشاعت ایک اہم کارنامہ' شاہین ختم نبوت صادق علی زاہد اور" سیف مہریہ بر فتنۂ مرزائیہ" نگارشات ختم نبوت" ایک تعارفی جائزہ" ان کے علاوہ آپ نے دو عنوانات پر مزید دیگر ابواب میں تحریر فرمایا ہے۔

(۱) ختم نبوت کے اولین محافظ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ۔

(2) ختم نبوت کے تحفظ میں امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا کردار۔

دیگر ابواب میں بھی خاص اہمیت کی تحریریں ہیں، ریٹائرڈ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر میانوالی، سید طارق مسعود کاظمی نے ایک تاریخی تحریر پیش کی ہے" حضرت علامہ عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ علیہ اور تعاقب قادیانیت" موضوع دیکھ کر مطالعہ کی دلچسپی ہوئی، موصوف قصبہ چکڑالہ ضلع میانوالی کے باشندے تھے آپ نے علم دین حاصل کیا، آپ نے فتنہ مرزائیت کے خلاف بھرپور جدوجہد فرمائی، آپ کی کاوش صرف زبان وقلم سے نہیں تھی بلکہ آٹھ برس کا عرصہ آپ نے قادیان میں رہ کر گزارا، آپ نے" مشاہداتِ قادیان" تحریر فرمائی، مقالہ نگار تحریر کرتے ہیں۔

"ضلع میانوالی کا ایک معروف قصبہ چکڑالہ ہے۔ یہاں زیادہ تر اعوان قبیلے کے لوگ بستے ہیں اور یہ علاقہ اسلام اور قرآن سے محبت کرنے والے لوگوں کا ہے۔ اس سرزمین سے بہت سی عظیم شخصیات نے جنم لیا۔ جن میں ایک حضرت علامہ عنایت اللہ چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے۔ آپ کی شخصیت کی پہچان ردِّ مرزائیت اور فتنۂ مرزائیت کے خلاف عظیم جہد وجہد سے بھرپور زندگی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی کوششیں انتہائی جاندار اور قابل قدر ہیں۔ آپ کی صفحۂ ہستی کا ایک ایک ورق فتنۂ مرزائیت کے خلاف جرأت و بہادری کا عظیم شاہکار اور ایثار و استقامت سے مزین ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس عظیم شخصیت جس نے ایک پرآشوب دور میں وقت کے فرعونوں کی گود میں پلنے والے سانپوں کا پھن کچلنے کے لئے اپنی زندگی کو داؤ پر لگانے سے بھی گریز نہیں کیا اس نابغہ روزگار شخصیت کو پس پردہ ڈال دیا گیا۔"

آپ مزید لکھتے ہیں:

"لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ خانقاہوں سے نکلنے والے صوفی منش علما کی کوششوں اور کارناموں کو نہ صرف بھلا دیا گیا بلکہ آج کی نئی نسل ان سے بالکل ناآشنا ہے۔ جی ہاں میں بات کر رہا ہوں علامہ عنایت اللہ چشتی

رحمۃ اللہ علیہ کی جنہوں نے 8 سال کا عرصہ 12 فروری 1934 تا دسمبر 1941 مرزا غلام احمد قادیانی (13-2-1835 تا 26-5-1908) کے پھیلائے گئے فتنے کے خلاف جدوجہد کرتے کرتے قادیان شہر میں گزار دیا اور بھولے بھالے مسلمانوں کو نہ صرف اس فتنۂ مرزائیت سے آگاہ کیا بلکہ اس فتنے کے پھیلاؤ کے خلاف بند باندھ دیا۔ آپ نے یہ تمام حالات اپنی کتاب "مشاہدات قادیان" میں درج کیے ہیں۔" (ص:۱۰۵)

حضرت علامہ مفتی سجاد علی فیضی نے "عقیدۂ ختم نبوت، علم نحو اور کلام اعلیٰ حضرت" پر بڑی اہم تحریر سپرد قلم فرمائی ہے۔ ہم اس تحریر کے بعض حصوں کو من وعن نقل کرتے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلوی ایک جگہ عقیدۂ ختم نبوت کو بیان کرتے ہوئے علم نحو کی مشہور اصطلاحات "مبتدا" "خبر" اور "اضمار قبل الذکر" کا اجراء کرتے ہوئے کہتے ہیں:

سب سے اول سب سے آخر
ابتدا ہو انتہا ہو
تھے وسیلے سب نبی تم
اصل مقصود ہدی ہو
سب تمھاری ہی خبر تھے
تم مؤخر مبتداء ہو
قبل ذکر اضمار کیا جب
رتبہ سابق آپ کا ہو

(حدائق بخشش)

اب ان اصطلاحات کے متعلق مختصراً معروضات پیش کی جاتی ہیں، علم نحو کی درسی کتاب "ہدایۃ النحو" میں ہے:

قد یتقدم الخبر علی المبتداء فی الدار زید۔

کبھی خبر مبتداء سے پہلے آتی ہے جیسے گھر میں زید ہے۔ (ص 33)

ویجوز للمبتداء الواحد اخبار کثیرۃ زید

عالم فاضل عاقل اور جائز ہے کہ ایک مبتداء کی کئی خبریں ہوں جیسے زید عالم ہے، فاضل ہے، عاقل ہے۔ (ایضاً)

دوسری درسی کتاب "کافیہ" میں ہے:

وقد یتعدد الخبر مثل زید عالم عاقل۔کبھی خبریں متعدد ہوتی ہیں جیسے زید عالم ہے عاقل ہے۔(ص21)

فاضل بریلوی دوسرے اور تیسرے شعر میں ان قوانین واصطلاحات کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تخلیق ورتبہ کے اعتبار سے مبتداء (یعنی اول) میں اور بعثت کے لحاظ سے مؤخر (یعنی آخری) ہیں، اور آپ ایسے مبتداء مؤخر ہیں کہ جن کی کم وبیش ایک لاکھ تیئیس ہزار نوسو ننانوے (123999) خبریں ہیں، یعنی حضرت آدم سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہم السلام تک سب نبی آپ کی اخبار متقدمہ ہیں۔یعنی سب آپ ہی بارے بتانے تشریف لائے تھے۔اضمار قبل الذکر: عموماً مرجع پہلے اور اسکی طرف لوٹنے والی ضمیر بعد میں آتی ہے جیسے"زید ھو القائم" میں ھو ضمیر زید کی طرف راجع ہے، اگر ضمیر پہلے آجائے اور اس کا مرجع بعد میں ہو تو اسے اضمار قبل الذکر کہتے ہیں جیسے: ضَرَبَ غُلَامُہٗ زَیْدًا، اپنے جیسے نحو کے مبتدی طلباء کے استفادہ کے لیے ذیل میں اس کی تفصیل عرض کی جاتی ہے: اضمار قبل الذکر کی درج ذیل پانچ صورتیں ہیں:

قلم کار نے پانچ صورتیں بیان کی ہیں اس کے بعد فنِ نحو کی اہم کتابوں سے ماخذ ذکر کیے ہیں۔

اب مزید تحریر فرماتے ہیں:

فاضل بریلوی اضمار قبل الذکر کی تیسری صورت کے لحاظ سے کُنتُ کنزا مخفیا حدیث قدسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رتبہ جو آپ کو تخلیق فرما کر پوشیدہ رکھا گیا تھا، آپ کی ذات والا صفات اس کا مرجع وآئینہ دار ہے۔

فاضل بریلوی اس کی منظوم شرح یوں فرماتے ہیں:

کوئی کیا جانے کہ کیا ہو
عقل عالم سے وراء ہو
کنز مکتوم ازل میں
درِّ مکنونِ خدا ہو
(حدائق بخشش)

بالفاظ دیگر:

آدم تا عیسیٰ تمام انبیاء علیہم السلام میں جتنے بھی کمالات ومعجزات اور محاسن تھے وہ درحقیقت آپ ہی کے

نور مقدس کے طفیل تھے، جن کی مظہر آپ کی ذات ستودہ صفات ہے، اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام:

سب تمھارے در کے رستے
ایک تم راہ خدا ہو

قصیدۂ نور میں کہتے ہیں:

انبیا اجزا ہیں تو بالکل ہے جملہ نور کا
اس علاقے سے ہے ان پر نام سچا نور کا
(حدائق بخشش)

قصیدہ سلامیہ میں کہتے ہیں:

اصل ہر بود بہبودِ تخمِ وجود
قاسم کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلا م
مطلع ہر سعادت پہ اسعد درود
مقطع ہر سیادت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم دنیٰ ہو میں گم کن انا
شرح متن ہویت پہ لاکھوں سلام
انتہائے دوئی ابتدائے یکی
جمع تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام
مصدر مظہریت پہ اظہر درود
مظہر مصدریت پہ لاکھوں سلام
فتح باب نبوت پہ بے حد درود
ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دئے ہیں

حضرت علامہ مفتی سجاد علی فیضی کی تحریر نے متاثر کیا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ نے ردقانیت میں مختلف جہتوں سے تردید فرمائی ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ آپ نے فتاویٰ بھی تحریر فرمائے اور شعروسخن میں فن نحو کی موشگافیوں سے تحفظ ناموس رسالت کا حق ادا فرما دیا ہے۔ منظومات بھی بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ راقم سطور مبارک حسین مصباحی عفی عنہ کا بھی ایک مضمون شامل ہے، عنوان ہے" قادیانیت عصر حاضر کا بدترین فتنہ"۔

بہرکیف تحفظ ناموس رسالت اور عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے لیے یہ ایک اہم وقیع نمبر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل سے سند قبولیت سے سرفراز فرمائے۔ حضرت مدیر اعلیٰ دامت برکاتہم القدسیہ القدسیہ اور نثر نگاروں اور شاعروں کو جزاؤں سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

تیرھواں باب

منظومات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قطعاتِ تاریخ اشاعتِ مجلہ ''خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم''

تنویر پھول (امریکہ)

تاریخ ہجری

اُن صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت تا حشر ہے
دائم ضیائے ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
مومن ہیں بس وہ ، اے پھولؔ! کہہ
''اہل ِولائے ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم''
(۱۴۴۴ہجری)

☆☆☆☆☆☆☆

تاریخ عیسوی

اب نبوت ، رسالت کا دَر ، پھولؔ! بند
آ چکے دَر جہاں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
عصمت ِانبیا ؑ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے معتبر
''قُوّتِ مُرسلاں خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم''
(۲۰۲۳عیسوی)

نوٹ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو قرآن لائے اُس میں تمام انبیاء پر سلام بھیجا گیا(سورہ نمبر ۳۷ کا آخری حصہ) جبکہ تحریف شدہ بائبل میں انبیاؑ پر رکیک الزامات لگائے گئے ہیں۔مثال کے طور پر حضرت لوط علیہ السلام کو اپنی حقیقی بیٹیوں سے بدکاری کا مرتکب بتایا گیا ہے(نعوذ باللہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم

امتزاجِ حمد و نعت

ترا ہے احسان اُن کی بعثت ، درود اُن پر سلام اُن پر
ہمیں کیا تُو نے اُن کی اُمت ، درود اُن پر سلام اُن پر
دیا ہے قرآں عظیم تُو نے نہیں ہے جس کی مثال کوئی
سکھا گئے وہ ہمیں تلاوت ، درود اُن پر سلام اُن پر
ہمیں دیا آخری پیمبر ، نہ بعد اُن کے کوئی نبی ہے
کہ اُن ﷺ پہ ہی ختم ہے نبوت ، درود اُن پر سلام اُن پر
کیا اُنھیں انس و جاں کا رہبر وہی ہدایت کا منتہا ہیں
ہے تا ابد اُن کی ہی شریعت ، درود اُن پر سلام اُن پر
دیا ہے قرآں جو سب سے اعلیٰ ، وہ میرِ بطحا ﷺ وہ شاہِ طیبہ ﷺ
ہے اُن ﷺ کی مسجد میں باغ جنت ، درود اُن پر، سلام اُن پر
وطن تھا مکہ ، ہوئے وہ فاتح مگر وہ طیبہ ہی لوٹ آئے
ترے نبی ﷺ کا دیارِ ہجرت ، درود اُن پر سلام اُن پر
(۱) عطا کی فتحِ مبیں نبی ﷺ کو، کہا سراجِ منیر ﷺ اُن ﷺ کو (۲)
نبی ﷺ کو دی تُو نے فتح و نصرت، درود اُن پر سلام اُن ﷺ پر
اُنھیں ﷺ بنایا رؤف تُو نے ، اُنھیں ﷺ بنایا رحیم تُو نے (۳)
اُنھیں ﷺ کیا پیکرِ محبت ، درود اُن پر سلام اُن پر
نوازا تُو نے ہی پھول کو ہے ، کیا جو حمد و ثنا کا خوگر
ہے اس کے لب پر نبی ﷺ کی مدحت ، درود اُن پر سلام اُن پر

(۱) سورۃ الفتح کی پہلی آیت (۲) سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۴۶ (۳) سورہ توبہ، آیت نمبر ۱۲۸

تنویر پھولؔ (امریکہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہٗ و نصلّی و نسلّم علیٰ رسولہ الکریم

ناموسِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
مئے حُب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دل کو سلگنا عین ایماں ہے
جو گستاخی کرے شان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوئی ظالم
مثالِ ضیغمِ صحرا بپھرنا عین ایماں ہے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل فیصلہ اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا عین ایماں ہے
خدا کا آخری پیغام لے کر ہیں وہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے
ہوئیں سب ظلمتیں کافور جب تشریف وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے
غریبوں، بےکسوں اور بےنواؤں کے وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامی ہیں
جہاں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہی رحمتوں کے طفیل برسائے
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل فیصلہ اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا عین ایماں ہے
وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردارِ رسولاں ہیں، شفیع المذنبیں وہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں
نبی وہ آخری ہیں اور ختم المرسلیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں
جو بعد اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبوت کا کرے دعویٰ وہ کاذب ہے
خدا ہے ربّ عالم، رحمت للعالمیں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہیں
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِ مقتل فیصلہ اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرنا عین ایماں ہے
فنا عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہُوئے ہیں جان و دل سے ہم
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں سولی پہ چڑھنے کا نہیں کچھ غم

نہیں خائف ذرا دار و رسن سے اُن ﷺ کے متوالے
لٹائیں جان اُن ﷺ پر ، یہ ہوس ہوتی نہیں ہے کم
نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِمقتل فیصلہ اُن ﷺ کا ذکر کرنا عین ایماں ہے
خبیبؓ عالی ہمت نے لٹائی جان یوں اُن ﷺ پر
جو دیکھا جذبۂ حُبِّ نبی ﷺ ، کافر تھے سب ششدر
چڑھے سولی پہ اور شاہِ مدینہ ﷺ پر ہوئے قرباں
نبی ﷺ کے عشق میں پکے ہیں سب اصحابِ پیغمبر ﷺ
نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِمقتل فیصلہ اُن ﷺ کا ذکر کرنا عین ایماں ہے
ارے ناداں ! ہمیں دار و رسن سے کیوں ڈراتا ہے ؟
نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا ہم کو آتا ہے
ہیں سودائی محمد ﷺ کے ، بپا ہم حشر کردیں گے
ہر اِک شیطان اور کذّاب ہم سے خوف کھاتا ہے
نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِمقتل فیصلہ اُن ﷺ کا ذکر کرنا عین ایماں ہے
خدا کے فضل سے ہم اُمتِ شاہِ مدینہ ﷺ ہیں
ہمارے دل اسیرِ اُلفتِ شاہِ مدینہ ﷺ ہیں
ہمیں آتا ہے مرنا طیبؒ ! ناموسِ رِسالت پر
کہ ہم ہی پاسبانِ عظمتِ شاہِ مدینہ ﷺ ہیں
نبی ﷺ کی عزت و حرمت پہ مرنا عین ایماں ہے
سرِمقتل فیصلہ اُن ﷺ کا ذکر کرنا عین ایماں ہے

تنویر پھول (امریکہ)

کلامِ ختم نبوت

وہ باغِ نبوت کا پھول آخری ہیں
مرے مصطفیٰ کا بڑا مرتبہ ہے
انہیں سب سے آخر میں بھیجا گیا ہے
محمد خدا کے رسول آخری ہیں
وہ باغِ نبوت کا پھول آخری ہیں
کتابِ مبیں بھی یہی کہہ رہی ہے
رسولِ خدا کا بھی فرماں یہی ہے
کہ ختمِ نبوت پہ فائز وہی ہیں
وہ قصرِ نبوت کی اینٹ آخری ہیں
محمد ﷺ پہ اتری کتابِ مکمل
ہدایت کا ہے جو نصابِ مکمل
کسی اور نبی کی ضرورت نہیں ہے
محمد ﷺ کے بعد اب یہ حاجت نہیں ہے
صحابہ نے جھوٹے نبی کو نہ مانا
کیا اس کو سوئے جہنم روانہ
اسی راستے پر صحابہ سبھی ہیں
محمد ﷺ خدا کے نبی آخری ہیں
یہی سچ ہے بابر! ہمارا یقیں ہے
نبی ان کے بعد اور کوئی نہیں ہے ﷺ

کلام: بابر حسین بابر دارالعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آخری آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، عقیدہ رکھ
حشر تک دل میں یہ وظیفہ رکھ
قادیانی کو روکنے کے لیے
تُو قلم نعت میں تپیدہ رکھ
جس جگہ نقشِ پا ملیں اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
اپنی گردن وہاں خمیدہ رکھ
مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی ہیں ! سُن
حشر تک سوچ کو عتیقہ رکھ
خاتم الانبیا رقم کر کے
اپنی دانش، سدا انیقہ رکھ
خاتم الانبیاء اذاں میں عیاں
فکر میں بھی نہاں سلیقہ رکھ
شعر کے پھول دے کوئی قائم
روبرو نعت کا حدیقہ رکھ

سید حبدار قائم (آف غریبوال اٹک)

(عتیقہ معنی پرانا)، (انیقہ معنی نادر یا خوب) حدیقہ معنی باغ یا گلشن

نعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

آخری ہے یہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کا نبی

جو نماز و اذاں میں بھی ہے جلی
آخری ہے یہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کا نبی
اب رسالت کا سلسلہ ہی نہیں
مانے ہر کوئی یہ خدا کا ولی
وہ کتابِ خدا میں ہیں خاتم
آیتوں میں رقم حروفِ جلی
جو اُنہیں آخری کہے یا لکھے
اُس کی باتیں ہیں سب جہاں سے بھلی
جب سے مانا ہے آخری اُن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
ہر بلا زندگی سے میری ٹلی
دینِ رب ہو گیا مکمل اب
یہ جلی بھی ہے اور ہے یہ خفی
مجھ کو خاتم پہ شک نہیں قائم
اس لیے دل کی پُر فضا ہے گلی

ازقلم: سید حیدر قائم آف غریب وال

نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دکھایا اک سماں ختم نبوت کے اجالوں نے
دکھایا اک سماں ختم نبوت کے اجالوں نے
سجادی چشم جاں ختم نبوت کے اجالوں نے
زمیں تا بہ فلک ساری فضاؤں کی اداؤں کو
دیا حسن اماں ختم نبوت کے اجالوں نے
حقیقت تو یہی ہے کہ سدا گلزار ہستی کا
کیا روشن نشاں ختم نبوت کے اجالوں نے
سدا حق و صداقت کا مری چشم عقیدت کو
دکھایا گلستاں ختم نبوت کے اجالوں نے
نگاہ چشم حیرت کو شریعت کی ، طریقت کی
دکھا دی کہکشاں ختم نبوت کے اجالوں نے
خوشی ہے کہ ہمیشہ لطف و رحمت کے اجالوں سے
بھرا دل کا جہاں ختم نبوت کے اجالوں سے
ہدایت کی چمک دکھلا کے میرے ہر تخیل کو
کیا ہے شادماں ختم نبوت کے اجالوں نے
شریعت کی حسیں قوس قزح کے رنگ سے انجم
سجا دی بزم جاں ختم نبوت کے اجالوں نے

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا)

نعت شریف ﷺ

سدا شاہد ترا قرآن ہے ختم نبوت پر
ازل سے اب تلک ایقان ہے ختم نبوت پر
خوشی ہے کہ مرا ایمان ہے ختم نبوت پر
نچھاور روز و شب حسن تخیل کی بہاریں ہیں
نچھاور ہر گھڑی انسان ہے ختم نبوت پر
نبی (ﷺ) کی ذات پر قربان ہیں سارے جہاں والے
سنو لوگو ! فدا ہر جان ہے ختم نبوت پر
ترے محبوب (ﷺ) کی عظمت عیاں ہے ہر طرف مولا
سدا شاہد ترا قرآن ہے ختم نبوت پر
اجالوں کے ہزاروں سلسلے ہیں اس عقیدے میں
دو عالم ہر گھڑی حیران ہے ختم نبوت پر
ازل سے روشنی آباد ہے اس کی اداؤں میں
ازل سے نور کی باران ہے ختم نبوت پر
جہاں میں ہر بشر کی سوچ میں جلوہ ہے بطحا کا
جہاں میں ہر بشر قربان ہے ختم نبوت پر
تجھے پھر کس لیے ہے خوف دنیا کے اندھیروں سے !
اے انجم جب ترا ایقان ہے ختم نبوت پر

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا)

نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ساری دنیا سے حسیں ہے شان ختم المرسلین
دلکشا ہے ،دلنشیں ہے شان ختم المرسلین
جان رفعت، جان دیں ہے شان ختم المرسلین
بحر دل کی دھڑکنوں میں یہ سدا ہے موجزن
چشم دل کی ہمنشیں ہے شان ختم المرسلین
تازگی کے سلسلے جاری ہیں اُن کی ذات سے
نزہت دین مبیں ہے شان ختم المرسلین
پیکر احساس کی آنکھوں میں ہے جلوہ نما
پیکر سچ کی جبیں ہے شان ختم المرسلین
زینت لطف و کرم ہے نکہت شہر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
زینت دنیا ودیں ہے شان ختم المرسلین
باعث نور سحر ہے ان کی سیرت کا سماں
باعث حسن یقیں ہے شان ختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
بینش بزم فلک ہے عظمت نور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
بینش چشم زمیں ہے شان ختم المرسلین
ہر گھڑی انجم فدا ہے چشم عالم کی ادا
ساری دنیا سے حسیں ہے شان ختم المرسلین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم (سرگودھا)

نعت رسول ﷺ

اے شہ دوسرا خاتم الانبیاء

آپ سا دو جہاں میں کوئی نہ ہو
اے شہِ دوسرا خاتم الانبیاء
سوکھے لب ، میرے رب مسکرانے لگے
جونہی کہتا گیا، خاتم الانبیاء
آپ کے ہی وسیلے سے روشن ہوئے
عشق ، صبر و رضا ، خاتم الانبیاء
مجھ گنہگار ، بےکار ، بدکار کو
ذکر اپنا دیا ، خاتم الانبیاء
کس لیے ایک حلقۂ جنگ و جدل ؟
میرا دشمن ہوا ، خاتم الانبیاء
مجھ کو کملی میں اپنی چھپا لیجئے
آج بہرِ خدا ، خاتم الانبیاء
مجھ گنہ گار پر اور لطف کرم
التجا، التجا ، خاتم الانبیاء

حسین امجد (اٹک)

نعت شریف صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

منکر ختم نبوت! تجھے ادراک نہیں
حشر تک جیسے نبوت شہ ابرار کی ہے
ساتھ ایسے ہی رسالت شہ ابرار کی ہے
مقتدی دیکھے ہیں اقصیٰ میں پیامی سارے
واہ کیا شان امامت شہ ابرار کی ہے
اب مرے بعد نبی کوئی نہیں آئے گا
یاد رکھنا یہ حکایت شہ ابرار کی ہے
تا ابد جس کی ہے تعظیم و اطاعت واجب
وہ زمانے میں شریعت شہ ابرار کی ہے
منکر ختم نبوت! تجھے ادراک نہیں
کتنی دارین میں عزت شہ ابرار کی ہے
وجہ تخلیق دو عالم شہ کونین کی ذات
کیسی توقیر و فضیلت شہ ابرار کی ہے

داؤد تابش (فتح جنگ)

خاتم الانبیاء خلق کی ابتدا

سید اولادرسول قدسی (نیویارک امریکہ)

ہیں وہ نور خدا، کیوں نہیں مانتے
ہے یہ رب کا کہا، کیوں نہیں مانتے
نہ وہ رب سے جدا، رب نہ ان سے جدا
ہے یہ حق باخدا، کیوں نہیں مانتے
اعلیٰ تر مرتبہ، ان کا بعد از خدا
کہہ گئے انبیاء کیوں نہیں مانتے
خاتم الانبیاء خلق کی ابتدا
وصف میں انتہا، کیوں نہیں مانتے
ان کی ہر اک ادا، بحر خلق و وفا
ان پہ عالم فدا، کیوں نہیں مانتے
بخت ہے پر ضیا، لب پہ ان کی ثنا
خلد مسکن مرا، کیوں نہیں مانتے
سرور دوسرا ماہ عرش علی
ان سے ارض و سما، کیوں نہیں مانتے
ان کی نوری ردا، کل بروز جزا
سب کی ہے آسرا، کیوں نہیں مانتے
ان سے صادر ہوا، بے بدل معجزہ
چاند بھی چر گیا، کیوں نہیں مانتے
قدسئ بے نوا، ناعت مصطفیٰ
مہر چرخ جزا، کیوں نہیں مانتے

آپ کے بعد کوئی پیمبر نہیں خاتم الانبیاء

کلام۔اشفاق احمد غوری

وجہِ تخلیقِ کل رحمتِ عالمیں خاتم الانبیاء
آپ کے بعد کوئی پیمبر نہیں خاتم الانبیاء
شرق میں غرب میں اس جہاں اُس جہاں اور کوئی نہیں
آپ ہی کی نبوت یسار و یمیں خاتم الانبیاء
اور کوئی یہ دعویٰ کرے گا اگر تو وہ کذاب ہے
آپ نبیوں میں ہیں آخری بالیقیں خاتم الانبیاء
تو ہے سب سے کھرا اپنے اخلاق میں اپنے کردار میں
تیرا شہرہ جہاں میں ہے صادق امیں خاتم الانبیاء
سونپ دی ہے جہانوں کی ہر ایک شے آپ کو، ایک، نے
آپ کا ہے فلک آپ کی ہے زمیں خاتم الانبیاء
خاتم المرسلیں جس نے مانا تجھے اے حبیبِ خدا
ضو فشاں ہوگی محشر میں اس کی جبیں خاتم الانبیاء
آپ کے بعد جس نے کسی غیر کو انبیاء میں گنا
چھن گئی اس کے ہاتھوں سے دنیائے دیں خاتم الانبیاء

وہ جو میثاق نبیوں سے باندھا گیا

اس کا تھا مدعا خاتم الانبیاء ﷺ

نتیجۂ فکر: ڈاکٹر ظفر اقبال نوری (ورجینیا امریکا)

وہ جو میثاق نبیوں سے باندھا گیا اس کا تھا مدعا خاتم الانبیاء
بزمِ ہستی سجا کر دکھایا گیا معنیٰ لولاک کا خاتم الانبیاء
تھا وہ قصرِ نبوت کا منظر حسیں جس میں کوئی کمی تھی کہیں نہ کہیں
وہ جو آئے عمارت مکمل ہوئی رنگ کُھل کر کِھلا خاتم الانبیاء
وہ جو پہلے تھے جتنے پیمبر سبھی اپنے اپنے زمانوں کے تھے وہ نبی
آپ ہی کی نبوت ہوئی دائمی ابتدا، انتہا، خاتم الانبیاء
آگہی علم وحکمت تھے محوِ سفر جست بھرنے کو تھی جب کہ نوعِ بشر
ہر بلندی کی جانب ہوا راہبر آپ کا نقشِ پا خاتم الانبیاء
آپ کے بعد کوئی نبوت نئی اب ہو جاری کبھی بھی یہ ممکن نہیں
آپ کے رب کا فرماں ہے قرآن میں وہ ہے سچا خدا خاتم الانبیاء
آدم و ابنِ مریم تلک سب نبی جن کی دنیا میں قائم امامت رہی
صحنِ اقصیٰ میں سب مقتدی بن گئے آپ تھے مقتدیٰ، خاتم الانبیاء
آپ ہی سے ہوا روشنی کا سفر جگمگانے لگے سب زمانے ظفر
آپ شمس الضُّحیٰ آپ نُورِ خدا آپ کا مرتبہ خاتم الانبیاء

خاتم پیغمبراں ہونا ہے قطعی آپ کا

ازقلم: مولانا کیف الحسن قادری بہاری

مولانا کیف الحسن قادری زید مجدہ اہل سنت کے جواں سال نہایت ذہین وفطین بہترین عالم دین، باصلاحیت اور کہنہ مشق مدرس، زود گو اور قادر الکلام شاعر ہیں۔ آپ نظم ونثر دونوں پر کامل دسترس رکھتے ہیں۔ آپ کا تعلق اورائی ضلع مظفر پور اور صوبہ بہار سے ہے۔ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن اور خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ''خزائن العرفان'' کو ''تنویر القرآن'' کے عنوان سے منظوم فرما کر علمی وادبی دنیا میں ایک اہم کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ آپ کے قلم سے کنز الایمان اور خزائن العرفان کے تناظر میں اردو زبان میں قرآن مجید کا یہ بصیرت افروز منظوم ترجمہ وتفسیر چھے جلدوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے گا۔ تنویر القرآن کی پہلی اور دوسری جلد شیر بہار اکیڈمی جامعہ قادریہ مقصود پور اورائی مظفر پور بہار ہند سے چھپ کر سامنے آئی ہیں۔ تیسری اور چوتھی جلدیں منتظر طباعت ہیں اور آخری دو جلدیں ابھی تشنہ تکمیل ہیں۔ کنز الایمان اور خزائن العرفان کا منظوم ترجمہ وتفسیر کی سعادت کا اولیں سہرا آپ کے سر سجتا ہوا نظر آتا ہے۔ آپ کا منظوم ترجمہ وتفسیر اچھوتا، دلپذیر اور رواں دواں ہے۔ راقم الحروف کی خواہش پر آپ نے سہ ماہی مجلہ "خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" (انٹرنیشنل) کے دوسرے خصوصی شمارے کے لئے آیت ختم نبوت کا ترجمہ وتفسیر عنایت فرمایا ہے۔ جزاک اللہ خیرا کثیرا کثیرا۔ (سید صابر حسین شاہ بخاری قادری غفرلہ۔۔مدیر اعلیٰ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شیٔ علیمًا ()

ترجمہ:

(ہادیٔ اسلام شاہ دیں) محمد (بالیقیں)
ہاں تمہارے مردوں میں والد کسی کے بھی نہیں
ہاں (بہ ہر انداز) ہیں اللہ بر تر کے رسول
اور سب نبیوں کے پچھلے (گلشن حکمت کے پھول)
اور (حقیقی طور پر) ہے جانتا سب کچھ خدا
(اس کے علم پاک سے ہرگز نہیں کچھ بھی جدا)

(الاحزاب آیت ۴۰)

تفسیر:

(بادی اسلام شاہ دیں) محمد (بالیقین)
ہاں تمہارے مردوں میں والد کسی کے بھی نہیں
زید کے بھی باپ فی الواقع نہیں ہیں مصطفیٰ
یوں کہ ہوتی ان کی منکوحہ نہ حضرت کو روا!
قاسم وطیب تھے، ابراھیم وطاہر تھے
پسر سرورکون ومکان کے گو حقیقی طور پر
لیکن اس سن کو نہ پہنچے وہ کہ بے شک برملا
مرد کا اطلاق ان کی ذات پر ٹھہرے بجا
اپنے بچپن ہی میں رب پاک سے وہ جا ملے
پھول بن کر وہ نہ گلزار رسالت میں کھلے

(تفسیر الخازن جلد 3 ص 429 بیروت)

ہاں (بہ ہر انداز) ہیں اللہ برتر کے رسول
یاد رکھیں اس جگہ اے قارئین با اصول
پند کے گوہر لٹاتے ہیں سبھی پیغامبر
ان کی شفقت عام ہے ہر ایک خاص و عام پر
لازم الطاعۃ ہیں وہ اور واجب التوقیر ہیں
شان والے وہ بفضل خالق تقدیر ہیں
اس لیے کہلاتے ہیں وہ اپنی امت کے پدر
بلکہ ان کے حق ہیں اصلی باپ سے بھی بیشتر

(تفسیر الخازن جلد 3 ص 429 ط۔ بیروت)

لیکن اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھیں بالیقیں

امت اولاد حقیقی اس سے ہو جاتی نہیں
اور وراثت نیز احکام دگر اس کے سوا
حق میں امت کے نہیں ہوتے ہیں ثابت برملا

تفسیر الخازن جلد 3 ص 429 ط۔ بیروت

اور سب نبیوں کے پچھلے (گلشن حکمت کے پھول)
ان پہ ہو رب کے درود پاک کا پیہم نزول
ہیں یہ معنی آخر پیغمبراں ہیں مصطفیٰ
بند بے شک آپ پر باب نبوت ہوگیا
آپ کی پیغمبری کے بعد اب ہرگز کوئی
پانہیں سکتا کسی اسلوب سے پیغمبری
حتیٰ جب عیسی نزول اس دہر میں فرمائیں گے
تو وہ پہلے گرچہ ہیں تاج نبوت پاچکے
لیکن اپنائیں گے شرع مصطفیٰ بعد نزول
اور فرمائیں گے جاری اس پر ہر حکم واصول
آپ ہی کے قبلہ کی جانب پڑھیں گے وہ نماز
یعنی سوئے کعبۂ عظمی بحکم کارساز

تفسیر الخازن جلد 3 (صفحہ نمبر 429 ط۔ بیروت)

خاتم پیغمبراں ہونا ہے قطعی آپ کا
نیز وارد نص قرآنی ہے اس میں برملا
اور احادیث کثیرہ بھی صحاح پاک کی
جن کی ہے حد تواتر تک رسائی واقعی
الیقیں ان سب سے ثابت ہے کہ سلطان حرم
انبیاء میں سب سے پچھلے ہیں باندازِ اتم

مصطفیٰ کے بعد ہو سکتا نہیں کوئی نبی
نقش کر لیں ذہن میں اے طالبان آگہی

(_____________)

بعد از پیغمبری تاجدارِ ہاشمی
جو کہے ممکن ہے ملنا غیر کو پیغمبری
منکر ختم نبوت ہے وہ قطعی طور پر
اور کافر خارج از اسلام ہے وہ سر بسر

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد 15 صفحہ 630)(تفسیر آیت 4 الاحزاب)

کیف الحسن قادری
حال استاذ جامعہ گلشن فاطمہ
احمد نگر وشاکھاپٹنم آندھرا پردیش بھارت

Na'at

The Prophet Muhammad

Sall-Allah-o-alaih-i- wa aalihee wa sallum

He is Almighty Allah's Prophet last,
For all, in future, present and past.

Ahmad was his Biblical and Muhammad birth-name,
Whole humanity's purification was his sole aim.

The Quran was revealed upon the Prophet Muhammad,
Prophethood was sealed upon the Prophet Muhammad.

Obedience of the Prophet is that of the Omnipotent.
Torment is imminent for the Prophet's opponent.

He is well-wisher of the believers' welfare;
For the friends and foes, he is ever just and fair.

The Quran teaches us how to pay him reverence,
The Quran preaches us his high raised remembrance.

He is the luminous light for the whole universe,
Speaks o f his status each and every Quranic verse.

Indeed, Allah has blessed him with the Kausar
With His permission, he is penitents' intercessor.

His etiquettes are exalted, manners excellent,
Nowhere is his parallel or any other precedent.

His love is soul of Iman,
His"khulq" is the Holy Quran.

Allah accomplished His religion upon the Prophet Muhammad,
Allah perfected His benediction upon the Prophet Muhammad.

The Prophet worshipped Allah, in congregation, in solitude,
Allah consoled His Prophet upon the infidels' adverse attitude.

Allah Almighty sends blessings upon him
And, salute him in abundance all the Muslim.

Angels, animals, beasts and birds
Salute him all, be in single or herds.

For him, Allah has made sacred all land
Praise him pebbles of stone and particles of sand.

He is the chief of Adam's lineage
He gave the era of knowledge heritage.

Sall-Allah-o-alaih-i-wa aaihee wa sallum
Sall-Allah-o alaih-i-wa aalihee wa sallum.

By:Saleem Ullah Jundran(karachi)